عالم اسلام میں اپنی نوعیّت کی مُنفرد کتاب
ثبُوت حاضر ہیں!
قادیانیوں کے بدترین کفریہ عقائد و عزائم پر مبنی عکسی شہادتیں
ترتیب و تحقیق
محمّد متین خالد
BECK'S

ثبوت حاضر ہیں!

چیلنج

"ثبوت حاضر ہیں"

یہ کتاب، اپنے اندر
قادیانی مذہب کے بانی
آنجہانی، مرزا غلام احمد قادیانی
اس کے بیٹوں، اس کے نام نہاد خلفا اور دیگر قادیانیوں کی
مستند تصانیف اور اخبارات و رسائل کی
قابل اعتراض اور کفریہ عبارتوں کی عکسی نقول لیے ہوئے ہے
قادیانی جرائم کے یہ ثبوت
اتنے واضح ہیں کہ دنیا کی کسی بھی عدالت میں
ان عکسی دستاویزات کی صداقت کو چیلنج کرنا
کسی بھی قادیانی کے لیے ممکن نہیں ہے۔
ہم اس کتاب میں درج
تمام حوالوں اور عکسی نقول
کی صداقت کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں
اور قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد سمیت
دنیا کے تمام قادیانیوں (بشمول لاہوری گروپ) کو
چیلنج کرتے ہیں کہ
اگر اس کتاب میں موجود، کوئی بھی عکس غیر حقیقی ہو، یا
ایک بھی حوالہ من گھڑت پایا جائے
تو ہم اس کیلئے ہر قسم کی سزا پانے کے لیے تیار ہیں!
بصورت دیگر انہیں ضد اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر آخرت کی فکر کرتے ہوئے
اسلام کی آغوش میں آجانا چاہیے۔
ہے کسی قادیانی میں جرات جو ہمارے اس چیلنج کو قبول کرے؟

(مصنف)

عالم اسلام کی تاریخ میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

قادیانیوں کے بدترین کفریہ عقائد و عزائم پر مبنی عکسی شہادتیں

حضوری باغ روڈ ملتان

❑ نام کتاب	___	ثبوت حاضر ہیں!
❑ ترتیب و تحقیق	___	محمد متین خالد
❑ تعداد	___	ایک ہزار
❑ کمپوزنگ	___	فراز کمپوزنگ سنٹر
❑ ڈیزائننگ	___	عنایت اللہ رشیدی
❑ قیمت	___	=/300 روپے
❑ اشاعت اول	___	اکتوبر 1997ء
❑ اشاعت دوم	___	نومبر 1997ء
❑ اشاعت سوم	___	مارچ 1999ء
❑ مطبع	___	شرکت پرنٹنگ پریس۔ 43 نسبت روڈ لاہور
❑ ناشر	___	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' حضوری باغ روڈ ملتان

ملنے کا پتہ

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' حضوری باغ روڈ' ملتان۔ فون: 514122
- مکتبہ تعمیر انسانیت' غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ فون: 7237500

اپنے پیارے بیٹے

محمد بن متین

کے نام

جسے میں نے تحفظِ ختمِ نبوت کیلئے وقف کر دیا ہے
اللہ تعالیٰ اُسے سعادت کی زندگی اور شہادت
کی موت نصیب فرمائے کہ:

"شیر کی ایک دن کی زندگی، گیدڑ کی
سو سالہ زندگی سے بہتر ہے"

توجہ فرمائیں!

اس باب کے 16 مختلف ابواب ہیں۔ ہر باب اپنے موضوع کا مکمل احاطہ کرتا ہے۔ ہر باب کے شروع میں قادیانیوں کی متعلقہ گستاخیوں اور ہرزہ سرائیوں کو نمبرشمار لگا کر ایک ترتیب سے درج کر دیا گیا ہے۔ پھر اسی باب کے آخر میں اسی ترتیب کے ساتھ قادیانی کتب کے عکسی فوٹو دے دیئے گئے ہیں۔ مثلاً "اللہ تعالیٰ کی توہین" کے باب میں توہین نمبر5 کی عکسی فوٹو' اسی باب کے آخر میں حوالہ نمبر5 کے تحت دے دی گئی ہے۔ قادیانی کتابوں کے ٹائٹل کا فوٹو ہر حوالہ ساتھ بار بار دینے کی بجائے صرف ایک دفعہ دیا گیا ہے۔ اس کے لیے دیکھیں صفحہ نمبر16

مزید براں قادیانی تحریروں کو نمایاں کرنے کے لئے ان کے باہر موٹی آؤٹ لائن لگادی گئی ہے۔

ترتیب
عنوانات

3

اللہ تعالیٰ کی توہین 113

4

حضور نبی کریم ﷺ کی توہین 149

7

8

9

10

11

مسلمانوں کو گالیاں اور کفر کا فتویٰ 389

12

مسلمانوں سے معاشرتی بائیکاٹ 413

13

مرزا قادیانی کے حالات زندگی 437

15

شرمناک قادیانی تحریریں 795

16

متفرقات 833

فہرست ٹائٹل کتب

قادیانی عقائد کی بھیانک تصویر

قادیانیت' منکرین ختم نبوت کا ایسا گروہ ہے جسے انگریز نے عالم اسلام کی بیخ کنی کے لیے خود کاشت کیا اور پھر اس کے تمام مفاوات کا تحفظ کیا۔ یہ لوگ اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے کے باعث دن رات پوری امت مسلمہ' اسلام اور وطن عزیز کے خلاف تباہ کن ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں۔ یہ مار آستین ہیں۔ یہ لوگ بیرون ممالک میں اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام دشمن طاقتوں کی جاسوسی' اسلام کی تخریب اور پاکستان کی جڑیں کاٹنے کا کام کرتے ہیں۔ عالم اسلام کے اول دشمن اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب میں ان کا مشن پوری سرگرمی سے کام کر رہا ہے۔ اسرائیل کی فوج میں باقاعدہ قادیانی موجود ہیں۔ ان حالات میں اس فتنہ کے تدارک کی ذمہ داری امت محمدیہ ﷺ کے ہر فرد پر عائد ہوتی ہے۔ قادیانیت کے خلاف خواص و عوام میں ایک نیا شعور پیدا ہو رہا ہے جس سے قادیانیت کی زہر ناکیوں اور ریشہ دوانیوں کے خلاف نفرت کا احساس عام ہو رہا ہے۔

ان حالات میں عزیزی محمد متین خالد کا وجود ایک نعمت مترقبہ سے کم نہیں۔ وہ دینی حلقوں بالخصوص تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ انہیں مسئلہ ختم نبوت سے جو لگاؤ اور انس ہے' وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ آج کے نوجوانوں میں قادیانیت کا اتنا ماہر اور اس کے متعلق نئی معلومات سے باخبر شاید اور کوئی نہیں۔ تحفظ ختم نبوت پر ان کی متعدد کتابیں شائع ہو کر دوام شہرت پا چکی ہیں جو ان کے عشق رسول ﷺ پر شاہد ہیں' اب ان کی تازہ تصنیف "ثبوت حاضر ہیں" منظر عام پر آ رہی ہے۔ میں نے اس کتاب کے مسودہ کو اپنی مصروفیات اور ناسازی طبع کے باوجود بڑے غور سے پڑھا۔ مزید براں انہوں نے زبانی طور پر بھی مجھے اس

کتاب کے بارے میں بتایا۔

قادیانیت ایسے سنگین فتنہ کو سمجھانے کا یہ انداز' یہ تخیل' یہ فکر' اور یہ اسلوب بالکل نیا ہے جس کی مثال شاید پہلے سے موجود نہیں ہے۔ انہوں نے جس چھان پھٹک اور تحقیق سے قادیانیت کے سربستہ رازوں سے پردہ اٹھایا اور پوشیدہ گوشے بے نقاب کئے ہیں' اسے تمام دینی حلقوں میں یقینی طور پر سراہا جائے گا اور ہمیشہ یاد رکھا جائے گا اور انہیں اپنی محنت کی داد ملتی رہے گی۔

قادیانی کتب کے مستند حوالوں کی موجودگی میں اب قادیانیت کے کفر میں کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی' قادیانیوں کو آنکھیں بند کر کے نہیں بلکہ آنکھیں کھول کر اپنے عقائد کی بھیانک تصویر کو بنظر غائر دیکھنا چاہیے اور اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ یہ کتاب اپنی تحقیق کے لحاظ سے ایک ایسا چشمہ ہے جس سے قادیانی سیراب ہو کر مشرف بااسلام ہو سکتے ہیں اور یوں یہ کتاب مسلمانوں اور قادیانیوں دونوں کے لیے مفید ثابت ہو گی۔

عزیزی متین خالد کا کمال یہ ہے کہ اس نے بڑے سلیقہ اور مہارت سے قادیانیت کے "جن" کو یوں قابو کیا کہ اسے گھڑے کی مچھلی بنا دیا۔ اس سے نہ صرف اس کا اپنا قد بلند ہوا ہے بلکہ ملت اسلامیہ کو بھی بلند قامتی عطا ہوئی ہے۔ مجھے اس خوش قسمت نوجوان پر فخر ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خالد کی اس محنت شاقہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے اپنی بارگاہ اقدس میں قبول فرمائے اور اس کی عمر اور قلم میں برکت فرمائے تاکہ وہ پہلے سے بڑھ کر مزید اس محاذ پر کام کر سکے۔ آمین بحرمتہ نبی الامی الکریم

دعا گو

(جسٹس) پیر محمد کرم شاہ الازہری

جج سپریم کورٹ آف پاکستان

سجادہ نشین آستانہ عالیہ امیریہ

بھیرہ شریف۔ سرگودھا

قادیانیت کا اصل چہرہ

پاکستان ایک اسلامی ملک ہے جس کا سرکاری مذہب اس کے آئین کی رو سے اسلام قرار دیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں عقیدہ توحید اور عقیدہ ختم نبوت بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک حضور اکرم ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ ختم نبوۃ کا یہ عقیدہ تاریخ کے ہر دور میں' ہر مسلک کے مسلمانوں کے درمیان متفقہ طور پر موجود رہا ہے۔ اجماع امت کے حامل مسلمانوں کے اس عقیدے سے انحراف نہ صرف قرآن و سنت کی تعلیمات کے خلاف ہے بلکہ یہ اتحاد امت کو پارہ پارہ کرنے کی مذموم کوشش کے مترادف بھی ہے۔ اس عقیدہ کا تحفظ وطن عزیز کی جغرافیائی حدود کی حفاظت سے بھی زیادہ لازی ہے۔ یوں تو لاتعداد مسلمانوں نے تحفظ ختم نبوت' کی ترجمانی کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ مگر میں یہاں مفکر پاکستان حضرت علامہ اقبالؒ کے ان کلمات کا ذکر کرنا چاہوں گا جو انہوں نے پنڈت جواہر لعل نہرو سے بحث کے دوران ادا کئے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ "حضور ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان لائے بغیر کسی مسلمان کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا اور اب جو کوئی' کسی بھی قسم کا دعویٰ نبوت کرتا ہے' وہ جھوٹا' کاذب' کافر اور مرتد ہے۔" ربوہ والے حضور ﷺ کے بجائے نعوذ باللہ مرزا صاحب کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں جب وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم بھی ختم نبوت کے قائل ہیں تو ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور یہی وجہ ہے کہ پہلے قادیان اور اب ربوہ میں صرف "خلیفے" آ رہے ہیں' کوئی نبی نہیں آیا۔ لاہوری حضرات مرزا صاحب کو نبی نہیں صرف مصلح قرار دیتے ہیں حالانکہ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا تھا اور ان کی جھوٹی نبوت پر ایمان لانے والے لوگ بھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ ظاہر ہے کہ جھوٹی نبوت کے دعویدار کو مصلح ماننے والے بھی انہی کے بھائی بند ہو سکتے ہیں اور انہی کی صف میں شامل ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ قادیانی مسئلہ دور غلامی کی یادگار ہے۔ اگر ہم غلام نہ ہوتے تو یہ مسئلہ کبھی پیدا نہ ہوتا۔ گزشتہ تیرہ سو سال میں کسی بھی آزاد اسلامی یا

مسلمان ملک میں یہ مسئلہ پیدا نہیں ہوا۔ کسی بھی اسلامی یا مسلمان ملک میں کسی دیوانے یا پاگل نے بھی دعوئ نبوت کی جرات نہیں کی۔ ایران میں بہائی مذہب کے بانی کا جو حشر ہوا' اس سے کون ناواقف ہے؟ بہاء اللہ نے خود ہی اپنے آپ کو اسلام سے خارج کر لیا۔ مسلمان کہلانے کی اسے بھی جرات نہ ہوئی لیکن ایران نے اس کے باوجود اسے اور اس کے مقلدین کو برداشت نہ کیا۔ ہمیں افسوس ہے کہ آزادی کے بعد 26'27 سال تک ہم نے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش نہ کی' حالانکہ ہم نے یہ ملک اللہ' اس کے رسولؐ اور اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا۔ اگر ختم نبوت ہمارا جزو ایمان ہے تو رسول کریمؐ کو خاتم النبین ماننے کے بعد ختم نبوت کی مختلف تاویلیں کرتے ہوئے دعوئ نبوت کرنے والے اور اس جھوٹے نبی کی امت کے لیے پاکستان میں کیا جگہ رہ جاتی ہے؟ یہ پنجاب کی بدقسمتی تھی کہ یہ پودا اس سرزمین میں ہی لگ سکا اور اس نے یہیں نشوونما پائی۔ یہ پنجابیوں کی مذہب کے معاملے میں سادہ لوحی اور اسلام کی طرف سے عطا کردہ فراخدلی کا نتیجہ تھا کہ انگریز کا یہ خود کاشتہ پودا تناور درخت بن گیا۔

قادیانیوں کی امنگوں اور آرزوؤں کا مرکز قادیان ہے جو بھارت میں واقع ہے۔ یہ تصور ان کا جزو ایمان ہے کہ وہ ایک نہ ایک دن ضرور واپس قادیان جائیں گے۔ ان کے قادیان جانے کے دو ہی طریقے ہوسکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ قادیانی حضرات مشرقی پنجاب کو بزور بازو فتح کرکے قادیان پہنچیں' یہ بڑی ناقابل عمل سی بات ہے' ویسے بھی قادیانی حضرات جہاد پر یقین نہیں رکھتے اور ان سے توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ لڑ کر مشرقی پنجاب فتح کر سکیں۔ دوسرا ذریعہ اکھنڈ بھارت کا ہے۔ یعنی مغربی پاکستان بھی خدانخواستہ بھارت کا حصہ بن جائے یا پنجاب اور تین پاکستانوں میں تقسیم ہو جائے۔ جنہیں بھارت کی زیر سرپرستی بنگلہ دیش جیسا درجہ حاصل ہوجائے۔ ہمارے خیال میں یہ صورت کسی بھی باغیرت پاکستانی کو پسند نہیں ہوگی۔

قادیانیت کی تاریخ سے شناسا لوگوں کو علم ہوگا کہ قادیانیت کی تحریک کا واحد مقصد دنیا کے مسلمانوں کو احمدی بنانا تھا۔ وہ ہندوستان کو اس لیے اکھنڈ رکھنا چاہتے تھے کہ "وسیع بیس" سے اس مقصد کے لیے کام کیا جائے۔ وہ برصغیر کی تقسیم کو عارضی سمجھتے تھے۔ ان کے ان عزائم کی تصدیق قادیانیوں کے ترجمان روزنامہ الفضل قادیان کے 15 اپریل 1947ء کے اس شمارے سے بخوبی ہو جاتی ہے جس میں

قادیانی جماعت کے دوسرے سربراہ مرزا بشیرالدین کا سر ظفراللہ چوہدری کے بھتیجے کے نکاح کے موقع پر خطبہ شائع ہوا تھا۔ اس خطبہ میں قادیانی جماعت کے سربراہ نے بڑے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ "ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے اور ساری قومیں شیر و شکر ہو کر رہیں تاکہ ملک کے حصے بخرے نہ ہو۔۔۔ ممکن ہے عارضی طور پر کچھ افتراق پیدا ہو اور دونوں قومیں جدا رہیں مگر یہ حالت عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جلد دور ہو جائے۔ بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر رہیں۔"

سماجی اور سیاسی اعتبار سے یہ فرقہ خود کو سواد اعظم سے الگ تصور کرتا ہے۔ واقعات کے لحاظ سے یہ گروہ برطانیہ' اسرائیل اور بھارت کے ففتھ کالمسٹ کی حیثیت رکھتا ہے جو پاکستان میں سرگرم عمل ہے اور اس کی وفاداری بھی مشکوک ہے۔ انہوں نے تقسیم ہند کے بعد سے جان بوجھ کر اپنی جماعت کا ایک حصہ قادیان میں متعین کر رکھا ہے تاکہ ضرورت پڑنے پر ان سے کام لیا جائے۔ قادیانی حضرات خود ہی اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ سمجھتے ہیں' وہ مسلمانوں کو اپنے میں سے نہیں سمجھتے ان کے ساتھ شادی بیاہ نہیں کرتے' ان کی نماز اور جنازے میں شرکت نہیں کرتے۔ ان کی دعا میں ان کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر شامل ہونا پسند نہیں کرتے۔ ایسے طرز عمل کے بعد انہیں بطور مسلمان وہ تمام مراعات حاصل کرنے کا حق نہیں ہونا چاہیے جو انہیں وفاقی اور سول ملازمتوں میں میسر ہیں یا بینکنگ' صنعت اور زندگی کے دیگر تمام دوسرے شعبوں میں حاصل ہیں۔

قادیانی جماعت میں سے زیادہ پڑھا لکھا اور روشن خیال سر ظفر اللہ چوہدری تھے' لیکن انہوں نے بھی بانی پاکستان بابائے قوم حضرت قائداعظمؒ کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے کی بجائے غیر مسلم سفیروں کے ساتھ زمین پر بیٹھنا پسند کیا تھا اور جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ وزیر خارجہ ہیں لیکن جنازہ میں شریک نہیں ہوئے' اس کی وجہ کیا ہے؟ اس پر ظفر اللہ خاں نے کہا کہ "مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر خارجہ سمجھ لیا جائے یا مسلمان حکومت کا کافر وزیر خارجہ" عقیدہ کے لحاظ سے اس سے بڑھ کر کسی کی پختہ زناری اور کیا ہو سکتی ہے؟ اس طرح انہوں نے تاریخ میں یہ شہادت ریکارڈ کروائی کہ مسلمانوں کا مذہب الگ ہے اور قادیانی ان سے الگ ایک نئے مذہب کے پیروکار ہیں۔

علامہ اقبالؒ اس گروہ کو یہودیت کا چربہ قرار دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔

"کسی مذہبی تحریک کی اصل روح ایک دن میں نمایاں نہیں ہو جاتی۔ اچھی طرح ظاہر ہونے کے لیے برسوں چاہیں۔ تحریک کے دو گروہوں کے باہمی نزاعات اس امر پر شاہد ہیں کہ خود ان لوگوں کو جو بانی تحریک کے ساتھ ذاتی رابطہ رکھتے تھے، معلوم نہ تھا کہ تحریک آگے چل کر کس راستہ پر پڑ جائے گی؟ ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا تھا۔ جب ایک نئی نبوت..... بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت..... کا دعویٰ کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ درخت جڑ سے نہیں' پھل سے پہچانا جاتا ہے۔'"

("اسٹیٹسمین کے جواب میں"' حرف اقبال از لطیف شیروانی)

علامہ صاحب مزید فرماتے ہیں:

"ثانیاً" ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ بانی تحریک نے ملت اسلامیہ کو سڑے ہوئے دودھ سے تشبیہ دی تھی اور اپنی جماعت کو تازہ دودھ سے اور اپنے مقلدین کو ملت اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا تھا۔ علاوہ بریں ان کا بنیادی اصولوں سے انکار' اپنی جماعت کا نیا نام (احمدی)' مسلمانوں کی قیام نماز سے قطع تعلق' نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور ان سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ دنیائے اسلام کافر ہے' یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے اس سے کہیں دور ہیں' جتنے سکھ' ہندوؤں سے' کیونکہ سکھ ہندوؤں سے باہمی شادیاں کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ ہندوؤں میں پوجا نہیں کرتے۔" (اسٹیٹسمین کے جواب میں' حرف اقبال از لطیف شیروانی)

بھٹو حکومت کے دور میں ستمبر 1974ء میں پارلیمنٹ میں بڑی مفصل بحث کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا تھا۔ بھٹو حکومت نے اس طرح نوے سالہ پرانا مسئلہ حل کرنے کی سعادت حاصل ہونے کا بھی دعویٰ کیا تھا۔ یہ دعویٰ بے جا بھی نہیں تھا لیکن اس آئینی ترمیم کے بعد مروجہ تعزیرات میں ترمیم کے لیے جن قانونی اقدامات کی ضرورت تھی' ان کے اہتمام کو

بوجوہ موخر کر دیا تھا۔ اس مقصد کے لیے اس زمانے میں قومی اسمبلی میں ایک نجی مسودہ قانون بھی پیش کیا گیا لیکن اسے دبا دیا گیا تھا اور اس طرح مسلمانوں کے اس ضمن میں یہ مطالبات پورے نہ ہوسکے اور دس سال تک وجہ اضطراب بنے رہے بعد ازاں حکومت پاکستان کی طرف سے امتناع قادیانیت کے نام سے نافذ کئے جانے والے آرڈیننس سے قانونی اقدامات پورے ہو گئے۔ اس آرڈیننس کے نفاذ نے مسلمانوں کے مطالبہ' توقع اور خواہش پورا کرنے والے قانونی اور منطقی اقدام کا اہتمام کیا۔

قادیانیوں کے اسلام اور پاکستان دشمنی پر مبنی عزائم کے آگے بند باندھنے کے لیے جہاں قانونی و آئینی اقدامات ضروری ہیں وہاں' علمی محاذ پر ان کا تعاقب کرنا بھی بہت اہم ہے۔ اس حوالے سے متعدد اہل قلم نے اپنے اپنے انداز میں خدمات سرانجام دی ہیں۔ مگر نوجوان محقق جناب محمد متین خالد کی تازہ کاوش "ثبوت حاضر ہیں" قادیانیت کا اصل چہرہ بے نقاب کرنے کے حوالے سے اپنی مثال آپ ہے۔ متین صاحب تبریک و تحسین کے مستحق ہیں کہ انہوں نے کمال محنت سے قادیانی کتابوں کو کھنگال کر' قادیانی عقائد کی عکسی نقول کتابی صورت میں پیش کی ہیں۔ یہ ایک بلند پایہ تحقیقی کتاب ہے جو قادیانیوں کے متعلق نادر معلومات' حیرت انگیز انکشافات اور قادیانیوں کی مذموم سرگرمیوں کے خفیہ گوشوں کو لیے ہوئے ہے۔

یہ نہایت محنت طلب کام تھا جسے خالد نے بڑی خوبی سے نبھایا۔ میرے نزدیک یہ محض کتاب ہی نہیں بلکہ ایک ایسا تیشہ بھی ہے جو مسلمانوں کے اندر کی بے حمیتی کو توڑ کر انہیں تحفظ ختم نبوت کی شاہراہ پر گامزن کرے گا اور خود قادیانی بھی اس معرکہ آراء کتاب سے ایمان کی روشنی حاصل کرسکتے ہیں۔ مجھے امید ہے خالد کے اس کارنامہ کی ہر علمی حلقے میں قدر ہوگی۔ میں اس کے لیے تہہ دل سے دعاگو ہوں۔

مجید نظامی

چیف ایڈیٹر۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور

دعوت فکر

الحمدللہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے۔ جس کے آئین کے سیکشن 7 الف میں قرآن و سنت کی بالادستی کا اقرار کیا گیا ہے۔ قرآن و سنت کی رو سے عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی اساس ہے۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جس کی بدولت امت مسلمہ انتشار سے محفوظ ہے۔ یہی عقیدہ پوری امت مسلمہ کے اتحاد' یکجہتی' وحدت' استحکام اور سالمیت کا آئینہ دار ہے۔

قادیانی جماعت اس عقیدہ کی منکر ہے۔ قادیانیوں کا اس عقیدے سے انکار امت مسلمہ کی یکجہتی اور استحکام کو نقصان پہنچانے اور انتشار و تفریق پیدا کرنے کا باعث ہے' لہٰذا مسلمانوں کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ ایسی جماعت کی مذموم سرگرمیوں کے خلاف اپنا دفاع کریں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام اور قادیانیت دو الگ الگ مذاہب ہیں مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ نبوت و رسالت حضور نبی کریم ﷺ پر ختم ہو گئی ہے۔ جبکہ قادیانی حضرات مرزا غلام احمد کو نیا نبی اور رسول مانتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے نزدیک غیرقادیانی یعنی مسلمان' کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ دراصل قادیانیت' برطانوی سامراج کی بدترین یادگار ہے جو اس کی حمایت اور سرپرستی میں کام کر رہی ہے کہ ایک مذہب ہی نہیں بلکہ ایک ایسی تحریک بھی ہے جس کی اسلام اور پاکستان سے وفاداری مشکوک ہے۔ پاکستان کے مذہبی حلقوں کا ہمیشہ سے یہ تاثر رہا ہے کہ قادیانی حضرات امت مسلمہ کے ہر معاملے کی بھرپور مخالفت کرتے رہتے ہیں اور یہود و ہنود کے ہر اس منصوبے کی حمایت کرتے ہیں جس کا مقصد مسلمانوں یا اسلام کو نقصان پہنچانا ہو۔ ایسے شواہد بھی سامنے آئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے

کہ یہ لوگ اسلام دشمن طاقتوں سے تعاون کرتے ہوئے اسلامی عقائد اور تعلیمات کو مسخ کرنے اور ان میں تحریف کرنے کے لیے ان کے ایجنٹ کے طور پر بھی کام کرتے رہے ہیں۔ یہ اطلاعات بھی ملتی رہی ہیں کہ قادیانی لابی غیر محسوس طریقے سے پاکستان کو اندر ہی اندر سے کمزور کرنے میں مصروف ہے۔ کراچی اور پنجاب میں جو تخریب کاری' دہشت گردی اور قتل و غارت ہو رہی ہے' قادیانی لابی کو بھی اس ضمن میں شک کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ ہمارے بعض مذہبی حلقوں کا یہ خیال ہے کہ یہی وہ خفیہ ہاتھ ہے جو ملک کی معاشی ترقی اور استحکام کا دشمن ہے۔ خود علامہ اقبالؒ نے بھی اس خطرناک گروہ کی نشاندہی پنڈت جواہر لعل نہرو کے نام اپنے تاریخی مکتوب میں یہ کہہ کر' کردی تھی کہ "قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔"

1974ء میں پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر دوسری آئینی ترمیم کے ذریعے قادیانیوں کو ان کے کفریہ عقائد کی بنا پر آئین کے آرٹیکل 106 اور آرٹیکل 260 کی ذیلی شق (3) کے تحت غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ یہ ترمیم طویل صلاح مشورے' علمی بحث و مباحثے اور مسئلے کی مکمل چھان بین کے بعد جمہوری' پارلیمانی اور عدالتی طریقے پر کی گئی تھی۔ پارلیمنٹ میں انہیں غیر مسلم قرار دیئے جانے والے اجلاس میں یہ قرار داد بھی پیش کی گئی کہ "احمدی اندرونی اور بیرونی سطح پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں' حکومت پاکستان اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے ہوئے ان سرگرمیوں کے سدباب کے لیے فوری اور ٹھوس اقدامات کرے۔" درج بالا حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس گروہ کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے اور مسلمانوں کو ان کی حقیقت اور مذموم عقائد و عزائم سے آگاہ کیا جائے۔ مسلمانوں کے لیے جہاں عقیدہ ختم نبوت کی تفصیلات سے آگاہی ضروری ہے' وہاں ان کے لیے قادیانیوں کے اصل چہرے سے شناسی بھی ضروری ہے۔

میرے لیے یہ بڑی ہی خوشی کی بات ہے کہ نوجوان محقق جناب محمد متین خالد نے "ثبوت حاضر ہیں" کے نام سے ایک ایسی کتاب مرتب کی ہے جس میں

قادیانیوں کے عقائد و تعلیمات (جو کہ انتہائی قابل اعتراض ہیں) کو ان کی مستند کتابوں سے عکسی دستاویزی شہادتوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔ انہوں نے یہ دستاویز تیار کر کے جہاں قادیانیوں کے مکروہ چہرے کو بے نقاب کیا ہے' وہاں تحفظ ناموس رسالتؐ کے کارکنوں' علمائے کرام' اور وکلاء حضرات سمیت تمام مسلمانوں کو قادیانیت کے خلاف نئے علمی دلائل سے مسلح کیا ہے۔ یہ بات پورے ادراک سے کہی جاسکتی ہے کہ ان کی تحقیق سے نہ صرف مسلمانوں کو ایک نئی تڑپ' سوز جگر' اور دعوت فکر ملے گی' بلکہ اِس کتاب کے مطالعے سے قادیانیوں کو بھی اپنے عقائد پر نظرثانی کرنے کا سنہری موقع ملے گا اور ان تمام نام نہاد دانشوروں کی بھی جو ایک خاص منصوبے کے تحت انہیں مسلمان قرار دیتے ہیں' برین واشنگ ہوگی۔ قادیانیت کی اصل حقیقت کو سمجھنے کے لیے اس سے بہتر کتاب میری نظر سے نہیں گزری۔ انشاء اللہ یہ کتاب قادیانیت کے لیے آکاس بیل اور مصنف کے لیے اخروی نجات کا باعث ہوگی۔ میں اس عبقری نوجوان کو قادیانیت کا اصل چہرہ سامنے لانے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اس کی تحقیق و جستجو اور جذبہ تحفظ ناموس رسالت ﷺ کی تروتازگی کی دعا کرتا ہوں۔ آمین

لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل

(سابق) سربراہ آئی ایس آئی

اسلام آباد

جعلی نبوت کا خاتمہ

ہمارے عزیز محمد متین خالد نے اپنی تالیف "ثبوت حاضر ہیں" پر جب ہم سے تبصرہ کرنے کی درخواست کی تو ہم شش و پنج میں پڑ گئے کہ ہم اس پر کیا تبصرہ کریں کیونکہ "آفتاب آمد دلیل آفتاب" کے مصداق جب انہوں نے قادیانیوں کی اپنی تحریروں کی عکسی شہادتیں پیش کر دیں تو اب اس کے بعد مزید کسی ثبوت یا تبصرے کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ہمارے پیر و مرشد ہیں۔ انہوں امت مسلمہ کے بارے میں یہ کہہ کر بات ختم کر دی ہے کہ:

دل بہ محبوب حجازی بستہ ایم
زیں جہت با یک دگر پیوستہ ایم

امت مسلمہ کو باہم پیوستہ کرنے والا رشتہ ہی حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جو شخص اس رشتہ کو کمزور کرنے کی کوشش کرے گا' وہ اس امت کا دوست نہیں بلکہ دشمن ہو گا۔ وہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ عالم عربی کی حدود و ثغور بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات کی وجہ سے ہیں لہٰذا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم عربی سے ہے عالم عربی

عرب ممالک پہلے بھی موجود تھے لیکن عالم عرب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد وجود میں آیا۔ لہٰذا عالم عرب ہو یا عالم اسلام ہو' اس کی اساس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی قدر ہی ہے۔ اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است - جو شخص اس بنیاد کو کمزور کرے گا وہ بولہبی فرقے کا فرد شمار ہو گا۔ حضرت علامہ ؒ نے پنڈت جواہر لعل نہرو کے نام اپنے خط میں اسی لیے فرمایا تھا کہ احمدی صرف اسلام ہی کے غدار نہیں بلکہ وہ ہندوستان کے بھی غدار ہیں۔ انہوں نے ایک ایسی حکومت کی تقویت کے لیے لٹریچر تیار کیا جس نے سات سمندر پار سے آکر ہندوستان پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا تھا۔ حضرت علامہ ؒ کے نزدیک بہائی فرقہ قادیانیوں سے حد درجہ

زیادہ مخلص اور بہتر ہے کیونکہ بہائی کھلے طور پر اسلام سے بغاوت کا اعلان کرتے ہیں لیکن قادیانی فرقہ اسلام کے اندر رہ کر اس کی جڑیں کاٹنا چاہتا ہے۔ ہم ذوالفقار علی بھٹو کے زبردست ناقد ہیں لیکن اس کی یہ خدمت کبھی نہیں بھول سکتے کہ اس نے قادیانیوں کو اسلام سے خارج کر کے غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ یعنی جو کام قادیانیوں کو خود کرنا چاہیے تھا' وہ حکومت کو کرنا پڑا۔ سوال یہ ہے کہ قادیانی جب نئی نبوت کا اجرا کر کے مسلمانوں سے علیحدہ ہو چکے ہیں تو وہ ان کے اندر رہنے پر کیوں مصر ہیں۔ اب بھی وہ مردم شماری کے موقع پر اپنے نام مسلمانوں کے طور پر لکھواتے ہیں اور خود کو غیر مسلم ماننے پر تیار نہیں ہیں۔ وہ مسلمانوں کے اندر رہ کر ان کی جڑیں کاٹنا چاہتے ہیں لیکن خدا کا شکر ہے کہ اب ساری دنیا میں وہ غیر مسلم تسلیم کر لیے گئے ہیں۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب قادیانیوں کو ابھی غیر مسلم ڈکلیئر نہیں کیا گیا تھا کہ ہمارے کالج میں ایک قادیانی پروفیسر ہوا کرتے تھے جن کا نام رحمت علی تھا لیکن "مسلم" تخلص کرنے کے باعث وہ خود کو "رحمت علی مسلم" لکھا کرتے تھے۔ وہ پیریڈ پڑھانے کے لیے جس کلاس میں بھی جاتے' طلباء ان کے پہنچنے سے پہلے بلیک بورڈ پر ان کا نام "رحمت علی غیر مسلم" لکھ دیا کرتے تھے۔ ہم نے اس وقت اندازہ لگا لیا تھا کہ ایک نہ ایک روز قادیانی غیر مسلم قرار پا جائیں گے کیونکہ زبان خلق نقارہ خدا ہوتی ہے۔

حضرت علامہ اقبالؒ ختم نبوت کو خدا کا بہت بڑا احسان قرار دیتے ہیں کیونکہ اس ختم نبوت کے نظریے نے امت مسلمہ کو متحد رکھا ہوا ہے' وہ فرماتے ہیں کہ:

لا نبی بعدی ز احسان خدا است
پردۂ ناموس دین مصطفیٰؐ است

قوم را سرمایہ ملت ازو
حفظ سر وحدت ملت ازو

گزشتہ چودہ صدیوں میں یہی عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کے اتحاد کا ضامن رہا ہے۔ نبوت کے کتنے ہی دعویدار کھڑے ہوئے لیکن امت مسلمہ نے کبھی انہیں در خود اعتنا نہیں سمجھا۔ ہمارے نزدیک اگر کوئی مسلمان کسی مدعی نبوت سے اپنے

دعویٰ کے ثبوت میں کوئی معجزہ یا دلیل طلب کرتا ہے' وہ اپنی کمزوری ایمان کا مظاہرہ کرتا ہے۔ جب حضور اکرم ﷺ فرما گئے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے' تو اب کسی مدعی نبوت سے یہ کہنا کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی معجزہ دکھاؤ' درست نہیں ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ آپ اس کی سچائی کے امکان کے قائل ہیں۔ جب کوئی نبی آ ہی نہیں سکتا تو خواہ کوئی مدعی نبوت سورج کو مشرق کی بجائے مغرب سے نکال کر دکھا دے' ہم کیسے اس پر ایمان لا سکتے ہیں؟ اس لیے ہم مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے کے رد میں زیادہ بحث مباحثے کے قائل نہیں۔ ہمارے نزدیک اس کے جھوٹے ہونے کے لیے یہی دلیل کافی ہے کہ ہمارے حضور ﷺ نے فرما دیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

ہم جھنگ کالج میں پڑھایا کرتے تھے۔ ہمارے ایک ساتھی پروفیسر نظام خاں بڑے بذلہ سنج آدمی تھے۔ ایک مرتبہ وہ ایف اے کے امتحان میں سپرنٹنڈنٹ بن کر تعلیم الاسلام کالج ربوہ تشریف لے گئے۔ وہاں انہیں پندرہ بیس روز تک قیام کرنا پڑا۔ قادیانی رعب ڈالنے کے لیے اپنے بڑے لوگوں کی مہمانوں سے ملاقات کروایا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک روز سر ظفراللہ خاں جو ان دنوں عالمی عدالت کے جج تھے' نظام خاں صاحب سے ملنے آئے' انہوں نے خاں صاحب سے ازراہ مروت پوچھا کہ آپ یہاں ہمارے مہمان ہیں' آپ کو کوئی تکلیف تو پیش نہیں آئی؟ خاں صاحب نے جواب دیا کہ مجھے یہاں خطرہ ایمان تو محسوس نہیں ہوا لیکن خطرہ جان ضرور محسوس ہو رہا ہے۔ سر ظفر خاں نے حیران ہو کر پوچھا' کیوں؟ کسی کی طرف سے آپ کو دھمکی ملی ہے یا کسی طالب علم نے نقل کرنے کے لیے آپ پر دباؤ ڈالا ہے؟ خاں صاحب فرمانے لگے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے' لیکن یہاں کے پانی سے مجھے "دست شریف" لگ گئے ہیں۔ سر ظفراللہ بات کی تہ کو نہ پہنچ سکے۔ حیران ہو کر کہنے لگے کہ دست شریف؟ چہ معنی؟ خاں صاحب نے جواب دیا کہ جناب! چونکہ یہ "پیغمبری بیماری" ہے لہٰذا اس ڈر سے کہ کہیں اس کی توہین نہ ہو جائے یا آپ کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے' میں نے "دست شریف" کہہ کر عزت سے اس کا نام لیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کے بعد سر ظفراللہ کو پروفیسر نظام خاں سے دوبارہ ملاقات کی جرات نہیں ہوئی۔

سر ظفراللہ کو اسی قسم کی شرمندگی ایک اور موقع پر بھی اٹھانا پڑی۔ جنیوا

کے کسی ہوٹل میں وہ قدرت اللہ شہاب اور ان کی بیگم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ جب کوفتوں کی ڈش آئی تو قدرت اللہ شہاب کی بیگم کہنے لگی کہ خدا جانے یہ قیمہ کیسا ہے' اس لیے میں تو نہیں کھاؤں گی۔ سر ظفر اللہ کہنے لگے کہ جب ہوٹل والے کہتے ہیں کہ یہ حلال گوشت کا قیمہ ہے تو ہمیں حضورؐ کے اس فرمان پر عمل کرنا چاہیے کہ کھانے کے معاملے میں زیادہ شک و شبے میں نہیں پڑنا چاہیے۔ بیگم شہاب کہنے لگیں کہ یہ ہمارے حضور ﷺ کا فرمان ہے یا آپ کے حضور کا؟ اگر ہمارے حضور ﷺ کا فرمان ہے تو سر آنکھوں پر! اس پر سر ظفر اللہ خاں اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔

مدعیان نبوت پہلے بھی پیدا ہوتے رہے ہیں لیکن آج تک نبوت کا کوئی ایسا دعویدار پیدا نہیں ہوا تھا جس نے کسی قوت کے گماشتے کے طور پر نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ یہ شرف قادیان کے نبی کو حاصل ہے کہ اس نے ایک استعماری قوت کے ایجنٹ کے طور پر نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنی ممدوح قوت کی مدح میں کتابیں لکھ لکھ کر الماریاں بھر دیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس استعماری قوت کی رخصتی کے ساتھ ہی اس کی ایجنٹ نبوت بھی پاکستان سے رخصت ہو جاتی لیکن یہ ناخوشگوار فریضہ اہل پاکستان کو سرانجام دینا پڑا۔ "پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا" کے مصداق آج اسی جعلی نبوت کے خلیفہ برطانیہ میں مقیم ہیں اور عالم اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں میں معروف ہیں۔ امت مسلمہ کو یقین ہے کہ جس طرح نبوت کے سابقہ دعویدار نسیاً منسیاً ہو چکے ہیں' اسی طرح وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ خانہ ساز نبوت بھی اپنے فطری انجام کو پہنچ جائے گی کیونکہ "لا نبی بعدی" کا یہی تقاضا ہے۔

ہم اپنے عزیز محمد متین خالد کے شکر گزار ہیں کہ "ثبوت حاضر ہیں" کے عنوان سے کتاب لکھ کر انہوں نے جعلی نبوت کے خاتمے کے پراسس میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔ انہوں نے ہم سے دیباچہ لکھنے کا مطالبہ کیا تھا' لہٰذا "دیباچہ حاضر ہے!"

پروفیسر محمد سلیم

مدیر "سرراہے"

روزنامہ نوائے وقت لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شاہکار کتاب

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ امابعد

مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی سے جھوٹے مدعیان نبوت کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا' اس کا سلسلہ گزشتہ صدی کے دجال لعین مرزا غلام احمد قادیانی تک پہنچا ہوا ہے اور موجودہ دور میں اس دجال کی جھوٹی نبوت کی تبلیغ جاری ہے۔ یوں تو مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی تک تمام جھوٹے نبیوں نے اپنے اور اپنے مذہب پر ملمع سازی کی ایسی دبیز چادر چڑھانے کی کوشش کی جس کی وجہ سے عام مسلمانوں کے ذہنوں کی رسائی' ان کے اس مکر و فریب اور جھوٹ کی طرف بڑی مشکل سے ہوئی ہے لیکن مرزا قادیانی نے دجل و فریب میں تمام آئمہ تلبیس کو پیچھے چھوڑ دیا اور اپنے عقائد پر لفاظی اور ملمع کا ایسا لبادہ اوڑھے رکھا کہ ابتدا تو اکثر علماء کرام اس کے کفر کے بارے میں متذبذب رہے اور علماء کا ایک طبقہ تو مناظر اسلام کی حیثیت سے اس کا معتقد رہا۔ لیکن حق اور باطل کا امتیاز ہو کر رہتا ہے۔ جلد ہی مرزا کی اس ملمع سازی سے پردہ اٹھا اور علماء امت نے متفقہ طور پر مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کے کفر کا فتویٰ صادر فرمایا۔ یہ اس امت محمدیہ ﷺ پر علماء حق کا بہت بڑا احسان ہے' پاکستان بننے کے بعد بھی ہمارے مسلمانوں اور حکمران طبقے کی اکثریت' قادیانیت کی اس ملمع سازی کے دامن میں جکڑی رہی اور اس مسئلہ کو فرقہ وارانہ حیثیت دے کر عام طور پر قادیانیوں کی بے جا حمایت کرتی رہی۔ علماء کرام نے ابتدا ہی سے قادیانیت کے اس فریب کا پردہ چاک کرنے کے لیے ان کے عقائد کی روشنی میں کتابیں تحریر کیں اور عام مسلمانوں

تک قادیانیوں کے کفریہ عقائد پہنچاتے رہے تاکہ مسلمان قادیانیت کے فریب سے بچ سکیں۔ میری رائے میں جتنے جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوئے' ان میں دجل و فریب اور تلبیس کے اعتبار سے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کو پہلے نمبر پر قرار دیا جاسکتا ہے۔ ایک جھوٹی نبوت اور اس کے اوپر تسلسل سے جھوٹ' مرزا قادیانی کا طرۂ امتیاز ہے۔ ایک ہی کتاب میں کئی جھوٹی اور متضاد باتیں درج ہیں۔ کون سی بات سچ ہے اور کون سی جھوٹی؟ خود مرزا قادیانی بھی اس کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا تھا۔ مرزا قادیانی سے لے کر موجودہ خلیفہ مرزا طاہر تک بڑے اطمینان سے اپنی اور اپنے بڑوں کی باتوں سے اس طرح انکار کر دیں گے کہ آدمی حیرت میں مبتلا ہو جائے۔ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جھوٹ بولنے کا محاورہ غالباً مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ تحریری خط و کتابت اور زبانی گفتگو دونوں میں مرزا قادیانی کا طریقہ کار یہی رہا کہ عین وقت پر جھوٹ بول کر اپنی سابقہ گفتگو کا انکار کر دیتا تھا۔ اسی بنا پر عام طور پر علماء کرام نے مرزا قادیانی سے گفتگو' زبانی کی بجائے تحریری کرنا مناسب سمجھی' اس میں بھی وہ اپنی تحریر سے منکر ہو جاتا۔ 1974ء میں جب مرزا قادیانی کے خلیفہ مرزا ناصر پر' مولانا مفتی محمود رحمتہ اللہ علیہ نے اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار کی وساطت سے قادیانی عقائد کے سلسلے میں سوالات کیے تو مرزا ناصر احمد مکمل طور پر مرزا قادیانی کی تحریروں کا انکار کر دیتا۔ اس پر مفتی محمود' مولانا غلام غوث ہزاروی اور دیگر علماء کرام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تعاون سے کتاب پیش کرتے تو بعض دفعہ ان کتابوں سے بھی انکار کر دیتا۔ یہ طریقہ آج کل مرزا طاہر نے نہ صرف خود اختیار کیا ہوا ہے بلکہ اپنی ذریت کو بھی ہدایت کی ہوئی ہے کہ جب بھی علماء ان سے گفتگو کریں اور کوئی کتاب پیش کریں تو صاف طور پر ان کتابوں اور حوالہ جات سے منکر ہو جاؤ۔ اس بنا پر بعض مرتبہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ مرزا کی وہ کتابیں جو نایاب ہو رہی ہیں' ان کو محفوظ کیا جائے تاکہ قادیانیوں کے خلاف عدالتی کارروائیوں یا مباحثوں میں ان کتابوں کو پیش کیا جاسکے۔ بہرحال مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کے اس طرز عمل کی وجہ سے قادیانی کتب اور حوالہ جات کو محفوظ

کرنے کی ضرورت تھی اور بے شمار کتابوں کی طباعت ایک مشکل مرحلہ تھا۔ خدا بھلا کرے عزیزم متین خالد صاحب کا جن کو اللہ تعالٰی نے قادیانیت کی تردید کا خصوصی ملکہ اور شغف عطا فرمایا ہے اور اس سلسلے میں ان کی تصانیف کو عام لوگوں میں مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ انہوں نے پہلے قادیانیوں کے ایک ایک کفریہ عقیدہ کو ان کی کتابوں سے چن کر ایک جگہ جمع کیا۔ پھر ان کفریہ عقائد کے بارے میں قادیانیوں کی کتابوں سے حوالہ جات جمع کئے اور ہر عقیدہ کے ساتھ قادیانیوں کی کتاب سے فوٹو لے کر اصل حوالے کو بھی طباعت میں شامل کر دیا۔ اس طرح قادیانیت کے تمام جھوٹے عقائد بھی ایک جگہ جمع ہوگئے اور اس کے ساتھ تمام حوالہ جات اپنی اصلی کتابوں کے فوٹو کی صورت میں جمع ہوگئے اور یوں قادیانیت پر اصل حوالہ جات کے حوالہ سے ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع ہوگیا ہے جو عدالتی کارروائیوں' مناظروں اور مباحثوں میں ریکارڈ اور ثبوت کے طور پر پیش کیا جاسکے گا۔ یہ کتاب اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے اور اپنے موضوع کے اعتبار سے ایک شاہکار ہے۔ ساڑھے آٹھ سو سے زائد صفحات پر مشتمل اس کتاب کے مطالعے سے ہر مسلمان قادیانیت کے ایک ایک پہلو سے نہ صرف آگاہ ہو جائے گا بلکہ قادیانیت کے تمام عقائد اور عزائم روز روشن کی طرح واضح ہو جائیں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تالیفات میں یہ ایک گرانقدر اضافہ ہے۔ اللہ تعالٰی اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اسے مسلمانوں کے لیے نافع بنائے اور ہر مسلمان کو قادیانیت کے شر سے محفوظ فرمائے۔

وصلی اللہ علی نبیہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین

(مولانا) محمد یوسف (لدھیانوی) عفا اللہ عنہ

مرکزی نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان (کراچی)

قادیانیت کا KLEDO SCOPE

تمام دنیا کے اہل ادیان، جن میں عیسائی، یہودی اور مسلمان سبھی شامل ہیں، ان کا عقیدہ اور عمل یہی ہے کہ کسی شخص یا گروہ کے کسی امت میں شامل قرار دیئے جانے یا اس سے خارج کئے جانے کی بنیاد عقیدہ "نبوت" ہے۔

ایک شخص سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی تسلیم کرتا ہے اور ان کے بعد مبعوث ہونے والے رسول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو تسلیم نہیں کرتا، اسے یہودی کہا جائے گا۔ کوئی مذہب اور دنیا کا کوئی ملک حتی کہ دھریہ ممالک بھی، اس شخص کو عیسائی تسلیم نہیں کریں گے۔ اور اگر یہ شخص باوجود عیسیٰ علیہ السلام کو رسول تسلیم نہ کرنے کے--- یہ اصرار کرے کہ اسے عیسائی مانا جائے تو اس کے اصرار کو سیاسی اور دینی، دونوں طبقے اصرار بے جا قرار دیں گے اور اس کی دماغی صحت کو مخدوش تصور کریں گے یا اس کے اس اصرار کو اس کی نیت کے فساد اور عیسائیوں کے خلاف اس کی کسی سازش پر مبنی سمجھیں گے۔

اسی طرح، ایک ایسا شخص جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بعد، سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو اللہ کا برحق نبی مانتا ہے، جونہی وہ ان کی نبوت کو تسلیم کرنے کا اعلان کرے گا، اسے یہودیوں سے خارج اور عیسائیوں میں شامل سمجھا جائے گا اور اگر یہ شخص اس پر احتجاج کرے کہ جب وہ موسیٰ علیہ السلام ایسے عظیم اور صاحب شریعت و ناسخ شریعت سابقہ نبی کو تسلیم کرتا ہے، اور ان کے بعد اس نے جس حضرت مسیح علیہ السلام کو نبی اللہ تسلیم کیا، تو یہ نبی نہ تو نئی شریعت لائے تھے اور نہ ہی انہوں نے شریعت موسوی کو منسوخ قرار دیا بلکہ وہ تو شریعت عیسوی کے مجدد تھے، ان کو نبی تسلیم کرنے سے اسے یہودیوں سے خارج کیوں قرار دیا جا رہا ہے اور یہ مطالبہ کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی ماننے کے باوجود اسے یہودیوں ہی میں شامل سمجھا جائے اور یہودی سٹیٹ میں جو حقوق ایک یہودی کو حاصل ہیں، اسے وہ دیئے جائیں تو آج کی دنیا کے مذہبی اور دھریہ، دونوں قسم کے

ممالک اس کے اس دعویٰ اور مطالبہ کو رد کر دینے پر مجبور ہوں گے اور اسے یہودیوں سے خارج اور عیسائیوں میں شامل تصور کریں گے اور اسی کی بنیاد پر اس کے سیاسی' معاشرتی' معاشی اور مذہبی حقوق و فرائض کا تعین ہو گا۔

یہ قانون ابتدائے آفرینش سے جاری ہے' کل بھی اسے بین الاقوامی حیثیت حاصل تھی اور آج بھی کمیونسٹ' عیسائی' یہودی' ہندو' پارسی اور لامذہب (سیکولر) ممالک اور اقوام اس قانون کو تسلیم کرتی ہیں اور دنیا کا پورا نظام سیاست و مذہب اسی کے مطابق چل رہا ہے۔

نہ کل "نبوت" کی بنیاد پر قومیت اور مذہب کی تبدیلی کو بے جا تعصب' تنگ ولی اور باہمی نفرت کا نام دیا گیا اور نہ آج کوئی عیسائی' یہودی اور کمیونسٹ اس پر نکتہ چینی کا جواز رکھتا ہے۔

ملت اسلامیہ از اول تا ایں دم' سید الرسل' امام الانبیاء' احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور سلسلہ نبوت کی آخری کڑی تسلیم کرتی ہے اور حضور ﷺ کے عہد میں' مسیلمہ کذاب سے آج تک ہر مدعی نبوت کو' مسلمانوں نے حضور اکرم ﷺ کی امت سے خارج قرار دیا ہے اور ان سے تمام معاملات اسی خروج از ملت اور دین کو ترک کرنے والوں ہی کی حیثیت سے کئے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی' حضور سرور کونین ﷺ کی امت سے معاملہ اسی اساس پر کیا ہے جو "دعویٰ نبوت" کو تسلیم کرنے اور نہ کرنے کی صورت میں' ابتدائے آفرینش سے آج تک معمول رہا ہے۔ (اس اضافے کے ساتھ کہ انہوں نے مسلمانوں کو اپنی چراگاہ بنایا)

مرزا غلام احمد قادیانی نے سن شعور کے بعد اپنے خاندان کی روایات کے مطابق' انگریزی حکومت سے رابطہ قائم کیا اور بات باقاعدہ ملازمت تک پہنچی۔ ملازمت کے دوران اس کا تعلق عیسائی مشنریوں سے ہوا اور وہ تعلق گہرا ہوتا چلا گیا۔

ترک ملازمت کے بعد مرزا قادیانی نے ایک جانب عیسائی پادریوں سے مناظرے شروع کئے اور دوسری طرف عیسائی حکومت کو اللہ ذوالجلال کا سایہ عاطفت قرار دیا اور ہندوستان و بیرون ہند' انگریزی حکومت کی اطاعت کو مذہبی فریضہ قرار دیا اور برطانوی حکومت کی مخالفت کو نمک حرامی اور دین اسلام سے

انحراف ثابت کرنے کی مسلسل کوشش کی۔

آنجہانی مرزا غلام احمد اپنے دعوی الہام سے وفات تک' انگریزوں کے لیے جاسوسی کو دینی کام تصور کرتا رہا اور ایسے مسلمانوں اور غیر مسلمین کے کوائف وائسرائے ہند کو بھجواتا رہا جو خفیہ یا اعلانیہ' برطانوی حکومت کے مخالفت تھے یا ہندوستان آزاد کرانے کی جدوجہد کے معاون تھے۔ (ملاحظہ فرمائیں اس کتاب کا باب "انگریز کی خدمات")

اسی دوران مرزا غلام احمد قادیانی نے ان تمام مسلم ممالک میں اپنی کتابیں شائع کیں اور بعض ممالک میں مبلغ بھی بھجوائے جو ان لوگوں کی جاسوسی کرتے تھے جو برطانیہ کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کر رہے تھے اور انگریز انہیں اپنے بیہمانہ مظالم کا نشانہ بنائے ہوئے تھے (بالخصوص عرب ممالک اور افغانستان و ترکی) اور یہ قادیانی کارکن' ان ممالک کے باشندوں کو "جہاد" کے بارے میں بددل کرتے تھے۔

ایک عرصے تک' مختلف قسم کے مذہبی دعاوی کے بعد' مرزا غلام احمد قادیانی نے' نبوت کا دعویٰ کیا۔ مسلمانوں کا ایک اہم طبقہ مرزا قادیانی کو' آغاز ہی سے مخدوش انسان تصور کرتا تھا۔ اس کے الہامات کو وہ "دعویٰ نبوت" یا اس دعویٰ کی تمہید قرار دیتا تھا اور مرزا مسلسل و پیہم دعوی نبوت سے انکار بھی کرتا تھا' ختم نبوت کو اساس ایمان بھی تسلیم کرتا تھا اور برملا کہتا تھا کہ میں نبوت کا دعوی کروں تو اسلام سے خارج اور کفار میں شامل تصور کیا جاؤں گا۔ لیکن جب اس نے واضح الفاظ میں اور قسمیں اٹھا کر اپنے آپکو نبی کی حیثیت سے پیش کرنا شروع کر دیا تو مسلمانان ہند نے چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ کے اجماع کے مطابق مرزا قادیانی کو کافر' مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔

مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین اختلاف کا آغاز تو مرزا قادیانی کے دعاوی سے ہوا' دعوی نبوت نے اس اختلاف کو فیصلہ کن مرحلے میں داخل کر دیا' اسی دوران مرزا نے' دوسرے جملہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے بالمقابل اپنی انفرادیت اور عظمت کا ادعا کیا تو امت مسلمہ کے جذبات میں اور زیادہ شدت پیدا ہوئی' مرزا قادیانی نے بعض انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام بالخصوص سیدنا مسیح علیہ السلام اور انہی کے ساتھ سیدنا ابوبکر صدیق ؓ سیدنا علی مرتضیٰ ؓ سیدنا حسین ابن علی ؓ' اہل بیت ؓ اور بعض دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی شان میں

گستاخیاں کیں اور اپنے آپ کو ان سب سے برتر اور افضل ثابت کرنے کی کوشش کی تو اس کا ردعمل بھی شدید صورت میں رونما ہوا۔

یہ سلسلہ جاری ہی تھا کہ مرزا قادیانی اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ اس کے مرنے (مئی 1908ء) کے بعد' حکیم نورالدین بھیروی' خلیفہ بنا۔ حکیم نورالدین' کو چونکہ غم تھا کہ جس گدھی پر وہ فائز ہوئے ہیں' آخر کار' یہ مرزا غلام احمد کے گھر ہی واپس لوٹے گی' لہٰذا 14-1913ء میں جب مرزا محمود' حکیم نورالدین کی اولاد اور متعدد اکابرین' جن میں مولوی محمد علی' خواجہ کمال الدین وغیرہ زیادہ اہم تھے' ان سب کو پچھاڑ کر' جماعت پر مستولی ہو گئے تو ان سے شکست کھانے والوں' مولوی محمد علی' خواجہ کمال الدین وغیرہ نے لاہور کو اپنا مرکز بنایا اور کچھ دنوں بعد جب انہوں نے دوبارہ مسلمانوں سے قریبی تعلق رکھنے کی ضرورت شدت سے محسوس کی تو وہ اپنے اس بنیادی عقیدے سے ہی منحرف ہو گئے کہ وہ مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں (درآنحالیکہ وہ اس سے پہلے اپنے حلفیہ بیانات میں' برملا مرزا غلام احمد کو نبی اور اس کے نہ ماننے والوں کو کافر قرار دیتے رہے تھے)۔

دوسری طرف مرزا محمود نے جماعت پر قابض ہونے کے فوراً بعد' انگریز سے اپنا رشتہ مستحکم کیا' جنگ عظیم اول (1914ء' 1919ء) میں نہ صرف یہ کہ انگریز کی کھلم کھلا حمایت کی بلکہ جب انگریز بغداد پر قابض ہوا تو مرزا محمود نے اس پر انتہائی مسرت کا اظہار کیا' قادیان میں شیرینی تقسیم ہوئی اور چراغاں کیا گیا' ایسی ہی خوشی کا اظہار' ترکی کی شکست اور دوسرے مسلمان ملکوں پر انگریزی اقتدار کے مستحکم ہونے کے مواقع پر کیا گیا۔

جنگ عظیم اول کے بعد' مرزا محمود نے اپنی جماعت کی سیاسی برتری کے ساتھ ساتھ معاشی استحکام کو زیادہ اہمیت دی اور بالخصوص معاشی میدان میں مسلمانوں کی پسماندگی سے فائدہ اٹھا کر اپنی جماعت کی معاشیات کو مستحکم کیا' اور نوبت بایں جارسید کہ جہاں قادیانی' حکومت کے دفاتر میں گھسے اور انہوں نے اپنے ساتھیوں کے لیے سرکاری محکموں میں مواقع فراہم کئے' وہاں قادیان میں یہاں تک ہو گیا کہ قادیانی' قادیان کے مسلم دکانداروں سے "تجارتی معاہدہ" کے عنوان سے ایک فارم پر کرایا کرتے جس میں دوسری اہم شرائط کے علاوہ یہ عہد ہوتا کہ وہ کسی ایسے گروہ سے تعلق نہیں رکھیں گے جو مذہبی بنیادوں پر قادیانیوں کا مخالف ہو اور وہ اپنے محلوں میں چھوٹے چھوٹے مسلمان دکانداروں سے سالانہ ٹیکس قسم کی رقوم

حاصل کیا کرتے تھے۔

ان عوامل نے مسلمانوں اور قادیانیوں میں نزاع کو' زندگی کے تمام شعبوں تک وسیع کر دیا اور جب قادیانیوں نے اپنے سے اختلاف کرنے والے قادیانیوں تک کو' قادیان بدر کرنے انہیں سوشل' اقتصادی اور معاشی بائیکاٹ کا ہدف بنایا اور 1937ء میں عبدالکریم مباحلہ اور حکیم عبدالعزیز پر قاتلانہ حملہ کیا گیا اور فخرالدین ملتانی ایسے فعال دگرم جوش قادیانی کو قتل کر دیا گیا تو مسلمانوں نے اس گروہ کی جارحانہ ذہنیت کو اپنی حقیقی صورت میں سمجھا اور انہوں نے یہ محسوس کیا کہ ملت اسلامیہ کو قادیانیوں سے صرف اعتقادی ارتداد ہی کا نہیں' معاشی' معاشرتی اور مجلسی استبداد کا بھی خطرہ ہے اور سیاسی پہلو سے قادیانی' مسلمانوں کے جس قدر دشمن ہیں' اتنا دشمن شاید انگریز بھی نہیں۔

حالات و واقعات کے اس تسلسل کے دوران کانگرس کا عروج ہوا تو مرزا محمود نے پنڈت جواہر لال نہرو سے گرمجوشانہ تعاون کا رشتہ استوار کیا اور اگرچہ پنڈت نہرو' انگلستان کے ایک سفر سے واپسی کے بعد' اس کا برملا اظہار اپنے خصوصی رفقاء سے کر چکے تھے کہ انگریز کو ہندوستان بدر کرنے کی مہم کی کامیابی کا ایک اہم تقاضا یہ ہے کہ قادیانیوں کی قوت کمزور ہو۔۔۔۔ مگر جب پنڈت نہرو نے ڈاکٹر شنکر داس کے اس نقطہ نظر کو اپنا لیا کہ ہندوؤں کے قومی مقاصد کے لیے ایک "ہندوستانی نبی" بہت زیادہ مفید ہے اور یہ "ہندوستانی نبی" ہی ہو سکتا ہے جو عرب اور مدینہ سے مسلمان کا رشتہ کمزور کر کے' ایک بھارتی قصبہ قادیان سے اس کا تعلق مضبوط کرے تو پنڈت نہرو قادیانیوں کے سرپرست کی حیثیت سے اٹھ کھڑے ہوئے تا آنکہ علامہ اقبال علیہ الرحمہ کو میدان میں کودنا پڑا اور انہوں نے عقائد کی اہمیت' قوموں کے اجتماعی شعور' ملت اسلامیہ کی اساس ختم نبوت ایسے اہم عنوانات پر دلائل و براہین سے بحث کی جو مذہب کے اعتقادی اور امت مسلمہ کے اجتماعی پہلوؤں پر' مدت تک دانشوروں اور سیاستدانوں کے لیے مشعل ثابت ہو گی' علامہ نے ایک جملے میں ایک عظیم حقیقت بیان کر دی۔ فرماتے ہیں۔

"جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں تو پھر سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل ہونے کے لیے کیوں مضطرب ہیں؟"

انگریز اور ہندو' دونوں کی مصلحتوں کا تقاضا یہی تھا کہ وہ قادیانیوں کو

مسلمانوں میں شامل رکھیں' اور اس جونک کو ملت اسلامیہ کا خون چوسنے کا موقعہ زیادہ سے زیادہ فراہم کریں اور اس مدعی نبوت کے طفیل امت محمدیہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام میں انتشار کی جو خلیج وسیع ہو' اس سے کماحقہ فائدہ اٹھالیں۔ انگریز جب بے بسی کے عالم میں' برصغیر سے بھاگنے لگا تو اس نے اس عالم سراسیمگی میں بھی اپنے ہوش و حواس بحال رکھے اور بانی پاکستان کو مجبور کر دیا کہ وہ قادیانیوں کے سرخیل سر ظفراللہ کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنائیں۔

وزارت خارجہ ایسے اہم ترین منصب کے علاوہ قادیانیوں نے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت' حکومت کے حسب ذیل محکموں پر قابض ہونے کی اسکیم بنائی اور وہ اس میں کامیاب ہوئے' محکمے یہ تھے۔

(1) فوج (2) پولیس (3) ایڈمنسٹریشن (4) ریلوے (5) فنانس (6) سائنس (7) کسٹمز (8) انجینئرنگ

قادیانی حکومت کے اعلیٰ ترین مناصب پر فائز ہوئے اور ان مناصب سے انہوں نے وہ دونوں فائدے حاصل کئے جو آنجہانی مرزا محمود احمد نے ان الفاظ میں واضح کئے تھے۔

"پہلے بھی اس طرح کمائے جائیں کہ ہر صیغے میں ہمارے آدمی موجود ہوں اور ہر جگہ ہماری آواز پہنچ سکے اور ہماری جماعت فائدہ اٹھا سکے" (روزنامہ الفضل ربوہ 11 جنوری 1954ء)

اسی کے ساتھ ساتھ قادیانی اس کوشش میں مصروف رہے کہ پاکستان کے کسی ایک علاقے کو' خالص قادیانی علاقہ بنایا جائے۔ 1952ء میں انہوں نے "بین الاقوامی سیاسی سازش" کے تحت بلوچستان کو "قادیانی علاقہ" بنانا چاہا مگر بات نہ بن سکی تو اس کے بعد انہوں نے جہاں ربوہ کو ایک مضبوط مرکز بنانے کے لیے خصوصی کوششیں کیں' وہاں انہوں نے حکومت کے تمام اہم شعبوں کو اس طرح گرفت میں لیا کہ قادیانی پورے نظام حکومت کو اپنے سیاسی ذہن کے ساتھ لے چلنے میں بسا اوقات کامیاب ہوئے۔

1969ء کے انتخابات میں قادیانیوں نے پہلی مرتبہ کھل کر ایک سیاسی طالع آزما جماعت کی صورت اختیار کی اور معرکہ انتخاب میں کودے۔ پیپلز پارٹی کے حلیف بنے اور کیمونسٹوں سے مل کر انہوں نے ریاست کو سیکولر بنانے اور زندگی کے تمام شعبوں بالخصوص سیاسی محاذ پر مسلمانوں کی نمائندگی کی سند حاصل کرنے کی

بھرپور کوشش کی۔

1971ء میں پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ قائم ہوئی تو مرزا ناصر نے بار بار انتخابی معرکوں میں قادیانی کارکنوں کی خدمات کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا اور اندرونی سطح پر مرزا طاہر احمد کے ذریعہ مسٹر بھٹو اور مسٹر کھر سے مضبوط تعلقات قائم رکھے اور اس کوشش میں بڑی حد تک کامیاب بھی رہے کہ حکومت پاکستان کی پالیسیاں قادیانیوں کے حسب منشا طے ہوں' قادیانیوں سے شدید مذہبی اختلاف رکھنے والوں کو حکومت کے ہاتھوں ختم یا بے اثر کیا جائے اور مثبت طور پر قادیانی حکومت کے ہر شعبہ اور اقتصادی مفادات سے متعلق محکموں میں کار فرما قوت بن جائیں۔

17 اپریل 1972ء کو یہ حیرت انگیز واقع رونما ہوا کہ پاکستان کے عظیم دوست' چین کے سفیر نے ربوہ کا خفیہ دورہ کیا' تقریباً" 42 گھنٹے وہ ربوہ میں رہے' مگر اس کی خبر کہیں شائع نہ ہوئی۔ (ہفت روزہ المنبر فیصل آباد نے اپنی 28 اپریل 1972ء کی اشاعت میں اس خفیہ دورے کی مکمل داستان شائع کی' بعد ازاں ہفت روزہ لولاک فیصل آباد میں بھی اس کی تفصیل شائع ہوئی۔

1973ء کے جلسہ سالانہ ربوہ کے موقعہ پر پاک فضائیہ کے دو طیاروں نے ایئرمارشل ظفر چوہدری قادیانی کی قیادت میں مرزا ناصر کو سلامی دی مگر جب مولانا مفتی محمود صاحب نے قومی اسمبلی میں اس مسئلے کو زیر بحث لانا چاہا تو مرکزی کمیونسٹ وزیر خورشید حسن میر آڑے آئے اور مفتی صاحب کو اپنی قرار داد پڑھنے تک کا موقعہ نہ دیا۔

1973ء میں اولاً" ربوہ کے ایک کالج کو قومیانے' ثانیاً" دستور میں اسلامی دفعات بالخصوص عقیدہ ختم نبوت کے شامل کرنے اور ثالثاً" آزاد کشمیر میں' قادیانیوں کو اقلیت قرار دیئے جانے کی قرار داد کی منظوری پر قادیانی مشتعل ہوئے اور انہوں نے ان --- مواقع پر جارحانہ لب و لہجے میں بات کی اور "موت" کو محبوب بتانے اور اپنے مخالفین کی ذلت و نامرادی کے تقدیر مبرم ہونے کے اعلانات کئے۔ مگر عملاً قادیانی اتنے جری ہو چکے تھے کہ فضائیہ میں انہوں نے موجودہ حکومت کے خلاف سازش کی' اس سازش کا انکشاف جن اشخاص نے کیا' فضائیہ کے قادیانی سربراہ ظفر چوہدری نے انہیں ہدف بنایا اور صریح دھاندلی و قانون شکنی کرتے ہوئے انہیں طرح طرح کے مظالم کے بعد ریٹائرڈ کیا--- نوبت بایں جا رسید کہ وزیر اعظم بھٹو نے کیس کا خود مطالعہ کیا' حقائق ان کے سامنے آئے تو انہوں نے

ظفر چوہدری کو اس کلیدی عہدے سے الگ کیا۔۔۔ مگر "قادیانی ہنوز انتہائی اہم مناصب پر فائز ہیں، حکومت کی قوت کو قادیانیت کے فروغ اور اپنے مخالفین کی سرکوبی کے لیے استعمال کر رہے ہیں، بیرون پاکستان یہ تاثر دے رہے ہیں کہ قادیانی ہی پاکستان کے کرتا دھرتا ہیں۔"

مرزا ناصر نے خلافت سنبھالنے کے معاً" بعد (1965ء میں) آئندہ بیس پچیس برس میں متعدد بار قادیانی حکومتوں کے قیام کی پیش گوئی کی اور اسے بار بار دھرایا، اس پیش گوئی کو پاکستان میں عملاً پورا کرنے کے لیے انواع و اقسام کی فوجی اور غیر فوجی تیاریاں کیں مثلاً۔

(الف) دس ہزار، احمدی گھوڑوں (مرزا ناصر کے الفاظ یہی ہیں) کی تیاری

(ب) ان گھوڑوں کے سواروں کی نیزہ بازی میں مہارت

(ج) ایک لاکھ سائیکل سواروں کی ٹیم کی تیاری، جو ایک سو میل تک روزانہ سفر کر سکیں اور بوقت ضرورت بوجھ لاد کر دوڑ سکیں۔

(د) سائیکل سوار ٹیموں میں قادیانی خواتین کی شمولیت کا اہتمام

(ہ) چھوٹے بچوں کے لیے نشانہ بازی کی مشق کا اہتمام

(و) دس کروڑ روپے کا منصوبہ جس کے ذریعہ دنیا کی ایک سو زبانوں میں قادیانی لٹریچر شائع کیا جائے۔

(ز) مختلف ممالک میں تین عظیم پریس نصب کیے جائیں (ربوہ میں پریس لگ چکا ہے)

(ح) اڑھائی کروڑ روپیہ سالانہ (جس میں کم از کم دس فیصدی کا اضافہ ہر سال ہو) کا بجٹ۔

آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کی امت اپنے مذموم عقائد کی بر آوری کے لیے ملک کے کلیدی عہدوں کے طفیل اپنا ہی کھیل، کھیل رہی تھی، وہ ملک عزیز میں اپنا غلبہ چاہتے تھے۔ ان کی جراتیں اور جسارتیں یہاں تک بڑھ گئی تھیں کہ ملک کے تعلیمی اداروں میں طلبہ یونین کے انتخابات میں علی الاعلان حصہ لیتے اور شکست کو اپنی انا کا مسئلہ بنا لیتے۔ نشتر میڈیکل کالج ملتان کی طلبہ یونین کے انتخابات میں ایک قادیانی طالب علم کے ہارنے کا انتقام انہوں نے اس انداز سے لیا کہ پوری امت ان کے خلاف شعلہ جوالہ بن گئیں۔ 22 مئی 1974ء کو نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ کا ایک گروپ تفریح اور مطالعاتی دورے پر پشاور کے لیے چناب ایکسپریس سے

روانہ ہوا۔ گاڑی جونہی ربوہ پہنچی تو وہاں حسب معمول قادیانی لڑکوں اور طلبہ کی بوگی کے لیے خصوصا" لڑکیوں (قادیانی حوروں) نے اپنا کفریہ لٹریچر تقسیم کرنا شروع کر دیا جس پر طلباء نے اظہار ناپسندیدگی کیا اور ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے' اس کے جواب میں قادیانی مشتعل ہو گئے اور احمدیت زندہ باد' محمدیت' مردہ باد (نعوذ باللہ)' مرزا غلام احمد کی جے' ایسے کفریہ اور اشتعال انگیز نعرے لگائے اور طلبہ کو زدو کوب کیا۔ اسی اثناء میں گاڑی چل پڑی اور یوں ایک بڑا حادثہ ٹل گیا۔ لیکن جب طلبہ کی واپسی اسی ٹرین سے ہوئی اور گاڑی جیسے ہی 29 مئی 1974ء کو سرگودھا اسٹیشن پہنچی تو قادیانی نوجوان ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مذکورہ بوگی میں بغیر کسی استحقاق کے سوار ہو گئے جیسے ہی ربوہ اسٹیشن آیا' بوگی کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا۔ طلبہ کو مار مار کر لہولہان کر دیا گیا۔ قادیانی اسٹیشن ماسٹر نے گاڑی کو نہ جانے دیا۔ جب یہ لٹا پٹا قافلہ فیصل آباد پہنچا تو ایک قیامت کا سماں تھا۔ ریلوے اسٹیشن پر مولانا تاج محمودؒ کی قیادت میں لوگ قادیانی دہشت گردی کے خلاف سراپا احتجاج تھے۔ قادیانیت کے خلاف مسلمانوں کی نفرت اور غم و غصہ کی لہر پورے ملک میں پھیل گئی۔ پنجاب اسمبلی میں اس واقعہ کی صدائے بازگشت سنی گئی۔ قائد حزب اختلاف علامہ رحمت اللہ ارشد' حاجی سیف اللہ خاں اور جناب تابش الوری نے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اسی روز قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمودؒ نے سانحہ ربوہ کے بارے میں آواز بلند کی کہ وہ اس مسئلہ کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔ وزیر تعلیم عبدالحفیظ پیرزادہ نے یہ استدلال پیش کیا' کہ چونکہ امن و امان کا مسئلہ صوبائی نوعیت کا ہے اور یہ مسئلہ صوبائی اسمبلی میں پیش ہو چکا ہے' اس لیے قومی اسمبلی میں اس کی ضرورت نہیں۔ پورے ملک میں قادیانیوں کے خلاف احتجاجی مظاہرے شروع ہو گئے۔ 31 مئی کو سانحہ ربوہ کی تحقیق کے لیے لاہور ہائی کورٹ کے جج جناب جسٹس کے ایم صمدانی پر مشتمل یک رکنی ٹریبونل کا اعلان کیا گیا۔ صوبہ سرحد کی صوبائی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کر لی جبکہ صوبہ سندھ کی اسمبلی میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے درمیان اس مسئلہ پر سمجھوتہ ہو گیا۔ 28 جون 1974ء کو پنجاب اسمبلی کے ستر ارکان نے قرارداد پیش کی لیکن اس وقت کے سپیکر شیخ رفیق احمد نے قرارداد خلاف ضابطہ قرار دے دی۔ 28 جون کو مولانا مفتی محمودؒ نے مجلس عمل کا اجلاس اسلام آباد منعقد کیا تاکہ قومی اسمبلی

میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کی جائے۔ مجلس عمل نے مسلمانوں سے قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کی اپیل کی۔ 30 جون کو مولانا شاہ احمد نورانی نے قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تحریک پیش کی۔ یکم جولائی کو وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس طلب کرلیا۔ تحریک کا مورال ایسا تھا کہ قوم کا ہر فرد خود کو تحریک کا حصہ سمجھتا تھا' پوری قوم نے ملت واحدہ کا عملی نمونہ پیش کیا۔ ادھر قادیانیوں نے اپنی خاص حکمت عملی کے تحت اندرون ملک تمام قومی بینکوں سے اپنا سرمایہ نکلوا کر بیرون ملک یا غیر ملکی بنکوں میں منتقل کرانا شروع کر دیا تاکہ ملک میں معاشی ابتری پیدا ہو سکے۔ ادھر لندن میں بیٹھے سابق وزیر خارجہ پاکستان سر ظفر اللہ خاں' حکومت پاکستان کو دھمکیاں دے رہے تھے کہ پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تو اس فرقے کے تمام لوگ بھرپور مزاحمت کریں گے اور کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ قومی اسمبلی میں 13 روز تک قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد اور لاہوری جماعت کے سربراہ صدر الدین لاہوری پر خصوصی جرح ہوئی اور ان کا حلفی بیان قلمبند کیا گیا۔ اس سلسلہ میں انصاف کے تمام تقاضے پورے کئے گئے۔

مرزا ناصر احمد نے قومی اسمبلی میں اپنی جماعت کی طرف سے محضرنامہ پیش کیا۔ جس کا جواب مجلس عمل نے علماء کرام کے مشورہ سے دیا جسے "ملت اسلامیہ کا موقف" کے نام سے شائع کرانے کے بعد اراکین اسمبلی میں تقسیم کیا گیا۔ لاہوری گروپ کے محضرنامہ کا جواب مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے دیا۔ قادیانی و لاہوری جماعت کے سربراہوں کے مفصل بیانات' ان پر علماء کی جرح اور یحییٰ بختیار کے وضاحتی نوٹس کے دوران قادیانی مسئلہ کا ایک ایک گوشہ اراکین اسمبلی کے سامنے واضح ہوگیا ورنہ اسمبلی کے اکثر اراکین اس مسئلہ کو فرقہ وارانہ مسئلہ سمجھتے تھے۔ اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار کی طرف سے قادیانی جماعت کے سربراہوں پر کی گئی جرح اپنی مثال تھی اور اس کے نتیجے میں ارکان پارلیمنٹ کو فیصلے تک پہنچنے کے لیے کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ وزیراعظم بھٹو نے 7 ستمبر 1974ء فیصلہ کی تاریخ مقرر کر دی۔ پوری قوم کی نگاہیں اس یوم سعید پر مرکوز ہو کر رہ گئیں۔ 7 ستمبر 1974ء ملت اسلامیہ کی تاریخ کا وہ سنہری اور ناقابل فراموش دن ہے جب قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور دستور میں ترمیم کے ذریعے مسلمان کی تعریف' ختم نبوت پر ایمان اور قادیانیت سے برات کو شامل کیا گیا اور یوں آئین

پاکستان کی دفعہ 106 کی شق (3) اور آئین کی دفعہ 260 کی شق (2) میں ترمیم کر کے منکرین ختم نبوت کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد آئین اور قانون کا تقاضا تھا کہ انہیں شعائر اسلامی، اسلام کی مقدس شخصیات کے القابات وغیرہ استعمال کرنے، خود کو مسلمان کہلوانے اور قادیانی مذہب کو بطور اسلام پیش کرنے سے روکا جائے۔ اس سلسلہ میں اسمبلی میں کچھ پیش رفت بھی ہوئی تھی مگر بعد میں اس پر کام کو روک دیا گیا۔ یہاں تک کہ 26 اپریل 1984ء کو صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق شہید نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس کی رو سے کوئی قادیانی اپنے مذہب کی شخصیات کے لیے اسلامی القابات اور شعائر اسلامی استعمال نہیں کر سکتا۔ خود کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر پیش کر سکتا ہے، خلاف ورزی کی صورت میں وہ قید اور جرمانہ کا مستحق ہوگا۔ اس آرڈیننس نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے والی آئینی ترمیم کے قانونی تقاضوں کو مکمل کیا۔ پورے ملک میں اس آرڈیننس کو سراہا گیا۔ قادیانی جماعت کے چوتھے سربراہ مرزا طاہر احمد نے اس قانون کی نہ صرف خود خلاف ورزی کی بلکہ اپنے خطبات کے ذریعے اپنے مذہب کے تمام پیروکاروں کو بھی خلاف ورزی پر اکسایا اور حکم دیا کہ وہ اعلانیہ طور پر پورے ملک میں انفرادی اور اجتماعی طور پر اس قانون کی خلاف ورزی کریں۔ جس پر مرزا طاہر احمد کے خلاف قانون کے تحت مقدمات درج ہو گئے اور وہ گرفتاری سے بچنے کی خاطر رات کی تاریکی میں ملک سے مجرمانہ طور پر فرار ہو کر برطانیہ چلا گیا۔ ۔ پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا۔ مرزا طاہر آج کل سیٹیلائٹ پر اسلام اور پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی میں مصروف ہے۔

پاکستان میں قادیانی جماعت کے سالانہ جلسہ پر پابندی لگنے کے بعد قادیانی جماعت ہر سال برطانیہ میں اپنا جلسہ منعقد کرتی ہے۔ جس کا توڑ کرنے کے لیے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہر سال باقاعدگی کے ساتھ برطانیہ میں انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس منعقد کرواتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہماری محنت کے نتیجہ میں آج برطانیہ ایسے آزاد خیال ملک میں بیداری کی لہر دوڑ رہی ہے۔ ہر شخص سمجھتا ہے کہ یہ لوگ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر منافقت سے کام لیتے ہیں اور ان سے سوشل بائیکاٹ کی تحریک بھی چل رہی ہے۔ یہ بھی خبریں آرہی ہیں کہ مرزا طاہر احمد برطانیہ

سے جرمنی شفٹ ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ بزرگوں کے عزم کے مطابق قادیانی اگر چاند پر بھی چلے گئے تو ان کا وہاں بھی محاسبہ کیا جائے گا۔

اسلام دشمن مغربی طاقتوں نے مرزا طاہر احمد اور اس کے حواریوں کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر اس صدارتی آرڈیننس کو قادیانیوں کے انسانی حقوق کے منافی قرار دیا اور انڈیا سمیت پورا مغربی میڈیا کھل کر قادیانیوں کی حمایت میں آگیا اور اس اقدام کے خلاف واویلا شروع کر دیا۔ امریکی سینٹ کی خارجہ تعلقات کی کمیٹی نے پاکستان کی فوجی اور اقتصادی امداد کے لیے اپنی قرارداد میں جو شرائط شامل کی تھیں' ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ "امتناع قادیانیت آرڈیننس" ختم کیا جائے کیونکہ اس سے قادیانیوں کی مذہبی آزادی اور سرگرمیوں میں رکاوٹ آ رہی ہے۔

ادھر پاکستان میں قادیانیوں نے امتناع قادیانیت آرڈیننس کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا جہاں وہ بڑی تیاری اور بڑے کروفر کے ساتھ آئے۔ اللہ کے فضل سے وہ یہاں بھی ذلیل و رسوا ہوئے اور ان کی رٹ مسترد ہو گئی۔

آنجہانی مرزا قادیانی نے 23 مارچ 1989ء کو قادیانی فتنہ کی بنیاد رکھی چنانچہ اس فتنہ کے سو سال پورے ہونے پر قادیانی 23' مارچ 1989ء کو صد سالہ جشن منانا چاہتے تھے۔ اس کے لیے انہوں نے اپنے پاکستانی مرکز ربوہ میں عالمی سطح پر اہتمام کیا جس میں خدام احمدیہ کی طرف سے عسکری طاقت کا مظاہرہ بھی شامل تھا۔ جھوٹ کے سو سال مکمل ہونے پر صد سالہ جشن اور وہ بھی آئین و قانون کے خلاف' یہ مسلمانوں کے لیے اشتعال کا باعث تھا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس تشویشناک صورت حال پر غور کرنے کے لیے اپنے اجلاس منعقدہ 12 مارچ 1989ء کو اہم فیصلے کئے۔ مجلس کا ایک وفد ہوم سیکرٹری پنجاب سے ملا اور ان کی توجہ حالات کی سنگینی کی طرف متوجہ کروائی جس پر پنجاب حکومت نے ہوش مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے قادیانی جشن پر فوری پابندی عائد کر دی۔ قادیانیوں نے اس پابندی کو لاہور ہائی کورٹ میں چیلنج کر دیا۔ جناب جسٹس خلیل الرحمان خان صاحب نے اس اہم کیس کی سماعت کی۔ انہوں نے قادیانیوں سے کہا کہ جشن کا وقت گزر گیا۔ اب یہ رٹ بعد از وقت ہے۔ مگر قادیانی مصر تھے کہ نہیں! فیصلہ ہونا چاہیے کہ جشن پر پابندی جائز تھی یا ناجائز۔ بہرحال عدالتی کارروائی شروع ہوئی۔ دونوں طرف سے وکلاء پوری تیاری کے

ساتھ پیش ہوئے۔ 22 مئی 1991ء کو کیس کی سماعت مکمل ہو گئی۔ جناب جسٹس خلیل الرحمان خان صاحب نے 17 ستمبر 1991ء کو فیصلہ سنایا اور قرار دیا کہ جشن پر پابندی آئین' قانون اور انصاف کے عین مطابق ہے۔ انہوں نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ جب' قادیانی اپنے سینہ پر کلمہ کے بیج لگاتے ہیں تو وہ توہین رسالت ﷺ کے مرتکب ہوتے ہیں کیونکہ قادیانی' مرزا قادیانی کو "محمد رسول اللہ" سمجھتے ہیں۔

اسی طرح پاکستان کی متعدد ہائی کورٹس میں انہوں نے جتنے بھی کیس دائر کیے اس میں منہ کی کھائی۔ آخری مرتبہ وہ 1993ء میں اپنے خلاف صادر ہونے والے تمام فیصلوں کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان میں آئے جہاں انہوں نے یہ موقف اختیار کیا کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس "بنیادی انسانی حقوق" کے خلاف ہے۔ سپریم کورٹ کے فل بنچ نے 5 دن مسلسل دن راولپنڈی میں اس کیس کی سماعت کی۔ اس بنچ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کی تمام اپلیں خارج کر دیں اور اس تاریخی آرڈیننس کو قرآن و سنت اور بنیادی انسانی حقوق کے عین مطابق قرار دیا۔ سپریم کورٹ کے فل بنچ کا یہ فیصلہ تاریخ ساز ہے اور میرے خیال میں ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔ سپریم کورٹ نے متفقہ طور پر اپنے فیصلہ میں لکھا کہ "ہر قادیانی اپنے کفریہ عقائد کی بنا پر "سلمان رشدی سے بڑھ کر ہے۔" مرزا طاہر نے سپریم کورٹ کے ان ریمارکس پر سخت برہمی کا اظہار کرتے ہوئے نہ صرف اس تاریخی فیصلہ پر کڑی تنقید کی بلکہ ججوں کے بارے میں بھی اپنے دادا مرزا قادیانی کی طرح غلیظ زبان استعمال کی۔

حضور نبی کریم ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کی خاطر 1988ء میں تعزیرات پاکستان میں C295 کا اضافہ کیا گیا جس کی رو سے توہین رسالت ﷺ کے مرتکب کی سزا' سزائے موت ہے۔ جبکہ اس سے پہلے اس کی سزا صرف تین سال تھی۔ قادیانیوں کا مطالبہ ہے کہ اس قانون کو ختم کیا جائے۔ وہ اسے کالا اور امتیازی قانون کہتے ہیں۔ کلیدی عہدوں پر فائز قادیانیوں اور اسلام دشمن مغربی طاقتوں کی کوششوں سے کئی بار اس سلسلہ میں کوشش ہو چکی ہے۔ مگر اسلامیان پاکستان کی حضور نبی کریم ﷺ سے بے پناہ عقیدت و محبت کی بنا پر وہ اپنی کوششوں میں ناکام رہے اور انشاء اللہ ناکام رہیں گے۔

یہ ہے قادیانیوں کی سرگرمیوں' ان کی تاریخ اور ان کے مقاصد کی ایک ہلکی سی عکاسی اور "ثبوت حاضر ہیں" ان عنوانات کے دستاویزی شواہد کی ترجمان

ہے۔ یہ کتاب انہی حقائق کو آشکارا کرے گی جس کے مطالعہ سے آپ قادیانیت کے بارے میں علی وجہ البصیرت ایک قطعی رائے قائم کرنے میں سہولت حاصل کر سکیں گے۔

برادر عزیز جناب محمد متین خالد کی چشم بصیرت نے خوردبین کے بغیر قادیانیت شناسی کا حق ادا کر دیا ہے۔ جس طرح خوشبو کسی تعارف کی محتاج نہیں ہوتی' وہ پھیلتی ہے تو اپنا تعارف خود کرواتی ہے' اسی طرح خالد کی کتاب اپنا تعارف خود کرواتی ہے۔ وہ نوجوان ہیں اور بہت سی گوناں گوں خوبیوں کے مالک ہیں۔ انہوں نے انتھک محنت' ریاضت' دیدہ وری اور ذہانت کے ساتھ سینکڑوں قادیانی کتابوں کو کھنگال کر اس کتاب کو ایسی تہذیب و ترتیب سے پیش کیا ہے کہ مذہبی دنیا ان کی تحقیق پر ورطہ حیرت میں ڈوب جائے گی۔ یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ ان کی تحقیق کی ضیاء پاشیوں سے بے شمار لوگ فیض یاب ہوں گے۔ ختم نبوت کے ہر کارکن کے لیے یہ کتاب KLEDO SCOPE ہے جس پھرکی گھومتی (ورق الٹتا) ہے تو قادیانیت کے بارے میں ہر نیا انکشاف سامنے ہوتا ہے' اس کے ساتھ ساتھ یہ تاریخی کتاب قادیانی اذہان میں بھی تلاطم برپا کرے گی۔ جناب محمد متین خالد تمام مسلمانوں کی طرف سے تحسین و ستائش کے مستحق ہیں۔ یہ کتاب میرے خیال میں ان کے لیے باعث افتخار اور ملت اسلامیہ کے لیے موجب نازش ثابت ہوگی۔ میں اس کی اشاعت پر بے حد خوشی و انبساط محسوس کر رہا ہوں۔ اللہ تعالٰی ان کی اس محنت کو قبول فرمائے اور ان کے علم و عمل میں برکت نصیب فرمائے۔ آمین

بہ احترامات فراداں

(فقیر) اللہ وسایا

ایڈیٹر ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل (کراچی)

نفیرِ قلم

عقیدہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے۔ قرآن و سنت میں اس عقیدہ کی اہمیت و عظمت واضح طور پر بیان کی گئی ہے۔ اس عقیدہ کا تحفظ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ یہ عقیدہ اتنا نازک اور حساس ہے کہ اگر اس پر ذرا سا بھی شک و شبہ کا گرد و غبار پڑ جائے یا اس کے تحفظ کے سلسلہ میں ذرا سی بھی بے حمیتی' کمزوری یا لاپروائی برتی جائے تو آدمی ایمان کی لازوال دولت سے محروم ہو سکتا ہے ـــــ اسے ایک چلتی پھرتی لاش تو کہا جا سکتا ہے ـــــ مگر وہ مسلمان کہلوانے کا ہرگز مستحق نہیں ہو سکتا۔ یہ عقیدہ اپنی اہمیت کے اعتبار سے ایمان کی معراج ہے۔ یہی وہ عقیدہ ہے جس پر ہر مسلمان اپنا سب کچھ قربان کر سکتا ہے اور یہی اسلامی غیرت و حمیت کا تقاضا ہے۔ یہ عقیدہ اسلام کے ازلی دشمنوں کی آنکھ میں شروع سے ہی کھٹکتا رہا ہے۔ انہوں نے ہمیشہ مسلمانوں کی صفوں میں گھس کر اس مستحکم عقیدہ کو کمزور کرنے کی کوشش کی مگر انہیں ہمیشہ منہ کی کھانا پڑی۔ اسلامی تاریخ کے کسی بھی دور میں اگر کسی نے' بھولے سے بھی اس عقیدہ پر حملہ کرنے کی جرات کی تو اس کی موت کو عبرت کا نشانہ بنا کر اس عقیدہ کی عظمت کا اعتراف کیا گیا۔

عہد حاضر میں قادیانی فتنہ' منکرین ختم نبوت کا منظم گروہ ہے جو حکومت برطانیہ کے زیر سایہ پروان چڑھا جس کا مقصد اسلام کی بنیادوں کو مسخ کرنا' امت مسلمہ میں انتشار و تفریق پیدا کرنا اور انگریز کے مفادات کے لیے کام کرنا تھا۔ اس کی تخلیق مسلمانوں کی نظریاتی سرحدوں پر ایک سنگین اور منظم حملہ ہے اور یہ فتنہ اسلام کے لیے ایک مستقل خطرہ ہے۔ یہ لوگ اپنے عقائد کے لحاظ سے شیطان سے بڑھ کر ہیں۔ ان کے اذہان خباثت کی عمل گاہیں ہیں۔ یہ لوگ گفتار کے ساحر اور جھوٹ کو سچ میں بدل دینے کے ماہر ہیں۔ ان کی شریانوں میں توہین اسلام کا وہ فاسد خون ہے جس کی بناء پر انہیں ملک و ملت کے لیے سرطان کہا جا سکتا ہے۔

ہر مسلمان کی خواہش ہے کہ اس کے عقائد کا تحفظ ہو اور اس کے مذہبی جذبات کی دل آزاری نہ ہو۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک اقلیتی گروہ سامراجی اسلام دشمن طاقتوں کی

شعبہ پر اسلام اور اس کی مقدس شخصیات پر رکیک حملے کرے' نبی کریم ﷺ کی عظیم نبوت کے مقابلہ میں اپنی نئی نبوت قائم کرے' اور پھر یہ مطالبہ اور اصرار بھی کرے کہ انہیں ان عقائد کی تبلیغ و تشہیر کی مکمل اجازت دی جائے۔ ہمارے بعض نام نہاد دانشور ایک خاص منصوبے کے تحت انہیں مظلوم قرار دیتے ہیں۔ ان پر عائد پابندیوں کو "حقوق انسانی" کے منافی قرار دیتے ہیں اور انہیں مکمل آزادی دینے کا مطالبہ کرتے ہیں خواہ اس سے پورا معاشرہ جزع و فزع کا شکار ہو جائے۔

الحمد للہ مجھے ایک عرصہ تک تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر ایک کارکن کی حیثیت سے کام کرنے کی سعادت حاصل رہی ہے۔ اپنی تبلیغی جدوجہد کے دوران مجھے بے شمار تجربات و مشاہدات سے گزرنا پڑا۔ ایک مشکل یہ پیش آتی رہی کہ ہر وہ شخص جس سے قادیانیت کے کفریہ عقائد و عزائم کے بارے میں بحث ہوتی' اس کا پہلا مطالبہ یہ ہوتا کہ اسے قادیانی کتابوں کے اصل حوالہ جات دکھائے جائیں' ایسے حوالہ جات اور ثبوت اس کے لیے دلچسپی اور حیرانگی کا باعث ہوتے۔ ایسے میں ایک ایسی کتاب کی شدت سے ضرورت محسوس ہوئی جسے پڑھ کر ہر شخص قادیانیت کے عقائد و عزائم سے آگاہ ہو سکے اور جو عام یا رسمی انداز کی کتاب نہ ہو بلکہ ایک ایسی تحقیقی کاوش ہو جو اپنے اندر ٹھوس اور مضبوط دلائل لئے ہوئے ہو اور اس کے بعد کسی بھی شخص کے لیے قادیانیوں کے کفریہ عقائد و عزائم سے انکار کی گنجائش نہ ہو۔

اس مسئلہ کا یہی حل تھا کہ ایک ایسی کتاب مرتب کی جائے جس میں قادیانی کفریہ عقائد و عزائم کے تقریباً تمام دستاویزی ثبوت ان کی مستند کتابوں سے عکسی صورت میں پیش کر دیے جائیں تاکہ ہر شخص کم از کم یہی کتاب پڑھ کر قادیانی عقائد کی "اصلیت" سے واقفیت حاصل کر سکے۔ اس سلسلہ میں جب میں نے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب سے بات کی تو انہوں نے چونکا دینے والا انکشاف کرتے ہوئے کہا کہ امیر مرکزیہ حضرت خواجہ خان محمد ظلہ سمیت تمام بزرگوں کی شدید خواہش ہے کہ ایسی کتاب ضرور مرتب ہونی چاہیے اور مزید حکم صادر فرماتے ہوئے کہا کہ "یہ ذمہ داری آپ قبول فرمائیں" مجھے معلوم تھا کہ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ خار زار وادی میں اترنے کے برابر ہے مگر میں نے کمر ہمت باندھی' اللہ تعالیٰ سے مدد اور توفیق کی دعا کی اور ایک آہنی عزم کے ساتھ کتاب کی تدوین میں مشغول ہو گیا۔ اس دوران مجھے جن جانگسل مشکلات کے پل صراط سے گزرنا پڑا' وہ ایک لمبی داستان ہے

قادیانیوں کی مستند ترین کتابوں' رسائل اور اخبارات کو حاصل کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا' بعد ازاں ایک طویل عرصہ تک تقریباً پچاس ہزار سے زائد صفحات کو پوری

چھان پھٹک سے کھنگال کر ان کی قابل اعتراض کفریہ عبارتوں کو تلاش کرنا ایک صبر آزما کام تھا' پھر نہایت ذمہ داری کے ساتھ اصل حوالہ جات کی فوٹو کاپی کروانا' اسے علیحدہ کاغذ پر چسپاں کر کے متعلقہ حصہ کو نمایاں کرنے کے لیے نشانات لگانا' اس کے پازیٹو تیار کروانا اور ان عکسی حوالہ جات کی بڑی احتیاط سے ترتیب و تدوین کرنا ایک کٹھن اور مشکل کام تھا جو محض توفیق الٰہی سے ممکن ہوا۔ زندگی میں جن خواہشات کے پورا ہونے کی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی' ان میں ایک اس کتاب کی تکمیل تھی۔ آج اس کی اشاعت پر میں اپنے رب کا جتنا بھی شکر ادا کروں' کم ہے۔

میرے خیال میں یہ کتاب ایک ایسا "بیرومیٹر" ہے جس سے قادیانیت کی سنگینی اور اس کے منافقانہ رویوں کا اندازہ' آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس کے مطالعہ سے نہ صرف ہر مسلمان قادیانیت کے اصل چہرہ کو پہچان سکے گا بلکہ تعصب کی عینک اتار کر اس کا مطالعہ کرنے والے قادیانی بھی راہ ہدایت پا سکتے ہیں۔

اس کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ' حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ' حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' صاحبزادہ طارق محمود' مولانا عبدالرحیم اشرفؒ' اور حضرت مولانا تاج محمدؒ (فقیر والی) کی تصانیف اور مشوروں نے مجھے بھرپور راہنمائی بخشی جس کے لیے میں ان سب بزرگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میں صمیم قلب سے طاہر نذیر چوہدری (پی آئی اے)' جناب رفیق غوری (چیف ایڈیٹر جی این این)' تنویر شہزاد (بزنس ریکارڈر لاہور)' جناب محمد خالد تسیم چشتی۔ (مینجنگ ڈائریکٹر ماہنامہ حسن طلب لاہور)' محترم عمران اقبال' محترم سعید اللہ صدیق (مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور) اور جناب محمد عبداللہ عابد (ایڈیٹر ماہنامہ چلمن لاہور) کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی تکمیل میں میری معاونت کی۔

یہ کتاب کیسی اور اسکی افادیت کتنی ہے؟ اس کے بارے میں مجھے آپ کی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا۔

محمد متین خالد

لاہور کینٹ

نبوت بند ہے
مرزا قادیانی
مجموعہ
ملفوظات
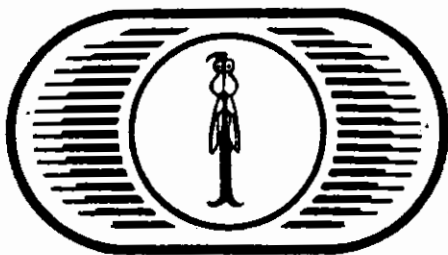
مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین اولین وجہ علیحدگی' مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت ہے' ہم تاسف کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ مرزا غلام احمد اور ان کی امت کا رویہ' زیر بحث مسئلہ میں دیانت اور مذہبی تقدس کی نفی کے مترادف ہے۔

قادیانی امت کا قادیانی یا ربوی فرقہ اگرچہ قطعی طور پر مرزا غلام احمد کو نبی تسلیم کرتا ہے اور ان کا لاہوریوں سے نزاع اسی عنوان پر ہے' بیسیوں مناظرے ان دونوں گروہوں کے مابین ہو چکے ہیں اور قادیانی' لاہوری مرزائیوں کو مرزا غلام احمد کی تعلیمات سے منحرف قرار دینے کی سب سے بڑی وجہ اسی امر کو قرار دیتے ہیں کہ لاہوری گروہ نے 1913ء میں مرزا محمود سے شکست کھانے کے بعد مرزا غلام احمد کی نبوت سے انکار کر دیا اور اب تک وہ اسی طرز کو اپنائے ہوئے ہیں درآنحالیکہ 1913ء تک تمام لاہوری اکابر اہل قادیان و ربوہ ہی کی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور رسول تسلیم کرتے تھے۔

اسی طرح قادیانی' تمام امت مسلمہ کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں اور اس کی سب سے بڑی دلیل ان کے ہاں یہ ہے کہ مسلمان' مرزا غلام احمد کی نبوت کے منکر ہیں۔

یہی نہیں بلکہ قادیانی' مسلمانوں کا مذہبی' سوشل' اور معاشرتی بائیکاٹ بھی اسی وجہ سے کئے ہوئے ہیں کہ مسلمان اس وقت کے نبی کے منکر ہیں۔

لیکن اس موقف کے بالکل برعکس قادیانی' اپنے آپ کو ختم نبوت کے قائل بھی ثابت کرتے ہیں اور یہاں تک کہتے سنائی دیتے ہیں کہ پاکستان کے دستور میں حضور اکرم ﷺ کے خاتم النبیین اور حضورؐ کے بعد ہر مدعی نبوت کو کاذب سمجھنے کا حلف اٹھانے کے لیے بھی وہ تیار ہیں۔

صریح الفاظ میں مرزا غلام احمد کو نبی اللہ کہنا اور پھر ختم نبوت پر ایمان کا اظہار اور پاکستان کے دستور کے مطابق حضور اکرم ﷺ کو آخری نبی تسلیم کرنے کا اعلان بھی کرنا' اس تضاد کو قادیانی نباھے جا رہے ہیں' اس پر ہر ہوشمند دیانتدار شخص تعجب کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

قادیانیوں کے ہاں یہ تضاد کیوں اختیار کیا گیا؟ اس سوال کا جواب قدرے موئخر کرتے ہوئے ہم اس عنوان کے تحت دو باتوں کو ابتداً" واضح کر دینا ضروری محسوس کرتے ہیں۔

اول یہ کہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہاں اور حضورؐ کی امت کے قطعی اجماعی فیصلے کی رو سے ختم نبوت کا تغیر ناآشنا مفہوم کیا ہے۔

ثانیاً" مرزا غلام احمد جب مسلمان تھا تو اس کے نزدیک' ختم نبوت سے مراد کیا تھی۔ حضور اکرم' خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ختم نبوت کی وضاحت کس طرح فرمائی؟ اس سلسلے کی ایک واضح اور دو ٹوک حدیث ملاحظہ فرمائیں:

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا' میری اور دوسرے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا' اسے بہت عمدہ اور آراستہ و پیراستہ بنایا مگر ایک زاویئے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی' لوگ اس گھر کے اردگرد گھومتے اور اسے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے اور کہتے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگا دی گئی؟

حضورؐ نے فرمایا (قصر نبوت کی) یہ اینٹ میں ہوں' میں نے اس خالی جگہ کو پر کر دیا' قصر نبوت مجھ سے ہی مکمل ہوا اور میرے ساتھ ہی انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا

گیا۔ (اجمالاً" اور تفصیلاً" یہ حدیث' بخاری' مسند احمد' نسائی' ترمذی اور ابن عساکر میں ہے۔)

اگر ارشادات رسالت مآب ﷺ میں کوئی بھی دوسری حدیث اس باب میں نہ ہوتی تو ایک ایسے شخص کیلئے جو سید العرب و العجم کو سچا نبی تسلیم کرتا ہے' اس کے لیے تنہا یہ حدیث "ختم نبوت" کے مفہوم کو متعین اور واضح کرنے کے لیے کافی تھی اور اس کے ایمان کا تقاضا یہی تھا کہ وہ اس واحد مفہوم کے سوا کسی بھی تاویل کو ناقابل غور قرار دے کر رد کر دیتا۔

جس طرح ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ "امت" کی واحد بنیاد "نبوت" ہے۔ اسی طرح علوم نبوت کے ماہرین اسے ایک اہم حقیقت تسلیم کرتے ہیں کہ خاتم النبیین ﷺ کی امت کی تعمیر و تکمیل حسب ذیل تین اہم مراحل میں ہوئی ہے۔

(1) معراج (2) حجتہ الوداع (3) مرض الوفاۃ

معراج = جب سرور کائنات ﷺ کو مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ اور مسجد اقصیٰ سے آسمان دنیا اور پھر اس کے بعد ساتوں آسمانوں اور آخرکار عرش رب عظیم کے قدسی ماحول تک سیر کرائی گئی تو اس عالم خلوت میں "لوحی الی عبدہ ما لوحی" کے پرکیف لمحات میں حضور اکرم ﷺ کو "فکر و عمل" کی ایک نئی دنیا عطا ہوئی

تاریخ نبوت اور تعمیر امت کا ایک عظیم مرحلہ سید الثقلین ﷺ کا معراج ہے' اس موقعہ پر حضورؐ کو وہ اساسات ودیعت ہوئیں جن پر اس آخری' عظیم اور خیر امت کی تعمیر بارگاہ قدس میں مطلوب و متعین تھی۔

اس پرشکوہ سفر کی روئیداد میں ایک پرکیف' ایمان خیز واقعہ کو خود صاحب معراج حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ یوں بیان فرماتے ہیں۔

جب مجھے آسمان کی جانب سیر کرائی گئی تو مجھے میرے رب نے اپنے قرب سے نوازا حتی کہ میرے اور ان (اللہ تعالیٰ) کے مابین دو کمان یا اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا' اس وقت آقا مجھ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا۔

یا حبیبی! یا محمد! میرے محبوب محمد!

میں نے جواب دیا! لبیک یا رب! میرے آقا حاضر ہوں' آپ کے حضور!

قال = هل غمک ان جعلتک آخر النبیین؟ اس بات نے آپ کو غمزدہ تو نہیں کیا کہ آپ کو آخری نبی بنا دیا گیا؟

قلت = یا رب! لا! میں نے عرض کیا میرے آقا! اس فیصلے نے مجھے پریشان نہیں کیا۔

قال = حبیبی هل غم امتک ان جعلتهم آخر الامم؟ کیا آپ کی امت کو اس بات نے مبتلائے غم تو نہیں کیا کہ میں نے انہیں آخری امت بنایا۔

قلت = لا یا رب! میں نے عرض کیا۔ میرے مالک! ایسا نہیں۔

قال = ابلغ عنی السلام واخبر هم انی جعلتهم آخر الامم۔ اللہ رؤف الرحیم نے فرمایا اپنی امت کو میرا سلام پہنچا دینا اور انہیں مطلع کر دینا کہ میں نے انہیں آخری امت بنایا ہے۔

حجتہ الوداع کے موقع پر جبکہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت اور عالم انسانیت کو انتہائی اہم' اصولی' قطعی اور زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی اصول و ضوابط اور احکام سے مطلع فرمایا اور بالخصوص دین کے اجتماعی اور ابدی اصولوں کو بیان فرمایا' اسی سلسلہ خطاب میں آپ نے موجودہ اور آئندہ انسانی دنیا کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

ایها الناس! انه لا نبی بعدی ولا امة بعدکم فاعبدوا ربکم وصلوا خمسکم وصوموا شهرکم و ادوا زکوة اموالکم طیبة بها انفسکم و اطیعو الولاة امورکم تدخلوا جنة ربکم

(کنز العمال علی حاشیہ مسند احمد صفحہ 391)

لوگو! حقیقت یہ ہے کہ نہ تو میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ تمہارے بعد کوئی امت! تو تم اپنے رب کی عبادت کرو' پانچ نمازیں پڑھتے رہو' رمضان کے روزے رکھو' اپنے اموال کی زکوۃ بخوشی ادا کرو اور اپنے اولوالامر کی اطاعت کرو تم اپنے مالک و آقا کی جنت میں داخل ہو سکو گے۔

تیسرا اہم ترین نازک، رقت خیز اور جذبات کے سمندر میں تلاطم بپا کرنے والا واقعہ سید الاولین والاخرین امام الرسل و خاتم النبیین فداہ روحی و نفسی، ابی و امی ﷺ کی مرض وفات ہے۔ اس بیماری میں حضور ﷺ نے کم از کم دو مرتبہ خصوصی اہتمام فرمایا۔

الوداعی خطاب

عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ایسا دکھائی دیتا تھا کہ حضور ہمیں الوداعی خطاب فرما رہے ہیں، آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا۔

انا النبی الامی ولا نبی بعدی فاسمعوا و اطیعوا مادمت فیکم فاذا ذھب بی فعلیکم بکتاب اللہ احلوا حلالہ و حرموا حرامہ۔

(رواہ احمد)

"میں امی نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں جب تک میں تم میں موجود ہوں، میری بات سنو اور اطاعت کرو اور مجھے دنیا سے لے جایا جائے تو کتاب اللہ کو تھام لو، اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو۔

معراج، حجتہ الوداع اور مرض الوفاۃ میں رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے جس اہتمام سے امت کو اس حقیقت کبریٰ ___ ختم نبوت ___ سے آگاہ فرمایا اور جس صراحت کے ساتھ "ختم نبوت" کا واحد حقیقی مفہوم "لا نبی بعدی ولا امتہ بعدکم" یا "انا آخر الانبیاء و انتم آخر الامم (میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں "میں آخری نبی اور تم آخری امت ہو) کے تاویل ناآشنا الفاظ سے واضح فرمایا، اس اہمیت اور اس وضاحت کے بعد کوئی انتہائی بدبخت اور مقام مصطفیؐ سے یکسر جاہل اور محروم ایمان شخص ہی ہو سکتا ہے جو اس اساسی عقیدے میں کوئی میخ نکالے یا تاویل و تحریف کا راستہ اختیار کرے۔

عقیدہ ختم نبوت کے مفہوم کے قطعی اور حضورؐ کے بعد نبوت و رسالت کے کلی انقطاع پر اکابرین اس حد تک ایمان و یقین سے سرشار اور اس میں رخنہ

اندازی سے بے زار ہیں کہ انہوں نے برملا اعلان کر دیا کہ اگر کوئی شخص کسی مدعی نبوت سے اس کے دعویٰ پر دلیل یا نبوت کا معجزہ طلب کرتا ہے تو اس کا یہ فعل بھی اسے ایمان سے محروم کرنے اور کفر کا مرتکب ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔ اور یہ اس لیے کہ دلیل یا معجزہ طلب کر کے اس نے اس امکان کو تسلیم کر ہی لیا کہ حضورؐ کے بعد کوئی شخص نبی بن سکتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی تصریحات

امت کے اس تیرہ سو سالہ اجتماعی ایمان و عقیدے ہی کا نتیجہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایسا شخص جو اپنے اقوال و اعمال کی قطعی شہادتوں کے باعث اس معاملے میں انتہائی خائن شخص ثابت ہوا' اپنی تمام تر ضلالت کے باوجود اپنے ابتدائی دعویٰ الہام ___ زمانہ براہین احمدیہ ___ کے ربع صدی بعد تک اسی مفہوم ختم نبوت کو پیش کرتا رہا۔ ملاحظہ فرمائیں چند واضح اعترافات۔

(1) وحی بند ہے

❑ ”قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جرائیل ملتا ہے اور باب نزول جرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔“

(ازالہ اوہام ص 411' روحانی خزائن نمبر3 ص 511 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(2)

❑ ”یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جرائیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو' پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو' وہ محال ہوتا ہے۔ فتدبر۔“

(ازالہ اوہام ص 314' روحانی خزائن نمبر3 ص 414 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(3) ختم نبوت پر ایمان اور اصرار

❑ " ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین (الاحزاب : 41) یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ یہ بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔"

(ازالہ اوہام ص 331، روحانی خزائن نمبر3 ص 431 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(4)

❑ "مان کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین" (یعنی محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ ہاں وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ فضل اور رحم کرنے والے رب نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء رکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لانبی بعدی سے طالبوں کے لیے بیان واضح سے اس کی تفسیر کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور اگر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے ظہور کو جائز قرار دیں تو ہم وحی نبوت کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے جو بالبداہت باطل ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں پر مخفی نہیں اور ہمارے رسولؐ کے بعد کوئی نبی آکیسے سکتا ہے جبکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی ہے اور اللہ نے آپؐ کے ذریعہ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا۔"

(حمامتہ البشریٰ ص 81 تا 84 مندرجہ روحانی خزائن نمبر7 ص 200، 201 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(5)

❑ "میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلتہ القدر وغیرہ سے منکر بلکہ میں ان تمام امور کا قایل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ اہلسنت جماعت کا عقیدہ ہے' ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔ جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔"

(مجموعہ اشہارات جلد اول ص 230'231 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(6) اجماعی عقیدہ کا منکر لعنتی ہے

"میرا اعتقاد یہ ہے کہ میرا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں۔ اور میں کوئی کتاب بجز قرآن کے نہیں رکھتا۔ اور میرا کوئی پیغمبر بجز محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں۔ جس پر خدا نے بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل کی ہیں۔ اور اس کے دشمنوں پر لعنت بھیجی ہے۔ گواہ رہ کہ میرا تمسک قرآن شریف ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی جو چشمہ حق و معرفت ہے' میں پیروی کرتا ہوں اور تمام باتوں کو قبول کرتا ہوں۔ جو کہ اس خیر القرون باجماع صحابہ صحیح قرار پائی ہیں۔ نہ ان پر کوئی زیادتی کرتا ہوں اور نہ ان میں کوئی کمی اور اسی اعتقاد پر میں زندہ رہوں گا اور اسی پر میرا خاتمہ اور انجام ہوگا اور جو شخص ذرہ بھر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے یا کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے' اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔"

(انجام آتھم ص 143-144' روحانی خزائن جلد 11 ص 143-144 از مرزا غلام احمد قادیانی)

نقل ٹائیٹل بار اول

حصہ اوّل

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا

اِزالۂ اوہام

فِیۡهِ بَأۡسٌ شَدِیۡدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ

الحمد والمنت کہ بماہ مبارک ذی الحجہ ۱۳۰۸ھ کتاب

جامع معارف قرآنی و شارح اسرار کلام ربانی از

تالیفات مرسل یزدانی و مامور رحمانی

جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

مطبع ریاض ہند امرتسر باہتمام و سعی شیخ نور احمد مالک مطبع طبع گردید

تعداد جلد ۷۰۰

قیمت فی جلد عہ

دوم قرآن شریف قطعی طور پر عیسیٰ ابن مریم کی موت ثابت وظاہر کر چکا ہے صحیح بخاری جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب سمجھی گئی ہے۔ اس میں فلما توفیتنی کے معنی وفات ہی لکھے ہیں اسی وجہ سے امام بخاری اس آیت کو کتاب التفسیر میں لایا ہے۔

سوم قرآن کریم کئی آیتوں میں تصریح فرما چکا ہے کہ جو شخص مر گیا وہ پھر دنیا میں کبھی نہیں آئے گا۔ لیکن نبیوں کے ہمنام اس امت میں آئیں گے۔

چہارم قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔ اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔

پنجم یہ کہ احادیث صحیحہ بصراحت بیان کر رہی ہیں کہ آنے والا مسیح ابن مریم اُمتیوں کے رنگ میں آئے گا۔ چنانچہ اس کو امتی کر کے بیان کیا گیا ہے جیسا کہ حدیث امامکم منکم سے ظاہر ہے اور نہ صرف بیان کیا گیا بلکہ جو کچھ اطاعت اور پیروی اُمت پر لازم ہے وہ سب اس کے لازم حال ٹھہرائی گئی۔

ششم یہ کہ بخاری میں جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے اصل مسیح ابن مریم کا اور حلیہ بتایا گیا ہے اور آنے والے مسیح ابن مریم کا اور حلیہ ظاہر کیا گیا ہے۔ اب ان قرائن ستہ کے رو سے صریح اور صاف طور پر ثابت ہے کہ آنے والا مسیح ہرگز وہ مسیح نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی بلکہ اس کا مثیل ہے اور اس وقت اس کے آنے کا وعدہ تھا کہ جب کروڑہا افراد مسلمانوں میں سے یہودیوں کے مثیل ہو جائیں گے تا خدا تعالیٰ اس اُمت کی دونوں قسموں کی استعدادیں ظاہر کرے نہ یہ کہ اس اُمت میں صرف یہودیوں کی نجس صورت قبول کرنے کی استعداد ہو اور مسیح بنی اسرائیل میں سے آوئے۔ بلاشبہ ایسی صورت میں اس مقدس اور روحانی معلّم اور پاک نبی کی

حوالہ نمبر 1

یہی ہے کہ وہ بھی موت کے بعد ہی اُٹھایا گیا تھا۔ پھر لکھتے ہیں کہ شیعہ کا یہ بھی قول ہے کہ آسمان سے آنیوالا عیسیٰ کوئی بھی نہیں درحقیقت مہدی کا نام ہی عیسیٰ ہے پھر بعد اس کے تحریر فرماتے ہیں کہ بعض صوفیوں نے اپنے کشف سے اسی کے مطابق اس حدیث کے معنے کہ لا مھدی الا عیسیٰ یہ کئے ہیں کہ مہدی جو آنے والا ہے درحقیقت عیسیٰ ہی ہے کسی اَور عیسیٰ کی حاجت نہیں جو آسمان سے نازل ہو۔ اور صوفیوں نے اس طرح آخرالزمان کے مہدی کو عیسیٰ ٹھہرایا ہے کہ وہ شریعت محمدیہ کی خدمت کے لئے اسی طرز اور طریق پر آئے گا جیسے عیسیٰ شریعت موسویہ کی خدمت اور اتباع کے لئے آیا تھا۔

پھر صفحہ ۴۳۱ میں لکھتے ہیں کہ احادیث سے ثابت ہے کہ عیسیٰ پر اس کے نزول کے بعد رسولوں کی طرح وحی نبوت نازل ہوتی رہے گی۔ جیسا کہ مسلم کے نزدیک نواس بن سمعان کی حدیث میں ہے کہ یقتل عیسیٰ الدجال عند باب لد الشرقی فبینما ھم کذالک اذا اوحی اللہ تعالیٰ الیٰ عیسیٰ بن مریم ۔ یعنی جب عیسیٰ دجال کو قتل کرے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ وحی نازل کرے گا۔ پھر لکھتے ہیں کہ وحی کا لانیوالا جبرئیل ہوگا۔ کیونکہ جبرئیل ہی پیغمبروں پر وحی لاتا ہے۔

اس تمام تقریر سے معلوم ہوا کہ چالیس سال تک برابر جو مدت توقف حضرت مسیح کی دنیا میں دوبارہ آنے کے لئے قرار دی گئی ہے حضرت جبرائیل وحی الٰہی لیکر نازل ہوتے رہیں گے۔ اب ہریک دانشمند اندازہ کرسکتا ہے کہ جس حالت میں تیئیس برس میں تیئس جزو قرآن شریف کی نازل ہوگئی تھیں تو بمت ضروری ہے کہ اس چالیس برس میں کم سے کم پچاس جزو کی کتاب اللہ حضرت مسیح پر نازل ہو جائے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمدورفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو پیدا ہو جائے۔ اور جو امر مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے۔ فتدبر۔

حوالہ نمبر 2

(۱۹) اُنیسویں آیت یہ ہے وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انھم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق (الجزو نمبر ۱۸ سورۃ الفرقان)[1] یعنی ہم نے تجھ سے پہلے جس قدر رسول بھیجے ہیں وہ سب کھانا کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں پھرتے تھے۔ اور پہلے ہم بنص قرآنی ثابت کر چکے ہیں کہ دنیوی حیات کے لوازم میں سے طعام کا کھانا ہے سو چونکہ وہ اب تمام نبی طعام نہیں کھاتے لہٰذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ سب فوت ہو چکے ہیں جن میں بوجہ کلمہ حصر مسیح بھی داخل ہے۔

(۲۰) بیسویں آیت یہ ہے والذین یدعون من دون اللّٰہ لا یخلقون شیئًا وھم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون (سورۃ النحل[2] الجزو نمبر ۱۴) یعنی جو لوگ بغیر اللہ کے پرستش کئے جاتے اور پکارے جاتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے بلکہ آپ پیدا شدہ ہیں۔ مر چکے ہیں زندہ بھی تو نہیں ہیں اور نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ دیکھو یہ آیتیں کس قدر صراحت سے مسیح اور اُن سب انسانوں کی وفات پر دلالت کر رہی ہیں جن کو یہود اور نصاریٰ اور بعض فرقے عرب کے اپنا معبود ٹھہراتے تھے اور اُن سے دعائیں مانگتے تھے۔ اگر اب بھی آپ لوگ مسیح ابن مریم کی وفات کے قائل نہیں ہوتے تو سیدھے یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ ہمیں قرآن کریم کے ماننے میں کلام ہے۔ قرآن کریم کی آیتیں سنکر پھر وہیں ٹھہر نہ جانا کیا ایمانداروں کا کام ہے۔

(۲۱) اکیسویں آیت یہ ہے ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین[3] یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا پس اس سے بھی بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا میں آ نہیں سکتا۔ کیونکہ

[1] الفرقان: ۲۱ [2] النحل: ۲۱-۲۲ [3] الاحزاب: ۴۱

حوالہ نمبر 3

حمامتنا تطير بريش شوق — وفى منقارها تحف السلام
الى وطن النبى حبيب ربى — وسيد رسله خير الانام

الرسالة
اللطيفة المشتملة على معارف القرآن ودقائقه المسماة

حمامة البشرى
الى
اهل مكة وصلحاء ام القرى

لحضرة احمد المسيح الموعود والمهدى المعهود
عليه وعلى مطاعه الصلوٰة والسلام

الطبعة الاولى فى رجب ١٣١١ سنة الهجرية

واما ذکر نزول عیسیٰ ابن مریم فما کان لمؤمن ان یحمل ھٰذا الاسم المذکور فی الاحادیث علیٰ ظاھر معناہ لانّہٗ یخالف قول اللہ عزّوجلّ ماکان محمّدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیّین ۔ الا تعلم انّ الرّبّ الرّحیم المتفضّل سمّٰی نبیّنا صلّی اللہ علیہ

اور جو عیسیٰ کے نزول کا ذکر ہے کسی مومن کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان احادیث میں مذکور اس نام کو ظاہری معنوں پر محمول کرے کیونکہ وہ خدا کے اس قول کے مخالف ہے کہ " ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین " (یعنی محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ ہاں وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کو ختم کرنیوالے ہیں ۔ کیا تو نہیں جانتا کہ فضل

بقیۃ الحاشیۃ

فی وقت واحدٍ ولا یرتفعان فثبت بالضرورۃ ان من ھٰذین الخبرین خبرٌ حقٌّ وخبرٌ باطلٌ ثمّ اذا نظرنا الی الواقعات الموجودۃ فوجدنا حکومۃ النّصاریٰ قد احاطت کالدائرۃ علیٰ اھل الارضین ونریٰ ان السّلاطین کلّھم یرتعدون من ھولھم وقد ظھرت علیٰ قلوبھم خوفٌ وانحجامٌ واعتقدوا بانّھم علیھم غالبون ولٰکنّا لا نریٰ من الدّجّال الموھوم المتصوّر فی خیالات القوم اثرًا ولا علامۃً

بقیہ حاشیہ

دونوں رفع ہو سکتے ہیں پس بالضرورت ثابت ہو گیا کہ ان دونوں حدیثوں میں سے ایک حق ہے اور ایک باطل ہے۔ پھر جب ہم موجودہ واقعات کی طرف دیکھتے ہیں تو یہ پاتے ہیں کہ نصاریٰ کی حکومت ایک دائرہ کی طرح تمام اہل زمین پر محیط ہو گئی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمام بادشاہ ان کے خوف سے کانپتے ہیں اور ان کے دلوں پر خوف اور سکتہ کا عالم طاری ہو گیا ہے اور ان کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ لوگ ہم پر غالب آئیں گے لیکن قوم کے ذہنی اور خیالی دجّال کا ہم

حوالہ نمبر 4

وسلّم خاتم الانبیاء بغیر استثناءٍ
وفسّرهٗ نبیّنا فی قولهٖ لا نبیّ بعدی
ببیانٍ واضحٍ للطّالبین ۔ ولو جوّزنا
ظهور نبیٍّ بعد نبیّنا صلّی اللّٰه علیه

اور رحم کرنیوالے رب نے ہمارے نبی صلّی اللّٰہ علیہ
وسلّم کا نام بغیر کسی استثنار کے خاتم انبیار
رکھا اور آنحضرت صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نے لا نبی بعدی سے
طالبوں کے لئے بیانِ واضح سے اسکی تفسیر کی ہے کہ میرے بعد
کوئی نبی نہیں اور اگر ہم آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلّم کے بعد کسی نبی کے ظہور

ونری انّ فتن النّصاری قد
تکاثرت وامتلأت الارض من
مکائدهم فهٰذا دلیلٌ واضحٌ
علٰی ان المعنی الصحیح نزول
المسیح عند غلبة النّصاریٰ
علٰی اهل الارض ولا سبیل الی
تطبیق هٰذه الاحادیث المتعارضة
الّا ان نقول ان قسّیسی النّصاریٰ
هم الدجّال المعهود ووجب
علینا ان نفسّر الاحادیث بنحوٍ
ظهرت معانیها فی الخارج فانّ
الاحادیث الّتی ذکرناها آنفًا کان
بعضها قائلٌ الی انّ المسیح
ینزل عند شوکة النّصاریٰ وشوکة
صلیبهم وتسلّطهم فی الارض ۔
وکان بعضها قائلٌ الی انّهٗ لا

کوئی نشان اور علامت نہیں پاتے اور ہم
دیکھتے ہیں کہ نصاریٰ کے فتنے بڑھ گئے ہیں اور
زمین ان کے فریبوں سے بھر گئی ہے پس یہ
ایک واضح دلیل ہے کہ صحیح معنی یہی ہیں کہ مسیح
اس وقت نازل ہوگا جب زمین پر نصاریٰ کا
غلبہ ہوگا اور ان متعارض احادیث میں
تطبیق کا سوائے اس کے اور کوئی طریق
نہیں کہ ہم یہ کہیں کہ نصاریٰ کے علمار ہی
دجال معہود ہیں اور ہم پر واجب ہے کہ ہم
بعض احادیث کی ایسی تفسیر کرلیں جیسے کہ وہ
واقعہ میں ظاہر ہوئی ہیں کیونکہ جن احادیث کا
ابھی ہم نے ذکر کیا ہے ان میں سے بعض تو
اس طرف لے جاتی ہیں کہ مسیح نصاریٰ کی
شوکت انکی صلیب کی شوکت اور انکے زمین پر تسلّط
ہوجانے کے وقت نازل ہوگا اور ان میں سے بعض اس طرف لے
جاتی ہیں کہ وہ اس وقت نازل ہوگا جب دجّال کا خروج
ہوگا اور وہ تمام زمین پر مسلّط ہو

وسلم لجوزنا الفتاح باب وحي النبوة
بعد تغليقها وهذا خلف كما لا
يخفى على المسلمين - وكيف يجيء
نبي بعد رسولنا صلى الله عليه وسلم

کو جائز قرار دیں تو ہم وحی نبوت کے دروازہ کے بند
ہونے کے بعد اسکا کھلنا جائز قرار دینگے جو بالبداہت
باطل ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں پر مخفی نہیں اور ہمارے
رسولؐ کے بعد کوئی نبی آ کیسے سکتا ہے جبکہ آپکی

ينزل الآن في وقت خروج الدجال
وتسلطه على وجه الارض كلها
فرأينا آثار القائد الاول ووجدناها
واقعة في زماننا ونرى ان اخبار
شوكة الصليب قد تمت ووقع كلها
كما اخبر عنها رسول الله صلى الله
عليه وسلم حتى رئيناها باعيننا
واما القائد الذي كان مخالفا لها
ومعارضا لمعانيها اعني حديث
خروج الدجال فما ظهر اثر منه
فالذي ظهر من المعنيين هو الحق
والذي ما ظهر من المعنيين
هو الباطل الذي اخطأ فيه نظر
المتفكرين -

ومن الاختلافات العظيمة في
احاديث هذا الباب ان بعض

جائیگا۔ پس ہم نے پہلی احادیث کے
آثار تو دیکھ لیے اور ان کو اپنے زمانہ میں
وقوع پذیر پایا اور ہم نے یہ بھی دیکھا کہ
کہ صلیب کی شوکت سے متعلق احادیث
بھی پوری ہو گئی ہیں اور اسی طرح واقع ہوئی
ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
خبر دی تھی۔ یہاں تک کہ ہم نے انھیں اپنی
آنکھوں سے دیکھ لیا لیکن وہ احادیث جو
ان کی مخالف اور ان کے معنوں کی معارض ہیں
یعنی حدیث خروج دجال پر اس کا کوئی اثر
ابتک ظاہر نہیں ہوا۔ پس دونوں معنوں میں
سے جو ظاہر ہو گیا وہی حق ہے اور جو ظاہر نہیں
ہوا وہ باطل ہے کہ اس میں فکر کرنیوالوں
کی نظر نے غلطی کھائی ہے۔

اس بارے میں احادیث میں ایک
بہت بھاری اختلاف یہ ہے کہ بعض احادیث

وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم الله به النبیّین انعتقد بانّ عیسی الذی انزل علیه الانجیل هو خاتم الانبیاء لا رسولنا صلّی الله علیه وسلّم

وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی ہے اور اللہ نے آپ کے ذریعہ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا۔ کیا ہم یہ عقیدہ رکھیں کہ عیسیٰ جس پر انجیل نازل ہوئی تھی خاتم انبیا ہے نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ہم یہ اعتقاد رکھیں

الاحادیث یدلّ علی انّ المسیح لا یأتی الّا تابعاً ومطیعاً للمهدی فانّ الائمة من قریش والمسیح لیس من قریش فلا یجوز ان یستخلفه الله لهذه الامة وبعضها یدلّ علی ان المسیح یأتی حکماً عدلاً واماماً وخلیفةً من الله تعالیٰ و کل الامر یکون فی یدیه ولا یتّبع احداً الّا وحی الله الذی ینزل علیه الی اربعین سنةً فینسخ بوحیه بعض احکام القرآن ویزید بعضاً ویختم الله به النبوّة والوحی و یجعله خاتم النبیّین۔ ومع هذا یقولون انّ وحیه لا یعارض وحی القرآن ویصلّی المسیح کما یصلّی المسلمون ویصوم کما یصومون

اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مسیح مہدی کا تابع اور مطیع بن کر آئیگا کیونکہ تمام امام قریش سے ہوں گے اور مسیح قریش سے نہیں۔ پس یہ جائز نہیں کہ اللہ اس کو اس امت کا خلیفہ بنائے۔ اور بعض یہ بتاتی ہیں کہ مسیح حکم اور عدل اور خلیفۃ اللہ بنکر آئیگا اور سب کام اس کے اختیار میں ہوگا۔ اور سوائے اس وحی کے جو اس پر چالیس سال تک نازل ہوگی وہ کسی کی پیروی نہیں کریگا۔ پس اس کی وحی سے بعض احکامِ قرآنیہ منسوخ ہو جائیں گے اور بعض کا اضافہ ہو گا اور اللہ اسی کے ساتھ نبوّت اور وحی کو ختم کریگا اور اس کو خاتم النبیین بنائیگا۔ اور اس کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس کی وحی قرآن کی معارض نہیں ہوگی اور مسیح کے مسلمانوں کی طرح نماز پڑھیگا ور

مجموعہ اشتہارات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلد اوّل

از ۱۸۷۸ء تا ۱۸۹۳ء

الناشر
الشرکۃ الاسلامیۃ لمیٹڈ ربوہ

(۶۰)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین

ایک عاجز مسافر کا اشتہار قابل توجہ جمیع مسلمانان انصاف شعار و حضرات علمائے نامدار

اے اخوان مومنین اے برادران سکنائے دہلی و متوطنان ایں سرزمین !!! بعد سلام مسنون و دعائے درویشانہ آپ سب صاحبوں پر واضح ہو کہ اس وقت یہ حقیر غریب الوطن چند ہفتے کے لئے آپ کے اس شہر میں مقیم ہے اور اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ملائک کا منکر بہشت و دوزخ کا انکاری اور ایسا ہی وجود جبرائیل اور لیلۃ القدر اور معجزات اور معراج نبوی سے بکلی منکر ہے۔ لہذا میں اظہاراً للحق عام وخاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افترا ہے۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ اہلسنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔ جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں۔ اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب

حوالہ نمبر 5

اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ اٰمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والبعث بعد الموت واٰمنت بکتاب اللہ العظیم القراٰن الکریم۔ واتبعت افضل رسل اللہ وخاتم انبیاء اللہ محمداً المصطفیٰ و انا من المسلمین۔ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔ رب احینی مسلماً و توفنی مسلماً واحشرنی فی عبادک المسلمین۔ وانت تعلم ما فی نفسی ولا یعلم غیرک وانت خیر الشاھدین۔ اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے اور خداوند علیم وسمیع اول الشاہدین ہے کہ میں ان تمام عقائد کو مانتا ہوں جن کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے اور جن پر ایمان لانے سے ایک غیر مذہب کا آدمی بھی معاً مسلمان کہلانے لگتا ہے۔ میں ان تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں درج ہیں اور مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعوے نہیں اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں۔ بلکہ مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔ جس طرح محدثیت نبوت سے مشابہ ہے ایسا ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے اشد درجہ کی مناسبت رکھتی ہے۔ غرض میں ایک مسلمان ہوں۔ ایہا المسلمون انا منکم و امامکم منکم بامر اللہ تعالےٰ۔ خلاصہ کلام یہ کہ میں محدث اللہ ہوں اور مامور من اللہ ہوں اور باایں ہمہ مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں جو صدی چاردہم کے لئے مسیح ابن مریم کی خصلت اور رنگ میں مجدد دین ہو کر رب السمٰوٰت والارض کی طرف سے آیا ہوں۔ میں مفتری نہیں ہوں۔ وقد خاب من افترےٰ۔ خدا تعالیٰ نے دنیا پر نظر کی اور اس کو ظلمت میں پایا اور مصلحت عباد کے لئے ایک اپنے عاجز بندہ کو خاص کر دیا۔ کیا تمہیں اس سے کچھ تعجب ہے کہ وعدہ کے موافق صدی کے سر پر ایک مجدد بھیجا گیا اور جس نبی کے رنگ میں چاہا۔

ٹائٹل پیج بار اوّل

جاء الحق و زھق الباطل

ان الباطل کان زھوقا

بفضلہ تعالےٰ

یہ رسائل اربعہ جن کے نام بہ تفصیل ذیل ہیں

انجام آتھم

خدائی فیصلہ ۔ دعوت قوم

مکتوب عربی بنام علماء

مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہو کر عام فائدہ کے لئے شائع کئے گئے

بمقام قادیان

قیمت فی جلد ؁

ومكث عندي الى مدّة. فيكشف الله عليه سرّي في صحبتي. ويراه من بعض

مدتے در صحبت من نماند - پس خدا تعالیٰ برو راز من خواہد کشود واز بعض نشانہا

آيات وعجائب لاراءة منزلتي. الّا الذين يجيئونني غافلين منافقين. ولا

وعجائبہا اورا خواہد نمود - تا شناسائے رتبہ من گردد - مگر آنانکہ بصورت غافلاں ومنافقاں می آیند و

يطلبون الحق كالخاشعين التائبين. فاولئك الذين بعدوا منّي و

حق را ہمچو خاشعان وتائبان نمی جویند - پس ایناں از من دور ہستند اگرچہ نزدیکاں

لو كانوا قريبين. رضوا بالبعد والحرمان. وما ارادوا ان يُعطوا حظًّا من العرفان.

باشند - ایشاں بدوری ومحرومی راضی شدہ اند - ونمی خواہند کہ حظے از معرفت ایشاں را

وما حملهم على ذالك الّا فساد نيّاتهم. وقلّة مبالاتهم. وغفلتهم في امر الدين.

حاصل گردد - وہیچ چیزے بجز فساد نیت ولاپروائی وغفلت دینیہ بریں امر ایشاں را آمادہ نہ کردہ -

والحق والحق اقول ان احدًا من الناس لا يراني الّا بعد ترك الاهواء

وراست ست وراست میگویم کہ مرا ہیچ کس نخواہد دید کہ از ہوا و ہوس و آرزوہا

والاماني. وليس منّي من يقول أبنائي ونسواني. وبيتي وبستاني. وانّه من

دست بردار گردد - وآں کسے از من نیست کہ میگوید پسران من وزنان من - وخانہ من وباغ من - بلکہ او از

المحجوبين. واني بعثت قومي لامنعهم من مساوي الاخلاق. وشعب النفاق

محجوبان ست - ومن برائے ایں آمدم کہ از اخلاق بد منع کنم وطریق اخلاص وتوحید بنمایم -

واراهم طريق المخلصين الموحّدين. ولا دين لنا الّا دين الاسلام. ولا كتاب لنا

وہیچ دینے نداریم بجز دین اسلام - وہیچ کتابے نداریم

الّا الفرقان كتاب الله العلّام. ولا نبيّ لنا الّا محمّد خاتم النبيّين صلى الله

بجز قرآن شریف - وہیچ پیغمبرے نداریم بجز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ خاتم الانبیاء

حوالہ نمبر 6

عَلَيهِ وَسَلَّم وبارك وَجَعَل اعداءه من الملعونين - اشهدوا انا نتمسك

است خدا بر وے درود را فرستاد و برکت نازل کرد و بر دشمنان او لعنت فرود آورد - گواہ باشید کہ ما

بكتاب الله القرآن - وَنتّبع اقوال رسول الله منبع الحق والعرفان - ونقبل

بکتاب الٰہی کہ قرآن شریف است پنجہ می زنیم - و سخنان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را کہ چشمۂ حق و معرفت ست

ما انعقد عليه الاجماع بذالك الزمان - لانزيد عليها ولا ننقص منها

پیروی مے کنیم و ہمہ آں امور را قبول مے کنیم کہ دراں زمانہ باجماع صحابہ رضی اللہ عنہم قرار یافتند - نہ براں امور

وعليها نحيى وعليها نموت - ومن زاد على هٰذه الشريعة مثقال ذرة او نقص

زیادہ می کنیم و نہ از آنہا کم میسازیم - و برآنہا زندہ خواہیم ماند و برآنہا خواہیم مرد - و ہر کہ بمقدار یک ذرہ بریں شریعت

منها او كفر بعقيدة اجماعية - فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين

زیادہ کرد یا کم نمود یا انکار عقیدہ اجماعیہ کرد - پس بر و لعنت خدا و لعنت فرشتگان و ہمہ آدمیان ست -

هٰذا اعتقادي - وَهُوَ مَقصُودي ومرادي - ولا اخالف

ایں اعتقاد من است و ہمیں مقصود من است و مراد من - و من

قومي في الاصول الاجماعية - وَمَا جئتُ بمحدثات كالفِرق المبتدعة

با قوم خود در اصول اجماعیہ اختلافے ندارم - و ہیچ بدعتیاں چیزہائے نو پیدا نیاوردہ ام -

بيد اني اُرسلت لتجديد الدين واصلاح الامة على راس هٰذه المائة - فاذكرهم

گر ایں ہست کہ من برائے تازہ کردن دین و اصلاح امت بر سر ایں صدی فرستادہ شدہ ام - پس ایشاں را

بعض ما نسوا من العُلوم الحكمية - والواقعات الصحيحة الاصلية - وَجَعَلني

بعض آں امور از علوم حکمیہ و واقعات صحیحہ یاد می دہانم کہ آں را فراموش کردہ بودند و مرا ایزد دگار من

رَبّي عيسى ابن مريم على طريق البروزات الروحانية لمصلحة اراد لنفع العامة -

بر طریق بروزات روحانیہ عیسیٰ بن مریم گردانید - برائے مصلحتے کہ بغرض افادہ مخلوقات

نبوت
جاری ہے
مرزا قادیانی
مجموعہ
ملفوظات

گذشتہ باب میں آپ مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ "نبوت بند ہے۔" اور حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ اب دنیا کسی نئے نبی کے وجود سے مستغنی ہوگئی ہے۔ لیکن جیسا کہ قرآن مجید کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر یہ کلام، اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت سے اختلافات پائے جاتے۔ اس آیت کریمہ نے فیصلہ کر دیا کہ اگر مدعی نبوت کے اقوال میں اختلاف ہو تو وہ اپنے دعویٔ نبوت میں سچا نہیں بلکہ جھوٹا ہے اور آنجہانی مرزا قادیانی بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ:

1- "جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 112 مندرجہ روحانی خزائن نمبر 21 ص 275)

2- "اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔" (ضمیمہ حقیقتہ الوحی ص 184 مندرجہ روحانی خزائن نمبر 22 ص 191)

3- "ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔" (ست بچن ص 31 مندرجہ روحانی خزائن نمبر 10 ص 143)

4- "کسی عقلمند اور صاف دل انسان کی کلام میں تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل یا مجنوں یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو' اس کا کلام بیشک متناقض ہو جاتا ہے۔" (ست بچن ص 30 مندرجہ روحانی خزائن نمبر10 ص 142)

چونکہ خود مرزا صاحب بھی مدعی نبوت ہیں' اس لیے ان کے صدق و کذب کے پرکھنے کی ایک آسان سی صورت یہ بھی ہے۔ کہ دیکھا جائے کہ آیا خود مرزا صاحب کے کلام میں تناقض تو نہیں پایا جاتا' اگر ان کے کلام میں تناقض و تعارض پایا جاتا ہو تو بحوالہ فیصلہ قرآنی مرزا قادیانی اپنے دعویٰ نبوت میں کاذب قرار پاتے ہیں۔

مرزا صاحب کے کلام میں تناقض کی اس قدر بھرمار ہے کہ جس کا احصار اس جگہ ممکن نہیں۔ اس لیے بطور مشتے نمونہ از خروارے چند مثالوں پر اکتفا کی جاتی ہے اور فیصلہ قارئین کرام کے شعور و انصاف پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

آنجہانی مرزا قادیانی نے پینترہ بدلتے ہوئے اپنے سابقہ عقیدہ میں بددیانتی سے انحراف کیا اور ختم نبوت کے مسلمہ عقیدہ پر چوٹ لگاتے ہوئے نبوت کے جاری ہونے پر اصرار کیا۔ اور خود نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ مرزا قادیانی کے نئے عقیدہ کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

(1) میرے پاس جبرائیل آیا

"میرے پاس آئیل آیا اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آگیا...... اس جگہ آئیل خدا تعالیٰ نے جبرائیل کا نام رکھا ہے اس لیے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔"

(حقیقتہ الوحی ص 103' روحانی خزائن نمبر22 ص 106 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(2) خدا تعالیٰ کی وحی

"میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے

پر نازل ہوا..... اور یہ دعویٰ امت محمدیہ میں سے آج تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف میں اس نام کا مستحق ہوں۔"

(حقیقتہ الوحی ص 387' روحانی خزائن نمبر22 ص 503 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(3) خدا نے میرا نام نبی رکھا

"اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔"

(حقیقتہ الوحی ص 387' روحانی خزائن نمبر22 ص 503 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(4) کثرت وحی

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں' ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔"

(حقیقتہ الوحی ص 391' روحانی خزائن نمبر22 ص 406' 407 از مرزا قادیانی)

(5) امتی بھی' نبی بھی

"جس قدر نبی گذرے ہیں' ان سب کو خدا نے براہ راست چن لیا تھا۔ حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں تھا۔ لیکن اس امت میں آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزار ہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔ اس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی۔"

(حقیقۃ الوحی ص 28 (حاشیہ) روحانی خزائن نمبر22 ص 30 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(6) بارش کی طرح وحی نازل ہوئی

❑ "مگر بعد میں جو خدا تعالٰی کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی' اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔"

(حقیقۃ الوحی ص 150' روحانی خزائن نمبر22 ص 153' 154 از مرزا قادیانی)

(7)

❑ "میں خدا تعالٰی کی تیئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی ص 150' روحانی خزائن نمبر22 ص 154 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(8) قادیان' رسول کا تخت گاہ

"تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے' وہ یہ ہے کہ خدا تعالٰی بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے' قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لیے نشان ہے۔"

(دافع البلاء ص 14' روحانی خزائن نمبر18 ص 230 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(9) ختم نبوت ' ایک باطل عقیدہ ' اسلام شیطانی مذہب

"یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا ہے اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں۔ صرف قصوں کی پوجا کرو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے جس میں براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا۔ جو کچھ ہیں' قصے ہیں اور کوئی اگرچہ اس کی راہ میں اپنی جان بھی فدا کرے' اس کی رضا جوئی میں فنا ہو جائے اور ہر ایک چیز پر اس کو اختیار کر لے' تب بھی وہ اس پر اپنی شناخت کا دروازہ نہیں کھولتا اور مکالمات اور مخاطبات سے اس کو مشرف نہیں کرتا۔

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہو گا۔ (دریں چہ شک۔ ناقل) میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ایسا مذہب جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور اندھا رکھتا ہے اور اندھا ہی مارتا اور اندھا ہی قبر میں لے جاتا ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 184' روحانی خزائن جلد 21 ص 354 از مرزا قادیانی)

(10) ایک غلطی کا ازالہ

"ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے' وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے' اس لیے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے

ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے' وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے' حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے الفاظ' رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صد ہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص 3' روحانی خزائن نمبر18 ص 206 از مرزا قادیانی)

(11) نبوت کا دروازہ کھلا ہے

"پس یہ بات بالکل روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ مگر نبوت صرف آپ کے فیضان سے مل سکتی ہے۔ براہ راست نہیں مل سکتی۔ اور پہلے زمانہ میں نبوت براہ راست مل سکتی تھی۔ کسی نبی کی اتباع سے نہیں مل سکتی تھی۔"

(حقیقتہ النبوۃ حصہ اول ص 228' از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

(12) مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین کی گواہی

ذیل میں مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا محمود کی کتاب کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے جس میں وہ مرزا قادیانی کے حوالہ جات نقل کر کے استدلال کرتا ہے کہ نبوت جاری ہے اور مرزا قادیانی نبی ہے۔

(الف) "میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے۔" (نزول المسیح ص 48)

(ب) "میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے' میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدیؐ شکل اور محمدیؐ نبوت کا کامل انعکاس ہے۔" (نزول

المسیح ص 3 حاشیہ)

(پ) "ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے اور اس کو تمام انبیاء کی صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے۔" (نزول المسیح ص 48)

(ت) "اس فیصلہ کرنے کے لیے خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز پھونکے گا وہ قرنا کیا ہے؟ وہ اس کا نبی ہوگا۔" (چشمہ معرفت ص 318)

(ث) "اس طرح پر' میں خدا کی کتاب میں عیسیٰ بن مریم کہلایا۔ چونکہ مریم ایک امتی فرد ہے' اور عیسیٰ ایک نبی ہے پس میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 189)

(ث) "خدا نے نہ چاہا کہ اپنے رسول کو بغیر گواہی چھوڑے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (دافع البلاء)

(ج) "ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے' وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ میں دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص 1)

(چ) "میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیش گوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں۔ کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص 3)

(ح) "اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمدؐ اور احمدؐ میں مسمی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔" (ایک

غلطی کا ازالہ ص 4)

(خ) "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔" (آخری خط مرزا قادیانی مندرجہ اخبار عام 26 مئی 1908ء)

(د) "میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشین گوئی کرنے والا اور بغیر کثرت کے یہ معنی متحقق نہیں ہو سکتے۔" (آخری خط مرزا قادیانی مندرجہ اخبار عام 26 مئی 1908ء)

(ڈ) "پس اس بنا پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے کہ اس زمانے میں کثرت مکالمہ' مخاطبہ ایسے اور کثرت اطلاع برعلوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے۔" (آخری خط مرزا قادیانی مندرجہ اخبار عام 26 مئی 1908ء)

(ذ) "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشین گوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں۔" (بدر 5 مارچ 1908ء)

(ر) "جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں' اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔" (آخری خط مرزا قادیانی مندرجہ اخبار عام 26 مئی 1908ء)

(ڑ) "میں نبی ہوں اور امتی بھی ہوں تاکہ ہمارے سید آقا کی وہ پیش گوئی پوری ہو کہ آنے والا مسیح امتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا۔" (آخری خط مندرجہ اخبار عام 26 مئی 1908ء)

(ز) "کبھی نبی کی وحی خبر واحد کی طرح ہوتی ہے اور مع ذالک مجمل ہوتی ہے اور کبھی وحی ایک امر میں کثرت سے اور واضح ہوتی ہے..... پس میں اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ کبھی میری وحی بھی خبر واحد کی طرح ہو اور مجمل ہو" (لیکچر سیالکوٹ ص 33)

(س) "اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راستباز مقدس نبی گذر چکے ہیں۔ ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کیے جائیں' سو وہ میں ہوں۔ اسی طرح اس زمانے میں تمام بدوں کے نمونے بھی ظاہر ہوئے۔ فرعون ہو یا وہ یہود ہوں جنہوں نے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا یا ابوجہل ہو' سب کی مثالیں اس وقت موجود ہیں۔"

(براہین احمدیہ' حصہ پنجم ص 90)

(حقیقتہ النبوۃ حصہ اول ص 213 تا ص از مرزا بشیرالدین محمود ابن مرزا قادیانی)

(13) امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیے

"5 مارچ 1908ء کے پرچہ اخبار بدر میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی ڈائری کے ذیل میں مذکور ہے کہ ایک احمدی سے ایک نواب ریاست نے سوال کیا کہ کیا حضرت مرزا صاحب رسالت کے مدعی ہیں جس کے جواب میں اس احمدی دوست نے کہا کہ ان کا ایک شعر ہے۔

من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب   ہاں ملہم استم وز خداوند منذرم

اس سوال و جواب کا ذکر اس احمدی دوست نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی خدمت میں کیا جس پر حضور نے فرمایا کہ

"اس کی تشریح کر دینا تھا کہ ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے جو صاحب کتاب ہو۔ دیکھو جو امور سماوی ہوتے ہیں ان کے بیان کرنے میں ڈرنا نہیں چاہیے اور کسی قسم کا خوف کرنا اہل حق کا قاعدہ نہیں' صحابہ کرامؓ کے طرز عمل پر نظر کرو' وہ بادشاہوں کے درباروں میں گئے اور جو کچھ ان کا عقیدہ تھا' وہ صاف صاف کہہ دیا اور حق کہنے سے ذرا نہیں جھجکے' جبھی تو لا یخافون لومۃ لائم کے مصداق ہوئے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشین گوئیاں بھی کثرت سے ہوں' اسے

نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے۔ ایسے دعوے کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں' نبی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی' صرف خدا کی طرف سے پیش گوئیاں کرتے تھے جن سے موسوی دین کی شوکت و صداقت کا اظہار ہو۔ پس وہ نبی کہلائے یہی حال اس سلسلہ میں ہے۔ بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اس کے لیے اور کونسا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے۔ دیکھو اور لوگوں کو بھی بعض اوقات سچے خواب آجاتے ہیں بلکہ بعض دفعہ کوئی کلمہ بھی زبان پر جاری ہو جاتا ہے جو سچ نکل آتا ہے یہ اس لیے تا ان پر حجت پوری ہو اور وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم کو یہ حواس نہیں دیئے گئے' پس ہم سمجھ نہیں سکتے کہ یہ کس بات کا دعویٰ کرتے ہیں۔

آپ کو سمجھانا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ کس قسم کی نبوت کے مدعی ہیں' ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو' وہ مردہ ہے۔ یہودیوں عیسائیوں' ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لیے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لیے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہیے' صرف سچے خوابوں کا آنا تو کافی نہیں کہ یہ تو چوہڑے چماروں کو بھی آجاتے ہیں۔ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہونا چاہیے اور وہ بھی ایسا کہ جس میں پیش گوئیاں ہوں اور بلحاظ کمیت و کیفیت کے بڑھ چڑھ کر ہو' ایک مصرع سے تو شاعر نہیں ہو سکتے' اسی طرح معمولی ایک دو خوابوں یا الہاموں سے کوئی مدعی رسالت ہو تو وہ جھوٹا ہے۔ ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اسی لیے ہم نبی ہیں' امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیے۔" (بدر 5 مارچ 1908ء جلد 7 نمبر 9 ص 2)

(حقیقتہ النبوۃ ص 272 از مرزا بشیر الدین محمود)

(14) گردن پر تلوار

"اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو میں اسے کہوں گا۔ تو جھوٹا ہے۔ کذاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں۔ اور ضرور آسکتے ہیں۔"

(انوار خلافت ص 65 از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

(15) نبوت کا قادیانی تصور

"مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑہ یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کو نجاست اٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے۔ اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں اور اس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ اٹھاتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے۔ اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے۔"

(تریاق القلوب ص 152 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 279'280 از مرزا قادیانی)

ٹائیٹل بیج بار اول

قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے ۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہوگئے

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ (سورۃ صافات)

وَكَفَانِي مِنَّا الْوَحْيَ إِلَى هَذَا الْوَحْيِ الْمُبَشِّرِ

قال ربك انه نازل من السماء ما يرضيك وما نتنزل الا بامر ربك ما ارسل نبي الا اخزى به الله قوما لا يؤمنون. ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون. وبشر الذين آمنوا ان لهم الفتح. والله متم نوره ولو كره الكافرون كتب الله لاغلبن انا ورسلي لا تخف انى لا يخاف لدي المرسلون.

حقیقۃ الوحی

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ کتاب جامع جس میں ہر ایک قسم کے حقائق اور معارف اور بہت سے آسمانی نشان درج ہیں محض اسی کے فضل اور کرم اور خاص اسکی توفیق اور تائید سے مرتب و تالیف ہو کر

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام مینیجر مطبع کے چھپی

تعداد ایک ہزار جلد ۔ تاریخ اشاعت ۱۵ رمئی ۱۹۰۷ء

لدن رب کریم۔ در کلام تو چیزے ست کہ شعرا را در آں
فصیح کیا گیا ہے۔ تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو

دخلے نیست۔ رب علمنی ما ھو خیر عندک۔ یعصمک اللہ من
دخل نہیں اے میرے خدا مجھے وہ سکھلا جو تیرے نزدیک بہتر ہے تجھے خدا دشمنوں سے

العدا ویسطو بکل من سطا۔ برزما عندھم من الرماح۔ انی
بچائے گا اور حملہ کرنے والوں پر حملہ کر دے گا۔ انہوں نے جو کچھ اُن کے پاس ہتھیار تھے سب ظاہر کر دئے

ساخبرہ فی اٰخر الوقت۔ انک لست علی الحق۔ ان اللہ رؤف
مَیں مولوی محمد حسین بٹالوی کو آخر وقت میں خبر دیدونگا کہ تُو حق پر نہیں ہے۔ خدا رؤف و

رحیم۔ انا النا لک الحدید۔ انی مع الافواج اٰتیک بغتۃ۔
رحیم ہے۔ ہم نے تیرے لئے لوہے کو نرم کر دیا۔ مَیں فوجوں کے ساتھ ناگہانی طور پر آؤں گا۔

انی مع الرسول اُجیب اُخطی و اُصیب۔ وقالوا انّٰی لک
مَیں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دُونگا اپنے ارادہ کو کبھی چھوڑ بھی دونگا اور کبھی ارادہ پورا کرونگا۔ اور کہینگے کہ تجھے یہ مرتبہ کہاں

ھٰذا۔ قل ھو اللہ عجیب۔ جاءنی آئیل* واختار۔ وادار اصبعہ
سے حاصل ہوا۔ کہہ خدا ذو العجائب ہے۔ میرے پاس آئیل آیا اور اُس نے مجھے چُن لیا۔ اور اپنی انگلی کو گردش دی

واشار۔ ان وعد اللہ اتٰی۔ فطوبٰی لمن وجد ورأی۔ الامراض
اور یہ اشارہ کیا۔ کہ خدا کا وعدہ آگیا۔ پس مبارک وُہ جو اُس کو پاوے اور دیکھے۔ طرح طرح کی بیماریاں

ط حاشیہ۔ اس وحی الٰہی کے ظاہری الفاظ یہ معنے رکھتے ہیں کہ مَیں خطا بھی کرونگا اور صواب بھی یعنی مَیں جو چاہونگا کبھی کرونگا اور کبھی نہیں۔ اور کبھی میرا ارادہ پورا ہوگا اور کبھی نہیں۔ ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کے کلام میں آجاتے ہیں۔ جیسا کہ احادیث میں لکھا ہو کہ مَیں مومن کی قبض رُوح کے وقت تردد میں پڑتا ہوں۔ حالانکہ خدا تردّد سے پاک ہے اسی طرح یہ وحی الٰہی ہے کہ کبھی میرا ارادہ خطا جاتا ہے اور کبھی پُورا ہو جاتا ہے۔ اسکے یہ معنے ہیں کہ کبھی مَیں اپنی تقدیر اور ارادہ کو منسوخ کر دیتا ہوں اور کبھی وہ ارادہ جیسا کہ چاہا ہوتا ہے۔ منہ

* اس جگہ آئیل خدا تعالیٰ نے جبرئیل کا نام رکھا ہے اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ منہ

حوالہ نمبر 1

وحی الٰہی نے مجھے ٹھیرایا ہے اور بتصریح بیان فرمایا کہ وُہ میرے حق میں ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہُوا۔ ومن ینکر بہ فلیبارز للمباھلۃ ولعنۃ اللّٰہ علیٰ من کذب الحق او افتریٰ علیٰ حضرۃ العزّۃ۔ اور یہ دعویٰ اُمتِ محمدیہ میں سے آج تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف میں اِس نام کا مستحق ہوں۔ اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔ اے نادانو! میری مُراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ مَیں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مُراد میری نبوت سے کثرتِ مکالمت و مخاطبتِ الٰہیّہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں۔ میں اُس کی کثرت کا نام بموجب حکمِ الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکلٍّ ان یصطلح۔

اور میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اُس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں جن میں سے بطور نمونہ کسی قدر اِس کتاب میں بھی لکھے گئے ہیں۔ اگر اُسکے معجزانہ افعال اور کھلے کھلے نشان جو ہزاروں تک پہنچ گئے ہیں میرے صدق پر گواہی نہ دیتے تو میں اُس کے مکالمہ کو کسی پر ظاہر نہ کرتا۔ اور نہ یقیناً کہہ سکتا کہ یہ اُس کا کلام ہے پر اُس نے اپنے اقوال کی تائید میں وُہ افعال دکھائے جنہوں نے اُس کا چہرہ دکھانے کے لئے ایک صاف اور روشن آئینہ کا کام دیا +

حوالہ نمبر 2 حوالہ نمبر 3

آجاتے ہیں کسی مسلمان کا کام نہیں بلکہ ان لوگوں کا کام ہے جو درحقیقت اسلام کے دشمن ہیں۔

اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کیلئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوّت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ اُنکا سراسر افترا ہے۔ بلکہ جس نبوّت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کے رُو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے مَیں اُمتی ہوں اور ایک پہلو سے مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوّت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں بات یہ ہے کہ جیساکہ مجدّد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس اُمت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔ اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائیگا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائیگا یعنی اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہونگے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ[1] یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پُوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اُس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو۔ اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جسقدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔

غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے مَیں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گزر چکے ہیں انکو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے

ص۳۹۱

[1] الجنّ : ۲۷-۲۸

حوالہ نمبر 4

مَیں ہی مخصوص کیا گیا اور دُوسرے تمام لوگ اِس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اِس میں شرط ہے اور وہ شرط اُن میں پائی نہیں جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی۔ کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پا لیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے تو اِس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا اس لئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پُورے طور پر پانے سے روک دیا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا وہ پیشگوئی پُوری ہو جائے اور یاد رہے کہ ہم نے محض نمونے کے طور پر چند پیشگوئیاں اس کتاب میں لکھی ہیں مگر دراصل وہ کئی لاکھ پیشگوئی ہے جن کا سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہؤا اور خدا کا کلام اِس قدر مجھ پر ہؤا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس[۲۰] جزو سے کم نہیں ہوگا۔ اب ہم اسی قدر پر کتاب کو ختم کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے چاہتے ہیں کہ اپنی طرف سے اِس میں برکت ڈالے۔ اور لاکھوں دلوں کو اسکے ذریعہ سے ہماری طرف کھینچے۔ آمین ٭ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین ٭

تمّت

٭ خدا کے کلام میں یہ امر قرار یافتہ تھا کہ دوسرا حصہ اس اُمّت کا وہ ہوگا جو مسیح موعود کی جماعت ہوگی۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو دوسروں سے علیحدہ کر کے بیان کیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ یعنی اُمّت محمدیہ میں سے ایک اور فرقہ بھی ہے جو بعد میں آخری زمانہ میں آنیوالے ہیں اور حدیث صحیح میں ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سلمان فارسی کی پُشت پر مارا اور فرمایا لوکان الایمان معلّقًا بالثریا لناله رجلٌ من فارس اور یہ میری نسبت پیشگوئی تھی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس پیشگوئی کی تصدیق کیلئے وہی حدیث بطور وحی میرے پر نازل کی اور وحی کی رُو سے مجھ سے پہلے اس کا کوئی مصداق معین نہ تھا اور خدا کی وحی نے مجھے معین کر دیا۔ فالحمد للہ منہ

صفحہ ۲۸ اور اس کی اُمت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اور بجز اُس کے کوئی نبی صاحبِ خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مُہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے اُمتی ہونا لازمی ہے۔ اور اُس کی ہمت اور ہمدردی نے اُمت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا۔* اور اُن پر وحی کا دروازہ جو حصولِ معرفت کی اصل جڑھ ہے بند رہنا گوارا نہیں کیا۔ ہاں اپنی ختمِ رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیضِ وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص اُمتی نہ ہو اُس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو۔ سو خدا نے اِن معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ لہذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا اُمتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے۔ ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے اور نہ کامل ملہم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے مگر ظلّی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیضِ محمدی سے وحی پانا۔ وہ قیامت تک باقی رہیگی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو اور تا یہ نشان دُنیا سے مٹ نہ جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا ہے کہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کُھلے رہیں اور معرفتِ الٰہیہ جو مدارِ نجات ہے مفقود نہ ہو جائے۔

کسی حدیث صحیح سے اِس بات کا پتہ نہیں ملے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنیوالا ہے جو اُمتی نہیں یعنی آپ کی پیروی سے فیض یاب نہیں اور اسی جگہ سے اُن

*حاشیہ: اس جگہ یہ سوال طبعاً ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی اُمت میں بہت سے نبی گذرے ہیں۔ پس اس حالت میں موسیٰ کا افضل ہونا لازم آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر نبی گذرے ہیں اُن سب کو خدا نے براہ راست چن لیا تھا۔ حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں تھا لیکن اس اُمت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمتی بھی ہے اور نبی بھی۔ اِس کثرتِ فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی۔ اسرائیلی نبیوں کو الگ کر کے باقی تمام لوگ اکثر موسوی اُمت میں ناقص پائے جاتے ہیں۔ رہے انبیاء سو ہم بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے حضرت موسیٰ سے کچھ نہیں پایا بلکہ وہ براہ راست نبی کئے گئے مگر اُمتِ محمدیہ میں سے ہزارہا لوگ محض پیروی کی وجہ سے ولی کئے گئے۔ منہ

حوالہ نمبر 5

تب میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنیوالا مسیح میں ہی ہوں۔ اِس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہونگے اِس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وُہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا۔ لیکن بعد اسکے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تُو ہی ہے۔ اور ساتھ اس کے صدہا نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کیلئے کھڑے ہو گئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کر کے مجھے اِس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں ورنہ میرا اعتقاد تو وُہی تھا جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا اور پھر میں نے اِسپر کفایت نہ کر کے اِس وحی کو قرآن شریف پر عرض کیا تو آیات قطعیۃ الدلالت سے ثابت ہُوا کہ درحقیقت مسیح ابن مریم فوت ہوگیا ہے اور آخری خلیفہ مسیح موعود کے نام پر اسی اُمت میں سے آئیگا اور جیسا کہ جب دن چڑھ جاتا ہے تو کوئی تاریکی باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح صدہا نشانوں اور آسمانی شہادتوں اور قرآن شریف کی قطعیۃ الدلالت آیات اور نصوص صریحہ حدیثیہ نے مجھے اِس بات کے لئے مجبور کر دیا کہ مَیں اپنے تئیں مسیح موعود مان لوں۔ میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو مجھے اِس بات کی ہرگز تمنا نہ تھی۔ مَیں پوشیدگی کے حجرہ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے۔ اُس نے گوشۂ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا۔ مَیں نے چاہا کہ مَیں پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مروں مگر اُس نے کہا کہ مَیں تجھے تمام دُنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دُوں گا۔ پس یہ اُس خدا سے پُوچھو کہ ایسا تُو نے کیوں کیا؟ میرا اس میں کیا قصور ہے۔ اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وُہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو مَیں اُسکو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اِس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور

حوالہ نمبر 6

صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی ✢ اور جیسا کہ میں نے نمونہ کے طور پر بعض عبارتیں خدا تعالیٰ کی وحی کی اِس رسالہ میں بھی لکھی ہیں اُن سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم کے مقابل پر خدا تعالیٰ میری نسبت کیا فرماتا ہے۔ میں خدا تعالیٰ کی تیئیس ۲۳ برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ میں اُسکی اِس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ اُن تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔ اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور میں آخری خلیفہ اُس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے۔ اِسلئے خدا نے چاہا کہ مجھے اُس سے کم نہ رکھے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ یہ الفاظ میرے اُن لوگوں کو گوارا نہ ہونگے جن کے دلوں میں حضرت مسیح کی محبت پرستش کی حد تک پہنچ گئی ہے مگر میں اُنکی پروا نہیں کرتا۔ میں کیا کروں اور کس طرح خدا کے حکم چھوڑ سکتا ہوں اور کس طرح اُس روشنی سے جو مجھے دیگئی تاریکی میں آسکتا ہوں خلاصہ یہ کہ میری کلام میں کچھ تناقض نہیں میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کا پیروی کرنیوالا ہوں۔ جبتک مجھے اس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا اور جب مجھ کو اُسکی طرف سے علم ہوا تو میں نے اُسکے مخالف کہا۔ میں انسان ہوں مجھے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں۔ بات یہی ہے جو شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔ میں نہیں جانتا کہ خدا نے ایسا کیوں کیا۔ ہاں میں اِس قدر جانتا ہوں کہ آسمان پر خدا تعالیٰ کی غیرت عیسائیوں کے مقابل پر بڑا جوش مار رہی ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مخالف وہ توہین کے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ قریب ہے کہ اُن سے آسمان پھٹ جائیں پس خدا دکھلاتا ہے

✢ یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سُنکر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اُس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کیلئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اسلئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی۔ اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت۔ اِسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام اُمتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپکے ذریعہ سے ملا ہے۔ منہ

حوالہ نمبر 7

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ

الحمد للہ کہ زمانہ کی ضرورت کے موافق بہتوں کو طاعون سے نجات دینے کے لئے یہ رسالہ تالیف کیا گیا اور اس کا نام

ہے

دَافِعُ الْبَلَاءِ وَمِعْيَارُ اَهْلِ الْاِصْطِفَاءِ

بمقام

قادیان دارالامان

باہتمام حکیم فضلدین صاحب مطبع ضیاء الاسلام

میں چھپا

تعداد جلد ۵۰۰

اپریل سنہ ۱۹۰۲ء

نہیں ہوتا کہ ایک رسول کے انکار سے دُنیا میں کوئی تباہی بھیجی جائے بلکہ اگر لوگ شرافت اور تہذیب سے خدا کے رسولوں کا انکار کریں اور دست درازی اور بدزبانی نہ کریں تو اُنکی سزا قیامت میں مقرر ہے۔ اور جس قدر دُنیا میں رسولوں کی حمایت میں مری بھیجی گئی ہے وُہ محض انکار سے نہیں بلکہ شرارتوں کی سزا ہے۔ اِسی طرح اب بھی جب لوگ بدزبانی اور ظلم اور تعدی اور اپنی خباثتوں سے باز آجائیں گے اور شریفانہ برتاؤ اُن میں پیدا ہو جائے گا۔ تب یہ تنبیہ اُٹھالی جائیگی مگر اس تقریب پر بہت سے سعادت مند خدا کے رسول کو قبول کرلیں گے اور آسمانی برکتوں سے حصّہ لیں گے اور زمین سعادتمندوں سے بھر جائیگی۔ (۳) تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہُوئی ہے وُہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہر حال جبتک کہ طاعون دُنیا میں رہے گو ستّر برس تک رہے قادیان کو اسکی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھیگا کیونکہ یہ اُسکے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام اُمّتوں کیلئے نشان ہے۔

اَب اگر خدا تعالیٰ کے اِس رسول اور اِس نشان سے کسی کو انکار ہو اور خیال ہو کہ فقط رسمی نمازوں اور دُعاؤں سے یا مسیح کی پرستش سے یا گائے کے طفیل سے یا دیدوں کے ایمان سے باوجود مخالفت اور دشمنی اور نافرمانی اِس رسول کے طاعون دُور ہو سکتی ہے تو یہ خیال بغیر ثبوت کے قابل پذیرائی نہیں۔ پس جو شخص اِن تمام فرقوں میں سے اپنے مذہب کی سچائی کا ثبوت دینا چاہتا ہے تو اب بہت عمدہ موقع ہے۔ گویا خدا کی طرف سے تمام مذاہب کی سچائی یا کذب پہچاننے کیلئے ایک نمائش گاہ مقرر کیا گیا ہے اور خدا نے سبقت کرکے اپنی طرف سے پہلے قادیان کا نام لے دیا ہے۔ اب اگر آریہ لوگ وید کو سچا سمجھتے ہیں تو اُنکو چاہیئے کہ بنارس کی نسبت جو وید کے درس کا اصل مقام ہے ایک پیشگوئی کردیں کہ انکا پرمیشر بنارس کو طاعون سے بچالے گا۔ اور سناتن دھرم والوں کو چاہیئے کہ کسی ایسے شہر کی نسبت جس میں گائیاں بہت ہوں مثلاً امرتسر کی نسبت پیشگوئی کردیں کہ گئو کے طفیل اس میں طاعون نہیں آئیگی۔ اگر اسقدر گئو اپنا معجزہ دکھادے

حوالہ نمبر 8

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

آنانکہ بر دعاوئ ما حملہ ہا کنند — وز راہ جہل عربدہ ہا برپا کنند
گر یک نظر کنند دریں نسخہ کتاب — ہست ایں یقیں کہ ترک ادعا بکنند
باور نمی کنم کہ نیایند عذر خواہ — ویں امر دیگر است کہ ترک حیا کنند

براہین احمدیہ

حصہ پنجم (۵)

ملقب

بالبراہین الاحمدیہ علی حقیتہ کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ

مؤلفہ

حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

کیا عزت اور کیا مرتبت اور کیا تاثیر اور کیا قوّت قدسیہ اپنی ذات میں رکھتا ہے جس کی پیروی کے دعویٰ کرنے والے صرف اندھے اور نابینا ہوں۔ اور خدا تعالیٰ اپنے مکالمات و مخاطبات سے انکی آنکھیں نہ کھولے۔ یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحیٔ الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند ہو گیا ہے اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں۔ صرف قصّوں کی پوجا کرو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے جس میں براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا۔ جو کچھ ہیں قصّے ہیں۔ اور کوئی اگرچہ اس کی راہ میں اپنی جان بھی فدا کرے اس کی رضا جوئی میں فنا ہو جائے اور ہر ایک چیز پر اُس کو اختیار کرلے تب بھی وہ اس پر اپنی شناخت کا دروازہ نہیں کھولتا اور مکالمات اور مخاطبات سے اس کو مشرف نہیں کرتا۔

مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہوگا۔ مَیں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ ایسا مذہب جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور اندھا رکھتا ہے اور اندھا ہی مارتا اور اندھا ہی قبر میں لے جاتا ہے۔ مگر مَیں ساتھ ہی خدائے کریم و رحیم کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اسلام ایسا مذہب نہیں ہے بلکہ دنیا میں صرف اسلام ہی یہ خوبی اپنے اندر رکھتا ہے کہ وہ بشرط سچی اور کامل اتباع ہمارے سیّد و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکالماتِ الٰہیہ سے مشرف کرتا ہے۔ اسی وجہ سے تو حدیث میں آیا ہے کہ علماء امّتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری اُمت کے علماء ربّانی بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ اس حدیث میں بھی علماء ربّانی کو ایک طرف اُمّتی کہا اور دوسری طرف نبیوں سے مشابہت دی ہے۔

اور خود ظاہر ہے کہ جبکہ خدا تعالیٰ قدیم سے اپنے بندوں کے ساتھ ہمکلام ہوتا آیا ہے یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں عورتوں کو بھی خدا تعالیٰ کے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف حاصل ہوا ہے جیسے حضرت موسیٰ کی ماں اور مریم صدیقہ کو تو پھر یہ امّت کیسی بد قسمت اور بے نصیب ہے

۱۸۴

حوالہ نمبر 9

پبلشر:- ناظر تالیف و تصنیف
ربوہ ضلع جھنگ

تعداد طبع
دو ہزار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک غلطی کا ازالہ

ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جنکو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہکر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے اس لئے باوجود اہلِ حق ہونے کے انکو ندامت اٹھانی پڑتی ہے چنانچہ چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اسکا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اسمیں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اسوقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جسکو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ مکالماتِ الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے۔
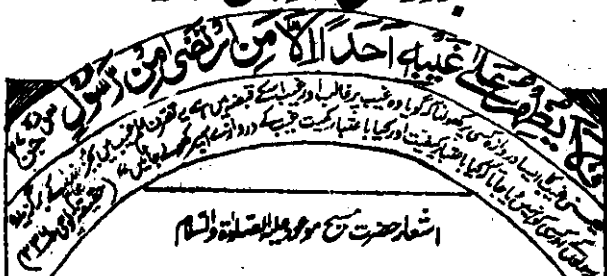
حوالہ نمبر 10

(الہامی)

مقام او مبین از راہ تحقیر
بدورانش رسولاں ناز کردند

فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول

اشعار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آنچہ داد است ہر نبی را جام	داد آں جام را مرا بتمام
انبیا گرچہ بودہ اند بسے	من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین	ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ کتاب

حقیقۃ النبوۃ

حصہ اوّل

از افادات حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب فضل عمر خلیفۃ المسیح والمہدی خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ جسمیں اصولی طور پر حضرت جری اللہ فی حلل الانبیا مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت براہین قاطعہ کے ساتھ ثابت کیگئی ہے اور ہر پہلو سے اس پر مفصل بحث کیگئی ہے۔ بیس روز کے اندر تصنیف و طبع ہو کر انجمن ترقی اسلام کیطرف سے شائع ہوئی + مطبوعہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان ۱۵ مارچ ۱۹۱۵ء

ایک وہی ہے۔ جس کی خبر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے۔ جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷ و ۲۸)

اس حوالہ سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

۱۔ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے یہ معنی نہیں۔ کہ آپ کے بعد فیض روحانی بند ہے۔ بلکہ یہ معنی ہیں۔ کہ آپ کے بعد ایسا فیضان جاری ہو

۲۔ یہ کہ آپ کے فیضان سے ایک ایسی نبوت ملتی ہے۔ جو پہلے کسی نبی کی اطاعت سے نہیں ملتی تھی۔ اور اس نبوت کا پانے والا امتی نبی کہلاتا ہے۔

اب پہلے حوالہ اور اس حوالہ کو ملا کر دیکھو۔ کیا نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ پہلے حوالہ میں فرماتے ہیں۔ کہ محدث جسے جزوی نبی بھی کہہ سکتے ہیں۔ پہلی امتوں میں ہوتے رہے ہیں۔ اور اس حوالہ میں فرماتے ہیں۔ کہ امتی نبی وہ درجہ ہے۔ جو پہلے نبیوں کی اتباع سے نہیں ملا کرتا تھا۔ اور ان کا درجہ ایسا بڑا نہ تھا۔ کہ انکی اتباع سے کوئی فرد ان کی اُمت کا نبی بن جائے۔

پس ان حوالوں کو ملا کر یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ پہلی امتوں میں محدث یا جزوی نبی تو ہوتے تھے۔ لیکن پہلے نبیوں میں اسقدر طاقت نہ تھی کہ ان کے فیضان سے امتی نبی ہو سکے جس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں صرف محدثیت ہی جاری نہیں۔ بلکہ اس سے اوپر نبوت کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ کیونکہ محدث یا جزوی نبی کا درجہ تو وہ ہے۔ جو پہلی امتوں کے بعض افراد کو بھی ملجایا کرتا تھا۔ لیکن امتی نبی کا وہ درجہ ہے جو پہلے رسولوں کی اتباع سے نہیں مل سکتا تھا۔ کیونکہ وہ خاتم النبیین نہ تھے۔ اور جزوی نبی سے اوپر کا درجہ سوائے نبی کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جزو کے بعد کل ہی ہوتا ہے۔ پس یہ بات بالکل روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ مگر نبوت صرف آپ کے فیضان سے مل سکتی ہے۔ براہ راست نہیں مل سکتی۔ اور پہلے زمانہ میں نبوت براہِ راست مل سکتی تھی۔ کسی نبی کی اتباع سے نہیں مل سکتی تھی۔ کیونکہ وہ اسقدر صاحبِ کمال

(۱۹) "میں مسیح موعود ہوں۔ اور وہی ہوں جس کا نام سرورِ انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے" (نزول المسیح ص۴۸)

(۲۰) "میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے" (نزول المسیح ص۳ حاشیہ)

(۲۱) "ایسا ہی خدا تعالیٰ اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے۔ اور اس کو تمام انبیاء کی صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے"۔ (نزول المسیح ص۴)

(۲۲) "اس فیصلہ کرنے کے لئے خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز پھونکے گا۔ وہ قرنا کیا ہے؟ وہ اس کا نبی ہوگا" (چشمۂ معرفت ص۳۱۱)

(۲۳) "اس طرح پر میں خدا کی کتاب میں عیسیٰ بن مریم کہلایا۔ چونکہ مریم ایک امتی فرد ہے۔ اور عیسیٰ ایک نبی ہے پس میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۹)

(۲۴) "خدا نے نہ چاہا کہ اپنے رسول کو بغیر گواہی چھوڑے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھیگا۔ کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"۔ (دافع البلاء ص۱۱)

(۲۵) "ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ میں دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے" (ایک غلطی کا ازالہ ص۱)

(۲۶) "میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں" (ایک غلطی کا ازالہ ص۱۰)

(۲۷) "اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں" (ایک غلطی کا ازالہ ص۱۱)

(۲۸) "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں" (آخری خط حضرت اقدس مندرجہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

(۲۹) "میں اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنیوالا۔ اور بغیر کثرت کے یہ معنی متحقق نہیں ہو سکتے۔" (آخری خط مندرجہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

(۳۰) "میں اسی بناء پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے کہ اس زمانے میں کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب مجھے ہی عطاء کی گئی ہے۔" (آخری خط حضرت اقدس مندرجہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

(۳۱) "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت وکیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو۔ اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں۔ اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں۔" (بدر۔ ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

(۳۲) "جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں۔" (آخری خط حضرت اقدس مندرجہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

(۳۳) "میں نبی ہوں اور امتی بھی ہوں تاکہ ہمارے سید آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنیوالا مسیح امتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا" (آخری خط مندرجہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

(۳۴) یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جب آسمان سے مقرر ہو کر ایک نبی یا رسول آتا ہے تو اس نبی کی برکت سے عام طور پر ایک نور حسب استعدادات آسمان سے نازل ہوتا ہے۔ اور انتشار روحانیت ظہور میں آتا ہے تب ہر ایک شخص خوابوں کے دیکھنے میں ترقی کرتا ہے اور الہام کی استعداد رکھنے والے الہام پاتے ہیں اور روحانی امور میں عقلیں بھی تیز ہو جاتی ہیں کیونکہ جیسا کہ جب بارش ہوتی ہے ہر ایک زمین کچھ نہ کچھ اس سے حصہ لیتی ہے۔ ایسا ہی اس وقت ہوتا ہے جب رسول کے بھیجنے سے بہار کا زمانہ آتا ہے۔ تب ان ساری برکتوں کا موجب دراصل وہ رسول ہوتا ہے۔ اور جس قدر لوگوں کو خوابیں یا الہام ہوتے ہیں دراصل انکے کھلنے کا دروازہ وہ رسول ہی ہوتا ہے کیونکہ اس کے ساتھ دنیا...

(۳۵) "اس جگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے۔ کیونکہ خدا کے نبی اسکی صور ہوتے ہیں" (چشمۂ معرفت ص۸۸)

(۳۶) کبھی نبی کی وحی خبر واحد کی طرح ہوتی ہے اور معہذا الک مجمل ہوتی ہے۔ اور کبھی وحی ایک امر میں کثرت سے اور واضح ہوتی ہے۔۔۔۔ پس میں اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ کبھی میری وحی بھی خبر واحد کی طرح ہو اور مجمل ہو (لیکچر سیالکوٹ ص۳۳)

(۳۷) "اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راستباز مقدس نبی گذر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں انکے نمونے ظاہر کئے جائیں۔ سو وہ میں ہوں۔ اسی طرح اس زمانے میں تمام بدوں کے نمونے بھی ظاہر ہوئے۔ فرعون ہو یا وہ یہود ہوں جنہوں نے حضرت مسیح کو صلیب پر چڑھایا یا ابو جہل ہو سب کی مثالیں اس وقت موجود ہیں۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۰)

(۳۸) ایمان درحقیقت وہی ایمان ہے جو خدا کے رسول کو شناخت کرنیکے بعد حاصل ہوتا ہے۔۔۔ ہاں

ضمیمہ نمبر ۳

"امرِ حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیئے"

۵ مارچ ۱۹۰۸ء کے پرچہ اخبار بدر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ڈائری کے ذیل میں مذکور ہے کہ ایک احمدی سے ایک نواب یا ست نے سوال کیا کہ کیا حضرت مرزا صاحب رسالت کے مدعی ہیں جسکے جواب میں اس احمدی دوست نے کہا کہ ان کا ایک شعر ہے ؎

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب   ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم

اس سوال و جواب کا ذکر اس احمدی دوست نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں کیا جس پر حضور نے فرمایا کہ

" اسکی تشریح کر دینا تھا کہ ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے جو صاحب کتاب ہو۔ دیکھو جو امور سماوی ہوتے ہیں انکے بیان کرنے میں ڈرنا نہیں چاہیئے۔ اور کسی قسم کا خوف کرنا اہل حق کا قاعدہ نہیں۔ صحابہ کرامؓ کے طرز عمل پر نظر کرو۔ وہ بادشاہوں کے دربار میں گئے اور جو کچھ ان کا عقیدہ تھا وہ صاف صاف کہدیا اور حق کہنے سے ذرا نہیں جھجکے جبھی تو لا یخافون لومۃ لائم کے مصداق ہوئے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالیٰ جسکے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اُسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے۔ ایسے دعوے کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے جن سے موسوی دین کی شوکت و صداقت کا اظہار ہو۔ پس وہ نبی کہلائے۔ یہی حال اس سلسلہ میں ہے۔ بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اسکے لئے اور کونسا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے۔ دیکھو اور لوگوں کو بھی بعض اوقات سچے خواب آجاتے ہیں بلکہ بعض دفعہ کوئی کلمہ بھی زبان پر جاری ہو جاتا ہے جو سچ نکل آتا ہے یہ اس لئے تا ان پر حجت پوری ہو اور وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم کو یہ حواس نہیں دیئے گئے۔ پس ہم کیسے نہیں کہہ سکتے کہ یہ کس بات کا دعوے کرتے ہیں +

آپکو سمجھانا تو یہ چاہیئے تھا کہ وہ کس قسم کی نبوت کے مدعی ہیں ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے یہودیوں عیسائیوں۔ ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لئے اسکو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہیئے صرف سچے خوابوں کا آنا تو کافی نہیں کہ یہ تو چوہڑے چماروں کو بھی آجاتے ہیں۔ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہونا چاہیئے اور وہ بھی ایسا کہ جس میں پیشگوئیاں ہوں اور بلحاظ کمیت و کیفیت کے بڑھ چڑھ کر ہو۔ ایک مصرعہ سے تو شاعر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح معمولی ایک دو خوابوں یا الہاموں سے کوئی مدعی رسالت ہو تو وہ جھوٹا ہے۔ ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اسکے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اسی لئے ہم نبی ہیں

"امرِ حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیئے" (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء جلد ۷ نمبر ۹ صفحہ ۲)

حوالہ نمبر 13

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم

۹۷

انوار خلافت

یعنی

ان تقریروں کا مجموعہ جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عہد خلافت کے دوسرے سالانہ جلسہ پر ۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - اور ۳۰ دسمبر ۱۹۱۵ء کو فرمائیں

کل صفحات ۱۸۰

مرتبہ

منشی غلام نبی (بلانوی)

اکتوبر ۱۹۱۶ء

مطبوعہ ... بازار ... پریس امرتسر

قیمت ...

اس کے درجہ کو گھٹاتے ہیں۔ مگر ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہتک کو ایک منٹ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم حضرت مرزا صاحب کو نبی کہینگے تو لوگ ہماری مخالفت کرینگے۔ اور ہمیں دکھ دینگے۔ میں کہتا ہوں۔ حضرت مرزا صاحب کو نبی نہ کہنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ہتک ہے جس کو ہم کسی مخالفت کی وجہ سے برداشت نہیں کر سکتے۔ وہ تو مخالفت سے ڈراتے ہیں۔ لیکن اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے۔ اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو میں اُسے کہوں گا۔ تو جھوٹا ہے۔ کذاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہی ایسی ہے کہ آپ کے ذریعہ سے نبوت حاصل ہوسکتی ہے۔ آپ نے رحمۃ للعالمین ہوکر رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں اس لئے اب ایک انسان ایسا بھی ہوسکتا ہے جو کئی پہلے انبیا سے بھی بڑا ہو مگر اس صورت میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہو +

ہمارے لئے کتنی عزت کی بات ہے کہ قیامت کے دن تمام نبی اپنی اپنی اُمتوں کو لے کر کھڑے ہونگے اور ہم کہینگے کہ ہمارے نبی کی وہ شان ہے کہ آپ کا غلام ہی ہمارا نبی ہے۔ لیکن مسلمان کہتے ہیں کہ ہمارے لئے وہی مسیح آئے گا۔ جو بنی اسرائیل کے لئے آیا تھا۔ اگر وہی آیا۔ تو یہ قیامت کے دن کیا کہینگے۔ کہ ہمارے نبی آنحضرت صلعم کی وہ شان ہے کہ آپ کی اُمت کی اصلاح کے لئے بنی اسرائیل کا ہی ایک نبی آیا تھا۔ اس بات کو سوچو اور غور کرو۔ کہ آنحضرت صلعم کی ہتک تم کر رہے یا ہم۔ آنحضرت صلعم کی اسی میں عزت ہے کہ آپ کی اُمت میں سے کسی کو نبی کا درجہ ملے نہ کہ بنی اسرائیل کا کوئی نبی آپ کی اُمت کی اصلاح کے لئے آئے۔ حضرت مسیح موعود نے اسی لئے فرمایا۔ کہ:۔ ؎ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو + اس سے بہتر غلام احمد ہے

یعنی ابن مریم کا تم کیوں انتظار کر رہے ہو۔ مجھے دیکھو کہ میں احمد کا غلام ہوکر اس سے بڑھ کر ہوا کوئی کہے۔ کہ اس شعر میں مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میں غلام احمد ہوں۔ اس لئے آپ کا یہی نام تھا میں کہتا ہوں۔ کون مسلمان ہے جو اپنے آپ کو غلام احمد نہیں کہتا۔ ہر ایک سچا مسلمان اور مومن یہی کہے گا کہ میں احمد کا غلام ہوں۔ اسی طرح حضرت صاحب نے فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ ایک اور

ان ھٰذا الکتاب یدفع وساوس الخناس۔ وفیہ شفاءٌ للناس۔ وھو یھب السکینۃ ویجلو الکروب۔ وسمیتہ۔

تصنیف

امام ربانی حضرت میرزا غلام احمدؐ صاحب قادیانی
مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور رسولوں اور محدثوں کے بارے میں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں اور تمام قوموں کے لئے واجب الاطاعت ٹھہرتے ہیں۔ قدیم سے خدا تعالیٰ کا ایک خاص قانون ہے جو ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔

ہم اِس سے پہلے ابھی بیان کر چکے ہیں کہ ایسے اولیاء اللہ جو مامور نہیں ہوتے۔ یعنے نبی یا رسول یا محدث نہیں ہوتے اور اُن میں سے نہیں ہوتے جو دُنیا کو خدا کے حکم اور الہام سے خدا کی طرف بُلاتے ہیں۔ ایسے ولیوں کو کسی اعلیٰ خاندان یا اعلیٰ قوم کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اُن کا سب معاملہ اپنی ذات تک محدود ہوتا ہے۔ لیکن ان کے مقابل پر ایک دُوسری قوم کے ولی ہیں جو رسول یا نبی یا محدث کہلاتے ہیں اور وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک منصب حکومت اور قضا کا لیکر آتے ہیں اور لوگوں کو حکم ہوتا ہے کہ ان کو اپنا امام اور سردار اور پیشوا سمجھ لیں۔ اور جیسا کہ وہ خدا تعالےٰ کی اطاعت کرتے ہیں اس کے بعد خدا کے اُن نائبوں کی اطاعت کریں۔ اِس منصب کے بزرگوں کے متعلق قدیم سے خدا تعالیٰ کی یہی عادت ہے کہ انکو اعلیٰ درجہ کی قوم اور خاندان میں سے پیدا کرتا ہے۔ تا انکے قبول کرنے اور انکی اطاعت کا جُوا اُٹھانے میں کسی کو کراہت نہ ہو۔ اور چونکہ خدا نہایت رحیم و کریم ہے اِس لئے نہیں چاہتا کہ لوگ ٹھوکر کھاویں۔ اور اُن کو ایسا ابتلا پیش آوے جو اُنکو اِس سعادتِ عظمیٰ سے محروم رکھے کہ وہ اُس کے مامور کے قبول کرنے سے اِس طرح پر رُک جائیں کہ اس شخص کی نیچ قوم کے لحاظ سے ننگ اور عار اُنپر غالب ہو۔ اور وہ دِلی نفرت کے ساتھ اِس بات سے کراہت کریں کہ اُسکے تابعدار بنیں اور اُسکو اپنا بزرگ قرار دیں۔ اور انسانی جذبات اور تصورات پر نظر کر کے یہ بات خوب ظاہر ہے کہ یہ ٹھوکر طبعاً نوع انسان کو پیش آجاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑہ یعنے بھنگی ہے۔ اور ایک

ص۹۷

حوالہ نمبر 15

گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت اُنکے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور اُنکے پاخانوں کی نجاست اُٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اُس کی رُسوائی ہو چکی ہے۔ اور چند سال جیلخانہ میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے بُرے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اُسکو جُوتے بھی مارے ہیں اور اُسکی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مُردار کھاتے اور گوہ اُٹھاتے ہیں۔ اَب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وُہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مُسلمان ہو جائے۔ اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اُس پر ہو کہ وُہ رسول اور نبی بھی بنجائے اور اُسی گاؤں کے شریف لوگوں کی طرف دعوت کا پیغام لیکر آوے اور کہے کہ جو شخص تم میں سے میری اطاعت نہیں کریگا خدا اُسے جہنم میں ڈالے گا۔ لیکن باوجود اِس امکان کے جب سے کہ دُنیا پیدا ہوئی ہے کبھی خدا نے ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ ایسا کرنا اُسکی حکمت اور مصلحت کے خلاف ہے اور وہ جانتا ہے کہ لوگوں کے لئے یہ ایک فوق الطاقت ٹھوکر کی جگہ ہے کہ ایک ایسا شخص جو پُشت در پُشت رذیل چلا آتا ہے اور لوگوں کی نظر میں نہ صرف وہ نیچ ہے بلکہ اُس کا باپ اور دادا اور پڑدادا اور جہانتک معلوم ہے قوم کے نیچ ہیں اور ہمیشہ سے شریر اور بدکار ہوتے چلے آئے ہیں۔ اور مویشیوں کی طرح اَدنیٰ خدمتیں کرتے رہے ہیں۔ اَب اگر لوگوں سے اُسکی اطاعت کرائی جائے تو بلاشبہ لوگ اُسکی اطاعت سے کراہت کریں گے۔ کیونکہ ایسی جگہ میں کراہت کرنا انسان کیلئے ایک طبعی امر ہے۔ اِسلئے خدا تعالیٰ کا قدیم قانون اور سُنّت یہی ہے کہ وُہ صرف اُن لوگوں کو منصب دعوت یعنے نبوت وغیرہ پر مامور کرتا ہے جو اعلیٰ خاندان میں سے ہوں۔ اور ذاتی طور پر بھی چال چلن اچھے رکھتے

اللہ تعالیٰ کی توہین
مرزا قادیانی
مجموعہ
ملفوظات

اللہ تبارک و تعالیٰ اس جہان کے خالق و مالک، حاکم و مطلق اور سبھی کچھ ہیں۔ ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک، خاندان، کنبہ برادری، عزیز و اقارب، اولاد اور جملہ انسانی اوصاف و تعلقات سے مبرا ہیں۔ ان کی شان حمید خود ان کی نازل کردہ آخری کتاب قرآن مجید میں یہ بیان ہوئی۔ لیس کمثلہ شی۔ قرآن و حدیث کے علاوہ اکابر علمائے متقدمین و متاخرین کی کتابیں حضرت حق کی عظمت و جلالت کے موضوعات سے پر ہیں۔ لیکن اتنا کچھ کہنے، سننے کے بعد بھی اس کی عظمت و کبریائی اور اس کی حقیقت کا ادراک انسانی فہم سے ماوراء ہے۔ حتیٰ کہ پیغمبر اعظم ﷺ فرماتے ہیں۔

"ہم تیری معرفت کا حق ادا نہیں کر سکے۔"

لیکن متنبی قادیان نے جس دیدہ دلیری سے مسلمہ عقائد کا مذاق اڑایا ہے اور گلی میں گلی ڈنڈا کھیلنے والے بچوں کے باہمی ذوق کے انداز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا ہے اور اپنی خود ساختہ نبوت کے ثبوت کے لیے اللہ تعالیٰ کے متعلق خرافات کا پلندہ گھڑا ہے، وہ مرزا کی نامرادی کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ دل پر ہاتھ رکھ کر ان خرافات کو پڑھیں۔

(1) اللہ تعالیٰ کے بے شمار ہاتھ پیر

"قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے لیے بے شمار ہاتھ پیر اور

ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لاانتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں۔"

(توضیح مرام ص 42' مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 90 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(2) اللہ کی زبان پر مرض

"کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانہ میں خدا سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ پھر بعد اس کے یہ سوال ہو گا کہ کیوں نہیں بولتا۔ کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہو گئی ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 144 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 ص 312 از مرزا قادیانی)

(3) اللہ اور چور

"وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے' اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ میں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا۔"

(تجلیات الٰہیہ ص 4' مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 ص 396 از مرزا قادیانی)

(4) قادیان میں خدا

"ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ خدا قادیان میں نازل ہو گا' اپنے وعدہ کے مواقف۔"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 452' طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(5) سچا خدا

"سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔"

(دافع البلاء ص 11' مندرجہ روحانی خزائن نمبر18 ص 231 از مرزا غلام احمد قادیانی)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ سچے خدا کی نشانی صرف یہ ہے کہ اس نے مرزا قادیانی کو قادیان میں رسول بنا کر بھیجا ہے اور اگر مرزا قادیانی رسول نہیں ہے تو پھر خدا کی سچائی مشکوک ہے۔ (نعوذ باللہ)

(6) میں خود خدا ہوں

❑ "ورایتنی فی المنام عین اللّٰہ وتیقنت اننی ھو"

ترجمہ: "میں (مرزا غلام احمد قادیانی) نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں۔ میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں۔"

(آئینہ کمالات اسلام 564 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 ص 564 از مرزا قادیانی)

(7)

❑ "میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔"

(کتاب البریہ ص 85' مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 103 از مرزا قادیانی)

(8)

❑ "آواہن (خدا تیرے اندر اتر آیا۔)"

(کتاب البریہ ص 84' مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 102 از مرزا قادیانی)

(9)

❑ "تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے' وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔"

(حقیقت الوحی ص 108' مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 108 از مرزا قادیانی)

(10)

□ "خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہوگیا اور میرا غضب اور حلم اور تلخی اور شیرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہوگیا اور اس حالت میں' میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا السماء الدنیا بمصابیح پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہوگئی اور میری زبان پر جاری ہوا اردت ان استخلف فخلقت آدم۔ انا خلقنا الا نسان فی احسن تقویم۔"

(کتاب البریہ ص 86-87' مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 104-105 از مرزا قادیانی)

(11)

□ "اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آگیا ہے اور دانی ایل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں خدا کی مانند۔"

(اربعین نمبر3 ص 30' مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 413 از مرزا قادیانی)

(12) لڑکا اور خدا

"ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہوگا گویا آسمان سے خدا اترے گا۔"

(حقیقتہ الوحی ص 95-96، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 98-99 از مرزا قادیانی)

(13) اللہ کا بچہ

"یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہوگیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔"

(تتمہ حقیقت الوحی ص 581، روحانی خزائن جلد 22 ص 581 از مرزا قادیانی)

(14) اللہ مرد، مرزا عورت؟

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا، سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے۔"

(اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر34، از قاضی یار محمد قادیانی مرید مرزا غلام احمد قادیانی)

ممکن ہے شیطان نے ایک انتہائی بارعب اور وجیہہ نورانی شخصیت کے روپ میں مرزا قادیانی کو ورغلا پھسلا کر رجولیت کی طاقت کا اظہار (یعنی عمل قوم لوط) فرمایا ہو اور پھر مرزا قادیانی نے [illegible] سے اللہ تعالیٰ سے منسوب کر دیا ہو۔ جب سے یہ دنیا قائم ہوئی ہے، آج تک کسی [illegible]ص نے بھی اللہ تعالیٰ پر ایسا بے ہودہ، گھٹیا اور بدترین کفریہ الزام نہیں لگایا۔ یہ ذلت و رسوائی صرف مرزا قادیانی کو ہی نصیب ہوئی۔ جس کا نقد انعام انہیں دنیا میں لیٹرین میں موت کی صورت میں ملا۔

فاعتبروا یااولی الابصار۔

(15) حاملہ

"مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ 556 میں درج ہے، مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔"

(کشتی نوح ص 47، مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 50 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(16) اللہ تعالیٰ کے دستخط

"ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیش گوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہیں۔ تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کے لیے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کے قلم سے اس پر دستخط کیے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں۔ اور پھر دستخط کر دیئے اور میرے پر اس وقت نہایت رقت کا عالم تھا، اس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا، بلا توقف اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دیئے اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت میاں عبداللہ سنوری مسجد کے حجرہ میں میرے پیر دبا رہا تھا کہ اس کے روبرو غیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اس کی ٹوپی پر بھی گرے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا۔ ایک غیر آدمی اس راز کو نہیں سمجھے گا اور شک کرے گا کیونکہ اس کو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا۔ مگر جس کو روحانی امور کا علم ہو وہ اس میں شک نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خدا نیست سے ہست کر سکتا ہے۔ غرض میں نے یہ سارا قصہ میاں عبداللہ کو سنایا اور اس وقت میری آنکھوں سے

آنسو جاری تھے۔ عبداللہ جو ایک روایت کا گواہ ہے' اس پر بہت اثر ہوا اور اس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا جو اب تک اس کے پاس موجود ہے۔"

(حقیقتہ الوحی ص 255' مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 267 از مرزا قادیانی)

ٹائٹل پیج طبع اول

حصہ دوم رسالہ فتح اسلام از تالیفات مجدد دوران
و مسیح الزمان مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان جس کا نام نامی ہے

الہامی

توضیح مرام

مطبع ریاض ہند امرتسر میں باہتمام شیخ نور احمد مالک مطبع کے طبع ہوا
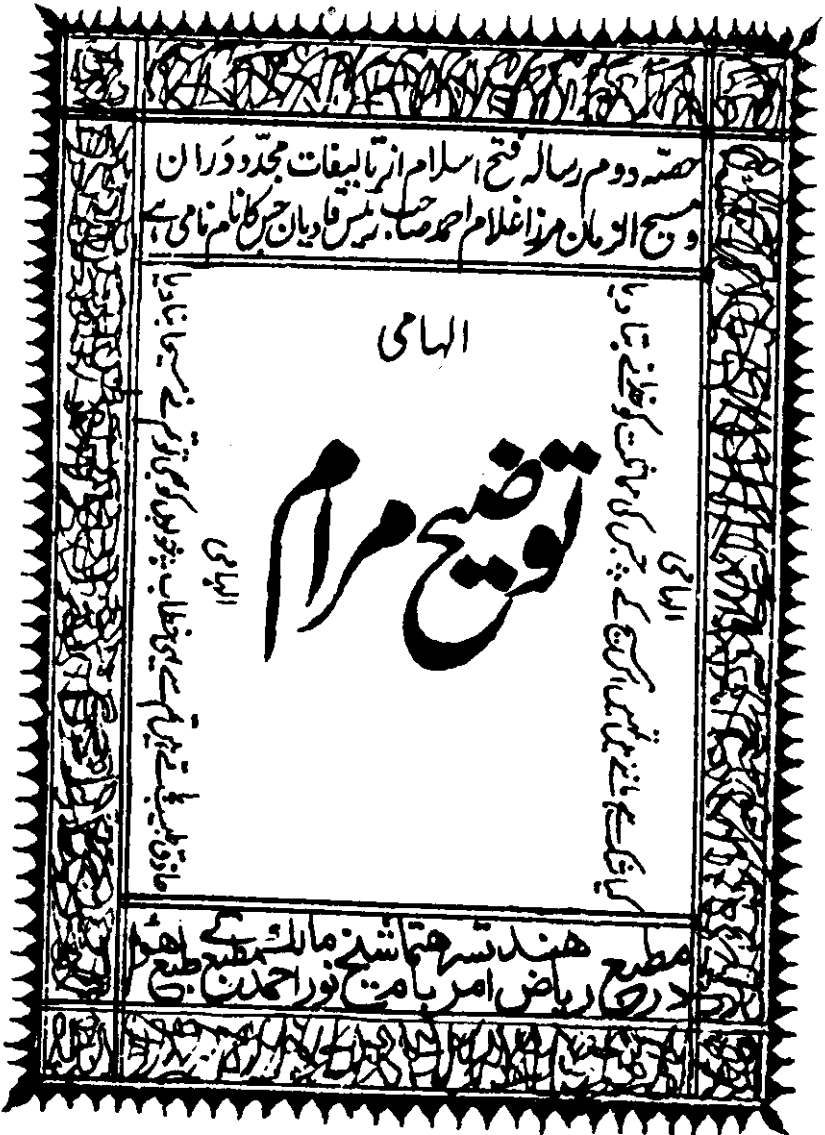
پیدا ہوتی ہے تو وہی حرکت اس اندام کے کل اعضاء یا بعض میں جیسا کہ اُس قیوم کی ذات کا تقاضا ہو پیدا ہو جاتی ہے۔

اس بیان مذکورہ بالا کی تصویر دکھلانے کے لئے تخیلی طور پر ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے لئے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر اور ہر یک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوی کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں۔ اور کشش کا کام دے رہی ہے۔ یہ وہی اعضا ہیں جن کا دوسرے لفظوں میں عالم نام ہے جب قیوم عالم کوئی حرکت جزوی یا کلی کرے گا تو اُس کی حرکت کے ساتھ اُس کے اعضا میں حرکت پیدا ہو جانا ایک لازمی امر ہوگا۔ اور وہ اپنے تمام ارادوں کو انہیں اعضا کے ذریعہ سے ظہور میں لائے گا نہ کسی اور طرح سے۔ پس یہی ایک عام فہم مثال اِس روحانی امر کی ہے کہ جو کہا گیا ہے کہ مخلوقات کی ہر یک جز و خدا تعالےٰ کے ارادوں کی تابع اور اس کے مقاصد مخفیہ کو اپنے خادمانہ چہرہ میں ظاہر کر رہی ہے اور کمال درجہ کی اطاعت سے اُس کے ارادوں کی راہ میں محو ہو رہی ہے اور یہ اطاعت اس قسم کی ہرگز نہیں ہے جس کی صرف حکومت اور زبردستی پر بنا ہو۔ بلکہ ہر یک چیز کو خدا تعالےٰ کی طرف ایک مقناطیسی کشش پائی جاتی ہے اور ہر یک ذرہ ایسا بالطبع اس کی طرف جھکا ہوا معلوم ہوتا ہے جیسے ایک وجود کے متفرق اعضاء اس وجود کی طرف جھکے ہوئے ہوتے ہیں۔ پس در حقیقت یہی سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ یہ تمام عالم اُس وجود اعظم کے لئے بطور اعضاء کے واقعہ ہے اور اسی وجہ سے وہ قیوم العالمین کہلاتا ہے کیونکہ جیسی جان اپنے بدن کی قیوم ہوتی ہے ایسا ہی وہ تمام مخلوقات کا قیوم ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو نظام عالم کا بالکل بگڑ جاتا۔

ہر یک ارادہ اُس قیوم کا خواہ وہ ظاہری ہے یا باطنی۔ دینی ہے یا دنیوی اِسی

حوالہ نمبر 1

تو اس صورت میں وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مذہب نہیں ٹھہر سکتا۔ بھلا ایک شخص اسلام کے ہر ایک پاک عقیدہ کے موافق اپنا عقیدہ رکھتا ہے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مفتری سمجھتا ہے جیسا کہ برہمو سماج والے سمجھتے ہیں تو اس خیال کے مسلمان اس کے آگے اپنے مذہب کا مابہ الامتیاز کیا پیش کر سکتے ہیں۔ جو صرف قصے کہانیاں نہ ہوں بلکہ ایک ایسی مشہود و محسوس نعمت ہو جو ان کو دی گئی۔ اور اُن کے غیر کو نہیں دی گئی۔ پس اے بدبخت اور بدقسمت قوم! وہ وہی نعمت ہے جو مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ ہیں۔ جن کے ذریعہ سے علوم غیب حاصل ہوتے اور خدا کی تائیدی قدرتیں ظہور میں آتی ہیں اور خدا کی وہ نصرتیں جن پر وحی الٰہی کی مہر ہوتی ہے ظاہر ہوتی ہیں اور وہ لوگ اُس مُہر سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ اس کے سوا کوئی مابہ الامتیاز نہیں۔ اور جب تم خود مانتے ہو جو خدا دعاؤں کو سُنتا ہے۔ پس اے سست ایمانو! اور دلوں کے اندھو! جبکہ وہ سُن سکتا ہے تو کیا وہ بول نہیں سکتا؟ اور جبکہ سُننے میں اس کی کوئی ہتکِ عزت نہیں تو پھر اپنے بندوں کے ساتھ بولنے سے کیوں اُس کی ہتک عزت ہو گئی؟ ورنہ یہ اعتقاد رکھو کہ جیسا کہ کچھ مدت سے الہام الٰہی پر مہر لگ گئی ہے ویسا ہی اُسی مدت سے خدا کی شنوائی پر بھی مہر لگ گئی ہے۔ اور اب خدا نعوذ باللہ صُمٌّ بُکْمٌ میں داخل ہے۔ کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانہ میں خُدا سُنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ پھر بعد اس کے یہ سوال ہوگا کہ کیوں نہیں بولتا۔ کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہو گئی ہے مگر کان مرض سے محفوظ ہیں۔ جبکہ وہی بندے ہیں اور وہی خدا ہے اور تکمیل ایمان کے لئے وہی حاجتیں ہیں۔ بلکہ اس زمانہ میں جو دلوں پر دہریت غالب ہو گئی ہے بولنے کی اسی قدر ضرورت تھی جس قدر سُننے کی۔ تو پھر کیا وجہ کہ سُننے کی صفت تو اب تک ہے مگر بولنے کی صفت معطل ہو گئی ہے۔

افسوس کہ چودھویں صدی میں سے بھی بائیس برس گذر گئے اور ہمارے دعوے کا زمانہ ﴿۱۵۹﴾

حوالہ نمبر 2

ٹائٹل پیج بار اول

وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا

تجلیات الٰہیہ

تصنیف حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

باجازت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ

مینیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان نے شائع کیا

۹ جون ۱۹۲۲ء

پنجشنبہ ۱۳ ذیقعدہ

سنہ ۱۳۴۰ھ

دوں گا۔ اُسی طرح جس طرح فرعون کے ہاتھ سے موسیٰ نبی اور اس کی جماعت کو رہائی دی گئی۔ اور یہ معجزات اسی طرح ظاہر ہونگے جس طرح موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے اور خدا فرماتا ہے کہ میں صادق اور کاذب میں فرق کرکے دکھلاؤں گا۔ اور میں اُسے مدد دونگا جو میری طرف سے ہے۔ اور میں اس کا مخالف ہوجاؤں گا جو اس کا مخالف ہے۔ ؎

سو اے سُننے والو! تم سب یاد رکھو کہ اگر یہ پیشگوئیاں صرف معمولی طور پر ظہور میں آئیں تو سمجھ لو کہ میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ لیکن اگر ان پیشگوئیوں نے اپنے پورے ہونے کے وقت دنیا میں ایک تہلکہ برپا کردیا اور شدت گھبراہٹ سے دیوانہ سا بنا دیا اور اکثر مقامات میں عمارتوں اور جانوں کو نقصان پہنچایا تو تم اس خدا سے ڈرو جس نے میرے لئے یہ سب کچھ کر دکھایا۔ وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ میں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤنگا۔ یعنی کسی جوتشی یا ملہم یا خواب بین کو اُس وقت کی خبر نہیں دی جائے گی بجز اس قدر خبر کے جو اس نے اپنے مسیح موعود کو دے دی یا آئندہ اس پر کچھ زیادہ کرے۔ ان نشانوں کے بعد دنیا میں ایک تبدیلی پیدا ہوگی اور اکثر دل خدا کی طرف کھینچے جائیں گے اور اکثر سعید دلوں پر دنیا کی محبت ٹھنڈی ہوجائیگی اور غفلت کے پردے درمیان سے اُٹھا دیئے جائیں گے اور حقیقی اسلام کا شربت انہیں پلایا جائیگا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے:۔

چو دَورِ خسروی آغاز کردند ۔ مسلماں را مسلماں باز کردند

دَورِ خسروی سے مراد اس عاجز کا عہدِ دعوت ہے۔ مگر اس جگہ دنیا کی بادشاہت مراد نہیں بلکہ آسمانی بادشاہت مراد ہے جو مجھ کو دی گئی۔ خلاصہ معنیٰ اس الہام کا یہ ہے

ؔ؎ تھوڑی غنودگی کی حالت میں خدا تعالیٰ نے ایک کاغذ پر لکھا ہوا مجھے یہ دکھلایا کہ ثلاث غیاث الکتاب المبین۔ یعنی قرآن شریف کی سچائی پر یہ نشان ہوں گے۔ منہ

۴

حوالہ نمبر 3

الناشر

الشرکۃ الاسلامیۃ لمیٹڈ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

تذکرہ

یعنی

وحی مقدس

و

رؤیا و کشوف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تاریخ نزول	وحی مقدس و متعلقاتِ وحی
زمانہ تحصیلِ علم	(۱)[1] وَرَأَیْتُ ذَاتَ لَیْلَۃٍ وَّ اَنَا غُلَامٌ حَدِیْثُ السِّنِّ کَاَنِّیْ فِیْ بَیْتٍ لَطِیْفٍ نَّظِیْفٍ یُذْکَرُ فِیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ فَقُلْتُ اَیُّھَا النَّاسُ اَیْنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ فَاَشَارُوْا اِلٰی حُجْرَۃٍ۔ فَدَخَلْتُ مَعَ الدَّاخِلِیْنَ۔ فَبَشَّ بِیْ حِیْنَ وَافَیْتُہٗ۔ وَحَیَّانِیْ بِاَحْسَنِ مَا حَیَّیْتُہٗ۔ وَمَا اَنْسٰی حُسْنَہٗ وَ جَمَالَہٗ وَ مَلَاحَتَہٗ وَ تَحَنُّنَہٗ اِلٰی یَوْمِیْ ھٰذَا شَغَفَنِیْ حُبًّا وَّ

[1] (ترجمہ از مرتب) اور اوائل ایامِ جوانی میں ایک رات میں نے (رؤیا میں) دیکھا کہ میں ایک عالیشان مکان میں ہوں۔ جو نہایت پاک اور صاف ہے۔ اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور چرچا ہو رہا ہے۔ میں نے

ہوتا ہے کہ ترقی ہونے والی ہے۔ اور اللہ کریم کچھ چشم نمائی کرنے والے ہیں۔
اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ ہمارے ارادہ میں ہے وہ ہو چکا۔ اب ٹل نہیں سکتا۔"

(البدر جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۷۔ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱)

۶۲۶	۱۹۰۲ء	" طاعون کا تذکرہ ہو پڑا۔ فرمایا۔ ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا۔ کہ خدا قادیان میں نازل ہوگا، اپنے وعدہ کے موافق۔ اور پھر یہ بھی تھا۔
۶۲۷		اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔" (البدر جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۷۔ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱ و الحکم جلد ۶ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱)
۶۲۸	۱۹۰۲ء ۱۰۔ اکتوبر	(الف) " نتیجہ خلاف مراد ہوا یا نکلا۔ آخر کا لفظ ٹھیک یاد نہیں۔ اور یہ بھی پختہ پتہ نہیں کہ یہ الہام کس امر کے متعلق ہے۔" (البدر جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۷۔ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۶) (ب) " نتیجہ خلاف اُمید ہے" (الحکم جلد ۶ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱)
۶۲۹	۱۹۰۲ء ۹۔ نومبر	" ۹۔ نومبر ۱۹۰۲ء کی شام کو میرے دل میں ڈالا گیا۔ کہ ایک قصیدہ۔ مقام مُدّ کے مباحثہ کے متعلق بناؤں۔" (اعجاز احمدی صفحہ ۹۰)
۶۳۰	۱۹۰۲ء	فَقَدْ سَرَّنِیْ فِیْ ھٰذِہِ الصُّوْرِ صُوْرَۃٌ[1]۔ لِیَدْفَعَ رَبِّیْ کُلَّمَا کَانَ یَحْشُرُ۔ پس ان صورتوں میں مجھے ایک طریق اچھا معلوم ہوا۔ تا میرا خدا اس طوفان کو دُور کرے۔ جو اس[2] نے اٹھایا ہے۔" (اعجاز احمدی صفحہ ۴۴)

[1] ھٰذَا الشِّعْرُ مِنْ وَحْیِ اللّٰہِ تَعَالٰی جَلَّ شَانُہٗ۔
(ترجمہ) یہ شعر اللہ تعالیٰ کی وحی سے ہے۔

[2] یعنی مولوی ثناء اللہ صاحب۔ (مرتب)

حوالہ نمبر 4

تو کچھ تعجب نہیں کہ اِس معجزہ نما جانور کی گورنمنٹ جان بخشی کر دے۔ اسی طرح عیسائیوں کو چاہیے کہ کلکتہ کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ اس میں طاعون نہیں پڑیگی۔ کیونکہ بڑا بشپ برٹش انڈیا کا کلکتہ میں رہتا ہے۔ اسی طرح میاں شمس الدین اور اُنکی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہیئے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ وُہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اور منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں اُنکے لئے بھی یہی موقع ہو کہ اپنے الہام سے لاہور کی نسبت پیشگوئی کرکے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں۔ اور مناسب ہے کہ عبدالجبار اور عبدالحق شہر امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں۔ اور چونکہ فرقہ وہابیہ کی اصل جڑ دلّی ہو۔ اسلئے مناسب ہے کہ نذیر حسین اور محمد حسین دِلّی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وُہ طاعون سے محفوظ رہیگی۔ پس اِس طرح سے گویا تمام پنجاب اِس مُہلک مرض سے محفوظ ہو جائے گا۔ اور گورنمنٹ کو بھی مفت میں سُبکدوشی ہو جائیگی۔ اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وُہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

اور بالآخر یاد رہے کہ اگر یہ تمام لوگ جن میں مسلمانوں کے مُلہم اور آریوں کے پنڈت اور عیسائیوں کے پادری داخل ہیں چُپ رہے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ سب لوگ جھوٹے ہیں اور ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سُورج کی طرح چمک کر دکھلا دیگی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔ بالآخر میاں شمس الدین صاحب کو یاد رہے کہ آپ نے جو اپنے اشتہار میں آیت امن یجیب المضطر[1] لکھی ہو اور اس سے قبولیت دُعا کی اُمید کی ہے۔ یہ اُمید صحیح نہیں ہے کیونکہ کلام الٰہی میں لفظ مضطر سے وہ ضرر یافتہ مُراد ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں نہ سزا کے طور پر۔ لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تختہ مشق ہوں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ کی دُعائیں اس اضطرار کے وقت میں قبول کی جاتیں مگر ایسا نہیں ہوا اور خدا کے ہاتھ نے اُن قوموں کو ہلاک کر دیا۔ اور

[1] النمل: ۶۳

حوالہ نمبر 5

(ٹائیٹل طبع اوّل)

الحمد للہ والمنت کہ بتائید و توفیق آں نعم المولیٰ و نعم النصیر و عنایات آں ذاتِ جلیل و عظیم و کبیر حصہ اولیٰ کتاب لاجواب موسوم بہ

آئینہ کمالاتِ اسلام

جس کا دوسرا نام دافع الوساوس بھی ہے

بماہ فروری سنہ ۱۸۹۳ء

مطبع ریاض ہند قادیان میں باہتمام شیخ نور احمد مہتمم و مالک مطبع طبع ہو کر شائع ہوا

فانهم لا يقبلون الاصلاح۔ فصرت الوقت فی نصحهم فی حکم اضاعة الوقت وطمع قبول الحق منهم کطمع العطاء من الضنین ورایت انه یحبّنی و یصدّقنی ویرحم علی ویشیر الی ان عکّازته معی وهو من الناصرین۔ ورایتنی فی المنام عین الله و تیقنت اننی هو ولم یبق لی ارادة ولا خطرة ولا عمل من جهة نفسی وصرت کاناء منثلم بل کشیئ تابطه شیئ آخر واخفاه فی نفسه حتی ما بقی منه اثر ولا رائحة وصار کالمفقودین۔ و اعنی بعین الله رجوع الظل الی اصله وغیبوبته فیه کما یجری مثل هذه الحالات فی بعض الاوقات علی المحبّین۔ وتفصیل ذالك ان الله اذا اراد شیئًا من نظام الخیر جعلنی من تجلیاته الذاتیة بمنزلة مشیته وعلمه وجوارحه و توحیده وتفریده لاتمام مراده وتکمیل مواعیده کما جرت عادته بالابدال والاقطاب والصدیقین۔ فرایت ان روحه احاط علیّ واستوی علی جسمی ولفّنی فی ضمن وجوده حتی ما بقی منی ذرة وکنت من الغائبین۔ ونظرتُ الی جسدی فاذا جوارحی جوارحه وعینی عینه واذنی اذنه ولسانی لسانه۔ اخذنی ربّی واستوفانی واکّد الاستیفاء حتی کنت من الفانین۔ ووجدت قدرته وقوته تفور فی نفسی والوهیته تتموج فی روحی وضُرِبت حول قلبی سرادقات الحضرة ودقّ نفسی سُلطان الجبروت۔ فما بقیتُ وما بقی ارادتی ولا مناي۔ وانهدمت عمارة نفسی کلها وتراءت عمارات رب العٰلمین۔ وانمحت اطلال وجودی وعفت بقایا انانیتی وما بقیت ذرة من هویتی۔ والالوهیة غلبت علیّ غلبةً شدیدةً تامةً و

حوالہ نمبر 6

خدا کا سایہ تیرے پر ہوگا اور وہ تیری پناہ رہیگا۔ آسمان بندھا ہؤا تھا اور زمین بھی۔ ہم نے دونوں کو کھولدیا۔ تو وہ عیسیٰ ہی جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہوسکتا۔ ہم تجھے لوگوں کے لئے نشان بنائیں گے۔ اور یہ امر ابتدا سے مقدر تھا۔ تو میرے ساتھ ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ تو دُنیا اور آخرت میں وجیہ اور مقرب ہے۔ تیرے پر انعام خاص ہی۔ اور تمام دُنیا پر تجھے بزرگی ہے۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤنگا اپنی قُدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤنگا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سی اُسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ اُس کے لئے وہ مقام ہے جہاں انسان اپنے اعمال کی قوت سے پہنچ نہیں سکتا تو میرے ساتھ ہے۔ تیرے لئے رات اور دن پیدا کیا گیا۔ تیری میری طرف وہ نسبت ہے جس کی مخلوق کو آگاہی نہیں۔ اے لوگو تمہارے پاس خدا کا نور آیا۔ پس تم منکر مت ہو" وغیرہ الخ۔

اور ان کے ساتھ اور مکاشفات ہیں جو ان کی تائید کرتے ہیں چنانچہ ایک کشف میں مَیں نے دیکھا کہ میں اور حضرت عیسیٰ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اِس کشف کو بھی میں براہین میں چھاپ چکا ہوں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی تمام صفات روحانی میرے اندر ہیں اور جن کمالات سے وہ موصوف ہو سکتے ہیں وہ مجھ میں بھی ہیں۔ اور پھر ایک اور کشف ہے جو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴ و ۵۶۵ میں مدت سے چھپ چکا ہے اُسکو بعینہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے ترجمہ:۔ مَیں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا اور مَیں ایک سوراخدار برتن کی طرح ہو گیا ہوں۔

حوالہ نمبر 7

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کتاب البریہ

از تصنیف منیف

حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جسے

منیجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان ضلع گورداسپور نے

شائع کیا

دسمبر ۳۲ء

بار دوم تعداد ۱۰۰۰ قیمت عمر

ایسا ہی جیسا کہ مجھ سے۔ تیرا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ لوگ دُور دُور سے تیرے پاس آئیں گے اور خدا کی نصرت تیرے پر اتریگی۔ تیرے لئے لوگ خدا سے الہام پائیں گے اور تیری مدد کریں گے۔ کوئی نہیں جو خدا کی پیشگوئیوں کو ٹال سکے۔ اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی اور تیرا ذکر بلند کیا گیا۔ خدا تیری حجت کو روشن کریگا۔ تو بہادر ہے۔ اگر ایمان ثریا میں ہوتا تو تو اسکو پالیتا۔ خدا کی رحمت کے خزانے تجھے دیئے گئے۔ تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائیگا اور خدا ابتدا تجھ سے کریگا۔ میں نے ارادہ کیا کہ اپنا جانشین بناؤں تو میں نے آدم کو یعنے تجھے پیدا کیا ہے۔ آواہن {خدا تیرے اندر اتر آیا} خدا تجھے ترک نہیں کرے گا اور نہ چھوڑے گا جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق نہ کرے۔ میں ایک چھپا ہُوا خزانہ تھا۔ پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں۔ تو مجھ میں اور تمام مخلوقات میں واسطہ ہے۔ میں نے اپنی روح تجھ میں پھونکی۔ تو مدد دیا جائیگا اور کسی کو گریز کی جگہ نہیں رہیگی۔ تو حق کیساتھ نازل ہوا اور تیرے ساتھ نبیوں کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ خدا نے اپنے فرستادہ کو بھیجا تا اپنے دین کو قوت دے اور سب دینوں پر اسکو غالب کرے۔ اُسکو خُدا نے قادیاں کے قریب نازل کیا اور وہ حق کیساتھ اُترا اور حق کیساتھ اُتارا گیا۔ اور ابتدا سے ایسا ہی مقرر تھا۔ تم گڑھے کے کنارے پر تھے خدا نے تمہیں نجات دینے کیلئے اُسے بھیجا۔ اے میرے احمد تو میری مراد اور میرے ساتھ ہے۔ میں نے تیری بزرگی کا درخت اپنے ہاتھ سے لگایا۔ میں تجھے لوگوں کا امام بناؤنگا اور تیری مدد کرونگا۔ کیا لوگ اس سے تعجب کرتے ہیں کہ خُدا عجیب ہے چُن لیتا ہے جسکو چاہتا ہے۔ اور اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا۔

حوالہ نمبر 8

انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول لہ کن فیکون۔ تو در منزل ما چو بار بار آئی

تُو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔ اے میرے بندے چونکہ تُو میری فرودگاہ میں

خدا ابرِ رحمت بباریدیا نے + انا امتنا اربعۃ عشر دوابا

بار بار آتا ہے اسلئے اب تُو خود دیکھ لے کہ تیرے پر رحمت کی بارش ہوئی یا نہ۔ ہم نے چودہ چارپایوں کو ہلاک کر دیا۔

ذٰلک بما عصوا وکانوا یعتدون۔ سرانجام جاہل جہنم بود +

کیونکہ وہ نافرمانی میں حد سے گذر گئے تھے۔ جاہل کا انجام جہنم ہے۔

کہ جاہل نکو عاقبت کم بود + میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا۔

جاہل کا خاتمہ بالخیر کم ہوتا ہے میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا

انی اُمرت من الرحمٰن فاتونی۔ انی حمی الرحمٰن۔ انی لاجد

مَیں خدا کی طرف سے خلیفہ کیا گیا ہوں پس تم میری طرف آجاؤ۔ مَیں خدا کا چراگاہ ہوں۔ اور مجھے گم گشتہ

ریح یوسف لولا ان تفندون۔ الم تر کیف فعل

یوسف کی خوشبو آتی ہے اگر تم یہ نہ کہو کہ یہ شخص بہک رہا ہے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے

ربک باصحاب الفیل۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل

ربّ نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا۔ کیا اُس نے اُن کے مکر کو اُلٹا کر انہیں پر نہیں مارا۔

وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا +

وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا۔

انا عفونا عنک۔ لقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہم نے تجھے معاف کیا۔ خدا نے بدر میں یعنی چودھویں صدی میں تمہیں ذلت میں پاکر تمہاری مدد کی۔

وقالوا ان ھٰذا الا اختلاق۔ قل لو کان من عند غیر اللہ

اور کہیں گے کہ یہ تو ایک بناوٹ ہے۔ انکو کہہ کہ اگر یہ کاروبار بجز خدا کے کسی اور کا ہوتا

ؔ اس کی تصریح نہیں کی گئی۔ واللہ اعلم۔ منہ

حوالہ نمبر 9

یا اُس شے کی طرح جسے کسی دوسری شے نے اپنی بغل میں دبا لیا ہو اور اُسے اپنے اندر بالکل مخفی کر لیا ہو یہاں تک کہ اُس کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہ گیا ہو۔ اس اثنا میں مَیں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہو گئی اور میرے جسم پر مستولی ہو کر اپنے وجود میں مجھے پنہاں کر لیا۔ یہاں تک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا اور مَیں نے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے اعضاء اُس کے اعضاء اور میری آنکھ اُس کی آنکھ اور میرے کان اُس کے کان اور میری زبان اُس کی زبان بن گئی تھی۔ میرے ربّ نے مجھے پکڑا اور ایسا پکڑا کہ میں بالکل اس میں محو ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ اُس کی قدرت اور قوّت مجھ میں جوش مارتی اور اُس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ حضرت عزت کے خیمے میرے دل کے چاروں طرف لگائے گئے اور سلطان جبروت نے میرے نفس کو پیس ڈالا۔ سو نہ تو مَیں مَیں ہی رہا اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی۔ میری اپنی عمارت گر گئی اور ربّ العالمین کی عمارت نظر آنے لگی اور الوہیت بڑے زور کے ساتھ مجھ پر غالب ہوئی اور میں سر کے بالوں سے ناخن پا تک اُسکی طرف کھینچا گیا۔ پھر مَیں ہمہ مغز ہو گیا جس میں کوئی پوست نہ تھا اور ایسا تیل بن گیا کہ جس میں کوئی مَیل نہیں تھی اور مجھ میں اور میرے نفس میں جدائی ڈال دی گئی۔ پس مَیں اُس شے کی طرح ہو گیا جو نظر نہیں آتی یا اُس قطرہ کی طرح جو دریا میں جا ملے اور دریا اُس کو اپنی چادر کے نیچے چھپا لے۔ اس حالت میں مَیں نہیں جانتا تھا کہ اس سے پہلے مَیں کیا تھا اور میرا وجود کیا تھا۔ الوہیت میری رگوں اور پٹھوں میں سرایت کر گئی۔ اور مَیں بالکل اپنے آپ سے کھویا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے سب اعضا اپنے کام میں لگائے اور اس زور سے اپنے قبضہ میں کر لیا کہ اُس سے زیادہ ممکن نہیں۔ چنانچہ اس کی گرفت سے مَیں بالکل معدوم ہو گیا۔ اور میں اُس وقت یقین کرتا تھا کہ میرے اعضاء میرے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اعضا ہیں۔ اور مَیں خیال کرتا تھا کہ مَیں اپنے سارے وجود سے معدوم اور اپنی ہویت سے قطعاً نکل چکا ہوں اب کوئی شریک اور منازع روک کرنے والا نہیں رہا۔ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا اور میرا غضب اور حلم اور تلخی اور شیرینی اور حرکت اور سکون سب اُسی کا ہو گیا۔ اور اُس حالت میں مَیں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام

حوالہ نمبر 10

اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔ پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گئی اور میری زبان پر جاری ہوا اردت ان استخلف فخلقت آدم۔ انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔

یہ الہامات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری نسبت میرے پر ظاہر ہوئے اور اس قسم کے اور بھی بہت سے الہامات ہیں جن کو میں قریباً پچیس برس سے شائع کر رہا ہوں۔ اور بہت سے ان میں سے میری کتاب براہین احمدیہ اور دوسری کتابوں میں چھپکر شائع ہو چکے ہیں۔ اب حضرات پادری صاحبان سوچیں اور غور کریں اور ان الہامات کو یسوع مسیح کے الہامات سے مقابلہ کریں اور پھر انصافاً گواہی دیں کہ کیا یسوع کے وہ الہامات جن سے وہ اس کی خدائی نکالتے ہیں ان الہامات سے بڑھکر ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اگر کسی کی خدائی ایسے الہامات اور کلمات سے نکل سکتی ہے تو ان میرے الہامات سے نعوذ باللہ میری خدائی یسوع کی نسبت بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگی اور سب سے بڑھکر ہمارے سیّد و مولیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدائی ثابت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آپ کی وحی میں صرف یہی نہیں کہ جس نے تجھ سے بیعت کی اُس نے خدا سے بیعت کی اور نہ صرف یہ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے۔ اور آپ کے ہر ایک فعل کو اپنا فعل ٹھہرایا ہے۔ اور یہ کہکر کہ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ آپ کی تمام کلام کو اپنی کلام ٹھہرایا ہے بلکہ ایک جگہ اور تمام لوگوں کو آپ کے بندے قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے قل یا عبادی۔ یعنی کہہ کہ اے میرے بندو۔ پس ظاہر ہے کہ جس قدر صراحت اور وضاحت سے ان پاک کلمات سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

تصنیف لطیف

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام

شائع کردہ

بک ڈپو تالیف و تصنیف ربوہ

قیمت مجلد -۸/ ۱ روپیہ تعداد ۱۰۰۰ قیمت بلا جلد -/۱ روپیہ

ان کو کہہ دے کہ میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی وحی اور حکم سے یہ سب باتیں کہتا ہوں اور میں اس زمانہ میں تمام مومنوں میں سے پہلا ہوں۔ ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے[1] اور یہ لوگ مکر کریں گے اور خدا بھی مکر کرے گا اور خدا بہتر مکر کرنے والا ہے، اور خدا ایسا نہیں کرے گا کہ وہ تجھے چھوڑ دے جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق نہ کر لے۔ اور تیرے پر دنیا اور دین میں میری رحمت ہے، اور تو آج ہماری نظر میں صاحب مرتبہ ہے اور ان میں سے ہے جن کو مدد دی جاتی ہے، اور مجھ سے تو وہ مقام اور مرتبہ رکھتا ہے جس کو دنیا نہیں جانتی اور ہم نے دنیا پر رحمت کرنے کے لئے تجھے بھیجا ہے اے احمد اپنے زوج کے ساتھ بہشت میں داخل ہو، اے آدم اپنے زوج کے ساتھ بہشت میں داخل ہو یعنے ہر ایک جو تجھ سے تعلق رکھنے والا ہے گو وہ تیری بیوی ہے یا تیرا دوست ہے نجات پائے گا۔ اور اس کو بہشتی زندگی ملے گی اور بہشت میں داخل ہو گا اور پھر

[1] یہ مقام ہماری جماعت کے لئے سوچنے کا مقام ہے کیونکہ اس میں خداوند قدیر فرماتا ہے کہ خدا کی محبت اسی سے وابستہ ہے کہ تم کامل طور پر پیرو ہو جاؤ اور تم میں ایک ذرہ مخالفت باقی نہ رہے اور اس جگہ جو میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے کیونکہ جو شخص خدا سے براہ راست وحی پاتا ہے اور یقینی طور پر خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے جیسا کہ نبیوں سے کیا اس پر رسول یا نبی کا لفظ بولنا غیر موزون نہیں ہے بلکہ یہ نہایت فصیح استعارہ ہے اسی وجہ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانیایل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے، اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آگیا ہے اور دانیایل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنے میکائیل کے ہیں خدا کی مانند یہ گویا اس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ میں ہے، انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی فحان ان تعان و تعرف بین الناس یعنی تو مجھ سے ایسا قرب رکھتا ہے،

(بقیہ صفحہ ۳۱ پر)

حوالہ نمبر 11

وانت فیھم۔ امن است در مکان محبت سرائے ما۔ بھونچال

کہ جنہیں تو ہو انکو عذاب کرے۔ ہماری محبت کا گھر امن کا گھر ہے۔ ایک زلزلہ آیا

آیا اور شدّت سے آیا۔ زمین تہ و بالا کردی۔ یوم تاتی السماء

آئے گا اور بڑی سختی سے آئے گا۔ اور زمین کو زیر و زبر کردے گا۔ اُس دن آسمان سے

بدخان مبین✣ وتری الارض یومئذ خامدۃ

ایک کھلا کھلا دھواں نازل ہوگا۔ اور اس دن زمین زرد پڑ جائے گی یعنی سخت قحط کے آثار ظاہر ہونگے

مصفرۃ۔ اکرمک بعد توھینک⁑۔ یریدون ان لا یتمّ

میں بعد اسکے جو مخالف تیری توہین کریں تجھے عزّت دُونگا اور تیرا اکرام کرونگا۔ وہ ارادہ کرینگے جو تیرا کام نا تمام رہے

امرک۔ واللّٰہ یابی الا ان یتمّ امرک۔ انی انا الرحمٰن۔ ساجعل

اور خدا نہیں چاہتا جو تجھے چھوڑ دے جب تک تیرے تمام کام پورے نہ کرے۔ مَیں رحمان ہوں۔ ہر ایک امر

لک سھولۃ فی کلّ امرٍ۔ اریک برکات من کلّ طرفٍ۔

میں تجھے سہولت دُوں گا۔ ہر ایک طرف سے تجھے برکتیں دِکھلاؤں گا۔

نزلت الرحمۃ علٰی ثلٰث العین وعلی الاخریین۔ تردّ الیک

میری رحمت تیرے تین عضو پر نازل ہو ایک آنکھیں اور دو اور عضو ہیں یعنی انکو سلامت رکھونگا۔ اور جوانی کے نور

انوار الشباب۔ ترٰی نسلًا بعیدًا۔⁂ انّا نبشّرک بغلام مظھر

تیری طرف عود کریں گے۔ اور تُو اپنی ایک دُور کی نسل کو دیکھ لیگا۔ ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ

۹۵

✣ یعنی اس زلزلہ کے لئے جو قیامت کا نمونہ ہو گا یہ علامتیں ہیں کہ کچھ دن پہلے اسکے قحط پڑیگا اور زمین خشک رہ جائے گی۔ نہ معلوم کہ معًا اس کے بعد یا کچھ دیر کے بعد زلزلہ آئے گا۔ منہ

⁑ یعنی وہ بڑے نشان جو دنیا میں ظاہر ہوں گے مقدر ہے جو پہلے ان سے توہین کی جائے اور طرح طرح کی بُری باتیں کی جائیں اور الزام لگائے جائیں۔ تب بعد اس کے آسمان سے خوفناک نشان ظاہر ہونگے یہی سُنّت اللہ ہے کہ پہلی نوبت منکروں کی ہوتی ہے اور دوسری خدا کی۔ منہ

⁂ یہ خدا تعالیٰ کی وحی یعنی ترٰی نسلًا بعیدًا قریبًا تیس سال کی ہے۔ منہ

حوالہ نمبر 12

الحق والعلیٰ۔ کأن اللہ نزل من السماء۔ انا نبشرک بغلامٍ

حق کا ظہور ہوگا گویا آسمان سے خدا اُترے گا ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں

نافلۃً لک۔ سبحٰنک اللہ ورافاک۔ وعلّمک ما لم تعلم

جو تیرا پوتا ہوگا خدا نے ہر ایک عیب سے تجھے پاک کیا اور تجھ سے موافقت کی اور وہ معارف تجھے سکھلائے جن کا تجھے علم نہ تھا

انہ کریم تمشی امامک وعادیٰ لک من عادیٰ۔ وقالوا ان ھٰذا

وہ کریم ہے وہ تیرے آگے آگے چلا اور تیرے دشمنوں کا وہ دشمن ہوا اور کہیں گے کہ یہ تو

الا اختلاق۔ الم تعلم ان اللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ یلقی الروح

ایک بناوٹ ہے۔ اے معترض کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر ایک بات پر قادر ہے جس پر اپنے بندوں میں سے

علیٰ من یشاء من عبادہ۔ کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم

چاہتا ہے اپنی رُوح ڈالتا ہے یعنی منصب نبوت اسکو بخشتا ہے اور یہ تو تمام برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

فتبارک من علّم وتعلّم۔ خدا کی فیلنگ اور خدا کی

پس بہت برکتوں والا ہے جس نے اس بندہ کو تعلیم دی اور بہت برکتوں والا ہے جس نے تعلیم پائی۔ خدا نے وقت کی ضرورت محسوس کی

مُہر نے کتنا بڑا کام کیا۔✠ انی معک ومع اھلک

اور اسکے محسوس کرنے اور نبوت کی مُہر نے جس میں بشدت قوت کا فیضان ہے بڑا کام کیا یعنی تیرے مبعوث ہونے کے دو باعث ہیں

ومع کل من احبک۔ تیرے لئے میرا نام چمکا۔

میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ اور ہر ایک کے ساتھ جو تجھ سے پیار کرتا ہے تیرے لئے میرے نام نے چمک دکھلائی۔

رُوحانی عالم تیرے پر کھولا گیا۔ فبصرک الیوم حدید۔

رُوحانی عالم تیرے پر کھولا گیا۔ پس آج نظر تیری تیز ہے۔

✠ حاشیہ یہ وحی الٰہی کہ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مُہر نے کتنا بڑا کام کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا نے اس زمانہ میں محسوس کیا کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آگیا ہے جس میں ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے اور خدا کی مُہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ اُمتی ہے اور ایک پہلو

(۱) خدا کا ضرورت کو محسوس کرنا اور (۲) آنحضرت کی مہر نبوت کا فیضان

کہ میں آپ کے افتراء کی وجہ سے کسی انسانی عدالت میں آپ پر نالش نہیں کرونگا۔ سو میں کہتا ہوں کہ میں نہ صرف انسانی عدالت میں نالش کرونگا بلکہ میں خدا کی عدالت میں بھی نالش نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ آپ نے محض جھوٹے اور قابل شرم الزام میرے پر لگائے ہیں اور مجھے ناکردہ گناہ دُکھ دیا ہے اسلئے میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ میں اس وقت سے پہلے مروں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بری کر کے آپکا کاذب ہونا ثابت نہ کرے۔ اَلَا اِنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ اسی کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو ۱۱ر دسمبر ۱۹۰۰ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا۔

برمقام فلک شدہ یارب گر امیدے دہم مدار عجب۔ بعد ۱۱۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مگر بہر حال ایک نشان میری بریت کے لئے اس مدت میں ظاہر ہوگا جو آپ کو سخت شرمندہ کریگا۔ خدا کی کلام پر ہنسی نہ کرو۔ پہاڑ ٹل جاتے ہیں۔ دریا خشک ہوسکتے ہیں۔ موسم بدل جاتے ہیں مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا جبتک پورا نہ ہولے۔

اسی طرح میری کتاب اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۹ میں بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے یریدون ان یروا طمثك واللّٰه یرید ان یریك انعامه۔ الانعامات المتواترة۔ انت منی بمنزلة اولادی۔ واللّٰه ولیك وربك فقلنا یا نار کونی بردًا۔ یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہونگے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔ یعنی حیض ایک ناپاک چیز ہے مگر بچہ کا جسم اسی سے تیار ہوتا ہے۔ اسی طرح جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو جس قدر فطرتی ناپاکی اور گند ہوتا ہے جو انسان کی فطرت کو لگا ہوا ہوتا ہے اُسی سے ایک رُوحانی جسم تیار ہوتا ہے۔ یہی طمث انسانی ترقیات کا نتیجہ ہے۔ اسی بناء پر صوفیہ کا قول ہے کہ اگر گناہ نہ ہوتا تو انسان کوئی ترقی نہ کرسکتا۔ آدم کی ترقیات کا بھی یہی موجب ہوا۔ اسی وجہ سے ہر ایک نبی مخفی کمزوریوں پر نظر کر کے استغفار

حوالہ نمبر 13

ظاہر ہے کہ یلج الجمل فی سم الخیاط اشارے کے طور پر ہے۔ اور مدراج میں سے ایک درجے کی علامت کنایہ مقرر فرمائی گئی ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی۔ کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے پس جن لوگوں کو میرا وہ رقعہ جو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھا تھا اور اس میں اپنی کشفی حالت ظاہر کی تھی میرے جنون کی دلیل نظر آتا ہے وہ اپنے ایمان کی فکر کریں اور قرآن کے الفاظ ولمن خاف مقام ربہ جنتن ومن دونہما جنتن پ ۲۷ کی کسوٹی پر اپنے ایمان کو پرکھیں یہاں اللہ تعالےٰ نے ڈرنے والے کو دو جنت عطا فرمانے کا وعدہ فرماتا ہے جس کی تعریف درمیانی فقرات ہیں۔ یعنے ان میں چشمے ہونگے۔ لولو اور مرجان ہونگے سرہانے ہونگے وغیرہ وغیرہ اخیر میں فرماتا ہے کہ ان دو جنتوں سے ورے دو جنت اور بھی ہیں یعنے جیسے مرنے کے بعد ان کو دو جنت ملیں گے ایسے ہی اسی دنیا کی زندگی میں بھی دو جنت ملیں گے اور الفاظ من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ۔ اس کی تشریح ہے۔

اب میاں صاحب اور مولوی محمد علی صاحب مہربانی فرماکر کھول کر لکھیں کہ اُن کو دو جنت کون سے حاصل ہیں۔ یونہی اعتراض کر دینا تو بڑا آسان ہے لو کسی منعت کے موصوف بنکر بتا دیں۔ اب میں مختصر طور پر ان خوابوں اور کشفوں کو ظاہر کرتا ہوں جو بطور پیشگوئی ظاہر ہوئے اور ہونے والے ہیں ایک سال سے زیادہ عرصہ گذرا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پشاور کے گرد کسی مسلمان بادشاہ کی چھیڑ چھاڑ ہو رہی ہے انجام کچھ معلوم نہ ہوا تھا۔ مگر تاہم میں نے

حوالہ نمبر 14

ٹائیٹل پیج بار اول

کیا جائے کہ تمہیں کیوں ابن مریم کہا جائے۔ اور کیا آج سے بیس بائیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اوّل اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چلکر افترا کے طور پر یہ الہام بنا تا کہ پہلے زمانہ کی مریم کی طرح مجھ میں بھی عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں یہ لکھ دیتا کہ اب میں مریم سے عیسیٰ بن گیا۔ اے عزیزو غور کرو اور خدا سے ڈرو ہرگز یہ انسان کا فعل نہیں یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں۔ اگر براہین احمدیہ کی تالیف کے وقت جس پر ایک زمانہ گذر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا۔ تو میں اُسی براہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئے گا۔ سو چونکہ خدا جانتا تھا کہ اِس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائیگی۔ اِسلئے گو اُس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصّہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں مَیں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اسپر دو برس گذر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصّہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے۔ مریم کی طرح عیسیٰ کی رُوح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصّہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے مَیں ابن مریم ٹھہرا۔ اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اِس سرِّ مخفی کی مجھے خبر نہ دی۔ حالانکہ وُہ سب خدا کی وحی جو اِس راز پر مشتمل تھی میرے پر نازل ہوئی اور براہین میں درج ہوئی۔ مگر مجھے اِسکے معنوں اور اِس ترتیب پر اطلاع نہ دیگئی۔ اِسی واسطے مَیں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھدیا۔ تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وُہ گواہ ہو۔ وُہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا۔ مخالفوں کے لئے قابلِ استناد نہیں۔ کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعویٰ نہیں جبتک کہ خود خدا تعالیٰ مجھے نہ سمجھادے۔ سو اُس وقت تک حکمتِ الٰہی کا یہی

۴۷

حوالہ نمبر 15

۲۵۵

معلوم ہوا کہ خدا نے اُن کی زندگی کے پندرہ[15] دن پندرہ سال سے بدل دئے ہیں یہ ہے ہمارا خدا جو اپنی پیشگوئیوں کے بدلانے پر بھی قادر ہے مگر ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ قادر نہیں۔

نشان ۱۰۶۔ ایک دفعہ تمثّل طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشگوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں۔ تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سُرخی کے قلم سے اُسپر دستخط کئے اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں۔ اور پھر دستخط کر دئے اور میرے پر اُسوقت نہایت رقت کا عالم تھا اس خیال سے کہ کسقدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا بلا توقف اللہ تعالیٰ نے اُسپر دستخط کر دئے اور اُسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور اُسوقت میاں عبد اللہ سنوری مسجد کے حجرہ میں میرے پَیر دبا رہا تھا کہ اسکے رُوبرو غیب سے سُرخی کے قطرے میرے کُرتے اور اُسکی ٹوپی پر بھی گرے اور عجیب بات ہے کہ اس سُرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا۔ ایک غیر آدمی اس راز کو نہیں سمجھے گا اور شک کریگا کیونکہ اسکو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا مگر جس کو رُوحانی امور کا علم ہو وہ اسمیں شک نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خدا نیست سے ہست کر سکتا ہے۔ غرض میں نے یہ سارا قصّہ میاں عبد اللہ کو سُنایا اور اُسوقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عبد اللہ جو ایک رویت کا گواہ ہے اُسپر بہت اثر ہوا اور اُس نے میرا کُرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا جو اب تک اُسکے پاس موجود ہے۔

۱۰۷۔ کئی مرتبہ زلزلوں سے پہلے اخباروں میں میری طرف سے شائع ہو چکا ہے کہ دُنیا میں بڑے بڑے زلزلے آئیں گے یہانتک کہ زمین زیر و زبر ہو جائیگی۔ پس وہ زلزلے جو سان فرانسسکو اور فارموسا وغیرہ میں میری پیشگوئی کے مطابق آئے وہ تو سب کو معلوم ہیں لیکن حال میں ۱۶ ارگست ۱۹۰۶ء کو جو جنوبی حصہ امریکہ یعنی چلّی کے صوبہ میں ایک سخت زلزلہ آیا۔ وہ پہلے زلزلوں سے کم نہ تھا۔ جس سے پندرہ چھوٹے بڑے شہر اور قصبے برباد ہو گئے اور ہزارہا جانیں تلف ہوئیں اور

حوالہ نمبر 16

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی توہین
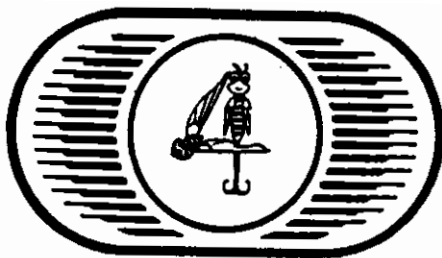
ہزار بار بشوئم دہن بہ مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ وسلم' اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور اس کی جملہ مخلوقات میں سب سے اعلیٰ' افضل اور رب العزت کے مقرب خاص ہیں۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آپ ﷺ کے لیے کہا گیا اور سچ یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر آپ کے مقام رفیع کا بیان ممکن نہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ ایسی بے نظیر اور آئیڈیل تھی جس کی مثال ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ آپ ﷺ کے مبارک منہ سے پژمردہ دلوں کو تازگی اور فرحت ملی۔ آپؐ نے زندگی بھر کس کو نہ جھڑکا اور نہ گالی دی' آپؐ رحمت ہی رحمت تھے۔ دشمن آپؐ کو صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے۔ آپؐ کی زندگی چلتا پھرتا قرآن تھی۔ کسی کو طاقت ہے کہ وہ آپؐ کی زندگی کے کسی ایک لحہ کو ہی کماحقہ بیان کرسکے۔ آپؐ کے محاسن اتنے ہیں کہ وہ شمار ہی نہیں ہوسکتے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری کلام قرآن مجید میں مختلف حوالوں سے اپنے اس "عبد کاملؐ" اور "رسول خاتمؐ" کا ذکر کیا اور اتنے پیار اور محبت سے کہ۔

کرشمہ دامن ی کشد کہ جا اینجا است

لیکن ایک مرزا غلام احمد ہے جس کے بے لگام اور گستاخ قلم سے اس انسان اعظمؐ، رسول اکرمؐ اور نبی مکرم ﷺ کے متعلق وہ وہ دلخراش عبارتیں نکلیں کہ الامان والحفیظ۔

ایسی جسارت تو ابلیس اعظم علیہ ماعلیہ بھی نہ کرسکا۔ اس نے بھی محض اپنی بڑائی کے اظہار کے لیے۔ "انا خیر منه" کی بات کہی۔ لیکن تیرھویں صدی کے دم آخر، انگریزی استبداد کے زیر سایہ نبوت کا ڈھونگ رچانے والے اس ابلیس مجسم نے اس امام الانبیاء کا کس طرح ذکر کیا، وہ بڑی ہی اندوہناک داستان ہے۔ افسوس کہ گوری اقلیت کے زیر سایہ یہ سب گند اچھالا جاتا رہا اور اب تک بعض بدقسمت اس مردود ازلی سے اپنی عقیدتوں کا رشتہ جوڑے بیٹھے ہیں۔ ہم اس کفر کو دل پر پتھر رکھ کر نقل کر رہے ہیں۔ آپ بھی ان ملعون تحریرات کو دیکھ کر مرزائی اور مرزائی نوازوں کو آئینہ دکھایئے۔

(1) قادیانی محمد رسول اللہ

❑ "پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص 4، مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 207 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(2)

❑ "خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمد

اور احمد رکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھے قرار دیا ہے۔"
(حقیقۃ الوحی تتمہ ص 67' مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 502 از مرزا قادیانی)

(3) مرزا قادیانی خاتم النبیین

□ "میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وآخرین منهم لما یلحقوبهم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں' میرا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔"
(ایک غلطی کا ازالہ ص 10' مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 212 از مرزا قادیانی)

(4)

□ "مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بد قسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔"
(کشتی نوح ص 56' مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 61 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(5) مرزا قادیانی تمام نبیوں کا مجموعہ

"میں آدمؑ ہوں' میں نوحؑ ہوں' میں داؤدؑ ہوں' میں عیسٰیؑ ابن مریم ہوں' میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔"
(تتمہ حقیقت الوحی ص 521 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 521 از مرزا قادیانی)

(6) قادیان میں محمد رسول اللہ

"اور چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعود (مرزا قادیانی) اور نبی کریمؐ میں کوئی دوئی باقی نہیں حتیٰ کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں جیسا کہ خود مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ صار وجودی وجودہ (دیکھو خطبہ الہامیہ صفحہ 171) اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریم نے فرمایا کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) میری قبر میں دفن کیا جائے گا جس سے یہی مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں یعنی مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریمؐ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا تاکہ اشاعت اسلام کا کام پورے کرے اور ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کے فرمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام حجت کر کے اسلام کو دنیا کے کونوں تک پہنچاوے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اتارا تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے جو اس نے آخرین منھم لما یلحقوا بھم میں فرمایا تھا۔"

(کلمتہ الفصل ص 105' از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

(7) محمد رسول اللہ کے تمام کمالات مرزا غلام احمد قادیانی میں

"ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے کسی کو بہت' کسی کو کم۔ مگر مسیح موعودؑ کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہؐ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہوگیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعودؑ کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔"

(کلمتہ الفصل ص 113' از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

(8) قادیانی کلمہ

"ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریمؐ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے صار وجودی وجودہ نیز من فرق بینی و بین المصطفی فما عرفنی و مارٰی اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے' پس مسیح موعود خود محمدؐ رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے' اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں' ہاں اگر محمدؐ رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔"

(کلمتہ الفصل ص 158' از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

(9) افضلیت مرزا

"اس (نبی کریمؐ) کے لیے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا' اب کیا تو انکار کرے گا۔"

(اعجاز احمدی ص 71' مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 183 از مرزا قادیانی)

(10) مرزا قادیانی پر درود

❑ "صلی اللہ علیک و علیٰ محمد"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 794 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(11)

❑ "یصلون علیک صلحاء العرب و ابدال الشام و تصلی علیک الارض والسماء و یحمدک اللہ من عرشہ"

(ترجمہ) تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے۔ زمین

و آسمان تجھ پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔"
(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 168 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(12)

❑ "اے محمدیؐ سلسلہ کے برگزیدہ مسیح تجھ پر خدا کا لاکھ لاکھ درود اور لاکھ لاکھ سلام ہو۔"
(سیرت المہدی جلد سوئم ص 208 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

(13) مرزا قادیانی پر درود و سلام

اے امام الوریٰ سلام علیک
مہ بدر الدجے سلام علیک

مہدی عہد و عیسیٰ موعود
احمدؐ مجتبیٰ سلام علیک

مطلع قادیان پہ تو چمکا
ہو کے شمس الہدیٰ سلام علیک

تیرے آنے سے سب نبی آئے
مظہر الانبیاء سلام علیک

مسقط وحی مہبط جبرئیل
سدرۃ المنتہی سلام علیک

کفر کی شب کو کہہ دیا کافور
مثل شمس الضحی سلام علیک

مانتے ہیں تیری رسالت کو
اے رسول خدا سلام علیک

اہل عالم کا تو مطاع ہوا
مظہر مصطفیٰ سلام علیک

تیرے ہاتھوں میں سیف قرآں ہے
اے شہے لافتیٰ سلام علیک

ہے مصدق تیرا کلام خدا
اے میرے مرزا سلام علیک

تیرے ملنے سے مل گیا مولیٰ
احمدؐ حق نما سلام علیک

تیرے یوسف کا تحفہ صبح و مسا
ہے درود و دعا سلام علیک

(قاضی محمد یوسف قادیانی کی نظم' روزنامہ الفضل قادیان جلد 7 شمارہ نمبر100 مورخہ 30 جون 1920)

(14) نبی کریمؐ "سورج" مرزا قادیانی چاند

"مگر تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔"

(اربعین نمبر4 ص 103 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 445/446 از مرزا قادیانی)

(15) مسیح موعود تمام صفات میں نبی کریمؐ کے ظل ہیں

"فرمایا! کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے۔ وہ سب حضرت رسول کریم ﷺ میں ان سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریمؐ سے ظلی طور پر ہم کو عطا کیے گئے اور اسی لیے ہمارا نام

آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے۔ چنانچہ ابراہیم ہمارا نام اس واسطے ہے کہ حضرت ابراہیم ایسے مقام میں پیدا ہوئے تھے کہ وہ بت خانہ تھا اور لوگ بت پرست تھے، اور اب بھی لوگوں کا یہی حال ہے کہ قسم قسم کے خیالی اور وہمی بتوں کی پرستش میں مصروف ہیں اور وحدانیت کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ پہلے تمام انبیاء ظل تھے، نبی کریمؐ کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم (مرزا قادیانی) ان تمام صفات میں نبی کریمؐ کے ظل ہیں۔ مولانا روم نے خوب فرمایا ہے:

نام احمدؐ نام جملہ انبیاء است
چوں بنیامد صد تو وہم پیش ما است

نبی کریمؐ نے گویا سب لوگوں سے چندہ وصول کیا اور وہ لوگ تو اپنے اپنے مقامات اور حالات پر رہے، پر نبی کریمؐ کے پاس کروڑوں روپے ہوگئے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) جلد سوئم ص 270)

(16) مرزا قادیانی بعینہ محمد رسول اللہ

"اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا، یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہوگیا پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا، درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔ اور یہی معنی آخرین منہم کے لفظ کے بھی ہیں جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔"

(خطبہ الہامیہ ص 171 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 ص 258، 259 از مرزا قادیانی)

(17) روحانی کمالات کی ابتداء اور انتہاء

"ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا

بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لیے پہلا قدم تھا پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی۔"

(خطبہ الہامیہ ص 177 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 ص 266 از مرزا قادیانی)

(18) محمد رسول اللہ کی دو بعثتیں

"ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے' ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے۔"

(خطبہ الہامیہ ص 180 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 ص 270 از مرزا قادیانی)

(19) پہلے محمد رسول اللہ سے بڑھ کر

"اور جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔"

(خطبہ الہامیہ ص 182 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 ص 271-272 از مرزا قادیانی)

(20) ہلال اور بدر کی نسبت

"اور اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں بدر ہو جائے' خدا تعالیٰ کے حکم سے پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کے رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو۔"

(خطبہ الہامیہ ص 184 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 ص 275 از مرزا قادیانی)

(21) بڑی فتح مبین

"اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں گذر گیا اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ' ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا وقت ہو۔"

(خطبہ الہامیہ ص 193 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 ص 288 از مرزا قادیانی)

(22) نبی کریمؐ کے تین ہزار معجزات

"مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے اور حدیبیہ کی پیش گوئی کو بار بار ذکر کرے کہ وہ وقت اندازہ کردہ پر پوری نہیں ہوئی۔"

(تحفہ گولڑویہ ص 67 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 153 از مرزا قادیانی)

(23) مرزا قادیانی کے 10 لاکھ نشانات

"ان چند سطروں میں جو پیش گوئیاں ہیں' وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے اور نشان بھی ایسے کھلے کھلے ہیں جو اول درجہ پر خارق عادت ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 72 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 ص 72 از مرزا قادیانی)

(24) نشان اور معجزہ ایک ہی ہے

"امتیازی نشان جس سے وہ شناخت کیا جاتا ہے پس یقیناً" سمجھو کہ سچا مذہب اور حقیقی راست باز ضرور اپنے ساتھ امتیازی نشان رکھتا ہے اور اسی کا نام دوسرے لفظوں میں معجزہ اور کرامت اور خارق عادت امر ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 63 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 ص 63 از مرزا

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مرزا قادیانی کے معجزات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے معجزات پر سینکڑوں مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں اور ہر ہر معجزہ کو علیحدہ علیحدہ سند متصل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ مرزا قادیانی کے نام نہاد "صحابہ و تابعین" کو بھی چاہیے کہ وہ مرزا قادیانی کے دس لاکھ معجزات پر کوئی کتاب لکھ کر دنیا کے سامنے پیش کریں تاکہ دنیا کو مرزا قادیانی کے معجزات کا علم ہو سکے کہ آخر وہ کیا معجزات تھے؟

(25) آگے سے بڑھ کر

(از قاضی ظہور الدین اکمل قادیانی)

"امام اپنا عزیزو اس جہاں میں
غلام احمد ہوا دارالاماں میں

غلام احمد ہے عرش رب اکبر
مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں

غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں"

(اخبار بدر قادیان 25 اکتوبر 1906ء)

قاضی ظہور الدین اکمل' مرزا قادیانی کا خاص مرید تھا۔ اس نے مندرجہ بالا نظم لکھ کر ایک قطعہ کی صورت میں مرزا قادیانی کی خدمت میں پیش کی۔ مرزا قادیانی نے نظم پڑھ کر بے حد خوشی کا اظہار کیا اور اسے اپنے ساتھ گھر لے گئے۔

(26) رسول قدنی

(از قاضی ظہور الدین اکمل قادیانی)

اے مرے پیارے مری جان رسول قدنی
تیرے صدقے' ترے قربان رسول قدنی

تو نے ایمان ثریا سے ہمیں لا کے دیا
نازش دودۂ سلمانؓ رسول قدنی

انت منی و انا منک خدا فرمائے
میں بتاؤں تری کیا شان رسول قدنی

عرش اعظم پہ تری حمد خدا کرتا ہے
ہم ہیں ناچیز سے انسان رسول قدنی

دستخط قادر مطلق تری مسلوں پہ کرے
اللہ! یہ تری شان رسول قدنی

آسمان اور زمین تو نے بنائے ہیں نئے
تیرے کشفوں پہ ہے ایمان رسول قدنی

پہلی بعثت میں محمدؐ ہے تو اب احمدؐ ہے
تجھ پہ پھر اترا ہے قرآن رسول قدنی

سر چشم تری خاک قدم بنواتے
غوث اعظم شہ جیلان رسول قدنی

عرش بلقیس معانی ہے ترے قبضے میں
اس زمانہ کے سلیمانؑ رسول قدنی

(روزنامہ اخبار الفضل قادیان جلد 10 شمارہ نمبر30 - 16 اکتوبر 1922ء)

مندرجہ بالا نظم بھی قاضی ظہورالدین اکمل قادیانی کی ہے جس میں اس نے نبی کریم ﷺ، جن کو تمام مسلمان انؐ کے شہر مبارک "مدینہ طیبہ" کی نسبت سے "رسول مدنی" کہتے ہیں، کی نقل اتارتے ہوئے مرزا قادیانی کی شان میں اس کے شہر "قادیان" کی نسبت سے "رسول قدنی" کے عنوان سے نظم لکھی۔

(27) محمد رسول اللہ سے بڑھ کر

"یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔"

(حضرت خلیفہ المسیح مرزا بشیرالدین محمود کی ڈائری، اخبار الفضل قادیان نمبر5 جلد 10، 17 جولائی 1922ء)

(28) نبی کریمؐ سور کی چربی استعمال کرتے تھے

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب..... عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھالیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔"

(مرزا قادیانی کا مکتوب' اخبار الفضل قادیان 22 فروری 1924ء)

(29) وہ نبی بھی کیا نبی ہے؟

"اسی طرح اس قوم کا جس کے جوشیلے آدمی قتل کرتے ہیں' خواہ انبیاء کی توہین کی وجہ سے ہی وہ ایسا کریں' فرض ہے کہ پورے زور کے ساتھ ایسے لوگوں کو دبائے اور ان سے اظہار برات کرے۔ انبیاء کی عزت کی حفاظت قانون شکنی کے ذریعہ نہیں ہو سکتی' وہ نبی بھی کیا نبی ہے جس کی عزت کو بچانے کے لیے خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں۔ جس کے بچانے کے لیے اپنا دین تباہ کرنا پڑے۔ یہ سمجھنا کہ محمد رسول اللہ کی عزت کے لیے قتل کرنا جائز ہے' سخت نادانی ہے.....

وہ لوگ (غازی علم الدین شہید' ناقل) جو قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں' وہ بھی مجرم ہیں اور اپنی قوم کے دشمن ہیں اور جو ان کی پیٹھ ٹھونکتا ہے' وہ بھی قوم کا دشمن ہے۔ میرے نزدیک تو اگر یہی شخص (راج پال کا) قاتل ہے جو گرفتار ہوا ہے تو اس کا سب سے بڑا خیرخواہ وہی ہو سکتا ہے جو اس کے پاس جاوے اور اسے سمجھائے کہ دنیاوی سزا تو تمہیں اب ملے گی ہی' لیکن قبل اس کے کہ وہ ملے' تمہیں چاہیے' خدا سے صلح کر لو۔ اس کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ اسے بتایا جائے کہ تم سے غلطی ہوئی ہے۔"

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 16 نمبر 82 ص 7-8 مورخہ 19/ اپریل 1929ء)

(30) تکمیل اشاعت ہدایت

"چونکہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا فرض منصبی جو تکمیل اشاعت ہدایت ہے' آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بوجہ عدم وسائل اشاعت غیر ممکن تھا' اس لیے قرآن شریف کی آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ثانی کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اس وعدہ کی ضرورت

اسی وجہ سے پیدا ہوئی کہ تا دوسرا فرض منصبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یعنی تکمیل اشاعت ہدایت دین جو آپ کے ہاتھ سے پورا ہونا چاہیے تھا' اس وقت بباعث عدم وسائل پورا نہیں ہوا' سو اس فرض کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آمد ثانی سے جو بروزی رنگ میں تھی' ایسے زمانہ میں پورا کیا جبکہ زمین کی تمام قوموں تک اسلام پہنچانے کے لیے وسائل پیدا ہو گئے تھے۔"

(تحفہ گولڑویہ (حاشیہ) ص 177 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 263 از مرزا قادیانی)

(31) مرزا کی تعلیم نوح کی کشتی

"چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے۔ واصنع الفلک باعیننا و وحینا ان الذین یبا یعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں' وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو' خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لیے اس کو مدار نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔"

(اربعین نمبر 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 435 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(32) تمام انبیاء کا لباس

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ مکرم ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے اپنی اس روایت میں ایک وسیع دریا کو کوزے میں بند کرنا چاہا ہے۔ ان کا نوٹ بہت خوب

ہے اور ایک لمبے اور ذاتی تجربہ پر مبنی ہے اور ہر لفظ دل کی گہرائیوں سے نکلا ہوا ہے۔ مگر ایک دریا کو کوزے میں بند کرنا' انسانی طاقت کا کام نہیں۔ ہاں خدا کو یہ طاقت ضرور حاصل ہے اور میں اس جگہ' اس کوزے کا خاکہ درج کرتا ہوں جس میں خدا نے دریا کو بند کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے متعلق اللہ تعالیٰ فرمایا ہے۔

جری اللہ فی حلل الانبیاء

یعنی خدا کا رسول جو تمام نبیوں کے لباس میں ظاہر ہوا ہے۔

اس فقرہ سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی جامع تعریف نہیں ہو سکتی۔ آپ ہر نبی کے ظل اور بروز تھے اور ہر نبی کی اعلیٰ صفات اور اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ طاقتیں آپ میں جلوہ فگن تھیں۔ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا ہے اور کیا خوب ہے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری　　آنکہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یہی ورثہ آپ کے ظل کامل (مرزا قادیانی) نے بھی پایا۔ مگر لوگ صرف تین نبیوں کو گن کر رہ گئے۔ لیکن خدا نے اپنی کوزے میں سب کچھ بھر دیا۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 308 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(33)　اپنی آواز مرزا قادیانی کی آواز سے بلند نہ کرو

❑ "حافظ محمد ابراہیم صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ 1903ء کا واقعہ ہے کہ میں ایک دن مسجد مبارک کے پاس والے کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم تشریف لائے اور اندر سے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) بھی تشریف لے آئے اور تھوڑی دیر میں مولوی محمد احسن صاحب امروہی بھی آ گئے۔ اور آتے ہی حضرت مسیح موعود سے حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول کے خلاف بعض باتیں بطور شکایت بیان کرنے لگے۔ اس پر مولوی عبدالکریم صاحب کو جوش آگیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہر دو کی ایک دوسرے کے خلاف آوازیں بلند

ہوگئیں اور آواز کمرے سے باہر جانے لگے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (یعنی اے مومنو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز کے سامنے بلند نہ کیا کرو) اس حکم کے سنتے ہی مولوی عبدالکریم صاحب تو فوراً" خاموش ہوگئے اور مولوی محمدؐ احسن صاحب تھوڑی دیر تک آہستہ آہستہ اپنا جوش نکالتے رہے اور حضرت اقدس وہاں سے اٹھ کر ظہر کی نماز کے واسطے مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔"

(سیرت المہدی جلد دوئم ص 30 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

(34)

❑ "بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک ایرانی بزرگ قادیان آئے تھے اور کئی ماہ تک قادیان میں رہے۔ میں ان کی آمد سے تین چار ماہ بعد پھر قادیان آیا اور ان کو مسجد مبارک میں دیکھا۔ غالباً" جمعہ کا دن تھا۔ بعد نماز جمعہ اس بزرگ نے فارسی زبان میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی خدمت میں عرض کیا کہ میری بیعت قبول فرمائی جائے۔ حضور نے فرمایا پھر دیکھا جائے گا' یا ابھی اور ٹھہریں۔ اس پر اس ایرانی بزرگ نے بڑی بلند آواز سے کہنا شروع کیا۔ جس کا مفہوم یہ تھا کہ یا تو میری بیعت قبول فرمائیں یا مجھے اپنے دروازہ سے چلے جانے کی اجازت بخشیں۔ ان لفظوں کو وہ بار بار دہراتے اور بڑی بلند آواز سے کہتے تھے۔ اس وقت مولوی محمد احسن صاحب مرحوم نے کھڑے ہو کر سورۂ حجرات کی یہ آیت پڑھی کہ یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی اور فرمایا کہ مومنوں کے لیے یہ ہرگز جائز نہیں کہ نبی کی آواز سے اپنی آواز کو اونچی کریں۔ یہ سخت بے ادبی ہے' آپ کو یوں نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن وہ ایرانی بزرگ اپنا لہجہ بدلنے میں نہ آیا۔ آخر اسے چند آدمی سمجھا کر مسجد کے نیچے لے گئے۔ اس کے بعد معلوم نہیں کہ وہ بزرگ یہاں رہے یا چلے گئے اور اس کی بیعت قبول ہوئی یا نہ ہوئی۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 175 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

(35) احمد سے مراد مرزا قادیانی

"اور اس آنے والے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے' وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمدؐ جلالی نام ہے اور احمد جمالی۔ اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کے رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے ومبشراً برسول یاتیَ من بعدی اسمہ احمد مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمدؐ بھی ہیں یعنی جامع جلال و جمال ہیں لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیش گوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے' بھیجا گیا۔"

(ازالہ اوہام ص 673 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 463 از مرزا غلام احمد قادیانی)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ آپ اس آیت کا مصداق اپنے آپ کو ہی قرار دیتے ہیں کیونکہ آپ نے اس میں دلیل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ مراد ہوتے تو محمدؐ و احمدؐ کی پیش گوئی ہوتی۔ لیکن یہاں صرف احمد کی پیش گوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اور شخص ہے جو مجرد احمد ہے۔ پس یہ حوالہ صاف طور پر ثابت کر رہا ہے کہ آپ احمد تھے بلکہ یہ کہ اس پیش گوئی کے آپ ہی مصداق ہیں۔"

(انوار خلافت ص 37 از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

(36) مرزا قادیانی کو دیکھنے کے لیے نبیوں کی خواہش

"اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لیے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔"

(اربعین نمبر 14 ص 100 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 442 از مرزا قادیانی)

(37) مرزا قادیانی کے کئی نام

"پھر ایک یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے کئی نام رکھے ہیں۔ حالانکہ کسی اور نبی نے اپنے کئی نام نہیں رکھے۔ اس لیے یہ نبی نہیں ہو

سکتے۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان لی اسماء انا محمد و انا احمد و انا الماحی الذی یمحو اللّٰہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی و انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے پانچ نام ہیں۔ پس اگر حضرت مسیح موعود کے بھی خدا تعالیٰ نے کئی نام رکھ دیئے اور آپ کو مہدی اور کرشن بنا دیا۔ تو اس سے آپ کی نبوت کس طرح باطل ہو گئی۔ آپ نے اپنے آقا سے تو ایک نام کم ہی پایا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پانچ نام رکھنے کے باوجود ثابت ہو سکتی ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کی نبوت چار نام رکھنے کی وجہ سے ثابت نہیں ہو سکتی۔ وہ لوگ جو یہ اعتراض کرتے ہیں سوچیں اور بتائیں کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کیوں ثابت نہیں ہو سکتی۔"

(انوار خلافت ص 59 از مرزا بشیرالدین محمود ابن مرزا قادیانی)

(38) مرزا قادیانی' احمد مجتبیٰ

"منم مسیح زمان و منم کلیم خدا   منم محمدؐ و احمدؐ کہ مجتبیٰ باشد"

(ترجمہ) "میں مسیح زماں ہوں' میں کلیم خدا یعنی موسیٰ ہوں' میں محمدؐ ہوں' میں احمد مجتبیٰ ہوں"

(تریاق القلوب ص 6 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 134 از مرزا قادیانی)

(39) اپنی وحی پر ایمان

"مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔"

(اربعین نمبر4 ص 19 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 25 از مرزا قادیانی)

(40) مرزا قادیانی پر نازل ہونے والی وحی

❑ "انا اعطیناک الکوثر۔ فصل لربک وانحر۔ ان شانئک ھو الابتر"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 281-282 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(41)

❑ "ورفعنالک ذکرک"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 282 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(42)

❑ "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 621 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(43)

❑ "اصحاب الصفۃ - وما ادرک ما اصحاب الصفۃ - تری اعینھم تفیض من الدمع یصلون علیک"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 625' 626 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(44)

❑ "وداعیا الی اللہ وسراجا منیرا"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 626 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(45)

❑ "یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 626 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(46)

❑ "یرفع اللہ ذکرک"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 626 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(47)

❑ "تبت یدا ابی لھب و تب"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 632 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(48)

❑ "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 634 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(49)

❑ "وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 634 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(50)

❑ "انت منی بمنزلۃ عرشی۔ انت منی بمنزلۃ ولدی"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 636 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(51)

❑ "انا انزلناہ قریبًا من القادیان۔ وبالحق انزلناہ وبالحق نزل۔
صدق اللہ ورسولہ۔ وکان امر اللہ مفعولا"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 637 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(52)

❑ "آسمان سے کئی تخت اترے، پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 638 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(53)

❑ "انا فتحنا لک فتحا مبینا"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 644 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(54)

❑ "سلام علیکم طبتم - نحمدک ونصلی - صلوۃ العرش الی الفرش"

(ترجمہ) تم پر سلام تم پاک ہو۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ عرش سے فرش تک تیرے پر درود ہے۔

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 644 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(55)

❑ "لولاک لما خلقت الافلاک"

(ترجمہ) اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 649 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(56)

روضہ آدم اور مرزا قادیانی

"روضہ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار"

(درثمین اردو (مرزا قادیانی کا شاعرانہ کلام) ص 135 از مرزا غلام احمد قادیانی)

آخری اینٹ

مرزا غلام احمد قادیانی نے نہ صرف رحمت عالم ﷺ کے مقابلہ میں نبوت کا اعلان کیا۔ بلکہ حضور علیہ السلام کے مقابلہ میں اپنے عقائد باطلہ و نظریات فاسدہ کی بنیاد رکھی۔ مثلاً

- حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ نبوت بند ہے۔ مرزا قایانی نے مقابلہ میں کہا کہ نبوت جاری ہے۔
- حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جہاد جاری ہے۔ مرزا قادیانی نے مقابلہ میں کہا کہ جہاد بند ہے۔
- حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ مدار نجات میری ذات ہے' مرزا قادیانی نے مقابلہ میں کہا کہ مدار نجات میری ذات ہے جو مجھے نہیں مانتا' وہ کافر ہے۔
- حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "میری مثال اور انبیاء کی مثال ایک ایسے محل کی سی ہے کہ جس طرح ایک عمارت نہایت خوبصورتی سے بنائی گئی ہو مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔ لوگ اس محل کے گرد گھومتے ہیں اور اس کی خوبصورتی پر تعجب کرتے ہیں اور حیران ہیں کہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی گئی۔ سو میں وہ اینٹ ہوں جس نے اس خالی جگہ کو پر کر دیا۔ پورا ہوگیا میری ذات کے ساتھ نبوت کا محل اور اسی طرح ختم ہوگیا میری ذات پر رسولوں کا سلسلہ۔ ایک اور روایت میں ہے کہ نبوت کے محل کی آخری اینٹ میں ہوں اور میں ہی نبیوں کا (سلسلہ) ختم کرنے والا ہوں۔" (بخاری، مسلم' مشکوۃ)

جبکہ مرزا قادیانی نے اس کے جواب میں کہا:

(57)

آخری اینٹ

"پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیش گوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کو کمال تک پہنچاوے۔ پس میں وہی اینٹ ہوں۔"

(خطبہ الہامیہ ص 178 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 ص 178 از مرزا قادیانی)

اسی طرح مرزا قادیانی نے اس باب کے حوالہ نمبر 56 میں کہا کہ روضہ آدم میرے آنے سے مکمل ہوا۔

غرضیکہ عرض یہ کرنا ہے کہ مرزا قادیانی بدبخت ہر بات میں حضور نبی کریم ﷺ کا مقابلہ کرتا ہے۔ جب کہ آدم علیہ السلام کا مقابلہ شیطان نے کیا تھا۔

پبلشر:- ناظر تالیف و تصنیف
ربوہ ضلع جھنگ

تعداد طبع
دو ہزار

هو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ۔ (دیکھو ص ۴۹۸ براہین احمدیہ) اسمیں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کرکے پکارا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے جری اللہ فی حُلل الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حُلّوں میں (دیکھو براہین احمدیہ ص ۵۰۴) پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہٗ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو ص ۵۵۷ براہین میں درج ہے "دنیا میں ایک نذیر آیا" اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔ سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرتؐ تو خاتم النبیین ہیں پھر آپؐ کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ بیشک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آسکتا جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اتارتے ہیں۔ اور پھر اس حالت میں انکو نبی بھی مانتے ہیں بلکہ چالیس برس تک سلسلۂ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بیشک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے لیکن ہم اس قسم کے عقاید کے سخت مخالف ہیں اور ہم اس آیت پر سچا

ایک غلطی کا ازالہ

جوالہ نمبر 1

شخص کے نام ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہ ہے وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ[1] یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں۔ اور ایمان کی حالت میں اُسکی صحبت سے مشرف ہوں اور اُس سے تعلیم اور تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنیوالی قوم میں ایک نبی ہوگا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا اس لئے اُسکے اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائیں گے اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں۔ وہ اپنے رنگ میں ادا کرینگے۔ بہرحال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونیوالے تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔ آیت ممدوحہ بالا میں یہ تو نہیں فرمایا واٰخرین من الامۃ بلکہ یہ فرمایا واٰخرین منھم۔ اور ہر ایک جانتا ہے کہ منھم کی ضمیر اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف راجع ہے۔ لہٰذا وہی فرقہ منھم میں داخل ہو سکتا ہے جس میں ایسا رسول موجود ہو کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس[26] برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں **محمد** اور **احمد** رکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھے قرار دیا ہے۔ اسی وجہ سے براہین احمدیہ میں لوگوں کو مخاطب کرکے فرمادیا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور نیز فرمایا ہے کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم و تعلم اور اگر کوئی یہ کہے کہ کس طرح معلوم ہوا کہ حدیث لوکان الایمان معلقًا بالثریا لنالہ رجل من فارس اس عاجز کے حق میں ہے اور کیوں جائز نہیں کہ اُمت محمدیہ میں سے کسی اور کے حق میں ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ براہین احمدیہ میں بار بار اس حدیث کا مصداق

[1] الجمعۃ : ۴

ص ۶۸

حوالہ نمبر 2

ذریعہ سے وہی نام پایا۔ اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اسکی حماقت ہے کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مہر نہیں ٹوٹتی۔* یہ بات ظاہر ہے کہ جیسا کہ میں اپنی نسبت کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے رسول اور نبی کے نام سے پکارا ہے۔ ایسا ہی میرے مخالف حضرت عیسےٰ بن مریم کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوبارہ دنیا میں آئینگے اور چونکہ وہ نبی ہیں اسلئے انکے آنے پر بھی وہی اعتراض ہوگا جو مجھ پر کیا جاتا ہے۔ یعنی یہ کہ خاتم النبیین کی مہر ختمیت ٹوٹ جائیگی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وآخرین منہم لما یلحقوا بہم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس ۲۰ برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اور

* یہ کیسی عمدہ بات ہے کہ اس طرح سے نہ تو خاتم النبیین کی پیشگوئی کی مہر ٹوٹی اور نہ امت کے کل افراد مفہوم نبوت سے جو لا یظہر علی غیبہ کے مطابق ہے محروم رہے مگر حضرت عیسےٰ کو دوبارہ اتارنے سے جنکی نبوت اسلام سے چھ سو برس پہلے قرار پا چکی ہے اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا اور آیت خاتم النبیین کی صریح تکذیب لازم آتی ہے۔ اسکے مقابل پر ہم صرف مخالفوں کی گالیاں سنیں گے۔ سو گالیاں دیں۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ منہ

حوالہ نمبر 3

وُہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسُول کو قبول نہ کیا۔ مُبارک وُہ جس نے مجھے پہچانا۔ مَیں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور مَیں اُس کے سب نُوروں میں سے آخری نُور ہوں۔ بدقسمت ہے وُہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔

دُوسرا ذریعہ ہدایت کا جو مسلمانوں کو دیا گیا ہے۔ سُنّت ہے یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عملی کارروائیاں جو آپ نے قرآن شریف کے احکام کی تشریح کے لئے کر کے دکھلائیں مثلاً قرآن شریف میں بظاہر نظر پنجگانہ نمازوں کی رکعات معلوم نہیں ہوتیں کہ صبح کس قدر اور دُوسرے وقتوں میں کس کس تعداد پر لیکن سُنّت نے سب کچھ کھول دیا ہے۔ یہ دھوکہ نہ لگے کہ سُنّت اور حدیث ایک چیز ہے۔ کیونکہ حدیث تو سَو ڈیڑھ سَو برس کے بعد جمع کی گئی مگر سُنّت کا قرآن شریف کے ساتھ ہی وجود تھا مسلمانوں پر قرآن شریف کے بعد بڑا احسان سُنّت کا ہے۔ خدا اور رسول کی ذمہ واری کا فرض صرف دو امر پر تھے۔ اور وُہ یہ کہ خدا تعالیٰ قرآن کو نازل کر کے مخلوقات کو بذریعہ اپنے قول کے اپنے منشاء سے اطلاع دے۔ یہ تو خدا کے قانون کا فرض تھا۔ اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرض تھا کہ خدا کے کلام کو عملی طور پر دکھلا کر بخوبی لوگوں کو سمجھا دیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وُہ گفتنی باتیں کردنی کے پیرایہ میں دِکھلا دیں۔ اور اپنی سُنّت یعنے عملی کارروائی سے معضلات اور مشکلات مسائل کو حل کر دیا۔ یہ کہنا بیجا ہے کہ یہ حل کرنا حدیث پر موقوف تھا۔ کیونکہ حدیث کے وُجود سے پہلے اِسلام زمین پر قائم ہو چکا تھا۔ ※ کیا جب تک حدیثیں جمع نہ ہوئی تھیں لوگ نماز نہ پڑھتے تھے۔ یا زکوٰۃ نہ دیتے تھے۔ یا حج نہ کرتے تھے یا حلال حرام سے واقف نہ تھے۔ ہاں تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے۔ کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے اُمور کو حدیثیں کھول کر بیان کرتی ہیں۔ اور نیز بڑا فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ وُہ قرآن کی خادم اور سُنّت کی خادم ہے۔ جن لوگوں کو ادب قرآن

صفحہ ۵۷

※ اہلِ حدیث فعلِ رسُول اور قولِ رسُول دونوں کا نام حدیث ہی رکھتے ہیں۔ ہمیں ان کی اصطلاح سے کچھ غرض نہیں۔ دراصل سُنّت الگ ہے۔ جس کی اشاعت کا اہتمام خود آنحضرت نے بذاتِ خود فرمایا اور حدیث الگ ہے جو بعد میں جمع ہوئی۔ منہ

حوالہ نمبر 4

اسکے نُور کو نابود نہ کرسکی۔ سو خدا نے جو ہر ایک کام نرمی سے کرتا ہے اِس زمانہ کے لئے سب سے پہلے میرا نام عیسٰی ابن مریم رکھا کیونکہ ضرور تھا کہ مَیں اپنے ابتدائی زمانہ میں ابن مریم کی طرح قوم کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھاؤں اور کافر اور ملعون اور دجّال کہلاؤں اور عدالتوں میں کھینچا جاؤں سو میرے لئے ابن مریم ہونا پہلا زینہ تھا مگر مَیں خدا کے دفتر میں صرف عیسٰی ابن مریم کے نام سے موسوم نہیں بلکہ اور بھی میرے نام ہیں جو آج سے چھبیس[۲۶] برس پہلے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرے ہاتھ سے لکھا دیئے ہیں اور دُنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے۔ مَیں آدمؑ ہوں۔ مَیں نوحؑ ہوں۔ مَیں ابراہیمؑ ہوں مَیں اسحاقؑ ہوں۔ مَیں یعقوبؑ ہوں۔ مَیں اسمٰعیلؑ ہوں۔ میں موسٰیؑ ہوں۔ مَیں داؤدؑ ہوں۔ مَیں عیسٰیؑ ابن مریم ہوں۔ مَیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء فرمایا یعنے خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں۔ سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو۔ مگر خدا نے یہی پسند کیا کہ سب سے پہلے ابن مریم کے صفات مجھ میں ظاہر کرے۔ سو مَیں نے اپنی قوم سے وُہ سب دُکھ اُٹھائے جو ابن مریم نے یہود سے اُٹھائے بلکہ تمام قوموں سے اُٹھائے۔ یہ سب کچھ ہُوا مگر پھر خدا نے کسرِ صلیب کے لئے میرا نام مسیح قائم رکھا تا جس صلیب نے مسیح کو توڑا تھا اور اُسکو زخمی کیا تھا دوسرے وقت میں مسیح اُسکو توڑے مگر آسمانی نشانوں کے ساتھ نہ انسانی ہاتھوں کے ساتھ۔ کیونکہ خدا کے نبی مغلوب نہیں رہ سکتے۔ سو سنہ عیسوی کی بیسویں[۲۰] صدی میں پھر خدا نے ارادہ فرمایا کہ صلیب کو مسیح کے ہاتھ سے مغلوب کرے۔ لیکن جیسا کہ مَیں ابھی بیان کرچکا ہوں مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے جس کو رُدّر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنے فنا کرنیوالا اور پرورش کرنیوالا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا اِن دنوں میں انتظار کرتے ہیں وُہ کرشن مَیں ہی ہوں

۸۵

حوالہ نمبر 5

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ÷ لو تمھیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۴ — بابت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء — نمبر ۳ و ۴

مطابق جمادی الاول و جمادی الثانی ۱۳۳۳ھ

فہرست مضامین

میرزا بشیر احمد

۷۔ فروری ۱۹۱۵ء مطابق ۲۱ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ

سروکار نہیں۔ کیا کوئی احمد کا نام لیوا اس بات کو تسلیم کرسکتا ہے کہ اگر اس زمانہ کا بڑا مکفر تیرہ سو سال پہلے عرب میں پیدا کیا جاتا تو ابوجہل سے جہالت میں کم رہتا اور کیا اگر اس زمانہ کا مرتد پٹیالوی رسول عربیؐ کے وقت کو پاتا تو مسیلمہ کذاب کی طرح آپ سے غداری نہ کرتا؟ دوستو! جہاں تم نے احمد کو محمدؐ کا کامل بروز مانا ہے وہاں احمد کے منکرین کو محمدؐ کے منکرین کا کامل بروز مانتے ہوئے تمھیں کونسی بات روکتی ہے۔ اور پھر اس پر بھی تو غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریمؐ کی دو بعثتوں کا قرآن کریم میں ذکر فرمایا ہے جیسا کہ آتا ہے هو الذی بعث فی الامیین رسولا یتلوا علیہم اٰیتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ۔ واٰخرین منہم لما یلحقوا بہم وھو العزیز الحکیم۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے کہ جس طرح نبی کریمؐ کو اُمیوں یعنی مکے والوں میں رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اسی طرح ایک اور قوم میں بھی آپ کو مبعوث کیا جائے گا جو ابھی تک دنیا میں پیدا نہیں کی گئی۔ لیکن چونکہ یہ قانونِ قدرت کے خلاف ہے کہ ایک شخص جب فوت ہو جاوے تو اسے پھر دنیا میں لایا جاوے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کے متعلق قرآن کریم میں صاف فرمادیا ہے کہ انہم لایرجعون پس یہ وعدہ اُس صورت میں پورا ہو سکتا ہے کہ جب نبی کریمؐ کی بعثت ثانی کے لئے ایک ایسے شخص کو چنا جاوے جس نے آپ کے کمالات نبوت سے پورا حصہ لیا ہو اور جو حسن و احسان اور ہدایت خلق اللہ میں آپ کا مشابہ ہو اور جو آپکی اتباع میں اسقدر آگے نکل گیا ہو کہ بس آپ کی ایک زندہ تصویر بنجاوے تو بلا ریب ایسے شخص کا دنیا میں آنا خود نبی کریمؐ کا دنیا میں آنا ہے اور چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعودؑ اور نبی کریمؐ میں کوئی دوئی باقی نہیں رہی حتیٰ کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں جیسا کہ خود مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ صار وجودی وجودہ (دیکھو خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱) اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مسیح موعودؑ میری قبر میں دفن کیا جاویگا جس سے یہی مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں یعنی مسیح موعودؑ نبی کریمؐ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئیگا تا اشاعت اسلام

حوالہ نمبر 6

کا کام پورا کرے اور ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کے فرمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام حجت کر کے اسلام کو دنیا کے کونوں تک پہنچا دے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلعم کو اُتارا تا اپنے وعدہ کو پورا کرے جو اس نے اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم میں فرمایا تھا۔ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ مسیح موعودؑ نے خود خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۰ میں آیت اٰخرین منھم کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ "در کس طرح منھم کے لفظ کا مفہوم متحقق ہو اگر رسول کریم اٰخرین میں موجود نہ ہوں جیسا پہلوں میں موجود تھے"۔ پس وہ جس نے مسیح موعودؑ اور نبی کریمؐ کو دو وجود دل کے رنگ میں لیا اس نے مسیح موعودؑ کی مخالفت کی کیونکہ مسیح موعودؑ کہتا ہے صار وجودی وجودہ اور جس نے مسیح موعودؑ اور نبی کریم میں تفریق کی اس نے بھی مسیح موعودؑ کی تعلیم کے خلاف قدم مارا کیونکہ مسیح موعودؑ صاف فرماتا ہے کہ من فرق بینی وبین المصطفٰی فما عرفنی وما رأیٰ (دیکھو خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱) اور وہ جس نے مسیح موعودؑ کی بعثت کو نبی کریمؐ کی بعثت ثانی نہ جانا اس نے قرآن کو پس پشت ڈالدیا کیونکہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ محمد رسول اللہ ایک دفعہ پھر دنیا میں آئیگا۔ پس ان سب باتوں کے سمجھ لینے کے بعد اس بات میں کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ وہ جس نے مسیح موعودؑ کا انکار کیا اس نے مسیح موعودؑ کا انکار نہیں کیا بلکہ اس نے اُسکا انکار کیا جسکی بعثت ثانی کے وعدہ کو پورا کرنے کے لیئے مسیح موعودؑ مبعوث کیا گیا اور اس نے اُسکا انکار کیا جس نے اٰخرین میں آنا تھا اور پھر اس نے اُس کا انکار کیا جس نے اپنی قبر سے اُٹھکر حسب وعدہ پھر اپنی قبر میں جانا تھا پس اے نادان! تو مسیح موعودؑ کے انکار کو کوئی معمولی بات نہ جان کیونکہ محمدؐ نے اپنے ہاتھوں سے اپنی نبوت کی چادر اسپر چڑھائی ہے اور اگر تیرا دل غیروں کے پنجے میں گرفتار ہے اور انکی محبت تجھے چین نہیں لینے دیتی تو جا پہلے اٰخرین منھم کی آیت قرآن سے نکال پھینک اور پھر جو تیرے دل میں آئے کہہ۔ کیونکہ جبتک یہ آیت قرآن کریم میں موجود ہے اُسوقت تک تو مجبور ہے کہ مسیح موعودؑ کو محمدؐ کی شان میں قبول کرے اور یا مسیح موعودؑ سے ارتداد کی

مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند ہو گیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا پس اب جو ظلی نبی ہوتا ہے وہ نبوت کی مہر کو توڑنے والا نہیں کیونکہ اسکی نبوت اپنی ذات میں کچھ چیز نہیں بلکہ وہ محمدؐ کی نبوت کا ظل ہے نہ کہ مستقل نبوت۔" اور یہ جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ظلی یا بروزی نبوت گھٹیا قسم کی نبوت ہے یہ محض ایک نفس کا دھوکا ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں کیونکہ ظلی نبوت کے لیئے یہ ضروری ہے کہ انسان نبی کریم صلعم کی اتباع میں اسقدر غرق ہو جاوے کہ من تو شدم تو من شدی کے درجہ کو پالے ایسی صورت میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع کمالات کو عکس کے رنگ میں اپنے اندر اترتا پائیگا حتیٰ کہ ان دونوں میں قرب اتنا بڑھیگا کہ نبی کریم صلعم کی نبوت کی چادر بھی اس پر چڑھائی جائیگی تب جاکر وہ ظلی نبی کہلائیگا پس جب ظل کا یہ تقاضا ہے کہ اپنے اصل کی پوری تصویر ہو اور اسی پر تمام انبیاءؑ کا اتفاق ہے تو وہ نادان جو مسیح موعودؑ کی ظلی نبوت کو ایک گھٹیا قسم کی نبوت سمجھتا یا اسکے معنی ناقص نبوت کے کرتا ہے وہ ہوش میں آوے اور اپنے اسلام کی فکر کرے کیونکہ اس نے اس نبوت کی شان پر حملہ کیا ہے جو تمام نبوتوں کی سرتاج ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگوں کو کیوں حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت پر ٹھوکر لگتی ہے اور کیوں بعض لوگ آپ کی نبوت کو ناقص نبوت سمجھتے ہیں کیونکہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ آپ آنحضرت صلعم کے بروز ہونے کی وجہ سے ظلی نبی تھے اور اس ظلی نبوت کا پایہ بہت بلند ہے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے انکے لیئے یہ ضروری نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جاویں جو نبی کریم صلعم میں رکھے گئے بلکہ ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے کسی کو بہت کسی کو کم۔ مگر مسیح موعودؑ کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعودؑ کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اسقدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔ اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ عیسیٰؑ کے لیئے یہ ضروری نہ تھا کہ وہ نبی کریمؐ کے تمام کمالات حاصل کر لینے کے بعد نبی بنایا جاتا۔ داؤدؑ اور سلیمانؑ کے لیئے یہ ضروری نہ تھا کہ انکو نبی کا خطاب تب دیا جاتا جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات سے پورا حصہ لے لیتے اور پھر میں تو یہ بھی کہوں گا کہ موسیٰؑ کے لیئے بھی یہ ضروری نہ تھا

حوالہ نمبر 7

معترض کا یہ خیال ہے کہ کلمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اس غرض سے رکھا گیا ہے کہ وہ آخری نبی ہیں تبھی تو یہ اعتراض کرتا ہے کہ اگر محمدؐ رسول اللہ کے بعد کوئی اور نبی ہے تو اس کا کلمہ بناؤ۔ نادان اتنا نہیں سوچتا کہ محمدؐ رسول اللہ کا نام کلمہ میں تو اس لیئے رکھا گیا ہے کہ آپ نبیوں کے سرتاج اور خاتم النبیین ہیں اور آپ کا نام لینے سے باقی سب نبی خود اندر آجاتے ہیں ہر ایک کا علیحدہ نام لینے کی ضرورت نہیں ہے ہاں حضرت مسیح موعود کے آنے سے ایک فرق ضرور پیدا ہوگیا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعودؑ کی بعثت سے پہلے تو محمدؐ رسول اللہ کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گذرے ہوئے انبیاء شامل تھے مگر مسیح موعودؑ کی بعثت کے بعد محمدؐ رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہوگئی لہٰذا مسیح موعودؑ کے آنے سے نعوذ باللہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ باطل نہیں ہوتا بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے۔ غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لیئے یہی کلمہ ہے صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعودؑ کی آمد نے محمدؐ رسول اللہ کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کردی ہے اور بس۔ علاوہ اسکے اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریمؐ کا اسم مبارک اس لیئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود نبی کریمؐ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے صار وجودی وجودہ نیز من فرق بینی وبین المصطفٰی فما عرفنی وما رأی اور یہ اس لیئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے پس مسیح موعودؑ خود محمدؐ رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لیئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لیئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں ہاں اگر محمدؐ رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔ فتدبروا

چھٹا اعتراض یہ ہے کہ لا نفرق بین احد من رسلہ کے لفظ رسل کے مفہوم میں صرف وہی رسول شامل ہیں جو محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذر چکے ہیں اور اس کا ثبوت یہ دیا جاتا ہے کہ سورۃ بقرہ کے پہلے رکوع میں متقی کی شان میں

حوالہ نمبر 8

(ٹائٹل بار اوّل)

الیس اللہ بکاف عبدہٗ الیس اللہ بکاف عبدہٗ الیس اللہ بکاف عبدہٗ

الحمد للہ والمنۃ کہ ضمیمہ نزول المسیح جسکے ساتھ

دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے

حسب استدعا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے

محض پانچ دن میں ابتداء ۸ نومبر ۱۹۰۲ء سے

طیار ہو کر اس کا نام

اعجاز احمدی

رکھا گیا

اور اس رسالہ میں پیر مہر علیشاہ صاحب و مولوی اصغر علی صاحب

و مولوی علی حائری صاحب شیعہ وغیرہ بھی مخاطب ہیں جن کا نام

رسالہ میں مفصل درج ہے (تاریخ طبع ۱۵ نومبر ۱۹۰۲ء)

بمقام قادیان باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہوا

الیس اللہ بکاف عبدہٗ الیس اللہ بکاف عبدہٗ الیس اللہ بکاف عبدہٗ

تعداد اشاعت ۲۵۰۰

اتزعم ان رسولنا سید الوری
کیا تو گمان کرتا ہو کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

علی زعم شانئہ توفی ابترٌ
بے اولاد ہونے کی حالت میں وفات پائی جیسا کہ دشمن بدگو کا خیال ہے

فلا والذی خلق السماء لاجله
مجھے اس کی قسم جس نے آسمان بنایا کہ ایسا نہیں ہے۔

له مثلنا ولدٌ الی یوم یحشرٌ
بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے میری طرح اور بھی بیٹے ہیں اور قیامت تک رہیں گے

وانا ورثنا مثل ولدٍ متاعه
اور ہم نے اولاد کی طرح اس کی وراثت پائی۔

فای ثبوت بعد ذلك یحضرٌ
پس اس سے بڑھ کر اور کونسا ثبوت ہے جو پیش کیا جائے۔

له خسف القمر المنیر وان لی
اس کے لیے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور

غسا القمران المشرقان أتنكرٌ
میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کریگا۔

وكان كلام معجز آیةً له
اور اس کے معجزات میں سے معجزانہ کلام بھی تھا۔

كذلك لی قول علی الكل یبهرٌ
اسی طرح مجھے وہ کلام دیا گیا جو سب پر غالب ہے

اذا القوم قالوا ایدّعی الوحی عامدًا
جب قوم نے کہا کہ یہ تو عمداً وحی کا دعوی کرتا ہے۔

عجبتُ فانی ظل بدر ینوّرٌ
میں نے تعجب کیا کہ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل ہوں

وانّیٰ لظلٍّ ان یخالف اصله
اور سایہ کیونکر اپنے اصل سے مخالف ہو سکتا ہے

فما فیه فی وجهی یلوح ویزهرٌ
پس وہ روشنی جو اس میں ہے وہ مجھ میں چمک رہی ہے

وانی لذو نسب كاصلٍ اطیعه
اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ذونسب ہوں

ومن طینه المعصوم طینی معطرٌ
اور اس کی پاک مٹی کا مجھ میں خمیر ہے۔

كفی العبد تقوی القلب عند حسیبنا
اور بندہ کو دل کا تقوی کافی ہے۔ اور ایک صالح کو

ولیس لمنتسبٍ ذو صلاح معیّرٌ
اس لئے سرزنش نہیں کر سکتے کہ اسکی نسب اعلیٰ نہیں۔

ولكن قضی رب السما لائمةٍ
مگر خدا نے اماموں کے لئے چاہا کہ وہ ذونسب ہوں

لهم نسب كیلا یهیج التنفرٌ
تاکہ لوگوں کو انکی کمی نسب کا تصور کر کے نفرت پیدا نہ ہو

ومن كان ذا نسب كریم ولم یكن
اور جو شخص اچھی نسب رکھتا ہے مگر

له حسب فهو الدنیّ المحقرٌ
اس میں ذاتی صفات کچھ نہیں وہ کمینہ اور حقیر ہے۔

حوالہ نمبر 9

ٹھنڈی ہو گئی۔ اور وہ محبّت کی بے قراری سب دل سے نکل گئی۔ بلکہ دل میں دُوری پیدا ہو گئی۔ اور خدا کے فضل اور حضورؑ کی دُعا کی برکت سے میں بدکاری سے بھی محفوظ رہا۔ اور وہ جنون بھی جاتا رہا۔"

(سیرت المہدی حصّہ سوم روایت ۹۵۶ ص۲۹)

۱۲۱ صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب جمال نعمانی نے بیان کیا کہ:۔

"ایک روز مغرب کی نماز پڑھی گئی۔ اور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے پاس کھڑا تھا۔ جب نماز کا سلام پھیر اگیا۔ تو آپؑ نے بایاں ہاتھ میری دائیں ران پر رکھکر فرمایا۔ صاحبزادہ صاحب! اس وقت میں التحیات پڑھتا تھا۔ الہاماً میری زبان پر جاری ہُوا:۔

"صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى مُحَمَّدٍ"

(الحکم جلد ۲۶ نمبر ۱۹/۲۰ مورخہ ۲۱/۲۸ مئی ۱۹۲۲ء ص۶)

۱۲۲ صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے فرمایا کہ "ہم ایک روز صحن مکان میں لیٹ رہے تھے جو ہمیں کشف ملکوت ہُوا۔ اور کشف میں بہت سے فرشتے دیکھے کہ بہت خوبصورت لباس فاخرہ اور مکلّف پہنے ہوئے وجد کرتے اور گاتے ہیں۔ اور ہماری طرف بار بار چکر لگاتے ہیں۔ اور ہر چکر میں ہماری طرف ہاتھ لمبا کر کے ایک غزل کا شعر پڑھتے ہیں۔ اور اس مصرعہ کا آخر لفظ پیر پیران ہے۔ وہ عین ہمارے مُنہ کے سامنے ہاتھ کر کے ہماری طرف اشارہ کر کے کہتے ہیں۔ "پیر پیراں"۔ (تذکرۃ المہدی مصنّفہ پیر سراج الحق صاحبؓ حصّہ اوّل ص۸)

۱۲۳ صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے فرمایا:۔ "ایک گھنٹہ ہُوا ہوگا۔ ہم نے دیکھا کہ والدۂ محمود قرآن شریف آگے رکھے ہُوئے پڑھتی ہیں۔ جب یہ آیت پڑھی:۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ

حوالہ نمبر 10

۱۹۷	اگست ۱۸۸۸ء	"اللہ جلّ شانہٗ نے مجھے خبر دی ہے کہ يُصَلُّوْنَ عَلَيْكَ صُلَحَاءُ الْعَرَبِ وَ اَبْدَالُ الشَّامِ۔ وَ تُصَلِّیْ عَلَيْكَ الْاَرْضُ وَ السَّمَاءُ۔ وَ يَحْمَدُكَ اللّٰهُ مِنْ عَرْشِهٖ[1] (از مکتوب حضرت اقدسؑ مورخہ اگست ۱۸۸۸ء مندرجہ الحکم جلد ۵ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۳؍ اگست ۱۹۰۱ء ص۱)
۱۹۸	۱۸۸۸ء	"بارہا غوث اور قطب وقت میرے پر مکشوف کئے گئے، جو میری عظمت مرتبت پر ایمان لائے ہیں، اور لائیں گے۔" (از مکتوب حضرت اقدسؑ مورخہ اگست ۱۸۸۸ء مندرجہ الحکم جلد ۵ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۳؍ اگست ۱۹۰۱ء ص۱)
۱۹۹	۱۸۸۸ء	"اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی، وہ جہنّمی ہے۔" (مکتوب حضرت اقدس مورخہ اگست ۱۸۸۸ء مندرجہ الحکم جلد ۵ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۳؍ اگست ۱۹۰۱ء ص۱)
۲۰۰	۱۸۸۸ء	"یہ بات کھلی کھلی الہام الٰہی نے ظاہر کر دی۔ کہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے۔ وہ بے فائدہ نہیں آیا تھا۔ بلکہ اُس کی موت ان سب لوگوں کی زندگی کا موجب ہوگی۔ جنہوں نے محض للہ اُس کی موت سے غم کیا۔ اور اِس ابتلاء کی برداشت کر گئے۔ کہ جو اُس کی موت سے ظہور میں آیا۔" (سبز اشتہار صفحہ ۱۶ و ۱۷ حاشیہ)
۲۰۱	۱۸۸۸ء	"اس[2] موت کی تقریب پر بعض مسلمانوں کی نسبت یہ الہام ہوا۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ۔ وَ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهَالِكِيْنَ۔ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى

[1] (ترجمہ از مرتب) تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے۔ زمین و آسمان تجھ پر درود بھیجتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔

[2] یعنی بشیر اوّل کی موت۔ (مرتب)

حوالہ نمبر 11

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

سیرۃ المہدی

حصہ سوم

مرتب فرمودہ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

جسے

خاکسار

پروفیسر محمد اسمٰعیل مولوی فاضل و منشی فاضل نے قادیان دارالامان سے

شائع کیا

ایڈیشن اول صفر ۱۳۵۸ھ اپریل ۱۹۳۹ء

خاکسار عرض کرتا ہے کہ کپورتھلہ کی جماعت ایک خاص جماعت تھی۔ اور نہایت مخلص تھی۔
ان میں سے تین دوست خاص طور پر ممتاز تھے۔ یعنی میاں محمد خاں صاحب مرحوم، منشی اروڑے خاں
صاحب مرحوم اور منشی ظفر احمد صاحب۔ اوّل الذکر بزرگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں
فوت ہوگئے تھے اور ثانی الذکر خلافت ثانیہ میں فوت ہوئے اور مؤخر الذکر ابھی تک زندہ ہیں۔
اللہ تعالیٰ انہیں تا دیر سلامت رکھے اور ہر طرح حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ
مکرم منشی ظفر احمد صاحب کے اس اخلاص کے اظہار میں تین لطافتیں ہیں ایک تو یہ کہ جو رقم جماعت
سے مانگی گئی تھی وہ انہوں نے خود اپنی طرف سے پیش کر دی۔ دوسرے یہ کہ پیش بھی اس طرح کی
[illegible] نقد موجود نہیں تھا تو زیور فروخت کرکے روپیہ حاصل کیا۔ تیسرے یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کو جتایا تک نہیں [illegible] خود اپنی طرف سے زیور بیچ کر لایا ہوں۔ بلکہ حضرت صاحب یہی سمجھتے رہے
[illegible] کے یہ رقم بھجوائی ہے۔ دوسری طرف منشی اروڑے خاں صاحب کا اخلاص
بھی ملاحظہ ہو [illegible] عمر میں منشی ظفر احمد صاحب سے چھ ماہ ناراض رہے کہ اس خدمت کے موقعہ
کی [illegible] نہیں دی۔ یہ نظارے کس درجہ روح پرور کس درجہ ایمان افروز ہیں۔ اے محمدی
سلسلے کے برگزیدہ مسیح تجھ پر خدا کا لاکھ لاکھ درود اور لاکھ لاکھ سلام ہو کہ تیرا ثمر کیسا شیریں ہے۔
اور اے محمدی مسیح کے حلقہ بگوشو! تم پر خدا کی لاکھ لاکھ رحمتیں ہوں کہ تم نے اپنے عہد اخلاص و وفا
کو کس خوبصورتی اور جاں نثاری کے ساتھ نبھایا ہے۔

''' بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ
اوائل میں جب میں قادیان جاتا تو اس کمرے میں ٹھہرتا تھا جو مسجد مبارک سے ملحق ہے اور جس میں
سے ہو کر حضرت صاحب مسجد میں تشریف لے جاتے تھے۔ ایک دفعہ ایک مولوی جو ذی علم شخص
تھا۔ قادیان آیا۔ بارہ نمبردار اس کے ساتھ تھے۔ وہ مناظرہ وغیرہ نہیں کرتا تھا بلکہ صرف حالات
کا مشاہدہ کرتا تھا ایک مرتبہ رات کو تنہائی میں میرے پاس اس کمرہ میں وہ آیا۔ اور کہا کہ ایک بات
مجھے بتائیں کہ مرزا صاحب کی عربی تصانیف ایسی ہیں کہ ان جیسی کوئی فصیح بلیغ عبارت نہیں لکھ
سکتا۔ ضرور مرزا صاحب کچھ علماء سے مدد لے کر لکھتے ہونگے۔ اور وہ وقت رات کا ہی ہو سکتا ہے
تو کیا رات کو کچھ آدمی ایسے آپ کے پاس رہتے ہیں جو اس کام میں مدد دیتے ہوں۔ میں نے کہا مولوی

حوالہ نمبر 12

امتحان ہے اور وہ تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس نمونہ کے دکھلانے میں کیسے ہو۔ تم سے پہلے جلالی زندگی کا نمونہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے قابل تعریف دکھلایا اور وہ ایسا ہی وقت تھا کہ جلالی طرز کی زندگی کا نمونہ دکھلایا جاتا کیونکہ ایماندار لوگ بتوں کی تعظیم کے لئے اور مخلوق پرستی کی حمایت میں بھیڑ بکری کی طرح قتل کئے جاتے تھے۔ اور پتھروں اور ستاروں اور عناصر اور دوسری مخلوق کو خدا کی جگہ دی تھی۔ سو وہ زمانہ بے شک جہاد کا زمانہ تھا تا جو لوگ ظلم سے تلوار اُٹھاتے ہیں وہ تلوار ہی سے قتل کئے جائیں۔ سو صحابہ رضی اللہ عنہم نے تلوار اٹھانے والوں کو تلوار ہی سے خاموش کیا اور اسم محمدؐ جو مظہر جلال اور شان محبوبیت اپنے اندر رکھتا ہے اس کی تجلّی ظاہر کرنے کے لئے خوب جوہر دکھلائے اور دین کی حمایت میں اپنے خون بہا دیئے۔ پھر بعد اس کے وہ کذاب پیدا ہوئے جو اسم محمدؐ کا جلال ظاہر کرنے والے نہیں تھے بلکہ اکثر ان کے چوروں اور ڈاکوؤں کی طرح تھے جو مجھ سے پہلے گذر گئے جو جھوٹے طور پر محمدی کہلاتے تھے اور لوگ ان کو خود غرض سمجھتے تھے۔ جیسا کہ آجکل بھی بعض سرحدی نادان اس قسم کے مولویوں کی تعلیم سے دھوکا کھا کر محمدی جلال کے ظاہر کرنے کے بہانہ سے لوٹ مار اپنا شیوہ رکھتے ہیں اور آئے دن ناحق کے خون کرتے ہیں مگر تم خوب توجہ کر کے سُن لو کہ اب اسم محمد کی تجلّی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں۔ کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے

حاشیہ: میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس قدر اس بیت اللہ کو مخالف گرانا چاہیں گے اس میں سے معارف اور آسمانی نشانوں کے خزانے نکلیں گے۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ ہر یک ایذا کے وقت ضرور ایک خزانہ نکلتا ہے اور اس بارے میں الہام یہ ہے۔ یکے پائے من می بوسید و من میگفتم کہ حجر اسود منم۔ منہ

حوالہ نمبر 14

اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر مَیں ہوں۔ اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے۔ یعنی جمالی طور کی خدمات کے ایام ہیں اور اخلاقی کمالات کے ظاہر کرنے کا زمانہ ہے۔ ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ بھی تھے اور مثیل عیسیٰ بھی۔ موسیٰ جلالی رنگ میں آیا تھا اور جلال اور الٰہی غضب کا رنگ اُس پر غالب تھا مگر عیسیٰ جمالی رنگ میں آیا تھا اور فروتنی اس پر غالب تھی۔ سو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی مکّی اور مدنی زندگی میں یہ دونوں نمونے جلال اور جمال کے ظاہر کر دیئے اور پھر چاہا کہ آپ کے بعد آپ کی فیض یافتہ جماعت بھی جو آپ کے روحانی وارث ہیں انہی دونوں نمونوں کو ظاہر کرے۔ سو آپ نے محمدی یعنی جلالی نمونہ دکھلانے کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مقرر فرمایا کیونکہ اس زمانہ میں اسلام کی مظلومیت کے لئے یہی علاج قرین مصلحت تھا پھر جب وہ زمانہ جاتا رہا اور کوئی شخص زمین پر ایسا نہ رہا کہ مذہب کے لئے اسلام پر جبر کرے اس لئے خدا نے جلالی رنگ کو منسوخ کر کے اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنا چاہا یعنی جمالی رنگ دکھلانا چاہا۔ سو اس نے قدیم وعدہ کے موافق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا جو عیسیٰ کا اوتار اور احمدی رنگ میں ہو کر جمالی اخلاق کو ظاہر کرنے والا ہے اور خدا نے تمہیں اس عیسیٰ احمد صفت کے لئے بطور اعضا کے بنایا۔ سو اب وقت ہے کہ اپنی اخلاقی قوتوں کا حُسن اور جمال دکھلاؤ۔ چاہیئے کہ تم میں خدا کی مخلوق کے لئے عام ہمدردی ہو اور کوئی چھل اور دھوکا تمہاری طبیعت میں نہ ہو تم اسم احمد کے مظہر ہو۔ سو چاہیئے کہ دن رات خدا کی حمد و ثنا تمہارا کام ہو اور خادمانہ حالت جو حامد ہونے کے لئے لازم ہے اپنے اندر پیدا کرو اور تم کامل طور پر خدا کی کیونکر حمد کر سکتے ہو جب تک تم اس کو رب العالمین یعنی تمام دنیا کا پالنے والا نہ سمجھو اور تم کیونکر اس اقرار میں سچے ٹھہر سکتے ہو جب تک ایسا ہی اپنے تئیں بھی نہ بناؤ۔ کیونکہ اگر تو کسی نیک صفت کے ساتھ کسی کی تعریف کرتا ہے

الناشر
الشركة الاسلامية لمیٹڈ ربوہ
(ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

رہا چنانچہ قرآن شریف میں بھی آیا کہ ناتی الارض ننقصھا من اطرافہا یعنی ابتداء عوام سے ہے۔ اور پھر خواص پکڑے جاتے ہیں اور بعض کے بچانے میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت بھی ہوتی ہے انہوں نے آخر میں توبہ کرنی ہوتی ہے یا اُن کی اولاد میں سے کسی نے اسلام قبول کرنا ہوتا ہے۔

مسیح موعود تمام صفات میں نبی کریمؐ کے ظل ہیں

فرمایا۔ کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے۔ وہ سب حضرت رسول کریمؐ میں سے بڑھ کر موجود تھے۔ اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریمؐ سے ظلی طور پر ہم کو عطا کئے گئے اور اسی لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے چنانچہ ابراہیم ہمارا نام اس واسطے ہے کہ حضرت ابراہیم ایسے مقام میں پیدا ہوئے تھے کہ وہ بُت خانہ تھا اور لوگ بُت پرست تھے۔ اور اب بھی لوگوں کا یہی حال ہے کہ قسم قسم کے خیالی اور وہمی بتوں کی پرستش میں مصروف ہیں اور وحدانیت کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریمؐ کی خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریمؐ کے ظل ہیں۔ مولانا رُوم نے خوب فرمایا ہے

نام احمدؐ نام جملہ انبیاء است
چوں بیامد صد نود ہم پیش ما است

نبی کریمؐ نے گویا سب لوگوں سے چندہ وصول کیا اور وہ لوگ تو اپنے اپنے مقامات اور حالات پر رہے پر نبی کریمؐ کے پاس کروڑوں روپے ہو گئے۔

ہندوؤں کی قوم بھی اسلام کیطرف توجہ کرے گی

فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس عالمگیر طوفان دنیا میں یہ ہندوؤں کی قوم [illegible] توجہ کرے چنانچہ جب ہم نے باہر مکان بنوانے کی تجویز کی تھی۔ تو ایک ہندو نے ہم کو آکر کہا کہ ہم تو قوم سے علیحدہ ہو کر آپ ہی کے پاس باہر رہا کریں گے۔ اور نیز دو دفعہ ہم نے رویا میں

حوالہ نمبر 15

ٹائیٹل بار اوّل

هذا هو الكتاب الذي الهمت حصة منه من رب العباد. في يوم عيد من الاعياد. لقرأته على الحاضرين. بانطاق الروح الامين. من غير مدد التروّي والتدبّر. فلا شك انه آية من الآيات. وما كان لبشر ان ينطق كمثله مرتجلًا مستحضرًا في مثل هذه العبارات. وكان الناس يرتقبون طبعه رقبة يوم العيد ويستطلعون بعيون المشتاق المريد. فالحمد لله الذي اراهم مقصودهم بعد الانتظار. ووجدوا مطلوبهم كبستان مذللة اغصانه من الثمار. وانه صنيعة احسان الحضرة. ومطية تبليغ الناس الى السعادة. وانه غيث من الله بعد ما امحلت البلاد وعم الفساد. ولن تجد هذه المعارف في الآثار المنتقاة المدوّنة من الثقات. بل هي حقائق اوحيت اليّ من رب الكائنات. وانه اظهار تام. وهل بعد المسيح ختم. وهل بعد خاتم الخلفاء على السرّ ختم. وليس من العجب ان تسمع من خاتم الائمة. نكاتا ما سمعت من قبلك من علماء الملة. بل العجب كل العجب ان ياتي المسيح الموعود والامام المنتظر وحَكَمُ الناس وخاتم الخلفاء ثم لا ياتي بمعرفة جديدة من حضرة الكبرياء. ويتكلم كتكلم العامة من العلماء. ولا يفرق فرقا بيّنا بين الظلمة والضياء. وانّي سمّيت هذه الرسالة

خُطبَةُ اِلهَامِيَّة

وَاِنّي عَلِمتُهَا اِلهَامًا مِّنْ رَّبِّي وَكَانَتْ اٰيَةً

تعداد الاشاعة ۲۱۰۰

قیمت فی نسخہ عہ

وانها طبع في مطبع ضياء الاسلام قاديان باهتمام الحكيم فضل الدين البهيروي في سنة ۱۳۱۹ من الهجرة المقدسة

هُوَ نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ وَالنِّسْبَةُ بَيْنِيْ

نبی کریم ما ست صلی اللہ علیہ وسلم ونسبت من بجناب وے

ہمارے نبی کریم ہیں صلے اللہ علیہ وسلم اور میری نسبت اس کی

وَبَيْنَهٗ كَنِسْبَةِ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ ۔ وَاِلَيْهِ اَشَارَ

نسبت استاد وشاگرد است وبسوے ہمیں سخن

جناب کے ساتھ استاد اور شاگرد کی نسبت ہے ۔ اور خدا تعالٰے کا

سُبْحَانَهٗ فِيْ قَوْلِهٖ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا

اشارہ مے کند قول خداوندی واٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم

یہ قول کہ واٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے

بِهِمْ فَفَكِّرْ فِيْ قَوْلِهٖ اٰخَرِيْنَ ۔ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى

پس در لفظ اٰخرین فکر بکنید و خدا برمن

پس اٰخرین کے لفظ میں فکر کرو ۔ اور خدا نے مجھ پر

فَيْضَ هٰذَا الرَّسُوْلِ فَاَتَمَّهٗ وَاَكْمَلَهٗ وَجَذَبَ

فیض ایں رسول کریم فرود آمدد و آں را کامل گردانید و

اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اس

اِلٰى لُطْفَهٗ وَجُوْدَهٗ ۔ حَتّٰى صَارَ وُجُوْدِيْ وُجُوْدَهٗ

لطف و جود آں نبی کریم را بسوے من بکشید تا اینکہ وجود من وجود او گردید

نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہوگیا

فَمَنْ دَخَلَ فِيْ جَمَاعَتِيْ دَخَلَ فِيْ صَحَابَةِ

پس آنکہ در جماعت من داخل شد فی الحقیقت در صحابہ

پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا درحقیقت میرے

۱۷۱ ص

ف الجمعة : ۴

حوالہ نمبر 16

سَیِّدِیْ مُحَمَّدٍ الْمُرْسَلِیْنَ۔ وَھٰذَا ھُوَ مَعْنٰی وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ

آقائے من خیر المرسلین داخل شد — وہمیں معنیٰ است در لفظ آخرین منہم را

سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔ اور یہی معنے آخرین منہم کے لفظ کے

کَمَا لَا یَخْفٰی عَلَی الْمُتَدَبِّرِیْنَ۔ وَمَنْ فَرَّقَ بَیْنِیْ وَ

چنانکہ بر اندیشہ کنندگان پوشیدہ نیست — و آنکہ در من و در مصطفیٰ

بھی ہیں جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں — اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں

بَیْنَ الْمُصْطَفٰی۔ فَمَا عَرَفَنِیْ وَمَا رَاٰی۔ وَاِنَّ

تفریق مے کند — او مرا نہ دیدہ است و نہ شناختہ است۔ و ہر آئینہ

تفریق کرتا ہے — اس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔ اور بے شک

نَبِیَّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اٰدَمَ خَاتِمَۃِ

نبی ما صلے اللہ علیہ وسلم — آدم خاتمہ دنیا

ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم — دنیا کے خاتمہ کے آدم

الدُّنْیَا وَمُنْتَھَی الْاَیَّامِ۔ وَخُلِقَ کَاٰدَمَ بَعْدَ

و پایان روزہائے زمانہ بودند — و آنحضرت مانند آدم مخلوق شدند

اور زمانہ کے دنوں کے منتہیٰ تھے — اور آنحضرت آدم کی طرح پیدا کئے گئے

۱۷۲ ص

مَا خُلِقَ عَلَی الْاَرْضِ کُلُّ نَوْعٍ مِّنَ الدَّوَابِّ

بعد زاں کہ بر زمین — ہرگونہ حشرات

اس کے بعد کہ زمین پر — ہر طرح کے کیڑے مکوڑے

وَکُلُّ صِنْفٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَالْاَنْعَامِ۔ وَلَمَّا خَلَقَ

و وحوش و درندہا — پیدا آمدند — و ہرگاہ

اور چارپائے اور درندے پیدا ہو گئے — اور جس وقت

ص ۱۷۷

فِی السَّاعَۃِ الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْجُمُعَۃِ ؕ اَعْنِی الْیَوْمَ

در ساعت آخری روز جمعہ تجلی فرمود یعنی در روزے کہ

جمعہ کے دن آخری ساعت میں تجلی فرمائی یعنی اس دن

الَّذِیْ ھُوَ السَّادِسُ مِنَ السِّتَّۃِ ؕ فَکَذٰلِکَ طَلَعَتْ

ششم ششش است ہمچنیں

جو چھ کا چھٹا ہے اسی طرح

رُوْحَانِیَّۃُ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْاَلْفِ

روحانیت نبی کریم ما صلے اللہ علیہ وسلم در ہزار

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار

الْخَامِسِ بِاِجْمَالِ صِفَاتِھَا وَمَا کَانَ ذٰلِکَ الزَّمَانُ

پنجم با صفات اجمالی ہویدا شد و آں زمان

میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ

مُنْتَھٰی تَرَقِّیَاتِھَا بَلْ کَانَتْ قَدَمًا اُوْلٰی لِمَعَارِجِ

پایان ترقیات آں روحانیت نبود بلکہ براے معراج کمالات وے

اس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کیلئے

کَمَالَاتِھَا ثُمَّ کَمُلَتْ وَتَجَلَّتْ تِلْکَ الرُّوْحَانِیَّۃُ فِی

گام نخستین بود باز آں روحانیت

پہلا قدم تھا پھر اس روحانیت نے

اٰخِرِ الْاَلْفِ السَّادِسِ اَعْنِیْ فِیْ ھٰذَا الْحِیْنِ ؕ کَمَا

در آخر الف ششم یعنی دریں وقت از راہ کمال تجلی فرمود چنانکہ

چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی جیسا کہ

حوالہ نمبر 17

فَفَكِّرْ إِنْ كُنْتَ مِنَ الْعَاقِلِيْنَ - وَاعْلَمْ أَنَّ

پس فکر کن اگر از عاقلاں ہستی ۔ و بداں کہ

پس اگر تو عقلمند ہے تو فکر کر ۔ اور جان کہ

نَبِيَّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا بُعِثَ فِي الْأَلْفِ

نبی کریم ما صلے اللہ علیہ وسلم چنانکہ در ہزار پنجم

ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جیساکہ پانچویں ہزار میں

الْخَامِسِ كَذَالِكَ بُعِثَ فِي آخِرِ الْأَلْفِ السَّادِسِ

مبعوث شدند ہمچناں از اختیار کردن صورت بروزی

مبعوث ہوئے ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت

بِاتِّخَاذِهٖ بُرُوْزَ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ وَذَالِكَ ثَابِتٌ

مسیح موعود در آخر ہزار ششم مبعوث شدند و ایں

اختیار کرکے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے اور یہ

بِنَصِّ الْقُرْآنِ فَلَا سَبِيْلَ إِلَى الْجُحُوْدِ وَلَا يُنْكِرُهٗ

بانص قرآن ثابت است کہ انکار را دراں گنجائش نیست

قرآن سے ثابت ہے اس میں انکار کی گنجائش نہیں

إِلَّا الَّذِيْ كَانَ مِنَ الْعَمِيْنَ - أَلَا تُفَكِّرُوْنَ فِيْ

و بجز نابینایاں کسے ازیں معنے سرباز نہ زند آیا در آیت

اور بجز اندھوں کے کوئی اس معنے سے سر نہیں پھیرتا ۔ کیا

آيَةِ وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ وَكَيْفَ يَتَحَقَّقُ مَفْهُوْمُ

وآخرین منھم فکر نے کنید وچگونہ مفہوم لفظ

آخرین منھم کی آیت میں فکر نہیں کرتے ۔ اور کس طرح منھم کے لفظ

حوالہ نمبر 18

۱۸۱

نَفَظَ مِنْهُمْ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ مَوْجُوْدًا

منهم متحقق شود اگر رسول کریم در آخرین موجود

کا مفہوم متحقق ہو اگر رسول کریم آخرین میں موجود

فِي الْاٰخِرِيْنَ كَمَا كَانَ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۔ فَلَابُدَّ مِنْ

نباشد ہمچناں کہ در اولین موجود بود پس از

نہ ہوں جیسا کہ پہلوں میں موجود تھے پس جو کچھ

تَسْلِيْمِ مَا ذَكَرْنَاهُ وَلَا مَفَرَّ لِلْمُنْكِرِيْنَ ۔ وَ

تسلیم آنچہ ذکر کردیم چارہ نیست و برائے منکراں راہ گریز بند است و

ہم نے ذکر کیا اس کی تسلیم سے چارہ نہیں اور منکروں کے لئے بھاگنے کا راستہ بند ہے اور

مَنْ اَنْكَرَ مِنْ اَنَّ بَعْثَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

آں کہ ازیں معنیٰ انکار کرد کہ بعثت نبی علیہ السلام

جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت

يَتَعَلَّقُ بِالْاَلْفِ السَّادِسِ كَتَعَلُّقِهٖ بِالْاَلْفِ

با ہزار ششم تعلق دارد ہمچناں کہ با ہزار پنجم

چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے

الْخَامِسِ فَقَدْ اَنْكَرَ الْحَقَّ وَنَصَّ الْفُرْقَانِ وَصَارَ

تعلق داشت او یقیناً دست بر سر حق و نص قرآن زد و از

تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا۔

مِنَ الظَّالِمِيْنَ ۔ بَلِ الْحَقُّ اَنَّ رُوْحَانِيَّتَهٗ عَلَيْهِ

ظالماں گردید بلکہ حق آنکہ روحانیت آنحضرت علیہ السلام

بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت

حوالہ نمبر 19

السَّلَامُ کَانَ فِیْ اٰخِرِ الْاَلْفِ السَّادِسِ اَعْنِیْ فِیْ

در آخر ہزار ششم یعنی

چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی

ھٰذِہِ الْاَیَّامِ اَشَدَّ وَاَقْوٰی وَاَکْمَلَ مِنْ تِلْکَ

دریں ایام نسبت بآں سالہا اکمل و اقوی و اشد است

إن دنوں میں بہ نسبت اُن سالوں کے اقوی اور اکمل اور اشد ہے۔

الْاَعْوَامِ بَلْ کَالْبَدْرِ التَّامِّ وَلِذٰلِکَ لَا نَحْتَاجُ

بلکہ مانند بدر کامل است ازینجا ست کہ ما احتیاج

بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔ اور اس لیے ہم

اِلَی الْحُسَامِ وَلَا اِلٰی حِزْبٍ مِّنْ مُّحَارِبِیْنَ۔ وَ

بشمشیر و گروہ رزم آوراں نداریم و

تلوار اور لڑنے والے گروہ کے محتاج نہیں اور

لِاَجْلِ ذٰلِکَ اخْتَارَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ لِبَعْثِ الْمَسِیْحِ

بجہت ہمیں معنی است کہ خداوند سبحانہٗ تعالیٰ برائے بعثت مسیح موعود

اسی لیے خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کی بعثت کے لیے

الْمَوْعُوْدِ عِدَّۃً مِّنَ الْمِاٰتِ کَعِدَّۃِ لَیْلَۃِ الْبَدْرِ مِنْ

شمار صدہا را مانند شمار شب بدر از

صدیوں کے شمار کو رسول کریم کی ہجرت کے بدر کی راتوں

ہِجْرَۃِ سَیِّدِنَا خَیْرِ الْکَائِنَاتِ لِتَدُلَّ تِلْکَ الْعِدَّۃُ

ہجرت رسول کریم اختیار فرمود تا آں شمار بر مرتبہ کہ

کے شمار کی مانند اختیار فرمایا تا وہ شمار اس مرتبہ پر

بَدْرَانِ۔ بَدْرٌ تَتَعَلَّقُ بِالْمَاضِیْ وَبَدْرٌ تَتَعَلَّقُ

دو تا بدر است۔ یک بدر با زمان گذشتہ تعلق دارد و بدر دیگر با زمان

دو بدر ہیں ایک بدر گذشتہ زمانہ سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا بدر

بِالْاِسْتِقْبَالِ مِنَ الزَّمَانِ عِنْدَ ذِلَّةٍ تُصِیْبُ الْمُسْلِمِیْنَ

آئندہ در ہنگامے کہ مسلمانان را ذلت برسد

آئندہ زمانہ سے اس وقت جبکہ مسلمانوں کو ذلت پہنچے

کَمَا تَرَوْنَ فِیْ هٰذَا الْاَوَانِ۔ وَکَانَ الْاِسْلَامُ بَدْءً

چنانکہ در ایں زماں مے بینید و اسلام چوں ہلال آغاز شد

جیسا کہ اس زمانہ میں دیکھتے ہو اور اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا

کَالْهِلَالِ۔ وَکَانَ قُدِّرَ اَنَّهٗ سَیَکُوْنُ بَدْرًا فِیْ

و مقدر بود کہ انجام کار در آخر زماں بدر

اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں بدر

اٰخِرِ الزَّمَانِ وَالْمَآلِ۔ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذِی الْجَلَالِ

خواہد شد باذن خدائے ذوالجلال

ہو جائے خدا تعالیٰ کے حکم سے

فَاقْتَضَتْ حِکْمَةُ اللّٰهِ اَنْ یَّکُوْنَ الْاِسْلَامُ بَدْرًا

پس حکمت خداوندی خواست کہ اسلام دراں صد

پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل

فِیْ مِائَةٍ تُشَابِهُ الْبَدْرَ عِدَّةً۔ فَاِلَیْهِ اَشَارَ فِیْ

شکل بدری اختیار کند کہ از روئے شمار با بدر مشابہ باشد۔ پس ہمیں معنی اشارہ مے کند

اختیار کرے جو شمار کے رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو۔ پس انہی معنوں کی طرف اشارہ ہے

حوالہ نمبر 20

النُّصْرَةُ الْاُوْلٰی بِبَدْرٍ فَهُمَا تَانِ بِشَارَتَانِ لِلْمُؤْمِنِیْنَ

نصرت اول در بدر بوقوع آمد - پس این دو مژدہ ہا برائے مومنان ہستند

پہلی نصرت بدر میں وقوع میں آئی - پس یہ دو خوشخبریاں مومنوں کے لئے ہیں -

وَتَبْرُقَانِ كَدُرَّةٍ فِی الْكِتَابِ الْمُبِیْنِ - وَقَدْ

و مثل دُر در کتاب روشن سے درخشند وظاہر است

اور موتی کی طرح کتاب مبین میں چمکتی ہیں - اور ظاہر ہے

مَضٰی وَقْتُ فَتْحٍ مُّبِیْنٍ فِیْ زَمَنِ نَبِیِّنَا الْمُصْطَفٰی ۔

کہ وقت فتح مبین در زمانہ نبی کریم ما بگذشت

کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں گذر گیا

وَبَقِیَ فَتْحٌ اٰخَرُ وَهُوَ اَعْظَمُ وَاَكْبَرُ وَاَظْهَرُ

و فتح دیگر باقی ماند کہ از غلبہ اول بزرگ تر و ظاہر تر

اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے

مِنْ غَلَبَةٍ اُوْلٰی ۔ وَقُدِّرَ اَنَّ وَقْتَهٗ وَقْتُ الْمَسِیْحِ

و مقدر بود کہ وقت وے وقت مسیح موعود است

اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود کا

الْمَوْعُوْدِ مِنَ اللّٰهِ الرَّءُوْفِ الْوَدُوْدِ وَاَرْحَمِ الرَّاحِمِیْنَ -

باشد

وقت ہو -

وَاِلَیْهِ اَشَارَ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی

و ہمیں اشارہ است در قول خداوندی سبحان الذی اسریٰ الخ

اور اسی کی طرف خدا تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے سبحان الذی اسریٰ الخ

۱۹۴ ص

حوالہ نمبر 21

ٹائیٹل پیج طبع اوّل

الحمد للہ والمنّہ

کہ یہ رسالہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اور ان کے مریدوں
اور ہمخیال لوگوں پر اتمام حجت کے لئے محض نصیحتاً للہ شائع کیا
گیا ہے اور بغرض اس کے کہ عام لوگوں پر حق واضح ہو جائے
اس رسالہ کے ساتھ پچاس روپیہ کے انعام کا اشتہار بھی
دیا گیا ہے جو اسی ٹائیٹل پیج کے دوسرے صفحہ پر مندرج ہے اور
یہ رسالہ موسوم بہ

ہو کر
مطبع ضیاء الاسلام قادیان ضلع گورداسپور میں باہتمام
حکیم حافظ فضل الدین صاحب بھیروی مالک مطبع چھپ کر یکم ستمبر ۱۹۰۲ء
کو شائع ہوا

قیمت ۱۰ محصول ۲ ویلیو ۱ کل ۱۳   جلد ۷۰۰

اور جس تاریخ میں لیکھرام کا قتل ہونا بیان کیا گیا تھا اسی طرح سے لیکھرام قتل ہوا اور کئی سو لوگوں نے گواہی دی کہ وہ پیشگوئی بہت صفائی سے پوری ہوگئی۔ چنانچہ اب تک وہ محضر نامہ میرے پاس موجود ہے جس پر ہندوؤں کی گواہیاں بھی ثبت ہیں ایسا ہی پیشگوئی کے مطابق میرے گھر میں چار لڑکے پیدا ہوئے اور پسر چہارم کی پیدائش تک پیشگوئی کے مطابق عبدالحق غزنوی زندہ رہا۔ اس میں کیسی قدرت الٰہی پائی جاتی ہے ایسا ہی لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا بدن پھوڑوں سے بھرا ہوا تھا اور وہ پھوڑے ایک سال سے بھی کچھ زیادہ دنوں تک اس لڑکے کے بدن پر رہے جو بڑے بڑے اور خطرناک اور بدنما اور موٹے اور ناقابلِ علاج معلوم ہوتے تھے جن کے اب تک داغ موجود ہیں۔ کیا یہ طاقتیں بجز خدا کے کسی اور میں بھی پائی جاتی ہیں؟ پھر یہ پیشگوئیاں کچھ ایک دو پیشگوئیاں نہیں بلکہ اسی قسم کی سو سے زیادہ پیشگوئیاں ہیں جو کتاب تریاق القلوب میں درج ہیں۔ پھر ان سب کا کچھ بھی ذکر نہ کرنا۔ اور بار بار احمد بیگ کے داماد یا آتھم کا ذکر کرتے رہنا کس قدر مخلوق کو دھوکہ دینا ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ مثلاً کوئی شریر النفس اُن تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے اور حدیبیہ کی پیشگوئی کو بار بار ذکر کرے کہ وہ وقت اندازہ کردہ پر پوری نہیں ہوئی یا مثلاً حضرت مسیح کی صاف اور صریح پیشگوئیوں کا کبھی کسی کے پاس نام تک نہ لے اور بار بار ہنسی ٹھٹھے کے طور پر لوگوں کو یہ کہے کہ کیوں صاحب کیا وہ وعدہ پورا ہوگیا جو حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ ابھی تم میں سے کئی لوگ زندہ ہونگے جو میں پھر واپس آؤنگا۔ یا مثلاً شرارت کے طور پر داؤد کا تخت دوبارہ قائم کرنے کی پیشگوئی کو بیان کر کے پھر ٹھٹھے سے کہے کہ کیوں صاحب کیا یہ سچ ہے کہ حضرت مسیح بادشاہ بھی ہوگئے تھے اور داؤد کا تخت اُن کو مل گیا تھا۔ شیخ سعدی کی نسبت

حوالہ نمبر 22

شہرت دی جائیگی۔ اور تو اس سے کیوں تعجب کرتا ہے کہ خدا ایسا کرے گا۔ کیا تیرے پر وہ وقت نہیں آیا کہ تو محض معدوم تھا اور تیرے وجود کا دنیا میں نام و نشان نہ تھا۔ پھر کیا خدا کی قدرت سے یہ بعید ہے کہ تیری ایسی تائیدیں کرے۔ اور یہ وعدے پورے کر کے دکھلا دے۔ اور تو ان لوگوں کو جو ایمان لائے یہ خوشخبری سُنا کہ اُن کا قدم خدا کے نزدیک صدق کا قدم ہے، سو اُن کو وہ وحی سُنا دے جو تیری طرف تیرے رب سے ہوئی۔ اور یاد رکھ کہ وہ زمانہ آتا ہے کہ لوگ کثرت سے تیری طرف رجوع کریں گے۔ سو تیرے پر واجب ہے کہ تُو اُن سے بدخلقی نہ کرے اور تجھے لازم ہے کہ تو اُن کی کثرت کو دیکھ کر تھک نہ جائے۔ اور ایسے لوگ بھی ہونگے جو اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے تیرے حجروں میں آ کر آباد ہونگے۔ وہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحاب الصُّفّہ کہلاتے ہیں۔ اور تو جانتا ہے کہ وہ کس شان اور کس ایمان کے لوگ ہونگے جو اصحاب الصفّہ کے نام سے موسوم ہیں وہ بہت قوی الایمان ہونگے۔ تو دیکھے گا کہ اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہونگے۔ وہ تیرے پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا! ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز سُنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے۔ سو ہم ایمان لائے ان تمام پیشگوئیوں کو تم لکھ لو کہ وقت پر واقع ہونگی۔

اِن چند سطروں میں جو پیشگوئیاں ہیں وہ اِس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دَس لاکھ سے زیادہ ہونگے اور نشان بھی ایسے کھلے کھلے ہیں جو اوّل درجہ پر خارق عادت ہیں سو ہم اوّل صفائی بیان کے لئے اِن پیشگوئیوں کے اقسام بیان کرتے ہیں بعد اس کے یہ ثبوت دیں گے کہ یہ پیشگوئیاں پوری ہو گئی ہیں۔ اور درحقیقت یہ خارق عادت نشان ہیں اور اگر بہت ہی سخت گیری اور زیادہ سے زیادہ احتیاط سے بھی ان کا شمار کیا جائے تب بھی یہ نشان جو ظاہر ہوئے دس لاکھ سے زیادہ ہونگے۔

پیشگوئیوں کے اقسام میں سے اوّل وہ پیشگوئی ہے جس کی طرف وحی الٰہی وانتحی امر الزمان الینا میں اشارہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مخالف لوگوں سے ہمارا جنگ ہوگا

حوالہ نمبر 23

بعض جاہل اس سے دھوکا بھی کھا لیتے ہیں لیکن حکیم مطلق نے سونے میں ایک امتیازی نشان رکھا ہے جس کو صراف فی الفور شناخت کر لیتے ہیں۔ اور بہتیرے سفید اور چمکتے ہوئے پتھر ایسے ہیں کہ جو ہیرے سے بہت ہی مشابہ ہیں اور بعض نادان اُن کو ہیرا سمجھکر ہزارہا روپیہ کا نقصان اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن صانع عالم نے ہیرے کے لئے ایک امتیازی نشان رکھا ہوا ہے جس کو ایک دانشمند جوہری شناخت کر سکتا ہے۔ ایسا ہی دنیا کے کل جواہرات اور عمدہ چیزوں کو دیکھ لو کہ اگرچہ بظاہر نظر کئی ردی اور ادنیٰ درجہ کی چیزیں اُن سے شکل میں مل جاتی ہیں مگر ہر ایک پاک اور قابل قدر جوہر اپنے امتیازی نشان سے اپنی خصوصیت کو ظاہر کر دیتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ اور خود انسان کو دیکھو کہ اگرچہ وہ صورت میں بہت سے حیوانات سے مشابہت رکھتا ہے جیسا کہ بندر سے تاہم اُس میں ایک امتیازی نشان ہے جس کی وجہ سے ہم کسی بندر کو انسان نہیں کہہ سکتے۔ پھر جبکہ اس مادی دنیا میں جو ناپائیدار اور بے ثبات ہے اور جس کا نقصان بھی بمقابل آخرت کے کچھ چیز نہیں ہے ہر ایک عمدہ اور نفیس جوہر کیلئے حکیم مطلق نے امتیازی نشان قائم کر دیا ہے جس کی وجہ سے وہ جوہر بسہولت شناخت کیا جاتا ہے۔ تو پھر مذہب جس کی غلطی جہنم تک پہنچاتی ہے اور ایسا ہی ایک راستباز اور اہل اللہ کا وجود جس کا انکار شقاوت ابدی کے گڑھے میں ڈالتا ہے کیونکر یقین کیا جائے کہ اُن کی شناخت کے لئے کوئی بھی یقینی اور قطعی نشان نہیں۔ پس ایسے شخص سے زیادہ کون احمق اور نادان ہے کہ جو خیال کرتا ہے کہ سچے مذہب اور سچے راستباز کے لئے کوئی امتیازی نشان خدا نے قائم نہیں کیا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں آپ فرماتا ہے کہ کتاب اللہ جو مذہب کی بنیاد ہے امتیازی نشان اپنے اندر رکھتی ہے جس کی نظیر کوئی پیش نہیں کر سکتا۔ اور نیز فرماتا ہے کہ ہر ایک مومن کو فرقان عطا ہوتا ہے یعنی امتیازی نشان جس سے وہ شناخت کیا جاتا ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ سچا مذہب اور حقیقی راستباز ضرور اپنے ساتھ امتیازی نشان رکھتا ہے اور اسی کا نام دوسرے لفظوں میں معجزہ اور کرامت اور خارق عادت امر ہے۔

صفحہ ۵۰

حوالہ نمبر 24

شعر و سخن

نظم

(راز اکمل آف گولیکے)

امام اپنا عزیزو! اس زمان میں
غلام احمد ہوا دار الامان میں
غلام احمد ہے عرش رب اکرم
مکان اس کا ہے گویا لامکان میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق
شرف پایا ہے نوع انس و جان میں
غلام احمد مسیحا سے ہے افضل
بروز مصطفٰے ہو کر جہان میں
غلام احمد کا خادم ہے جو دل سے
بلا شک جائیگا باغ جنان میں
تسلی دل کو ہو جاتی ہے حاصل
یہ ہے اعجاز احمد کی زبان میں
بھلا اس معجزے سے بڑھکے کیا ہو
خدا اک قوم کا مارا ۔ جہان میں
قلم سے کام جو کر کے دکھایا
کہاں طاقت تھی یہ سیف و سنان میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ۔ ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھکر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں
غلام احمد مختار ہو کر
یہ رتبہ تو نے پایا ہے جہان میں
تری مدحت سرائی مجھسے کیا ہو
کہ سب کچھ لکھدیا رازنہان میں

خدا ہے تو ۔ خدا تجھسے ہے واللہ
ترا رتبہ نہیں آتا بیان میں

انصار بدر

حکیم فضلدین صاحب قادیانی حال وارد بھیرہ ۔ بدر اخبار کے حال پر ہمیشہ مہربانی کی نظر رکھا کرتے ہیں ۔ اور اسکے واسطے نئے خریدار پیدا کرتے رہتے ہیں ۔ کیا کرتے ہیں ۔ راتوں کے ....

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری

(۳ رجون ۱۹۲۲ء عصر)

ایک مبشر رویاء فرمایا کہ آج رویاء میں میری زبان پر جاری ہوگیا۔ آج بہت سی بشارتیں ترقی اسلام کے متعلق ملی ہیں یہ اصل الفاظ نہیں۔ بلکہ اس مضمون کا خلاصہ ہے۔ جو میری زبان پر جاری تھا۔

ہر جگہ کے لوگ خود مباحثہ کیا کریں فرمایا فیروز پور میں منشی فرزند علی صاحب اور مولوی ثناء اللہ کے درمیان ایک مباحثہ ہوا ہے (مسکرا کر فرمایا) بات تو اچھی ہے ہر جگہ کے مقامی لوگ بحث مباحثوں میں حصہ لیا کریں۔ اور مولویوں کا پیچھا چھوڑیں تاکہ یہ کام بڑھے اور زیادہ مفید کام ہو سکے۔

ایک نیا طریق تبلیغ فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ اس بات کا تجربہ کیا جائے۔ کہ ایک علاقہ منتخب کرکے تمام زور اسی پر صرف کر دیا جائے۔ اور جب تک وہ پورے طور پر صاف نہ ہو جائے۔ اسکو نہ چھوڑا جائے۔ اس جنگ کے دوران میں ایک جرنیل نے طریق ایجاد کیا تھا۔ کہ وہ تمام کا تمام توپخانہ ایک محاذ پر جمع کر دیتا تھا۔ اور آگے پیچھے کرکے اس ترتیب سے گولہ پھینکواتا تھا کہ دس دس میل تک زمین ایسی ہو جاتی تھی جیسے غاریں پڑ جاتی ہیں۔ اس کا مقابلہ دوسرے نہیں کر سکتے تھے یہ جرنیل آخری وقت میں تھا۔ اس لئے اس کے طریق جنگ کی پوری تحقیق نہیں ہو سکی کہ مفید ہے یا غیر مفید۔ ولایت کے اخباروں میں اس کے متعلق بڑے لمبے مضامین شائع ہوا کرتے تھے۔ اگر اس طریق پر تبلیغ کی جائے تو شاید مفید ہو۔ یہاں کے لوگ بھی ہوں اور باہر سے بھی لوگ بلائے جائیں۔ جو تبلیغ کر سکتے ہوں۔ اور وہ سب ایک ضلع میں پھیل جائیں۔ پھر شاید اللہ تعالیٰ کے فضل سے موجودہ صورت کی نسبت زیادہ مفید نتیجہ برآمد ہو۔

صاف ستھرے شخص کے ہاتھ کا کھانا ایک صاحب نے عرض کیا کہ کیا چوڑھے کے ہاتھ کا کھانا جائز ہے۔ اگر وہ صاف ستھرا ہو۔ اور کوئی غلاظت یا مکروہ چیز اس کے جسم اور لباس پر نہ ہو۔ فرمایا صاف آدمی کے ہاتھ سے چیز کھانا جائز ہے البتہ غیر اہل کتاب کے ہاتھ کی پکی ہوئی کھانی منع ہے۔

سوال ہوا۔ کہ ہندو اور سکھ کے ہاتھ کی پکی ہوئی کھانا جائز ہے۔ فرمایا ہندو اہل کتاب ہیں اور سکھ بھی کیونکہ وہ مسلمانوں ہی کا بگڑا ہوا فرقہ ہیں۔

سوال ہوا کہ سکھ جھٹکا کرتے ہیں۔ فرمایا وہ ناجائز ہے۔ اہل کتاب کے ساتھ کھانے کے یہ معنے نہیں کہ جو چیزیں شریعت اسلام میں ناجائز ہیں وہ بھی انکے ساتھ کھانے سے جائز ہو جاتی ہیں۔

(۶ رجون ۱۹۲۲ء ظہر)

بعض مشہور کتب کے متعلق رائے فرمایا میرے ذوق میں فتوحات مکیہ بہت عمدہ کتاب ہے۔ حافظ روشن علی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت خلیفہ اول فرمایا کرتے تھے کہ اس کا ایک حصہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ فرمایا یہ تو سچ ہے کہ بعض حصے اسکے سمجھ میں نہیں آتے۔ لیکن وہ دوسرے مقامات میں جاکر ان کی تشریح خود ہی کر دیتے ہیں۔

فرمایا ابن جنی کی کتاب خصائص بڑی لطیف کتاب ہے۔ اور آداب اللغۃ العربیۃ بھی بہت ہی اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ اس کے مصنف نے عربی زبان اور دین کی بڑی خدمت کی ہے۔ اور خضری تاریخ میں بہت اعلیٰ درجہ کا انسان ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ میں اور مسیح ایک جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اسی طرح ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرا اور خضری کا دماغ دونوں ایک ہیں۔ البتہ اسمیں ایک نقص ہے کہ وہ لمبی محنت نہیں کر سکتا۔

مسلمان اور عیسائی مورخین اس کی کتاب کے اگر ٹکڑے ٹکڑے پڑھے جائیں تو اچھا اثر ہوتا ہے۔ لیکن اگر ساری کتاب پڑھی جائے۔ تو مجموعی طور پر برا اثر پڑتا ہے۔ کہ ہمارے اسلاف کے کارنامے کچھ اعلیٰ درجہ کے نہ تھے حالانکہ مقصود یہ نہیں ہوتا۔ کہ پڑھنے والے پر یہ اثر ہو۔ کہ ہمارے اسلاف کی کچھ روایات ہیں جن کو ہمیں قائم رکھنا ہے۔ لیکن یورپین مورخوں نے اس بات کا خیال رکھا ہے۔ وہ اپنی تاریخ لکھتے ہیں تو اپنے اسلاف کو اتنا بڑا کرکے دکھاتے ہیں۔ کہ پڑھنے والے پر ان کی شخصیت کا رعب پڑتا ہے۔ اور خواہش پیدا ہوتی ہے کہ ہمیں بھی ایسا ہی بننا چاہئے۔ مگر مسلمان مورخ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفاء کے زمانہ کو چھوڑ کر تاریخ میں یہ دکھاتے ہیں۔ کہ ہمارے اسلاف بڑے نکمے تھے عیسائیوں نے جو طریق اختیار کیا وہ درست ہے۔ کیونکہ تاریخی طور پر جب تک آئندہ نسلوں پر یہ اثر نہ ڈالا جائے کہ تمہارے اسلاف کے یہ کارنامے ہیں۔ اور ان کی یہ روایات ہیں اور تمہیں ان روایات کو محفوظ رکھنا ہے۔ اس وقت تک تاریخ کا فائدہ نہیں مرتب ہو سکتا۔

روحانی ترقی کا میدان یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ آنحضرتؐ اس میدان میں سب سے آگے بڑھ گئے۔ اور خدا نے آئندہ کے متعلق بھی گواہی دیدی کہ آپ آئندہ آنے والی نسلوں سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ پیغامی یہی کہکر لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکاتے ہیں کہ اسی لئے رسول کریمؐ کے بعثت محمدیہ میں نبی نہیں آسکتا ہے۔ اور مسیح موعودؑ ابوہریرہ سے بھی کم درجہ کے ہیں۔ یہ دلیل اب تو لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکا سکتی ہے۔ مگر آئندہ زمانہ میں پیغامیت کو کھا جانے والی ہوگی۔ کیونکہ اگر روحانی ترقی کی تمام راہیں ہم پر بند ہیں تو اسلام کا کچھ بھی فائدہ نہیں۔ اور پھر اس میں کوئی خوبی بھی نہیں۔ کہ ایک کو بڑھا دیا جائے۔ اور دوسروں کو بڑھنے نہ دیا جائے۔ ہاں خوبی یہ ہے کہ موقع سب کو دیا جائے پھر آگے جو بڑھ جائے۔

(۶ رجون ۱۹۲۲ء عصر)

طبری کے پڑھنے کا طریق شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری نے کہا۔ طبری سے صحیح روایات معلوم کرنے کا کیا گر ہے۔ فرمایا جس طرح بائبل کے مصنف چار ہیں۔ اسی طرح طبری نے بھی چار سلسلہ چلائے ہیں۔ جن میں سے دو بڑے سلسلہ ہیں۔ ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ جس بات کو وہ ثابت کرنا چاہتا ہے

حوالہ نمبر 27

ضلع مظفر نگر میں مباحثہ

یہاں پر ۷ فروری کو مولوی عمر الدین صاحب دہلی سے تشریف لائے۔ اور مولوی جلال الدین صاحب شمس قائم گنج سے تشریف فرما ہوئے۔ اور مناظرہ تین روز تک رہا۔ یعنی ۸ و ۹ و ۱۰ فروری ۱۹۲۴ء تک رہا۔

اول روز مولوی عمر الدین صاحب کے مقابلہ پر یکے بعد دیگرے مولوی محمد ادریس دیوبندی۔ مولوی سید عالم دیوبندی۔ مولوی عبد القدوس دیوبندی کھڑے ہوئے جیسیں دیوبندی معترض تھے۔ لیکن خدا کے فضل رحم کے ساتھ مولوی عمر الدین صاحب نے ہر ایک اعتراض کو ایسا توڑ پھینکا۔ جیسے ردی کو پھینک دیتے ہیں۔ جس کا اعتراف اہل قریہ نے بھی کیا۔

دوسرے روز مولوی جلال الدین صاحب شمس کے مقابلہ پر مولوی عبد اللطیف مولوی فاضل منشی فاضل مصطفےٰ آبادی کھڑا ہوا۔ اور مولوی جلال الدین صاحب نے صداقت مسیح موعود پر قرآنی دلائل قائم کئے۔ مگر خدا نے مقابل کے مولوی فاضل کا علم ایسا سلب کر لیا۔ کہ وہ ہرگز ہرگز بھی ان کا جواب نہ دے سکا۔ اور تمسخر ٹھٹھے میں اوقات ضائع کیا۔ اور کبھی دیوانوں کی طرح الٹے سوال کرنے لگا۔ اگر اس سے کہا جائے کہ ہم سائل ہیں۔ ہمارا جواب دو۔ تو تمسخر کرنے کے سوا اور کچھ جواب نہ دے سکتے۔ آخر انہوں نے اس روز کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ اور مولوی جلال الدین صاحب نے ان کے اٹھائیس جھوٹ گنوائے۔ جو انہوں نے اپنی تقریر میں بولے تھے۔ جن کا اس کو ایک رنگ میں اقرار کرنا پڑا۔ جس کا اثر سامعین پر بہت خوب پڑا۔ اور مولوی دیوبندیوں نے اس کی بہت تذلیل کی۔ اور اس کو کہا کہ آپ نے تو ہم کو بہت ذلیل کرا دیا ہے۔ بہتر یہ تھا۔ کہ آپ سٹیج پر نہ کھڑے ہوتے

پھر تیسرے روز یعنی ۱۰ فروری کو مولوی جلال الدین نے سٹیج پر کھڑے ہو کر اول مولوی عبد اللطیف کے جھوٹ گنوائے۔ اور کہا۔ کہ جس شخص نے تقریر میں اس قدر جھوٹ بولا ہو۔ وہ کیا خاک سچا اور ایماندار ہو سکتا ہے۔ یہ سن کر پھر وہی کھڑا ہوا۔ مگر مولوی شمس صاحب کے ایک مطالبہ کا جواب تک نہیں دیا۔ سوائے تمسخر مذاق کے۔ آخر اسی طرح اس نے ۱۲ بجا دیئے لہذا کھانے کے واسطے مناظرہ بند ہوا۔ اور بعد ظہر کے پھر مولوی جلال الدین صاحب نے اسٹیج پر کھڑے ہو کر مولوی صاحب کے جھوٹ گنوائے۔ اور اٹھائیس میں آٹھ اور جمع کر دئیے۔ جو کہ اس نے اس روز بولے تھے۔ لہذا کل چھتیس جھوٹ ہو گئے۔ مگر مولوی صاحب شرم سے گردن نیچی کئے بیٹھے رہے۔ اور مولوی بدر عالم دیوبندی مقابلے پر کھڑے ہوئے۔ مابین مولوی جلال الدین اور مولوی بدر عالم دیوبندی چار بجے تک مناظرہ جاری رہا۔ مگر وہ بھی جواب نہ دے سکا۔ اور تمسخر میں اول سے بڑھ چڑھ کر رہا۔ اب چونکہ تاریخ مناظرہ ختم ہو چکی تھی۔ لہذا مولوی عمر الدین صاحب اور مولوی جلال الدین صاحب نے رخصت چاہی اور واپس دہلی کو اور آگرہ کو ہو گئے۔ پھر بعد میں مولوی دیوبندی نے جلسہ قائم کیا۔ اور علماء نے احمدیہ کی تردید کی۔ یہ کہہ کر کہ لو اب جواب دیتے ہیں۔ جس کا بعض لوگوں پر الٹا بھی برا اثر پڑا۔ چونکہ وہ کہنے لگے۔ کہ احمدیوں کے سامنے تو بولا نہ گیا۔ اب بولتے ہیں۔ حالانکہ وہ بار بار مطالبہ کرتے رہے۔ لہذا یہ ہارنے کی دلیل ہے۔

اس مناظرہ میں دیوبندیوں نے بری طرح شکست کھائی۔ جس کی وجہ سے اہل قریہ کہتے ہیں۔ کہ پھر ایک جلسہ قائم کرو۔ تاکہ اچھی طرح طبیعت کو تسلی ہو۔ اور کیا تحریر کروں۔ اس وقت کے مولویوں کی حالت قابل دید تھی۔ جب کہ وہ سوالات سے [illegible] اتے تھے۔

الحمد للہ ہمارا جلسہ نہایت کامیابی اور امن سے گذرا۔ چھ آدمی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ عزیز احمد از گھوڑہ۔ ضلع مظفر نگر۔ ۱۳ فروری ۱۹۲۴ء

حقہ نوشی ترک

حکیم مظہر علی صاحب گنگوہ سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ چوہدری جیون خان، چوہدری غلام قادر خان، و اخلاص خان صاحب نے حقہ نوشی ترک کر دی۔ آپ ان کے متعلق اخبار میں اعلان کر دیں تاکہ دوسرے بھی حقہ نوشی سے تائب ہونے کی تحریک ہو۔ زین العابدین ناظر تعلیم و تربیت

حضرت مسیح موعود کا ایک پرانا مکتوب

۹ جنوری کو یہ خط مسجد مبارک میں بحضور خلیفۃ المسیح پیش ہوا۔ جسکو سلسلہ ڈائری میں جناب میر محمد خان صاحب نائب مدیر الفضل نے لے لیا تھا۔ جو حسب ذیل ہے:-

نقل مطابق اصل ؛ لفافہ کا پتہ

بمقام لاہور۔ دفتر سرکاری وکیل۔ بخدمت اخویم منشی محمد حسین صاحب کلرک دفتر سرکاری وکیل۔

مہر قادیان ۵ نومبر ۱۹۰۲ء مہر لاہور ۶ نومبر ۱۹۰۲ء

راقم خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ۔ از قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعد اس کے واضح ہو کہ آپ کا خط مجھ کو ملا۔ آپ اپنے گھر میں سمجھا دیں کہ اس طرح شک و شبہ میں پڑنا بے جا ہے۔ شیطان کا کام ہے۔ جو ایسے وسوسے ڈالتا ہے۔ ہرگز وسوسہ میں نہیں پڑنا چاہیئے۔ گناہ ہے۔ اور یاد رہے کہ شک کے ساتھ غسل واجب نہیں ہوتا۔ اور نہ صرف شک سے کوئی چیز پلید ہو سکتی ہے۔ ایسی حالت میں بیشک نماز پڑھنا چاہیئے۔ اور میں انشاء اللہ دعا بھی کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب بھی اس طرح ہر وقت کپڑا صاف نہیں کرتے تھے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ اگر کپڑا پر منی لگ جاتی تھی تو ہم اس منی خشک شدہ کو صرف جھاڑ دیتے تھے کپڑا نہیں دھوتے تھے۔ اور ایسے کوئیں سے پانی پیتے تھے۔ جس میں حیض کے لتہ پڑتے تھے۔ ظاہری پاکیزگی پر سب حالت پر کفایت کرتے۔ عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے۔ حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔ اصول یہ تھا کہ جب تک یقین نہ ہو ہر ایک چیز پاک ہے محض شک سے کوئی چیز پلید نہیں ہوتی۔ اگر کوئی شیر خوار بچہ کسی کپڑے پر پیشاب کرے۔ تو اس کپڑے کو دھوتے نہیں تھے صرف پانی کا ایک چھینٹا ڈال دیتے تھے۔ اور بار بار آنحضرت فرمایا کرتے تھے کہ روح کی صفائی کرو صرف جسم کی صفائی اور کپڑے کی صفائی بہشت میں داخل نہیں کرے گی۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ کپڑا کو بہت پاک کرنے میں وہم بہت مبالغہ کرنا اور وضو پر بہت پانی خرچ کرنا اور شک کو یقین کی طرح سمجھ لینا یہ سب شیطانی کام ہیں اور سخت گناہ ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کبھی مرض کے وقت میں اونٹ کا پیشاب بھی پی لیتے تھے۔ غرض زیادہ کی تفصیل و تعبیر کرنے کی گنجائش نہیں اتنا لکھنا کافی ہے [illegible]

حوالہ نمبر 28

عزت کرے۔ اسی طرح اس قوم کا جس کے جوشیلے آدمی قتل کرتے ہیں۔ خواہ انبیاء کی توہین کی وجہ سے ہی وہ ایسا کریں۔ فرض ہے کہ پورے زور کے ساتھ ایسے لوگوں کو دبائے اور ان سے اظہار برأت کرے۔ انبیاء کی عزت کی حفاظت قانون شکنی سے نہیں ہو سکتی۔ وہ نبی بھی کیسا نبی ہے جس کی عزت کو بچانے کیلئے

خون سے ہاتھ رنگنے

پڑیں۔ جس کے بچانے کے لئے اپنا دین تباہ کرنا پڑے۔ یہ سمجھنا کہ محمد رسول اللہ کی عزت کے لئے قتل کرنا جائز ہے سخت نادانی ہے کیا محمد رسول اللہ کی عزت اتنی ہی ہے کہ ایک شخص کے خون سے اس کی ہتک دھوئی جا سکے۔ بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں۔ کہ محمد رسول اللہ کی ہتک کی سزا قتل ہے۔ میں کہتا ہوں۔ تاریخ کوئی

ایک مثال

ہی ایسی پیش کی جائے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کسی ایک انسان کو بھی محض آپ کو برا کہنے کی وجہ سے قتل کیا گیا ہو۔ اور اس قتل میں کسی

پولیٹیکل جرم کا دخل

نہ ہو۔ کوئی ثابت کرے کہ محض اس جرم میں کسی کو قتل کیا گیا۔ ہاں اگر کسی کے متعلق یہ شبہ ہوا۔ کہ وہ غیر قوموں کو مسلمانوں پر چڑھا لائیگا اور سازشیں کر کے مسلمانوں کو نقصان پہنچائیگا۔ تو یہ اور بات ہے صرف توہین رسول کے جرم میں کبھی کوئی ایک شخص بھی قتل نہیں کیا گیا اگر ایسا کرنا جائز ہوتا۔ تو عبداللہ بن ابی بن سلول کو کیوں زندہ چھوڑ دیا جاتا۔ حالانکہ اس نے علی الاعلان کہا تھا۔ کہ لیخرجن الاعز منہا الاذل کہ میں جو سب سے زیادہ معزز ہوں (نعوذ باللہ) سب سے زیادہ ذلیل یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نکال دونگا۔ محمد رسول اللہ کے پاس ایسی باتوں کی اطلاع بھی پہنچ جاتی تھی۔ پھر صحابہ نے یہ بھی کہا۔ کہ اس کے ساتھیوں میں سے ... ؟ بعض کو قتل کر دیا جائے۔ لیکن رسول کریم نے فرمایا نہیں۔ لوگ کیا کہیں گے کہ محمد نے اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ اگر قتل جائز ہوتا۔ تو وہ منافق جو آخری وقت تک مسلمانوں میں موجود رہے۔ کس طرح زندہ رہ سکتے تھے۔ قرآن کریم میں بار بار یہ بیان ہے۔ کہ منافق لوگ

[illegible]

کرتے اور [illegible] تمام بیٹھے تھے۔ پس جب یہ ثابت ہے۔ [illegible] قرآن کریم سے یہ بھی ثابت ہے کہ بہت

بلکہ یہ بھی کہ آپ کی وفات کے بعد بھی تھے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی میں ان میں سے

ایک شخص بھی

قتل نہیں کیا گیا۔ سوائے ان کے جن پر کوئی پولیٹیکل جرم ثابت ہو چکا ہو۔ خالص تضحیک کرنے والا ایک شخص بھی قتل نہیں ہوا بلکہ صحابہ کے زمانہ میں بھی کوئی نہیں ہوا۔ اگر ایسے لوگوں کو قتل [illegible] دینے کا حکم ہوتا۔ تو حذیفہ کو چاہئے تھا۔ تمام مسلمانوں کو بتا دیتے کہ فلاں فلاں لوگ منافق ہیں۔ انہیں فوراً قتل کر دو۔ کیونکہ اپنی قوم کی ہتک کرنیوالا دوسروں سے بہت زیادہ مجرم ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک یہودی نے حضرت عمرؓ کے سامنے کہا۔ میں قسم کھاتا ہوں۔ موسیٰ کی جسے خدا نے سارے انسانوں پر فضیلت دی ہے حضرت عمرؓ نے اسے مارا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی تو آپ نے حضرت عمرؓ سے کہا۔ کہ کیوں مارا ایسا نہیں چاہئے تھا۔ یہ نہیں کہا۔ کہ تلوار کیوں نہ چلائی۔ غرض قتل پر آمادہ ہو جانے کا طریق غلط ہے۔ اور اس سے قوموں کے اخلاق تباہ ہو جاتے ہیں۔ پس میں مسلمانوں سے بھی اور ہندوؤں سے بھی

درخواست

کرتا ہوں۔ کہ وہ جاہل باتوں کی طرف نہ جائیں۔ مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ چاند پر تھوکنے سے اپنے ہی منہ پر آکر تھوک پڑتا ہے۔ مخالف خواہ کتنی ہی کوشش کریں محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو گرد و غبار سے نہیں چھپا سکتے۔ اس

نور کی شعاعیں

دور دور پھیل رہی ہیں۔ تم یہ مت خیال کرو۔ کہ کسی کے چھپانے سے یہ چھپ سکیگا۔ ایک دنیا اسلام کی معتقد ہو رہی ہے۔ پادریوں کی بڑی بڑی سوسائٹیوں نے اعتراف کیا ہے۔ کہ ہمیں سب سے زیادہ خطرہ اسلام سے ہے۔ کیونکہ اسلام کی روشن تعلیم کی خوبیوں کے مقابلہ میں اور کوئی مذہب نہیں ٹھیر سکتا۔ اسلام کا تمدن یورپ کو کھائے چلا جا رہا ہے اور بڑے بڑے متعصب اسلام کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ اسلام کو

گالی دینے سے

اسلام کی ہتک ہوگی۔ وہ اگر عیسائی ہے تو عیسائی مذہب کا دشمن ہے اگر سکھ ہے تو سکھ مذہب کا دشمن ہے۔ اور اگر ہندو ہے تو ہندو دھرم کا دشمن ہے۔ ہتک تو دراصل گالی دینے والے کی ہوتی ہے۔ جسے گالی دی جائے اس کی کیا ہتک ہوگی۔ ہتک تو اخلاق کی بناء پر ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص گالیاں دیتا ہے۔ تو وہ اپنی

حوالہ نمبر 29

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کیلئے بدل وجان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائیے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجیئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافہ ناس کیلئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ اُن تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔ مگر میں ملک ہند میں آؤنگا۔ کیونکہ جوش مذاہب واجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل ونحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے اور نیز آدم علیہ السلام اسی جگہ نازل ہوا تھا۔ پس ختم دَورِ زمانہ کے وقت بھی وہ جو آدم کے رنگ میں آتا ہے اسی ملک میں اس کو آنا چاہیئے تا آخر اور اول کا ایک ہی جگہ اجتماع ہو کر دائرہ پورا ہو جائے۔ اور چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حسب آیت واٰخرین منھم دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروز غیر ممکن تھا اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو اپنے لئے منتخب کیا جو خلق اور خو اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اس کے مشابہ تھا اور مجازی طور پر اپنا نام احمد اور محمد اس کو عطا کیا تا یہ سمجھا جائے کہ گویا اس کا ظہور بعینہٖ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ظہور تھا لیکن یہ امر کہ یہ دوسرا بعث کس زمانہ میں چاہیئے تھا؟ اس کا یہ جواب ہے کہ چونکہ

✱ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا فرض منصبی جو تکمیل اشاعت ہدایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بوجہ عدم وسائل اشاعت غیر ممکن تھا اسلئے قرآن شریف کی آیت واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم[1] میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ثانی کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اس وعدہ کی ضرورت اسی وجہ سے پیدا ہوئی کہ تا دوسرا فرض منصبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یعنی تکمیل اشاعت ہدایت دین جو آپ کے ہاتھ سے پورا ہونا چاہیئے تھا اُس وقت بباعث عدم وسائل پورا نہیں ہوا سو اس فرض کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی آمد ثانی سے جو بروزی رنگ میں تھی ایسے زمانہ میں پورا کیا جبکہ زمین کی تمام قوموں تک اسلام پہنچانے کیلئے وسائل پیدا ہو گئے تھے۔ منہ

[1] الصف: ۱۰

حوالہ نمبر 30

ایک دلیل ہے اور خدا تعالیٰ کے قول کی تصدیق تبھی ہوتی ہے کہ جھوٹا دعویٰ کرنیوالا ہلاک ہو جائے ورنہ یہ قول منکر پر کچھ حجت نہیں ہو سکتا اور نہ اس کے لئے بطور دلیل ٹھیر سکتا ہے بلکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تیئیس برس تک ہلاک نہ ہونا اس وجہ سے نہیں کہ وہ صادق ہے بلکہ اسوجہ سے ہے کہ خدا پر افتراء کرنا ایسا گناہ نہیں ہے جس سے خدا اسی دنیا میں کسی کو ہلاک کرے کیونکہ اگر یہ کوئی گناہ ہوتا اور سنت اللہ اس پر جاری ہوتی کہ مفتری کو اسی دنیا میں سزا دینا چاہیئے تو اس کے لئے نظیریں ہونی چاہیئے تھیں۔ اور تم قبول کرتے ہو کہ اس کی کوئی نظیر نہیں بلکہ بہت سی ایسی نظیریں موجود ہیں کہ لوگوں نے تیئیس برس تک بلکہ اس سے زیادہ خدا پر افتراء کئے اور ہلاک نہ ہوئے۔ تو اب بتلاؤ کہ اس اعتراض کا کیا جواب ہوگا؟ اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری۔ تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی[+]۔ مثلاً یہ الہام قل للمومنین

[+] چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے۔ واصنع الفلک باعیننا ووحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھیرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سُنے۔ منہ

حوالہ نمبر 31

دو برس کا بچہ تھا۔ پھر آپ میری ان آنکھوں سے اس وقت غائب ہوئے جب میں ۷۰ سال کا جوان تھا۔ مگر میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں۔ کہ میں نے آپ سے بہتر آپ سے زیادہ خلیق آپ سے زیادہ نیک۔ آپ سے زیادہ بزرگ۔ آپ سے زیادہ اللہ اور رسول کی محبت میں غرق کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپ ایک نور تھے۔ جو انسانوں کے لئے دُنیا پر ظاہر ہوا۔ اور ایک رحمت کی بارش تھے۔ جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اس زمین پر برسی۔ اور اسے شاداب کر گئی۔ اگر حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ بات سچی کہی تھی کہ "کان خلقہ القرآن" تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت اسی طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ "کان خلقہ حب محمد واتباعہ" علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مکرم ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے اپنی اس روایت میں ایک وسیع دریا کو کوزے میں بند کرنا چاہا ہے۔ ان کا نوٹ بہت خوب ہے اور ایک لمبے اور ذاتی تجربہ پر مبنی ہے اور ہر لفظ دل کی گہرائیوں سے نکلا ہوا ہے۔ مگر ایک دریا کو کوزے میں بند کرنا انسانی طاقت کا کام نہیں۔ ہاں خدا کو یہ طاقت ضرور حاصل ہے اور میں اس جگہ اس کوزے کا خاکہ درج کرتا ہوں جس میں خدا نے دریا کو بند کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

جری اللہ فی حلل الانبیاء

یعنی خدا کا رسول جو تمام نبیوں کے لباس میں ظاہر ہوا ہے۔

اس فقرہ سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی جامع تعریف نہیں ہو سکتی۔ آپ ہر نبی کے ظل اور بروز تھے اور ہر نبی کی اعلیٰ صفات اور اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ طاقتیں آپ میں جلوہ فگن تھیں۔ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا ہے اور کیا خوب کہا ہے:۔

حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری ۔۔۔ آنکہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یہی ورثہ آپ کے ظل کامل نے بھی پایا مگر لوگ صرف تین نبیوں کو گن کر رہ گئے۔ لیکن خدا نے اس کوزے میں سب کچھ بھر دیا۔ اللھم صل علیہ علی مطاعہ محمد وبارک وسلم واحشرنی تحت قدمیھما ذالک ظنی بک وارجو منک خیرا۔

آمین ثم آمین

اس جگہ سیرۃ المہدی کا حصہ سوم ختم ہوا۔

(واٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العٰلمین)

حوالہ نمبر 32

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

سیرۃ المہدی

(حصہ دوم)

تالیف لطیف حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

جسے

منیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان دارالامان

نے

ماہ دسمبر سنہ ۱۹۲۷ء میں شائع کیا ❖

اسلامیہ سٹیم پریس [illegible] لاہور میں باہتمام محمود الرحمان منیجر کے چھپا

پر اس قدر نامناسب زور دیا ہے اور اتنا مبالغہ سے کام لیا ہے کہ شریعت کی اصل روح سے وہ باتیں باہر ہوگئی ہیں۔ اب اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ نماز میں دو نمازیوں کے درمیان یونہی فالتو جگہ نہیں پڑی رہنی چاہئے بلکہ نمازیوں کو مل کر کھڑا ہونا چاہئے تاکہ اوّل تو بے فائدہ جگہ ضائع نہ جاوے۔ دوسرے بے ترتیبی واقع نہ ہو تیسرے بڑے آدمیوں کو یہ بہانہ نہ ملے کہ وہ بڑائی کی وجہ سے اپنے سے کم درجہ کے لوگوں سے ذرا ہٹ کر الگ کھڑے ہو سکیں وغیرہ ذالک۔ مگر اس پر اہل حدیث نے اتنا زور دیا اور اس قدر مبالغہ سے کام لیا ہے کہ یہ مسئلہ ایک مضحکہ خیز بات بن گئی۔ اب گویا ایک اہل حدیث کی نماز ہو نہیں سکتی جب تک وہ اپنے ساتھ والے نمازی کے کندھے سے کندھا اور ٹخنہ سے ٹخنہ اور پاؤں سے پاؤں رگڑاتے ہوئے نماز ادا نہ کرے حالانکہ اس قدر قرب بجائے مفید ہونے کے نماز میں خواہ مخواہ پریشانی کا موجب ہوتا ہے۔

(۳۴۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حافظ محمد ابراہیم صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ۱۹۰۳ء کا واقعہ ہے کہ میں ایک دن مسجد مبارک کے پاس والے کمرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم تشریف لائے اور اندر سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی تشریف لے آئے اور تھوڑی دیر میں مولوی محمد احسن صاحب امروہی بھی آگئے۔ اور آتے ہی حضرت مسیح موعود سے حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّل کے خلاف بعض باتیں بطور شکایت بیان کرنے لگے۔ اس پر مولوی عبدالکریم صاحب کو جوش آگیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہر دو کی ایک دوسرے کے خلاف آوازیں بلند ہوگئیں اور آواز کمرے سے باہر جانے لگے۔ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔ (یعنے اے مومنو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز کے سامنے بلند نہ کیا کرو) اس حکم کے سنتے ہی مولوی عبدالکریم صاحب تو فوراً خاموش ہوگئے اور مولوی محمد احسن صاحب تھوڑی دیر تک آہستہ آہستہ اپنا جوش نکالتے رہے اور حضرت اقدس وہاں سے اٹھ کر ظہر کی نماز کے واسطے مسجد مبارک میں تشریف لے آئے۔

(۳۴۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میاں غلام نبی صاحب سیٹھی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جبکہ میں قادیان میں تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئینہ کمالات اسلام تصنیف فرمارہے تھے۔ حضرت صاحب نے جماعت کے ساتھ مشورہ فرمایا کہ علماء اور گدی نشینوں کو تبلیغی

حوالہ نمبر 33

گورداسپور نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک ایرانی بزرگ قادیان آئے تھے۔ اور کئی ماہ تک قادیان میں رہے میں ان کی آمد سے تین چار ماہ بعد پھر قادیان آیا۔ اور ان کو مسجد مبارک میں دیکھا۔ غالباً جمعہ کا دن تھا۔ بعد نمازِ جمعہ اس بزرگ نے فارسی زبان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری بیعت قبول فرمائی جاوے حضور نے فرمایا پھر دیکھا جائیگا۔ یا ابھی اور ٹھہریں۔ اس پر اس ایرانی بزرگ نے بڑی بلند آواز سے کہنا شروع کیا جس کا مفہوم یہ تھا کہ یا تو میری بیعت قبول فرمائیں یا مجھے اپنے دروازہ سے چلے جانے کی اجازت بخشیں۔ ان لفظوں کو وہ بار بار دہراتے اور بڑی بلند آواز سے کہتے تھے۔ اس وقت مولوی محمد احسن صاحب مرحوم نے کھڑے ہو کر سورۂ حجرات کی یہ آیت پڑھی کہ یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔ اور فرمایا کہ مومنوں کے لئے یہ ہرگز جائز نہیں کہ نبی کی آواز سے اپنی آواز کو اونچی کریں۔ یہ سخت بے ادبی ہے آپ کو یوں نہیں کرنا چاہئے لیکن وہ ایرانی بزرگ اپنا لہجہ بدلنے میں نہ آیا۔ آخر اسے چند آدمی سمجھا کر مسجد کے نیچے لے گئے اس کے بعد معلوم نہیں کہ وہ بزرگ یہاں رہے یا چلے گئے اور اس کی بیعت قبول ہوئی یا نہ ہوئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ وہی ایرانی صاحب معلوم ہوتے ہیں۔ جن کا ذکر روایت نمبر ۷۵۰ میں ہو چکا ہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو بیعت لینے میں توقف کیا تو شاید آپ نے اس ایرانی شخص میں کوئی کجی یا خامی دیکھی ہوگی اور آپ چاہتے ہونگے کہ بیعت سے پہلے نیت صاف ہو جائے اور اس ایرانی نے جو حضرت صاحب کو خواب میں دیکھا تھا تو اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ فوراً دل بھی صاف ہو چکا ہوگا۔ کیونکہ بسا اوقات ایک انسان ایک خواب دیکھتا ہے مگر اپنی کمزوریوں کی وجہ سے اس خواب کے اثر کو قبول نہیں کرتا اور دل میں کجی رہتی ہے۔ واللہ اعلم۔

۷۵۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ قادیان کے جس قبرستان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے افراد دفن ہوتے رہے ہیں۔ وہ مقامی عیدگاہ کے پاس ہے یہ ایک وسیع قبرستان ہے جو قادیان سے مغرب کی طرف واقع ہے۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جن افراد کی قبروں کا مجھے علم ہو سکا ہے ان میں سے بعض کا خاکہ درج ذیل ہے اس خاکہ میں شاہ عبداللہ صاحب غازی کی قبر بھی دکھائی گئی ہے جو ایک فقیر منش بزرگ گذرے ہیں مجھے یہ اطلاع اس قبرستان کے فقیر جھنڈو شاہ سے بواسطہ شیخ نور احمد صاحب مختار عام مرحوم ملی تھی۔ اور شاہ عبداللہ غازی کے متعلق

حوالہ نمبر 34

کہ حضرت مسیح موعود کا نام احمد تھا۔ اور ہم پر جو اعتراض کئے جاتے ہیں وہ صرف دکھانے کے دانت ہیں اور ان کے کھانے کے دانت اور ہیں +

نواں ثبوت

نواں ثبوت حضرت مسیح موعود کا نام احمد ہونے کا یہ ہے کہ خود آپ نے اس آیت کا مصداق اپنے آپ کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ ازالہ اوہام جلد ۲ صفحہ ۶۷۳ ایڈیشن اوّل میں تحریر فرماتے ہیں :۔

"اور اس آنیوالے کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ **محمد** جلالی نام ہے اور **احمد** جمالی۔ اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کے رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کیطرف یہ اشارہ ہے وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ مگر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنے جامع جلال و جمال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیشگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا۔" +

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ آپ اس آیت کا مصداق اپنے آپ کو ہی قرار دیتے ہیں کیونکہ آپ نے اس میں دلیل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ مراد ہوتے تو محمد و احمد کی پیشگوئی ہوتی۔ لیکن یہاں صرف احمد کی پیشگوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اور شخص ہے جو مجرد احمد ہے پس یہ حوالہ صاف طور پر ثابت کر رہا ہے کہ آپ احمد تھے بلکہ یہ کہ اس پیشگوئی کے آپ ہی مصداق ہیں اور اگر کسی دوسری جگہ پر آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس آیت کا مصداق قرار دیا ہے تو اس کے یہی معنے ہیں کہ بوجہ اس کے کہ کل فیضان جو حضرت مسیح موعود کو پہنچا ہے آپ ہی سے پہنچا ہے اس لئے جو خبر آپ کی نسبت دیگئی ہے اس کے مصداق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ضرور ہیں کیونکہ جو خوبیاں ظل میں ہوں اصل میں ضرور ہونی چاہئیں۔ پس عکس کی خبر دینے والا ساتھ ہی اصل کی خبر بھی دیتا ہے پس اس آیت میں ضمنی طور پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی خبر دیگئی ہے اور اس بیان سے یہ واجب نہیں آتا۔ کہ اس پیشگوئی کے مصداق حضرت مسیح موعود نہ ہوں۔ اس کے اصل مصداق حضرت مسیح موعود ہیں اور اس لحاظ سے کہ آپ کے سب کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کئے ہوئے ہیں

حوالہ نمبر 35

اطلاع

مَیں نے اپنا ارادہ یہ ظاہر کیا تھا کہ اس رسالہ اربعین کے چالیس اشتہار جُدا جُدا شائع کروں۔ اور میرا خیال تھا کہ مَیں صرف ایک ایک صفحہ کا اشتہار یا کبھی ڈیڑھ صفحہ یا غایت کار دو صفحہ کا اشتہار شائع کرونگا اور یا کبھی شاید تین یا چار صفحہ لکھنے کا اتفاق ہو جائیگا۔ لیکن ایسے اتفاقات پیش آ گئے کہ اس کے برخلاف ظہور میں آیا۔ اور نمبر ۲ اور ۳ اور ۴ رسالوں کی طرح ہو گئے۔ چنانچہ اس رسالہ کی قریباً ستر صفحہ تک نوبت پہنچ گئی اور درحقیقت وہ امر پورا ہو چکا جس کا مَیں نے ارادہ کیا تھا اس لئے مَیں نے ان رسائل کو صرف چار نمبر تک ختم کر دیا اور آئندہ شائع نہیں ہوگا۔ جس طرح ہمارے خدائے عزّوجلّ نے اوّل پچاس نمازیں فرض کیں پھر تخفیف کر کے پانچ کو بجائے پچاس کے قرار دے دیا۔ اسی طرح مَیں بھی اپنے ربّ کریم کی سنت پر ناظرین کے لئے تخفیف تصدیع کر کے نمبر چار کو بجائے نمبر چالیس کے قرار دے دیتا ہوں اور اپنی اس تحریر کو اپنی جماعت کے لئے چند نصیحتوں پر ختم کرتا ہوں۔

نصائح

اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اُس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔ اس لئے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو۔ اپنے دلوں کو پاک کرو اور اپنے مولیٰ کو راضی کرو۔

۱۳

دوستو! تم اس مسافرخانہ میں محض چند روز کے لئے ہو۔ اپنے اصلی گھر کو

حوالہ نمبر 36

مخالفین ہماری مخالفت میں ان ہتھیاروں پر اُتر آئے ہیں کہ جن سے پہلے نبیوں کی نبوت بھی باطل ہوجاتی ہے۔ قرآن شریف میں خداتعالےٰ کفار کی نسبت فرماتا ہے کہ یہ ہمارے رسول (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) پر ایسے اعتراض کرتے ہیں۔ جو ان کے نبیوں پر بھی پڑتے ہیں جن کو یہ مانتے ہیں یعنی یہ کہتے ہیں کہ آسمان پر چڑھ جا۔ اور ہمارے لئے کتاب لا وغیرہ وغیرہ۔ تو جیسے اعتراضات وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا کرتے تھی ایسے ہی اعتراضات یہ لوگ آج حضرت مسیح موعود پر کرتے ہیں جن کو اگر سچا مان لیا جائے تو سب نبیوں کی نبوت باطل ہوجاتی ہے +

ایک* اور اعتراض اور اُس کا جواب

پھر ایک یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے کئی نام رکھے ہیں۔ حالانکہ کسی اور نبی نے اپنے کئی نام نہیں رکھے۔ اس لئے یہ نبی نہیں ہوسکتے۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی۔ یعنی آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ میرے پانچ نام ہیں + پس اگر حضرت مسیح موعود کے بھی خداتعالےٰ نے کئی نام رکھ دیئے اور آپ کو مہدی اور کرشن بنا دیا۔ تو اس سے آپ کی نبوت کس طرح باطل ہوگئی۔ آپ نے اپنے آقا سے تو ایک نام کم ہی پایا ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پانچ نام رکھنے کے باوجود ثابت ہوسکتی ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کی نبوت چار نام رکھنے کی وجہ سے ثابت نہیں ہوسکتی۔ وہ لوگ جو یہ اعتراض کرتے ہیں سوچیں۔ اور بتلائیں کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کیوں ثابت نہیں ہوسکتی +

نبی کے لئے شریعت کا لانا شرط نہیں

پھر یہ کہا جاتا ہے کہ نبی کے لئے شرط ہے کہ وہ کتاب یعنی شریعت لاوے۔ لیکن حضرت مسیح موعود چونکہ کوئی کتاب نہیں لائے۔ اس لئے نبی نہیں ہوسکتے۔ یہ اعتراض جن

(نوٹ*) اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اسی جلسہ کے ایام میں ایک مفصل تقریر فرمائی تھی جو دوسری جگہ درج ہے۔ اس کو پڑھنا چاہیئے۔ جو ہر ایک ذی ہوش طالب کے لئے موجب تسلی ہے۔ (مرتب کنندہ)

حوالہ نمبر 37

بدین خطاب مرا هرگز التفات نبود — چه جرم من چو چنین حکم از خدا باشد

بتاج و تختِ زمین آرزو نمیدارم — نه شوقِ افسرِ شاہی بدل مرا باشد

مرا بس است کہ ملکِ سما بدست آید — کہ ملک و ملک زمین را بقا کجا باشد

حوالتم بفلک کردہ اندر روز نخست — کنون نظر بمتاعِ زمین چرا باشد

مرا کہ جنتِ علیاست مسکن و ماوا — چرا بمزبلۂ این نشیب جا باشد

اگر جہان ہمہ تحقیرِ من کند چہ غمے ؟ — کہ با من ست قدیرے کہ ذو العلیٰ باشد

منم مسیحِ زمان و منم کلیمِ خدا — منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

نہ بلعم است کہ بدتر ز بلعم آن نادان — کہ جنگِ او بکلیمِ حق از ہوا باشد

ازان قفس بپریدم برون کہ دنیا نام — کنون بکنگرۂ عرش جائے ما باشد

مرا بگلشنِ رضوانِ حق شدست گذر — مقامِ من چمنِ قدس و اصطفا باشد

کمالِ پاکی و صدق و صفا کہ گم شدہ بود — دوبارہ از سخن و وعظِ من بپا باشد

مرنج از سخنم ایکہ سخت بے خبری — کہ اینکہ گفتہ ام از وحیِ کبریا باشد

کسیکہ گم شدہ از خود بنورِ حق پیوست — ہر آنچہ از دہنش بشنوی بجا باشد

نیامدم زپئے جنگ و کارزار و جہاد — غرض ز آمدنم درسِ اتقا باشد

بخاکِ ذلت و لعن کسان رضا دادیم — بدین غرض کہ بنرمیستی ابتلا باشد

درونِ من ہمہ پُر از محبت نوریست — کہ در زمانِ ضلالت از و ضیا باشد

بجز اسیریٔ عشقِ رخش رہائی نیست — بدرد او ہمہ امراض را دوا باشد

عنایت و کرمش پرورد مرا ہر دم — بہ بینی اش اگرت چشمِ خویش وا باشد

بکارخانۂ قدرت ہزار ہا نقش اند — مگر تجلیِ رحمان ز نقشِ ما باشد

بیامدم کہ رہِ صدق را درخشانم — بدلستان برمِ آن را کہ پارسا باشد

بیامدم کہ درِ علم و رشد بکشایم — بخاک نیز نمایم کہ در سما باشد

حوالہ نمبر 38

کرتے جو مہر علی گولڑوی نے میرے مقابل پر کی، کیا میں نے اس کو اس لئے بلایا تھا کہ میں اس سے ایک منقولی بحث کر کے بیعت کرلوں جس حالت میں مَیں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کر کے بھیجا ہے اور مجھے بتلا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے، اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے تو پھر میں کس بات میں اور کس غرض کے لئے ان لوگوں سے منقولی بحث کروں جبکہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ میں ان کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سُن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق الیقین پر بنا ہے اور وہ لوگ بھی اپنی ضد کو چھوڑ نہیں سکتے، کیونکہ میرے مقابل پر جھوٹی کتابیں شائع کر چکے ہیں اور اب ان کو رجوع اشد من الموت ہے تو پھر ایسی حالت میں بحث سے کونسا فائدہ مترتب ہو سکتا تھا اور جس حالت میں مَیں نے اشتہار دے دیا کہ آئندہ کسی مولوی وغیرہ سے منقولی بحث نہیں کروں گا تو انصاف اور نیک نیتی کا تقاضا یہ تھا کہ ان منقولی بحثوں کا میرے سامنے نام بھی نہ لیتے، کیا میں اپنے عہد کو توڑ سکتا تھا پھر اگر مہر علی شاہ کا دل فاسد نہیں تھا، تو اس نے ایسی بحث کی مجھ سے کیوں درخواست کی جس کو میں عہد مستحکم کے ساتھ ترک کر بیٹھا تھا، اور اس درخواست میں لوگوں کو یہ دھوکہ دیا کہ گویا وہ میری دعوت کو قبول کرتا ہے، دیکھو یہ کیسے عجیب مکر سے کام لیا اور اپنے اشتہار میں یہ لکھا کہ اوّل منقولی بحث کرو، اور اگر شیخ محمد حسین بٹالوی اور اس کے دو رفیق قسم کھا کر کہہ دیں کہ عقائد صحیح وہی ہیں جو مہر علی شاہ پیش کرتا ہے تو بلا توقف اسی مجلس میں میری بیعت کر لو، اب دیکھو دنیا میں اس سے زیادہ بھی کوئی فریب ہوتا ہے میں نے تو ان کو نشان دیکھنے اور نشان دکھلانے کے لئے بلایا، اور یہ کہا کہ بطور اعجاز دونوں فریق قرآن شریف کی کسی سورۃ کی عربی میں تفسیر لکھیں اور جس کی تفسیر اور عربی عبارت فصاحت اور بلاغت

صنـ۲۰

۱۱۷

حوالہ نمبر 39

الناشر
الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

تذکرہ

یعنی

وحی مقدس

و

رؤیا و کشوف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تاریخ نزول	وحی مقدس و متعلقات وحی
زمانہ تحصیل علم	(۱)[1] وَرَأَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَّ اَنَا غُلَامٌ حَدِيْثُ السِّنِّ كَاَنِّيْ فِيْ بَيْتٍ لَطِيْفٍ نَظِيْفٍ يُذْكَرُ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ فَقُلْتُ اَيُّهَا النَّاسُ اَيْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ فَاَشَارُوْا اِلٰى حُجْرَةٍ۔ فَدَخَلْتُ مَعَ الدَّاخِلِيْنَ۔ فَبَشَّ بِيْ حِيْنَ وَافَيْتُهٗ۔ وَحَيَّانِيْ بِاَحْسَنِ مَا حَيَّيْتُهٗ۔ وَمَا اَنْسٰى حُسْنَهٗ وَ جَمَالَهٗ وَ مَلَاحَتَهٗ وَ تَحَنُّنَهٗ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا شَغَفَنِيْ حُبًّا وَّ

[1] (ترجمہ از مرتب) اور اوائل ایام جوانی میں ایک رات مَیں نے (رؤیا میں) دیکھا کہ میں ایک عالیشان مکان میں ہوں۔ جو نہایت پاک اور صاف ہے۔ اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور چرچا ہو رہا ہے۔ مَیں نے

الْعَذَابِ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۔ وَلَا تَهِنُوْا
وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۔
وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَ
عَسٰی اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ كُنْتُ كَنْزًا
مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ ۔ اِنَّ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ۔ وَ اِنْ
يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۔ اَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ
اللّٰهُ ۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَا
اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِی الْقُرْاٰنِ ۔
وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا
تَعْقِلُوْنَ ۔ وَقَالُوْا اِنْ هٰذَا اِلَّا افْتِرَاءٌ ۔ قُلْ
اِنَّ هُدَی اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰی ۔ اَلَا اِنَّ حِزْبَ
اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ ۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا
مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ
وَمَا تَاَخَّرَ ۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۔
فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ
وَجِيْهًا ۔ وَاللّٰهُ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكَاذِبِيْنَ ۔
وَلِنَجْعَلَهٗ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا
وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ۔ قَوْلَ الْحَقِّ
الَّذِیْ فِيْهِ تَمْتَرُوْنَ ۔ يَا اَحْمَدُ فَاضَتِ
الرَّحْمَةُ عَلٰی شَفَتَيْكَ ۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ
الْكَوْثَرَ ۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۔ اِنَّ شَانِئَكَ

حوالہ نمبر 40

هُوَ الْاَبْتَرُ[۱]۔ يَاْتِيْ قَمَرُ الْاَنْبِيَاءِ وَ اَمْرُكَ
يَتَاَتّٰى۔ يَوْمَ يَجِيْءُ الْحَقُّ وَيُكْشَفُ الصِّدْقُ
وَيَخْسِرُ الْخَاسِرُوْنَ۔ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ۔
اَنْتَ مَعِيْ وَ اَنَا مَعَكَ سِرُّكَ سِرِّيْ۔ وَضَعْنَا
عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِيْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ وَرَفَعْنَا
لَكَ ذِكْرَكَ۔ يُخَوِّفُوْنَكَ مِنْ دُوْنِهٖ۔ اَئِمَّةُ
الْكُفْرِ۔ لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى۔ غَرَسْتُ
لَكَ بِيَدِيْ رَحْمَتِيْ وَ قُدْرَتِيْ۔ لَنْ يَّجْعَلَ
اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا۔
يَنْصُرُكَ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ
اَنَا وَ رُسُلِيْ۔ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهٖ۔ اَللّٰهُ
الَّذِيْ جَعَلَكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ۔
قُلْ هٰذَا فَضْلُ رَبِّيْ وَ اِنِّيْ اُجَرِّدُ نَفْسِيْ
مِنْ ضُرُوْبِ الْخِطَابِ۔ يَا عِيْسٰى اِنِّيْ
مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ

[۱] یہ الہام کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ اس وقت اس عاجز پر خدا تعالےٰ کی طرف سے القاء ہوا۔ کہ جب ایک شخص نو مسلم سعد اللہ نام نے ایک نظم گالیوں سے بھری ہوئی اس عاجز کی طرف بھیجی تھی۔ اور اس میں اس عاجز کی نسبت اس ہندو زادہ نے وہ الفاظ استعمال کئے تھے۔ کہ جب تک ایک شخص درحقیقت شقی، خبیث طینت، فاسد القلب نہ ہو۔ ایسے الفاظ استعمال نہیں کرسکتا۔ ...... سو یہ الہام اس کے اشتہار اور رسالہ کے پڑھنے کے وقت ہوا۔ کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ سو اگر اس ہندو زادہ بدفطرت کی نسبت ایسا وقوع میں نہ آیا۔ اور وہ نامراد اور ذلیل اور رسوا نہ مرا۔ تو سمجھو۔ کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں۔"

(انجام آتھم حاشیہ ص۵۹)

حوالہ نمبر 41

مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآءُ هُمْ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ

ڈرا دے جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے اور تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے یعنی معلوم ہو جائے کہ کون تجھ سے برگشتہ

قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ

ہوتا ہے۔ کہہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانیوالا ہوں۔ کہہ حق آیا۔

وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ كُلُّ بَرَكَةٍ

اور باطل بھاگ گیا۔ اور باطل بھاگنے والا ہی تھا۔ ہر ایک برکت

مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ پس بڑا مبارک وہ ہے جس نے تعلیم دی

وَتَعَلَّمَ۔ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ۔ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ

اور جس نے تعلیم پائی۔ اور کہینگے کہ یہ وحی نہیں ہے یہ کلمات تو اپنی طرف سے بنائے ہیں۔ انکو کہہ کہ وہ خدا ہے

ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ۔ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ

جس نے یہ کلمات نازل کئے پھر انکو لہو و لعب کے خیالات میں چھوڑ دے۔ انکو کہہ اگر یہ کلمات میرا افترا ہے اور خدا کا

اِجْرَامٌ شَدِيْدٌ۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا۔

کلام نہیں تو پھر میں سخت سزا کے لائق ہوں۔ اور اس انسان سے زیادہ تر کون ظالم ہے جس نے خدا پر افترا کیا۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ

اور جھوٹ باندھا۔ خدا وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول اور اپنا فرستادہ اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا

عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ۔ يَقُوْلُوْنَ اَنّٰى

تا اس دین کو ہر قسم کے دین پر غالب کرے۔ خدا کی باتیں پوری ہو کر رہتی ہیں کوئی انکو بدل نہیں سکتا۔ اور لوگ

لَكَ هٰذَا اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ۔ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ

کہینگے کہ یہ مقام تجھے کہاں سے حاصل ہوا؟ یہ جو الہام کرکے بیان کیا جاتا ہے یہ تو انسان کا قول ہے اور دوسری

قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ۔ اَفَتَأْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ۔

قوم کی مدد سے بنایا گیا ہے۔ اے لوگو! کیا تم ایک فریب میں دیدہ دانستہ پھنستے ہو؟

حوالہ نمبر 42

يُرْضِيْكَ ۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۔ فَتْحُ الْوَلِيِّ فَتْحٌ

ایسا امر آسمان سے نازل ہوگا جس سے تو خوش ہو جائیگا۔ ہم ایک کھلی کھلی فتح تجھ کو عطا کرینگے۔ ولی کی فتح ایک بڑی

وَ قَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا ۔ اَشْجَعُ النَّاسِ ۔ وَلَوْ كَانَ

فتح ہے۔ اور ہم نے اس کو ایسا قرب بخشا کہ ہمراز اپنا بنا دیا۔ وہ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہے۔ اور اگر

الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ ۔ اَنَارَ اللّٰهُ بُرْهَانَهُ ۔

ایمان ثریا سے معلق ہوتا تو وہ وہیں جا کر اس کو لے لیتا۔ خدا اس کی حجت روشن کرے گا۔

كُنْتُ كَنْزًا مَّخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ ۔ يَا قَمَرُ يَا شَمْسُ

میں ایک خزانہ پوشیدہ تھا پس میں نے چاہا کہ ظاہر کیا جاؤں۔ اے چاند! اے سورج!

اَنْتَ مِنِّيْ وَ اَنَا مِنْكَ ۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَانْتَهٰى

تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں تجھ سے۔ جب خدا کی مدد آئے گی اور زمانہ

اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَيْنَا ۔ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ ۔ اَلَيْسَ هٰذَا

ہماری طرف رجوع کرے گا۔ تب کہا جائے گا کہ کیا یہ شخص جو بھیجا گیا حق

بِالْحَقِّ ۔ وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰهِ وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ ۔

پر نہ تھا؟ اور چاہیئے کہ مخلوق الٰہی کے ملنے کے وقت چیں بجبیں نہ ہو۔ اور چاہیئے کہ تو

وَوَسِّعْ مَكَانَكَ ۔ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

لوگوں کی کثرت ملاقات سے تھک نہ جائے۔ اور چاہیئے کہ اپنے مکانوں کو وسیع کرے کہ لوگ کثرت سے آئیں گے

اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ

اور تجھ کو گراں نہ گزرے۔ اور ایمانداروں کو خوشخبری دے کہ خدا کے حضور میں ان کا قدم صدق ہے۔ اور جو

مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۔ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ ۔

کچھ تیرے رب کی طرف سے تیرے پر نازل ہوا ہے وہ ان لوگوں کو سنا جو تیری جماعت میں داخل ہوں گے۔ صُفّہ

وَمَآ اَدْرٰكَ مَآ اَصْحٰبُ الصُّفَّةِ ۔ تَرٰى اَعْيُنَهُمْ

کے بیٹھنے والے۔ اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہیں صفہ کے بیٹھنے والے۔ تو دیکھے گا کہ انکی آنکھوں سے

حوالہ نمبر 43

تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ۔ يُصَلُّوْنَ عَلَيْكَ۔ رَبَّنَا إِنَّنَا

آنسو جاری ہوں گے۔ وہ تیرے پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا

سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ۔ وَدَاعِيًا إِلَى اللهِ

ہم نے ایک منادی کرنیوالے کی آواز سُنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے۔ اور خدا کی طرف

وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا۔ يَا اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَةُ عَلٰى

بلاتا ہے۔ اور ایک چمکتا ہُوا چراغ ہے۔ اے احمدؑ! تیرے لبوں پر رحمت

شَفَتَيْكَ۔ إِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا۔ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ۔

جاری کی گئی۔ تو میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ میں نے تیرا نام متوکل رکھا۔

يَرْفَعُ اللهُ ذِكْرَكَ۔ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا

خدا تیرا ذکر بلند کرے گا۔ اور اپنی نعمت دنیا اور آخرت میں تیرے پر

وَالْاٰخِرَةِ۔ بُوْرِكْتَ يَا اَحْمَدُ۔ وَكَانَ مَا بَارَكَ اللهُ

پوری کرے گا۔ اے احمدؑ! تو برکت دیا گیا۔ اور جو کچھ تجھے برکت دی گئی

فِيْكَ حَقًّا فِيْكَ۔ شَاْنُكَ عَجِيْبٌ وَاَجْرُكَ

وہ تیرا ہی حق تھا۔ تیری شان عجیب ہے اور تیرا اجر

قَرِيْبٌ۔ اَلْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ مَعَكَ كَمَا هُوَ مَعِيْ۔

قریب ہے۔ آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہیں جیسے کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔

اَنْتَ وَجِيْهٌ فِيْ حَضْرَتِيْ۔ اِخْتَرْتُكَ لِنَفْسِيْ۔ سُبْحَانَ

تو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔ میں نے تجھے اپنے لئے چنا۔ خدائے پاک

اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى زَادَ مَجْدَكَ۔ يَنْقَطِعُ اٰبَاؤُكَ

بڑی برکتوں والا اور بڑا بزرگ ہے۔ وہ تیری بزرگی کو زیادہ کریگا۔ تیرے باپ دادوں کا ذکر منقطع

وَيُبْدَءُ مِنْكَ۔ وَمَا كَانَ اللهُ لِيَتْرُكَكَ۔ حَتّٰى

ہو جائیگا اور تیرے بعد سلسلہ خاندان کا تجھ سے شروع ہوگا۔ اور خدا ایسا نہیں کہ تجھ کو چھوڑ دے جب تک

ے یاد رہے کہ ظاہری بزرگی اور وجاہت کے لحاظ سے اس خاکسار کا خاندان بہت شہرت رکھتا تھا۔ بلکہ

حوالہ نمبر 44 حوالہ نمبر 45 حوالہ نمبر 46

مُوْسٰی۔ وَاصْبِرْ[۱۳۴] عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ۔ لَعَلَّكَ[۱۳۵] بَاخِعٌ نَّفْسَكَ

موسیٰ کے ہو۔ اور ان کی باتوں پر صبر کر۔ کیا تو اس لئے اپنے تئیں ہلاک کرے گا۔

اَلَّا یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ۔ لَا تَقْفُ[۱۳۶] مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ۔

کہ وہ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ اس بات کے پیچھے مت پڑ جس کا تجھے علم نہیں۔

وَلَا تُخَاطِبْنِیْ[۱۳۷] فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ۔

اور ان لوگوں کے بارہ میں جو ظالم ہیں مجھ سے گفتگو مت کر کیونکہ وہ سب غرق کئے جائیں گے۔

وَاصْنَعِ[۱۳۸] الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ

اور ہماری آنکھوں کے روبرو کشتی طیار کر۔ اور ہمارے اشارے سے۔ وہ لوگ جو تیرے ہاتھ میں ہاتھ

اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ۔ یَدُ[۱۳۹] اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ۔ وَاِذْ[۱۴۰]

دیتے ہیں وہ خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اور یاد کر

یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْ كَفَّرَ[۱]۔ اَوْقِدْ[۱۴۱] لِیْ یَا هَامَانُ لَعَلِّیْ

وہ وقت جب تجھ کو وہ شخص مکر کرنے لگا جس نے تیری تکفیر کی اور تجھے کافر ٹھہرایا اور کہا کہ اے ہامان

اَطَّلِعُ عَلٰی اِلٰهِ مُوْسٰی وَاِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكَاذِبِیْنَ۔

میرے لئے آگ بھڑکا۔ تا میں موسیٰ کے خدا پر اطلاع پاؤں اور میں اس کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔

تَبَّتْ[۱۴۲] یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ[۲]۔ مَا كَانَ[۱۴۳] لَهٗ اَنْ یَّدْخُلَ

ہلاک ہو گئے دونوں ہاتھ ابی لہب کے اور وہ آپ بھی ہلاک ہو گیا۔ اس کو نہیں چاہیئے تھا کہ اس

---

[۱] مکفر سے مراد مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی ہے۔ کیونکہ اس نے استفتاء لکھ کر نذیر حسین کے سامنے پیش کیا اور اس ملک میں تکفیر کی آگ بھڑکانے والا نذیر حسین ہی تھا۔ عَلَیْهِ مَا یَسْتَحِقُّهٗ۔ منہ (حقیقۃ الوحی ص۷۱ حاشیہ)

[۲] اس جگہ ابولہب سے مراد ایک دہلوی مولوی ہے جو فوت ہو چکا ہے اور یہ پیشگوئی ۲۵ برس کی ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اور یہ اس زمانہ میں شائع ہو چکی ہے جبکہ میری نسبت تکفیر کا فتویٰ بھی ان مولویوں کی طرف سے نکلا تھا۔ تکفیر کے فتویٰ کا بانی بھی وہی دہلی کا مولوی تھا جس کا نام خدا تعالےٰ نے ابولہب رکھا۔ اور تکفیر سے ایک مدت دراز پہلے یہ خبر دے دی۔ جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ منہ (حقیقۃ الوحی ص۸۱ حاشیہ)

حوالہ نمبر 47

وَقَالُوْٓا اَنّٰى لَكَ هٰذَا۔ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي

اور کہیں گے کہ تجھے یہ مرتبہ کہاں سے حاصل ہو گیا۔ یہ تو ایک مکر ہے جو تم لوگوں

الْمَدِيْنَةِ۔ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ۔ قُلْ

نے مل کر بنایا۔ یہ لوگ تیری طرف دیکھتے ہیں مگر تو انہیں دکھائی نہیں دیتا۔ ان کو کہہ کہ

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔

اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ۔ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا۔

خدا آیا ہے تا تم پر رحم کرے۔ اور اگر تم پھر شرارت کی طرف عود کرو گے تو ہم بھی عذاب

وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِيْنَ حَصِيْرًا۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ

دینے کی طرف عود کریں گے۔ اور ہم نے جہنم کو کافروں کیلئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ اور ہم نے تجھے

اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ۔ قُلِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ

تمام دنیا پر رحمت کرنے کیلئے بھیجا ہے۔ ان کو کہہ کہ تم اپنے مکانوں پر اپنے طور پر عمل کرو اور میں

اِنِّيْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ لَا يُقْبَلُ عَمَلٌ

اپنے طور پر عمل کر رہا ہوں پھر تھوڑی دیر کے بعد تم دیکھ لو گے کہ کس کی خدا مدد کرتا ہے۔ کوئی عمل

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِّنْ غَيْرِ التَّقْوٰى۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ

بغیر تقویٰ کے ایک ذرہ قبول نہیں ہو سکتا۔ خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ جو

اتَّقَوْا وَالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ

تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ان کیساتھ جو نیک کاموں میں مشغول ہیں۔ کہہ اگر میں نے افترا کیا ہے

فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ۔ وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ

تو میری گردن پر میرا گناہ ہے۔ اور میں پہلے اس سے ایک مدت تک تم میں ہی رہتا تھا۔

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ۔ وَلِنَجْعَلَهٗ

کیا تم کو سمجھ نہیں؟ کیا خدا اپنے بندے کیلئے کافی نہیں ہے؟ اور ہم ان لوگوں

بقیہ حاشیہ کیونکہ مہدی موعود مکہ یا مدینہ میں مبعوث نہ ہوا جو سرزمینِ اسلام ہے۔ منہ (حقیقۃ الوحی ص۷۳ حاشیہ)

حوالہ نمبر 48 حوالہ نمبر 49

جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ

تم تیرے تابعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب

الْقِيَامَةِ۔ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۔

رکھوں گا۔ ان میں سے ایک پہلا گروہ ہے اور ایک پچھلا۔

میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا۔

اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِيْدِيْ وَتَفْرِيْدِيْ۔

تو مجھ سے ایسا ہے جیساکہ میری توحید اور تفرید۔

فَحَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَيْنَ النَّاسِ۔

پس وہ وقت آگیا کہ تو مدد دیا جائے گا۔ اور دُنیا میں مشہور کیا جائے گا۔

اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ عَرْشِيْ۔ اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ

تو مجھ سے بمنزلہ میرے عرش کے ہے۔ تو مجھ سے بمنزلہ میرے

وَلَدِيْ۔ اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةٍ لَا يَعْلَمُهَا الْخَلْقُ۔

فرزند کے ہے۔ تو مجھ سے بمنزلہ اس انتہائی قرب کے ہے جس کو دنیا نہیں جان سکتی۔

[1] خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے اور یہ کلمہ بطور استعارہ کے ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں ایسے ایسے الفاظ سے نادان عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا ٹھہرا رکھا ہے۔ اس لئے مصلحتِ الٰہی نے یہ چاہا کہ اس سے بڑھ کر الفاظ اس عاجز کے لئے استعمال کرے تا عیسائیوں کی آنکھیں کھلیں اور وہ سمجھیں کہ وہ الفاظ جن سے مسیح کو خدا بناتے ہیں اس امت میں بھی ایک ہے جسکی نسبت اُس سے بڑھ کر ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ منہ (حقیقۃ الوحی ص۸۶ حاشیہ)

حوالہ نمبر 50

نَحْنُ اَوْلِيَآءُ كُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ۔
ہم تمہارے متولی اور متکفل دنیا اور آخرت میں ہیں۔

اِذَا غَضِبْتَ غَضِبْتُ۔ وَ كُلَّمَا اَحْبَبْتَ
جس پر تو غضب ناک ہو میں غضب ناک ہوتا ہوں اور جس سے تو محبت کرتا ہو

اَحْبَبْتُ۔ مَنْ عَادٰى وَلِيًّا لِّىْ فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ
میں بھی محبت کرتا ہوں۔ جو شخص میرے ولی سے دشمنی رکھے میں لڑنے کیلئے

لِلْحَرْبِ۔ اِنِّىْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ۔ وَ اَلُوْمُ مَنْ
اس کو متنبہ کرتا ہوں۔ میں اس رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا۔ اور اس شخص کو ملامت کرونگا

يَّلُوْمُ۔ وَ اُعْطِيْكَ مَا يَدُوْمُ۔ يَاْتِيْكَ الْفَرَجُ۔
جو اسکو ملامت کرے۔ اور تجھے وہ چیز دونگا جو ہمیشہ رہیگی۔ کشائش تجھے ملے گی۔

سَلَامٌ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ۔ صَافَيْنَاهُ وَ نَجَّيْنَاهُ مِنَ
اس ابراہیم پر سلام۔ ہم نے اس سے صاف دوستی کی اور غم سے

الْغَمِّ۔ تَفَرَّدْنَا بِذٰلِكَ۔ فَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ
نجات دی۔ ہم اس امر میں اکیلے ہیں۔ سو تم اس ابراہیم کے مقام سے

اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قَرِيْبًا مِّنَ
عبادت کی جگہ بناؤ یعنی اس نمونہ پہ چلو۔ ہم نے اس کو قادیان کے قریب

الْقَادِيَانِ۔ وَ بِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَ بِالْحَقِّ نَزَلَ۔
اتارا ہے۔ اور وہ عین ضرورت کے وقت اتارا گیا اور ضرورت کے وقت اترا۔

صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ۔ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔
خدا اور اسکے رسول کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور خدا کا ارادہ پورا ہونا ہی تھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ جَعَلَكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ۔
اس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔

حوالہ نمبر 51

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ - اٰثَرَكَ
وہ اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا - اور لوگ پوچھے جاتے ہیں - خدا نے تجھے

اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ - آسمان سے کئی تخت اُترے پر
ہر ایک چیز میں سے چن لیا - دنیا میں کئی تخت اُترے پر

تیرا تخت سب سے اُوپر بچھایا گیا - یُرِیْدُوْنَ اَنْ
تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا - ارادہ کریں گے کہ

یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ - اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ -
خدا کے نور کو بجھا دیں - خبردار ہو کہ انجام کار خدا کی جماعت ہی غالب ہوگی -

لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی - لَا تَخَفْ اِنِّیْ
کچھ خوف مت کر - تو ہی غالب ہوگا - کچھ خوف مت کر کہ میرے

لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ - یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا
رسول میرے قرب میں کسی سے نہیں ڈرتے - دشمن ارادہ کریں گے کہ اپنے منہ کی

نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ
پھونکوں سے خدا کے نور کو بجھا دیں اور خدا اپنے نور کو پورا کرے گا - اگرچہ

الْکَافِرُوْنَ - نُنَزِّلُ عَلَیْکَ اَسْرَارًا مِّنَ السَّمَآءِ -
کافر کراہت ہی کریں - ہم آسمان سے تیرے پر کئی پوشیدہ باتیں نازل کریں گے -

وَنُمَزِّقُ الْاَعْدَآءَ کُلَّ مُمَزَّقٍ - وَنُرِیْ فِرْعَوْنَ
اور دشمنوں کے منصوبوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے - اور فرعون اور

وَھَامَانَ وَجُنُوْدَھُمَا مَا کَانُوْا یَحْذَرُوْنَ - فَلَا
ہامان اور ان کے لشکر کو وہ باتیں دکھا دیں گے جس سے وہ ڈرتے ہیں - پس

تَحْزَنْ عَلَی الَّذِیْ قَالُوْا - اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ
ان باتوں سے کچھ غم مت کر - کہ تیرا خدا ان کی تاک میں ہے -

حوالہ نمبر 52

در عجائب کام دکھلانے کا وقت آگیا ہے۔ اِنَّا
در عجائب کام دکھلانے کا وقت آگیا ہے۔ میں ایک

فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا۔ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا
عظیم فتح تجھ کو عطا کرونگا جو کھلی کھلی فتح ہوگی۔ تاکہ تیرا خدا تیرے تمام گناہ

تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ۔ اِنِّیْ اَنَا التَّوَّابُ۔
بخش دے جو پہلے ہیں اور جو پچھلے ہیں۔ میں توبہ قبول کرنے والا ہوں۔

مَنْ جَاءَكَ جَاءَنِیْ۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ۔ نَحْمَدُكَ
جو شخص تیرے پاس آئیگا وہ گویا میرے پاس آئیگا۔ تم پر سلام تم پاک ہو۔ ہم تیری تعریف کرتے

وَنُصَلِّیْ۔ صَلٰوةُ الْعَرْشِ اِلَى الْفَرْشِ۔ نَزَلْتُ
ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ عرش سے فرش تک تیرے پر درود ہے۔ میں تیرے لئے اُترا

لَكَ وَلَكَ نُرِیْ اٰيَاتٍ۔ اَلْاَمْرَاضُ تُشَاعُ وَالنُّفُوْسُ
ہوں اور تیرے لئے اپنے نشان دکھلاؤنگا۔ ملک میں بیماریاں پھیلیں گی اور بہت جانیں

تُضَاعُ۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُغَيِّرَ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى
ضائع ہونگی۔ اور خدا ایسا نہیں ہے جو اپنی تقدیر کو بدل دے جو ایک قوم پر نازل کی۔ جبتک

يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔ اِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَةَ۔
وہ قوم اپنے دلوں کے خیالات کو نہ بدل ڈالیں۔ وہ قادیان کو کسی قدر بلا کے بعد اپنی پناہ میں لیگا۔

[1] ظالم انسان کا قاعدہ ہے کہ وہ خدا کے رسولوں اور نبیوں پر ہزارہا نکتہ چینیاں کرتا ہے اور طرح طرح کے عیب ان میں نکالتا ہے۔ گویا دُنیا کے تمام عیبوں اور خرابیوں اور جرائم اور معاصی اور خیانتوں کا وہی مجموعہ ہیں۔ اب ان وساوس کا کہانتک جواب دیا جائے۔ جو نفس کی شرارت کے ساتھ مخلوط ہیں۔ اِس لئے یہ سُنّت اللہ ہے کہ آخر ان تمام جھگڑوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ اور کوئی ایسا عظیم الشان نشان ظاہر کرتا ہے۔ جس سے اُس نبی کی بریّت ظاہر ہوتی ہے۔ پس لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ کے یہی معنے ہیں۔ منہ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۴ حاشیہ)

[2] اٰوٰی کا لفظ عربی زبان میں اس موقعہ پر استعمال پاتا ہے جبکہ کسی قدر تکلیف کے بعد کسی شخص کو

حوالہ نمبر 53 حوالہ نمبر 54

ہے۔[1] پر تو نے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔ برہمن اوتار سے مقابلہ کرنا اچھا نہیں۔[۲۲۳] رَبِّ فَرِّقْ بَيْنَ
اے خدا سچے اور جھوٹے
صَادِقٍ وَّكَاذِبٍ۔[۲۲۴] اَنْتَ تَرٰى كُلَّ مُصْلِحٍ وَّصَادِقٍ۔
میں فرق کر کے دکھلا۔ تو ہر ایک مصلح اور صادق کو جانتا ہے۔
[۲۲۵] رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ
اے میرے خدا ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے خدا شریر کی شرارت سے مجھے نگاہ
وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ۔[۲۲۶] خدا قاتل تو باد و مرا از
رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر۔ اے دشمن تو جو تباہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے خدا تجھے
شر تو محفوظ دارد۔[۲۲۷] زلزلہ آیا اٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت
تباہ کرے اور تیرے شر سے مجھے نگہ رکھے۔ یعنی وہ بھونچال جو وعدہ دیا گیا ہے جلد آنیوالا ہے۔ اس
کا نمونہ دیکھیں۔[۲۲۸] يُظْهِرُكَ اللّٰهُ وَيُثْنِيْ عَلَيْكَ۔
وقت خدا کے بندے قیامت کا نمونہ دیکھ کر نمازیں پڑھیں گے۔ خدا تجھے غالب کریگا اور تیری
[۲۲۹] لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ[2]
تعریف لوگوں میں شائع کریگا۔ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

---

[1] یہ پیشگوئی ایک ایسے شخص کے بارہ میں ہے جو مرید بن کر پھر مرتد ہو گیا اور بہت شوخیاں دکھلائیں اور گالیاں دیں اور زبان درازی میں آگے سے آگے بڑھا۔ پس خدا فرماتا ہے کہ کیوں آگے بڑھتا ہے۔ کیا تو فرشتوں کی تلواریں نہیں دیکھتا؟ منہ (حقیقۃ الوحی ص۹۸ حاشیہ)

[2] ہر ایک عظیم الشان مصلح کے وقت میں روحانی طور پر نیا آسمان اور نئی زمین بنائی جاتی ہے۔ یعنی ملائک کو اس کے مقاصد کی خدمت میں لگایا جاتا ہے اور زمین پر مستعد طبیعتیں پیدا کی جاتی ہیں۔ پس یہ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ منہ (حقیقۃ الوحی ص۹۹ حاشیہ)

حوالہ نمبر 55

دُرِّ ثمین

کلامِ منظوم

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

از انتشارات

نظارت اشاعت و تصنیف ربوہ (پاکستان)

کام دِکھلائے جو تُو نے میری نصرت کیلئے
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے ہر زماں وُہ کاروبار

کِس طرح تُو نے سچائی کو مری ثابت کیا
میں ترے قرباں مری جاں تیرے کاموں کے نثار

ہے عجب اِک خاصیت تیرے جمال و حُسن میں
جسنے اِک چمکار سے مجھکو کیا دِیوانہ وار

اَے مرے پیارے ضلالت میں پڑی ہے میری قوم
تیری قُدرت سے نہیں کچھ دُور گر پائیں سدھار

مجھکو کافر کہتے ہیں میں بھی اُنھیں مومن کہوں
گر نہ ہو پرہیز کرنا جُھوٹ سے دِیں کا شعار

مجھ پہ اَے واعظ نظر کی یار نے تجھ پر نہ کی
حیف اِس ایماں پہ جس سے کفر بہتر لاکھ بار

روضۂ آدم کہ تھا وُہ نامکمل اب تلک
میرے آنے سے ہُوا کامل بجملہ برگ و بار

وُہ خُدا جس نے نبیؐ کو تھا زرِ خالص دیا
زیورِ دیں کو بناتا ہے وُہ اب مثلِ سُنار

وُہ دِکھاتا ہے کہ دیں میں کچھ نہیں اکراہ و جبر
دیں تو خود کھینچے ہے دِل مثلِ بُتِ سیمیں عذار

بس یہی ہے رمز جو اُس نے کیا منع از جہاد
تا اُٹھا دے دیں کی رہ سے جو اُٹھا تھا اِک غبار

تا دِکھاوے منکروں کو دِیں کی ذاتی خُوبیاں
جن سے ہوں شرمندہ جو اسلام پر کرتے ہیں وار

کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں
وحشیوں میں دیں کو پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کار

پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اِک مُعجزہ
معنیٔ رازِ نبوّت ہے اسی سے آشکار

نُور لائے آسماں سے خود بھی وُہ اِک نُور تھے
قومِ وحشی میں اگر پیدا ہُوئے کیا جائے عار

روشنی میں مہرِ تاباں کی بھلا کیا فرق ہو
گرچہ نِکلے رُوم کی سرحد سے یا از زنگ بار

اَے مرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو
وُہ اگر پھیلائیں بدبُو تم بنو مُشکِ تتار

نفس کو مارو کہ اُس جیسا کوئی دُشمن نہیں
چُپکے چُپکے کرتا ہے پیدا وُہ سامانِ دمار

حوالہ نمبر 56

فَاَرَادَ اللّٰہُ اَنْ یُّتِمَّ النَّبَاَ وَیُکْمِلَ الْبِنَاءَ بِاللَّبِنَۃِ

پس خدا ارادہ کرد کہ پیشگوئی را بکمال رساند و بخشت آخری بنا را

پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ

الْاٰخِیْرَۃِ فَاَنَا تِلْکَ اللَّبِنَۃُ اَیُّھَا النَّاظِرُوْنَ۔ وَکَانَ

تمام کند۔ پس من ہماں خشت ہستم۔ و چنانچہ

بنا کو کمال تک پہنچا دے۔ پس میں وہی اینٹ ہوں۔ اور

عِیْسٰی عِلْمًا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ وَاَنَا عِلْمٌ لَّکُمْ اَیُّھَا

عیسٰی نشانے برائے بنی اسرائیل بود ہمچناں من برائے شما اے تبہ کاران

جیسا کہ عیسٰی بنی اسرائیل کے لئے نشان تھا۔ ایسا ہی میں تمہارے لئے اے تبہ کارو

الْمُفْرِطُوْنَ۔ فَسَارِعُوْٓا اِلَی التَّوْبَۃِ اَیُّھَا الْغَافِلُوْنَ۔

یک نشان ہستم۔ پس اے غافلان بسوئے توبہ بشتابید۔

ایک نشان ہوں۔ پس اے غافلو! توبہ کی طرف جلدی کرو۔

وَاِنِّیْ جُعِلْتُ فَرْدًا اَکْمَلَ مِنَ الَّذِیْنَ اُنْعِمَ عَلَیْھِمْ

و من از گروہ منعم علیہم فرد اکمل کردہ شدم۔

اور میں منعم علیہم گروہ میں سے فرد اکمل کیا گیا ہوں۔

فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ وَلَا فَخْرَ وَلَا رِیَاءَ وَاللّٰہُ فَعَلَ

و ایں از فخر و ریا نیست۔ و خدا چنانکہ

اور یہ فخر اور ریا نہیں۔ خدا نے جیسا

کَیْفَ اَرَادَ وَشَاءَ فَھَلْ اَنْتُمْ تُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَتُزَاحِمُوْنَ۔

خواست کرد پس آیا شما با خدا جنگ و پیکار مے کنید۔

چاہا کیا۔ پس کیا تم خدا کے ساتھ لڑتے ہو۔

حوالہ نمبر 57

انبیاء کرام علیہم السلام
کی توہین
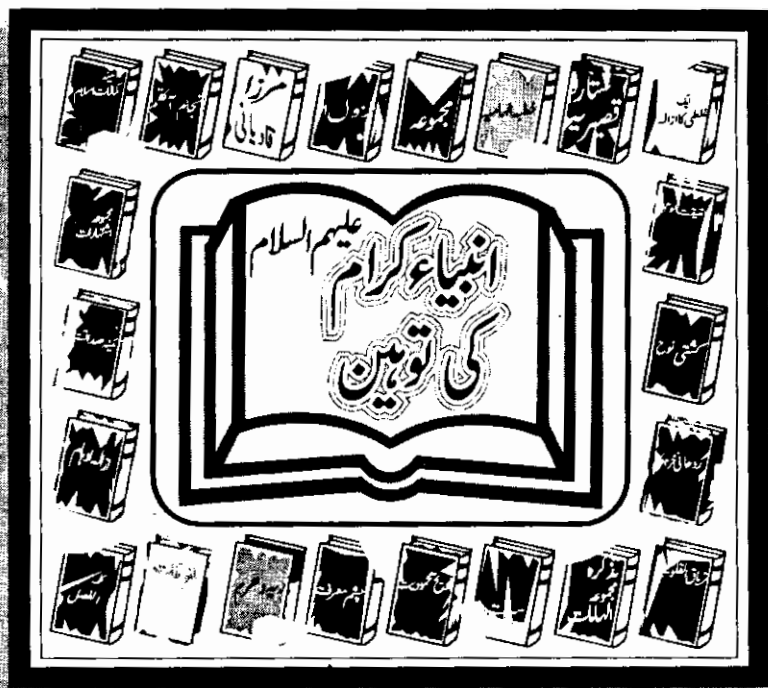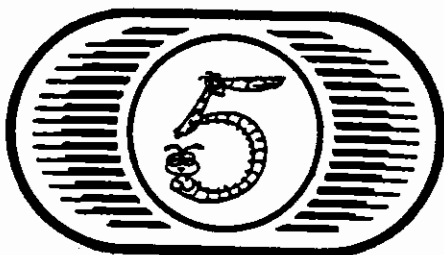
اللہ تعالیٰ کی رنگارنگ مخلوقات میں انسان سب سے اعلیٰ و اشرف ہے۔ جسے اشرف المخلوقات ہونے کا شرف حاصل ہے۔

گروہ انسانیت میں وہ سعاوت مند پھر بڑی عظمتوں کے حامل ہیں' جنہیں وحی ربانی کی تسلیم و اطاعت کا شرف حاصل ہوا۔اور اس گروہ مسلمین میں سے لاتعداد عظمتوں کے امین و حامل وہ ہیں جنہیں نبوت و رسالت کا تاج پہنایا گیا۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی سب سے بڑی امانت کا امین قرار دیا اور سب سے بڑی نعمت سے نوازا۔ یہ گروہ پاک باز انسان ہو کر بھی اتنا عظیم المرتبت ہے کہ معصومیت ان کے لوازم میں سے ہے۔ وہ معصوم اور اللہ تعالیٰ کی اس حفاظت میں ہوتے ہیں کہ گناہ ان کے گھر کا رخ نہیں کرسکتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی وحی کے حامل اور اس کے مبلغ ہوتے ہیں۔ اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر اس کی تبلیغ کرتے اور اف تک نہیں کرتے' چاہے اس راستہ میں ان کا جسم آرے سے چیرا جائے۔

لیکن قادیان کے اس شیطان مجسم نے اس گروہ پاک باز کو جس طرح یاد کیا۔ ان کی توہین کی اور اپنے ناپاک وجود کو ان سے برتر قرار دیا' وہ اس دھرتی کا سب سے گھناؤنا کاروبار ہے۔ اس شیطنت آمیز تحریرات کی نقل و مطالعہ کسی

شریف انسان کے بس کا روگ نہیں۔ لیکن ضرورت و مجبوری سے انہیں نقل کیا جا رہا ہے۔

(1) نبی کی تحقیر غضب الٰہی کا موجب

"اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔...... کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الٰہی۔"

(چشمہ معرفت ص 390 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 ص 390 از مرزا قادیانی)

(2) تمام انبیاء سے اجتہاد میں غلطی ہوئی

"میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی۔"

(تتمہ حقیقت الوحی ص 135 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 573 از مرزا قادیانی)

(3) تمام انبیاء کا مجموعہ

❑ "خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کیے ہیں۔ میں آدم ہوں' میں شیث ہوں' میں نوح ہوں' میں ابراہیم ہوں' میں اسحٰق ہوں' میں اسمٰعیل ہوں' میں یعقوب ہوں' میں یوسف ہوں' میں موسیٰ ہوں' میں داؤد ہوں' میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہراتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمدؐ اور احمدؐ ہوں۔"

(حقیقت الوحی (حاشیہ) ص 73 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 76 از مرزا قادیانی)

(4)

- "میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار"

(در ثمین ص 123 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(5) حضرت نوح علیہ السلام پر فضیلت

"خدا تعالیٰ میرے لیے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوحؑ کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔"

(تتمہ حقیقت الوحی ص 137 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 575 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(6) حضرت یوسف علیہ السلام پر فضیلت

"پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا قادیانی) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 99 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 ص 99 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(7) حضرت ابراہیم علیہ السلام پر فضیلت

"اور یہ جو فرمایا کہ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی یہ قرآن شریف کی آیت ہے اور اس مقام میں اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ابراہیم (مرزا غلام احمد قادیانی) جو بھیجا گیا تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجا لاؤ' اور ہر ایک امر میں اس کے نمونہ پر اپنے تئیں بناؤ"

(اربعین نمبر3 ص 38 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(8) پرلے درجہ کی بے غیرتی

"پس اب کیا یہ پرلے درجہ کی بے غیرتی نہیں کہ جہاں ہم لا نفرق بین احد من رسلہ میں داؤد اور سلیمان زکریا اور یحییٰ علیہم السلام کو شامل کرتے ہیں وہاں مسیح موعودؑ جیسے عظیم الشان نبی کو چھوڑ دیا جاوے۔"

(کلمۃ الفصل ص 117 - مولفہ مرزا بشیر احمد مندرجہ ریویو آف ریلیجنز قادیان' مارچ' اپریل 1915ء)

(9) ہر رسول میری قمیض میں چھپا ہوا ہے

"انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم ز کسے
آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آن جام را مرا بہ تمام
زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین"

(ترجمہ)

-1 "اگرچہ دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں' میں عرفان میں ان نبیوں میں سے کسی سے کم نہیں ہوں۔

-2 میں آدم ہوں' نیز احمد مختار ہوں' میں تمام نیکوں کے لباس میں ہوں۔

-3 خدا نے جو پیالے ہر نبی کو دیئے ہیں' ان تمام پیالوں کا مجموعہ مجھے دیا ہے۔

-4 میری آمد کی وجہ سے ہر نبی زندہ ہوگیا' ہر رسول میری قمیض میں چھپا

ہوا ہے۔

5- مجھے اپنی وحی پر یقین ہے اور اس یقین میں، میں کسی نبی سے کم نہیں ہوں جو جھوٹ کہتا ہے وہ لعین ہے۔"

(نزول المسیح ص 100 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 477، 478 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(نقل ٹائٹل طبع اول)

+ بغیر دستخط مہتمم کتب خانہ کے کتاب مسروقہ سمجھی جاویگی +

قد فرغنا من الردّ علٰی قوم یسمّون آریہ فالحمد للہ ربّ العٰلمین

انّا اذا نزلنا بساحۃِ قوم فسآء صباح المنذرین

(ترجمہ)

ہم آریوں کا رد لکھنے سے فراغت کر چکے سو اس خدا کو سب تعریف ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ ہم جب ایک قوم پر چڑھائی کرتے ہیں اور اُنکے صحن میں اُترتے ہیں تو وہ صبح اُن کی ایک بُری صبح ہوتی ہے جو تباہی کی خبر دیتی ہے

یہ کتاب آریہ صاحبوں کے اس مضمون کے جواب میں ہے جسکو اُنہوں نے اپنے مذہبی جلسہ میں دسمبر ۱۹۰۷ء میں بمواجہہ چار سو معزز ہماری جماعت کے مسلمانوں کے خود اُنکو اپنے گھر میں بلا کر سنایا تھا جو ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور دشنام دہی سے پُر تھا جس میں دین اسلام پر جا بجا توہین اور ہنسی اور ٹھٹھا کیا گیا تھا اور نہایت شوخی سے گندی گالیاں دے کر اور بیجا تہمتیں ہمارے مقدس ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگا کر صدہا مسلمانوں کو خود مدعو کر کے نہایت دکھ دیا تھا اور اس کتاب کا نام ہے

چشمۂ معرفت

از مؤلفات حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود

جو ۱۵ رمئی ۱۹۰۸ء کو

مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان ضلع گورداسپور میں طبع ہوئی

باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مینیجر

۲۲۵۲ جلد قیمت فی جلد عہ — اور قیمت مجلد تین روپیہ

کچھ نہ کچھ صحت نیت دل میں رکھ لیتا ہے کیونکہ اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔ پس مسلمانوں کو بڑی مشکلات پیش آتی ہیں کہ دونوں طرف اُن کے پیارے ہوتے ہیں۔ بہرحال جاہلوں کے مقابل پر صبر کرنا بہتر ہے کیونکہ کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر کرنا سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الٰہی۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اسلام میں کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم ہے تو پھر کیونکر اسلام صلح کاری کا مذہب ٹھہر سکتا ہے پس واضح ہو کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ تہمت ہے اور یہ بات سراسر جھوٹ ہے کہ دین اسلام میں جبراً دین پھیلانے کے لئے حکم دیا گیا تھا۔ کسی پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں تیرہ[۱۳] برس تک سخت دل کافروں کے ہاتھ سے وہ مصیبتیں اٹھائیں اور وہ دُکھ دیکھے کہ بجز اُن برگزیدہ لوگوں کے جن کا خدا پر نہایت درجہ بھروسہ ہوتا ہے کوئی شخص ان دکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا اور اس مدت میں کئی عزیز صحابہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نہایت بے رحمی سے قتل کئے گئے اور بعض کو بار بار زدوکوب کر کے موت کے قریب کر دیا اور بعض دفعہ ظالموں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اس قدر پتھر چلائے کہ آپ سر سے پیر تک خون آلودہ ہو گئے اور آخر کار کافروں نے یہ منصوبہ سوچا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے اس مذہب کا فیصلہ ہی کر دیں۔ تب اس نیت سے اُنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر کا **محاصرہ** کیا اور خدا نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ تم اس شہر سے نکل جاؤ۔ تب آپ اپنے ایک رفیق کے ساتھ جس کا نام **ابوبکر**ؓ تھا نکل آئے اور خدا کا یہ معجزہ تھا کہ باوجودیکہ صدہا لوگوں نے محاصرہ کیا تھا مگر ایک شخص نے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا اور آپ شہر سے باہر آگئے اور ایک پتھر پر کھڑے ہو کر مکہ کو مخاطب کر کے کہا کہ "اے مکہ تو میرا پیارا شہر اور پیارا وطن

حوالہ نمبر 1

فضل وکرم سے ابتک زندہ ہیں۔ پس خدا کے علم میں مرنے والے کی طرف وہ پیشگوئی منسوب نہیں ہوسکتی اور خدا کے نزدیک وہ کالعدم ہے اور خدا کی پیشگوئی ایک جینے والے لڑکے کے متعلق تھی۔ خدا کا ایسا کوئی الہام نہیں کہ وہ عمر پانے والا لڑکا پہلے حمل سے ہی پیدا ہوگا اور اگر کوئی اجتہادی خیال ہو تو اس پر اعتراض کرنا اُن لوگوں کا کام ہے جو نبی کے اپنے اجتہاد کو واجب الوقوع سمجھتے ہیں تعجب کہ یہ لوگ کیسے اپنے افتراء سے ایک اعتراض بنالیتے ہیں۔ سچ بات تو یہ ہے کہ جب انسان جھوٹ بولنا روا رکھ لیتا ہے تو حیا اور خدا کا خوف بھی کم ہو جاتا ہے۔

ناظرین یاد رکھیں کہ میری طرف سے کبھی کوئی ایسی پیشگوئی شائع نہیں ہوئی جسکے الہامی الفاظ میں یہ تصریح کی گئی ہو کہ اِسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا۔ رہا اجتہاد تو میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دُنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی۔ جب وہ نبی جو تمام انبیاء سے افضل تھا اجتہادی غلطی سے بچ نہ سکا۔ چنانچہ حدیبیہ کا سفر اجتہادی غلطی تھی۔ یمامہ کو ہجرت گاہ قرار دینا اجتہادی غلطی تھی تو پھر دُوسروں پر کیا اعتراض۔ ایک نبی اپنے اجتہاد میں غلطی کرسکتا ہے مگر خدا کی وحی میں غلطی نہیں ہوتی۔ ہاں اسکے سمجھنے میں اگر احکام شریعت کے متعلق نہ ہو کسی نبی سے غلطی ہوسکتی ہے جیسا کہ ملاکی نبی اس راز کو سمجھ نہ سکا کہ الیاس نبی کا دوبارہ آسمان سے نازل ہونا حقیقت پر محمول نہیں بلکہ استعارہ کے رنگ میں ہے اور اسرائیلی کوئی نبی توریت کی پیشگوئی سے یہ نہ سمجھ سکا کہ آخری نبی بنی اسمٰعیل میں سے ہے۔ ایسا ہی حضرت عیسٰی نے بھی اجتہادی غلطی سے اپنے تئیں بادشاہ بننا یقین کرلیا اور کپڑے بیچ کر ہتھیار بھی خریدے گئے۔ یہودا اسکریوطی کو بہشت کا ایک تخت بھی دیا گیا۔ پھر اسی زمانہ میں آسمان سے واپس آنے کا بھی پختہ وعدہ دیا آخر وہ سب پیشگوئیاں غلط نکلیں۔ پس جس امر میں تمام انبیاء شریک ہیں اور ایک بھی اُن میں سے باہر نہیں اسکو اعتراض کی صورت میں پیش کرنا کسی متقی کا کام نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ نے یہ اجتہادی غلطی انبیاء کیلئے اس واسطے مقرر کر رکھی ہے تا وہ معبود نہ ٹھیرائے جائیں مگر اس سے انکی اتمام حجت میں کچھ فرق نہیں آتا۔ کیونکہ معجزات کثیرہ سے انکی حقیقت ثابت ہوجاتی

ص ۱۳۵

حوالہ نمبر 2

لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ۔ وَھُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْن ؕ
میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔ اور وہ مغلوب ہونے کے بعد جلد غالب ہو جائیں گے۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ ھُمْ مُحْسِنُوْن۔
خدا اُن کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور وہ جو نکوکار ہیں۔

اُرِیْکَ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ۔ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّار
قیامت کے مشابہ ایک زلزلہ آنے والا ہے جو تمہیں دکھاؤں گا اور مَیں ہر ایک کو جو اس گھر میں ہے نگہ رکھوں گا۔

وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّھَا الْمُجْرِمُوْنَ۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ
اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ۔ حق آیا اور باطل

الْبَاطِلُ۔ ھٰذَا الَّذِیْ کُنْتُمْ بِہٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ۔
بھاگ گیا۔ یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم جلدی کرتے تھے۔

بِشَارَۃٌ تَلَقَّاھَا النَّبِیُّوْنَ۔ اَنْتَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّکَ۔
یہ وہ بشارت ہے جو نبیوں کو ملی تھی۔ تُو خدا کی طرف سے کھلی کھلی دلیل کے ساتھ ظاہر ہوا ہے

کَفَیْنَاکَ الْمُسْتَھْزِئِیْنَ۔ ھَلْ اُنَبِّئُکُمْ عَلٰی مَنْ تَنَزَّلُ
وہ لوگ جو تیرے پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں اُن کے لئے ہم کافی ہیں۔ کیا مَیں تمہیں بتلاؤں کہ کن لوگوں پر

الشَّیَاطِیْنُ۔ تَنَزَّلُ عَلٰی کُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیْمٍ۔ وَلَا تَیْئَسْ
شیطان اُترا کرتے ہیں۔ ہر ایک کذّاب بدکار پر شیطان اُترتے ہیں۔ اور تُو خدا کی

مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ۔ اَلَا اِنَّ رَوْحَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ۔ اَلَا اِنَّ نَصْر
رحمت سے نومید مت ہو۔ خبردار ہو کہ خدا کی رحمت قریب ہے۔ خبردار ہو کہ خدا کی مدد

ؔ اس وحی الٰہی میں خدا نے میرا نام رسل رکھا کیونکہ جیسا کہ براہین احمدیہ میں لکھا گیا ہے خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ مَیں آدم ہوں مَیں شیث ہوں مَیں نوح ہوں مَیں ابراہیم ہوں مَیں اسحٰق ہوں مَیں اسمٰعیل ہوں مَیں یعقوب ہوں مَیں یوسف ہوں مَیں موسٰی ہوں مَیں داؤد ہوں مَیں عیسٰی ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا مَیں مظہر اتم ہوں یعنی ظلّی طور پر محمدؐ اور احمدؐ ہوں۔ منہ

حوالہ نمبر3

مفتری کہتے ہوئے اُن کو حیا آتی نہیں ... کیسے ظالم ہیں کہ اِس ظالم سے ہیں یہ برکنار

غیر کیا جانے کہ دلبر سے ہمیں کیا جوڑ ہے ... وُہ ہمارا ہو گیا اُسکے ہوئے ہم جاں نثار

مَیں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہُوں ... نیز ابراہیم ہُوں نسلیں ہیں میری بے شمار

اِک شجر ہُوں جسکو داؤدی صفت کے پھل لگے ... مَیں ہُوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار

پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا رُوئے صلیب ... گر نہ ہوتا نام احمدؐ جس پہ میرا سب مدار

دشمنو! ہم اُسکی رہ میں مر رہے ہیں ہر گھڑی
کیا کرو گے تم ہماری نیستی کا اِنتظار

سر سے میرے پاؤں تک وُہ یار مجھ میں ہے نہاں ... اَے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

کیا کروں تعریفِ حُسنِ یار کی اور کیا لکھوں ... اِک اَدا سے ہو گیا مَیں سیلِ نفسِ دُوں سے پار

اِس قدر عرفاں بڑھا میرا کہ کافر ہو گیا ... آنکھ میں اُسکی کہ ہے وُہ دُور تر از صحنِ یار

اس رُخِ روشن سے میری آنکھ بھی روشن ہوئی ... ہو گئے اسرار اُس دلبر کے مجھ پر آشکار

قوم کے لوگو! ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب ... وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

کیا تماشہ ہے کہ مَیں کافر ہُوں تم مومن ہوئے
پھر بھی اس کافر کا حامی ہے وُہ مقبولوں کا یار

کیا اچنبھی بات ہے کافر کی کرتا ہے مدد ... وُہ خُدا جو چاہیئے تھا مومنوں کا دوستدار

اہلِ تقویٰ تھا کرمِ دیں بھی تمہاری آنکھ میں ... جس نے ناحق ظلم کی رہ سے کیا تھا مجھ پہ وار

بے مددن میں نہ تھا بھی نصرتِ حق میرے ساتھ ... فتح کی دیتی تھی وحیِ حق بشارت بار بار

پر مجھے اس نے نہ دیکھا آنکھ اُسکی بند تھی ... پھر سزا پا کر لگایا سُرمہ دُنبالہ دار

نام بھی کذاب اُس کا دفتروں میں رہ گیا ... اب مٹا سکتا نہیں یہ نام تا روزِ شمار

حوالہ نمبر 4

بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔

(۲) دوسرے یہ کہ کسی شخص کی نسبت واقعی طور پر ایک پیشگوئی تو ہو مگر وہ پیشگوئی وعید اور عذاب کے رنگ میں تھی اور اپنی شرط کے موافق پوری ہو گئی یا کسی وقت اس کا ظہور ہو جائے گا۔

(۳) تیسرے یہ کہ محض ایک اجتہادی امر ہے اور اسکو خدا کا کلام قرار دے کر پھر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ پیشگوئی تھی جو پوری نہیں ہوئی جبکہ یہ حال ہے تو ظاہر ہے کہ کوئی نبی انکی زبان سے بچ نہیں سکتا۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق اور مغرب کے جمع ہو جاویں تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گذشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو۔ اپنی چالاکیوں کیوجہ سے ہمیشہ رُسوا ہوتے ہیں اور پھر باز نہیں آتے۔ اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوحؑ کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔ مگر میں ان لوگوں کو کس سے مثال دوں وہ اس خیرہ طبع انسان کی طرح ہیں جو روزِ روشن کو دیکھ کر پھر بھی اس بات پر ضد کرتا ہے کہ رات ہے دن نہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کو پیش از وقت طاعون کی خبر دی اور فرمایا الامراض تشاع والنفوس تضاع مگر انہوں نے اس نشان کی کچھ بھی پروا نہ کی۔ پھر خدا نے غیر معمولی زلزلہ کی خبر دی جو اِس ملک میں ۴؍ اپریل ۱۹۰۵ء کو آنیوالا تھا اور وہ آیا اور صدہا آدمیوں کو ہلاک کر گیا۔ مگر ان لوگوں نے اُسکی بھی کچھ پروا نہ کی۔ پھر خدا نے فرمایا کہ بہار میں ایک اور زلزلہ آئیگا۔ سو وہ بھی آیا مگر ان لوگوں نے اُسکو بھی نظر انداز کیا۔ پھر خدا نے ایک آتشی شعلہ کی خبر دی تھی سو ۳۱؍ مارچ ۱۹۰۷ء کو ظاہر ہوا اور قریباً ہزار میل تک عجیب شکل میں مشاہدہ کیا گیا۔ لیکن ان لوگوں نے اس سے بھی کچھ سبق حاصل نہ کیا۔ پھر خدا نے یہ پیشگوئی کی کہ بہار کے موسم میں سخت بارشیں ہونگی سخت برف اور اولے پڑینگے اور سخت درجہ کی سردی ہوگی مگر ان لوگوں نے اس عظیم الشان نشان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ پھر خدا نے اسی مارچ ۱۹۰۷ء میں ایک اور زلزلہ کی خبر دی جو پشاور

حوالہ نمبر 5

کرتی ہیں۔ خلاصہ مطلب یہ کہ اگر کوئی عورت ایسی خواہش کرے تو مَیں اپنے نفس کے لئے اُس امر سے قید ہونا زیادہ پسند کرتا ہوں۔ یہ یوسف بن یعقوب علیہما السلام کی دُعا تھی جس دُعا کی وجہ سے وہ قید ہو گئے اور میرا بھی یہی کلمہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے آج سے پچیس۲۵ برس پہلے براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ صرف یہ فرق ہے کہ یوسف بن یعقوب اپنی اِس دُعا کی وجہ سے قید ہو گیا۔ مگر خدا نے براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ میں میری نسبت یہ فرمایا یعصمک اللّٰہ من عندہٖ و ان لم یعصمک الناس یعنی خدا تعالیٰ تجھے خود بچائے گا اگرچہ لوگ تیرے پھنسانے پر آمادہ ہوں۔ سو ایسا ہی ہوا کہ مسمّیٰ کرم دین کے فوجداری مقدمہ میں ایک ہندو مجسٹریٹ کا ارادہ تھا کہ مجھے قید کی سزا دے مگر خدا تعالیٰ نے کسی غیبی سامان سے اُس کے دل کو اس ارادہ سے روک دیا۔ اور یہ بھی ظاہر کیا کہ وہ آخرکار سزا دینے کے ارادہ سے قطعاً ناکام رہے گا۔ پس اس اُمت کا یوسف یعنی یہ عاجز اسرائیلی یوسف سے بڑھکر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دُعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا اور اس امت کے یوسف کی بریّت کیلئے پچیسؔ برس پہلے ہی خدا نے آپ گواہی دے دی اور اور بھی نشان دکھلائے مگر یوسف بن یعقوب اپنی بریّت کے لئے انسانی گواہی کا محتاج ہوا۔ اور ان پیشگوئیوں کی گواہی کے بعد زلزلہ شدیدہ نے بھی گواہی دی جسکی گیارہ مہینے پہلے مَیں نے خبر دی تھی۔ کیونکہ زلزلہ کی پیشگوئی کے ساتھ یہ وحی الٰہی بھی ہوئی تھی۔ قل عندی شھادۃ من اللّٰہ فھل انتم مؤمنون*۔ پس یہ دو گواہ ہو گئے اور نہ معلوم کہ بعد میں ان کے کتنے گواہ ہیں۔

---

* اسجگہ پر خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ قل عندی شھادۃ من اللّٰہ فھل انتم مؤمنون یعنی اِن کو کہدے کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے جو انسانوں کی گواہی پر مقدم ہے۔ وہ یہی گواہی ہے کہ خدا نے ایک مدت دراز پہلے اِن بے جا بہتانوں کی خبر دی۔ منہ

حوالہ نمبر 6

پھر فرمایا کہ اے میرے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو بہتر وارث ہے اس الہام میں یہ اشارہ ہے کہ خدا اکیلا نہیں چھوڑے گا اور ابراہیم کی طرح کثرت نسل کرے گا اور بہتیرے اس نسل سے برکت پائیں گے۔ اور یہ جو فرمایا کہ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی یہ قرآن شریف کی آیت ہے اور اس مقام میں اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ابراہیم جو بھیجا گیا تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجا لاؤ۔ اور ہر ایک امر میں اس کے نمونہ پر اپنے تئیں بناؤ اور جیسا کہ آیت و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں یہ اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر زمانہ میں ایک مظہر ظاہر ہوگا گویا وہ اس کا ایک ہاتھ ہوگا * جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا۔ اور وہ حضرت مسیح کے رنگ میں جمالی طور پر دین کو پھیلائے گا۔ ایسا ہی یہ آیت واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا

* یاد رہے کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ کے دو ہاتھ جلالی و جمالی ہیں اسی نمونہ پر چونکہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ جل شانہٗ کے مظہر اتم ہیں لہذا خدا تعالےٰ نے آپ کو بھی وہ دونوں ہاتھ رحمت اور شوکت کے عطا فرمائے جمالی ہاتھ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ قرآن شریف میں ہے وما ارسلناك الا رحمة للعالمین۔ یعنے ہم نے تمام دنیا پر رحمت کرکے تجھے بھیجا ہے۔ اور جلالی ہاتھ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ یہ دونوں صفتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے اپنے وقتوں میں ظہور پذیر ہوں۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے صفت جلالی کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا۔ اور صفت جمالی کو مسیح موعود اور اس کے گروہ کے ذریعہ کمال تک پہنچایا۔ اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔ و آخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ منہ

حوالہ نمبر 7

جو مثیل پیدا ہوا اسکے مقابل اگر اسرائیل خاندان کے سارے بیٹے بھی ترازو میں رکھے جاویں تو تب بھی اسمٰعیلی پلڑا ہی درجھکا رہیگا۔ سی طرح اور ٹھیک اسی طرح بیشک تورات کو بہت سے نبی خدمت کے لیئے عطا ہوئے لیکن قرآن کی خدمت کے لیئے جو نبی اُمتِ محمدیہ میں پیدا کیا گیا وہ اپنی شان میں کچھ اور ہی رنگ رکھتا ہے۔

علاوہ اسکے ہمیں یہ بھی تو دیکھنا چاہیئے کہ مسیح موعود تمام انبیاء کا مظہر ہے جیسا کہ اسکی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء اسلیئے اسکے آنے سے گویا اُمتِ محمدیہ میں تمام گذشتہ نبی پیدا کیئے گئے پس نبیوں کی تعداد کے لحاظ سے بھی محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ سے بڑھکر رہا کیونکہ علاوہ ان نبیوں اور رسولوں کے جو توریت کی خدمت کے لیئے موسیٰ کو عطا ہوئے تھے اس اُمت میں وہ تمام نبی بھی مبعوث کیئے گئے جو موسیٰؑ سے پہلے گذر چکے تھے بلکہ خود موسیٰؑ بھی دوبارہ دنیا میں بھیجے گئے اور یہ سب کچھ مسیح موعودؑ کے وجود باجود میں پورا ہوا۔ پس کیا یہ پرلے درجہ کی بے غیرتی نہیں کہ جہاں ہم لا نفرق بین احد من رسلہ میں داؤد اور سلیمان زکریا اور یحییٰ علیہم السلام کو شامل کرتے ہیں وہاں مسیح موعودؑ جیسے عظیم الشان نبی کو چھوڑ دیا جاوے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حقیقی اور مستقل نبیوں کا ذکر کیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کا ثبوت پیش کیا جاوے۔ ظاہر ہے کہ اس آیت کریمہ میں رسول کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اب جس طرح رسول کا لفظ حقیقی اور مستقل نبیوں پر بولا جائیگا اسی طرح ظلی اور بروزی نبی پر بھی بولا جائیگا ورنہ اگر ظلی اور بروزی نبی کو صرف نبی کے نام سے پکارنا جائز نہیں تو کیوں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کو بار بار نبی اور رسول کے الفاظ سے یاد کیا۔ خدا نے تو اپنے کلام میں کبھی بھی ظلی یا بروزی کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ ہمیشہ صرف نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کرتا رہا پس اگر مسیح موعودؑ کو صرف نبی کے نام سے پکارنا جائز نہیں تو نعوذ باللہ سب سے پہلے ناجائز حرکت کرنیوالا خود خدا ہے۔ مگر در اصل یہ سارا نفس کا دھوکا ہے کیونکہ جس طرح حقیقی اور مستقل نبوتیں نبوت کی اقسام ہیں اسی طرح ظلی اور بروزی نبوت بھی نبوت کی ایک قسم ہے اگر ہم حقیقی یا مستقل نبیوں کو ہمیشہ صرف نبی کے نام سے پکارتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ظلی نبی کو نبی کے نام سے

ٹائیٹل طبع اوّل

کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و امامکم منکم

خدائے تعالیٰ کے بے انتہا احسانوں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان فضل و احسان ہے۔
کہ کتاب مستطاب منبع ایقان و عرفان مسمّٰی بہ

صادقم و از طرف مولیٰ با نشانہا آمدم | صد در علم و ہدیٰ بر روئے من بکشادہ اند

نزول المسیح

فی آخر الزمان

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمین | ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

خود مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے نکلی ہوئی جس کا نزول جمالی اور جلالی رنگوں میں حضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق (جو آخری زمانہ کے متعلق تھیں) اسوقت کے اولوالالباب و اولوالابصار نے برأی العین مشاہدہ کیا

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر کمترین مہدی حسین مہتمم کتب خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیر نگرانی شائع ہوئی۔ ٹائیٹل پیج مطبع میگزین قادیان میں چھپ کر طیار ہوا۔

بار اوّل تعداد اشاعت ۲۵۰۰

ماہ اگست ۱۹۰۹ء | شعبان المعظم ۱۳۲۷ہجری

قیمت ۳ر

ص۹۹

آنچناں عشق تیز مرکب راند کہ ازاں مشت خاک ہیچ نماند
پُر ز عشق و تہی ز ہر آزے قصہ کوتاہ کرد آوازے
رفتہ بیروں ز حلقۂ اغیار دل بریدہ ز غیر آں دلدار
آنچناں یار در کمند انداخت کہ نداند بدیگرے پرداخت
ذکر دلبر غذائے او گشتہ ہمہ دلبر برائے او گشتہ
دل و جاں بر رخے فدا کردہ وصل او اصل مدعا کردہ
از خودی ہائے خود فتاد جدا سیل پُر زور بود بُرد از جا
عشق دلبر بروئے او بارید ابر رحمت بکوئے او بارید
ہر ظہورے یکے سبب دارد داند آں کو بدل طلب دارد
ایں میسر نمے شود ز نہار جز سخن ہائے دلبر دلدار
بالخصوص آں سخن کہ از دلدار خاصیت دارد اندر ایں اسرار
ہر زماں قتیل تازہ بخواست غازۂ روئے او دم شہداست
کربلائیست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم
کارہائے کہ کرد با من یار برتر آں دفتر است از اظہار
دل من بردہ الفت خود داد خود مرا شد بوحی خود استاد
دیدم از خلق رنج و مکروہات وآنچہ چیز است پیش ایں لذات
آنچہ من بشنوم ز وحی خدا بخدا پاک دانمش ز خطا
من خدا را بدو شناختہ ام دل بدیں آتشش گداختہ ام
آنچہ بر من عیاں شد از دادار آفتابے است با دو صد انوار
انبیا گرچہ بودہ اند بسے من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
آں یقینے کہ بود عیسیٰ را بر کلامے کہ شد برو القا

کشتۂ دلبر دلآرامے رستہ یکسر ز ننگ از نامے
آں خدائے یقیں کہ گوش شنید کرد کار در غیر حق ببرید
پاک گشتہ ز لوث ہستی خویش رستہ از بند خود پرستی خویش
قدم خود زدہ براہ عدم گم بیادش ز فرق تا بقدم
سوختہ ہر غرض بجز دلدار دوختہ چشم دل ز غیر نگار
مردۂ و خویشتن فنا کردہ عشق جوشید و کارہا کردہ
تن چو فرسود دلستاں آمد دل چو از دست رفت جاں آمد
از یقینے کہ شد ز گفتارے در دل او برست گلزارے
پس چنیں شورش محبت یار کہ بشوید ہم از خودی آثار
عشق کو رو نمائید از دیدار تیز گر گہ بہ خیز داز گفتار
کشتۂ او نہ یک نہ دو نہ ہزار ایں قتیلان او برون ز شمار
ایں سعادت چو بود قسمت ما رفتہ رفتہ رسید نوبت ما
آدمم نیز احمد مختار در برم جامۂ ہمہ ابرار
آنچہ داد است ہر نبی را جام داد آں جام را مرا بتمام
وحی او را عجب اثر دیدم روئے آں مہر زاں قمر دیدم
دیدم از بہر خلق جلوۂ یار کار دیگر برآمد از یک کار
ہمچو قرآں منزہ اش دانم از خطاہا ہمیں است ایمانم
بخدا ہست ایں کلام مجید از دہان خدائے پاک وحید
ایں عطائے ست رب اربابم بلکہ بد آرم ازو تا ہم
وارث مصطفیٰ شدم بیقیں شدہ رنگیں برنگ یار حسیں
واں یقین کلیم بر تورات واں یقیں ہائے سید السادات

حوالہ نمبر 9

کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

لیک آئینہ ام ز ربِ غنی
از پئے صورتِ مہِ مدنی

ہر کہ آں یار بر دلِ من ریخت
نہ شیاطین بدو نہ نفس آمیخت

خالص آمد کلام آں دادار
زین سبب شد دلم پُر از انوار

ہست آں وحی تیرہ سوختنی
کہ نبود است بر یقین مبنی

لیکن ایں وحی بالیقین ز خداست
ہمہ کارم ازان یقین شدہ راست

آمدم آں زماں کہ بادِ خزاں
کرد یکسر ریاضِ دین ویران

در مشائخ نماند جز تزویر
عالمان ہم نشستہ ہمچو ضریر

عاشقِ زر شدند و دولت و جاہ
دل تہی از محبتِ آں شاہ

اندریں روزہائے چوں شبِ تار
قوم را دید حق بحالتِ زار

پس مرا از جہانیاں بگزید
در دلم روحِ پاکِ خویش دمید

در دلِ من ز عشق شور افگند
خود مرا شد گسستہ ہر پیوند

کرد دیوانہ و خردہا داد
بست یک در ہزار در بکشاد

خلق و مردم نصیحتم بکنند
تا ببرم ز یارِ خود پیوند

من نیم کور تا چو کورانی
بگزینم چنیں زلستانی

آں برِ تازہ کاں عطیہ یار
چوں ز دست افگنم پئے مردار

گر جہانے بدشمنی خیزد
تیغ گیرد کہ خونِ من ریزد

من نہ آنم کہ ترکِ او گویم
جانِ من ہست یار مے رویم

برخت ہرگز ز کوچہ اش نبرم
بزدلاں دیگر اند من دگرم

فارغم کرد عشقِ صورتِ یار
از غمِ حملہائے ایں اغیار

شورشِ عشق ہست ہر آنے
تا کجے خیر ایں گریبانے

ناصحاں را خبر ز عالم نیست
گذرے سوئے آں زلالم نیست

آمدم چوں سحر بلجۂ نور
تا شود تیرگی ز نورم دُور

شور افگندہ ام کہ تا زیں کار
خلق گردد ز خوابِ خود بیدار

غافلاں من ز یار آمدہ ام
ہمچو بادِ بہار آمدہ ام

ایں زمانم زمانۂ گلزار
موسمِ لالہ زار و وقتِ بہار

آمدم تا نگار باز آید
بیدلاں را قرار باز آید

دستِ غیبم بپروردہ ہر دم
کرد عیسیٰ بمن ظہورِ اتم

نورِ الہام ہمچو بادِ صبا
نزدم آرد ز غیب خوشبوہا

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

پُر شد از نورِ من زمان و زمین
سر بسوزت بر آسمان ز کمین

باخدا جنگہا کنی ہیہات
ایں چہ جور و جفا کنی ہیہات

اے تو ترک برہ نہادی پا
ہوش کن اے بریدہ زاں یکتا

از پئے خلق و ننگ و نام و رسوم
تافتی رو ز حضرتِ قیوم

رو بدو کن کہ رخِ یار است
ہمہ روہا فدائے دلدار است

وحیِ حق را چو بشنوی از ما
ایں مگو ما نیافتیم چرا

تا نہ کارِ دلت بجاں برسد
چوں پیامت ز دلستان برسد

تا نہ از خود روی جدا گردی
تا نہ قربانِ آشنا گردی

تا نیائی ز نفسِ خود بیروں
تا نہ گردی بروئے او مجنوں

تا نہ خاکت شود بساں غبار
تا نہ گرد غبارِ تو خونبار

تا نہ خونت چکد بجائے کسے
تا نہ جانت شود فدائے کسے

چوں دہندت بکوئے جاناں راہ
چوں ندا آیدت ازاں درگاہ

علیہ السلام
حضرت عیسیٰ
کی توہین
مرزا
قادیانی
مجموعہ
ملفوظات
کشتی نوح

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام میں سے سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنی بعض خصوصیات کے پیش نظر امتیازی مقام کے حامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے بن باپ پیدا ہونا' ایک خاص موقع پر زندہ آسمان پر اٹھایا جانا اور قرب قیامت میں دوبارہ دنیا میں واپسی' ایسی امتیازی خصوصیات ہیں جن میں ان کا کوئی دوسرا سہیم و شریک نہیں۔

دنیا کی سب سے بڑی مغضوب و مردود قوم یہود نے سب سے بڑھ کر سیدنا مسیح علیہ السلام اور ان کی پاک دامن و عفت مآب والدہ محترمہ سیدتنا مریم صدیقہ طاہرہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا رضوانہ' پر طرح طرح کے الزامات لگائے.... انہیں اذیت پہنچائی۔ سیدنا مسیحؑ کے قتل کے منصوبے بنائے اور تکلیف و اذیت کے حوالہ سے جو ہو سکا' انہوں نے کیا۔

صدیوں بعد اس روایت کو قادیانی دہقان مرزا غلام احمد نے دہرایا اور اپنی گستاخ و بے لگام قلم سے سیدنا مسیح علیہ السلام اور ان کی عظیم المرتبت والدہ کے خلاف' وہ' وہ بہتان طرازیاں کیں کہ یہود کی روح بھی شاید شرما اٹھی ہو۔

یہ بد زبانی اور دوں نہادی جس کا رویہ ہو' اسے شریف انسان کہنا بھی مشکل

ہے۔ آئیں دیکھیں اس حوالہ سے کہ اس بدزبان نے کیا لکھا؟

{ گذشتہ سال حکومت نے موجودہ شناختی کارڈوں کی جگہ کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ جاری کرنے کا پروگرام بنایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس نئے کارڈ پر بلڈ گروپ اور مذہب کا خانہ بھی ہونا چاہیے تاکہ معلوم ہو سکے کہ کون' کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ مجلس کے اس مطالبہ کی تمام دینی جماعتوں نے نہ صرف حمایت کی بلکہ بھرپور انداز میں تحریک کا ساتھ بھی دیا۔ مذہب کا اظہار فخر کی علامت ہے۔ اگر مذہب کا اظہار شرمندگی کا باعث بنتا ہے تو اس پر لعنت بھیج کر اسے چھوڑ دینا چاہیے۔ یہودیوں کو اپنے یہودی ہونے پر فخر ہے' عیسائیوں کو اپنے عیسائی ہونے پر فخر ہے' مسلمانوں کو اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہے اور ہر مسلمان لاکھوں کے مجمع میں ڈنکے کی چوٹ پر اپنے مذہب کا اظہار کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہے خواہ اس کے لئے اسے کوئی بھی قربانی کیوں نہ دینا پڑے۔ تعزیرات پاکستان کی رو سے قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی اپنا مذہب اسلام پیش کرسکتے ہیں۔ لیکن قادیانی خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہیں کرتے بلکہ وہ مسلمانوں کو غیر مسلم کہتے ہیں اور خود کو مسلمان کہتے ہیں' اس لئے قانون کی رو سے قابل تعزیر ہیں۔ حکومت نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس مطالبہ کو تسلیم کر لیا۔ جس پر پورے ملک میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ قادیانیوں نے اس مطالبہ کی منظوری کو اپنی موت سمجھا لہٰذا انہوں نے عیسائی اقلیت کو ورغلایا اور پورے ملک میں احتجاجی تحریک شروع کر دی۔ پاکستان میں امریکی سفیر بھی ان کی حمایت میں کھل کر میدان میں آگئے جس کے نتیجے میں حکومت نے شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ ختم کر دیا۔ اس کامیابی پر عیسائی اور قادیانی اقلیت نے خوب جشن منایا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں نے عیسائی اقلیت کو استعمال کر کے پاکستان اور بیرون ممالک اپنے مذہب کی تبلیغ کی راہ ہموار کی' عیسائی اقلیت سے تعلق رکھنے والوں کے لیے یہ باب لمحہ فکریہ ہے! }

(1) حضرت عیسیٰ علیہ السلام گالیاں دیتے تھے

"آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بد زبانی کی اکثر عادت تھی' ادنی ادنی بات میں غصہ آ جاتا تھا' اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے' مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلا) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔"

(حاشیہ انجام آتھم ص 5 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 289 از مرزا قادیانی)

(2) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل چرا کر لکھی

"نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے' یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔"

(حاشیہ انجام آتھم ص 6 مندرجہ روحانی خزائن نمبر11 ص 290 از مرزا قادیانی)

(3) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی معجزہ نہیں

"عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا' اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔"

(حاشیہ انجام آتھم ص 6 مندرجہ روحانی خزائن نمبر11 ص 290 از مرزا قادیانی)

(4) حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کے معجزوں کی حقیقت

"سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے

ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے اور جیسے انسان میں قوے موجود ہوں انہیں کے موافق اعجاز کے طور پر بھی مدد ملتی ہے۔"

(ازالہ اوہام ص 154-155 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 254-255 از مرزا قادیانی)

(5) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کنجریاں

❑ "آپ (عیسیٰ علیہ اسلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی آپ کا کنجریوں کے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے' سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔"

(انجام آتھم ص 7 مندرجہ روحانی خزائن نمبر 11 ص 291 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(6)

❑ "اور نہ عیسائی مذہب کی طرح یہ سکھلاتا ہے کہ خدا (حضرت عیسیٰ علیہ

اسلام) نے انسان کی طرح ایک عورت کے پیٹ سے جنم لیا اور نہ صرف نو مہینہ تک خون حیض کھا کر ایک گنہگار جسم سے جو بنت سبع اور تمر اور راحاب جیسی حرامکار عورتوں کے خمیر سے اپنی فطرت میں انسانیت کا حصہ رکھتا تھا' خون اور ہڈی اور گوشت کو حاصل کیا بلکہ بچپن کے زمانہ میں جو جو بیماریوں کی صعوبتیں ہیں جیسے خسرہ چیچک دانتوں کی تکالیف وغیرہ تکلیفیں' وہ سب اٹھائیں اور بہت سا حصہ عمر کا معمولی انسانوں کی طرح کھو کر آخر موت کے قریب پہنچ کر خدائی یاد آگئی مگر چونکہ صرف دعوی ہی دعوی تھا اور خدائی طاقتیں ساتھ نہیں تھیں' اس لئے دعوی کے ساتھ ہی پکڑا گیا۔"

(ست بچن ص 173 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 ص 297, 298 از مرزا قادیانی)

(7) حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیتے تھے

"یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے' اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے"

(کشتی نوح حاشیہ ص 73 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 71 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی چونکہ خود شراب پیتا تھا اس لیے اس نے اپنے لیے جواز پیدا کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر الزام لگا دیا۔

(8) شراب اور افیون

"ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے' میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔"

(نسیم دعوت ص 69 مندرجہ روحانی خزئن جلد 19 ص 435,434 از مرزا قادیانی)

(9) شراب اور خدائی کا دعوی

"یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے چنانچہ خدائی کا دعوی شراب خوری کا ایک بد نتیجہ ہے۔"

(ست بچن حاشیہ ص 172 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 ص 296 از مرزا قادیانی)

(10) شراب اور فاحشہ عورتیں

"لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی' اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔"

(مقدمہ دافع البلاء ص 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 220 از مرزا قادیانی)

(11) پہلے مسیح سے بڑھ کر

❑ "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔"

(دافع البلاء ص 13 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 233 از مرزا قادیانی)

(12)

❑ "یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں مگر اس (مرزا قادیانی کے) لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔"
(تریاق القلوب ص 89 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص نمبر217 از مرزا قادیانی)

(13) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت

❑ "ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے"
(دافع البلاء ص 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 240 از مرزا قادیانی)

(14)

❑ "دنیا میں بہت سے نبی گزرے ہیں مگر ان کے شاگرد محدثیت کے درجہ سے آگے نہیں بڑھے سوائے ہمارے نبی صلعم کے کہ اس کے فیضان نے اس قدر وسعت اختیار کی کہ اس کے شاگردوں میں سے علاوہ بہت سے محدثوں کے' ایک (مرزا قادیانی) نے نبوت کا بھی درجہ پایا اور نہ صرف یہ کہ نبی بنا بلکہ اپنے مطاع کے کمالات کو ظلی طور پر حاصل کر کے بعض الوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا چنانچہ خدا تعالیٰ نے مسیح ناصری جیسے اولوالعزم نبی پر اسے فضیلت دی۔"
(حقیقتہ النبوۃ ص 257 - از مرزا بشیرالدین محمود ابن مرزا قادیانی)

(15) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سوؤروں کا شکار

"میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئے گا اور لوگ اس کو ملنے کے لئے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سور مارنے کے لئے گئے ہوئے ہیں پھر وہ لوگ حیران

ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا ہے اور باہر سوروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے پھر فرماتے تھے کہ ایسے شخص کی آمد سے تو ساہنسیوں اور گنڈیلوں کو خوشی ہو سکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں' مسلمانوں کو کیسے خوشی ہو سکتی ہے۔ یہ الفاظ بیان کر کے آپ بہت ہنستے تھے یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آ جاتا تھا۔"

(سیرت المہدی جلد 3 ص 292, 291 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(16) حضرت مریم علیہ السلام کا دوسرا نکاح

"اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آئے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔"

(کشتی نوح ص 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 18 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(17) حضرت مریم صدیقہؓ کا اپنے منسوب سے نکاح سے پہلے تعلق

"پانچواں قرینہ ان کے وہ رسوم ہیں جو یہودیوں سے بہت ملتے ہیں مثلاً" ان کے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کچھ چنداں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بلا تکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں۔ حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے مگر خوانین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے حتیٰ کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے جس کو

برا نہیں مانتے بلکہ ہنسی ٹھٹھے میں بات کو ٹال دیتے ہیں کیونکہ یہود کی طرح یہ لوگ ناطہ کو ایک قسم کا نکاح ہی جانتے ہیں جس میں پہلے مہر بھی مقرر ہو جاتا ہے۔"

(ایام الصلح حاشیہ ص 74 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 ص 300 از مرزا قادیانی)

(18) حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کے دوسرے نام

❑ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو یسوع اور جزیں یا یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہیں۔"

(راز حقیقت ص 19 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 ص 171 از مرزا قادیانی)

(19)

❑ "وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے' دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔"

(توضیح مرام ص 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 52 از مرزا غلام احمد قادیانی)

یہ کیسی خباثت تھی کہ آتھم کی موت کو جو عین الہام کے موافق بیعا کی کے بعد بلا توقف ظہور میں آئی کسی نے اس کو نشان الٰہی قرار نہ دیا۔ وہ گندے اخبار نویس جو آتھم کے مؤید تھے۔ پیشگوئی کی حقیقت کھلنے کے بعد ایسے تجاہل سے چُپ ہوئے کہ گویا مر گئے۔ اب آنکھیں کھولو اور اُٹھو اور جاگو اور تلاش کرو۔ کہ آتھم کہاں ہے۔ کیا خدا کے حکم نے اس کو قبر میں نہ پہنچا دیا۔ ہر ایک منصف اس پیشگوئی کو تسلیم کریگا

جائے گا۔ دیکھو یسوع کو کیسی سُوجھی بعد کیسی پیش بندی کی۔ اب کوئی حرامکار اور بدکار بنے تو اس سے معجزہ مانگے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا کہ ایک فریبکار نے جس میں سراسر یسوع کی رُوح تھی لوگوں میں مشہور کیا کہ میں ایک ایسا ورد بتلا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آجائیگا بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک وظیفی کو یہی کہنا پڑتا تھا۔ کہ ہاں صاحب نظر آگیا۔ سو یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربان ہی جائیں پنڈ چھڑانے کے لئے کیسا داؤ کھیلا۔ یہی آپ کا طریق تھا۔ کہ ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی قوت شجاعت آزمانے کے لئے سوال کیا کہ اے اُستاد قیصر کو خراج دینا روا ہے یا نہیں۔ آپ کو یہ سوال سُنتے ہی اپنی جان کی فکر پڑ گئی کہ کہیں باغی کہلا کر پکڑا نہ جاؤں۔ سو جیسا کہ معجزہ مانگنے والوں کو ایک لطیفہ سُنا کر معجزہ مانگنے سے روک دیا تھا۔ اس جگہ بھی وہی کارروائی کی اور کہا کہ قیصر کا قیصر کو دو اور خدا کا خدا کو۔ حالانکہ حضرت کا اپنا عقیدہ یہ تھا۔ کہ یہودیوں کے لئے یہودی بادشاہ چاہیئے نہ کہ مجوسی۔ اسی بنا پر ہتھیار بھی خریدے۔ شہزادہ بھی کہلایا مگر تقدیر نے یاوری نہ کی۔

متی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کو بیماری نہیں سمجھتے تھے بلکہ جن کا آسیب خیال کرتے تھے۔

ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔

یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ جن جن پیشگوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا جانا آپ نے فرمایا ہے۔ ان کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا

حوالہ نمبر 1

مگر شاید بعض بدذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں مگر دل اقرار کر گئے ہیں۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جس کا ذکر براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۹ میں ہے اور وہ یہ ہے یا احمد فاضت الرحمۃ علیٰ شفتیک۔ اے احمد فصاحت بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کئے گئے سو اس کی تصدیق کئی سال سے ہو رہی ہے۔ کئی کتابیں عربی بلیغ فصیح میں تالیف کر کے

ضمیمہ انجام آتھم

بلکہ وہ اوروں کے حق میں تھیں جو آپ کے تولّد سے پہلے پوری ہو گئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بیجا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں۔ عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں۔ آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس اُستاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہرحال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی تیار ہو گئے تھے۔

آپ کی انھیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالےٰ شفا بخشے۔

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور اُن کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔ اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرامکار اور حرام

حوالہ نمبر 2 حوالہ نمبر 3

اور اگر یہ کہا جاوے کہ قرآن شریف کے ایسے معنے کرنا کہ جو پہلوں سے منقول نہیں ہیں الحاد ہے جیسے مولوی عبدالرحمن صاحبزادہ مولوی محمد لکھو والہ نے اس عاجز کی نسبت لکھا ہے تو میں کہتا ہوں کہ میں نے کوئی ایسے اجنبی معنے نہیں کئے جو مخالف اُن معنوں کے ہوں جن پر صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین کا اجماع ہو۔ اکثر صحابہ مسیح کا فوت ہو جانا مانتے رہے، دجال معہود کا فوت ہو جانا مانتے رہے پھر مخالفانہ اجماع کہاں سے ثابت ہوا۔ قرآن شریف میں تیس کے قریب ایسی شہادتیں ہیں جو مسیح ابن مریم کے فوت ہونے پر دلالت بیّن کر رہی ہیں۔ غرض یہ بات کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا اور اسی جسم کے ساتھ اُترے گا نہایت لغو

جن میں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا جیسے شق القمر جو ہمارے سیّد و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا اور خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے اس کو دکھایا تھا (۲) دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو الہام الٰہی سے ملتی ہے جیسے حضرت سلیمان کا وہ معجزہ جو صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِیْرَ[1] ہے جس کو دیکھ کر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا۔

اب جاننا چاہیئے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح صرف عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ اُن دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔ وہ لوگ جو فرعون کے وقت میں مصر میں ایسے ایسے کام کرتے تھے جو سانپ بنا کر دکھلا دیتے تھے اور کئی قسم کے جانور طیار کر کے ان کو زندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے تھے۔ وہ حضرت مسیح کے وقت میں عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پھیل گئے تھے اور یہودیوں نے اُن کے بہت سے ساحرانہ کام سیکھ لئے تھے جیسا کہ قرآن کریم بھی اس بات کا شاہد ہے۔ سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک

[1] النمل: ۴۵

حوالہ نمبر 4

اور بے اصل بات ہے صحابہ کا ہرگز اس پر اجماع نہیں۔ بھلا اگر ہے تو کم سے کم تین سو۳۰۰ یا چار سو۴۰۰ صحابہ کا نام لیجئے جو اس بارہ میں اپنی شہادت ادا کر گئے ہیں ورنہ ایک یا دو آدمی کے بیان کا نام اجماع رکھنا سخت بد دیانتی ہے۔ ماسوا اس کے یہ بھی ان حضرات کی سراسر غلطی ہے کہ قرآن کریم کے معانی کو بزمانہ گذشتہ محدود و مقید سمجھتے ہیں۔ اگر اس خیال کو تسلیم کر لیا جاوے تو پھر قرآن شریف معجزہ نہیں رہ سکتا۔ اور اگر ہو بھی تو شاید ان عربیوں کے لئے جو بلاغت شناسی کا مذاق رکھتے ہیں۔ ص ۳۰۴

جاننا چاہیئے کہ کھلا کھلا اعجاز قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ہر ایک اہل زبان پر روشن ص ۳۰۵

نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے اور جیسے انسان میں قوتیں موجود ہوں انہیں کے موافق اعجاز کے طور پر بھی مدد ملتی ہے جیسے ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی قویٰ جو دقائق اور معارف تک پہنچنے میں نہایت تیز و قوی تھے۔ سو انہی کے موافق قرآن شریف کا معجزہ دیا گیا۔ جو جامع جمیع دقائق و معارف الٰہیہ ہے۔ پس اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو اور ایسا معجزہ دکھلانا عقل سے بعید بھی نہیں کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صناع ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں اور دُم بھی ہلاتی ہیں اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کَل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں۔ بمبئی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں بکثرت ہیں اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں۔ اور چونکہ قرآن شریف اکثر استعارات سے بھرا ہوا ہے اس لئے ان آیات کے روحانی طور پر معنی بھی کر سکتے ہیں کہ مٹی کی چڑیوں سے مراد وہ اُمّی اور نادان لوگ ہیں جن کو حضرت عیسیٰ نے اپنا رفیق بنایا گویا اپنی صحبت میں لے کر پرندوں کی صورت کا خاکہ کھینچا پھر ہدایت کی روح ان میں پھونک دی جس سے وہ پرواز کرنے لگے۔ ص ۳۰۴

ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق عمل التّرب یعنی مسمریزمی طریق ص ۳۰۵

ہزار ہا روپیہ کے انعام کے ساتھ علماء اسلام اور عیسائیوں کے سامنے پیش کی گئیں مگر کسی نے کمر نہ اُٹھایا اور کوئی مقابل پر نہ آیا۔ کیا یہ خدا کا نشان ہے یا انسان کا ہذیان ہے۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جو براہین کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے الرحمٰن علم القرآن۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اُس وعدہ کو ایسا طور سے

کی اولاد ہیں۔ آپ کا یہ کہنا کہ میرے پیرو زہر کھائیں گے اور ان کو کچھ اثر نہیں ہوگا۔ یہ **بالکل جھوٹ** نکلا۔ کیونکہ آجکل زہر کے ذریعہ سے یورپ میں بہت خودکشی ہو رہی ہے۔ ہزار ہا مرتے ہیں۔ ایک پادری کو کیسا ہی موٹا ہو۔ تین رتی اسٹرکنیا کھانے سے دو گھنٹے تک بآسانی مر سکتا ہے۔ پھر یہ معجزہ کہاں گیا۔ ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو پہاڑ کو کہینگے کہ یہاں سے اُٹھ اور وہ اُٹھ جائے گا یہ کس قدر جھوٹ ہے **بھلا** ایک پادری صرف بات سے ایک **الٹی جوتی کو سیدھا کر کے تو** دکھلائے۔

ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو۔ یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اُسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے۔ کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہونگے اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے **خون** سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

ضمیمہ انجام آتھم

حوالہ نمبر 5

ایک غور کرنے والا انسان ضرور اس بات کو قبول کر لیگا کہ کسی مخفی تعلق کی وجہ سے یہ کشش ہے پس اگر
یہ تعلق خدا کا خالق ہونا نہیں تو کوئی آریہ وغیرہ اس بات کا جواب دیں کہ اس تعلق کی وید وغیرہ میں کیا
ماہیت لکھی ہے اور اس کا کیا نام ہے کیا یہی سچ ہے کہ خدا صرف زبردستی ہر یک چیز پر حکومت کر
رہا ہے اور ان چیزوں میں کوئی طبعی قوت اور شوق خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے کا نہیں ہے معاذاللہ
ہرگز ایسا نہیں بلکہ ایسا خیال کرنا نہ صرف حماقت بلکہ پرلے درجہ کی خباثت بھی ہے مگر افسوس کہ
آریوں کے وید نے خدا تعالیٰ کی خالقیت سے انکار کر کے اس روحانی تعلق کو قبول نہیں کیا جس پر طبعی
اطاعت ہر یک چیز کی موقوف ہے اور چونکہ دقیق معرفت اور دقیق گیان سے وہ ہزاروں کوس
دور تھے لہٰذا یہ سچا فلسفہ اُن سے پوشیدہ رہا ہے کہ ضرور تمام اجسام اور ارواح کو ایک فطرتی
تعلق اس ذات قدیم سے پڑا ہوا ہے اور خدا کی حکومت صرف بناوٹ اور زبردستی کی حکومت نہیں
بلکہ ہر یک چیز اپنی روح سے اس کو سجدہ کر رہی ہے کیونکہ ذرہ ذرہ اس کے بے انتہا احسانوں میں
مستغرق اور اس کے ہاتھ سے نکلا ہوا ہے مگر افسوس کہ تمام مخالف مذہب والوں نے خدا تعالیٰ کے وسیع
دریائے قدرت اور رحمت اور تقدس کو اپنی تنگ دلی کی وجہ سے زبردستی روکنا چاہا ہے اور انہیں وجوہ
سے اُن کے فرضی خداؤں پر کمزوری اور ناپاکی اور بناوٹ اور بیجا غضب اور بے جا حکومت
کے طرح طرح کے داغ لگ گئے ہیں لیکن اسلام نے خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ کی تیز رو دھاروں
کو کہیں نہیں روکا وہ آریوں کی طرح اس عقیدہ کی تعلیم نہیں دیتا کہ زمین و آسمان کی روحیں اور ذرات
اجسام اپنے وجود کے آپ ہی خدا ہیں اور جس کا پرمیشر نام ہے وہ کسی نامعلوم سبب
سے محض ایک راجہ کے طور پر اُن پر حکمران ہے اور نہ عیسائی مذہب کی طرح یہ سکھلاتا ہے کہ
خدا نے انسان کی طرح ایک عورت کے پیٹ سے جنم لیا اور نہ صرف نو مہینہ تک خون حیض
کھا کر ایک گنہگار جسم سے جو بنت سبع اور تمر اور راحاب جیسی حرامکار عورتوں کے خمیر سے اپنی
فطرت میں ابنیت کا حصہ رکھتا تھا خون اور ہڈی اور گوشت کو حاصل کیا بلکہ بچپن کے زمانہ میں
جو جو بیماریوں کی صعوبتیں ہیں جیسے خسرہ چیچک دانتوں کی تکالیف وغیرہ تکلیفیں وہ سب

حوالہ نمبر 6

اٹھائیں اور بہت سا حصہ عمر کا معمولی انسانوں کی طرح کھو کر آخر موت کے قریب پہنچ کر خدائی یاد آگئی مگر چونکہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ تھا اور خدائی طاقتیں ساتھ نہیں تھیں اس لئے دعوے کے ساتھ ہی پکڑا گیا۔ بلکہ اسلام ان سب نقصانوں اور ناپاک حالتوں سے خدائے حقیقی ذوالجلال کو منزہ اور پاک سمجھتا ہے اور اس وحشیانہ غضب سے بھی اس کی ذات کو برتر قرار دیتا ہے کہ جب تک کسی کے گلے میں پھانسی کا رسہ نہ ڈالے تب تک اپنے بندوں کے بخشنے کیلئے کوئی سبیل اس کو یاد نہ آوے اور خدا تعالیٰ کے وجود اور صفات کے بارے میں قرآن کریم یہ سچی اور پاک اور کامل معرفت سکھاتا ہے کہ اس کی قدرت اور رحمت اور عظمت اور تقدس بے انتہا ہے اور یہ کہنا قرآنی تعلیم کے رو سے سخت مکروہ گناہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرتیں اور عظمتیں اور رحمتیں ایک حد پر جا کر ٹھہر جاتی ہیں یا کسی موقعہ پر پہنچکر اُس کا ضعف اُسے مانع آجاتا ہے بلکہ اس کی تمام قدرتیں اس مستحکم قاعدہ پر چل رہی ہیں کہ باستثناء اُن امور کے جو اُس کے تقدس اور کمال اور صفات کاملہ کے مخالف ہیں یا اس کے مواعید غیر متبدلہ کے منافی ہیں باقی جو چاہتا ہے کر سکتا ہے مثلاً یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اپنی قدرت کاملہ سے اپنے تئیں ہلاک کر سکتا ہے کیونکہ یہ بات اُس کی صفت قدیم حیّ و قیوم ہونے کے مخالف ہے وجہ یہ کہ وہ پہلے ہی اپنے فعل اور قول میں ظاہر کر چکا ہے کہ وہ ازلی ابدی اور غیر فانی ہے اور موت اُس پر جائز نہیں ایسا ہی یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی عورت کے رحم میں داخل ہوتا اور خون حیض کھاتا اور قریباً نو ماہ پورے کر کے سیر ڈیڑھ سیر کے وزن پر عورتوں کی پیشاب گاہ سے روتا چلاتا پیدا ہو جاتا ہے اور پھر روٹی کھاتا اور پاخانہ جاتا اور پیشاب کرتا اور تمام دُکھ اس فانی زندگی کے اُٹھاتا ہے اور آخر چند ساعت جان کندنی کا عذاب اُٹھا کر اس جہان فانی سے رخصت ہو جاتا ہے کیونکہ یہ تمام امور نقصان اور منقصت میں داخل ہیں اور اس کے جلال قدیم اور کمال تام کے برخلاف ہیں۔

پھر یہ بھی جاننا چاہیئے کہ چونکہ اسلامی عقیدہ میں درحقیقت خدا تعالیٰ تمام مخلوقات کا پیدا کرنیوالا ہی ہے اور کیا ارواح اور کیا اجسام سب اُسی کے پیدا کردہ ہیں اور اسی کی قدرت سے ظہور پذیر ہوئے ہیں

کیلئے عادت کر لیا جاتا ہے۔ وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے۔ سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزارہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کرتے جاتے ہیں* اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق اور بے مہر ہونا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ خدا یا اُسکے بندوں کی ہمدردی سے لاپروا ہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک امیر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائیگا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ۔ پس کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے بکلّی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام کو ایسی بیباکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اُس کیلئے حلال ہے۔ غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسی کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور شہوات کے جوش میں بےحیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ سو وہ سچی خوشحالی کو نہیں پائیگا یہانتک کہ مریگا۔ اے عزیزو تم تھوڑے دنوں کیلئے دنیا میں آئے ہو۔ اور وہ بھی بہت کچھ گذر چکے۔ سو اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو۔ ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو۔ اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے۔ پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو۔ اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا اور وہ خود تمہاری حفاظت کریگا۔ اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائیگا۔ ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں۔ اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بیقراری سے زندگی بسر کرو گے۔ اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم

* یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔ مگر اے مسلمانو! تمہارے نبی علیہ السلام تو ہر ایک نشہ سے پاک اور معصوم تھے جیسا کہ وہ فی الحقیقت معصوم ہیں سو تم مسلمان کہلا کر کس کی پیروی کرتے ہو۔ قرآن انجیل کی طرح شراب کو حلال نہیں ٹھیراتا۔ پھر تم کس دستاویز سے شراب کو حلال ٹھہراتے ہو۔ کیا مرنا نہیں ہے؟ منہ

۶۷

حوالہ نمبر 7

نسیم دعوت

کل صفحات ۹۶

از تصنیف لطیف

حضرت میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام

جسے

مینیجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان نے

شائع کیا

دسمبر ۱۹۳۶ء

تعداد طبع ۵۰۰

دوم

پیدا کرتا ہے۔ جن سے اب یورپ بھی دن بدن واقف ہوتا جاتا ہے۔ آخر جیسے بہت سے
تجارب کے بعد طلاق کا قانون پاس ہوگیا ہے۔ اسی طرح کسی دن دیکھ لوگے کہ تنگ آکر
اسلامی پردہ کے مشابہ یورپ میں بھی کوئی قانون شائع ہوگا۔ ورنہ انجام یہ ہوگا۔ کہ
چارپایوں کی طرح عورتیں اور مرد ہو جائیں گے۔ اور مشکل ہوگا کہ یہ شناخت کیا جائے
کہ فلاں شخص کس کا بیٹا ہے۔ اور وہ لوگ کیونکر پاک دل ہوں۔ پاک دل تو وہ ہوتے
ہیں۔ جن کی آنکھوں کے آگے ہر وقت خدا رہتا ہے۔ اور نہ صرف ایک موت اُن کو
یاد ہوتی ہے۔ بلکہ وہ ہر وقت عظمتِ الٰہی کے اثر سے مرتے رہتے ہیں۔ مگر یہ حالت
شراب خوری میں کیونکر پیدا ہو۔ شراب اور خدا ترسی ایک وجود میں اکٹھی نہیں ہو سکتی۔
خونِ مسیح کی دلیری اور شراب کا جوش تقویٰ کی بیخکنی میں کامیاب ہوگیا ہے۔ ہم اندازہ
نہیں لگا سکتے کہ آیا کفارہ کے مسئلہ نے یہ خرابیاں زیادہ پیدا کی ہیں یا شراب نے۔ اگر
اسلام کی طرح پردہ کی رسم ہوتی۔ تو پھر بھی کچھ پردہ رہتا۔ مگر یورپ تو پردہ کی رسم کا
دشمن ہے۔ ہم یورپ کے اس فلسفہ کو نہیں سمجھ سکتے۔ اگر وہ اس اصرار سے باز نہیں آتے۔
تو شوق سے شراب پیا کریں۔ کہ اس کے ذریعہ سے کفارہ کے فوائد بہت ظاہر ہوتے ہیں۔
کیونکہ مسیح کے خون کے سہارے پر جو لوگ گناہ کرتے ہیں۔ شراب کے وسیلہ سے ان کی میزان
بڑھتی ہے۔ ہم اس بحث کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتے۔ کیونکہ فطرت کا تقاضا الگ الگ ہے۔
ہمیں تو ناپاک چیزوں کے استعمال سے کسی سخت مرض کے وقت بھی ڈر لگتا ہے۔ چہ جائیکہ
پانی کی جگہ بھی شراب پی جائے۔ مجھے اس وقت ایک اپنا سرگذشت قصہ یاد آتا ہے۔ اور
وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے۔
اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آیا ہے۔ اور بوجہ اس کے کہ پیشاب
میں شکر ہے۔ کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے۔ اور کثرت پیشاب سے بہت
ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس

۶۹

حوالہ نمبر 8

کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ مَیں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی۔ لیکن اگر مَیں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں۔ تو مَیں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا۔ اور دوسرا افیونی۔

پس اس طرح جب مَیں نے خدا پر توکل کیا۔ تو خدا نے مجھے ان خبیث چیزوں کا محتاج نہیں کیا۔ اور بارہا جب مجھے غلبہ مرض کا ہُوا۔ تو خدا نے فرمایا کہ دیکھ مَیں نے تجھے شفا دیدی۔ تب اسی وقت مجھے آرام ہوگیا۔ انہی باتوں سے مَیں جانتا ہوں کہ ہمارا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے※۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ نہ اُس نے رُوح پیدا کی اور نہ ذرات اجسام۔ وہ خدا سے غافل ہیں۔ ہم ہر روز اُس کی نئی پیدائش دیکھتے ہیں۔ اور ترقیات سے نئی نئی رُوح وُہ ہم میں پھونکتا ہے۔ اگر وہ نیست سے ہست کرنیوالا نہ ہوتا۔ تو ہم تو زندہ ہی مرجاتے۔ عجیب ہے۔ وہ خدا جو ہمارا خدا ہے۔ کون ہے جو اس کی مانند ہے۔ اور عجیب ہیں اُس کے کام۔ کون ہے جس کے کام اس کی مانند ہیں۔ وہ قادر مطلق ہے۔ ہاں بعض وقت حکمت اس کی ایک کام کرنے سے اُسے روکتی ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر ظاہر کرتا ہوں۔ کہ مجھے دو مرض دامنگیر ہیں۔ ایک جسم کے اُوپر کے حصّہ میں کہ سردرد اور دوران سر اور دوران خون کم ہو کر ہاتھ پَیر سرد ہو جانا۔ نبض کم ہو جانا۔ دُوسرے جسم کے نیچے کے حصّہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریبًا بیس برس سے ہیں۔ کبھی دُعا سے ایسی رخصت ہو جاتی ہیں کہ گویا دُور ہوگئیں۔ مگر پھر شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک دفعہ مَیں نے دُعا کی۔ کہ یہ بیماریاں بالکل دُور کر دی جائیں۔ تو جواب ملا۔ کہ ایسا نہیں ہوگا۔

※ انسان جبتک خود خدا کی تجلّی سے اور خدا کے وسیلہ سے اس کے وجود پر اطلاع نہ پاوے۔ تب تک وہ خدا کی پرستش نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے خیالی کی پرستش کرتا ہے۔ محض خیال کی پرستش کرنا اندرونی گندگی کو صاف نہیں کرتا۔ ایسے لوگ تو پرمیشر کے خود پرمیشر بنتے ہیں کہ خود اس کا پتہ آپ لگاتے ہیں۔ مِنْہُ

قیمت فی جلد عہ

تعداد جلد ۷۰۰

کوایک خط مستقیم میں باہم رکھدیا جاوے تو شاید ایک مسافر کی دو منزل طے کرنے تک بھی وہ دوکانیں ختم نہ ہوں۔ عبادات سے فراغت ہے اور دن رات سواعیاشی اور دنیا پرستی کے کام نہیں پس اس تمام تحقیقات سے ثابت ہوا کہ یسوع کے مصلوب ہونے سے اس پر ایمان لانیوالے گناہ سے رک نہیں سکے* بلکہ جیسا کہ بند ٹوٹنے سے ایک تیز دھار دریا کا پانی اردگرد کے دیہات کو تباہ کر جاتا ہے ایسا ہی کفارہ پر ایمان لانے والوں کا حال ہو رہا ہے اور میں جانتا ہوں کہ عیسائی لوگ اس پر زیادہ بحث نہیں کریں گے کیونکہ جس حالت میں ان نبیوں کو جن کے پاس خدا کا فرشتہ آتا تھا۔ یسوع کا کفارہ بدکاریوں سے روک نہ سکا تو پھر کیونکر تاجروں اور پیشہ وروں اور خشک پادریوں کو ناپاک کاموں سے روک سکتا ہے۔ غرض عیسائیوں کے خدا کی کیفیت یہ ہے جو ہم بیان کر چکے۔

تیسرا مذہب ان دو مذہبوں کے مقابل پر جن کا ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں اسلام ہے اس مذہب کی خداشناسی نہایت صاف صاف اور انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ اگر تمام مذہبوں کی کتابیں نابود ہو کر اُن کے سارے تعلیمی خیالات اور تصورات بھی محو ہو جائیں تب بھی وہ خدا جس کی طرف قرآن رہنمائی کرتا ہے۔ آئینہ **قانون قدرت** میں صاف صاف نظر آئیگا اور اس کی قدرت اور حکمت سے بھری ہوئی صورت ہر یک **ذرہ** میں چمکتی ہوئی دکھائی دے گی غرض وہ خدا جس کا پتہ **قرآن شریف** بتلاتا ہے اپنی موجودات پر فقط قہری حکومت نہیں رکھتا بلکہ موافق آیۃ کریمہ **الست بربکم قالوا بلیٰ** کے ہر یک ذرہ ذرہ اپنی طبیعت اور روحانیت سے اس کا حکم بردار ہے۔ اس کی طرف جھکنے کے لئے ہر یک طبیعت میں ایک کشش پائی جاتی ہے۔ اس کشش سے ایک ذرہ بھی خالی نہیں اور یہ ایک بڑی دلیل اس بات پر ہے کہ وہ ہر یک چیز کا خالق ہے کیونکہ نور قلب اس بات کو مانتا ہے کہ وہ کشش جو اس کی طرف جھکنے کیلئے تمام چیزوں میں پائی جاتی ہے وہ بلاشبہ اسی کی طرف سے ہے جیسا کہ قرآن شریف نے اس آیت میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ **ان من شیءٍ الا یسبح بحمدہٖ** یعنی ہر یک چیز اس کی پاکی اور اس کے محامد بیان کر رہی ہے اگر خدا ان چیزوں کا خالق نہیں تھا تو اُن چیزوں میں خدا کی طرف کشش کیوں پائی جاتی ہے۔

* [illegible] کے بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے چنانچہ خطابی کا دعویٰ شراب خواری کا ایک بد نتیجہ ہے۔ منہ

قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا وہ ہے جو زمین حجاز میں پیدا ہوا تھا اور تمام دنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لئے آیا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر۔ خدا اُس کی برکتوں سے تمام زمین کو متمتع کرے۔ آمین

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

انسان جب حیاء اور انصاف کو چھوڑ دے تو جو چاہے کہے اور جو چاہے کرے۔ لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دُوسرے راستبازوں سے بڑھکر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحیٰی نبی کو اسپر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سُنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اُسکے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اُسکے بدن کو چھُوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُسکی خدمت کرتی تھی۔ اِسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحیٰی کا نام حصور رکھا[1] مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصّے اِس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ اور پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحیٰی کے ہاتھ پر جس کو عیسائی یوحنّا کہتے ہیں جو پیچھے ایلیا بنایا گیا اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی اور اُنکے خاص مُریدوں میں داخل ہُوئے تھے۔ اور یہ بات حضرت یحیٰی کی فضیلت کو بہداہت ثابت کرتی ہے کیونکہ بمقابل اِسکے یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ یحیٰی نے بھی کسی کے ہاتھ پر توبہ کی تھی پس اس کا معصوم ہونا بدیہی امر ہے اور مسلمانوں میں یہ جو مشہور ہے کہ عیسیٰ اور اُسکی ماں مسّ شیطان سے پاک ہیں اسکے معنے نادان لوگ نہیں سمجھتے۔ اصل بات یہ ہے کہ پلید یہودیوں نے حضرت عیسیٰ اور اُنکی ماں پر سخت ناپاک الزام لگائے تھے اور دونوں کی نسبت نعوذ باللہ شیطانی کاموں کی تہمت لگاتے تھے۔ سو اِس افترا کا رد ضروری تھا پس اس حدیث کے اِس سے زیادہ کوئی معنے نہیں کہ یہ پلید الزام جو حضرت عیسیٰ اور اُنکی ماں پر لگائے گئے ہیں یہ صحیح نہیں ہے بلکہ ان معنوں کرکے وہ مسّ شیطان سے پاک تھے اور اس قسم کے پاک ہونے کا واقعہ کسی اور نبی کو کبھی پیش نہیں آیا۔ منہ

۴

[1] آل عمران: ۴۰

حوالہ نمبر 10

یہ خدا کا کلام ہے۔ اِس کے یہ معنے ہیں کہ اے جو طلقت کے لئے مسیح کر کے بھیجا گیا ہے۔ ہماری اِس مہلک بیماری کیلئے شفاعت کر۔ تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجُز اِس مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں باستثناء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ شفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جُدا نہیں ہے بلکہ اسکی شفاعت درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شفاعت ہے۔ اَے عیسائی مشنریو! اب ربّنا المسیح مت کہو۔ اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اُس مسیح سے بڑھکر ہے۔ اور اے قوم شیعہ! اِسپر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اُس حسین سے بڑھکر ہے۔ اور اگر مَیں اپنی طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں تو مَیں جھُوٹا ہوں۔ لیکن اگر مَیں ساتھ اِس کے خُدا کی گواہی رکھتا ہوں تو تُم خدا سے مقابلہ مت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اُس سے لڑنے والے ٹھہرو۔ اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے جو شخص اسوقت میری طرف دَوڑتا ہے مَیں اسکو اس سے تشبیہ دیتا ہوں کہ جو عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔ لیکن جو شخص مجھے نہیں مانتا مَیں دیکھ رہا ہوں کہ وُہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہے اور کوئی بچنے کا سامان اُسکے پاس نہیں۔ سچا شفیع مَیں ہوں جو اُس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں اور اُس کا ظلّ جس کو اِس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا اور اُسکی بہت ہی تحقیر کی یعنی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم۔ اِس لئے خدا نے اِسوقت اِس گناہ کا ایک ہی لفظ کے ساتھ پادریوں سے بدلہ لے لیا کیونکہ عیسائی مشنریوں نے عیسیٰ بن مریم کو خُدا بنایا اور ہمارے سیّد و مولیٰ حقیقی شفیع کو گالیاں دیں اور بدزبانی کی کتابوں سے زمین کو نجس کر دیا اِس لئے اُس مسیح کے مقابل پر جِس کا نام خدا رکھا گیا۔ خُدا نے اِس اُمّت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے اور اُس نے اِس دُوسرے مسیح کا نام غلام احمدؐ رکھا۔ تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمدؐ کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا یعنے وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے

۱۴۲

حوالہ نمبر 11

یعنے کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر کہ مَیں تجھے ایک پاک لڑکا عنقریب عطا کرونگا۔ اور یہ پنجشنبہ کا دن تھا اور ذی الحجہ ۱۳۱۶ھ کی دوسری تاریخ تھی جبکہ یہ الہام ہؤا۔ اور اس الہام کے ساتھ ہی یہ الہام ہؤا۔ ربّ اصحّ زوجتی ھٰذہٖ * یعنے اَے میرے خدا میری اِس بیوی کو بیمار ہونے سے بچا۔ اور بیماری سے تندرست کر۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس بچہ کے پیدا ہونے کے وقت کسی بیماری کا اندیشہ ہے۔ سو اِس الہام کو مَیں نے اس تمام جماعت کو سُنا دیا جو میرے پاس قادیان میں موجود تھے اور اخویم مولوی عبدالکریم صاحب نے بہت سے خط لکھکر اپنے تمام معزز دوستوں کو اس الہام سے خبر کردی۔ اور پھر جب ۱۳ رجون ۱۸۹۹ء کا دن چڑھا جیسپر الہام مذکورہ کی تاریخ کو جو ۱۳۔ اپریل ۱۸۹۹ء کو ہؤا تھا۔ پُورے دو مہینے ہوتے تھے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُسی لڑکے کی مجھ میں رُوح بولی اور الہام کے طور پر یہ کلام اس کا مَیں نے سُنا۔ انّی اسقط من اللّٰہ واصیبہ۔ یعنے اب میرا وقت آگیا۔ اور مَیں اَب خدا کی طرف سے اور خدا کے ہاتھوں سے زمین پر گرونگا۔ اور پھر اسی کی طرف جاؤں گا۔ اور اسی لڑکے نے اسی طرح پیدائش سے پہلے یکم جنوری ۱۸۹۷ء میں بطور الہام یہ کلام مجھ سے کیا اور مخاطب بھائی تھے کہ مجھ میں اور تم میں ایک دن کی میعاد ہے۔ یعنے اے میرے بھائیو۔ مَیں پورے ایک دن کے بعد تمہیں ملوں گا۔ اس جگہ ایک دن سے مراد دو برس تھے۔ اور تیسرا برس وہ ہے جس میں پیدائش ہوئی۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کیں۔ اور پھر بعد اسکے ۱۴۔ جون ۱۸۹۹ء کو وہ پیدا ہؤا۔ اور جیسا کہ وہ چوتھا لڑکا تھا۔ اُسی مناسبت کے

* بچہ پیدا ہونے کے بعد جیسا کہ الہام کا منشاء تھا میری بیوی بیمار ہوگئی چنانچہ ابتک بعض عوارض مرض موجود ہیں اور اعراض شدیدہ سے بفضلہ تعالیٰ صحت ہوگئی ہے۔ منہ

حوالہ نمبر 12

منا

سمجھتے ہیں۔ پس ہم قرآن کو چھوڑ کر اور کس کتاب کو تلاش کریں اور کیونکر اسکو ناکامل سمجھ لیں۔ خدا نے ہمیں تو یہ بتلایا ہے کہ عیسائی مذہب بالکل مرگیا ہے اور انجیل ایک مُردہ اور ناتمام کلام ہے۔ پھر زندہ کو مُردہ سے کیا جوڑ۔ عیسائی مذہب سے ہماری کوئی صلح نہیں وہ سب کا سب ردّی اور باطل ہے اور آج آسمان کے نیچے بجز فرقان حمید کے اور کوئی کتاب نہیں۔ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے میری نسبت یہ الہام درج ہے جو اسکے صفحہ ۲۴۱ میں پاؤگے اور وہ یہ ہے:- ولن ترضٰی عنك الیہود ولا النصارٰی وخرقوا له بنین و بنات بغیر علم قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوًا احد۔ ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ الفتنة ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم وقل ربّ ادخلنی مدخل صدق۔ یعنے تیرا اور یہود اور نصارٰی کا کبھی مصالحہ نہیں ہوگا اور وہ کبھی تجھ سے راضی نہیں ہونگے (نصارٰی سے مُراد پادری اور انجیلوں کے حامی ہیں) اور پھر فرمایا کہ ان لوگوں نے ناحق اپنے دل سے خدا کیلئے بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں اور نہیں جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا۔ اگر خدا چاہے تو عیسےٰ ابن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کردے یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اُس نے کیا۔ مگر وہ خدا تو واحد لاشریک ہے جو موت اور تولّد سے پاک ہے اُس کا کوئی ہمسر نہیں۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیوں نے شور مچا رکھا تھا کہ مسیح بھی اپنے قرب اور وجاہت کے رُو سے واحد لاشریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو مَیں اُس کا ثانی پیدا کرونگا جو اُس سے بھی بہتر ہے۔ جو غلام احمدؐ ہے یعنے احمدؐ کا غلام۔

زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے	کیا ہی پیارا یہ نامِ احمدؐ ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا	سب سے بڑھکر مقامِ احمدؐ ہے
باغِ احمدؐ سے ہم نے پھل کھایا	میرا بُستاں کلامِ احمدؐ ہے
ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو	اُس سے بہتر غلامِ احمدؐ ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کے رُو سے خُدا کی تائید مسیح ابنِ مریم سے

حوالہ نمبر 13

رہے گی نہ شاخ اسلام میں نبوت کا مسئلہ ہی تو ایک زبردست مسئلہ ہے جو اسے پچھلے ادیان پر فضیلت دیتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے نبوت کا ملجانا ہی تو ایک کمال ہے جو آپ کو دوسرے انبیاءؑ سے فضل ثابت کرتا ہے ورنہ محدث تو پہلے انبیاءؑ کی امتوں میں بھی ہوتے تھے پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں بھی محدث ہی آسکتے ہیں تو آپ کو دوسرے انبیاءؑ پر کیا فضیلت ہوئی؟ ہمارا نبی خاتم النبیینؐ ہے وہ کل کمالات کا جمع کرنیوالا ہے کل خوبیاں اسپر ختم ہوگئیں وہ خاتم النبیینؐ ہی نہیں وہ خاتم المؤمنین بھی ہے دنیا کے پردہ پر کسی جگہ کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جبتک اس سے فیض نہ پائے لیکن اس کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ وہ خاتم النبیینؐ ہے یعنی نہ صرف نبی ہے بلکہ نبی گر ہے دنیا میں بہت سے نبی گذرے ہیں مگر انکے شاگرد محدثیت کے درجہ سے آگے نہیں بڑھے سوائے ہمارے نبی صلعم کے کہ اس کے فیضان نے اس قدر وسعت اختیار کی کہ اس کے شاگردوں میں سے علاوہ بہت سے محدثوں کے ایک نے نبوت کا بھی درجہ پایا اور صرف کہ نبی بنا بلکہ اپنے مطاع کے کمالات کو ظلی طور پر حاصل کرکے بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا چنانچہ خدائے تعالیٰ نے مسیح ناصری جیسے اولوالعزم نبی پر اسے فضیلت دی اور یہ سب کچھ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے ہوا نہ اس کے اپنے زور سے۔ پس اے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرنے والو! مسیح موعودؑ کی نبوت کا انکار کرنا درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت فیضان کا انکار کرنا ہے اور مسیح موعودؑ کے نبی ہونے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نقص نہیں آتا اور نہ آپ کی اس میں ہتک ہے بلکہ یہ سراسر عزت ہے اور وہ عزت ہے جس میں کوئی اور رسول آپ کے ساتھ شامل نہیں جہاں غیر وارث ہو وہاں غیرت ہوتی ہے لیکن جہاں اپنا شاگرد اور روحانی فرزند وارث ہو وہاں غیرت کا کیا تعلق شاگرد کا بڑھنا تو اُستاد کی قابلیت پر دلیل ہوتا ہے نہ کہ اس سے استاد کی قابلیت پر کوئی حرف آتا ہے پس مسیح موعودؑ کے بڑھنے پر حسد مت کرو کہ

حوالہ نمبر 14

فرمایا۔ وہ ہمارے مقابل پر جواب لکھے۔ خدا اس کا سارا علم سلب کر لیگا۔ سو ایسا ہی ظہور میں آیا کہ وہ کوئی جواب نہیں لکھ سکا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس میں شبہ نہیں کہ ظاہری علم کے لحاظ سے مولوی محمد حسین بٹالوی بہت بڑے عالم تھے اور کسی زمانہ میں ہندوستان کے علم دوست طبقہ میں ان کی بڑی قدر تھی۔ مگر خدا کے مسیح کے مقابلہ پر کھڑے ہو کر انہوں نے سب کچھ کھو دیا۔

۹۴۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ مصنف عصائے موسٰے کو جب لاہور میں طاعون ہوا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس یہ بات پیش ہوئی کہ حضور نے اعجاز احمدی میں لکھا ہے کہ مولوی محمد حسین اور مصنف عصائے موسٰی رجوع کر لیں گے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ ان کو مرنے دو۔ خدائی کلام کی تاویل بھی ہو سکتی ہے۔ آخر وہ طاعون سے ہی مر گیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مصنف عصائے موسیٰ سے بابو الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ مراد ہے جو شروع میں معتقد ہوتا تھا۔ مگر آخر سخت مخالف ہو گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نعوذ باللہ فرعون قرار دیکر اس کے مقابل پر اپنے آپ کو موسیٰ کے طور پر پیش کیا مگر بالآخر حضرت صاحب کے سامنے طاعون سے ہلاک ہو کر خاک میں مل گیا۔

۹۴۵ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ایک روز بٹالہ میں جمعہ پڑھنے کے لئے گیا۔ اس وقت میں جب بٹالہ جاتا تھا تو مولوی محمد حسین صاحب کے پیچھے جمعہ پڑھا کرتا تھا۔ انہوں نے بٹالہ میں خلیفیاں والی مسجد میں جمعہ پڑھانا تھا۔ جب انہوں نے خطبہ شروع کیا تو کہنے لگے کہ دیکھو مرزا حضرت مسیح ناصری کو سانہسیوں اور گنڈیلوں سے تشبیہ دیتا ہے اور کیسی ہتک کرتا ہے مجھے یہ الفاظ سنکر نہایت جوش پیدا ہوا۔ اور میں نے اسی وقت اُٹھکر مولوی صاحب کو ٹوکا کہ جو نقشہ مسیح کا آپ پیش کرتے ہیں اسکے ہوتے ہوئے اور کس سے تشبیہ دیجائے مگر مولوی صاحب نے میری بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور نہ ہی یہ کہا کہ خطبہ میں بولنا منع ہے۔ بلکہ خاموشی سے بات کو پی گئے۔ اس وقت ابھی مخالف کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت نہ ہوئی تھی۔

۹۴۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئیگا اور لوگ اسکو

ملنے کے لئے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سؤر مارنے کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا اور باہر سؤروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے۔ پھر فرماتے تھے کہ ایسے شخص کی آمد سے تو ساہنسیوں اور گنڈیلوں کو خوشی ہو سکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں مسلمانوں کو کیسے خوشی ہو سکتی ہے۔ یہ الفاظ بیان کر کے آپ بہت ہنستے تھے۔ یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آ جاتا تھا۔

۹۲۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عربی کے رواج دینے کی طرف توجہ تھی تو ان دنوں میں حضرت صاحب مجھے بھی عربی فقرات لکھواتے تھے اور ان میں نصیحت کے لئے بھی کبھی کبھی مناسب فقرے لکھوا دیتے تھے چنانچہ ایک دفعہ کا سبق شعروں میں بنا کر دیا تھا۔ پھر میں نے دیکھا کہ دو تین سال بعد تھوڑے سے تغیر کے ساتھ وہی اشعار آپ نے انجام آتھم میں درج کر دیئے اور وہ شعر جو اس وقت یاد کرائے تھے یہ ہیں:۔

۱۔ اَطِعْ ربّك الجبار اهل الاوامر	وخف قهره واترك طريق التجاسر
اپنے جبار اور صاحب حکم رب کی اطاعت کر	اور اس کے قہر سے ڈر اور دلیری کا طریق چھوڑ دے
۲۔ وكيف على النار النها بر تصبر	وانت تأذى عند حر الهواجر
اور تو دوزخ کی آگ پر کس طرح صبر کرے گا	حالانکہ تجھے تو دوپہر کی گرمی سے بھی تکلیف ہوتی ہے۔
۳۔ و والله ان الفسق صِلّ مدمّر	كملمس افعى ناعم فى النواظر
اور خدا کی قسم بدکاری ایک ہلاک کرنے والا سانپ ہے	جو سانپ کی کھال کی طرح دیکھنے میں اچھی معلوم ہوتی ہے
۴۔ فلا تختروا الطغوى فان الهنا	غيورٌ على حرماته غير قامر
پس سرکشی نہ اختیار کرو کیونکہ ہمارا خدا	بڑا غیرتمند ہے اور اپنی حرام کی ہوئی چیز مسکہ کرنیوالے کو سزا دئیے بغیر نہیں چھوڑتا
۵۔ ولا تقعدن يا ابن الكرام بمفسد	فترجع من حب الشرير كخاسر
اور اے بزرگوں کے بیٹے تو شریروں کے پاس نہ بیٹھا کر	کیونکہ تو شریروں سے محبت کر کے نقصان ہی اٹھائیگا۔
۶۔ ولا تحسبن ذنبا صغيرا كهيّن	فان ودا د الذنب احدى الكبائر
اور چھوٹے گناہ کو ہلکا نہ سمجھ	کیونکہ چھوٹے گناہ کو پسند رکھنا خود ایک کبیرہ گناہ ہے
۷۔ واخر نعمى توبة ثم توبة	وموت الفتى خير له من مناكر

وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اُسکے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں۔ اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگانِ قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعدد ازدواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی۔ یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں۔ اس صورت میں وہ لوگ قابلِ رحم تھے نہ قابلِ اعتراض۔

ان سب باتوں کے بعد پھر میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے۔ ظاہر کچھ چیز نہیں۔ خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کریگا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر فرضِ تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو۔ دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے۔ جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے اور قمار بازی سے۔ بدنظری سے

حاشیہ: - یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔ چار بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ یہودا۔ یعقوب۔ شمعون۔ یوزس۔ اور دو بہنوں کے نام یہ تھے آسیا۔ لیدیا۔ دیکھو کتاب اپاسٹولک ریکارڈس مصنفہ پادری جان ایلن گائلز مطبوعہ لنڈن ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۵۹ و ۱۶۶۔

حوالہ نمبر 16

ٹائٹل بار اول

الحمد للہ والمنۃ کہ یہہ رسالہ

موسومہ

ایام الصلح

قیمت فی جلد عمہ

تعداد اشاعت ۷۰۰

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم حافظ فضل الدین صاحب

بھیروی مالک مطبع کے مطبوع ہوا

یکم جنوری سنہ ۱۸۹۹ء

یہ لوگ دراصل یہودی ہی ہیں۔ اور برنیر صاحب اپنی کتاب وقائع عالمگیر میں یہ بھی ثابت کرتے ہیں

یادگار کے لئے اُس خیبر کے نام پر جو عرب میں ہے جہاں یہودی رہتے تھے رکھا تھا۔

تیسرا قرینہ ایک یہ بھی ہے کہ افغانوں کی شکلیں بھی اسرائیلیوں سے بہت ملتی ہیں۔ اگر ایک جماعت یہودیوں کی ایک افغانوں کی جماعت کے ساتھ کھڑی کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کا مونہہ اور ان کا اونچا ناک اور چہرہ بیضاوی ایسا باہم مشابہ معلوم ہوگا کہ خود دل بول اُٹھیگا کہ یہ لوگ ایک ہی خاندان میں سے ہیں۔

چوتھا قرینہ افغانوں کی پوشاک بھی ہے۔ افغانوں کے لمبے کُرتے اور جُبّے یہ وہی وضع اور پیرایہ اسرائیلیوں کا ہے جس کا انجیل میں بھی ذکر ہے۔

پانچواں قرینہ اُن کے وہ رسوم ہیں جو یہودیوں سے بہت ملتے ہیں۔ مثلاً ان کے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کچھ چنداں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بلا تکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں۔ حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے۔ مگر خوانین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے جس کو بُرا نہیں مانتے بلکہ ہنسی ٹھٹھے میں بات کو ٹال دیتے ہیں کیونکہ یہود کی طرح یہ لوگ ناطہ کو ایک قسم کا نکاح ہی جانتے ہیں جس میں پہلے مہر بھی مقرر ہو جاتا ہے۔

چھٹا قرینہ افغانوں کے بنی اسرائیل ہونے پر یہ ہے کہ افغانوں کا یہ بیان کہ قیس ہمارا مورث اعلیٰ ہے ان کے بنی اسرائیل ہونے کی تائید کرتا ہے۔ کیونکہ یہودیوں کی کتب مقدسہ میں سے جو کتاب پہلی تواریخ کے نام سے موسوم ہے اس کے باب ۹ آیت ۳۶ میں قیس کا ذکر ہے۔ اور وہ بنی اسرائیل میں سے تھا۔ اس سے ہمیں پتہ ملتا ہے کہ یا تو اسی قیس کی اولاد میں سے کوئی دوسرا قیس ہوگا۔ جو مسلمان ہوگیا ہوگا اور یا یہ کہ مسلمان ہونے والے کا کوئی اور نام ہوگا اور وہ اس قیس کی اولاد میں سے ہوگا۔ اور پھر بباعث خطاء حافظہ اس کا نام بھی قیس سمجھا گیا۔ بہرحال ایک ایسی قوم کے مونہہ سے قیس کا لفظ نکلنا جو کتب یہود سے بالکل بے خبر تھی اور محض ناخواندہ تھی۔ یقینی طور پر سمجھا جاتا ہے کہ یہ قیس کا لفظ انہوں نے اپنے باپوں سے سُنا تھا کہ ان کا مورث اعلیٰ ہے۔ پہلی تواریخ آیت ۳۹ کی یہ عبارت ہے۔ "اور نیر سے قیس پیدا ہوا اور قیس سے ساؤل پیدا ہوا اور ساؤل سے یہونتن۔"

ساتواں قرینہ اخلاقی حالتیں ہیں۔ جیسا کہ سرحدی افغانوں کی زود رنجی اور تلوّن مزاجی اور خود غرضی اور گردن کشی اور کج مزاجی اور کج روی اور دوسرے جذبات نفسانی اور خونی خیالات اور جاہل اور بے شعور ہونا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ یہ تمام صفات وہی ہیں جو توریت اور دوسرے صحیفوں میں اسرائیلی قوم کی لکھی گئی ہیں۔ اور اگر قرآن شریف کھول کر سورۂ بقرہ سے بنی اسرائیل کی صفات اور عادات اور اخلاق اور افعال پڑھنا شروع کرو تو ایسا معلوم ہوگا کہ گویا سرحدی افغانوں کی اخلاقی حالتیں بیان ہو رہی ہیں۔ اور یہ رائے یہاں تک صاف ہے کہ اکثر انگریزوں نے بھی یہی خیال کیا ہے۔ برنیر نے جہاں یہ لکھا ہے کہ کشمیر کے مسلمان کشمیری بھی دراصل بنی اسرائیل ہیں وہاں بعض انگریزوں کا بھی حوالہ دیا ہے۔ اور ان تمام لوگوں کو اُن دس فرقوں میں سے ٹھیرایا ہے جو مشرق میں گم ہیں جن کا اب اس زمانہ میں پتہ ملا ہے کہ وہ درحقیقت سب کے سب مسلمان ہوگئے

حوالہ نمبر 17

(ٹائٹل طبع اول)

اے خدا اے چشمۂ نورِ ھدیٰ
از کرم ہا چشم ایں اُمّت کشا
یک نظر کن سوئے ایں رازِ نہاں
تا رہی اے طالب از وہم و گماں

الحمدللہ والمنہ
کہ یہ رسالہ جس کا نام

رازِ حقیقت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحیح اور سچے سوانح ظاہر کرتا ہے اور ہمارے مباہلہ کے متعلق
کئی نصیحتیں کر کے اصل غرض مباہلہ بتلاتا ہے

اور بمقام قادیان مطبع ضیاء الاسلام میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب
بھیروی مالک مطبع چھپا ہے اور بتاریخ
۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء
شائع ہوا

جلد ۱۴۰۰

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو یسوع اور جیزس یا یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہیں یہ اُن کا مزار ہے اور بموجب شہادت کشمیر کے معتبر لوگوں کے عرصہ انیس سو برس کے قریب سے یہ مزار سری نگر محلہ خان یار میں ہے -

حوالہ نمبر 18
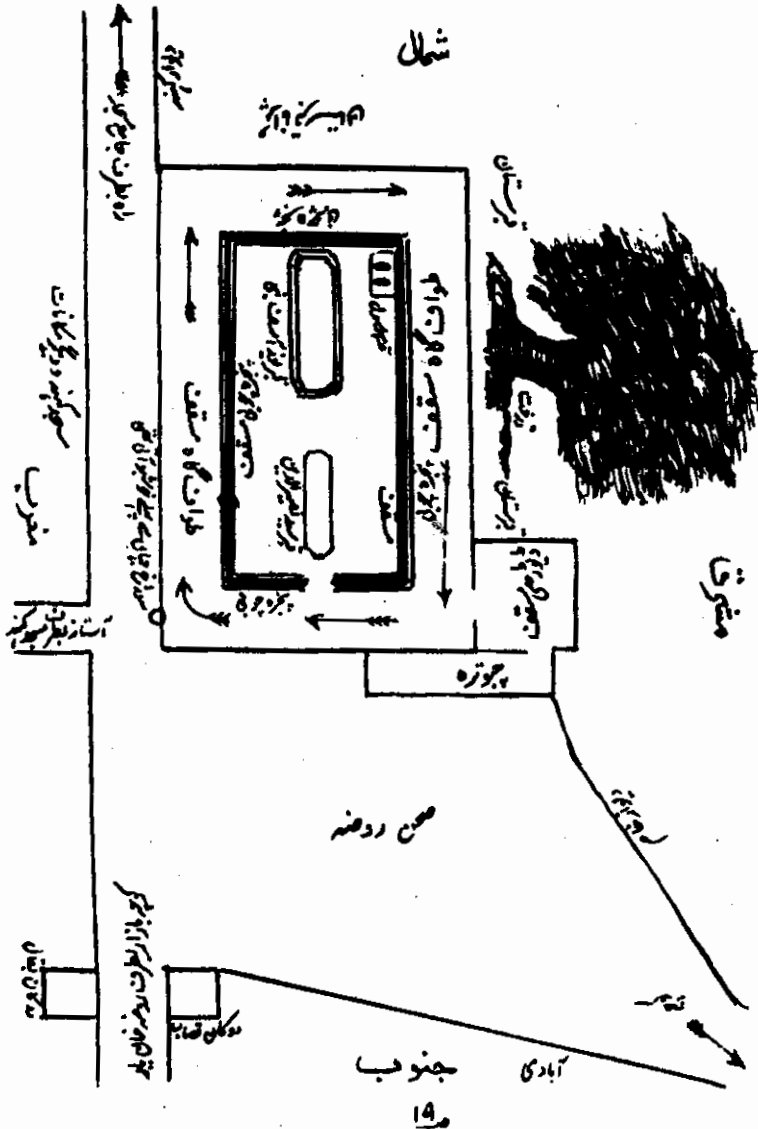
چاہیں گے پس مدعی ہو کر مقابل پر کھڑے ہو جانا اُن کے لئے سخت حجاب ہو جائے گا جس سے باہر نکلنا اور اپنی مشہور کردہ رائے سے رجوع کرنا اُن کے لئے مشکل بلکہ محال ہوگا۔ کیونکہ ہمیشہ یہی دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی مولوی ایک رائے کو علی رؤس الاشہاد ظاہر کر دیتا ہے اور اپنا فیصلہ ناطق اُسکو قرار دیتا ہے تو پھر اس رائے سے عود کرنا اُسکو موت سے بدتر دکھائی دیتا ہے۔ لہٰذا میں نے ترحمًا ﷲ یہ چاہا کہ قبل اس کے کہ وہ مقابل پر آکر ہٹ اور ضد کی بلا میں پھنس جائیں آپ ہی اُنکو ایسے[۱] صاف اور مدلّل طور پر سمجھا دیا جائے کہ جو ایک دانا اور منصف او طالب حق کی تسلی کیلئے کافی ہو۔ اگر بعد میں پھر لکھنے کی ضرورت پڑے گی تو شاید ایسے لوگوں کے لئے وہ ضرورت پیش آوے کہ جو غایت درجہ کے سادہ لوح اور غبی ہیں جن کو آسمانی کتابوں کے استعارات مصطلحات و دقائق تاویلات کی کچھ بھی خبر بلکہ مس تک نہیں اور لا یمسہ کی نفی کے نیچے داخل ہیں۔

اب پہلے ہم صفائی بیان کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ **بائیبل** اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کے رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصوّر کیا گیا ہے وہ دو[۲] نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس[۳] بھی ہے۔ دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں نبیوں کی نسبت عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اُٹھائے گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اُتریں گے اور تم اُن کو آسمان سے آتے دیکھو گے۔ ان ہی کتابوں سے کسی قدر ملتے جلتے الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے ہیں لیکن حضرت ادریس[۴] کی نسبت جو بائیبل میں یوحنا یا ایلیا[۵] کے نام سے پکارے گئے ہیں انجیل میں یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ یحیٰی بن زکریا کے پیدا ہونے سے اِن کا آسمان سے اُترنا وقوع میں آ گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح صاف صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کہ ’’یوحنا جو آنیوالا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو۔‘‘ سو ایک نبی کے محکمہ سے ایک آسمان پر جانے والے اور پھر کسی وقت اُترنے والے یعنی یوحنا کا مقدمہ

[حاشیہ: ۱۱ باب ۱۴ آیت]

۱ و ۲ الیاس پڑھا جائے۔ شمس

حوالہ نمبر 19

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ
کی توہین

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جیسے پاک باز و پاک طینت گروہ کے بعد اس دھرتی پر انسانی آبادی میں جو طبقہ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا مورد بنا، وہ حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ہے۔ قرآن عزیز اس گروہ پاک باز کو "اللہ کی جماعت" قرار دیتا ہے۔ ایسی جماعت کہ کامیابی اس کا مقدر ہے اور وہ ہر حال میں کامیاب ہو کر رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت راشدہ صادقہ کو اپنی رضا کے سرٹیفکیٹ سے نوازا اور حضور نبی مکرم، رسول رحمت، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت راشدہ کو آسمان ہدایت کے ستارے قرار دیا اور فرمایا۔ "خبردار ان کو اذیت پہنچانا، مجھے اذیت پہنچانا ہے اور مجھے اذیت پہنچانا، اللہ رب العزت کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔"

حضور نبی مکرم ﷺ نے اس گروہ صفا پر طعن و تشنیع کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت کا مستحق قرار دیا۔ لیکن اس دنیا میں ایسے بدبختوں اور نامرادوں کی کمی نہیں جو درسگاہ نبوت کے ان تربیت یافتہ رجال کار کے خلاف اپنی گز بھر لمبی زبانیں کھولتے ہیں۔ ایسے ہی نامرادوں میں ایک آنجہانی غلام احمد قادیانی ہے جس کی سوقیانہ زبان اور بدبختی کے چند نمونے پیش نظر

ہیں۔

(1) نادان صحابی

"بعض نادان صحابی جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا"
(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 285 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 ص 285 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(2) حضرت ابو ہریرہؓ کی توہین

❑ "جیسا کہ ابو ہریرہؓ غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔"
(اعجاز احمدی ص 18 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 127 از مرزا قادیانی)

(3)

❑ "جو شخص قرآن شریف پر ایمان لاتا ہے اس کو چاہیے کہ ابو ہریرہ کے قول کو ایک ردی متاع کی طرح پھینک دے۔"
(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 410 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 ص 410 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(4)

❑ "بعض کم تدبر کرنے والے صحابی جن کی درایت اچھی نہیں تھی (جیسے ابو ہریرہ)"
(حقیقۃ الوحی ص 34' - مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 36 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(5) حضرت ابوبکر صدیقؓ کی توہین

"میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکرؓ کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکرؓ کیا' وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 ص 278 - از مرزا غلام احمد قادیانی)

(6) حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی توہین

"ابوبکر و عمر کیا تھے وہ تو حضرت غلام احمد (قادیانی) کی جوتیوں کے تسمہ کھولنے کے بھی لائق نہ تھے۔"

(ماہنامہ المہدی بابت جنوری' فروری 1915ء-2/3 ص 57 احمدیہ انجمن اشاعت اسلام)

(7) مولوی (حکیم) نورالدین' ابوبکرؓ ہے

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھ سے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم صاحبہ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت صاحب آخری سفر میں لاہور تشریف لے جانے لگے تو آپ نے ان سے کہا کہ مجھے ایک کام درپیش ہے' دعا کرو اور اگر کوئی خواب آئے تو مجھے بتانا۔ مبارکہ بیگم نے خواب دیکھا کہ وہ چوبارہ پر گئی ہیں اور وہاں حضرت مولوی نورالدین صاحب ایک کتاب لئے بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو اس کتاب میں میرے متعلق حضرت صاحب کے الہامات ہیں اور میں ابوبکر ہوں اور دوسرے دن صبح مبارکہ بیگم سے حضرت صاحب نے پوچھا کہ کیا کوئی خواب دیکھا ہے؟ مبارکہ بیگم نے یہ خواب سنائی تو حضرت صاحب نے فرمایا۔ یہ خواب اپنی اماں کو نہ سنانا۔ مبارکہ بیگم کہتی ہیں کہ اس وقت میں نہیں سمجھتی تھی کہ اس سے کیا مراد ہے۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 37 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

(8) زندہ علی' مردہ علی

"پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے' اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔"

(ملفوظات احمدیہ جلد اول ص 400 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(9) حضرت امام حسینؓ کی توہین

"اور انہوں نے کہا کہ اس شخص (مرزا قادیانی) نے امام حسن اور حسین سے اپنے تیئں اچھا سمجھا' میں کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا۔"

(اعجاز احمدی ص 52 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 164 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(10) مرزا قادیانی اور حضرت امام حسینؓ میں فرق

❑ "اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔

(اعجاز احمدی ص 70 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 181 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(11)

❑ "اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔"

(اعجاز احمدی ص 81 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 193 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(12)

□ "تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا۔ اور تمہارا ورد صرف حسین ہے کیا تو انکار کرتا ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ (ذکر حسینؓ) کا ڈھیر ہے"۔

(اعجاز احمدی ص 82 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 194 از مرزا قادیانی)

(13) کربلا کی سیر

"کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم"

(ترجمہ) "میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے۔ سو (100) حسینؓ ہر وقت میری جیب میں ہیں۔"

(نزول المسیح ص 99- مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 477 از مرزا قادیانی)

(14) سو حسینؓ کی قربانی' مرزا قادیانی کی ایک گھڑی کے برابر

"شہادت کا یہی مفہوم ہے جس کو مدنظر رکھ کر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا۔

کربلا است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

میرے گریبان میں سو حسین ہیں' لوگ اس کے معنی یہ سمجھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا ہے' میں سو حسین کے برابر ہوں۔ لیکن میں کہتا ہوں اس سے بڑھ کر اس کا یہ مفہوم ہے کہ سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔ وہ شخص جو اہل دنیا کے فکروں میں گھلا جاتا ہے۔ جو ایسے وقت میں کھڑا ہوتا ہے۔ جبکہ ہر طرف تاریکی اور ظلمت پھیلی ہوئی ہے اور اسلام کا نام مٹ رہا ہے۔ وہ دن رات دنیا کا غم کھاتا ہوا اسلام کو قائم کرنے کے

لیے کھڑا ہوتا ہے' کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی قربانی سو حسین کے برابر نہ تھی۔ پس یہ تو ادنی سوال ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) امام حسین کے برابر تھے یا اونی۔ حضرت امام حسین ولی تھے۔ مگر ان کو وہ غم اور صدمہ کس طرح پہنچ سکتا تھا جو اسلام کو مٹتا دیکھ کر حضرت مسیح موعود کو ہوا۔ حضرت امام حسین اس وقت ہوئے جبکہ لاکھوں اولیاء موجود تھے اسلام اپنی شان و شوکت میں تھا۔ ایسی حالت میں ان کو وہ غم کہاں ہو سکتا تھا۔ جو اس شخص کو ہوا۔ جو ایسے ہی حالات میں مبعوث ہوا جن حالات میں خود محمد ﷺ کی بعثت ہوئی تھی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت امام حسین کی شہادت رسول کریم ﷺ کی شہادت سے بڑی تھی۔ نہیں۔ اس لیے کہ جو تکلیف آپ کو اسلام کے لیے اٹھانی پڑی۔ وہ حضرت امام حسین کو نہیں اٹھانی پڑی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کی شہادت بھی بہت بڑھی ہوئی تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے گھر رہے۔ پھر کس طرح امام حسین سے بڑھ گئے۔ میں کہتا ہوں کیا محمد ﷺ اسی طرح فوت ہوئے۔ جس طرح امام حسین فوت ہوئے۔ نہیں۔ مگر کوئی ہے جو کہے۔ محمد ﷺ کی قربانی حضرت امام حسین کی قربانی سے کم تھی۔ محمد ﷺ کی ایک سیکنڈ کی قربانی حضرت امام حسین کی ساری عمر کی قربانی سے بڑی تھی پس جس طرح محمد ﷺ کی قربانی بڑی تھی۔ اسی طرح وہ شخص جو انہی حالات میں کھڑا ہو گا جن میں محمد ﷺ کھڑے ہوئے۔ اس کی قربانی بھی بہت بڑھ کر ہو گی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے کہا ہے۔

کربلا است سیر ہر آنم

صد حسین است در گریبانم

کہ مجھ پر تو ہر لمحہ سو سو کربلا کی مصیبتیں گزرتی ہیں اور میں تو ہر گھڑی کربلا کی سیر کر رہا ہوں"۔

(خطبہ مرزا بشیرالدین محمود' روزنامہ الفضل قادیان شمارہ نمبر80 جلد نمبر13' 26 جنوری 1926ء)

(15) حضرت حسینؓ سے بڑھ کر

"اے عیسائی مشنریو! اب ربنا المسیح مت کہو۔ اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔ اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔"

(دافع البلاء ص 17 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 233 از مرزا قادیانی)

(16) حضرت فاطمہؓ کی شرمناک توہین

"حضرت فاطمہؓ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں؟"

(ایک غلطی کا ازالہ (حاشیہ) ص 11 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(17) پنج تنؓ کی توہین

"میری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہے
یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے"

(در ثمین اردو ص 45 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(18) "ام المومنینؓ" مرزا قادیانی کی بیوی

❑ "ام المومنین" کا لفظ جو مسیح موعودؑ کی بیوی کی نسبت استعمال کیا جاتا ہے اس پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام نے سن کر فرمایا:

"اعتراض کرنے والے بہت ہی کم غور کرتے اور اس قسم کے اعتراض صاف بتاتے ہیں کہ وہ محض کینہ اور حسد کی بناء پر کئے جاتے ہیں' ورنہ نبیوں یا ان کے اظلال کی بیویاں اگر امہات المومنین نہیں ہوتی ہیں تو کیا ہوتی ہیں؟ خدا تعالیٰ کی سنت اور قانون قدرت کے اس تعامل سے بھی پتہ لگتا ہے کہ کبھی کسی نبی کی بیوی سے کسی نے شادی نہیں کی۔ ہم کہتے ہیں کہ ان لوگوں سے جو اعتراض کرتے ہیں کہ ام المومنین کیوں کہتے ہو؟ پوچھنا چاہیے۔ کہ تم بتاؤ جو مسیح موعود تمہارے ذہن میں ہے اور جسے تم سمجھتے ہو کہ وہ آکر نکاح بھی کرے گا۔ کیا اس کی بیوی کو تم ام المومنین کہو گے یا نہیں؟"

(ملفوظات احمدیہ جلد اول از مرزا غلام احمد قادیانی)

(19)

❑ "ملک غلام حسین صاحب مہاجر خادم المسیح محلہ دار الرحمت قادیان کا بیان ہے کہ حضرت صاحبؑ شام کی نماز پڑھ کر مسجد میں لیٹ جایا کرتے تھے۔ اور بچے حضورؑ کو دبایا کرتے تھے۔ میرا بچہ محمدؐ حسین بھی دبا رہا تھا۔ حضرت اقدسؑ کی آنکھیں بند تھیں۔ ایک اور لڑکا جلال جو "پٹی" کا تھا۔ اور مغل تھا' وہ بھی دبا رہا تھا۔ حضرت ام المومنین (مرزا قادیانی کی بیوی) بھی پاس بیٹھی تھیں۔ یکدم جو حضرت صاحبؑ نے آنکھ کھولی۔ تو فرمایا کہ

"محمد حسین ڈپٹی کمشنر بنے گا۔"

اور جلال اس کے گھوڑے کو چارہ ڈالا کرے گا۔ حضرت ام المومنینؓ نے جب یہ الفاظ سنے۔ تو فوراً اٹھ کر اندر گئیں اور میری بیوی کو جا کر مبارکباد دی۔" (رجسٹر روایات صحابہ جلد 11 ص 92) "

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 812' 813 - طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(20) مرزا قادیانی کے 313 صحابی

"میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تین سو تیرہ اصحاب کی فہرست تیار کی تو بعض دوستوں نے خطوط لکھے کہ حضور ہمارا نام بھی اس فہرست میں درج کیا جائے۔ یہ دیکھ کر ہم کو بھی خیال پیدا ہوا کہ حضور علیہ السلام سے دریافت کریں کہ آیا ہمارا نام درج ہوگیا ہے یا کہ نہیں۔ تب ہم تینوں برادران مع منشی عبدالعزیز صاحب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ میں نے آپ کے نام پہلے ہی درج کئے ہوئے ہیں۔ مگر ہمارے ناموں کے آگے "مع اہل بیت" کے الفاظ بھی زائد کئے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ فہرست حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 97'1896ء میں تیار کی تھی۔ اور اسے ضمیمہ انجام آتھم میں درج کیا تھا۔ احادیث سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے بھی ایک دفعہ اسی طرح اپنے اصحاب کی ایک فہرست تیار کروائی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ تین سو تیرہ کا عدد اصحاب بدر کی نسبت سے چنا گیا تھا۔ کیونکہ ایک حدیث میں ذکر آیا ہے کہ مہدی کے ساتھ اصحاب بدر کی تعداد کے مطابق 313 اصحاب ہوں گے جن کے اسماء ایک مطبوعہ کتاب میں درج ہونگے۔ (دیکھو ضمیمہ انجام آتھم صفحہ 40 تا 45)"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 128 - از مرزا بشیر احمد ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

اثر صحابہ کے دل پر کیا کہ وہ مدینہ کے بازاروں میں یہ آیت پڑھتے پھرتے تھے گویا اُسی دن وہ نازل ہوئی تھی۔ اور اسلام میں یہ اجماع تمام اجماعوں سے پہلا تھا کہ تمام نبی فوت ہو چکے ہیں۔ مگر اے مولوی صاحب! آپ کو صحابہ کے اس اجماع سے کیا غرض۔ آپکا مذہب تو تعصب ہے نہ کہ اسلام۔

مذہب اسلام ایسے باطل عقیدوں سے دن بدن تباہ ہوتا جاتا ہے مگر آپ لوگ خوش ہیں سے

رونقِ دیں عقائدت بُردہ ؛ دشمناں شاد دیار آزردہ

معلوم ہوتا ہے کہ اس اجماع سے پہلے جو تمام انبیاء علیہم السلام کی وفات پر ہوا بعض نادان صحابی جن کو درایت سے کچھ حصہ نہ تھا وہ بھی اس عقیدہ سے بے خبر تھے کہ کل انبیاء فوت ہو چکے ہیں۔ اور اسی وجہ سے صدیق رضی اللہ عنہ کو اس آیت کے سُنانے کی ضرورت پڑی اور اس آیت کے سُننے کے بعد سب نے یقین کر لیا کہ تمام گذشتہ لوگ داخلِ قبور ہو چکے ہیں۔ اسی وجہ سے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ چند شعر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مرثیہ میں بنائے جس میں اُس نے اسی طرف اشارہ کیا ہے اور وہ یہ ہیں سے

كنت السواد لناظرى فعمى عليك الناظر ؛ من شاء بعدك فليمت فعليك كنت احاذر

(ترجمہ) تو میری آنکھوں کی پتلی تھا پس مَیں تو تیرے مرنے سے اندھا ہو گیا۔ اب بعد تیرے جو شخص چاہے مرے (عیسیٰ ہو یا موسیٰ ہو) مجھے تو تیرے ہی مرنے کا خوف تھا۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء محبت اسی کا نام ہے۔✠

✠ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اس امت پر اتنا بڑا احسان ہے کہ اس کا شکر نہیں ہو سکتا اگر وہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو مسجد نبوی میں اکٹھے کر کے یہ آیت نہ سُناتے کہ تمام گذشتہ نبی فوت ہو چکے ہیں تو یہ امت ہلاک ہو جاتی۔ کیونکہ ایسی صورت میں اس زمانے کے مفسد علماء یہی کہتے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی مذہب تھا کہ حضرت عیسٰی زندہ ہیں۔ مگر اب صدیق اکبرؓ کی آیت ممدوحہ پیش کرنے سے اس بات پر کل صحابہ کا اجماع ہو چکا کہ کل گذشتہ نبی فوت ہو چکے ہیں بلکہ

حوالہ نمبر ۱

جن کی درایت عمدہ نہیں تھی۔ عیسائیوں کے اقوال سُنکر بوارد گرد رہتے تھے۔ پہلے کچھ یہ خیال تھا کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے جیسا کہ ابو ہریرہ جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا لیکن جب حضرت ابوبکر نے جن کو خدا نے علم قرآن عطا کیا تھا یہ آیت پڑھی تو سب صحابہ پر موت جمیع انبیاء ثابت ہو گئی اور وہ اِس آیت سے بہت خوش ہوئے اور اُن کا وہ صدمہ جو اُن کے پیارے نبیؐ کی موت کا اُن کے دل پر تھا جاتا رہا۔ اور مدینہ کی گلیوں، کوچوں میں یہ آیت پڑھتے پھرے۔ اسی تقریب پر حسان بن ثابت نے مرثیہ کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جُدائی میں یہ شعر بھی بنائے۔ شعر

۱۹۱

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ ❊ فَعَمِيْ عَلَيْكَ النَّاظِرُ

مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ ❊ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

یعنی تُو اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھوں کی پُتلی تھا۔ میں تو تیری جُدائی سے اندھا ہو گیا اب جو چاہے مرے عیسیٰ ہو یا موسیٰ۔ مجھے تو تیری ہی موت کا دھڑکا تھا یعنی تیرے مرنے کے ساتھ ہم نے یقین کر لیا کہ دوسرے تمام نبی مرگئے ہیں اُن کی کچھ پروا نہیں۔ مصرعہ

عجب تھا عشق اس دل میں محبت ہو تو ایسی ہو

پھر آپ لوگ خدا تعالیٰ کو اِس طرح پر جھوٹا قرار دیتے ہیں کہ خدا تو کہتا ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد عیسیٰ اور اُسکی ماں کو ہم نے ایک ٹیلہ پر جگہ دی جس میں صاف پانی بہتا تھا یعنی چشمے جاری تھے بہت آرام کی جگہ تھی اور جنت نظیر تھی جیسا کہ فرماتا ہے وَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ[1] یعنی ہم نے واقعہ صلیب کے بعد جو ایک بڑی مصیبت تھی عیسیٰ اور اُسکی ماں کو ایک بڑے ٹیلہ پر جگہ دی جو بڑے آرام کی جگہ اور پانی خوشگوار تھا یعنی خطۂ کشمیر۔ اب اگر آپ لوگوں کو عربی سے کچھ بھی مَس ہی تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ آوی کا لفظ اُسی موقعہ پر آتا ہی کہ جب کسی مصیبت پیش آمدہ سے بچا کر پناہ دیجاتی ہے یہی محاورہ تمام قرآن شریف میں اور تمام اقوال عرب میں اور احادیث میں موجود ہی اور خدا تعالیٰ کے کلام سے ثابت ہی کہ

[1] المومنون: ۵۱

حوالہ نمبر 2

یہ ضمیر پھرتی تو دوسری قرأت میں موتھم کیوں آتا؟ دیکھو تفسیر ثنائی کہ اس میں بڑے زور سے ہمارے اس بیان کی تصدیق موجود ہے اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہی معنے ہیں مگر صاحب تفسیر لکھتا ہے کہ "ابو ہریرہ فہم قرآن میں ناقص ہے اور اس کی درایت پر محدثین کو اعتراض ہے۔ ابو ہریرہ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا۔" اور میں کہتا ہوں کہ اگر ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایسے معنے کئے ہیں تو یہ اس کی غلطی ہے جیسا کہ اور کئی مقام میں محدثین نے ثابت کیا ہے کہ جو امور فہم اور درایت کے متعلق ہیں اکثر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اُن کے سمجھنے میں ٹھوکر کھاتا ہے اور غلطی کرتا ہے۔ یہ مسلّم امر ہے کہ ایک صحابی کی رائے شرعی حجت نہیں ہو سکتی۔ شرعی حجت صرف اجماع صحابہ ہے۔ سو ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس بات پر اجماع صحابہ ہو چکا ہے کہ تمام انبیاء فوت ہو چکے ہیں۔

اور یاد رکھنا چاہیئے کہ جبکہ آیت قبل موتہٖ کی دوسری قرأت قبل موتھم موجود ہے جو بموجب اصول محدثین کے حکم صحیح حدیث کا رکھتی ہے یعنی ایسی حدیث جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تو اس صورت میں محض ابو ہریرہ کا اپنا قول ردّ کرنے کے لائق ہے کیونکہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے مقابل پر ہیچ اور لغو ہے اور اس پر اصرار کرنا کفر تک پہنچا سکتا ہے۔ اور پھر صرف اسی قدر نہیں بلکہ ابو ہریرہ کے قول سے قرآن شریف کا باطل ہونا لازم آتا ہے کیونکہ قرآن شریف تو جابجا فرماتا ہے کہ یہود و نصاریٰ قیامت تک رہیں گے ان کا بکلّی استیصال نہیں ہوگا اور ابو ہریرہ کہتا ہے کہ یہود کا استیصال بکلّی ہو جائیگا اور یہ سراسر مخالف قرآن شریف ہے۔ جو شخص قرآن شریف پر ایمان لاتا ہے اسکو چاہیئے کہ ابو ہریرہ کے قول کو ایک ردّی متاع کی طرح پھینک دے بلکہ چونکہ قرأت ثانی حسب اصول محدثین صحیح حدیث کا حکم رکھتی ہے اور اسجگہ آیت قبل موتہٖ کی دوسری قرأت قبل موتھم موجود ہے جس کو حدیث صحیح سمجھنا چاہیئے۔ اس صورت میں ابو ہریرہ کا قول قرآن اور حدیث دونوں کے مخالف ہے۔ فلا شک انہ باطل ومن تبعہ فانہ مفسد بطّال۔

پیش کرکے یہ غلطی دُور کر دی اور اسلام میں یہ پہلا اجماع تھا کہ سب نبی فوت ہو چکے ہیں۔

غرض اِس مرثیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض کم تدبر کرنیوالے صحابی جن کی درایت اچھی نہیں تھی (جیسے ابوہریرہ) وہ اپنی غلط فہمی سے عیسٰی موعود کے آنیکی پیشگوئی پر نظر ڈال کر یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت عیسٰی ہی آجائیں گے۔ جیساکہ ابتداء میں ابوہریرہ کو بھی یہی دھوکہ لگا ہُوا تھا اور اکثر باتوں میں ابوہریرہ بوجہ اپنی سادگی اور کمی درایت کے ایسے دھوکوں میں پڑ جایا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک صحابی کے آگ میں پڑ جانے کی پیشگوئی میں بھی اسکو یہی دھوکہ لگا تھا اور آیت وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ[1] کے ایسے اُلٹے معنی کرتا تھا جس سے سُننے والے کو ہنسی آتی تھی کیونکہ وہ اس آیت سے یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ حضرت عیسٰی کی موت سے پہلے سب اُس پر ایمان لے آئیں گے۔ حالانکہ دُوسری قرأت اس آیت میں بجائے قَبْلَ مَوْتِهٖ کے قَبْلَ مَوْتِهِمْ موجود ہے اور یہ عقیدہ کُھلے طور پر قرآن شریف کے مخالف ہے کہ کوئی زمانہ ایسا بھی آئیگا کہ سب لوگ حضرت عیسٰی کو قبول کر لیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:۔

يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ[2]۔ یعنی اے عیسٰی میں تجھے موت دُونگا اور پھر موت کے بعد مومنوں کی طرح اپنی طرف تجھے اُٹھاؤنگا اور پھر تمام تہمتوں سے تجھے بری کرونگا اور پھر قیامت تک تیرے متبعین کو تیرے مخالفوں پر غالب رکھونگا۔ اب ظاہر ہے کہ اگر قیامت سے پہلے تمام لوگ حضرت عیسٰی پر ایمان لے آئیں گے تو پھر وہ کونسے مخالف ہیں جو قیامت تک رہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک اور مقام میں فرماتا ہے۔ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ[3]۔ یعنی یہود اور نصاریٰ میں قیامت تک عداوت رہیگی۔ پس ظاہر ہے کہ اگر تمام یہود قیامت سے پہلے ہی حضرت عیسٰی پر ایمان لے آوینگے تو قیامت تک عداوت رکھنے والا کون رہیگا۔

[1] النسآء: ۱۶۰ [2] آل عمران: ۵۶ [3] المآئدۃ: ۶۵

حوالہ نمبر 4

جلد سوم

(از ۱۸۹۸ء تا ۱۹۰۸ء)

الناشر

الشرکۃ الاسلامیۃ لمیٹڈ ربوہ

تعلق جوڑلیں گے۔ میں اپنے ایمان سے کہتا ہوں کہ میں ان کو صدہا درجہ مولوی عبداللہ غزنوی سے بہتر سمجھوں گا اور سمجھتا ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ ان کو وہ نشان دکھلاتا ہے کہ جو مولوی عبداللہ صاحب نے نہیں دیکھے اور اُن کو وہ معارف سمجھاتا ہے جن کی مولوی عبداللہ کو کچھ بھی خبر نہیں تھی اور انہوں نے اپنی خوش قسمتی سے مسیح موعود کو پایا اور اُسے قبول کیا مگر مولوی عبداللہ اس نعمت سے محروم گذر گئے۔ آپ میری نسبت کیسا ہی بدگمان کریں اس کا فیصلہ تو خدا تعالیٰ کے پاس ہے۔ لیکن میں بار بار کہتا ہوں کہ میں وہی ہوں اور اس نور میں میرا پودہ لگایا گیا ہے جس نور کا وارث مہدی آخر زمان چاہیئے تھا۔ میں وُہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکرؓ کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکرؓ کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عطا کی تقسیم ہے۔ اگر کوئی بخل سے مر بھی جائے تو اس کو کیا پرواہ ہے۔ اور جو شخص مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کے ذکر سے مجھ سے ناراض ہوتا ہے اس کو ذرہ خدا سے شرم کر کے اپنے نفس سے ہی سوال کرنا چاہیئے کہ کیا یہ عبداللہ اس مہدی و مسیح موعود کے درجہ پر ہو سکتا ہے جس کو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا اور فرمایا کہ خوش قسمت ہے وہ امت جو دو بناہوں کے اندر ہے ایک میں جو خاتم الانبیاء ہوں اور ایک مسیح موعود جو ولایت کے تمام کمالات کو ختم کرتا ہے اور فرمایا کہ یہی لوگ ہیں جو نجات پائیں گے۔ اب فرمائیے کہ جو شخص مسیح موعود سے کنارہ کر کے عبداللہ غزنوی کی وجہ سے اس سے ناراض ہوتا ہے اس کا کیا حال ہے۔ کیا سچ نہیں ہے کہ تمام مسلمانوں کا متفق علیہ عقیدہ یہی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے صلحاء اور اولیاء اور ابدال اور قطبوں اور غوثوں میں سے کوئی بھی مسیح موعود کی شان اور مرتبہ کو نہیں پہونچتا۔ پھر اگر یہ سچ ہے تو آپ کا مسیح موعود کے مقابل پر مولوی عبداللہ غزنوی کا ذکر کرنا اور بار بار یہ شکایت کرنا کہ عبداللہ کے حق میں یہ کہا ہے کس قدر خدا تعالیٰ کے احکام اور اس کے رسول کریم کی وصیتوں سے لاپروائی

حوالہ نمبر 5

وجعلناهم أئمة يهدون بأمرنا وأوحينا إليهم فعل الخيرات وإقام الصلاة وإيتاء الزكاة وكانوا لنا عابدين

مشن احمدیت مسائل احمدیت احیاء احمدیت

کا

نمبروار سلسلہ

۱۰۷

المھدی

نمبر ۲ و ۳

محرر خصوصی حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ

مھدی منزل احمدیہ بلڈنگز

لاہور

لجنة ادارة انجمن اشاعت اسلام لاہور احمدیہ [illegible]

کی زندگی میں تو کسی نے کبھی بھی نہ لکھا اور نہ کہا کہ ہم بھی درحقیقت حضرت صاحب کو نبی اللہ اور رسول اللہ جانتے اور مانتے ہیں بلکہ حضرت امام مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب انجام آتھم میں بایں الفاظ اس کی تردید فرمائی ہے "صاحب انصاف طلب ..... ایک طرف تو ...... نہایت مہربانی سے فرماتے ہیں کہ مسلمان کو کافر کہنا زیبا نہیں اور پھر دوسری طرف اسی منہ سے میری نسبت رائے ظاہر کرتے ہیں کہ گویا میری جماعت درحقیقت مجھے رسول اللہ جانتی ہے اور گویا میں نے درحقیقت نبوت کا دعویٰ کیا ہے اگر راقم صاحب کی پہلی رائے صحیح ہے کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں تو پھر یہ دوسری رائے غلط ہے جس میں ظاہر کیا گیا ہے کہ میں خود نبوت کا مدعی ہوں اور اگر دوسری رائے صحیح ہے تو پھر وہ پہلی رائے غلط ہے جس میں ظاہر کیا گیا کہ میں مسلمان ہوں اور قرآن شریف کو مانتا ہوں کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعوے کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے! اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلعم کے بعد رسول اور نبی ہوں؟

اللہ اکبر کہاں حضرت اقدس کی یہ تعلیم اور کہاں آج یہ غلو اور انتہا درجہ کی بے راہی میں نے قرآن مجید میں پڑھا ہے لا تطع المکذبین ودوا لو تدھن فیدھنون اسلیئے عزت کی خواہش اور طعن اور ملامت سے بچنے کی آرزو مجھے سچ کہنے اور حق لکھنے سے باز نہیں رکھ سکتی نہ مداہنت کر کے جھوٹی تعریف کی تمنا میرے دل میں پیدا ہو سکتی ہے مجھے اہل بیت مسیح موعود علیہ السلام سے خاص محبت اور عاشقانہ تعلق تھا مجھے اس وقت بھی تمام خاندان مسیح موعود کے ساتھ دلی ارادت ہے اور میں ان سب کی کفش برداری اپنا فخر سمجھتا ہوں۔ مجھے اس خاندان کی طفیل سے بڑے بڑے نفع ہوئے ہیں میں ان کے احسانات کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ میرے ایک محب تھے جو اسوقت مولوی فاضل بھی ہیں۔ اور اہل بیت مسیح موعود کے خاص رکن رکین ہیں انہوں نے مجھے ایک دفعہ فرمایا کہ سچ تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی اتنی پیشگوئیاں نہیں ہیں جتنی کہ مسیح موعود کی ہیں پھر انہوں نے ٹھیک ایسا ہی دکھ دینے والا فقرہ بولا کہ ابوبکر و عمر کیا تھے وہ تو حضرت غلام احمد کی جوتیوں کے تسمہ کھولنے کے بھی لائق نہ تھے۔ ان فقروں نے مجھے ایسا دکھ دیا اور ان کے سننے سے مجھے ایسی تکلیف ہوئی کہ میری نظر میں تو تیر اور عزت اہل بیت مسیح موعود میں سے ہونے کی ان کی نسبت تھی وہ سب جاتی رہی اور اس وقت مجھے بقول شخصے یہ شعر یاد آگیا ۔

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی (باقی آئندہ)

حوالہ نمبر 6

کیونکہ داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا کوٹھی کے دروازہ پر ٹکٹ دیکھے جاتے تھے اور صرف ٹکٹ والے اندر جانے پاتے تھے میں بچہ ہی تھا اور ساتھ چلا گیا تھا محمد کبیر میرا خالہ زاد بھائی بھی ہمراہ تھا۔ ہم نے حضرت صاحب سے کہا کہ ہم بھی اندر چلیں گے۔ اس وقت گو ٹکٹ پورے ہو چکے تھے۔ اور ہم مباحثہ کو پوری طرح سمجھ بھی نہ سکتے تھے۔ مگر حضرت صاحب نے ہماری درخواست پر ایک آدمی ڈپٹی عبداللہ آتھم یا پادری مارٹن کلارک کے پاس بھیجا۔ کہ ہمارے ہمراہ دو لڑکے آگئے ہیں اگر آپ اجازت دیں تو ہم ان کو اپنے ہمراہ لے آئیں۔ انہوں نے اجازت دیدی اور ہم سب کے ساتھ اندر چلے گئے کوئی اور ہوتا تو ہم کو واپس گھر بھیجدیتا۔ کہ تمہارا یہاں کوئی کام نہیں۔ مگر یہ حضرت صاحب ہی کی دلداری تھی جو آپ نے ایسا کیا۔

۵۴۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھ سے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم صاحبہ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت صاحب آخری سفر میں لاہور تشریف لے جانے لگے تو آپ نے ان سے کہا کہ مجھے ایک کام درپیش ہے دُعا کرو اور اگر کوئی خواب آئے تو مجھے بتانا۔ مبارکہ بیگم نے خواب دیکھا کہ وہ چوبارہ پر گئی ہیں اور وہاں حضرت مولوی نورالدین صاحب ایک کتاب لئے بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو اس کتاب میں میرے متعلق حضرت صاحب کے الہامات ہیں اور میں ابوبکر ہوں دوسرے دن صبح مبارکہ بیگم سے حضرت صاحب نے پوچھا کہ کیا کوئی خواب دیکھا ہے؟ مبارکہ بیگم نے یہ خواب سُنائی تو حضرت صاحب نے فرمایا۔ یہ خواب اپنی اماں کو نہ سُنانا۔ مبارکہ بیگم کہتی ہیں کہ اس وقت میں نہیں سمجھی تھی کہ اس سے کیا مراد ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ خواب بہت واضح ہے اور اس سے یہ مراد تھی کہ حضرت صاحب کی وفات کا وقت آن پہونچا ہے اور یہ کہ آپ کے بعد حضرت مولوی صاحب خلیفہ ہونگے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس وقت ہمشیرہ مبارکہ بیگم صاحبہ کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ دوسری روایتوں سے پتہ لگتا ہے کہ حضرت صاحب اس سفر پر تشریف لے جاتے ہوئے بہت متامل تھے کیونکہ حضور کو یہ احساس ہو چکا تھا کہ اسی سفر میں آپ کو سفر آخرت پیش آنے والا ہے۔ مگر حضور نے سوائے اشارے کنایہ کے اس کا اظہار نہیں فرمایا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ ہماری ہمشیرہ کا یہ خواب غیر مبایعین کے خلاف بھی حجت ہے۔ کیونکہ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت کی طرف صریح اشارہ ہے۔

۵۴۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا

حوالہ نمبر 7

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

جلد اوّل

مَیں تو بار بار یہی کہتا ہوں کہ ہمارا طریق تو یہ ہے کہ نئے سرے سے مُسلمان بنو۔ پھر اللہ تعالیٰ اصل حقیقت خود کھول دے گا۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ اگر وُہ امام جن کے ساتھ یہ اس قدر محبت کا غُلو کرتے ہیں زندہ ہوں، تو اُن سے سخت بیزاری ظاہر کریں۔

جب ہم ایسے لوگوں سے اعراض کرتے ہیں تو پھر کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا اعتراض کیا، جس کا جواب نہ آیا اور پھر بعض اوقات اشتہار دیتے پھرتے ہیں۔ مگر ہم ایسی باتوں کی کیا پرواہ کر سکتے ہیں۔ ہم کو تو وہ کرنا ہے، جو ہمارا کام ہے۔ اس لیے یاد رکھو کہ پُرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اُس کو چھوڑتے ہو اور مُردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔[1]"

۸ر دسمبر ۱۹۰۰ء

ایک الہام اور اپنی وحی پر یقین

فرمایا: "کل رات میری اُنگلی کے پوٹے میں دَرد تھا اور اِس شدّت کے ساتھ دَرد تھا کہ مجھے خیال آیا تھا کہ رات کیونکر بسر ہوگی۔ آخر ذرا سی غنودگی ہوئی اور الہام ہوا۔ کُونِی بَرْدًا وَّسَلَامًا۔ اور سَلَامًا کا لفظ ابھی ختم نہ ہونے پایا تھا کہ مجا دَرد جاتا رہا ایسا کہ کبھی ہوا ہی نہیں تھا۔"

نیز فرمایا کہ:

"ہم کو تو خدا تعالیٰ کے اُس کلام پر جو ہم پر وحی کے ذریعہ نازل ہوتا ہے۔ اس قدر یقین اور علیٰ وجہ البصیرۃ یقین ہے کہ بیت اللہ میں کھڑا کر کے جس قسم کی چاہو قسم دے دو۔ بلکہ میرا تو یقین یہاں تک ہے کہ اگر مَیں اس بات کا انکار کروں، یا وہم بھی کروں کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں تو معًا کافر ہو جاؤں۔[2]"

۱۳ر دسمبر ۱۹۰۰ء

نصرتِ الٰہی فیصلہ کُن قاضی ہے

الٰہی بخش لاہوری مخالف کی کتاب "عصائے موسیٰ" تمام و کمال پڑھ کر حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اُس کی فضولیات کو چھوڑ کر چند گھنٹوں کا کام ہے اس کا جواب دے دینا، لیکن مَیں

---

[1] الحکم جلد ۴ نمبر ۴۱ صفحہ ۲-۱ مورخہ ۱۷ر نومبر ۱۹۰۰ء

[2] الحکم جلد ۴ نمبر ۴۴ صفحہ ۲ مورخہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۰ء

حوالہ نمبر 8

الیک اردّ محامدی رُدّت کلّها | وما انا الا مثل ذرقٍ یعفّرُ

میں تیری طرف ان تمام تعریفوں کو رد کرتا ہوں جن کا میں قصد کرتا ہوں۔ اور میں نہیں ہوں مگر ایک سرگین کی طرح جو خاک میں ملایا جاتا ہے

وقالوا علی الحسنین فضّل نفسه | اقول نعم واللّٰه ربّی سیظهر

ا۔ انہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسن اور حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا | میں کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا

ولو کنتُ کذّاباً لما کنت بعده | کمثل یهودیٍ ومن یتنصّر

اور اگر میں جھوٹا ہوتا تو پھر اس کے بعد | میں ایک یہودی اور مرتد نصرانی کی مانند بھی نہ ہوتا

ولکنّنی من امر ربّی خلیفة | مَسیحٌ سمعتم وعدہٗ فتفکّروا

مگر میں اپنے خدا کے حکم سے خلیفہ | اور مسیح موعود ہوں اب تم سوچ لو۔

فما شان موعودٍ ومافیه عندکم | من القول قول نبیّنا فتدبّروا

پس مسیح موعود کی کیا شان ہے اور تمہارے پاس اسکے بابت میں | نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا قول ہے۔

حدیثٌ صحیحٌ عندکم تقرؤنه | فلا تکتموا ما تعلمون واظهروا

تمہارے پاس ایک صحیح حدیث ہے جس کو تم پڑھتے ہو | پس جو کچھ تم جانتے ہو اسکو پوشیدہ مت کرو اور ظاہر کرو

ومن یکتمنّ شهادةً کان عندہٗ | فسوف یری تعذیب نارٍ تسعّرُ

اور جو شخص اس گواہی کو پوشیدہ کریگا جو اسکے پاس ہے۔ | پس عنقریب وہ آگ کا عذاب دیکھے گا جو خوب بھڑکائی جائے گی

فلا تجعلوا اکذاباً علیکم عقوبة | ودعْ یا ثناء اللّٰه قولاً تزوّرُ

پس تم جھوٹ کو اپنے لئے وبال کا ذریعہ مت ٹھیراؤ | اور اے ثناء اللہ تو جھوٹ بولنا چھوڑ دے۔

ترکتَ طریق کرامِ قومٍ وخُلقَهم | هجوتَ بمُدٍّ عامِدًا لتحقّرَ

تُو نے شریفوں کے خلق اور طریق کو چھوڑ دیا۔ | اور تُو نے موضع مد میں قصداً ہماری ہجو کی تا تُو تحقیر کرے

وشتّان ما بین الکرام وبینکم | وانّ الفتیٰ یخشی الحسیب ویحذر

اور کہاں شریف اور کہاں تم لوگ | اور نیک انسان خدا سے ڈرتا ہے اور بدی سے پرہیز کرتا ہے

ترکناك حتی قیل لا یعرف القِلیٰ | فجئتَ خصیمًا ایّها المستکبرُ

ہم نے تجھے چھوڑ دیا تھا یہاں تک کہ تم لوگ کہتے تھے کہ اب کیوں کچھ لکھتے نہیں۔ پس تُو خود مقابلہ کے لئے آیا ہے اے مُتکبر۔

حوالہ نمبر 9

تکاد السموات العُلیٰ من کلامکم
قریب ہے کہ آسمان تمہاری کلام سے

تفطرن لولا وقتہا متقررٗ
پھٹ جائیں اگر اُن کے پھٹنے کا وقت مقرر نہ ہو

اکان حسین افضل الرسل کلہم
کیا حسین تمام نبیوں سے بڑھ کر تھا۔

اکان شفیع الانبیاء و یُؤثرٗ
کیا وہی نبیوں کا شفیع اور سب سے برگزیدہ تھا۔

آلا لعنۃ اللّٰہ الغیور علی الذی
خبردار ہو کہ خدائے غیور کی لعنت اُس شخص پر ہے

یمین باطراء ولا یتبصرٗ
جو مبالغہ آمیز باتوں سے جھوٹ بولتا ہے اور نہیں دیکھتا

ص۶۹

واما مقامی فاعلموا انّ خالقی
اور میرا مقام یہ ہے کہ میرا خدا

یحمدنی من عرشہ و یوقرٗ
عرش پر سے میری تعریف کرتا ہے اور عزت دیتا ہے

لنا جنۃ سُبل الھُدیٰ ازھارھا
ہمارے لئے ایک بہشت ہے کہ ہدایت کی راہیں اُسکے پھول ہیں

نسیم الصبا من شانہا تتحیرٗ
اور نسیم صبا اس کی شان سے حیران ہو رہی ہے۔

تکدر ماء السابقین وعیننا
پہلوں کا پانی مکدّر ہوگیا۔

الیٰ آخر الایام لا تتکدرٗ
اور ہمارا پانی اخیر زمانہ تک مکدّر نہیں ہوگا۔

رأینا وانتم تذکرون رواتکم
ہم نے دیکھ لیا اور تم اپنے راویوں کا ذکر کرتے ہو۔

وھل من نقول عند عین تُبصرٗ
اور کیا قصّے دیکھنے کے مقابل پر کچھ چیز ہیں۔

وشتان ما بینی و بین حسینکم
اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔

فانی اؤیّد کل آن و انصرٗ
کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔

واما حسین فاذکروا دشت کربلا
مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو۔

الیٰ ھذہ الایام تبکون فانظروا
اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو۔

وانی بفضل اللّٰہ فی حجر خالقی
اُربّی و اُعصم من لیام تنمّروا
اور مَیں خدا کے فضل سے اسکے کنار عاطفت میں ہوں پرورش پا رہا ہوں اور ہمیشہ لئیموں کے حملہ سے جو پلنگ صورت ہیں۔ بچایا جاتا ہوں۔

وان یأتنی الاعداء بالسیف والقنا
اور اگر دشمن تلواروں اور نیزوں کے ساتھ میرے پاس آویں

فواللّٰہ انی اُحفظنّ و اظفرٗ
پس بخدا مَیں بچایا جاؤں گا اور مجھے فتح ملے گی۔

حوالہ نمبر 10

ویوم فعلتم ما فعلتم بغدرکم ... باخ الحسین وولدہ اذ اُحصروا

اور جبکہ تم نے وُہ کام کیا جو کیا حسین کے بھائی مسلم کے ساتھ اور اس کی اولاد کے ساتھ اور وُہ قید کئے گئے

فظلّ الاُسارٰی یلعنون وفاءکم ... فررتم واھل البیت اوذوا ودمّروا

پس وُہ قیدی یعنی اہلبیت تمہاری وفا پر لعنت کرتے تھے ... تم بھاگ گئے اور اہلبیت دُکھ دیئے گئے اور قتل کئے گئے

ھناک تراءی عجز من تحسبونہ ... شفیع النبی محمّدٍ فتفکّروا

تب عجز اور ضعف اس شخص کا یعنی حسین کا ظاہر ہوگیا۔ جسکو تم کہتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی قیامت کو وہی شفاعت کریگا

زعمتم حسیناً انہ سیّد الورٰی ... وکل نبی منہ ینجو ویغفرٗ

تم گمان کرتے ہو کہ حسین تمام مخلوق کا سردار ہے۔ ... اور ہر ایک نبی اسی کی شفاعت سے نجات پائیگا اور بخشا جائیگا

فان کان ھٰذا الشرک فی الدین جائزاً ... فبا للغو رسل اللہ فی الناس بُعثروا

پس اگر یہ شرک دین میں جائز ہوتا۔ ... تو تمام پیغمبر محض لغو طور پر مبعوث شمار کئے جاتے۔

وذٰلک بھتان وتوھین شانھم ... لک الویل یا غول الفلا کیف تجسر

اور یہ بہتان ہے اور انبیاء علیہم السلام کی کسرشان ہے ... اے جنگلوں کے غول تجھ پر ویل یہ تو کیا دلیری کر رہا ہے

طلبتم فلاحًا من قتیلٍ بخیبۃٍ ... فخیّبکم ربّ غیور مُتبّرٗ

تم نے اُس کشتہ سے نجات چاہی کہ جو نومیدی سے مر گیا ... پس تم کو خدا نے جو غیور ہے ہر ایک امر سے نومید کیا وُہ خدا جو ہلاک کرنیوالا ہے

وواللہ لیست فیہ منّی زیادۃٌ ... وعندی شھادات من اللہ فانظروا

اور بخدا اُسے مجھ سے کچھ زیادت نہیں۔ ... اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں پس تم دیکھ لو

وانی قتیل الحِبّ لکن حُسیْنکم ... قتیل العدا فالفرق اجلی واظہر

اور مَیں خدا کا کُشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین ... دشمنوں کا کُشتہ ہے پس فرق کُھلا کُھلا اور ظاہر ہے

حدرنا سفائنکم الی اسفل الثرٰی ... واوثانکم فی کل وقتٍ نکسّرٗ

ہم نے تمہاری کشتیاں تحت الثرٰی کی طرف اُتار دیں ... اور تمہارے بُت ہر وقت توڑ رہے ہیں۔

وواللہ انّ الدھر فی کلّ وقتہ ... نَصیحٌ لکُمْ فی نُصْحہ لا یُقَصّرُ

اور بخدا کہ زمانہ اپنے ہر ایک وقت میں ... تمہیں نصیحت کر رہا ہو اور نصیحت میں کچھ قصور نہیں کرتا

حوالہ نمبر 11

تناهى لسان الناس عن ذات فحشهم
تمام لوگوں نے بد زبانی کی عادت چھوڑ دی۔

ومقولكم يجري ولا يتحسر
اور تمہاری زبان ابتک لعنت بازی پر جاری ہو رہی ہے اور نہیں تھکتی۔

اشعتم طريق اللعن في اهل سنة
تم نے لعنت بازی کے طریقوں کو اہل سنت و الجماعت میں شائع کر دیا

فاجروا طريقتكم فان شئتم انظروا
پس انہوں نے بھی یہ طریق جاری کر دیا اگر چاہو تو دیکھ لو

فياليت متم قبل تلك الطرائق
پس کاش تم ان تمام طریقوں سے پہلے ہی مر جاتے۔

ولم يك دين الله منكم يختر
اور خدا کا دین تمہارے سبب سے تباہ نہ ہوتا۔

جعلتم حسينا افضل الرسل كلهم
تم نے حسین کو تمام انبیاء سے افضل ٹھہرا دیا۔

وجزتم حدود الصدق والله ينظر
اور سچائی کی حدوں سے آگے گذر گئے۔

اعند النوائب والاذى تذكرونه
اور مصیبتوں اور دکھوں کے وقت تم اسی کو یاد کرتے ہو

كأن حسينا ربكم يا مزور
گویا حسین تمہارا رب ہے اے بدبخت جھوٹ بولنے والے

ص۸۲ وخرت٭ له احباركم مثل ساجد
اور تمہارے علماء سجدہ کرنے والوں کی طرح اسکے آگے گر گئے۔

فما جرم قوم اشركوا او تنصروا
پس اب مشرکوں یا نصرانیوں کا کیا گناہ ہے۔

نسيتم جلال الله والمجد والعلى
تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا۔

وما وردكم الا الحسين اتنكر
اور تمہارا ورد صرف حسین ہو گیا تو انکار کرتا ہے۔

فهذا على الاسلام احدى المصائب
پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔

لدى نفحات المسك قذر مقنطر
کستوری کی خوشبو کے پاس گُوہ کا ڈھیر ہے۔

وان كان هذا الشرك في الدين جائزا
اور اگر شرک دین میں جائز ہے۔

فبا اللغو رسل الله في الناس بعثروا
پس خدا کے پیغمبر بیہودہ طور پر لوگوں میں بھیجے گئے

داي صلاح ساق جند نبينا
اور کیا غرض تھی کہ ہمارے نبی کا لشکر مقابلہ کیلئے چلا گیا۔

الى حرب حزب المشركين فدمروا
مشرکوں کی لڑائی کے مقابل پر پس ان کو ہلاک کیا۔

٭حاشیہ۔ اس شعر کا یہ مطلب ہے کہ جبکہ شرک جائز تھا اور کافر دن نعوذ باللہ ان معبودوں کی حمایت میں جو حسین کی طرح غیر اللہ تھے مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا تھا جس پر آخر مسلمانوں کو اجازت ہوئی کہ اب تم بھی ان مشرکوں کا

حوالہ نمبر 12

ص۹۹

آنچناں عشق تیز مرکب راند ‏ کہ ازاں مشت خاک ہیچ نماند
کشتۂ دلبرِ دلآرامے ‏ رستہ یکسر ز ننگ از نامے

پُر ز عشق و تہی ز ہر آزے ‏ قصہ کوتاہ کرد آوازے
آں ندائے یقیں کہ گوش شنید ‏ کرد کار و ز غیرِ حق ببرید

رفتہ بیروں ز حلقۂ اغیار ‏ دل بریدہ ز غیرِ آں دلدار
پاک گشتہ ز لوث ہستیٔ خویش ‏ رستہ از بندِ خود پرستیٔ خویش

آنچناں یار در کمند انداخت ‏ کہ نداند بدیگرے پرداخت
قدم خود زدہ براہِ عدم ‏ گم بیادش ز فرق تا بقدم

ذکرِ دلبر غذائے او گشتہ ‏ ہمہ دلبر برائے او گشتہ
سوختہ ہر غرض بجز دلدار ‏ دوختہ چشمِ دل ز غیرِ نگار

دل و جان بر رُخے فدا کردہ ‏ وصلِ او اصل مدعا کردہ
مردہ و خویشتن فنا کردہ ‏ عشق جوشید و کارہا کردہ

از خودی ہائے خود فتادہ جُدا ‏ سیل پُر زد ربود بُرد از جا
تن چو فرسود دلستاں آمد ‏ دل چو از دست رفت جاں آمد

عشقِ دلبر بروئے او بارید ‏ ابرِ رحمت بکوئے او بارید
از یقینے کہ شد ز گفتارے ‏ در دلِ او برست گلزارے

ہر ظہورے یکے سبب دارد ‏ داند آں کو بدل طلب دارد
پس چنیں شورشِ محبتِ یار ‏ کہ بشوند ہم از خودی آثار

ایں میسر نمی شود ز نہار ‏ جز سخن ہائے دلبرِ دلدار
عشق کو رو نماید از دیدار ‏ نیز گرگہ برخیزد از گفتار

بالخصوص آں سخن کہ از دلدار ‏ خاصیت دارد اندریں اسرار
کشتۂ او نہ یک نہ دو نہ ہزار ‏ ایں قتیلانِ او برون ز شمار

ہر زمانے قتیل تازہ بخواست ‏ غازۂ روئے او دمِ شہداست
ایں سعادت چو بود قسمتِ ما ‏ رفتہ رفتہ رسید نوبتِ ما

کربلائیست سیرِ ہر آنم ‏ صد حسین است در گریبانم
آدمم نیز احمدِ مختار ‏ در برم جامۂ ہمہ ابرار

کارہائے کہ کرد با من یار ‏ برتر آں دفتر است از اظہار
آنچہ داد است ہر نبی را جام ‏ داد آں جام را مرا بتمام

دل من بردہ الفتِ خود داد ‏ خود مرا شد بوحیِ خود استاد
وحیِ او را عجب اثر دیدم ‏ روئے آں مہر زاں قمر دیدم

دیدہ ام از خلق رنج و مکروہات ‏ وآنچہ دیدہ است مثلِ ایں لذّات
دیدم از ہجرِ خلق جلوۂ یار ‏ کارِ دیگر برآمد از یک کار

آنچہ من بشنوم ز وحیِ خدا ‏ بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآں منزّہ اش دانم ‏ از خطاہا ہمیں است ایمانم

من خدا را بدو شناختہ ام ‏ دل بدیں آتشش گداختہ ام
بخدا ہست ایں کلامِ مجید ‏ از دہانِ خدائے پاک و وحید

آنچہ بر من عیاں شد از دادار ‏ آفتابست با دو صد انوار
ایں خطائیست ربِّ اربابم ‏ یکرہ آرم اجازۂ تا یابم

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے ‏ من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
وارثِ مصطفےٰ شدم بیقیں ‏ شدہ رنگیں برنگِ یارِ حسیں

آں یقینے کہ بود عیسیٰ را ‏ بر کلامے کہ شد برو القا
واں یقینِ کلیم بر تورات ‏ واں یقین ہائے سیّد السادات

حوالہ نمبر 13

یہ خدا کا کلام ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ اے جو طلاقت کے لئے مسیح کر کے بھیجا گیا ہے۔ ہماری اس مہلک بیماری کیلئے شفاعت کر۔ تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجز اس مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں باستثناء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ شفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جُدا نہیں ہے بلکہ اس کی شفاعت درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شفاعت ہے۔ اے عیسائی مشنریو! اب ربنا المسیح مت کہو۔ اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اُس مسیح سے بڑھکر ہے۔ اور اے قوم شیعہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اُس حسین سے بڑھکر ہے۔ اور اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر میں ساتھ اس کے خدا کی گواہی رکھتا ہوں تو تم خدا سے مقابلہ مت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اُس سے لڑنے والے ٹھہرو۔ اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے جو شخص اسوقت میری طرف دوڑتا ہے میں اسکو اس سے تشبیہ دیتا ہوں کہ جو عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔ لیکن جو شخص مجھے نہیں مانتا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہے اور کوئی بچنے کا سامان اُسکے پاس نہیں۔ سچا شفیع میں ہوں جو اُس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں اور اُس کا ظلّ جس کو اس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا اور اُسکی بہت ہی تحقیر کی یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس لئے خدا نے اسوقت اس گناہ کا ایک ہی لفظ کے ساتھ پادریوں سے بدلہ لے لیا کیونکہ عیسائی مشنریوں نے عیسیٰ بن مریم کو خدا بنایا اور ہمارے سیّد و مولیٰ حقیقی شفیع کو گالیاں دیں اور بدزبانی کی کتابوں سے زمین کو نجس کر دیا اس لئے اُس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا۔ خدا نے اس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے اور اُس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔ تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمد کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا یعنے وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے

حوالہ نمبر 15

چونکہ مَیں ظلّی طور پر محمدؐ ہوں صلی اللہ علیہ وسلم پس اِس طور سے خاتم النبیین کی مُہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمدؐ تک ہی محدود رہی یعنے بہر حال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہے نہ اور کوئی یعنی جبکہ مَیں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلّیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اس کا اسم آنجنابؐ کے اسم سے مطابق ہوگا یعنی اُس کا نام بھی محمدؐ اور احمدؐ ہوگا اور اسکے اہلبیت میں سے ہوگا* اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا یہ عمیق اشارہ اِس بات کیطرف ہے کہ وہ رُوحانیت کے رُو سے اسی نبی میں سے نکلا ہوگا اور اسی کی رُوح کا رُوپ ہوگا۔ اِسپر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے

* حاشیہ۔ یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی۔ اسکی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ سلمان منّا اھل البیت علٰی مشرب الحسن۔ میرا نام سلمان رکھا یعنے دو سلم۔ اور سلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہونگی۔ ایک اندرونی جو اندرونی بغض اور عناد کو دُور کریگی۔ دُوسری بیرونی کہ جو بیرونی عداوت کے وجوہ کو پامال کرکے اور اسلام کی عظمت دکھا کر غیر مذاہب والوں کو اسلام کیطرف جھکا دیگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اُس سے بھی مَیں مُراد ہوں۔ ورنہ اُس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں آتی۔ اور مَیں خدا سے وحی پاکر کہتا ہوں کہ مَیں بنی فارس میں سے ہوں لہٰذا بموجب اُس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہلبیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہؓ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ مَیں اُس میں سے ہوں۔ چنانچہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے۔ منہ

حوالہ نمبر 16

خُدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد بشارت تُو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر مجھ کو یہ تُو نے بارہا دی
فَسُبحَانَ الَّذِیْ اَخزَی الاَعَادِیْ

مری اولاد سب تیری عطا ہے ہر اِک تیری بشارت سے ہُوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسلِ سیّدہ ہے یہی ہیں پنج تن جن پر بِنا ہے
یہ تیرا فضل ہے اَے میرے ہادی
فَسُبحَانَ الَّذِیْ اَخزَی الاَعَادِیْ

دِیے تُو نے مجھے یہ مہر و مہتاب یہ سب ہیں میرے پیارے تیرے اسباب
دِکھایا تُو نے وہ اَے ربِّ ارباب کہ کم ایسا دِکھا سکتا کوئی خواب
یہ تیرا فضل ہے اَے میرے ہادی
فَسُبحَانَ الَّذِیْ اَخزَی الاَعَادِیْ

مَیں کیونکر گِن سکُوں تیرے یہ انعام کہاں ممکن ترے فضلوں کا ارقام
ہر اِک نعمت سے تُو نے بھر دِیا جام ہر اِک دُشمن کیا مردُود و ناکام
یہ تیرا فضل ہے اَے میرے ہادی
فَسُبحَانَ الَّذِیْ اَخزَی الاَعَادِیْ

بشارت دی کہ اِک بیٹا ہے تیرا جو ہوگا ایک دِن محبُوب میرا
کروں گا دُور اُس مہ سے اندھیرا دِکھاؤں گا کہ اِک عالَم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اِک دل کی غذا دی

حوالہ نمبر 17

تو وہ دنیا کی طرف سے توڑتا ہے اور خدا میں پیوند کرتا ہے اور یہ تب ہوتا ہے جبکہ کامل توکل ہو جیسے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل متبتّل تھے۔ ویسے ہی کامل متوکل بھی تھے اور یہی وجہ ہے کہ اتنے وجاہت والے اور قوم و قبائل والے سرداروں کی ذرا بھی پروا نہیں کی اور ان کی مخالفت سے کچھ بھی متاثر نہ ہوتے۔ آپؐ میں ایک فوق العادت یقین خدا تعالیٰ کی ذات پر تھا۔ اسی لیے اس قدر عظیم الشان بوجھ کو آپؐ نے اُٹھالیا اور ساری دنیا کی مخالفت کی اور ان کی کچھ بھی ہستی نہ سمجھی۔ یہ بڑا نمونہ ہے توکل کا جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ اس لیے کہ اس میں خدا کو پسند کرکے دنیا کو مخالف بنالیا جاتا ہے۔ مگر یہ حالت پیدا نہیں ہوتی جب تک گویا خدا کو نہ دیکھ لے۔ جبتک یہ امید نہ ہو کہ اس کے بعد دُوسرا دروازہ ضرور کھلنے والا ہے۔ جب یہ امید اور یقین ہو جاتا ہے تو وہ عزیزوں کو خدا کی راہ میں دشمن بنالیتا ہے۔ اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ خدا اور دوست بنادے گا۔ جائیداد کھو دیتا ہے کہ اس سے بہتر ملنے کا یقین ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ خدا ہی کی رضا کو مقدم کرنا تو تبتّل ہے اور پھر تبتّل اور توکل توام ہیں۔ تبتّل کا راز ہے توکل اور توکل کی شرط ہے تبتّل۔ یہی ہمارا مذہب اس امر میں ہے۔

۱۴ر ستمبر ۱۹۰۱ء بعد مغرب

"اُمّ المؤمنین" کے لفظ کا استعمال

"اُمّ المؤمنین" کا لفظ جو مسیح موعودؑ کی بیوی کی نسبت استعمال کیا جاتا ہے اس پر بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سُن کر فرمایا:

"اعتراض کرنے والے بہت ہی کم غور کرتے اور اس قسم کے اعتراض صاف بتاتے ہیں کہ وہ محض کینہ اور حسد کی بنا پر کیے جاتے ہیں؛ ورنہ نبیوں یا ان کے اظلال کی بیویاں اگر اُمّہات المؤمنین نہیں ہوتی ہیں تو کیا ہوتی ہیں؟ خدا تعالیٰ کی سُنّت اور قانونِ قدرت کے اس تعامل سے بھی پتہ لگتا ہے کہ کبھی کسی نبی کی بیوی سے کسی نے شادی نہیں کی۔ ہم کہتے ہیں کہ ان لوگوں سے جو اعتراض کرتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین کیوں کہتے ہو؟ پُوچھنا چاہیے کہ تم بتاؤ جو مسیح موعود تمہارے ذہن میں ہے اور جسے تم سمجھتے ہو کہ وہ آکر نکاح بھی کرے گا۔ کیا اس کی بیوی کو تم اُمّ المومنین کہو گے یا نہیں؟ مُسلم میں تو مسیح موعود کو نبی ہی کہا گیا ہے اور قرآن شریف میں انبیاء علیہم السلام

ؔ۱ الحکم جلد ۵ نمبر ۳۴ صفحہ ۱ تا ۳ پرچہ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۰۱ء

حوالہ نمبر 18

اور جسم پنجرہ کی طرح ہوگیا۔ یہاں (قادیان) لے آئے۔ حضرت صاحبؑ دو ماہ تک علاج کرتے رہے۔ آخر ..... حضورؑ نے بھائی حامد علی صاحب کو فرمایا کہ اب تم اپنے بھائی کو واپس لے جاؤ۔ اس کا بچنا محال ہے۔ ..... آدمی (کہار کو بلانے کے لئے) گاؤں کو چل پڑا۔ ابھی غالباً رجادہ[1] ہی پہنچا ہوگا کہ پیچھے سے حضرت صاحبؑ کو الہام ہوگیا کہ :-

"برکت علی صحتیاب ہوجائیگا"

حضورؑ نے اسی وقت حامد علی کو بلاکر فرمایا کہ جس آدمی کو آپ نے بھیجا ہے۔ واپس بلالو ..... آدمی واپس آگیا۔ اور دوسرے دن بخار ٹوٹ گیا۔" (رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۱ ص۶۵)

۱۸۴

شیخ زین العابدین صاحب نے بیان کیا کہ :-

"مہر علی[2] کو یہاں[3] لایا گیا۔ حضورؑ نے مہینہ ڈیڑھ مہینہ علاج کیا۔ مروڑ ہٹ گئے۔ مگر حضورؑ کو الہام ہوا کہ :-

"یہ بچہ بچ نہیں سکے گا۔"

(چنانچہ کئی دنوں کے بعد وہ فوت ہوگیا) حضرت صاحبؑ نے جنازہ پڑھایا۔ اور یہیں دفن کیا۔" (رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۱ ص۶۶، ۶۷)

۱۸۵

ملک غلام حسین صاحب مہاجر خادم المسیح محلہ دارالرحمت قادیان کا بیان ہے کہ حضرت صاحبؑ شام کی نماز پڑھ کر مسجد میں لیٹ جایا کرتے تھے۔ اور بچے حضورؑ کو دبایا کرتے تھے۔ میرا بچہ محمد حسین بھی دبا رہا تھا۔ حضرت اقدسؑ کی آنکھیں بند تھیں۔ ایک اور لڑکا جلال جو "بیٹی" کا تھا اور مغل تھا، وہ بھی دبا رہا تھا۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا

---

[1] قادیان کے قریب ایک گاؤں۔ (مرتب) [2] یعنی راوی شیخ زین العابدین صاحب کا بھائی جو سخت بیمار تھا۔ جسے چھ ماہ سے دست آرہے تھے۔ (مرتب)

[3] یعنی قادیان میں۔ (مرتب)

حوالہ نمبر 19

بھی پاس بیٹھی تھیں۔ یکدم جو حضرت صاحبؑ نے آنکھ کھولی۔ تو فرمایا کہ
"محمد حسین ڈپٹی کمشنر[1] بنے گا"
اور جلال اس کے گھوڑے کو چارہ ڈالا کریگا۔ حضرت اُمّ المومنین رضؓ نے جب یہ الفاظ سُنے۔ تو فوراً اُٹھ کر اندر گئیں اور میری بیوی کو جا کر مبارکباد دی۔" (رجسٹر روایاتِ صحابہ جلد ۱۱ صفحہ ۹۲)

۱۸۶ منشی ظفر احمدؐ صاحب کپور تھلوی نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے فرمایا:- "رات مَیں نے رُؤیا دیکھا کہ میرے خدا کو کوئی گالیاں دیتا ہے۔ مجھے اس کا بڑا صدمہ ہوا۔ جب آپؑ نے رُؤیا کا ذکر فرمایا۔ تو اس سے اگلے روز چوہدری[2] صاحب کا لڑکا فوت ہو گیا۔ اس کی والدہ نے بہت جزع فزع کی۔ اور اس حالت میں اس کے منہ سے (یہ کلمہ) نکلا۔ ارے ظالم تُو نے مجھ پر ظلم کیا۔ حضورؑ کو جب اس کی اطلاع ہوئی۔ تو سخت ناراض ہوئے اور اُسے گھر سے نکل جانے کا حکم فرمایا۔"
(رجسٹر روایاتِ[3] صحابہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۶۱ روایت منشی ظفر احمدؐ صاحب کپور تھلوی)

۱۸۷ مولوی صدرالدین صاحب سابق مبلغ ایران نے خاکسار مرتب تذکرہ کو اپنی روایات کی کاپی میں سے ایک یہ روایت سُنائی۔ کہ:-
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک خادم فضل الدین صاحب المعروف فجا نے انہیں ایک روایت سُنائی۔ کہ "ایک دفعہ اتفاقاً

[1] چنانچہ آخری عمر میں جبکہ وہ افریقہ میں تھا۔ نیروبی کا ڈپٹی کمشنر جب چار ماہ کی رخصت پر گیا۔ تو اُس کا عارضی قائم مقام محمد حسین کو مقرر کیا گیا۔" (رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۱ صفحہ ۹۵)
[2] یعنی چوہدری رستم علی خاں صاحب مرحوم انسپکٹر ریلوے۔ (مرتب)
[3] منشی عبدالرحمان صاحب کی روایت جو الحکم جلد ۳۰ نمبر ۴۰ بہ پرچہ ۱۴ نومبر ۱۹۲۷ء صفحہ ۱ پر شائع ہوئی ہے۔ اس میں اس واقعۂ بے ادبی کا تو ذکر ہے۔ مگر ابتدائی حصہ یعنی رُؤیا کا ذکر نہیں۔ (مرتب)

(۱۰) ستارہ قیصرہ صـ۳ ۔

(۱۱) اشتہار ۱۰ ردسمبر ۱۸۹۴ء و اشتہار ۲ ر فروری ۱۸۹۸ء وغیرہ

۶۹۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تین سو تیرہ اصحاب کی فہرست تیار کی۔ تو بعض دوستوں نے خطوط لکھے کہ حضور ہمارا نام بھی اس فہرست میں درج کیا جائے۔ یہ دیکھکر ہم کو بھی خیال پیدا ہوا۔ کہ حضور علیہ السلام سے دریافت کریں۔ کہ آیا ہمارا نام درج ہو گیا ہے یا کہ نہیں۔ تب ہم تینوں برادران مع منشی عبدالعزیز صاحب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور دریافت کیا اس پر حضور نے فرمایا کہ میں نے آپ کے نام پہلے ہی درج کئے ہوئے ہیں۔ مگر ہمارے ناموں کے آگے " مع اہل بیت " کے الفاظ بھی زائد کئے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ فہرست حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۶ء میں تیار کی تھی۔ اور اسے ضمیمہ انجام آتھم میں درج کیا تھا۔ احادیث سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے بھی ایک دفعہ اسی طرح اپنے اصحاب کی ایک فہرست تیار کروائی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ تین سو تیرہ کا عدد اصحاب بدر کی نسبت سے چنا گیا تھا کیونکہ ایک حدیث میں ذکر آتا ہے کہ مہدی کے ساتھ اصحاب بدر کی تعداد کے مطابق ۳۱۳ اصحاب ہوں گے جن کے اسماء ایک مطبوعہ کتاب میں درج ہونگے (دیکھو ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۴۰ تا ۴۵)

۶۹۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت اقدس نے بیان فرمایا۔ کہ طاعون دنیا سے اس وقت تک نہیں جائیگی۔ کہ یا تو یہ گناہ کو کھا جائے گی۔ اور یا آدمیوں کو کھا جائے گی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ معنوی رنگ میں طاعون کے اندر وہ دوسرے عذاب بھی شامل ہیں جو خدا کی طرف سے اپنے مسیح کی تائید کے لئے نازل ہوئے یا آئندہ ہونگے۔

۶۹۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ بسا اوقات اگر کوئی شخص اس گورنمنٹ کے آگے سچ بولے۔ تو وہ پکڑا جاتا ہے۔ لیکن اگر خدا تعالےٰ کے سامنے سچ بولے تو چھوٹ جاتا ہے۔

حوالہ نمبر 20

قرآن و سنت
کی توہین
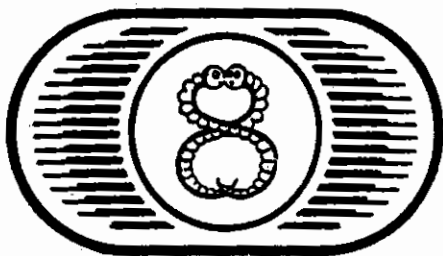
اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لیے جہاں سلسلہ نبوت قائم فرمایا اور اس کا اختتام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کر دیا۔ وہاں مختلف اوقات میں کتابیں بھی نازل فرمائیں۔ اس سلسلہ کتب کی آخری کڑی قرآن مجید اور فرقان حمید ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کے لیے رحمت' ہدایت اور شفاء ہے۔

جس کی حفاظت و صیانت کا وعدہ خود حضرت حق جل مجدہ نے کیا جس کی آیات کے سامنے بڑے بڑے زبان آور' دم بخود رہ گئے اور اس کی ایک آیت کا مقابلہ کرنے کی تاب نہ لا سکے۔

یہ عظیم کتاب صدیوں سے اپنی عظمت کا لوہا منوا رہی ہے۔ مرزا کی سرپرست برطانوی سرکار نے اسے مٹانے کی عجیب احمقانہ تدابیر کیں لیکن منہ کی کھائی۔

"عربی مبین" میں نازل ہونے والی اس کتاب کے بالمقابل قادیانی گنوار نے وحی و الہام کا جس طرح ڈھونگ رچایا اور اسے قرآن سے برتر و بالا قرار دیا اور جابجا فخریہ اس کا اظہار کیا' وہ ایسی ناروا جسارت ہے جس پر آسمان ٹوٹ پڑے اور زمین پھٹ جائے تو عجب نہیں۔

قرآن کے بالمقابل خرافاتی الہام کے لیے مرزا کی تحریرات دیکھیں اور

سوچیں کہ آیا یہ شخص صحیح الدماغ تھا یا اس کا ذہنی توازن خراب تھا؟

(1) "قرآن مجید قادیان کے قریب نازل ہوا"

" انا انزلناہ قریبا من القادیان"

اس کی تفسیر یہ ہے کہ انا انزلناہ قریبا" من دمشق بطرف شرقی عند المنارۃ البیضاء کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے۔"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 76 طبع دوم۔ از مرزا غلام احمد قادیانی)

(2) قرآن' مرزا قادیانی پر دوبارہ اترا

"ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے؟ اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ اسی لیے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہ" (مرزا قادیانی) کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کر کے آپ پر قرآن شریف اتارا جاوے۔"

(کلمتہ الفصل ص 173 از صاجزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(3) قرآن شریف' مرزا کی باتیں

"قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 635 - طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(4) مرزا کے الہامات' قرآن کی طرح

❑ "میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں' اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔"

(حقیتہ الوحی ص 220 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 220 از مرزا قادیانی)

(5)

- "آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش زخطاء
ہمچوں قرآن منزاش دانم
از خطاہا ہمینست ایمان
بخدا ہست ایں کلام مجید
از دہان خدائے پاک وحید
وان یقین کلیم بر تورات
وان یقین ہائے سید سادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین"

ترجمہ = "جو کچھ میں اللہ کی وحی سے سنتا ہوں۔ خدا کی قسم اسے ہر قسم کی خطا سے پاک سمجھتا ہوں۔ قرآن کی طرح میری وحی خطاؤں سے پاک ہے۔ یہ میرا ایمان ہے۔ خدا کی قسم یہ کلام مجید ہے' جو خدائے پاک یکتا کے منہ سے نکلا ہے جو یقین عیسیٰؑ کو اپنی وحی پر' موسیٰؑ کو توریت پر اور حضورؐ کو قرآن مجید پر تھا' میں از روئے یقین ان سب سے کم نہیں ہوں' جو جھوٹ کہے وہ لعنتی ہے۔"

(نزول المسیح ص 99- مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 477 از مرزا قادیانی)

(6) احادیث رسولؐ کی توہین

"تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔"

(اعجاز احمدی ص 30 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 140 از مرزا قادیانی)

کیا[1] کہتے ہیں کہ ہم ایک قوی جماعت ہیں۔ جواب دینے پر قادر ہیں۔ عنقریب یہ ساری جماعت بھاگ جائے گی۔ اور پیٹھ پھیر لیں گے۔ اور جب[1] یہ لوگ کوئی نشان دیکھتے ہیں۔ تو کہتے ہیں کہ یہ ایک معمولی اور قدیمی سحر ہے۔ حالانکہ ان[1] کے دل ان نشانوں پر یقین کر گئے ہیں۔ اور دلوں[1] میں انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ اب گریز کی جگہ نہیں۔ اور یہ[1] خدا کی رحمت ہے کہ تو ان پر نرم ہوا۔ اور اگر تو[1] سخت دل ہوتا۔ تو یہ لوگ تیرے نزدیک نہ آتے۔ اور تجھ سے الگ ہو جاتے۔ اگرچہ[1] قرآنی معجزات ایسے دیکھتے۔ جن سے پہاڑ جنبش میں آجاتے۔

یہ آیات ان بعض لوگوں کے حق میں بطور الہام القاء ہوئیں۔ جن کا ایسا ہی خیال اور حال تھا۔ اور شاید ایسے ہی اور لوگ بھی نکل آویں۔ جو اس قسم کی باتیں کریں اور بدرجہ یقین کامل پہنچ کر پھر منکر رہیں۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۹۷، ۴۹۸)

۱۰۵	۱۸۸۳ء	پھر بعد اس کے فرمایا۔

إِنَّا[1] أَنْزَلْنَاهُ قَرِيبًا مِّنَ الْقَادِيَانِ[2]۔ وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ۔ وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُولًا[3]۔

یعنی[1] ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پُر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اُتارا ہے۔ اور ضرورت حقہ کے ساتھ اُتارا ہے۔ اور

[1] (ترجمہ از مرتب) بدخلق، سخت کلام۔ [2] اس الہام پر نظر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیان میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس عاجز کا ظاہر ہونا الہامی نوشتوں میں بطور پیشگوئی کے پہلے سے لکھا گیا تھا..... اب ایک نئے الہام سے یہ بات بپایہ ثبوت پہنچ گئی۔ کہ قادیان کو خدا تعالےٰ کے نزدیک دمشق سے مشابہت ہے۔ تو اس پہلے الہام کے معنے بھی اس سے کھل گئے..... اس کی تفسیر یہ ہے کہ انا انزلناہ قریبًا من دمشق بطرف شرقی عند المنارۃ البیضاء۔

کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۷۲، ۷۳ حاشیہ)

[3] ازالہ اوہام میں یہ فقرہ یوں ہے۔ وکان وعد اللّٰہ مفعولًا۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۷۳)

حوالہ نمبر 1

قرار دیدیا۔ صاحب شریعت نبی جن کا قرآن میں ذکر ہے وہ دو ہی ہیں حضرت موسیٰ اور نبی کریمؐ انکے سوا جتنے نبی ہیں وہ سب غیر شرعی ہیں۔ تو گویا کہ معترض کے اصل کو لیکر سوائے دو نبیوں کے اللہ تعالیٰ کے باقی تمام نبیوں کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ خدا تو کہتا ہے کہ مومن کا یہ قول ہونا چاہیئے کہ لا نفرق بین احد من رسلہ لیکن ہم کو یہ سنایا جاتا ہے کہ نہیں صرف دو نبیوں کو ماننا ضروری ہے باقیوں کو نہ ماننے سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔ اے کاش ہمارے مخالف اعتراض کرنے سے پہلے قرآن شریف پر تو غور کر لیتے۔ قرآن کھلے اور غیر تاویل طلب الفاظ میں کہہ رہا ہے کہ ما نرسل المرسلین الا مبشرین و منذرین یعنی مرسلین کے بھیجنے سے ہمارا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ ماننے والوں کو بشارتیں دیں اور نہ ماننے والوں کو عذاب الٰہی سے ڈرائیں پس جب مامورین کے مبعوث کرنے کی بڑی غرض ہی انذار و تبشیر ہوتی ہے تو شرعی اور غیر شرعی کا سوال ہی بیجا ہے۔ اور پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر نبی کریمؐ کے بعد کسی اور کے آنے کی ضرورت نہیں تو کیوں خود نبی کریمؐ نے مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کو ضروری قرار دیا اور اس کا انکار کرنے والوں کو یہودی اور ناری ٹھہرایا۔ اگر مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کو ضروری قرار دینا غلطی ہے تو یہ غلطی سب سے پہلے خود نبی کریمؐ سے سرزد ہوئی نعوذ باللہ من ذلک۔ اور پھر یہ غلطی اللہ تعالیٰ سے سرزد ہوئی جس نے ایک ایسے شخص کی خاطر جس پر ایمان لانا ضروری نہیں دنیا کو عذابوں سے بھر دیا۔ مجھے تعجب پر تعجب آتا ہے کہ نبی کریمؐ تو یہ فرماویں کہ ایک وقت میری اُمت پر ایسا آئیگا کہ ان کے درمیان سے قرآن اُٹھ جائیگا اور لوگ قرآن کو پڑھیں گے مگر وہ انکے حلق سے نیچے نہیں اتریگا لیکن ہم کو یہ کہا جاتا ہے کہ قرآن کے ہوتے ہوئے کسی شخص کو ماننا ضروری کیسے ہوگیا۔ ہم کہتے ہیں کہ قرآن کہاں موجود ہے اگر قرآن موجود ہوتا تو کسی کے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ مشکل تو یہی ہے کہ قرآن دنیا سے اُٹھ گیا ہے۔ اسی لیئے تو ضرورت پیش آئی کہ محمد رسول اللہ صلعم کو بروزی طور پر دوبارہ دنیا میں مبعوث کرکے آپ پر قرآن شریف اُتارا جاوے۔ معترض کو چاہیئے کہ بعثت مامورین کی اغراض پر غور کرے کیونکہ یہ دھوکا قلت تدبر کی وجہ سے ہی پیدا ہوتا ہے ہندوستان میں چونکہ اکثر لوگ دو مذہب ہیں اسلیئے

---

[۱] حاشیہ اسجگہ موسیٰ اور اسکے بعد کے انبیاءؑ کا ذکر ہے۔ منہ

حوالہ نمبر 2

اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔ قَوْلَ الْحَقِّ

کیلئے ایک نشان اور ایک نمونہ رحمت بنائینگے اور یہ ابتدا سے مقدر تھا۔ یہ وہی امر ہے۔

الَّذِیْ فِیْهِ تَمْتَرُوْنَ۔ سَلَامٌ عَلَیْكَ جُعِلْتَ مُبَارَکًا۔

جس میں تم شک کرتے تھے۔ تیرے پر سلام تو مبارک کیا گیا۔

اَنْتَ مُبَارَكٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔ اَمْرَاضُ النَّاسِ وَبَرَکَاتُهٗ۔[1]

تو دنیا اور آخرت میں مبارک ہے۔ تیرے ذریعہ سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی۔

بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیان[2] برمنار بلند تر محکم افتاد۔ پاک محمد مصطفٰے نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کر دیگا اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا۔ رب الافواج اِس طرف توجہ کریگا۔ اِس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مُنہ کی باتیں ہیں۔ یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ

اے عیسٰی میں تجھے وفات دوں گا۔ اور تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا اور

[1] یہ خدا کا قول کہ تیرے ذریعہ سے مریضوں پر برکت نازل ہوگی۔ رُوحانی اور جسمانی دونو قسم کے مریضوں پر مشتمل ہے۔ رُوحانی طور پر اس لئے کہ میں دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ پر ہزارہا لوگ بیعت کرنیوالے ایسے ہیں کہ پہلے ان کی عملی حالتیں خراب تھیں اور پھر بیعت کرنے کے بعد ان کے عملی حالات درست ہوگئے اور طرح طرح کے معاصی سے انہوں نے توبہ کی اور نماز کی پابندی اختیار کی اور میں صدہا ایسے لوگ اپنی جماعت میں پاتا ہوں کہ جن کے دلوں میں یہ سوزش اور تپش پیدا ہوگئی ہے کہ کس طرح وہ جذباتِ نفسانیہ سے پاک ہوں۔ اور جسمانی امراض کی نسبت میں نے بارہا مشاہدہ کیا ہے کہ اکثر خطرناک امراض والے میری دُعا اور توجہ سے شفایاب ہوئے ہیں۔" (حقیقۃ الوحی ص۹۲ و ص۹۳ حاشیہ)

[2] (ترجمہ از مرتب) خوش خوش چل کہ تیرا وقت نزدیک آپہنچا ہے اور محمدی گروہ کا پاؤں ایک بہت اونچے مینار پر مضبوطی سے قائم ہوگیا ہے۔

حوالہ نمبر 3

اِس الہام الٰہی کے ساتھ ایسا دل قوی ہوگیا کہ جیسے ایک سخت دردناک زخم کسی مرہم سے ایک دم میں اچھا ہو جاتا ہے۔ درحقیقت یہ امر بارہا آزمایا گیا ہے کہ وحی الٰہی میں دلی تسلّی دینے کے لئے ایک ذاتی خاصیت ہے اور جڑھ اِس خاصیت کی وُہ یقین ہی جو وحی الٰہی پر ہو جاتا ہی۔ افسوس ان لوگوں کے کیسے الہام ہیں کہ باوجود دعویٰ الہام کے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ہمارے الہام ظنّی امور ہیں نہ معلوم یہ شیطانی ہیں یا رحمانی ایسے الہاموں کا ضرر اُن کے نفع سے زیادہ ہے مگر میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اِن الہامات پر اُسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر۔ اور جس طرح مَیں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اُسی طرح اِس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہی۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں کیونکہ اس کے ساتھ الٰہی چمک اور نُور دیکھتا ہوں اور اُسکے ساتھ خدا کی قُدرتوں کے نمونے پاتا ہوں۔ غرض جب مجھ کو یہ الہام ہُوا کہ الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ تو مَیں نے اُسی وقت سمجھ لیا کہ خدا مجھے ضائع نہیں کریگا۔ تب مَیں نے ایک ہندو کھتری ملاوامل نام کو جو ساکن قادیان ہی اور ابھی تک زندہ ہی وُہ الہام لکھکر دیا اور سارا قصّہ اُسکو سُنایا اور اُس کو امرتسر بھیجا کہ تا حکیم مولوی محمد شریف کلانوری کی معرفت اسکو کسی نگینہ میں کُھدوا کر اور مُہر بنوا کر لے آوے اور مَیں نے اس ہندو کو اس کام کیلئے محض اِس غرض سی اختیار کیا کہ تا وُہ اس عظیم الشان پیشگوئی کا گواہ ہو جائے اور تا مولوی محمد شریف بھی گواہ ہو جاوے۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف کے ذریعہ سے وہ انگشتری بصرف (الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ) مبلغ پانچروپیہ طیار ہو کر میرے پاس پہنچ گئی جو ابتک میرے پاس موجود ہے جس کا نشان یہ ہے یہ اُس زمانہ میں الہام ہُوا تھا جبکہ ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا اور بیرونی لوگوں میں سی ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا اور مَیں ایک گمنام انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویۂ گمنامی میں پڑا ہُوا تھا۔ پھر بعد اسکے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دُنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور ایسی متواتر فتوحات سے

۲۱۱

حوالہ نمبر 4

ص۹۹

آنچناں عشق تیز مرکب راند	کہ ازاں مشت خاک ہیچ نماند	کشتۂ دلبر و دلآرامے	رستہ یکسر ز ننگ از نامے
پُر ز عشق و تہی ز ہر آزے	قصہ کوتاہ کرد آوازے	آں فدائے یقیں کہ گوش شنید	کرد کار و ز غیر حق ببرید
رفتہ بیروں ز حلقۂ اغیار	دل بریدہ ز غیر آں دلدار	پاک گشتہ ز لوث ہستی خویش	رستہ از بند خود پرستی خویش
آنچناں یار در کمند انداخت	کہ نماند بدیگرے پرداخت	قدم خود زدہ براہِ عدم	گم بیادش ز فرق تا بقدم
ذکرِ دلبر غذائے او گشتہ	ہمہ دلبر برائے او گشتہ	سوختہ ہر غرض بجز دلدار	دوختہ چشم دل ز غیر نگار
دل و جان بر رُخے فدا کردہ	وصل او اصل مدعا کردہ	مردہ و خویشتن فنا کردہ	عشق جوشید و کارہا کردہ
از خودی ہائے خود فتادہ جدا	سیل پُر زد ربود بُرد از جا	تن چو فرسود دلستاں آمد	دل چو از دست رفت جاں آمد
عشق دلبر بروئے او بارید	ابر رحمت بکوئے او بارید	از یقینے کہ شد ز گفتارے	در دلِ او برست گلزارے
ہر ظہورے یکے سبب دارد	داند آں کو بدل طلب دارد	پس چنیں شورش محبت یار	کہ بشوید ہم از خودی آثار
ایں میسر نمے شود ز نہار	جز سخن ہائے دلبر دلدار	عشق کو رو نماید از دیدار	نیز گہ گہ بخیزد از گفتار
بالخصوص آں سخن کہ از دلدار	خاصیتے دارد اندریں اسرار	کشتۂ او نہ یک نہ دو نہ ہزار	ایں قتیلانِ او برون ز شمار
ہر زمانے قتیل تازہ بخواست	غازۂ روئے او دمِ شہداست	ایں سعادت چو بود قسمت ما	رفتہ رفتہ رسید نوبت ما
کربلائیست سیرِ ہر آنم	صد حسین است در گریبانم	آدمم نیز احمدِ مختار	در برم جامۂ ہمہ ابرار
کارہائے کہ کرد با من یار	برتر آں دفتر است از اظہار	آنچہ داد است ہر نبی را جام	داد آں جام را مرا بتمام
دل من بردہ لطفِ خود دار	خود مرا شد بوحی خود استاد	وحی او را عجب اثر دیدم	روئے آں مہر زاں قمر دیدم
دیدم از خلق رنج و مکروہات	آنچہ چیز است پیش ایں لذات	دیدم از ہجر خلق جلوۂ یار	کار دیگر برامد از یک کار
آنچہ من بشنوم ز وحی خدا	بخدا پاک دانمش ز خطا	ہمچو قرآں منزہ اش دانم	از خطاہا ہمیں است ایمانم
من خدا را بدو شناختہ ام	دل بدیں آتشش گداختہ ام	بخدا ہست ایں کلام مجید	از دہان خدائے پاک و وحید
آنچہ بر من عیاں شد از دادار	آفتابے است با دو صد انوار	ایں عطائے ست ربِ اربابم	بکہ رو آرم ار ازو تابم
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے	من بعرفاں نہ کمترم ز کسے	وارث مصطفےٰ شدم بیقیں	شدہ رنگیں برنگ یار حسیں
آں یقینے کہ بود عیسیٰ را	بر کلامے کہ شد برو القا	واں یقین کلیم بر تورات	واں یقینہائے سید السادات

حوالہ نمبر 5

۱۰۱

کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین ہر کہ گوید دروغ ہست لعین
لیک آئینہ ام ز ربِ غنی از پئے صورتِ مہِ مدنی

ہر کہ آں یار بر دلِ من ریخت نہ شیاطیں بدو ز نفس آمیخت
خالص آمد کلام آں دادار زین سبب شد دلم پر از انوار

ہست آں وحی تیرہ سوختنی کہ نبود است بر یقین مبنی
لیکن ایں وحی بالیقین ز خدا است ہمہ کارم ازاں یقین شدہ راست

آمدم آں زماں کہ بادِ خزاں کرد یکسر ریاضِ دین ویران
در مشائخ نماند جز تزویر عالماں ہم نشستہ ہمچو ضریر

عاشقِ زر شدند و دولت و جاہ دل تہی از محبتِ آں شاہ
اندریں روزہائے چوں شبِ تار قوم را دید حق بحالتِ زار

پس مرا از جہانیاں بگزید در دلم روحِ پاکِ خویش دمید
در دلِ من ز عشق شور افگند خود مرا شد گسستہ ہر پیوند

کرد دیوانہ و خردہا داد بست یک در ہزار در بکشاد
خلق و مردم نصیحتم بکنند تا ببرم ز یار خود پیوند

من نیم کور تا چو کورانی بگزینم چپے ز بستانی
آں برِ تازہ کان عطیہ یار چوں ز دست افگنم پئے مردار

گر جہانے بدشمنی خیزد تیغ گیرد کہ خون من ریزد
من نہ آنم کہ ترکِ او گویم جانِ من ہست یارِ مہ رویم

برخت ہرگز ز کوچہ اش نبرم بزدلاں دیگر اند من دگرم
فارغم کرد عشقِ صورتِ یار از غم حملہ ہائے ایں اغیار

شورشِ عشق ہست ہر آنے تا کجے خیر ایں گریبانے
ناصحاں را خبر ز حالم نیست کوزہ سوئے آں زلالم نیست

آمدم چوں سحر بلجۂ نور تا شود تیرگی ز نورم دور
شور افگندہ ام کہ تا زیں کار خلق گردد ز خواب خود بیدار

غافلاں من ز یار آمدہ ام ہمچو بادِ بہار آمدہ ام
ایں زمانم زمانۂ گلزار موسمِ لالہ زار و وقتِ بہار

آمدم تا نگار باز آید بے دلاں را قرار باز آید
دستِ غیبم بپروردہ ہر دم کرد دعیش لبن ظہور اتم

نورِ الہام ہمچو بادِ صبا نزدم آمد ز غیب خوشبوہا
زندہ شد ہر نبی بآمدنم ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

پر شد از نورِ من نہانِ زمین سر ہنوزت بر آسماں از کین
باخدا جنگہا کنی ہیہات ایں چہ جور و جفا کنی ہیہات

از تو ترسم برون نہادی پا ہوش کن اے بریدہ زاں یکتا
از پئے خلق و ننگ و نام و رسوم تافتی رو ز حضرتِ قیوم

رو بدو کن کہ روئے یار است ہمہ رد ہا ز فضلِ دلدار است
وحیِ حق را چو بشنوی از ما ایں مگو مانیافتیم چرا

تا نہ کارِ دلت بجاں برسد چوں پیامت ز گلستاں برسد
تا نہ از خود روی جدا گردی تا نہ قربانِ آشنا گردی

تا نیائی ز نفسِ خود بیروں تا نہ گردی بروئے او مجنوں
تا نہ خاکت شود بساں غبار تا نہ گردد غبارِ تو خونبار

تا نہ خونت چکد بجائے کسے تا نہ جانت شود فدائے کسے
چوں دہندت بکوئے جاناں را چوں ندا آیدت ازاں درگاہ

اشاعۃ السنۃ میں کیا لکھا ہے اور اب کیا کہتے ہیں۔ صاحب من اقرار کے بعد کوئی تاویل انکار نہیں سن سکتا۔ آپ تو اقرار کر چکے ہیں کہ اہل کشف اور مکالمات کا مقام بلند ہے اُن کیلئے ضروری نہیں ہے کہ خواہ مخواہ محدثین کی تقلید کی اطاعت کریں بلکہ محدثین نے تو مُردوں سے روایت کی ہے اور اہل کشف زندہ حیّ و قیوم سے سُنتے ہیں۔ پس آپ کا اُس شخص کی نسبت کیا گمان ہے جس کا نام حکم رکھا گیا ہے۔ کیا یہ مرتبہ اُسکو حاصل نہیں جو آپ دُوسروں کیلئے تجویز کرتے ہیں۔

پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ آپکو مسیح موعود کی پیشگوئی کا خیال کیوں دل میں آیا آخر وُہ حدیثوں سے ہی لیا گیا پھر حدیثوں کی اور علامات کیوں قبول نہیں کی جاتیں یہ سادہ لوح یا تو افتراء سے ایسا کہتے ہیں اور یا محض حماقت سے۔ اور ہم اسکے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وُہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دُوسری حدیثوں کو ہم ردّی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ اگر حدیثوں کا دُنیا میں وجود بھی نہ ہوتا تب بھی میرے اس دعوے کو کچھ حرج نہ پہنچتا تھا۔ ہاں خدا نے میری وحی میں جا بجا قرآن کریم کو پیش کیا ہے۔ چنانچہ تم براہین احمدیہ میں دیکھو گے کہ اس دعوے کے متعلق کوئی حدیث بیان نہیں کی گئی۔ جا بجا خدا تعالیٰ نے میری وحی میں قرآن کو پیش کیا ہے۔

میں اب خیال کرتا ہوں کہ جو کچھ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مباحثہ مونگھیر فریب دہی کے طور پر اعتراض پیش کئے تھے سب کا کافی جواب ہو چکا ہے۔ ہاں یاد آیا ایک یہ بھی خیال اُنہوں نے پیش کیا تھا کہ جو کسوف خسوف کی حدیث مہدی کے ظہور کی علامت ہے جو دار قطنی اور کتاب اکمال الدین میں موجود ہے۔ اس میں قمر کا خسوف تیرہ [۱۳] تاریخ سے پہلے کسی ایسی تاریخ میں ہوگا جس میں چاند کو قمر کہہ سکتے ہوں۔ پس یاد رہے کہ یہ بھی یہودیوں کی مانند تحریف ہے۔ خدا نے قمر کے خسوف کیلئے اپنی سُنّت کے موافق تین راتیں مقرر کر رکھی

ص ۱۳۱

حوالہ نمبر 6

حرمین شریفین
کی توہین
مرزا
قادیانی
مجموعہ
ملفوظات
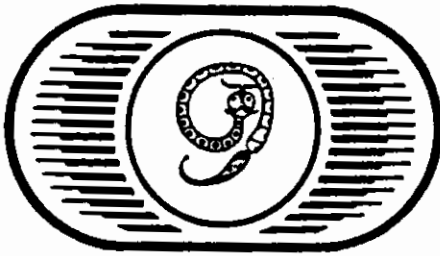
امت مسلمہ اس حقیقت کو بدل و جان تسلیم کرتی ہے کہ حرمین شریفین (مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ) زادھما اللہ شرفا و تعظیما۔ کائنات ارضی کے سب سے محترم' مبارک اور مقدس قطعات ہیں۔

رب العزت کی تجلیات کا مرکز ارض حرم ہے تو اس کی رحمتوں کے نزول کی جگہ ارض مدینہ' جہاں کائنات کا سب سے عظیم انسان محو استراحت ہے۔

حج بیت اللہ' اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک ہے جو عشق و جنون کا سفر ہے اور جس میں حضرت حق کے بندے اپنی نیازمندی کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہیں۔

محمد عربی علیہ الصلواۃ والسلام کے سچے امتیوں کے لیے ارض مدینہ کی زیارت بھی گویا اس مبارک سفر کا ایک حصہ ہے۔

لیکن دیکھیں کہ مرزا جیسے شاطر' فریبی اور دولت انگلشیہ کے ایجنٹ نے کس طرح ان پاک شہروں کی توہین کی۔ اپنی جنم بھومی قادیان کا ان سے کس طرح جوڑ جوڑا بلکہ اسے قرآن میں مندرج قرار دے کر اسے مکہ و مدینہ سے بھی بہتر و افضل قرار دیا اور قادیان ہی کی زیارت کو حج سے تعبیر کر کے بیت اللہ اور مناسک

حج کی توہین کی۔

آسماں را حق بود گر خوں بیارد بر زمیں

(1) قرآن شریف میں تین شہروں کا نام

"اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم میرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ انا انزلنہ قریبا" من القادیان تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو' لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ پر شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان"

(ازالہ اوہام (حاشیہ) حصہ اول ص 40 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 140 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(2) مسجد اقصیٰ کی توہین

"مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے۔ جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے۔ مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ - اور یہ مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل واقع ہوا' قرآن شریف کی آیت بارکنا حولہ کے مطابق ہے۔ پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی بارکنا حولہ"

(خطبہ الہامیہ حاشیہ ص 21 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 ص 21 از مرزا غلام احمد

قادیانی)

(3) قادیان کی فضیلت

❑ "لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ (قادیان میں آنا - ناقل) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص 352 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 ص 352 مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

(4)

❑ "زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے"

(درثمین، ص 52، از مرزا غلام احمد قادیانی)

(5) مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ

"حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے۔ مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا۔ وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو۔ کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔"

(حقیقتہ الرویاء ص 46، از مرزا بشیرالدین محمود ابن مرزا قادیانی)

حالانکہ وہ بجائے خود اپنے تئیں معذور سمجھتے تھے کیونکہ اُن کی بائبل کے ظاہری الفاظ پر نظر تھی۔

افسوس کہ ہمارے مسلمان بھائی بھی اسی گرداب میں پڑے ہوئے ہیں اور حضرت مسیح کی نسبت یہودیوں کی طرح اُن کے دلوں میں بھی یہی خیال جما ہوا ہے کہ ہم اُنہیں سچ مچ آسمان سے اُترتے دیکھیں گے اور یہ اعجوبہ ہم بچشم خود دیکھیں گے کہ حضرت مسیح زرد رنگ کی پوشاک پہنے ہوئے آسمان سے اُترتے چلے آتے ہیں اور دائیں بائیں فرشتے اُن کے ساتھ ہیں اور تمام بازاری لوگ اور دیہات کے آدمی ایک بڑے میلہ کی طرح اکٹھے ہو کر دُور سے اُن کو دیکھ رہے ہیں اور

فیہ اختلافاً کثیرا۔ قل لو اتبع اللّٰہ اھواءکم لفسدت السمٰوات والارض ومن فیھن ولبطلت حکمتہ وکان اللّٰہ عزیزا حکیما۔ قل لو کان البحر مدادًا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا۔ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ وکان اللّٰہ غفورا رحیما۔ پھر اس کے بعد الہام کیا گیا کہ ان علماء نے میرے گھر کو بدل ڈالا۔ میری عبادت گاہ میں ان کے چولھے ہیں میری پرستش کی جگہ میں اُن کے پیالے اور ٹھوٹھیاں رکھی ہوئی ہیں اور چوہوں کی طرح میرے نبی کی حدیثوں کو کتر رہے ہیں (ٹھوٹھیاں وہ چھوٹی پیالیاں ہیں جن کو ہندوستان میں سکوریاں کہتے ہیں۔ عبادت گاہ سے مراد اس الہام میں زمانہ حال کے اکثر مولویوں کے دل ہیں جو دنیا سے بھرے ہوئے ہیں) اس جگہ مجھے یاد آیا کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہے ہوا تھا اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم میرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ انا انزلناہ قریبًا من القادیان تو میں نے سُن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ اور مدینہ اور قادیان یہ کشف تھا

حوالہ نمبر 1

صح الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ۔ اور جس کے منارہ کا ذکر حدیث میں بھی ہے کہ مسیح کا نزول منارہ کے پاس ہوگا۔ دمشق کا ذکر اس حدیث میں جو مسلم نے بیان کی ہے اس غرض سے ہے کہ تین خدا بنانے کی تخم ریزی اول دمشق سے شروع ہوئی ہے اور مسیح موعود کا نزول اس

حاشیہ: قرآن شریف کی یہ آیت کہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی بارکنا حولہ معراج مکانی اور زمانی دونوں پر مشتمل ہے اور بغیر اس کے معراج ناقص رہتا ہے پس جیسا کہ سیر مکانی کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد الحرام سے بیت المقدس تک پہنچا دیا تھا۔ ایسا ہی سیر زمانی کے لحاظ سے آنجناب کو شوکت اسلام کے زمانہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا برکات اسلامی کے زمانہ تک جو مسیح موعود کا زمانہ ہے پہنچا دیا۔* پس اس پہلو کے رو سے جو اسلام کے انتہاء زمانہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر کشفی ہے مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے۔ مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ۔ اور یہ مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل واقع ہوا قرآن شریف کی آیت بارکنا حولہ کے مطابق ہے۔ پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا الذی بارکنا حولہ۔ اس آیت کے ایک تو وہی معنے ہیں جو علماء میں مشہور ہیں۔ یعنی یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مکانی معراج کا یہ بیان ہے۔ مگر

صح * حاشیہ در حاشیہ: شوکت اسلامی کا زمانہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا اس کا اثر غالب یہ تھا کہ حضرت موسیٰ کی طرح مومنوں کو کفار کے حملہ سے نجات دی۔ اس لئے بیت اللہ کا نام بھی بیت آمن رکھا گیا۔ لیکن زمانہ برکات کا جو مسیح موعود کا زمانہ ہے اس کا یہ اثر ہے کہ ہر قسم کے آرام زمین میں پیدا ہو جائیں اور نہ صرف امن بلکہ عیش رغد بھی حاصل ہو۔ منہ

لے بنی اسرآئیل: ۲

حوالہ نمبر 2

مندرجہ نشان آسمانی استخارہ کریں تو مَیں آپ کیلئے دُعا کرونگا۔ کیا خوب ہو کہ یہ استخارہ میرے رُوبرو ہو۔ تا میری توجہ زیادہ ہو۔ آپ پر کچھ بھی مشکل نہیں لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربّانی۔

سچی خواب اپنی سچائی کے آثار آپ ظاہر کردیتی ہے۔ وہ دِل پر ایک نُور کا اثر ڈالتی ہے اور میخ آہنی کی طرح اندر کُھب جاتی ہے اور دل اُس کو قبول کرلیتا ہے اور اُسکی نُورانیت اور ہیبت بال بال پر طاری ہو جاتی ہے۔ میں آپسے عہد کرتا ہوں کہ اگر آپ میرے رُوبرو اور میری ہدایت اور تعلیم کے موافق اِس کام میں مشغول ہوں تو مَیں آپکے لئے بہت کوشش کرونگا کیونکہ میرا خیال آپکی نسبت بہت نیک ہے اور خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپکو ضائع نہ کرے اور رشد اور سعادت میں ترقی دے۔ اب مَیں نے آپکا وقت بہت لے لیا ختم کرتا ہوں۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

آپکا مکرر خط پڑھ کر ایک بات کچھ زیادہ تفصیل کی محتاج معلوم ہوئی اور وہ یہ ہے کہ استخارہ کے لئے ایسی دُعا کی جائے کہ ہر یک شخص کا استخارہ شیطان کے دخل سے محفوظ ہو۔ عزیز من یہ بات خدا تعالیٰ کے قانونِ قدرت کے برخلاف ہے کہ وہ شیاطین کو اُنکے مواضع مناسبہ سے معطّل کردیوے۔ اللہ جلّشانہٗ قرآن کریم میں فرماتا ہے وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبی الا اذا تمنّی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ مایلقی الشیطان ثم یحکم اللہ اٰیاتہ واللہ علیم حکیم[1] یعنے ہم نے کوئی ایسا رسول اور نبی نہیں بھیجا کہ اُسکی یہ حالت نہ ہو کہ جب وہ کوئی تمنّا کرے یعنے اپنے نفس سے کوئی بات چاہے تو شیطان اُسکی خواہش میں کچھ نہ ملاوے یعنی جب کوئی رسول یا کوئی نبی اپنے نفس کے جوش سے کسی بات کو چاہتا ہے تو شیطان اُس میں بھی دخل دیتا ہے تب وحی متلو جو شوکت اور ہیبت اور روشنی تام رکھتی ہے اُس دخل کو اُٹھا دیتی ہے اور منشاء الٰہی کو مصفّا کرکے دکھلا دیتی ہے۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نبی کے دل میں جو خیالات اُٹھتے ہیں اور جو کچھ خواطر اُسکے نفس میں پیدا ہوتی ہیں درحقیقت وہ تمام وحی ہوتی ہیں جیسا کہ قرآن کریم اِسپر شاہد ہے۔ وماینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحیٌ یُوحیٰ۔[2] لیکن قرآن کی وحی دُوسری وحی سے جو صرف معانی منجانب اللہ ہوتی ہیں تمیز کلّی رکھتی ہے اور نبی کے اپنے تمام اقوال وحی غیر متلو میں داخل ہوتے ہیں کیونکہ رُوح القدس کی برکت اور چمک ہمیشہ نبی کے شامل حال رہتی ہے اور ہر یک بات اُسکی برکت سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور وہ برکت رُوح القدس سے اُس کلام میں رکھی جاتی ہے لہٰذا ہر یک

[1] الحج: ۵۳ [2] النجم: ۴-۵

حوالہ نمبر 3

فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

کوئی مُردوں میں کیونکر راہ پاوے — مرے تب بے گماں مُردوں میں جاوے
خُدا عیسیٰ کو کیوں مُردوں سے لاوے — وُہ خود کیوں مُہرِ ختمیت مٹاوے
کہاں آیا کوئی تا وہ بھی آوے — کوئی اِک نام ہی ہم کو بتاوے

تمہیں کِس نے یہ تعلیم خطا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَ الْاَعَادِیْ

وُہ آیا مُنتظر جس کے تھے دِن رات — معمّہ کھُل گیا روشن ہُوئی بات
دِکھائیں آسماں نے ساری آیات — زمیں نے وقت کی دے دِیں شہادات
پھر اس کے بعد کون آئیگا ہیہات — خُدا سے کچھ ڈرو چھوڑو معادات

خُدا نے اِک جہاں کو یہ سُنا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

مسیح وقت اب دُنیا میں آیا — خُدا نے عہد کا دِن ہے دِکھایا
مُبارک وہ جو اَب ایمان لایا — صحابہؓ سے مِلا جب مجھ کو پایا

وُہی مے اُن کو ساقی نے پِلا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

خُدا کا ہم پہ بس لُطف و کرم ہے — وُہ نعمت کون سی باقی جو کم ہے
زمینِ قادیاں اب مُحترم ہے — ہجُومِ خَلق سے ارضِ حرم ہے
ظہورِ عَون و نصرت دمبدم ہے — حسد سے دُشمنوں کی پُشت خم ہے
سُنو اب وقتِ توحیدِ اَتم ہے — ستم اب مائلِ مُلکِ عدم ہے

حوالہ نمبر 4

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَآئِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَآءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ

حقیقۃ الرؤیا

سنہ ۱۳۳۶ھ

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح والمہدی ثانی (ایدہ اللہ)
کی تقریر فلسفہ خواب پر معہ اُن دوسری تقریروں کے جو آپ نے سالانہ جلسہ ۱۹۱۷ء پر فرمائیں

مرتبہ

غلام نبی (بلانوی) ایڈیٹر الفضل قادیان

قیمت فی جلد ۱۰/

آپ لوگ شاید یہ کہیں۔ کہ ہم سالانہ جلسہ پر جو آیا کرتے ہیں۔ ہمارا یہی آنا کافی ہے۔ مگر یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اس موقعہ پہ اجمالی باتیں بتائی جاتی ہیں۔ اور کام کرنے کی تاکید کی جاتی ہے۔ نہ کہ پڑھنے اور سکھانے کی فرصت ہوتی ہے۔ اس کے لئے جلسہ کے ایام کے علاوہ ہی موقعہ ہوتا ہے۔ اس لئے جلسہ کے علاوہ اور وقتوں میں بھی آنا چاہیئے۔ جو دوست اور دنوں میں آتے ہیں۔ انہوں نے چونکہ دیکھ لیا ہے۔ کہ تازہ اور ڈبوں کے دودھ میں کیا فرق ہے۔ اس لئے وہ کوئی چھٹی اور کوئی موقعہ ایسا نہیں جانے دیتے۔ کہ یہاں نہیں آجاتے۔ خرچ کی تنگی برداشت کرتے ہیں۔ گھر کے آرام و آسائش کو ترک کرتے ہیں۔ بیوی بچوں سے جدا رہتے ہیں۔ مگر آتے ضرور ہیں۔ اور انہیں فائدہ بھی بہت پہنچتا ہے۔ ان کا بار بار آنا ہی بتاتا ہے۔ کہ انہیں فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ورنہ وہ کیوں آئیں۔ تو یہاں آنا نہایت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے۔ مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھیگا۔ وہ کاٹا جائیگا۔ تم ڈرو۔ کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہیگا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔ اسی طرح ایک وہ وقت بھی آئیگا۔ خدا ہماری اولادوں اور ان کی اولادوں کی اولادوں سے بھی پرے اسے پھینک دے۔ جبکہ یہ دودھ سوکھ جائیگا۔ لیکن یہ وقت آئیگا ضرور۔ اس لئے تمہیں چاہیئے۔ کہ اس دودھ کو پیو۔ اور اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ سال میں صرف ایک دفعہ تمہارا آنا کوئی زیادہ مفید نہیں ہو سکتا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ اکثر لوگ اس طرف خیال نہیں کرتے۔ بھرپوری اور فائدہ بخش تعلیم استاد اسی وقت دے سکتا ہے۔ جب کہ طالب علم سے اچھی طرح واقفیت بھی رکھتا ہو۔ اور اس کی عادات کو خوب جانتا ہو۔ مگر صرف جلسہ کے موقعہ پر آنے والے دوستوں سے ایسی واقفیت نہیں ہو سکتی بیسیوں لوگ ہونگے۔ جو مجھے چاروں جلسوں پر ملے ہونگے۔ اور انہوں نے اپنے نام بھی بتلائے ہونگے لیکن پھر بھی میں انہیں نہیں پہچان سکتا۔ کیونکہ اس قدر ہجوم میں کوئی پتہ نہیں رہتا۔ اور تعلیم بغیر پوری واقفیت کے دی نہیں جا سکتی۔ اور واقفیت اسی طرح ہو سکتی ہے۔ کہ دوست بار بار آئیں اور جلسہ کے ایام کے علاوہ اوقات میں آئیں۔ ایسی صورت میں معلوم ہو سکیگا۔ کہ فلاں کو کس طریق سے پڑھانے کی ضرورت ہے۔ اور فلاں کو کس علم کی حاجت۔ پھر اسی کے مطابق اس کی تعلیم کا انتظام کیا جائیگا۔ جو دوست یہاں آتے رہتے ہیں۔ ان کو کسی نہ کسی رنگ میں تعلیم دیجاتی ہے۔ اور انہیں بہت فائدہ ہوتا ہے۔ کوئی یہ نہ کہے۔ کہ ہمارے پاس حضرت مسیح موعود کی کتابیں جو موجود ہیں

حوالہ نمبر 5

اولیاء عظام
وعلماء کرام کی توہین
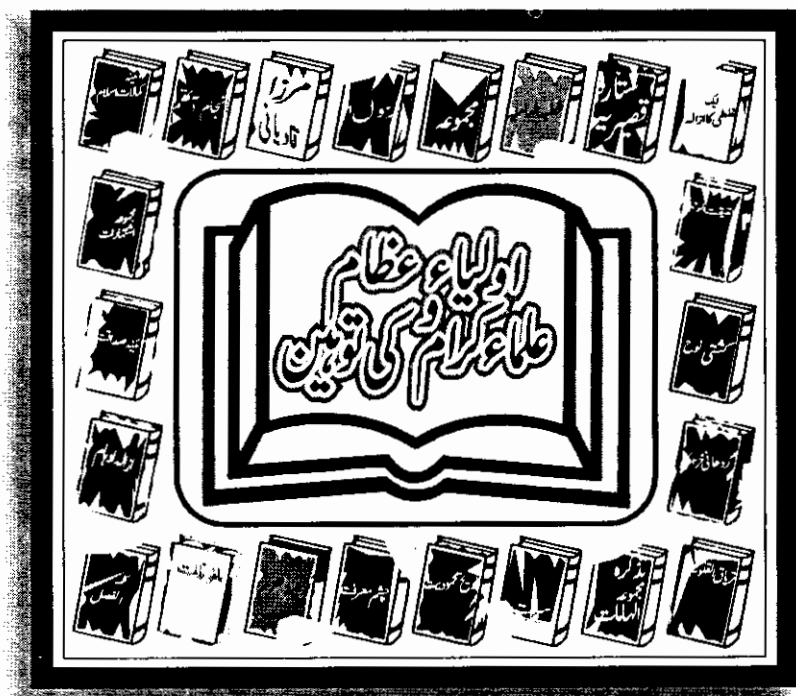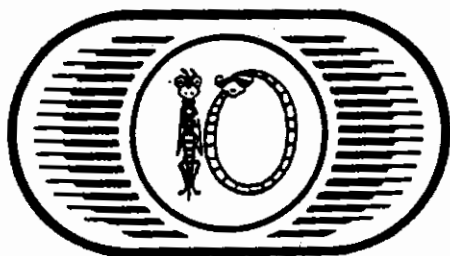
حضرات علماء کرام اور اولیاء عظام' اللہ تعالیٰ کی انسانی مخلوق کا نہایت بیش قیمت حصہ ہے۔ ایسا حصہ جسے اللہ رب العزت نے خود اپنا دوست قرار دیا۔ انہیں ایمان و تقویٰ کا علمبردار بتلایا اور واضح فرمایا کہ دنیا و آخرت میں ہر قسم کی بشارتیں ان کے لیے ہیں۔ اہل علم کے لیے قرآن و سنت میں جابجا تعریف آمیز کلمات ہیں اور کیوں نہ ہو کہ علم نور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اس سے کسی کو حصہ ملنا بڑی ہی سعادت ہے۔

علماء کی توہین و تذلیل کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدترین جرم قرار دیا اور ایسے لوگوں کے متعلق واضح کیا کہ ان لوگوں کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

لیکن صد ہزار حیف اس قادیانی مردود پر کہ اس نے قریب العہد اور قریب العصر نامور علماء و صلحاء کا نام لے لے کر انہیں مغلظات سنائیں اور برا بھلا کہا۔ بھلا ایسا آدمی اس قابل ہے کہ اسے کوئی منہ لگائے۔

حیرت ہے ان لوگوں پر جو اس ذات شریف کو نبی بنا کر بیٹھے ہیں۔

کار شیطان می کند نامش "نبی"
گر "نبی" ایں است لعنت بر "نبی"

(1) مرزا قادیانی، خاتم الاولیاء

"اور وہ خاتم الانبیاء ہیں۔ اور میں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہو گا اور میرے عہد پر ہو گا۔"
(خطبہ الہامیہ ص 70 مدرجہ روحانی خزائن جلد 16 ص 70 از مرزا قادیانی)

(2) حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کی توہین

❑ "سلطان عبدالقادر اس الہام میں میرا نام سلطان عبدالقادر رکھا گیا۔ کیونکہ جس طرح سلطان دوسروں پر حکمران اور افسر ہوتا ہے۔ اسی طرح مجھ کو تمام روحانی درباریوں پر افسری عطا کی گئی ہے۔ یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ ان کا تعلق نہیں رہے گا جب تک وہ میری اطاعت نہ کریں۔ اور میری اطاعت کا جوا اپنی گردن پر نہ اٹھائیں۔ یہ اسی قسم کا فقرہ ہے جیسا کہ یہ فقرہ کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ یہ فقرہ سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جس کے معنی ہیں۔ کہ ہر ایک ولی کی گردن پر میرا قدم ہے۔"
(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 706 طبع دوم۔ از مرزا غلام احمد قادیانی)

(3)

❑ "حافظ نور محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ حضور (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک مرتبہ دیکھا کہ سید عبدالقادرؒ صاحب جیلانی آئے ہیں اور آپ نے پانی گرم کرا کر مجھے غسل دیا ہے اور نئی پوشاک پہنائی ہے اور گول کمرہ کی سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ آؤ ہم اور تم برابر برابر کھڑے ہو کر قد ناپیں۔ پھر انہوں نے میرے بائیں طرف کھڑے ہو کر کندھے سے کندھا ملایا۔ تو اس وقت دونوں برابر برابر رہے۔"
(سیرت المہدی جلد سوئم ص 16 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

(4) حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی ؒ کی توہین

❑ "مجھے ایک کتاب کذاب (حضرت پیر مہر علی شاہ) کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین، تجھ پر لعنت۔ تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔"

(اعجاز احمدی ص 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 188 از مرزا قادیانی)

(5)

❑ "دیکھو اہل حق پر حملہ کرنے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ مجھے چند فقرہ کا سارق قرار دینے سے ایک تمام و کمال کتاب کا خود چور ثابت ہو گیا اور نہ صرف چور بلکہ کذاب بھی کہ ایک گندہ جھوٹ اپنی کتاب میں شائع کیا اور کتاب میں لکھ مارا کہ یہ میری تالیف ہے حالانکہ یہ اس کی تالیف نہیں۔ کیوں پیر جی اب اجازت ہے کہ اس وقت ہم بھی کہہ دیں کہ لعنة اللّٰه علی الکاذبین۔ رہا محمد حسن پس چونکہ وہ مر چکا ہے، اس لیے اس کی نسبت لمبی بحث کی ضرورت نہیں، وہ اپنی سزا کو پہنچ گیا۔ اس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر وہی نجاست پیر صاحب کے منہ میں رکھ دی۔"

(نزول المسیح حاشیہ ص 70 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 448 از مرزا قادیانی)

(6)

❑ "معمار، معمار کی نکتہ چینی کر سکتا ہے اور حداد، حداد کی مگر ایک خاکروب کو حق نہیں پہنچتا کہ ایک دانا معمار کی نکتہ چینی کرے۔ آپ کی ذاتی لیاقت تو یہ ہے کہ ایک سطر بھی عربی نہیں لکھ سکتے۔ چنانچہ سیف چشتیائی میں بھی آپ نے چوری کے مال کو اپنا مال قرار دیا تو پھر اس لیاقت کے ساتھ کیوں آپ کے نزدیک شرم نہیں آتی۔ اے بھلے آدمی پہلے اپنی عربی دانی ثابت کر، پھر میری کتاب کی

غلطیاں نکال اور فی غلطی ہم سے پانچ روپیہ لے اور بالمقابل عربی رسالہ لکھ کر میرے اس کلامی معجزہ کا باطل ہونا دکھلا۔ افسوس کہ دس برس کا عرصہ گذر گیا' کسی نے شریفانہ طریق سے میرا مقابلہ نہیں کیا۔ غایت کار اگر کیا تو یہ کیا کہ تمہارے فلاں لفظ میں فلاں غلطی ہے اور فلاں فقرہ فلاں کتاب کا مسروقہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر صاف ظاہر ہے کہ جب تک خود انسان کا صاحب علم ہونا ثابت نہ ہو کیونکر اس کی نکتہ چینی صحیح مان لی جائے' کیا ممکن نہیں کہ وہ خود غلطی کرتا ہو اور جو شخص بالمقابل لکھنے پر قادر نہیں' وہ کیوں کہتا ہے کہ کتاب میں بعض فقرے بطور سرقہ ہیں' اگر سرقہ سے یہ امر ممکن ہے تو کیوں وہ مقابل پر نہیں آتا اور لونمبڑی کی طرح بھاگا پھرتا ہے۔ اے نادان' اول کسی تفسیر کو عربی فصیح میں لکھنے سے اپنی عربی دانی ثابت کر' پھر تیری نکتہ چینی بھی قابل توجہ ہو جائے گی ورنہ بغیر ثبوت عربی دانی کے میری نکتہ چینی کرنا اور کبھی سرقہ کا الزام دینا اور کبھی صرفی نحوی غلطی کا۔ یہ صرف گوہ کھانا ہے۔ اے جاہل' بے حیا' اول عربی بلیغ فصیح میں کسی سورۃ کی تفسیر شائع کر' پھر تجھے ہر ایک کے نزدیک حق حاصل ہوگا کہ میری کتاب کی غلطیاں نکالے یا مسروقہ قرار دے۔"

(نزول المسیح ص 65 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 441 از مرزا قادیانی)

دیگر اولیاء و علماء کی توہین

(7)

❑ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کو

"عورتوں کی عار کہا۔"

(اعجاز احمدی ص 83 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 196 از مرزا قادیانی)

(8)

❑ اہل حدیث راہنما مولانا محمد حسین بٹالوی کے متعلق لکھا کہ

"کذاب، متکبر، سربراہ گمراہان، جاہل، شیخ احمقان، عقل کا دشمن، بدبخت، طالع، منحوس، لاف زن، شیطان، گمراہ شیخ مفتری"

(انجام آتھم ص 241، 242 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 241، 242 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(9)

❑ مولانا نذیر حسین دہلوی کے متعلق لکھا کہ

"وہ گمراہ اور کذاب ہے۔"

(انجام آتھم ص 251 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 251 از مرزا قادیانی)

(10)

❑ مولانا رشید احمد گنگوہی کے متعلق لکھا کہ

"اندھا شیطان، گمراہ دیو، شقی، ملعون"

(انجام آتھم ص 252 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 252 از مرزا قادیانی)

(11)

❑ مولانا علی حائری شیعہ راہنما کے متعلق کہا کہ

"سب سے جاہل تر ہے۔"

(اعجاز احمدی ص 76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 ص 186 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(12)

❑ مولانا سعد اللہ کے بارے میں لکھا

"اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون

ہے۔ سفیہوں کا نطفہ ' بد گو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھانے والا ' منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔"

(حقیقتہ الوحی تتمہ ص 445 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 445 از مرزا غلام احمد قادیانی)

قارئین کرام! آپ نے مرزا قادیانی کی مندرجہ بالا مغلظات و ہفوات پڑھ لی ہیں۔ اس کے باوجود اس کا دعویٰ ہے کہ

(13) گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے

"ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔"

(ست بچن ص 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 ص 133 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(14) بدزبان بدتر ہے

"بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے۔"

(قادیان کے آریہ اور ہم ص 42 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 ص 458 از مرزا غلام احمد قادیانی)

عَلٰی مَقَامِ الْخَتْمِ مِنَ النُّبُوَّۃِ ۔ وَاِنَّہٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ ۔

نبوت ختم گردیدہ و او خاتم الانبیاء است

نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے اور وہ خاتم الانبیا ہیں ۔

وَاَنَا خَاتَمُ الْاَوْلِیَاءِ ۔ لَا وَلِیَّ بَعْدِیْ ۔ اِلَّا الَّذِیْ ھُوَ

و من خاتم الاولیاء ہیچ ولی بعد من نیست مگر آنکہ

اور میں خاتم الاولیاء ہوں میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو

مِنِّیْ وَعَلٰی عَھْدِیْ ۔ وَاِنِّیْ اُرْسِلْتُ مِنْ رَّبِّیْ بِکُلِّ

از من باشد و بر عہد من باشد ۔ و من از خدائے خود بتمام تر

مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا اور میں اپنے خدا کی طرف سے تمام تر

قُوَّۃٍ وَّ بَرَکَۃٍ وَّعِزَّۃٍ ۔ وَاِنَّ قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی

قوت و برکت و عزت فرستادہ شدہ ام و ایں قدم من براں

قوت اور برکت اور عزت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور یہ میرا قدم ایک ایسے

مَنَارَۃٍ خُتِمَ عَلَیْھَا کُلُّ رِفْعَۃٍ ۔ فَاتَّقُوا اللّٰہَ اَیُّھَا

منارہ است کہ برو بلندی ختم گردیدہ پس اے جواناں

منارہ پر ہے جو اس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے پس خدا سے ڈرو

الْفِتْیَانُ ۔ وَاعْرِفُوْنِیْ وَاَطِیْعُوْنِیْ وَلَا تَمُوْتُوْا

بترسید و مرا بشناسید و اطاعت من کنید و بحالت نافرمانی

اے جوانمردو اور مجھے پہچانو اور نافرمانی مت کرو اور نافرمانی پر

بِالْعِصْیَانِ ۔ وَقَدْ قَرُبَ الزَّمَانُ ۔ وَحَانَ اَنْ

نہ میرید و بہ تحقیق زمانہ نزدیک رسید و آں وقت

مت مرو اور زمانہ نزدیک آگیا ہے اور وہ وقت

حوالہ نمبر 1

(۳) إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْاَبْرَارِ [1]

(۴) کوئی درباری میرے حلقۂ اطاعت سے گزرنے نہ پاوے۔ کوئی درباری اس جُرم پر سزا سے محفوظ نہیں رہے گا۔

یعنی جو شخص خدا سے تعلق رکھنے والا ہے۔ اس کا تعلق قائم نہیں رہ سکتا۔ جب تک وہ مجھے قبول نہ کرے۔ اور جو شخص اس حکم سے لاپرواہ ہے وہ سزا سے محفوظ نہیں رہے گا۔

(۵) سلطان عبدالقادر

اس الہام میں میرا نام سلطان عبدالقادر رکھا گیا۔ کیونکہ جس طرح سلطان دوسروں پر حکمران اور افسر ہوتا ہے۔ اسی طرح مجھ کو تمام روحانی درباریوں پر افسری عطا کی گئی ہے۔ یعنی جو لوگ خدا تعالےٰ سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ ان کا تعلق نہیں رہے گا جب تک وہ میری اطاعت نہ کریں۔ اور میری اطاعت کا جُوآ اپنی گردن پر نہ اٹھائیں۔ یہ اسی قسم کا فقرہ ہے جیساکہ یہ فقرہ کہ:۔ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ۔ یہ فقرہ سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جس کے معنے ہیں۔ کہ ہرایک ولی کی گردن پر میرا قدم ہے۔

(۶) اُحِلَّ لَهُ الطَّيِّبَاتُ۔ قُلْ مَا فَعَلْتُ اِلَّا مَا اَمَرَنِیَ اللّٰهُ۔

(تشریح) اس سلطان عبدالقادر کے لئے وہ تمام چیزیں حلال کی گئیں۔ جو پاک ہیں۔ کہہ مَیں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا۔ جو خدا کے حکم کے برخلاف ہو۔ بلکہ وہی کیا جو خدا نے مجھے فرمایا۔

(۷) پھر بعد اس کے کشفی رنگ میں وہ مقبرہ مجھے دکھلایا گیا۔

[1] (ترجمہ ازمرتب) خدا نیکوں کے ساتھ ہے۔

حوالہ نمبر 2

۴۷۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں گھوڑی سے گر پڑا۔ اور میری داہنی کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس لئے یہ ہاتھ کمزور ہو گیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد میں قادیان میں حضور کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ حضور نے پوچھا۔ شاہ صاحب آپ کا کیا حال ہے میں نے عرض کیا کہ کلائی کی ہڈی ٹوٹنے کی وجہ سے میرے ہاتھ کی انگلیاں کمزور ہو گئی ہیں اور اچھی طرح مٹھی بند نہیں ہوتی۔ حضور دعا فرمائیں کہ پنجہ ٹھیک ہو جاوے۔ مجھکو یقین تھا کہ اگر حضور نے دعا فرمائی۔ تو شفا بھی اپنا کام ضرور کرے گی۔ لیکن بلا تأمل حضور نے فرمایا۔ کہ شاہ صاحب ہمارے مونڈھے پر بھی ضرب آئی تھی۔ جس کی وجہ سے اب تک وہ کمزور ہے۔ ساتھ ہی حضور نے مجھے اپنا شانہ ننگا کر کے دکھایا۔ اور فرمایا۔ کہ آپ بھی صبر کریں۔ پس اس وقت سے وہی ہاتھ کی کمزوری مجھکو بدستور ہے اور میں نے سمجھ لیا کہ اب یہ تقدیر ٹلنے والی نہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب اپنے اصحاب سے کس قدر بے تکلف تھے کہ فوراً اپنا شانہ ننگا کر کے دکھا دیا۔ تاکہ شاہ صاحب اسے دیکھکر تسلی پائیں ۔

۴۸۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ بعض لوگ بیعت کے بعد حضرت مسیح موعودؑ سے پوچھتے تھے۔ کہ یا حضرت ہم کونسا وظیفہ پڑھا کریں۔ تو حضور فرماتے کہ الحمد للہ اور درود شریف اور استغفار اور دُعا پر مداومت اختیار کرو اور دعا اھدنا الصراط المستقیم کثرت سے پڑھا کرو۔

۴۸۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حافظ نور محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ حضور نے فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک مرتبہ دیکھا کہ سید عبد القادرؒ صاحب جیلانی آئے ہیں اور آپ نے پانی گرم کرا کر مجھے غسل دیا ہے اور نئی پوشاک پہنائی ہے اور گول کمرہ کی سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہو کر فرمانے لگے کہ آؤ ہم اور تم برابر برابر کھڑے ہو کر قد ناپیں۔ پھر انہوں نے میرے بائیں طرف کھڑے ہو کر کندھے سے کندھا ملایا۔ تو اس وقت دونوں برابر برابر رہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ یہ اوائل زمانہ کا رؤیا ہو گا۔ کیونکہ بعد میں تو آپ کو وہ روحانی مرتبہ حاصل ہوا کہ امتِ محمدیہ میں آپ سب پر سبقت لے گئے۔ جیسا کہ آپ کا یہ الہام بھی ظاہر کرتا ہے کہ "آسمان سے کئی تخت اُترے پر تیرا تخت سب سے اُوپر بچھایا گیا"۔ اور آپ نے صراحت کے ساتھ لکھا

حوالہ نمبر 3

اتعصون بغیا من اتی من ملیکم ۔۔۔ وقد تمت الاخبار والآی تبهر

کیا تم محض بغاوت کی رو سے اس شخص کی نافرمانی کرتے ہو جو تمہارے بادشاہ کی طرف سے آیا ہے اور خبریں پوری ہو گئیں اور نشان چمک اٹھے

وقد قیل منکم یاتین امامکم ۔۔۔ وذلک فی القرآن نبأ مکرر

اور تم سن چکے ہو کہ تمہارا امام تم میں سے ہی آئے گا اور یہ خبر تو قرآن میں کئی مرتبہ آ چکی ہے۔

اتانی کتاب من کذوب یزور ۔۔۔ کتاب خبیث کالعقارب یابر

مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔

فقلت لک الویلات یا ارض جولر ۔۔۔ لعنت بملعون فانت تدمر

پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی

تکلم هذا النکس کالزمع شاتما ۔۔۔ وکل امرء عند التخاصم یسبر

اس فرومایہ نے کمینہ لوگوں کی طرح گالی کے ساتھ بات کی ہے اور ہر ایک آدمی خصومت کے وقت آزمایا جاتا ہے۔

اتزعم یا شیخ الضلالة اننی ۔۔۔ تقولت فاعلم ان ذیلی مطهر

کیا تو اے گمراہی کے شیخ یہ گمان کرتا ہے کہ میں نے یہ جھوٹ بنا لیا ہے پس جان کہ میرا دامن جھوٹ سے پاک ہے۔

اتنکر حقا جاء من خالق السما ۔۔۔ سیبدی لک الرحمان ما انت تنکر

کیا تو اس حق سے انکار کرتا ہے جو آسمان سے آیا۔ خدا عنقریب تیرے پر ظاہر کریگا جس چیز کا تو نے انکار کیا ہے۔

اذا ما رأینا ان قلبک قد غسا ۔۔۔ ففاضت دموع العین والقلب یضجر

جب ہم نے دیکھا کہ تیرا دل سیاہ ہو گیا۔ تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دل بیقرار تھا۔

اخذتم طریق الشرک مرکز دینکم ۔۔۔ اهذا هو الاسلام یا متکبر

تم نے شرک کے طریق کو اپنے دین کا مرکز بنا لیا۔ کیا یہی اسلام ہے اے متکبر۔

وما انا الا نائب الله فی الوری ۔۔۔ ففروا الی وجانبوا البغو واحذروا

اور میں مخلوق کے لئے خدا کا نائب ہوں۔ پس میری طرف بھاگو اور نافرمانی چھوڑ دو اور ڈرو

وان قضاء الله یأتی من السما ۔۔۔ وما کان ان یطوی ویلغی ویحجر

اور خدا کی تقدیر آسمان سے آئے گی۔ اور ممکن نہیں ہو گا کہ موقوف رکھی جائے اور باطل کی جائے اور روک دی جائے۔

حوالہ نمبر 4

منٹ

مگر شرط یہ ہے کہ اُس تاریخ سے کہ یہ رسالہ شائع ہو ٹھیک ٹھیک عرصہ بیس یوم تک اِسی مقدار اور اسی بلاغت فصاحت کے لحاظ سے اور انہیں مضامین کے مقابل پر اشعار بنا کر اور طبع کرا کر ملک میں شائع کر دیں ورنہ اخبار کے ذریعہ سے اُن کا عجز شائع کر دیا جائے گا۔ اور ہم دوبارہ اقرار کرتے ہیں کہ اگر ان اشعار بیں تاریخ معینہ کے اندر وہ ہمارا مقابلہ کر سکیں گے۔ اور اہلِ علم کی شہادت سے اُن کے اشعار ہمارے اشعار کے ہم مرتبہ ہونگے اور تعداد میں بھی برابر

بقیہ حاشیہ: فقروں کا سرقہ میری طرف منسوب کرنے کے ساتھ ہی خود ایک پوری کتاب کا سارق ثابت ہو گیا۔ اگر اُس کا اعتراض صحیح تھا تو کیوں خدا تعالیٰ نے اُسکو رُسوا کیا۔ اور جب لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ مہر علی نے ایک مُردہ کا مضمون چرا کر کفن دُزدوں کی طرح قابلِ شرم چوری کی ہے اور بعض اُس کے دوستوں نے اُس کی طرف خط لکھے کہ ایسا کرنا مناسب نہ تھا تو یہ جواب دیا کہ مَیں نے محمد حسن مُردہ سے اجازت لے لی تھی صاف ظاہر ہے کہ اگر محمد حسن مُردہ اجازت دیتا تو اپنی زندگی میں ہی دیتا مسودہ اس کے پاس بھیجا نہ یہ کہ اُس کے مرنے کے بعد اُسکی بیوہ کے پاس سے منگوایا جاتا اور پھر بہرحال یہ ذکر تو کرنا چاہیئے تھا کہ مَیں بہ ذاتِ خود عربیت اور علم ادب سے بے نصیب ہوں اور یہ مسودات محمد حسن مُردہ کے مجھے ملے ہیں مگر کہاں ذکر کیا۔ بلکہ بڑے فخر سے دعویٰ کیا کہ یہ کتاب مَیں نے آپ بنائی ہے۔ دیکھو اہلِ حق پر حملہ کرنے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ مجھے چند فقرہ کا سارق قرار دینے سے ایک تمام و کمال کتاب کا خود چور ثابت ہو گیا اور **نہ صرف چور بلکہ کذّاب بھی** کہ ایک گندہ جھوٹ اپنی کتاب میں شائع کیا اور کتاب میں لکھ مارا کہ یہ میری تالیف ہے حالانکہ یہ اُس کی تالیف نہیں۔ کیوں پیر جی اب اجازت ہے کہ اس وقت ہم بھی کہہ دیں کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْن۔ رہا محمد حسن بس چونکہ وہ مر چکا ہے اس لئے اُس کی نسبت طبعی بحث کی ضرورت نہیں وہ اپنی سزا کو پہنچ گیا۔ اُس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر **وہی نجاست پیر صاحب کے مُنہ** میں رکھ دی۔ مَیں نے کتاب اعجاز المسیح کے سر پر بطور پیشگوئی بیان کر دیا تھا کہ جو شخص اس

حوالہ نمبر 5

ٹھہرائے جائیں گے پھر اگر تمہارا رسالہ فصیح بلیغ ثابت ہُوا تو میرا تمام دعویٰ باطل ہو جائیگا اور میں اب بھی اقرار کرتا ہوں کہ بالمقابل تفسیر لکھنے کے بعد اگر تمہاری تفسیر لفظاً و معناً اعلیٰ ثابت ہوئی۔ تو اُسوقت اگر تم میری تفسیر کی غلطیاں نکالو تو فی غلطی پانچ روپیہ انعام دُونگا۔ غرض بیہودہ نکتہ چینی سے پہلے یہ ضروری ہے کہ بذریعہ تفسیر عربی اپنی عربی دانی ثابت کرو۔ کیونکہ جس فن میں کوئی شخص دخل نہیں رکھتا اُس فن میں اُسکی نکتہ چینی قبول کے لائق نہیں ہوتی۔ معمار معمار کی نکتہ چینی کرسکتا ہے اور حداد حداد کی مگر ایک خاکروب کو حق نہیں پہنچتا کہ ایک دانا معمار کی نکتہ چینی کرے۔ آپکی ذاتی لیاقت تو یہ ہے کہ ایک سطر بھی عربی نہیں لکھ سکتے۔ چنانچہ سیف چشتیائی میں بھی آپنے چوری کے مال کو اپنا مال قرار دیا تو پھر اس لیاقت کے ساتھ کیوں آپکے نزدیک شرم نہیں آتی۔ اے بھلے آدمی پہلے اپنی عربی دانی ثابت کر پھر میری کتاب کی غلطیاں نکال اور فی غلطی ہم سے پانچ روپیہ لے اور بالمقابل عربی رسالہ لکھکر میرے اس کلامی معجزہ کا باطل ہونا دکھلا۔ افسوس کہ دس برس کا عرصہ گذر گیا کسی نے شریفانہ طریق سے میرا مقابلہ نہیں کیا۔ غایت کار اگر کیا تو یہ کیا کہ تمہارے فلاں لفظ میں فلاں غلطی ہے اور فلاں فقرہ فلاں کتاب کا مسروقہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر صاف ظاہر ہے کہ جبتک خود انسان کا صاحب علم ہونا ثابت نہ ہو کیونکر اُسکی نکتہ چینی صحیح مان لی جائے کیا ممکن نہیں کہ وہ خود غلطی کرتا ہو اور جو شخص بالمقابل لکھنے پر قادر نہیں وہ کیوں کہتا ہے کہ کتاب میں بعض فقرے بطور سرقہ ہیں اگر سرقہ سے یہ امر ممکن ہے تو کیوں وہ مقابل پر نہیں آتا اور لومڑی کی طرح بھاگا پھرتا ہے۔ اے نادان اوّل کسی تفسیر کو عربی فصیح میں لکھنے سے اپنی عربی دانی ثابت کر پھر تیری نکتہ چینی بھی قابل توجہ ہو جاویگی ورنہ بغیر ثبوت عربی دانی کے میری نکتہ چینی کرنا اور کبھی سرقہ کا الزام دینا اور کبھی صرفی نحوی غلطی کا۔ یہ صرف گُوہ کھانا ہے۔ اے جاہل بیحیا اوّل عربی بلیغ فصیح میں کسی سُورۃ کی تفسیر شائع کر پھر تجھے ہر ایک کے نزدیک حق حاصل ہوگا کہ میری کتاب کی غلطیاں نکالے یا مسروقہ قرار دے۔ جو شخص ہزارہا جزء عربی بلیغ فصیح کی لکھ چکا ہے نہ صرف بیہودہ طور پر بلکہ معارف حقیقی کے بیان میں تو کیا صرف انکار سے اس کا جواب ہو سکتا ہے یا جبتک کلام کے مقابل پر کلام نہ دکھلایا جاوے۔ صرف زبان کی بک بک حجت ہو سکتی ہے اور اس بات کو کونسی لیاقت ثابت

حوالہ نمبر 6

علیٰ مثلہا لم نطلع فی مکلّم
اُن تمام معیبتوں کیلئے دوسرا تجھ میں نظیر نہیں پائی جاتی۔

وان کان عیسیٰ او من الرسل اٰخر
خواہ عیسیٰ ہو یا کوئی اور نبی ہو

ففکّر أھذا کلہ کان باطلاً
پس سوچ کیا یہ تمام کارروائی باطل تھی۔

وما کان شرک الناس شیئاً یغیّر
اور شرک کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کو بدلایا جائے

الا لائمی عار النساء ابا الوفا
اے عورتوں کے عار ثناء اللہ

الام کفتیان الوغیٰ تتنمّر
کب تک مردانِ جنگ کی طرح پلنگی دکھلائیگا

أردت الھویٰ من بعد ستین حجّۃ
کیا میں نے ساٹھ برس کی عمر کے بعد ہوا پرستی کو اختیار کیا

وذلک رأی لا یراہ المفکّر
یہ تو کسی عقلمند کی رائے نہ ہوگی۔

اریناک اٰیاتٍ فلا عذر بعدھا
ہم تجھے[^] ایک نشان دکھلاتے ہیں اور اسکے بعد کوئی عذر باقی نہ رہیگا

وان خلتہا تخفیٰ علی الناس تظہر
اور اگر تو خیال کرے کہ وہ پوشیدہ ہے گا تو وہ ہرگز پوشیدہ نہ رہے گا

اردت بمدٍّ ذلّتی فرأیتہا
تو نے مقام مُدّ میں میری ذلّت کو چاہا پس خود ذلّت اُٹھائی۔

ومن لا یوقّر صادقاً لا یوقّر
اور جو شخص صادق کی بے عزتی کرتا ہے وہ خود بے عزت ہوجائیگا

وکأیّن* من الاٰیات قد مرّ ذکرھا
اور بہت سے نشان ہیں جن کا ہم ذکر کرچکے ہیں۔

رأیتم فاعرضتم وقلتم تزوّر
تم نے وہ نشان دیکھے اور انکار کیا اور کہا کہ جھوٹ بولتا ہے

فعنّ لنا بعد التجارب حیلۃ
پس ہمارے لئے بہت تجارب کے بعد ایک حیلہ ظاہر ہوا۔

لنکتب اشعارًا بہا الاٰی تشعر
تاہم یہ چند شعر لکھیں جن سے تمہیں یہ نشان معلوم ہوجائیں

فھذا ھو التبکیت من فاطر السما
پس اسکا ذریعہ سے تمہارا منہ خدا بند کرنا چاہتا ہے۔

وھذا ھو الافحام منّی ففکّروا
اور یہی میری طرف سے اتمام حجت ہے۔

[^]: سہوِ کاتب سے کئی کا لفظ چھوٹ گیا ہے۔ اصل ترجمہ یوں ہوگا: "ہم تجھے کئی ایک نشان دکھلاتے ہیں" (شمس)

* یُستعمل لفظ کأیّن کما یُستعمل کاین فی لسان العرب۔ منہ

حوالہ نمبر 7

ومن المعترضين المذكورين۔ شيخ ضال بٹالوی۔ وجار غوی۔ يقال له

ویکے از اعتراض کنندگان شیخ گمراہ ساکن بٹالہ است کہ ہمسایہ گمراہ است۔ او را

محمد حسين ۔ وقد سبق الكل فى الكذب والمين ۔ وانه أبى

محمد حسین مے گویند ۔ واز ہمہ در دروغ و ناراستی سبقت بردہ است۔ واو انکار کرد

واستكبر۔ واشاع الكبر واظهر حتى قيل انه امام المستكبرين ۔ ورئيس

وتکبر نمود۔ وتکبر را شائع کردہ وظاہر ساخت تا آنکہ گفتہ شد کہ او امام متکبران است ۔ ورئیس

المعتدين۔ ورئيس الغاوين۔ هو الذى كفرنى قبل ان يكفر الأخرون۔ واعترض

تجاوز کنندگان۔ وسر گمراہان است۔ او ہمان شخص است کہ پیش از ہمہ مرا کافر گفت ۔ و بر کتابہائے

على كتبى واظهر جهله المكنون ۔ فقال ان تلك الكتب مشحونة من الاغلاط

من اعتراض کرد۔ و جہل خود ظاہر نمود ۔ پس گفت کہ ایں کتابہا از غلطی ہا پُر ہستند و در کل

وساقطة فى وحل الانحطاط ۔ وليست كماء معين ۔ وان هذا الرجل من

انحطاط فرو افتادہ اند۔ و ہمچو آب صافی نیست ۔ وایں شخص از جاہلان است

الجاهلين۔ وكلما يوجد فى كتبه من ملحها وقيافيها۔ فليس قريحته حجر

و ہرچہ از کلمات نمکین وقافیہ ہا در کلام او یافتہ مے شود ۔ پس آن طبعزاد او

اثافيها بل تلك كلم خرجت من اقلام الأخرين ۔

و سنگ طبیعت او نیست بلکہ ایں کلمات از قلمہائے دیگران برآمدہ اند ۔

فقلت يا شيخ النوكى ۔ وعدو العقل والنهى ۔ ان كتبى مبرءة مما

پس گفتم کہ اے شیخ احمقان و دشمن عقل و دانش ۔ بہ تحقیق کتاب ہائے من آنچہ گمان کردی

زعمت ۔ ومنزءة عما ظننت ۔ الا سهو الكاتبين ۔ او زيغ القلم بتغافل منى[2] لا

بری ہستند ۔ واز آنچہ زعم تست منزہ ہستند ۔ مگر سہو کاتب یا کجی قلم از تغافل من نہ مثل جہل جاہلان

[2] من سهو الكاتب والصواب "منزهة" منه

حوالہ نمبر 8

كجهل الجاهلين۔ فان قلت ارتثبت فيها عثارا فخذ منّي بحذاء كل لفظ غلط

پس اگر تو میدانی که درآں کتابہا لغزش ثابت کنی پس از من بمقابلہ ہر لفظ غلط دینارے بگیر

دينارا۔ واجمع صريفًا ونُضارًا۔ وكن من المتمولين۔ وهذا صلة تلائم هواك۔ و

وسیم و زر را جمع کن۔ و از مالداران بشو۔ و ایں آں انعام است که مناسب میل خواہش

تقربه عيناك۔ وتستريح به رجلاك۔ فتنجو من السفر الدائم۔ ولاتقيه كالشهاد

تست۔ و بدو چشم تو خنک خواہد شد۔ و ہر دو پائے تو از آں آرام خواہند گرفت پس از سفر دائمی نجات خواہی یافت

الهائم۔ وتقعد كالمتنعمين۔ وتغنى به عن حبائل اخرى۔ ومكائد شتى۔ واشاعة

و ہمچو سرگرداں آوارہ نخواہی گردید۔ و مثل منعماں خواہی نشست۔ و بدیں مال از مزدوری دیگر و فریب ہائے گوناگوں

عدوّ السنة۔ ووعظ الدجل والغرية۔ وتعيش كالمستريحين۔

و اشاعۃ السنہ که در اصل عدوّ السنہ است و از دجل و فریب بے نیاز خواہی شد و ہمچو آرام یاباں زندگی خواہی گذرانید۔

بيد انى اريد ان ارٰى قبله ريّا فصاحتك واشاهد ريح بلاغتك۔ لافهم

مگر ایں است که می خواہم که قبل ازیں امر خوشبوئے فصاحت ترا بینیم و بوئے بلاغت تو مشاہدہ کنم۔

انك من علماء هٰذه الصناعة۔ ومن اهل تلك المقولة۔ ولست

تا ببینیم که تو از علمائے ایں صناعت ہستی۔ و از آناں ہستی که اہل ایں حملہ ہستند۔ و از

من الجاهلين المحجوبين العمين۔

جاہلان و محجوباں و نابینایان نیستی۔

فاتفق لوشل حظّه المبخوس۔ ونكد طالعه المنحوس۔ انه ما قبل

پس بباعث کم نصیبی و بدبختی طالع منحوس او ایں اتفاق افتاد که او ایں انعام را قبول نکرد

هٰذه الصلة۔ وما سخّى نفسه ليقبل هٰذه الشريطة۔ وخشى الذلة

و خویشتن را بر بلندی آمادگی نیاورد تا شرط ما را قبول کند۔ و از ذلت و رسوائی

والفضيحة - وتوارى كالمتخوفين - وقال لو نشاء لقلنا مثل هذا او لكنا لسنا

خود تر سید - و ہمچو ترسندگان پوشیدہ گشت - و گفت اگر بخواہیم مثل ایں بگوئیم - و لیکن ما را فراغتے

بفارغين - وما خرج من بيته - وما رأى نموذج زنيته - وما تفوه الا كالمتملقين

نیست - و از خانہ خود بیروں نیامد - و نمونہ زیرکی خود ننمود - و بجز حرف زنی ہیچ سخنے نکرد -

وتحريت في ملتقى مرضاته - لانقدا بحيلة حصاته - واخفض لبنه وارى جهلاته

و من در انعام خود رضائے او را خیال کردم - تا بکدام حیلہ عقل او را بیازمایم - و از شیر او مسکہ برون آرم و جہل او

فكان النعاس راود آماقه - او الخناس حبب اليه اباقه - فرئيت ان حرّه

بنمایم - پس گویا خواب او را نزد خود خواند - یا شیطان او را رغبت گریختن داد - پس دیدم کہ تمام گرمی او

قد باخ - وعزمه هرم وشاخ - وترى كالمضمحلين -

سرد شد - و قصد او پیر فرتوت گشت - و ہمچو مضمحلاں شکل نمود -

ووالله انى استيقن انه لا يقدر على املاء سطر او سطرين - وكلما

و بخدا مرا یقین است کہ او بر نوشتن یک سطر یا دو سطر ہم قادر نیست - و ہرچہ

يقول يقول من المين - بل لا اظن ان يقدر على فهم مقالى - ويبين في المجلس

می گوید از دروغ میگوید - بلکہ مرا ایں گمان ہم نیست کہ او سخن من بفہمد - و در مجلس مضمون قول من

فحواء اقوالى - وانه من الكاذبين - وانى اعرفه من قديم الزمان - ولكني كنت

بیان تواند کرد - و او از دروغگویان است - و من او را از زمانہ قدیم می شناسم - لیکن من حال او را

استر حاله واسعى للكتمان - بل اذا نطق احد لا نشلو سره - فطويته على غرّه

پوشیدہ می داشتم - بلکہ چوں کسے برائے دریدن پردہ او گفتگو کردے - پس من آن گفتگو را بر شکن تن

وصنت عرضه من الناهشين ثم رئيت انه لا يبالي عند غلوائه - ولا ينزغ عن نفسه

می پیچیدم - و آبروئے او را از گزندہ ساشندگان محفوظ داشتم - باز بدیدم کہ او در وقت تجاوز از حد ہیچ پروائے ندارد - و از نفس خود جامہ

ثم اعلم ایها الشیخ الضال ۔ والدجال البطال ۔ ان الثمانیۃ الذین هم

باز اے شیخ گمراہ و دجال بطال بدانکہ آن ہشت کہ

ثمار عودک ۔ ودقود وقودک ۔ الذین ادخلوا فی التسعۃ المخاطبین ۔ فمنهم

میوہ ہائے شاخ تو ۔ وہیزم آتش افروختہ تو ہستند ۔ آنانکہ در نہ مخاطبان داخل اند پس یکے از آنہا

شیخک الضال الکاذب نذیر المبشرین ثم الدهلوی عبد الحق

شیخ گمراہ دروغگو تست کہ نذیر حسین است کہ بشارت یافتگان را می ترساند ۔ باز عبد الحق دہلوی کہ

رئیس المتصلفین ۔ ثم عبد اللّٰہ التونکی ثم احمد علی السهارنفوری من المقلدین

رئیس لاف زنان است ۔ باز عبد اللہ ٹونکی ۔ باز مولوی احمد علی سہارنپوری از مقلدان

ثم سلطان المتکبرین ۔ الذی اضاع دینه بالکبر والتوهین ۔ ثم الحسن

باز مولوی سلطان الدین جیپوری است کہ از تکبر و توہین دین خود را ضائع کرد ۔ باز محمد حسن

الامروهی الذی اقبل علیّ اقبال من لبس الصفاقۃ ۔ وخلع الصداقۃ

امروہی کہ سوئے من ہمچو بے حیایان متوجہ شد ۔ و از راستی خود را دور افگند ۔

+ الحاشیہ ۔ هذا الرجل لا یحسب العربیۃ المبارکۃ ام الالسنۃ ۔ بل هی

ایں شخص عربی مبارک را ام الالسنہ نمی پندارد ۔ بلکہ عربی

عنده مستخرجۃ من العبریۃ ۔ التی هی لها کالفضلۃ ۔ ویستیقن ان اثبات

نزدیک او از عبرانی خارج کردہ شدہ است ۔ حالانکہ عبرانی عربی را مثل فضلہ است ۔ و ایں شخص یقین می کند

هذه الخطۃ عقدۃ مستصعبۃ الانفتاح ۔ او کزندۃ مستعسرۃ الاقتداح ۔ وانا

کہ عربی را ام الالسنہ قرار دادن کارے مشکل است کہ نتواند شد ۔ یا مثل سنگے است کہ از آن آتش بیروں نتواند آمد

فرغنا من فتح هذا المیدان ۔ فی کتابنا منن الرحمٰن ۔ وسوف

حال آنکہ ما از فتح ایں میدان فراغت یافتیم ۔ و ایں فراغت در کتاب

حوالہ نمبر 9

واعتلقت اظفاره بعرضی کالذیاب۔ ومخلبه بثوبی کالکلاب۔ ونطق بکلم

وناخن ہائے ہمچو گرگان بآبروئے من آویخت۔ وپنجہ ہمچو سگان بجامہ من در آویخت۔ وسخنانے بر زبان خود

لاینطق بمثلها الاشیطان لعین۔ وآخرهم الشیطان الاعمٰی۔ والغول الاغوٰی۔

آورد کہ بجز شیطان لعین ہیچکس بدان گونہ تکلم نکند۔ واز ہمہ آخر شیطان کور است ودیو گمراہ۔

یقال له رشید الجنجوهی۔ وهو شقی کالامروهی۔ ومن الملعونین۔

کہ اورا رشید احمد گنگوہی مے گویند۔ واو ہمچو محمد حسن امروہی بدبخت است وزیر لعنت خدا تعالیٰ است۔

فهٰؤلاء تسعة رهط کفرونا وسبّونا وکانوا مفسدین۔ ونذکر معهم الشیخین

پس ایں نہ شخص اند کہ تکفیر ما کردند ودشنامہا دادند۔ واز مفسدان ہستند۔ وما با اوشان دو شخص شیخ را

المشهورین۔ یعنی الشیخ اله بخش التونسوی والشیخ غلام نظام الدین

نیز ذکر می کنیم۔ یعنی شیخ اله بخش تونسوی وشیخ غلام نظام الدین بریلوی

بیشاع فی الدیار والبلدان۔ فیومئذ تسود وجوه المنکرین۔ وانا نصرنا فی افکارنا۔

من الرحمٰن شدہ است۔ وعنقریب آن کتاب در شہرہا شائع کردہ خواہد شد۔ پس دراں روز روئے منکران سیاہ

وایدنا فی انظارنا۔ من الله رب العالمین۔ ودسنا فیه کل دَرس۔ الذین یقولون

خواہد گردید۔ وما در فکرہائے خود ونظرہائے خود از خدا تعالیٰ تائید یافتیم۔ وما آنانرا کہ میگویند کہ عربی

ان العربیة ماسبق غیرہ بطؤس۔ بل هی کاللباس المستبذل او الوعاء

در حسن خود بر غیر خود سبقت نبردہ است۔ بلکہ آن مثل لباس کار آمدہ یعنی کہنہ وظرف مستعمل یعنی

المستعمل وکشیء هو سقط صلفة غیر معین۔

بیکار است ومثل چیزے ردی بے سود است کہ ہیچ نفع نہ بخشد۔ دراں کتاب بخوبی پامال کردیم۔

وانا اثبتنا دعوٰنا حق الاثبات۔ وارینا الامر کالبدیهیات۔ مبیّنین غیر مستعطین۔

وما دعویٰ خود را چنانکہ حق ثابت کردن است تا ثابت کردیم۔ وامر مقصود را مثل بدیہیات نمودیم۔ و

حوالہ نمبر 10

فكيدوا جميع الكيد يا ايها العدا
پس ہر ایک قسم کا مکر مجھ سے کرو اے دشمنو۔

فيعصمني ربي وهذا مقدر
پس میرا خدا مجھے بچالے گا اور یہی مقدر ہے۔

مضى وقت ضرب المرهفات ودفوها
وہ وقت گزر گیا جبکہ تلواریں چلائی جاتی تھیں۔

وانا ببرهان من الله ننحر
اور ہم خدا کی برہان سے منکروں کو ذبح کرتے ہیں

ولله سلطان وحكم وشوكة
اور خدا کے لئے تسلط اور حکم اور شوکت ہے۔

ونحن كماة بالاشارة نحضر
اور ہم وہ سوار ہیں جو اشارہ پر حاضر ہوتے ہیں

اذا ما رأينا حائرا اجهل الورى
اور جب میں نے علی حائری[1] جو سب سے جاہل تر ہے

طوينا كتاب البحث والآى اظهر
نشان جو ہم پیش کرتے ہیں وہ ظاہر ہیں پھر بحث کی کیا حاجت

وما كنت بالصمت المخجل راضيا
اور میں شرمندہ کرنے والی خاموشی پر راضی نہ تھا۔

ولكن رأيت القوم لم يتبصروا
مگر میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ کچھ سوچتے نہیں۔

اخاطب جهرا لا اقول تخافتا
میں کھلے کھلے مخاطب کرتا ہوں نہ پوشیدہ قول سے

فاني من الرحمن اوحى واخبر
کیونکہ میں خدا کی طرف سے وحی پاتا اور خبر دیا جاتا ہوں۔

ايا عابد الحسنين اياك واللظى
اے حسین اور حسن کی عبادت کرنیوالے دوزخ کی آگ سے پرہیز کر

ومالك تختار السعير وتشعر
تجھے کیا ہو گیا کہ دوزخ کو اختیار کرتا ہے اور جانتا ہے۔

وانت امرء من اهل سب واننا
اور تو وہ آدمی ہے کہ گالیاں دیتا ہے اور ہم لوگ

رجال لاظهار الحقائق نؤمر
وہ آدمی ہیں جو حقیقتوں کے ظاہر کرنے کیلئے حکم دیئے جاتے ہیں

سببت وان السب من سنن دينكم
تو نے گالیاں دیں اور گالیاں دینا تمہارا طریق ہے۔

لكل اناس سنة لا تغير
اور ہر ایک آدمی کیلئے ایک طریق ہے جو نہیں بدلتا۔

ترى سقم نفسي ما ترى آي ربنا
تو میرے نفس کا عیب دیکھتا ہے اور خدا کے نشان نہیں دیکھتا

كانك غول فاقد العين اعور
گویا تو ایک دیو ہے آنکھ کھوئی والا ایک چشم

[1] ترجمہ میں کچھ الفاظ سہو کاتب سے رہ گئے ہیں۔ اصل میں ترجمہ یوں ہوگا۔ "اور جب میں نے علی حائری کو جو سب سے جاہل تر ہے دیکھا تو (کہا کہ)" (شمس)

حوالہ نمبر 11

ویسا ہی یہ پیشگوئی بھی ظہور میں آگئی جو خدا تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ظاہر فرمائی کیونکہ جیسا کہ مَیں بیان کر چکا ہوں اُسی روز سے جبکہ خدا تعالیٰ نے اسکی نسبت مجھے یہ خبر دی کہ انّ شانئک ھو الابتر جس کو آجتک بارہ۱۲ برس گذر گئے اُسی وقت سے اولاد کا دروازہ سعد اللہ پر بند کیا گیا اور اُس کی بددُعاؤں کو اُسی کے مُنہ پر مار کر خدا تعالیٰ نے تین لڑکے بعد اس الہام کے مجھ کو دیئے اور کروڑہا انسانوں میں مجھے عزّت کے ساتھ شہرت دی اور اس قدر مالی فتوحات اور آمدنی نقد اور جنس اور طرح طرح کے تحائف مجھ کو دیئے گئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے تو کئی کوٹھے اُن سے بھر سکتے تھے۔ سعد اللہ چاہتا تھا کہ مَیں اکیلا رہ جاؤں کوئی میرے ساتھ نہ ہو پس خدا تعالیٰ نے اِس آرزو میں اُسکو نامُراد رکھکر کئی لاکھ انسان میرے ساتھ کر دیا اور وہ چاہتا تھا کہ لوگ میری مدد نہ کریں مگر خدا تعالیٰ نے اُسکی زندگی میں ہی اُسکو دِکھلا دیا کہ ایک جہان میری مدد کیلئے میری طرف متوجہ ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے وہ میری مالی مدد کی کہ صدہا برس میں کسی کی ایسی مدد نہیں ہوئی۔ اور وُہ چاہتا تھا کہ مجھ کو کوئی عزّت نہ ملے مگر خدا نے ہر ایک طبقہ کے ہزارہا انسانوں کی گردنیں میری طرف جھکا دیں اور وہ چاہتا تھا کہ مَیں اُسکی زندگی میں ہی مر جاؤں اور میری اولاد بھی مر جائے مگر خدا تعالیٰ نے میری زندگی میں اُسکو ہلاک کیا اور الہام کے دن کے بعد تین لڑکے اَور مجھ کو عطا کئے۔ پس یہ موت اُسکی بڑی نامُرادی اور ذلّت کے ساتھ ہوئی۔ اور یہی پیشگوئی مَیں نے کی تھی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے پُوری ہو گئی۔

صفحہ ۱۲۱

اور وہ پیشگوئی جس میں مَیں نے لکھا تھا کہ نامُرادی اور ذلّت کے ساتھ میرے رُو برو وہ مرے گا۔ وہ انجام آتھم میں عربی شعروں میں ہے اور وہ یہ ہے :۔

وَمِنَ اللّئامِ اریٰ رُجیلًا فاسقًا	غولًا لعینًا نطفۃَ السُّفھاءِ✝
اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں	کہ ایک شیطان ملعون ہے سفیہوں کا نطفہ
شکسٌ خبیثٌ مُفسدٌ ومُزوّرٌ	نحسٌ یُسمّی السّعد فی الجُھلاءِ
بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھلانے والا	منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے

✝ مَیں لکھ چکا ہوں کہ یہ چند شعر اُس وقت صحت نیت سے لکھے گئے تھے جبکہ بد قسمت سعد اللہ کی بدزبانی حد سے زیادہ گذر گئی تھی۔ منہ

حوالہ نمبر 12

بیزار نہ ہو جاتے تو کوئی بھی پنڈت اُن کو بُرا نہ کہتا۔ اب تو باوا صاحب اِن پنڈتوں کی نظر میں کچھ بھی نہیں دید کے مکذب جو ہوئے۔

قولہ - یہ کہا جا سکتا ہے کہ اُنھوں نے ویدوں کو نہ سُنا نہ دیکھا۔ کیا کریں جو سنے اور دیکھنے میں آوے تو بُدھ مان لوگ جو کہ ہٹی دہ گرہے نہیں وے سب سمپردای والے بید مت میں آجاتے ہیں۔ یعنی نانک وغیرہ اس کے سکھوں نے نہ ویدوں کو سُنا نہ دیکھا کیا کریں جو سُننے یا دیکھنے میں آویں تو جو عقلمند متعصب نہیں وہ فوراً اپنی ٹھگ بدیا چھوڑ کر وید کی ہدایت میں آجاتے ہیں۔ **اقول** اس تمام تقریر سے پنڈت صاحب کا مطلب صرف اتنا ہے کہ باوا نانک صاحب اور اُن کے پیرو ٹھگ ہیں اُنھوں نے دنیا کے لئے دین کو بیچ دیا۔ مگر ہر چند یہ تو سچ ہے کہ باوا نانک صاحب نے وید کو چھوڑ دیا اور اس کو گمراہ کرنے والا طومار سمجھا لیکن پنڈت صاحب پر لازم تھا کہ یوں ہی باوا صاحب کے گرو نہ ہو جاتے اور ٹھگ اور مکار اُن کا نام نہ رکھتے بلکہ اُن کے وہ تمام عقیدے جو گرنتھ میں درج ہیں اور مخالف وید ہیں اپنی کتاب کے کسی صفحہ کے ایک کالم میں لکھ کر دوسرے کالم میں اس کے مقابل پر وید کی تعلیمیں درج کرتے تا عقلمند خود مقابلہ کر کے دیکھ لیتے کہ ان دو تعلیموں سے سچی تعلیم کونسی معلوم ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ صرف گالیاں دینے سے کام نہیں نکلتا۔ ہر یک حقیقت مقابلہ کے وقت معلوم ہوتی ہے اور ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔

قولہ - نانک جی بڑے دھناڈ اور رئیس بھی نہ تھے۔ پرنتو اُن کے چیلوں نے نانک چندودے اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے سدھ اور بڑے ایشرج والے لکھے ہیں۔ نانک جی برہما دی سے ملے بڑی بات چیت کی سب نے ان کا مان کیا۔ نانک جی کے دواہ میں گھوڑے۔ رتھ ہاتھی سونا چاندی موتی پنا ادی رتنوں سے جڑے ہوئے پار اوار نتھا لکھا ہے۔ بھلا یہ گپوڑے نہیں تو کیا ہے۔ یعنے نانک جی کہیں کے مالدار اور رئیس نہیں تھے۔ مگر اُن کے چیلوں نے پوتھی نانک چندودی اور جنم ساکھی وغیرہ میں بڑے دولتمند اور بھگت کہ کے لکھا ہے

حوالہ نمبر 13

نمونہ ٹائیٹل بار اول

خدائے کریم کا شکر ہے کہ

یہ رسالہ قادیان کے آریوں کے جواب میں لکھا
گیا ہے جنہوں نے بہت سی توہین اور بدزبانی کی تھی اپنی اخبار
میں میرے نشانوں کا انکار کیا ہے جن کے گواہ نہ فقط ہم ہی بلکہ سارا
دنیا ان کو دیکھ چکی ہے اور اس رسالہ کا نام ہے

قادیان کے آریہ اور ہم

رسالہ
اور یہ رسالہ

باہتمام منیجر صاحب میگزین پریس
قادیان میں طبع ہو کر شائع ہوا

۲۰ فروری ۱۹۰۷ء

تعداد ایک ہزار جلد
قیمت فی جلد ۲ر

اس راہ میں اپنے قصے تم کو میں کیا سناؤں
دکھ درد کے ہیں جھگڑے سب ماجرا یہی ہے

دل کر کے پارہ پارہ چاہوں میں اک نظارہ
دیوانہ مت کہو تم عقل رسا یہی ہے

اے میرے یار جانی کر خود ہی مہربانی
مت کہہ کہ لن ترانی تجھ سے رجا یہی ہے

فرقت بھی کیا بنی ہے ہر دم میں جاکنی ہے
عاشق جہاں پہ مرتے وہ کربلا یہی ہے

تیری وفا ہے پوری ہم میں ہے عیب دوری
طاعت بھی ہے ادھوری ہم پر بلا یہی ہے

تجھ میں وفا ہے پیارے سچے ہیں عہد سارے
ہم جا پڑے کنارے جائے بکا یہی ہے

ہم نے نہ عہد پالا یاری میں رخنہ ڈالا
پر تو ہے فضل والا ہم پر کھلا یہی ہے

اے میرے دل کے درماں ہجراں ہے تیرا سوزاں
کہتے ہیں جس کو دوزخ وہ جاں گزا یہی ہے

اک دیں کی آفتوں کا غم کھا گیا ہے مجھ کو
سینہ پہ دشمنوں کے پتھر پڑا یہی ہے

کیونکر تبہ وہ ہووے کیونکر فنا وہ ہووے
ظالم جو حق کا دشمن وہ سوچتا یہی ہے

ایسا زمانہ آیا جس نے غضب ہے ڈھایا
جو پیستی ہے دیں کو وہ آسیا یہی ہے

شادابی و لطافت اس دیں کی کیا کہوں میں
سب خشک ہو گئے ہیں پھولا پھلا یہی ہے

آنکھیں ہر ایک دیں کی بے نور ہم نے پائیں
سرمہ ہے معرفت کا اک سرمہ سا یہی ہے

لعل یمن بھی دیکھے دُرِّ عدن بھی دیکھے
سب جوہروں کو دیکھا دل میں جچا یہی ہے

انکار کر کے اس سے پچھتاؤ گے بہت تم
بنتا ہے جس سے سونا وہ کیمیا یہی ہے

پر آریوں کی آنکھیں اندھی ہوئیں ہیں ایسی
وہ گالیوں پہ اترے دل میں پڑا یہی ہے

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زباں ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا یہی ہے

ص۹۱

حوالہ نمبر 14

مسلمانوں کو گالیاں
اور کفر کا فتویٰ!
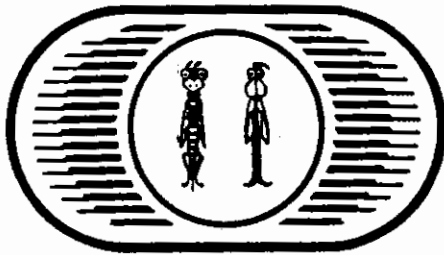
انبیاء علیہم السلام دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نمائندے ہوتے ہیں اور وہ اپنے حلقہ نبوت کی دنیا کو حق کی طرف بلاتے اور دعوت دیتے ہیں۔ کچھ' ان کی مان کر حلقہ اسلام میں آجاتے ہیں تو کچھ نامرادی کا طوق گلے میں باندھ لیتے ہیں۔

انبیاءؑ کے اخلاق اتنے عظیم اور بلند ہوتے ہیں کہ اپنے بدترین مخالفین کے خلاف بھی کبھی بدزبانی نہیں کرتے۔ یہ بات نبوت کے مقام سے بہت فروتر ہے لیکن غلام ہندوستان میں غیروں کی ضروریات کی تکمیل کے لیے نبوت کا ڈھونگ رچانے والے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مخالفین کے خلاف جو زبان استعمال کی' وہ اس کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ مرزا قادیانی کا' مقام انسانیت سے بھی کوئی تعلق نہیں۔ آیئے ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت نے مسلمانوں کے خلاف کیا ہرزہ سرائی کی ہے۔

(1) ولدالحرام

"اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔"

(انوار الاسلام ص 30 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 ص 31 از مرزا قادیانی)

(2) عیسائی' یہودی' مشرک

"جو میرے مخالف تھے' ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔"

(نزول المسیح(حاشیہ) ص 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 ص 382 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(3) بدکار عورتوں کی اولاد

"تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبة والمودة وینتفع من معارفھا ویقبلنی ویصدق دعوتی۔ الا ذریة البغایا"

(ترجمہ) "میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص 547'548 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 ص 547'548 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(4)

❑ اصل عبارت عربی میں ہے۔ اس کا ترجمہ ہم نے لکھا ہے۔ مرزا کے الفاظ یہ ہیں الا ذریة البغایا۔ عربی کا لفظ البغایا جمع کا صیغہ ہے۔ واحد اس کا بغیة ہے جس کا معنی بدکار' فاحشہ' زانیہ ہے۔

خود مرزا نے خطبہ الہامیہ ص 49 (مندرجہ روحانی خزائن جلد 16) میں لفظ بغایا کا ترجمہ بازاری عورتیں کیا ہے۔

(5)

❏ اور ایسے ہی انجام آتھم کے ص 282 (مندرجہ روحانی خزائن جلد 11)

(6)

❏ نور الحق حصہ اول ص 123 (مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 ص 163) میں لفظ بغایا کا ترجمہ نسل بدکاران' زناکار' زن بدکار وغیرہ کیا ہے۔

(7) مرد خنزیر' عورتیں کتیاں

"دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے۔ اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔"

(نجم الہدیٰ ص 53 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 ص 53 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(8) مرزا کو نہ ماننے والا پکا کافر

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا اور یا محمدؐ کو مانتا ہے پر مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔"

(کلمتہ الفصل ص 110 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(9) جہنمی

❏ "اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی' وہ جہنمی ہے۔"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 168 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(10)

❑ "خدا تعالٰی نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔"
(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 600 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(11)

❑ "اس الہام کی تشریح میں حضرت مسیح موعودؑ نے الذین کفروا غیر احمدیؑ مسلمانوں کو قرار دیا ہے۔"
(کلمتہ الفصل ص 143 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

(12) مرزا قادیانی کا انکار کفر

"اب معاملہ صاف ہے، اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعودؑ کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے کیونکہ مسیح موعودؑ نبی کریمؐ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعودؑ کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعودؑ آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو۔"
(کلمتہ الفصل ص 146، 147 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

(13) خواہ نام بھی نہیں سنا

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔"
(آئینہ صداقت ص 35 از مرزا بشیرالدین محمود ابن مرزا قادیانی)

سلسلۂ تالیفات حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ

روحانی خزائن

جلد — ۹

مشتمل بر

انوار اسلام - منن الرحمٰن - ضیاء الحق

نور القرآن ہر دو حصہ - معیار المذاہب

الناشر

الشرکۃ الاسلامیۃ لمیٹڈ ربوہ

بلکہ برابر سخت دل اور دشمن اسلام رہا اور مسیح کو برابر خدا ہی کہتا رہا۔ پھر اگر ہم اسی وقت بلا توقف دو ہزار روپیہ نہ دیں تو ہم پر لعنت اور ہم جھوٹے اور ہمارا الہام جھوٹا۔ اور اگر عبداللہ آتھم قسم نہ کھائے یا قسم کی سزا میعاد کے اندر دیکھ لے تو ہم سچے اور ہمارا الہام سچا۔ پھر بھی اگر کوئی تحکم سے ہماری تکذیب کرے اور اس معیار کی طرف متوجہ نہ ہو اور ناحق سچائی پر پردہ ڈالنا چاہے تو بے شک وہ ولد الحلال اور نیک ذات نہیں ہوگا کہ خواہ نخواہ حق سے روگردان ہوتا ہے اور اپنی شیطنت سے کوشش کرتا ہے کہ سچے جھوٹے ہو جائیں۔

۳۰ اب اس سے زیادہ صاف اور کون فیصلہ ہوگا کہ ہم دو کلموں کے مول میں خود اس کو دو ہزار روپیہ دیتے ہیں۔ مسٹر عبداللہ آتھم اگر درحقیقت مجھے کاذب سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ ایک ذرہ بھی اس نے اسلامی عظمت کی طرف رجوع نہیں کیا تو وہ ضرور بلا توقف عبارت مذکورہ بالا کے موافق اقرار کر دے گا کیونکہ اب تو وہ اپنے تجربہ سے جان چکا کہ میں جھوٹا ہوں اور مسیح کی حفاظت کو اس نے مشاہدہ کر لیا پھر اس مقابلہ سے اس کو کیا خوف ہے کیا پہلے پندرہ مہینوں میں مسیح زندہ تھا اور مسٹر عبداللہ آتھم کی حفاظت کر سکتا تھا اور اب مر گیا ہے اس لئے نہیں کر سکتا جبکہ عیسائیوں نے اپنے اشتہار میں یہ کہہ کے اعلان دیا ہے کہ خداوند مسیح نے مسٹر عبداللہ آتھم کی جان بچائی تو پھر اب بھی خداوند مسیح جان بچائے گا۔ کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ اب مسیح کے خداوند قادر ہونے کی نسبت مسٹر عبداللہ آتھم کو کچھ شک اور تردد پیدا ہو جائے اور پہلے وہ شک نہ ہو بلکہ اب تو بہت یقین چاہیئے کیونکہ اس کی خداوندی امداد کا تجربہ ہو چکا اور نیز ہمارے جھوٹ کا تجربہ۔ لیکن یاد رکھو کہ مسٹر عبداللہ آتھم اپنے دل میں خوب جانتا ہے کہ یہ سب باتیں جھوٹ ہیں کہ اس کو مسیح نے بچایا جو خود مر چکا وہ کس کو بچا سکتا ہے اور جو مر گیا وہ قادر کیونکر اور خداوند کیسا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ سچے اور کامل خدا کے خوف نے اس کو بچایا اگر اب وہ ان عیسائیوں کی تحریک سے بیباک ہو جائے گا۔ تو پھر اس کامل خدا کی طرف سے بیباکی کا مزہ چکھے گا۔ غرض اب ہم نے فیصلہ کی صاف صاف راہ بتا دی اور جھوٹے سچے کے لئے ایک معیار پیش کر دیا۔ اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا اور اپنی شرارت سے بار بار کہے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم اور حیا کو کام نہیں لائے گا اور بغیر اس کے جو ہمارے اس فیصلہ کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے انکار اور زبان درازی سے باز نہیں آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں پس حلال زادہ بننے کے لئے واجب یہ تھا کہ اگر وہ مجھے جھوٹا جانتا ہے اور

حوالہ نمبر 1

۲۷ جس زمانہ میں ان مولویوں اور اُن کے چیلوں نے میرے پر تکذیب اور بدزبانی کے حملے شروع کئے اُس زمانہ میں میری بیعت میں ایک آدمی بھی نہیں تھا۔ گو چند دوست جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے تھے میرے ساتھ تھے۔ اور اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے ستر ہزار کے

بقیہ حاشیہ ٹھیرایا ہے اور پھر دونوں سلسلوں کا تقابل پُورا کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شانِ نبوت کے ساتھ آوے تا اس نبوت عالیہ کی کسرشان نہ ہو۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے میرے وجود کو ایک کامل ظلیت کے ساتھ پیدا کیا اور ظلی طور پر نبوت محمدی اس میں رکھ دی تا ایک معنے سے مجھ پر نبی اللہ کا لفظ صادق آوے اور دوسرے معنوں سے ختم نبوت محفوظ رہے۔

اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ خدائے حکیم علیم نے وضع دنیا دوری رکھی ہے یعنی بعض نفوس بعض کے مشابہ ہوتے ہیں نیک نیکوں کے مشابہ اور بد بدوں کے مشابہ مگر با ایں ہمہ یہ امر مخفی ہوتا ہے اور زور شور سے ظاہر نہیں ہوتا لیکن آخری زمانہ کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہوگا تا یہ اُمت مرحومہ دوسری اُمتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو۔ پس اُس نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گذشتہ نبی سے مجھے اُس نے تشبیہ دی کہ وہی میرا نام رکھ دیا۔ چنانچہ آدم ابراہیم نوح موسیٰ داؤد سلیمان یوسف یحییٰ عیسیٰ وغیرہ یہ تمام نام براہین احمدیہ میں میرے رکھے گئے اور اس صورت میں گویا تمام انبیاء گذشتہ اس اُمت میں دوبارہ پیدا ہو گئے یہانتک کہ سب کے آخر مسیح پیدا ہو گیا اور جو میرے مخالف تھے اُنکا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا چنانچہ قرآن شریف میں اسی کیطرف اشارہ کرتا ہوا فرماتا ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین[1] پس یہ آیت صاف کہہ رہی ہے کہ اس اُمت کے بعض افراد کو گذشتہ نبیوں کا کمال دیا جائے گا اور نیز یہ کہ گذشتہ کفار کی عادات بھی بعض منکروں کو دی جائیں گی اور بڑی شد و مد سے

[1] الفاتحۃ: ۶-۷

حوالہ نمبر 2

ومنح لی من النعم الظاھرۃ والباطنۃ وجعلنی من المجذوبین۔ وکنت شابًا وقد شخت وما استفتحت بابًا الا فتحت۔ وما سألت من نعمۃ الا اعطیت وما استکشفت من امر الا کشفت۔ وما ابتھلت فی دعاء الا اجیبت۔ وکل ذالک من حبی بالقرآن وحب سیدی وامامی سید المرسلین۔ اللّٰھم صل وسلم علیہ بعدد نجوم السمٰوت وذرات الارضین ومن اجل ھذا الحب الذی کان فی فطرتی کان اللہ معی من اول امری حین ولدت وحین کنت ضریعا عند ظئری وحین کنت اقرء فی المتعلمین۔ وقد حبب الی منذ دنوت العشرین ان انصر الدین۔ واجادل البراھمۃ والقسیسین۔ وقد الفت فی ھذہ المناظرات مصنفات عدیدۃ۔ ومؤلفات مفیدۃ منھا کتابی **البراھین**۔ کتاب نادر ما نسج علی منوالہ فی ایام خالیۃ فلیقرءہ من کان من المرتابین۔ قد سللت فیہ صوارم الحجج القطعیۃ علی اقوال الملحدین۔ ورمیت بشھبھا الشیاطین المبطلین۔ قد خفض ھام کل معاند بذالک السیف المسلول۔ وتبینت فضیحتھم بین ارباب المنقول والمعقول۔ وبین المصنفین۔ فیہ دقائق العلوم وشواردھا والالھامات الطیبۃ الصحیحۃ و الکشوف الجلیلۃ ومواردھا۔ ومن کل ما یجلی درر معارف الدین المتین ولی کتب اخری تتشابھہ فی الکمال۔ منھا الکحل والتوضیح والازالۃ وفتح الاسلام وکتاب آخر سبق کلھا الفتہ فی ھذہ الایام اسمہ دافع الوساوس ھو نافع جدًا للذین یریدون ان یروا حسن الاسلام ویکفون افواہ المخالفین۔ تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبۃ والمودۃ وینتفع من معارفھا ویقبلنی ویصدق

حوالہ نمبر 3

دعوتی۔ الاذریۃ البغایا الذین ختم اللّٰہ علیٰ قلوبھم نھم لا یقبلون۔ ولما
بلغت اشد عمری و بلغت اربعین سنۃ جاء تنی نسیم الوحی بریّا عنایات
ربّی لیزید معرفتی و یقینی و یرتفع حجبی و اکون من المستیقنین فاوّل ما
فتح علیّ بابہ ھو الرؤیا الصالحۃ فکنت لا اری رؤیا الاجاءت مثل فلق
الصبح و انی رایت فی تلک الایام رؤیا صالحۃ صادقۃ قریبًا من الفین او
اکثر من ذالک۔ منھا محفوظۃ فی حافظتی وکثیر منھا نسیتھا۔ ولعل
اللّٰہ یکررھا فی وقت اٰخر و نحن من الآملین۔ و رایت فی غلواء شبابی
وعند دواعی التصابی کانی دخلت فی مکان وفیہ حفدتی وخدمی فقلتُ
طھّروا فراشی فان وقتی قد جاء ثم استیقظتُ و خشیت علیٰ نفسی
وذھب وھلی الی اننی من المائتین۔ و رایت ذات لیلۃ و انا غلام
حدیث السن کانی فی بیت لطیف نظیف یذکر فیھا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلّم فقلت ایھا الناس این رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاشاروا
الی حجرۃ فدخلتُ مع الداخلین۔ فبشّ بی حین وافیتہ۔ وحیانی باحسن
ما حییتُہ وما انسی حسنہ وجمالہ وملاحتہ وتحننہ الی یومی ھذا۔ شغفنی
حبًّا وجذبنی بوجہ حسین قال ما ھذا بیمینک یا احمد فنظرت فاذا
کتاب بیدی الیمنی وخطر بقلبی انہ من مصنفاتی قلتُ یا رسول اللّٰہ
کتاب من مصنفاتی قال ما اسم کتابک فنظرت الی الکتاب مرۃ اخری
وانا کالمتحیّرین۔ فوجدتہ یشابہ کتابًا کان فی دار کتبی و اسمہٗ
قطبی قلتُ یا رسول اللّٰہ اسمہ قطبی قال ارنی کتابک القطبی فلما

التَّزْيِيْنَاتِ - وَإِفْنَاءَ الْيَوْمِ كُلِّهٖ فِي الْخُزَعْبِيْلَاتِ -

زینت ہا و سپرد کردن ہمہ روز در کار ہائے باطلہ

زینتوں کے ساتھ اور تمام دن بے ہودہ باتوں میں ضائع کرنے میں

صـ ۱۷

وَالْهَدَايَا مِنَ الْقَلَايَا - وَالتَّفَاخُرِ بِلُحُوْمِ الْبَقَرَاتِ

و ہدیہ ہا از گوشت ہا و فخر کردن بگوشت ہائے گاوان

اور ایک دوسرے کو گوشت بھیجنے کا تحفہ اور باہم فخر کرنا گائے کے گوشت

وَالْجِدَايَا - وَالْأَفْرَاحِ وَالْمِرَاحِ - وَالْجَذَبَاتِ وَ

و گوسپنداں و خوشی ہا و انواع شادی و جذبہ ہائے نفس و

اور بکروں کے گوشت کے ساتھ - اور خوشیاں اور رنگا رنگ کی شادیاں اور نفس کی کششیں اور

الْجِمَاحِ - وَالضِّحْكِ وَالْقَهْقَهَةِ - بِإِبْدَاءِ النَّوَاجِذِ

سرکشی و خندہ و قہقہہ بظاہر کردن دندان پسین

سرکشیاں اور ہنسی اور قہقہہ مار کر ہنسنا پچھلے دانتوں کے نکالنے سے

وَالثَّنَايَا - وَالتَّشَوُّقِ إِلٰى رَقْصِ الْبَغَايَا - وَبَوْسِهِنَّ

و دو دندان پیشین و شوق کردن سوئے رقص زنان بازاری و بوسہ گرفتن ایشاں

اور اگلے دو دانتوں کے نکالنے سے - اور شوق کرنا بازاری عورتوں کے رقص کی طرف اور ان کا بوسہ

وَعِنَاقِهِنَّ - وَبَعْدَ هٰذَا انْتِطَاقِهِنَّ - فَإِنَّا لِلّٰهِ عَلٰى

و بغل گیری ایشاں و پس ازیں جائے کمر بند ایشاں یعنی بدکاری بایشاں پس بر مصیبتہائے اسلام

اور گلے لپٹانا اور بعد اس کے ان کا جائے کمر بند - پس ہم اسلام کی مصیبتوں پر

مَصَائِبِ الْإِسْلَامِ - وَانْقِلَابِ الْأَيَّامِ - مَاتَتِ الْقُلُوْبُ

انا للہ می باید گفت و بریں نیز ہم کہ بر بعض ہائے اسلام گردش آمد دل ہا مردند

انا للہ پڑھتے ہیں اور نیز دنوں کی گردش پر دل مر گئے

حوالہ نمبر 4

يكحل العناد جفونه بعجاجة ❊ فالآن من يحميه من اقذاء

وچشم پاک رائے او را بغبار کینہ سرمہ ما کردہ است ❊ پس اکنون کیست کہ چشمہائے او را از غبارہا باز دارد

يا لاعني ان المهيمن ينظر ❊ من قهر رب قادر مولائي

اے لعنت کنندہ من خدا تعالیٰ مے بیند ❊ از قہر مولائے من کہ قادر است خوف کن

الحق لا يصلى بنار خديعة ❊ انى من الخفاش خسر ذكاء

راستی بآتش مکر سوختہ نمی شود ❊ از نفرت شپرہ ہیچ نقصان آفتاب نیست

انى اراك تميس بالخيلاء ❊ أنسيت يوم الطعنة النجلاء

من می بینم کہ بہ ناز و تکبر خراماں مے روی ❊ آیا آن روز را فراموش کردی کہ زخم فراخ خواہد کرد

لا تتبع اهواء نفسك شقوة ❊ يلقيك حب النفس في الخوقاء

ہوائے نفس خود را از شقاوت پیروی مکن ❊ ترا محبت نفس در چاہ خواہد انداخت

فرس خبيث خف ذرى صهواته ❊ خف ان تزلك عدو ذي عدواء

نفس تو اسپ پلید است از بلندی پشت او بترس ❊ از آں بترس کہ دویدن ناہموار او ترا بر زمین افگند

ان السموم لشر ما في العالم ❊ ومن السموم عداوة الصلحاء

در دنیا زہرہا بدترین چیزے است ❊ و از زہرہا بدتر عداوت صالحان است

اذيتني خبثا فلست بصادق ❊ ان لم تمت بالخزي يا ابن بغاء

مرا بخباثت خود ایذا دادی پس من صادق نیستم ❊ اگر تو اے نسل بدکاراں بذلت نمیری

الله يخزي حزبكم ويعزني ❊ حتى يجيئ الناس تحت لوائي

خدا تعالیٰ گروہ شما را رسوا خواہد کرد و مرا عزت خواہد داد ❊ تا بحدیکہ مردم زیر لوائے من خواہند آمد

يا ربنا افتح بيننا بكرامة ❊ يا من يرى قلبي ولب لحائي

اے خدائے ما در ما بکرامت خود فیصلہ کن ❊ اے آنکہ دل مرا و مغز و پوست مرا می بینی

يا من ارى ابوابه مفتوحة ❊ للسائلين فلا ترد دعائي

اے آنکہ در ہائے او را ❊ برائے سائلان کشادہ می بینم دعائے مرا رد مکن

آمین

اليوم قضينا ما كان علينا من التبليغات۔ وعصمنا نفسا من مأثم ترك الواجبات۔ و

امروز ہر چہ بر ما از تبلیغ فرض بود ادا کردیم۔ ونفس خود را از گناہ ترک واجب محفوظ داشتیم۔ و وقت

حان ان نصرف الوجه عن هذه المباحثات۔ الا ما ينفي لبس السائلين والسائلات۔ وازمعنا ان

آمد کہ ما ازیں مباحثات رو بگردانیم۔ مگر آنچہ شبہ سائلاں رد کند۔ و قصد کردیم کہ

لا نخاطب العلماء بعد هذه التوضيحات۔ ولو سبونا كما اروا من قبل من العادات۔ وما اغلظنا عليهم

بعد ایں توضیحات علما را مخاطب نکنیم۔ اگرچہ دشنام ہا دہند چنانچہ پیش ازیں ہمیں عادات خود نمودہ اند۔ و ما

الا للتنبيهات۔ انما الاعمال بالنيات۔ فالآن نودعهم بدموع جارية من الحسرات۔ ودموع غريقة

بایشاں درشتی کہ کردیم محض برائے آگاہ نمودن کردیم۔ و اعمال نزد خدا تعالیٰ وابستہ بہ نیت ہا ہستند پس اکنون ایشاں را باشکہائے جاری

في سيل العبرات۔ وهذه لامنا خاتمة المخاطبات۔ تمت

از حسرت ہا وداع می کنیم و باشکہائے پر آب رخصت می نمائیم۔ پس امروز ایں رسالہ از ما خاتمہ مخاطبات است۔ فقط

مولوی نیاز احمد قصبہ کھڑیاں۔ خلیفہ محی الدین۔ بادلی گجرات۔ مولوی فیض احمد۔ ڈوگہ۔ مولوی صدرالدین ملکی۔ مولوی آغا خاں سوداگر۔

حوالہ نمبر 5

۱۲۳

واشهد الاحرار والأسارى انى اضع البركة واللعنة امام النصارى

اور میں آزادوں اور قیدیوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں آج برکت اور لعنت نصاریٰ کے آگے رکھتا ہوں

اما البركة فينالهم بركة الدنيا عند مقابلة الكتاب وينالون انعاما كثيرا

برکت سے مراد دُنیا کی برکت ہے کہ مقابلہ کے وقت ان کو حاصل ہوگی اور وہ بہت سا انعام

مع الفتح والغلاب او ينالهم بركة الأخرة عند التوبة وترك توهين

مع فتح اور غلبہ کے پائیں گے یا برکت سے مراد آخرت کی برکت ہے کہ توبہ اور ترک توہین قرآن

القرآن وترك صفة السرحان واما اللعنة فلا يرد عليهم الا عند

سے اُن کو ملے گی مگر لعنت اُن پر صرف اس حالت میں وارد ہوگی کہ جب بالمقابل رسالہ نہ بنا سکیں

اعراضهم عن الجواب ومع ذالك عدم امتناعهم عن الشتم والسب

اور باوجود اس کے

والقدح فى كتاب رب الارباب رب العالمين۔

قرآن شریف کی توہین اور تحقیر سے بھی باز نہ آویں۔

واعلم ان كل من هو من ولد الحلال وليس من ذرية البغايا

اور جاننا چاہیئے کہ ہر یک شخص جو ولد الحلال ہے اور خراب عورتوں

ونسل الدجال فيفعل امرا من امرين اما كف اللسان بعد وترك

اور دجال کی نسل میں سے نہیں ہے وہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور اختیار کریگا یا تو بعد اسکے دروغگوئی

الافتراء والمين واما تاليف الرسالة كرسالتنا وترصيع المقالة كمقالتنا

اور افترا سے باز آجائے گا یا ہمارے اس رسالہ جیسا رسالہ بنا کر پیش کرے گا

ولكن الذى ما ازدجر من القدح فى بلاغة القرآن وما امتنع من الانكار

مگر وہ شخص کہ جس نے نہ تو ہمارے رسالہ جیسا رسالہ بنایا اور نہ قرآن کریم کی جرح و قدح سے باز آیا

من فصاحة الفرقان فعليه كلما قلنا وكتبنا فى هذا القرطاس فعليه

اور نہ فصاحت قرآنی پر حملہ بیجا کرنے سے اپنے تئیں روکا پس اُسپر وہ سب باتیں وارد ہونگی جو ہم اس رسالہ

حوالہ نمبر 6

(نقل ٹائٹل پیج بار اول)
الیس اللہ بکاف عبدہٗ
نجم الہدیٰ
در مطبع ضیاء الاسلام قادیان باہتمام حکیم فضل الدین صاحب طبع شد
تعداد ۱۴۰۰

اقوم لدعوة الانام ۔ وفعل ماشاء و هو احکم الحاکمین ۔ واللہ یعلم ما فی قلبی ولا یعلم احد من العالمین ۔

ے نے حکم کیا ۔ اور جو چاہا کیا ۔ اور وہ احکم الحاکمین ہے ۔

۵

حبّ لنا نحبّه فنتحبّبُ
وعن المنازل والمراتب نرغبُ

ہمارا ایک دوست ہے اور ہم اُس کی محبت سے پُر ہیں اور مراتب اور منازل سے ہمیں بے رغبتی اور نفرت ہے ۔

انّی اریٰ الدنیا وبلدۃ اھلھا
جدبت وارض ودادنا لا تجدبُ

میں دیکھتا ہوں کہ دنیا اور اُس کے طالبوں کی زمین قحط زدہ ہو گئی ہے یعنی جلدی تباہ ہو جائیگی اور ہماری محبت کی زمین کبھی قحط زدہ نہیں ہوگی ۔

یتمایلون علی النعیم وانّنا
ملنا الی وجہ یسرّ ویطربُ

لوگ دنیا کی نعمت پر جھکتے ہیں ۔ مگر ہم اس مُنہ کی طرف جُھک گئے ہیں جو خوشی پہنچانے والا اور طرب انگیز ہے ۔

انّا تعلّقنا بنور حبیبنا
حتّی استنار لنا الذی لا یخشبُ

ہم اپنے پیارے کے دامن سے آویختہ ہیں ایسے کہ جو صاف اور شفاف نہیں ہو سکتا وہ بھی ہمارے لئے منور ہو گیا ۔

انّ العدا صاروا خنازیر الفلا
ونساءھم من دونھنّ الاکلبُ

دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے ۔ اور اُن کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں ۔

آنچہ را خواست کرد کہ او احکم الحاکمین است و خدا می داند آنچہ در دل من است وغیر او ازاں آگاہ نہ ۔

اشعار

مارا محبوبے است کہ از حبّ او پُر می باشیم ۔ واز مراتب ومناصب بکلی فارغ داریم ۔

می بینیم دنیا وزمین طالبانش را قحط برآں چیرہ شدہ ولے زمین دوستی ما ہمارہ سرسبز خواہد بود ۔

مردم بر نعمتہائے دنیا سر فرود آوردہ اند ولیکن ما میل سوئے روئے نمودہ ایم کہ شادی وخورمی بخشد ۔

ما دست بداماں دوست خود زدہ ایم ازہمیں سبب است کہ آنچہ صاف بودن وشفاف بودن نبود جہت ما روشن گردید است ۔

دشمناں ما خنزیر ہائے بیاباں شدہ اند وزناں آنہا سگ مادہ ہا را در پس انداختہ اند ۔

حوالہ نمبر 7

جو اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں تفریق کریں یعنی اللہ پر ایمان لے آئیں اور رسولوں کو نہ مانیں یا کہتے ہیں کہ ہم بعض رسولوں کو مانتے ہیں اور کسی کو نہیں بھی مانتے اور چاہتے ہیں کہ کوئی بین بین کی راہ نکالیں یہی لوگ پکے کافر ہیں اور اللہ نے کافروں کے لیئے ذلیل کرنیوالا عذاب تجویز کیا ہے اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کھلے الفاظ میں ان لوگوں کا رد کیا ہے جو تمام رسولوں کا ماننا جزو ایمان نہیں سمجھتے۔ پس اس آیت کے ماتحت ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰؑ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰؑ کو نہیں مانتا یا عیسیٰؑ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا اور یا محمدؐ کو مانتا ہے پر مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں ہے بلکہ اس کی طرف سے ہے جس نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کے لیئے اولٰئک ھم الکافرون حقا فرمایا ہے۔ فتدبروا

اور اگر یہ کہا جاوے کہ اس آیت میں تو صرف رسولوں پر ایمان لانے کا سوال ہے مسیح موعودؑ کا کوئی ذکر نہیں تو ایسا کہنا ایک ظلم عظیم ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں مسیح موعودؑ کے متعلق بیسیوں جگہ نبی اور رسول کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جیسا کہ فرمایا "دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا" یا جیسے فرمایا یا ایھا النبي اطعموا الجائع والمعتر یا جس طرح فرمایا انی مع الرسول اقوم اور مسیح موعودؑ نے ابھی اپنی کتابوں میں اپنے دعویٰ رسالت اور نبوت کو بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے جیسا کہ آپ لکھتے ہیں کہ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں" (دیکھو بدر ۵۔ مارچ ۱۹۰۸ء) یا جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کرسکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اسوقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں" (دیکھو خط حضرت مسیح موعودؑ بطرف ایڈیٹر اخبار عام لاہور) یہ خط حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی وفات سے صرف تین دن پہلے یعنی ۲۳۔ مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا اور آپ کا یوم وصال ۲۶۔ مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام میں شائع ہوا۔ پھر اسی پر بس نہیں کہ مسیح موعودؑ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے بلکہ نبیوں کے سرتاج محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آنیوالے مسیح کا نام نبی اللہ رکھا جیسا کہ صحیح مسلم سے

حوالہ نمبر 8

۱۹۷ — اگست ۱۸۸۳ء

"اللہ جل شانہ، نے مجھے خبر دی ہے کہ

يُصَلُّوْنَ عَلَيْكَ صُلَحَاءُ الْعَرَبِ وَ اَبْدَالُ الشَّامِ۔ وَ تُصَلِّيْ عَلَيْكَ الْاَرْضُ وَ السَّمَاءُ۔ وَ يَحْمَدُكَ اللّٰهُ مِنْ عَرْشِهٖ[1]

(از مکتوب حضرت اقدس مورخہ اگست ۱۸۸۳ء مندرجہ الحکم جلد ۵ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۰۱ء ص۱)

۱۹۸ — ۱۸۸۳ء

"بارہا غوث اور قطب وقت میرے پر مکشوف کئے گئے، جو میری عظمت مرتبت پر ایمان لائے ہیں، اور لائیں گے۔"

(از مکتوب حضرت اقدس مورخہ اگست ۱۸۸۳ء مندرجہ الحکم جلد ۵ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۰۱ء ص۱)

۱۹۹ — ۱۸۸۳ء

"اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی، وہ جہنمی ہے۔"

(مکتوب حضرت اقدس مندرجہ اگست ۱۸۸۳ء مندرجہ الحکم جلد ۵ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۰۱ء ص۶)

۲۰۰ — ۱۸۸۸ء

"یہ بات کھلی کھلی الہام الٰہی نے ظاہر کردی. کہ بشیر جو فوت ہوگیا ہے۔ وہ بے فائدہ نہیں آیا تھا۔ بلکہ اُس کی موت ان سب لوگوں کی زندگی کا موجب ہوگی۔ جنہوں نے محض للہ اُس کی موت سے غم کیا۔ اور اِس ابتلاء کی برداشت کر گئے۔ کہ جو اُس کی موت سے ظہور میں آیا۔" (سبز اشتہار صفحہ ۱۶ و ۱۷ حاشیہ)

۲۰۱ — ۱۸۸۸ء

"اس[2] موت کی تقریب پر بعض مسلمانوں کی نسبت یہ الہام ہوا۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ۔ وَ قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهَالِكِيْنَ۔ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى

---

[1] (ترجمہ از مرتب) تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے۔ زمین و آسمان تجھ پر درود بھیجتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔

[2] یعنی بشیر اوّل کی موت۔ (مرتب)

حوالہ نمبر 9

کہتے ہیں۔ یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵ راپریل ۱۹۰۶ء صلا و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ راپریل ۱۹۰۶ء صلا)

۱۰۲۸ — سنہ ۱۹۰۶ء مارچ

" خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اُس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے نزدیک قابلِ مؤاخذہ ہے" (مکتوب بنام ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد)

۱۰۲۹ — سنہ ۱۹۰۶ء ۲ راپریل

(۱) "هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔ (۲) إِنَّ اللّٰهَ قَدْ مَنَّ عَلَيْنَا"[1]

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵ راپریل ۱۹۰۶ء صلا و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ راپریل ۱۹۰۶ء صلا)

۱۰۳۰ — سنہ ۱۹۰۶ء ۳ راپریل

" کل خواب میں مولوی عبد الکریم صاحب کو دیکھا۔ کہ ایک بڑے کمرے میں پھر رہے ہیں۔ میں نے کہا آؤ۔ مصافحہ کرلیں۔ پھر مصافحہ کیا۔ اور میں انہیں کہتا ہوں۔ دعا کرو۔ دشمنوں پر خدا مجھے غلبہ دے۔ اور پھر آج دیکھا۔ کہ ایک کمرے میں پھرتے ہیں۔ بہت جوش میں اور سخت ناراض ہیں۔ کہ وہ میرا نام لے کر کہتے ہیں۔ کہ کیوں لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور کیوں نہیں مانتے اور بڑے جوش اور غضب سے کہہ رہے ہیں"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵ راپریل ۱۹۰۶ء صلا و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ راپریل ۱۹۰۶ء صلا)

۱۰۳۱ — سنہ ۱۹۰۶ء ۷ راپریل

" يَأْتِيْكَ الْفَرَجُ "[2]

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۲ راپریل ۱۹۰۶ء صلا و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ راپریل ۱۹۰۶ء صلا)

۱۰۳۲ — سنہ ۱۹۰۶ء ۸ راپریل

(۱) "رَبِّ أَرِنِيْ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ (۲) يُرِيْكُمُ اللّٰهُ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ۔[3]

---

[1] (ترجمہ از مرتب) اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا۔ تاکہ اُسے تمام ادیان پر غالب کر دے۔ (۲) بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔

[2] (ترجمہ) تیرے پاس خوشی اور کشائش آئے گی۔

[3] (ترجمہ) خدایا مجھے زلزلہ دکھا۔ جو اپنی شدت کی وجہ سے نمونہ قیامت ہے۔ (۲) خدا تعالیٰ تمہیں وہ زلزلہ دکھائے گا۔ جو اپنی شدت کی وجہ سے نمونہ قیامت ہوگا۔

حوالہ نمبر 10

اس الہام کی تشریح میں حضرت مسیح موعودؑ نے الذین کفروا غیر احمدی مسلمانوں کو قرار دیا ہے فتدبروا۔ پھر حضرت صاحب کا یہ الہام بھی چھپ چکا ہے کہ۔ یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ اس الہام میں تو صریح کافر کا لفظ موجود ہے۔ یہ الہام بھی حضرت مسیح موعودؑ کو بہت دفعہ ہُوا کہ:۔ وامتازوا الیوم ایہا المجرمون یعنی اے مجرمو! تم بہت مدت سے اسلام کو بدنام کر رہے ہو آج کے دن سے تم کو الگ کر دیا جاتا ہے۔ پھر ایک اور الہام ہے جس میں انکار کی گنجائیش باقی رہتی ہی نہیں سوائے اسکے کہ الہام کا انکار کر دیا جاوے اور وہ الہام یہ ہے قل یا ایہا الکفار انی من الصادقین (دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۲) اب کہاں ہیں وہ لوگ جن کا یہ قول ہے کہ مسیح موعودؑ کو ماننا جزو ایمان نہیں وہ دیکھیں کہ خدا مسیح موعودؑ کو حکم دیتا ہے کہ تو کہہ اے کافرو میں صادقین میں سے ہوں یہ بات تو صاف ظاہر ہے کہ اس الہام میں مخاطب ہر ایک ایسا شخص ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کو صادق نہیں سمجھتا کیونکہ فقرہ انی من الصادقین اس کی طرف صاف طور پر اشارہ کر رہا ہے۔ پس ثابت ہُوا کہ ہر ایک جو آپ کو صادق نہیں جانتا اور آپکے دعاوی پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے۔ پھر اسکے ساتھ یہ الہام بھی قابل غور ہے کہ فقطع دابر القوم الذین لا یؤمنون۔ اسمیں حضرت مسیح موعودؑ کے منکروں کو قوم لا یومنون کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ پھر حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۷ پر حضرت صاحب کا یہ الہام درج ہے کہ:۔

چو دور خسروی آغاز کردند ❊ مسلماں را مسلماں باز کردند

اس الہامی شعر میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے اور پھر ان کے اسلام کا انکار بھی کیا ہے مسلمان تو اس لیئے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور جب تک یہ لفظ استعمال نہ کیا جاوے لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ کون مراد ہے مگر ان کے اسلام کا اسلیئے انکار کیا گیا ہے کہ وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں بلکہ ضرورت ہے کہ انکو پھر نئے سرے سے مسلمان کیا جاوے۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اور الہام ہے جو آپ کو اپنی وفات سے چند دن پہلے

حوالہ نمبر 11

ھی الجماعۃ - یعنی میری اُمّت تہتّر فرقوں پر منقسم ہو جائیگی وہ سب فرقے دوزخ میں جائینگے سوائے ایک کے - اور معاویہ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ بہتّر فرقے دوزخ میں پڑینگے اور ایک جنّت میں جائیگا اور وہ جنّت میں جانے والا جماعت کا فرقہ ہوگا - اب کہاں ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کا ماننا جزو ایمان نہیں ہے - اگر ایسا ہے تو کیوں مسیح موعودؑ کی جماعت جنّت میں جائیگی اور مسیح موعودؑ کے منکر بقول نبی کریمؐ فی النار رہینگے - یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ ہر ایک وہ بات جس پر نجات کا مدار ہے جزو ایمان ہوتی ہے کیونکہ نجات کا پہلا ذریعہ ایمان ہے پس اگر مسیح موعودؑ پر ایمان لانا جزو ایمان نہیں تو کیا وجہ ہے کہ مسیح موعودؑ کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہے اور کیوں مسلمانوں کے بہتّر فرقے آگ میں ڈالے جاویں گے ؟ اور پھر حدیث میں آتا ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما رجل مسلم اکفر رجلاً فان کان کافراً والا کان ھو الکافر (ابو داؤد) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان نے کسی مسلمان کو کافر کہا پس اگر وہ کافر نہیں تو وہ خود کافر ہو جائیگا - اس حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ ایک سچے مسلمان کو کافر قرار دینے سے انسان خود کافر ہو جاتا ہے - اب جن لوگوں نے مسیح موعودؑ پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے ہم انکو کس طرح مومن جان سکتے ہیں - اور ظاہر ہے کہ ہر ایک وہ شخص جو مسیح موعودؑ کو سچا نہیں جانتا وہ آپ کو کافر قرار دیتا ہے کیونکہ اگر مسیح موعودؑ سچا نہیں ہے تو نعوذ باللہ مفتری علی اللہ ہے اور مفتری علی اللہ قرآن شریف کی رو سے کافر ہوتا ہے پس اس حدیث سے پتہ لگا کہ نہ صرف وہ لوگ کافر ہیں جو صاف طور پر مسیح موعودؑ پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں بلکہ ہر ایک شخص جو مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا وہ آپ کو کافر قرار دیکر بموجب حدیث صحیح خود کافر ہو جاتا ہے - فتدبروا پھر ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مسیح موعودؑ میری قبر میں دفن ہوگا جسکے یہ معنی ہیں کہ مسیح موعودؑ کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ وہ مَیں ہی ہوں جو بروزی طور پر دنیا میں آؤنگا اور حدیث مذکورہ کے یہ معنی ہمنے اپنی طرف سے نہیں کیئے بلکہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے اسکی یہی تشریح فرمائی ہے ملاحظہ ہو کشتی نوح صفحہ ۱۵ - اب معاملہ صاف ہے اگر نبی کریمؐ کا انکار کفر ہے تو مسیح موعودؑ کا انکار بھی کفر ہونا چاہیئے کیونکہ مسیح موعودؑ نبی کریمؐ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے

حوالہ نمبر 12

بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعودؑ کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعودؑ آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے آپ کا انکار کفر نہ ہو۔

باب پنجم

اس باب میں حضرت خلیفۂ اوّل کے فتاویٰ در بارہ مسئلۂ کفر و اسلام درج کیے جائیں گے تا اس بات کا پتہ لگے کہ مہدی علیہ السلام پر ایمان لانے کے دعویٰ میں کون سچا ہے اور کس کا دعویٰ نفاق اور مصلحت وقت پر مبنی ہے۔

سو واضح ہو کہ ایک دفعہ حضرت خلیفۂ اوّل کے سوال پیش ہوا کہ جو غیر احمدی مسلمان ہم سے پوچھے کہ ہماری بابت تمہارا کیا خیال ہے اسے کیا جواب دیا جاوے۔ فرمایا "لا الٰہ الا اللہ کے ماننے کے نیچے خدا کے سارے ماموروں کے ماننے کا حکم آجاتا ہے۔ اللہ کو ماننے کا یہی حکم ہے کہ اسکے سارے حکموں کو مانا جاوے۔ اب سارے ماموروں کو ماننا لا الٰہ الا اللہ کے معنوں میں داخل ہے حضرت آدمؑ۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت مسیحؑ ان سب کا ماننا اسی لا الٰہ الا اللہ کے ماتحت ہے حالانکہ انکا ذکر اس کلمہ میں نہیں ہے۔ قرآن مجید کا ماننا سیدنا حضرت محمدؐ خاتم النبیین پر ایمان لانا۔ قیامت کا ماننا سب مسلمان جانتے ہیں کہ اس کلمہ کے مفہوم میں داخل ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو نیک مانتے ہیں لیکن وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے تھے یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او کذب بالحق لما جاءہ۔ دنیا میں سب سے بڑھکر ظالم دو ہی ہیں ایک وہ جو اللہ پر افترا کرے۔ دوم جو حق کی تکذیب کرے۔ پس یہ کہنا کہ مرزا نیک ہے اور دعاوی میں جھوٹا گویا نور و ظلمت کو جمع کرنا ہی جو ناممکن ہے۔" یہ مضمون چھپ چکا ہے (دیکھو بدر نمبر ۱۹ جلد ۱۰ مورخہ ۹۔ مارچ ۱۹۱۱ء)

پھر ایک دفعہ اور "ایک دوست کا خط حضرت کی خدمت میں پیش ہوا کہ بعض غیر احمدی

بل نقذف بالحق على الباطل فيدمغه فاذا هو زاهق

آئینہ صداقت

جسمیں

امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ الاحد

نے

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے معدودے چند رفقاء کی جماعت احمدیہ سے علیحدگی کے

اسباب صحیح واقعات اور سچے حالات کا انکشاف اور سپاٹ سے پیدا ہوسکنے والی

غلط فہمیوں کا سدباب فرمایا ہے

تاریخ خلافت ۲۶ دسمبر ۱۹۲۱ء
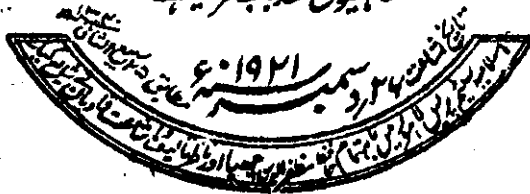
باب اوّل

اُن غلط واقعات کی تردید میں جو مولوی محمد علی صاحب نے اختلاف سلسلہ کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کئے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کا تبدیلی عقیدہ کے متعلق مجھ پر بے جا الزام

مسیحیوں سے غلط طور پر ہماری مشابہت بتانے کے بعد مولوی محمد علی صاحب نے اختلافات کی ایک تاریخ بیان کی ہے جسمیں انھوں نے اپنی طرف سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ کس طرح حضرت مسیح موعود؊ کی وفات کے بعد بعض واقعات سے متاثر ہو کر مَیں نے (یعنے اس عاجز نے) اپنے عقائد میں تبدیلی پیدا کی ہے۔

تعداد عقائد

یہ تبدیلیٔ عقیدہ مولوی صاحب تین اُمور کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اوّل یہ کہ مَیں نے حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الحقیقت نبی ہیں۔ دوّم یہ کہ آپ ہی آیت اسمہٗ احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن کریم (سورۂ صف آیت ۶) کے مصداق ہیں۔ سوّم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سُنا۔ وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

ہر سہ عقائد کا بیان

(میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں) لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ ۱۹۱۴ء یا اس سے تین چار سال پہلے سے مَیں نے یہ عقائد اختیار کئے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں آگے ثابت کروں گا۔ ان میں سے اول الذکر اور آخر الذکر حضرت مسیح موعود کے وقت سے ہیں۔ اور ثانی الذکر عقیدہ جیسا کہ خود مَیں نے اپنے لیکچروں میں بیان کیا ہے۔ جو چھپ بھی چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد حضرت استاذی المکرم خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ سے گفتگو اور انکی تعلیم کا نتیجہ ہے ❖

مسلمانوں سے
معاشرتی بائیکاٹ
مرزا قادیانی
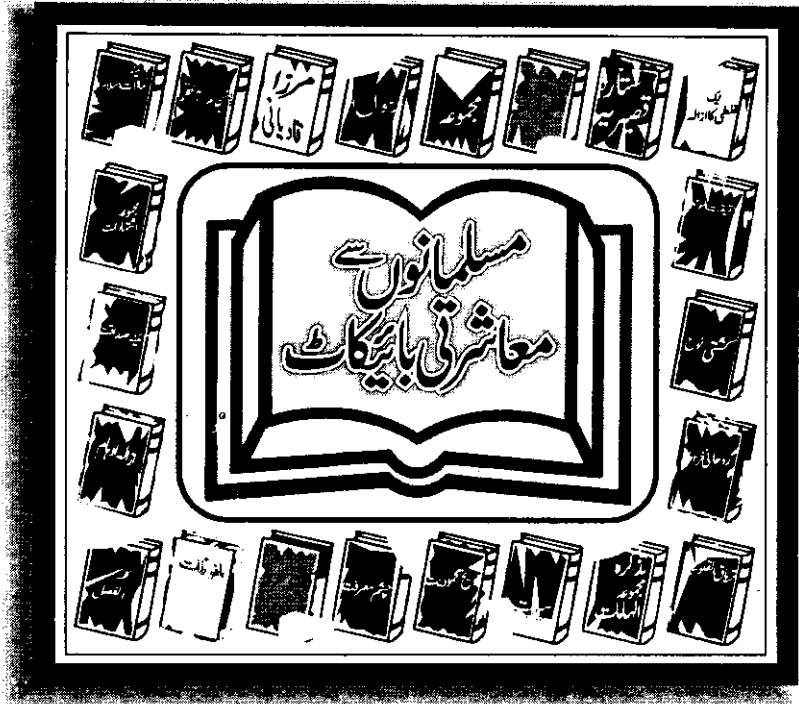
مرزائیوں کا عجب معاملہ ہے کہ وہ ایک طرف تو مسلمانوں سے یہ تقاضا کرتے ہیں کہ انہیں اپنا حصہ سمجھا جائے' انہیں برابر کے حقوق ملیں اور مسلمان معاشرتی زندگی میں ان سے مل جل کر رہیں۔ اس کو آپ حقیقت کا نام دیں گے یا منافقت کا کہ ان کی یہ جملہ خواہشیں اور جملہ تقاضے ان کے گرو اور ان کے پسماندگان کی تعلیمات کے خلاف ہیں۔

مرزائی دنیا کی تحریرات میں شادی بیاہ سے لے کر جنازہ اور تدفین تک جملہ معاملات میں بائیکاٹ اور انقطاع کی تعلیم ہے اور اس پر بھرپور زور دیا گیا ہے کہ مسلمانوں سے کسی قسم کا معاملہ نہ رکھیں حتیٰ کہ ان کے معصوم بچوں کا جنازہ تک نہ پڑھیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے سلسلہ کے تمام لوازم اور مناسبات کو دیکھتے ہوئے اس امر کا فیصلہ کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی کہ وہ اپنے پیرووں کو تمام مسلمانوں سے ایک الگ امت بنانے میں کس درجہ ساعی و کوشاں ہیں۔

سوال یہ ہے کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے "خلفاء" کی تعلیمات یہ ہیں تو پھر وہ مسلمانوں سے باہمی روابط کا کیوں مطالبہ اور تقاضا کرتے ہیں۔

ان دوغلے اور منافقانہ رول کا اندازہ کرنے کے لیے درج ذیل تحریرات سب سے بڑا ثبوت ہیں۔ حسب ذیل تصریحات ملاحظہ فرمائیں۔

(1) مسلمانوں سے تعلقات حرام

"ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے غیر احمدیوںؑ کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریمؐ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔
غیر احمدیوںؑ سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں' ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا' ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا' اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں' ایک دینی' دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریمؐ نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔"

(کلمتہ الفصل ص 169'170 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(2) مسلمانوں کے پیچھے نماز قطعی حرام

"خدا نے مجھے اطلاع دی ہے' تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 401 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(3) غیروں کے پیچھے نماز

"کسی نے سوال کیا کہ جو لوگ آپ کے مرید نہیں' ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے آپ نے اپنے مریدوں کو کیوں منع فرمایا ہے۔ حضرت نے فرمایا:
"جن لوگوں نے جلد بازی کے ساتھ بد ظنی کر کے اس سلسلہ کو جو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے' رد کر دیا ہے اور اس قدر نشانوں کی پروا نہیں کی اور اسلام پر جو مصائب ہیں' اس سے لاپروا پڑے ہیں۔ ان لوگوں نے تقویٰ سے کام نہیں لیا اور اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے۔ انما یتقبل اللہ من المتقین (المائدہ: 28) خدا صرف متقی لوگوں کی نماز قبول کرتا ہے۔ اس واسطے کہا گیا ہے کہ ایسے آدمی کے پیچھے نماز نہ پڑھو جس کی نماز خود قبولیت کے درجہ تک پہنچنے والی نہیں۔"

(ملفوظات احمدیہ جلد اول ص 449 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(4) غیروں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی حکمت

"صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ بہتری اور نیکی اسی میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے۔ دیکھو دنیا میں روٹھے ہوئے اور ایک دوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چار دن منہ نہیں لگاتے اور تمہاری ناراضگی اور روٹھنا تو خدا کے لیے ہے۔ تم اگر ان میں رلے ملے رہے تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے' وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت جب الگ ہو' تو پھر اس میں ترقی ہوتی ہے۔"

(ملفوظات احمدیہ جلد اول ص 525 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(5) غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے اور انہیں احمدی لڑکیوں کا رشتہ نہ دینے کے متعلق احکامات

❑ "حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اس سال میں خدا سے علم پاکر جماعت کی تنظیم و تربیت کے متعلق دو مزید احکامات جاری فرمائے یعنی اول تو آپ نے اس بات کا اعلان فرمایا کہ آئندہ کوئی احمدی کسی غیر احمدی کی امامت میں نماز ادا نہ کرے بلکہ صرف احمدی امام کی اقتداء میں نماز ادا کی جائے۔ یہ حکم ابتداء 1898ء میں زبانی طور پر جاری ہوا تھا مگر بعد میں 1900ء میں تحریری طور پر بھی اس کا اعلان کیا گیا۔ آپ کا یہ فرمان جو خدائی منشاء کے ماتحت تھا' اس حکمت پر مبنی تھا کہ جب غیر احمدی مسلمانوں نے آپ کے دعویٰ کو رد کر کے اور آپ کو جھوٹا اور مفتری قرار دے کر اس خدائی سلسلہ کی مخالفت پر کمر باندھی ہے جو خدا نے اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لیے جاری کیا ہے اور جس سے دنیا میں اسلام اور روحانی صداقت کی زندگی وابستہ ہے تو اب وہ اب بات کے مستحق نہیں رہے کہ کوئی شخص جو حضرت مسیح موعود پر ایمان لاتا ہے' وہ آپ کے منکر کی امامت میں نماز ادا کرے۔ نماز ایک اعلیٰ درجہ کی روحانی عبادت ہے اور اس کا امام گویا خدا کے دربار میں اپنے مقتدیوں کا لیڈر اور زعیم ہوتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے مامور کو رد کر کے اس کے غضب کا مورد بنتا ہے' وہ ان لوگوں کا پیش رو نہیں ہو سکتا جو اس کے مامور کو مان کر اس کی رحمت کے ہاتھ کو قبول کرتے ہیں۔ اس میں کسی کے برا منانے کی بات نہیں ہے بلکہ یہ سلسلہ احمدیہ کے قیام کا ایک طبعی اور قدرتی نتیجہ تھا جو جلد یا بدیر ضرور ظاہر ہونا تھا۔ چنانچہ حدیث میں بھی اس بات کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ جب مسیح موعود آئے گا تو اس کے متبعین کا امام انہی میں سے ہوا کرے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود اپنی جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

"یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے' تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر یا مکذب یا متردد کے پیچھے

نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تمہیں میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کا ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ اماماکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوئی اسلام کرتے ہیں' بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔"

دوسری ہدایت جو آپ نے اپنی جماعت کے لیے جاری فرمائی' وہ احمدیوں کے رشتہ ناطہ کے متعلق تھی۔ اس وقت تک جیسا کہ احمدیوں اور غیر احمدی مسلمانوں کی نماز مشترک تھی یعنی احمدی لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے' اسی طرح باہمی رشتہ ناطہ کی بھی اجازت تھی یعنی احمدی لڑکیاں غیر احمدی لڑکوں کے ساتھ بیاہ دی جاتی تھیں مگر 1898ء میں حضرت مسیح موعود نے اس کی بھی ممانعت فرما دی اور آئندہ کے لیے ارشاد فرمایا کہ کوئی احمدی لڑکی غیر احمدی مرد کے ساتھ نہ بیاہی جائے۔ یہ اس حکم کی ایک ابتدائی صورت تھی جس کے بعد اس میں مزید وضاحت ہوتی گئی اور اس حکم میں حکمت یہ تھی کہ طبعاً" اور قانوناً" ازدواجی زندگی میں مرد کو عورت پر انتظامی لحاظ سے غلبہ حاصل ہوتا ہے پس اگر ایک احمدی لڑکی غیر احمدی کے ساتھ بیاہی جائے تو اس بات کا قوی اندیشہ ہو سکتا ہے کہ مرد' عورت کے دین کو خراب کرنے کی کوشش کرے گا اور خواہ اسے' اس میں کامیابی نہ ہو لیکن بہرحال یہ ایک خطرہ کا پہلو ہے جس سے احمدی لڑکیوں کو محفوظ رکھنا ضروری تھا۔ علاوہ ازیں چونکہ اولاد عموماً" باپ کی تابع ہوتی ہے اس لیے اس قسم کے رشتوں کی اجازت دینے کے یہ معنی بھی بنتے ہیں کہ ایک احمدی لڑکی کو اس غرض سے غیر احمدیوں کے سپرد کر دیا جائے کہ وہ اس کے ذریعہ غیر احمدی اولاد پیدا کریں۔ اس قسم کی وجوہات کی بنا پر آپ نے آئندہ کے لیے یہ ہدایت جاری فرمائی کہ گو حسب ضرورت غیر احمدی لڑکی کا رشتہ لیا جاسکتا ہے مگر کوئی احمدی لڑکی غیر احمدی کے ساتھ نہ بیاہی جائے بلکہ احمدیوں کے رشتے صرف آپس میں ہوں۔"

(سلسلہ احمدیہ ص 84'85 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(6)

□ "ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔"
(انوار خلافت ص 90 از مرزا بشیر الدین محمود)

(7) مرزا نے اپنے مسلمان بیٹے کا جنازہ نہ پڑھا

"آپ (مرزا قادیانی) کا ایک بیٹا فوت ہو گیا جو آپ کی زبانی طور پر تصدیق بھی کرتا تھا' جب وہ مرا تو مجھے یاد ہے' آپ ٹہلتے جاتے اور فرماتے کہ اس نے کبھی شرارت نہ کی تھی۔ بلکہ میرا فرمانبردار ہی رہا ہے۔ ایک دفعہ میں سخت بیمار ہوا اور شدت مرض میں مجھے غش آ گیا جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ میرے پاس کھڑا نہایت درد سے رو رہا تھا۔ آپ یہ بھی فرماتے کہ یہ میری بڑی عزت کیا کرتا تھا۔ لیکن آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ حالانکہ وہ اتنا فرمانبردار تھا کہ بعض احمدی بھی اتنے نہ ہوں گے۔ محمدی بیگم کے متعلق جب جھگڑا ہوا تو اس کی بیوی اور اس کے رشتہ دار بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ حضرت صاحب نے اس کو فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ اس نے طلاق لکھ کر حضرت صاحب کو بھیج دی کہ آپ کی جس طرح مرضی ہے' اسی طرح کریں۔ لیکن باوجود اس کے جب وہ مرا تو آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔"

(انوار خلافت ص 91 از مرزا بشیر الدین محمود)

مرزا قادیانی کا بیٹا فضل احمد سمجھتا تھا کہ اس کے والد نے نبوت کا دعویٰ کر کے امت مسلمہ سے غداری کی ہے۔ اس لیے اس نے اپنے باپ کے "دعویٰ نبوت" کو کبھی تسلیم نہیں کیا جس کی بناء پر مرزا قادیانی نے اپنے فرماں بردار بیٹے کا نماز جنازہ نہ پڑھا کیونکہ وہ اپنے بیٹے کو غیر مسلم سمجھتا تھا۔

(8) غیر احمدیوں کو لڑکی دینا

"ایک اور بھی سوال ہے کہ غیر احمدیوں کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اول نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا۔ اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔"

(انوار خلافت ص 93'94 از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

جس سے ظاہر ہے کہ مسیح کے ماننے والوں (خواہ حقیقی طور پر پیرو ہوں یا برائے نام) کا جب کبھی منکران مسیح سے مقابلہ ہوا۔ تو متبعانِ مسیح ان منکران مسیح پر غالب رہے۔ حالانکہ حقیقت عیسائی مسیح کے پیرو نہیں بلکہ صرف اسمی طور پر اسکی طرف منسوب ہیں اگر پیشگوئی کا تعلق صرف حقیقی متبعین سے ہوتا تو عیسائیوں کا غلبہ ہرگز نہ ہوتا۔ پس برائے نام پیرووں کا غلبہ ثبوت ہے اس بات کا کہ پیشگوئی کا تعلق اسم سے ہوتا ہے اسلئے جب تک موجودہ مدعیان اسلام رسمی طور سے مسلمان کہلاتے ہیں اور عیسائیوں اور یہودیوں میں شامل نہیں جاتے اسوقت تک اگر وہ مکہ مدینہ پر قابض رہیں تو پیشگوئی کے صدق پر کوئی نقص لازم نہیں آتا۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ اعتراض تو غیر احمدیوں کی طرف سے ہو سکتا ہے خلافت کے منکرین کی طرف سے نہیں ہو سکتا کیونکہ خلافت کے منکرین کے لئے تو اتنا سوچنا ہی کافی ہے کہ مکہ مدینہ کے علماء کی طرف سے بھی مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگ چکا ہے پس وہ تو تکفیر کی وجہ سے کافر بن چکے ہیں اور تکفیر کا مسئلہ منکرین خلافت کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ فتدبر وا

گیارھواں اعتراض یہ پیش کیا جاتا ہے کہ اچھا اگر حضرت مسیح موعود واقعی اپنے منکروں کو کافر سمجھتے تھے تو کیوں آپ نے ان سے وہ سلوک روا رکھا جو کافروں سے جائز نہیں۔

تو اس کا **جواب** یہ ہے کہ ایسا اعتراض کرنا معترض کی ناواقفیت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریمؐ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔

غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم انکے ساتھ ملکر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ وناطہ ہے سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دے گئے اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام

حوالہ نمبر 1

کیوں کہا جاتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریمؐ نے یہودیوں کو سلام کا جواب دیا ہے ہاں اشد مخالفین کو حضرت مسیح موعودؑ نے کبھی سلام نہیں کہا اور نہ انکو سلام کہنا جائز ہے غرض ہر ایک طریقہ سے ہم کو حضرت مسیح موعودؑ نے غیروں سے الگ کیا ہے اور ایک کوئی تعلق نہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہو اور پھر ہم کو اس سے نہ روکا گیا ہو۔ اسجگہ یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ بات ہے تو کیوں ایسی احمدی عورت کا نکاح فسخ نہیں قرار دیا جاتا جس کا خاوند غیر احمدی ہے یا کیوں ایک احمدی باپ کا ورثہ غیر احمدی بیٹے کو جاتا ہے حالانکہ مسلمان کا کافر وارث نہیں ہو سکتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت کے احکام دو قسم کے ہیں ایک وہ جو ہر ایک انسان کے لئے ہیں اور ایک وہ جو صرف حکومت کے لئے ہیں مثلاً نماز پڑھنا ہر ایک کا فرض ہے لیکن چور کے ہاتھ کاٹنا ہر ایک کا فرض نہیں بلکہ حکومت کا فرض ہے اسی طرح روزہ رکھنا ہر ایک مسلمان کے لئے فرض ہے مگر زانی کو سنگسار کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض نہیں بلکہ صرف اسلامی حکومت کا فرض ہے اب اگر اس اصل کے ماتحت غیر احمدیوں اور احمدیوں کے تعلقات پر نظر ڈالی جاوے تو سارے جھگڑے کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور وہ اس طرح کہ چونکہ نماز الگ کرنے کا مسئلہ حکومت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا اس لئے اسپر عملدرآمد کا حکم دیا گیا یہی حال جنازوں اور رشتے اور ناطوں کا ہے لیکن وراثت اور نکاح فسخ ہو جانے کا مسئلہ حکومت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس لئے حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا اگر آپ کو حکومت دی جاتی تو آپ انکے متعلق بھی حکم جاری فرماتے پس مسئلہ وراثت کے متعلق ہم پر کوئی اعتراض نہیں ہاں اگر کوئی ایسا مسئلہ ہے جو حکومت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا اور پھر حضرت مسیح موعودؑ نے اس کے متعلق فیصلہ نہیں فرمایا تو اسکو پیش کیا جاوے ورنہ یہ کہنا کہ غیر احمدیوں کے ساتھ بعض اسلامی سلوک جائز رکھے گئے ہیں ایک دعوی ہے جسکی کوئی بھی دلیل نہیں۔ فتدبروا

بارھواں اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو عبدالحکیم کو خط لکھا ہے اس میں آپنے لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ جسکو تیری دعوت پہنچی ہے اور اس نے تجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں اس سے پتہ لگتا ہے کہ کم از کم وہ لوگ کافر

۵۲۴ سنہ ۱۹۰۰ء

" خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفّر اور مکذّب یا متردّد¹ کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ "

(اربعین ۳ ۲۸ حاشیہ ص۳۴)

۵۲۵ سنہ ۱۹۰۰ء

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَکَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ۔ اَنْتَ الشَّیْخُ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَا یُضَاعُ وَقْتُہٗ۔ کَمِثْلِکَ دُرٌّ لَا یُضَاعُ۔

یعنی خدا کی سب حمد ہے جس نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا۔ تو وہ شیخ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائیگا۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں کیا جاتا۔

" اور پھر فرمایا۔

لَنُحْیِیَنَّکَ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً۔ ثَمَانِیْنَ حَوْلًا اَوْ قَرِیْبًا مِّنْ ذَالِکَ۔ وَتَرٰی نَسْلًا بَعِیْدًا۔ مَظْھَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ۔ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔

یعنی ہم تجھے ایک پاک اور آرام کی زندگی عنایت کریں گے۔ اسّی برس یا اس کے قریب قریب۔ یعنی دو چار برس کم یا زیادہ۔ اور تو ایک دور کی نسل دیکھے گا۔ بلندی اور غلبہ کا مظہر۔ گویا خدا آسمان سے نازل ہوا۔

" اور پھر فرمایا۔

یَاْتِیْ قَمَرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَمْرُکَ یَتَاَتّٰی۔ مَا اَنْتَ اَنْ تَتْرُکَ الشَّیْطَانَ قَبْلَ اَنْ تَغْلِبَہٗ۔ اَلْفَوْقُ مَعَکَ وَالتَّحْتُ مَعَ اَعْدَاءِکَ۔

یعنی نبیوں کا چاند چڑھے گا اور تو کامیاب ہو جائیگا۔ تو ایسا نہیں کہ شیطان کو چھوڑ دے قبل اس کے کہ اس پر غالب ہو۔ اور اُوپر رہنا تیرے حصے میں ہے۔ اور نیچے رہنا تیرے دشمنوں کے حصہ میں۔"

¹ یعنی متردد بین التکفیر والتکذیب۔ (مرتب)

حوالہ نمبر 2

ہونے میں دیر کرتا ہے، تو اُس کی نماز ہی فاسد ہے۔[1]

---

۲۰ فروری ۱۹۰۱ء

استغفار ایک شخص نے قرض کے واسطے دُعا کے لیے عرض کی۔ فرمایا :

" استغفار بہت پڑھا کرو "

عربی تفسیر کے لیے غیبی قوت تفسیر کے لکھنے کے متعلق فرمایا :

" دن تھوڑے رہ گئے ہیں۔ اب تو ہم اس طرح جلدی جلدی لکھتے ہیں، جیسے اُردو لکھی جاتی ہے۔ بلکہ کئی دفعہ تو قلم برابر چلتا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ کیا لکھ رہے ہیں۔"

غیروں کے پیچھے نماز کسی نے سوال کیا کہ جو لوگ آپ کے مُرید نہیں، ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے آپ نے اپنے مُریدوں کو کیوں منع فرمایا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا :

" جن لوگوں نے جلد بازی کے ساتھ بدظنی کر کے اس سلسلہ کو جو اللہ تعالیٰ نے قائم کیا ہے، رد کر دیا ہے اور اس قدر نشانوں کی پرواہ نہیں کی اور اسلام پر جو مصائب ہیں، اس سے لاپروا پڑے ہیں۔ ان لوگوں نے تقویٰ سے کام نہیں لیا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ (المائدۃ:۲۸) خدا صرف متقی لوگوں کی نماز قبول کرتا ہے۔ اس واسطے کہا گیا ہے کہ ایسے آدمی کے پیچھے نماز نہ پڑھو جس کی نماز خود قبولیت کے درجہ تک پہنچنے والی نہیں۔"

مسیح موعود کو نہ ماننے کا نتیجہ " قدیم سے بزرگانِ دین کا یہی مذہب ہے کہ جو شخص حق کی مخالفت کرتا ہے اس کا سلبِ ایمان ہو جاتا ہے۔ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ مانے وُہ کافر ہے، مگر جو مہدی اور مسیح کو نہ مانے اس کا بھی سلبِ ایمان ہو جائے گا۔ انجام ایک ہی ہے۔ پہلے مخالف ہوتا ہے پھر اجنبیت پھر عداوت پھر غلو اور آخر کار سلبِ ایمان ہو جاتا ہے۔"[2]

---

[1] الحکم جلد ۵ نمبر ۔ صفحہ ۹ - ۱۰ پرچہ ۲۴ فروری ۱۹۰۱ء

[2] الحکم جلد ۵ نمبر ۔ صفحہ ۱۰ پرچہ ۲۴ فروری ۱۹۰۱ء

حوالہ نمبر 3

ہیں۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ بھی اُن کے ساتھ افراط و تفریط کا معاملہ کرتا ہے۔

استغفار

ایک شخص نے پُوچھا کہ میں کیا وظیفہ پڑھا کروں۔ فرمایا:

"استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کی دو ہی حالتیں ہیں۔ یا تو وُہ گناہ نہ کرے یا اللہ تعالیٰ اس گناہ کے بد انجام سے بچائے۔ سو استغفار پڑھنے کے وقت دونوں معنوں کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ سے گذشتہ گناہوں کی پردہ پوشی چاہے اور دُوسرا یہ کہ خدا سے توفیق چاہے کہ آئندہ گناہوں سے بچائے، مگر استغفار صرف زبان سے پورا نہیں ہوتا، بلکہ دل سے چاہیے۔ نماز میں اپنی زبان میں بھی دُعا مانگو یہ ضروری ہے۔"

ہر نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے

فرمایا: "تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ ہر چیز کی جڑ ہے۔ تقویٰ کے معنی ہیں ہر ایک باریک در باریک رگِ گناہ سے بچنا۔ تقویٰ اس کو کہتے ہیں کہ جس امر میں بدی کا شُبہ بھی ہو، اس سے بھی کنارہ کرے۔"

فرمایا: "دل کی مثال ایک بڑی نہر کی سی ہے۔ جس میں سے اور چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں۔ جن کو سُوا کہتے ہیں یا راجباہا کہتے ہیں۔ دل کی نہر میں سے بھی چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی ہیں۔ مثلاً زبان وغیرہ۔ اگر چھوٹی نہر یا سوئے کا پانی خراب اور گندہ اور مَیلا ہو تو قیاس کیا جاتا ہے کہ بڑی نہر کا پانی خراب ہے۔ پس اگر کسی کو دیکھو کہ اُس کی زبان یا دست و پا وغیرہ میں سے کوئی عُضو ناپاک ہے، تو سمجھو کہ اس کا دل بھی ایسا ہی ہے۔"

غیروں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی حکمت

اپنی جماعت کا غیر کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے متعلق ذکر تھا۔ فرمایا:

"صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ بہتری اور نیکی اسی میں ہے۔ اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتحِ عظیم ہے اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے۔ دیکھو دُنیا میں رُوٹھے ہوئے اور ایک دُوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چار دن مُنہ نہیں لگاتے اور تمہاری ناراضگی اور رُوٹھنا تو خدا کے لیے ہے۔ تم اگر ان میں رَلے ملے رہے تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے، وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت جب الگ ہو، تو پھر اس میں ترقی ہوتی ہے۔"

حوالہ نمبر 4

تصنیف لطیف

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

جس میں سلسلہ احمدیہ کی پچاس سالہ تاریخ کے علاوہ سلسلہ کے مخصوص عقائد سلسلہ کی غرض وغایت اور سلسلہ کے مستقبل کے متعلق سیر کن بحث کی گئی ہے

○

نظارت تالیف وتصنیف قادیان نے
حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی کی خلافت جوبلی کے موقع پر
طبع کرا کے شائع کیا

○

دسمبر ۱۹۳۹ء

حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام نے اس سال میں خدا سے علم پا کر جماعت کی تنظیم و تربیت کے متعلق دو مزید احکامات جاری فرمائے یعنی اوّل تو آپ نے اس بات کا اعلان فرمایا کہ آئندہ کوئی احمدی کسی غیر احمدی کی امامت میں نماز ادا نہ کرے بلکہ صرف احمدی امام کی اقتداء میں نماز ادا کی جاوے یہ حکم ابتداءً ۱۸۹۸ء میں زبانی طور پر جاری ہوا تھا مگر بعد میں ۱۹۰۰ء میں تحریری طور پر بھی اس کا اعلان کیا گیا۔ آپ کا یہ فرمان جو خدائی منشاء کے ماتحت تھا اس حکمت پر مبنی تھا کہ جب غیر احمدی مسلمانوں نے آپ کے دعویٰ کو ردّ کر کے اور آپ کو جھوٹا اور مفتری قرار دے کر اس خدائی سلسلہ کی مخالفت پر کمر باندھی ہے جو خدا نے اس زمانہ میں دُنیا کی اصلاح کے لئے جاری کیا ہے اور جس سے دُنیا میں اسلام اور رُوحانی صداقت کی زندگی وابستہ ہے تو اب وہ اس بات کے مستحق نہیں رہے کہ کوئی شخص جو حضرت مسیح موعود پر ایمان لاتا ہے وہ آپ کے منکر کی امامت میں نماز ادا کرے۔ نماز ایک اعلیٰ درجہ کی رُوحانی عبادت ہے اور اس کا امام گویا خدا کے دربار میں اپنے مقتدیوں کا لیڈر اور زعیم ہوتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے مامور کو ردّ کر کے اس کے غضب کا مورد بنتا ہے وہ ان لوگوں کا پیشرو نہیں ہو سکتا جو اس کے مامور کو مان کر اس کی رحمت کے ہاتھ کو قبول کرتے ہیں۔ اس میں کسی کے بُرا منانے کی بات نہیں ہے بلکہ یہ سلسلہ احمدیہ کے قیام کا ایک طبعی اور قدرتی نتیجہ تھا جو جلد یا بدیر ضرور ظاہر ہونا تھا۔ چنانچہ حدیث میں بھی اس بات کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ جب مسیح موعودؑ آئیگا تو اس کے متبعین کا امام انہی میں سے ہُوا کرے گا چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ اپنی جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفّر یا مکذّب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تمہیں میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ یعنی جب مسیح نازل ہو گا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوٰے اسلام کرتے ہیں بکلّی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں

سے ہوگا۔"[1]

دوسری ہدایت جو آپ نے اپنی جماعت کے لئے جاری فرمائی وہ احمدیوں کے رشتہ ناطہ کے متعلق تھی۔ اس وقت تک جیسا کہ احمدیوں اور غیر احمدی مسلمانوں کی نماز مشترک تھی یعنی احمدی لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے اسی طرح باہمی رشتہ ناطہ کی بھی اجازت تھی یعنی احمدی لڑکیاں غیر احمدی لڑکوں کے ساتھ بیاہ دی جاتی تھیں مگر ۱۸۹۸ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے اس کی بھی ممانعت فرمادی اور آئندہ کے لئے ارشاد فرمایا کہ کوئی احمدی لڑکی غیر احمدی مرد کے ساتھ نہ بیاہی جاوے۔[2] یہ اس حکم کی ایک ابتدائی صورت تھی جس کے بعد اس میں مزید وضاحت ہوتی گئی اور اس حکم میں حکمت یہ تھی کہ طبعاً اور قانوناً ازدواجی زندگی میں مرد کو عورت پر انتظامی لحاظ سے غلبہ حاصل ہوتا ہے پس اگر ایک احمدی لڑکی غیر احمدی کے ساتھ بیاہی جائے تو اس بات کا قوی اندیشہ ہو سکتا ہے کہ مرد عورت کے دین کو خراب کرنے کی کوشش کریگا اور خواہ اُسے اس میں کامیابی نہ ہو لیکن بہرحال یہ ایک خطرہ کا پہلو ہے جس سے احمدی لڑکیوں کو محفوظ رکھنا ضروری تھا۔ علاوہ ازیں چونکہ اولاد عموماً باپ کی تابع ہوتی ہے اس لئے اس قسم کے رشتوں کی اجازت دینے کے یہ معنے بھی بنتے ہیں کہ ایک احمدی لڑکی کو اس غرض سے غیر احمدیوں کے سپرد کر دیا جائے کہ وہ اس کے ذریعہ غیر احمدی اولاد پیدا کریں۔ اس قسم کی وجوہات کی بناء پر آپ نے آئندہ کے لئے یہ ہدایت جاری فرمائی کہ گو حسب ضرورت غیر احمدی لڑکی کا رشتہ لیا جا سکتا ہے مگر کوئی احمدی لڑکی غیر احمدی کے ساتھ نہ بیاہی جاوے بلکہ احمدیوں کے رشتے صرف آپس میں ہوں۔ لیکن جو لڑکیاں اس ہدایت سے پہلے غیر احمدیوں کے نکاح میں آچکی تھیں ان کے متعلق آپ نے یہ ہدایت نہیں دی کہ ان کے نکاح فسخ ہوگئے ہیں کیونکہ اول تو اس کا عملی اجراء اپنے اختیار میں نہیں تھا دوسرے اس قسم کے حکم سے فتنوں اور پیچیدگیوں کے پیدا ہونے کا احتمال تھا جس سے بہرصورت بچنا لازم ہے۔

---

[1] تحفہ گولڑویہ۔ [2] اشتہار مورخہ ۷ رجون ۱۸۹۸ء۔

مقبول ہو۔اس کا یہی جواب دیتے ہیں کہ جس پر گورنمنٹ خوش ہو اسی کو پیش کیا کرتے ہیں۔پس اگر گورنمنٹ کے سامنے اپنا ڈیپوٹیشن لے جانے کے لئے کسی ایسے انسان کی ضرورت ہوتی ہے جو اسکی نظر میں مقبول ہو۔ تو پھر یہ کونسی عقلمندی ہے کہ خداتعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے لئے ایک ایسے آدمی کو اپنے آگے کھڑا کیا جائے جو مغضوب ہو یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے اس لئے ان لوگوں کو اپنا امام نہیں بنانا چاہیئے جنھوں نے حضرت مسیح موعود کو قبول نہیں کیا کیونکہ وہ خداتعالےٰ کے حضور مغضوب ٹھہر چکے ہیں۔ اور ہمیں اس وقت تک کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیئے جب تک کہ وہ بیعت میں داخل نہ ہو جائے۔ اور ہم میں شامل نہ ہو۔ خداتعالےٰ کے مامور ایک بڑی چیز ہوتے ہیں جو ان کو قبول نہیں کرتا وہ خدا کی نظر میں قبول نہیں ہو سکتا اس میں شک نہیں کہ بعض غیر احمدی ایسے ہونگے جو سچے دل سے حضرت مسیح موعود کو صادق نہیں مانتے۔ اس لئے قبول نہیں کرتے۔ لیکن ہم بھی مجبور ہیں کہ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ خواہ کسی وجہ سے سہی وہ حق کے منکر ہیں۔ غیر احمدیوں کا اس بات پر چڑنا کہ ہم ان کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے ایک لغو امر ہے۔ وہ غیر احمدی جو یہ سمجھتا ہے کہ مرزا صاحب جھوٹے ہیں وہ ہم کو مسلمان کیونکر سمجھتا ہے۔ اور کیوں اس بات کا خواہاں ہے کہ ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں۔ ہمارا اس کے پیچھے نماز پڑھ لینا اسے کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خداتعالےٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ غیر احمدیوں سے ہم دیگر دُنیاوی اور تمدّنی تعلقات کو منقطع کر دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عیسائیوں کو بھی اپنی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دی تھی۔ پس جب باوجود اس قدر اختلاف کے دین میں ایک دوسرے کو مذہبی سہولتیں بہم پہنچانے کا حکم ہے تو دُنیاوی تعلقات کو ترک کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ دوسروں سے محبت کرو پیار کرو۔ ان کی مصیبت کے وقت ان کے کام آؤ۔ بیمار کا علاج کرو۔ بھوکے کو روٹی

حوالہ نمبر 6

کھلاؤ۔ ننگے کو کپڑا پہناؤ۔ ان باتوں کا تمہیں ضرور ثواب ملے گا۔ لیکن دین کے معاملہ میں تم ان کو اپنا امام نہیں بنا سکتے۔ حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بار بار حکم دیا ہے۔ پس اس بات کو خوب یاد رکھو۔ اور سختی سے اس پر عملدرآمد کرو +

غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا

پھر ایک سوال غیر احمدی کے جنازہ پڑھنے کے متعلق کیا جاتا ہے۔ اس میں ایک مشکل پیش کی جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود نے بعض صورتوں میں جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض حوالے ایسے ہیں جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ اور ایک خط بھی ملا ہے۔ جس پر غور کی جائے گی۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عمل اس کے برخلاف ہے چنانچہ آپ کا ایک بیٹا فوت ہو گیا۔ جو آپ کی زبانی طور پر تصدیق بھی کرتا تھا۔ جب وہ مرا۔ تو مجھے یاد ہے۔ آپ ٹہلتے جاتے اور فرماتے کہ اس نے کبھی شرارت نہ کی تھی۔ بلکہ میرا فرمانبردار ہی رہا ہے۔ ایک دفعہ میں سخت بیمار ہوا اور شدت مرض میں مجھے غش آ گیا جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ میرے پاس کھڑا نہایت درد سے رو رہا تھا۔ آپ یہ بھی فرماتے کہ یہ میری بڑی عزت کیا کرتا تھا۔ لیکن آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ حالانکہ وہ اتنا فرمانبردار تھا کہ بعض احمدی بھی اتنے نہ ہوں گے۔ محمدی بیگم کے متعلق جب جھگڑا ہوا تو اسکی بیوی اور اسکے رشتہ دار بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ حضرت صاحب نے اس کو فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ اس نے طلاق لکھ کے حضرت صاحب کو بھیجدی کہ آپ کی جس طرح مرضی ہے اسی طرح کریں۔ لیکن باوجود اس کے جب وہ مرا تو آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا +

حدیث میں آیا ہے کہ جب ابو طالب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے فوت ہونے لگے (بعض نے تو ان کو مسلمان لکھا ہے لیکن اصل بات یہی ہے کہ وہ مسلمان نہ تھے) تو آنحضرت صلعم نے کہا کہ چچا ایک دفعہ لا الٰہ الا اللہ کہدو۔ تاکہ میں آپکی شفاعت

شریعت کا فتوے استعمال کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو کہو اگر تمہارے خیال میں ہم ایک جھوٹے مسیح کو مانتے ہیں تو پھر ہمارے جنازہ پڑھنے سے تمہارے مُردہ کو فائدہ کیا ہوگا۔ کیا جس صورت میں کہ ہم مسلمان ہی نہیں۔ ہماری دُعا سے آپ کا مُردہ بخشا جا سکتا ہے۔ پس اگر ان باتوں پر کوئی غور کرے تو کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہو سکتا +

اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیئے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے۔ تو اُس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنیوالے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے۔ تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جو اِن کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے۔ پھر میں کہتا ہوں۔ بچہ تو گنہگار نہیں ہوتا۔ اس کو جنازہ کی ضرورت ہی کیا ہے بچہ کا جنازہ تو دُعا ہوتی اس کے پسماندگان کے لئے۔ اور اس کے پسماندگان ہمارے، نہیں بلکہ غیر احمدی ہوتے ہیں۔ اس لئے بچہ کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے۔ باقی رہا کوئی ایسا شخص جو حضرت صاحب کو تو سچا مانتا ہے لیکن ابھی اس نے بیعت نہیں کی یا احمدیت کے متعلق غور کر رہا ہے اور اسی حالت میں مر گیا ہے اس کو ممکن ہے کہ خدا تعالےٰ کوئی سزا نہ دے۔ لیکن شریعت کا فتوے ظاہری حالات کے مطابق ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں اس کے متعلق بھی یہی کرنا چاہیئے۔ کہ اس کا جنازہ نہ پڑھیں +

غیر احمدیوں کو لڑکی دینا

ایک اور بھی سوال ہے کہ غیر احمدیوں کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے

ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی۔ تو حضرت خلیفہ اول ؓ نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا۔ اور جماعت سے خارج کر دیا۔ اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اسکی توبہ قبول نہ کی۔ باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔ (اب میں نے اس کی سچی توبہ دیکھ کر قبول کرلی ہے) +

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے کہا تھا۔ کہ اگر آپ نے اپنے بعد عمرؓ کو جانشین مقرر کیا۔ تو بڑا غضب ہوگا۔ کیونکہ یہ بہت غصیلے ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ ان کا غصہ اسی وقت تک گرمی دکھاتا ہے جب تک کہ میں نرم ہوں۔ اور جب میں نہ رہوں گا تو یہ خود نرم ہو جائینگے۔ اسی طرح میرا نفس تھا۔ جو یہ کہتا تھا کہ اگر کوئی ذرا بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم کے خلاف کرے تو اسے بہت سخت سزا دی جائے لیکن اب تو گھلا گیا ہے۔ اور بہت نرمی کرنی پڑتی ہے۔ تاہم میں اس بات سے خوش ہوں کہ دس ہی پکے احمدی ہوں۔ لیکن اس بات سے سخت ناخوش ہوں۔ کہ دس کروڑ ایسے احمدی ہوں جو حضرت مسیح موعود کا حکم نہ ماننے والے ہوں۔ پس وہ لوگ جو ایسے ہیں وہ سُن لیں کہ حضرت مسیح موعود ؑ نے اس بات پر بہت زور دیا ہے۔ اس لئے اس پر ضرور عمل درآمد ہونا چاہیئے۔ میں کسی کو جماعت سے نکالنے کا عادی نہیں۔ لیکن اگر کوئی اس حکم کے خلاف کرے گا تو میں اس کو جماعت سے نکال دونگا۔ ابھی چند ماہ ہوئے ایک شخص نے غیر احمدیوں میں اپنی لڑکی دی تھی میں نے اسے جماعت سے الگ کر دیا۔ بعد میں اس نے بہت توبہ کی۔ اور معافی مانگی۔ لیکن میں نے کہا کہ تمہارا یہ اخلاص بعد از جنگ یاد آیا ہے۔ اس لئے برکلۂ خود باید زد کے مطابق اپنے سر پر مارو۔ ہمیں دیندار لوگوں کی ضرورت ہے۔ میں اگر کسی کی بیعت لے بھی لوں۔ تو کیا اس وقت تک وہ احمدی ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ خدا کی نظر میں احمدی نہ ہو۔ احمدی اصل میں وہی ہے جو خدا کی نظر میں احمدی ہے۔ میرے احمدی کر لینے سے کوئی احمدی نہیں بن جاتا۔

مرزا قادیانی کے
حالات زندگی

آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنی ذات کے متعلق ایک شعر ہے۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

واقعہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جو حاکم مطلق اور مختار کل ہیں' انہوں نے اپنی قدرت کاملہ اور لازوال طاقت کے ذریعہ "متنبی قادیان" کی زبان و قلم سے وہ کچھ کہلوایا جس سے مرزا قادیانی کی حقیقت الم نشرح ہو کر رہ گئی۔ موصوف کی تحریرات کو ایک خاص نظم و ترتیب سے سامنے رکھا جائے تو مرزا قادیانی کے پاگل پن' مراقی طبیعت اور حماقت کی حقیقت سامنے آ جاتی ہے اور ہر شریف آدمی یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ مرزا قادیانی اسلامی روایات چھوڑ' عام انسانی اخلاق سے بھی عاری اور محروم ہے' چہ جائیکہ نبوت کا عالی مرتبت منصب' جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں انسانیت کے لیے سب سے بڑی نعمت ہے۔ ایسی نعمت جس کی تکمیل اللہ رب العزت نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر کر دی۔ سید ولد آدم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و اصحابہ وسلم کے بعد اس منصب کے بہت سے ڈاکو اس جہان رنگ و بو میں نمودار ہوئے لیکن آقائے مدنی کے خادموں نے ان کی ایک نہ چلنے دی اور اکثر تو "ارتداد" کے سنگین جرم کے سبب تہ تیغ کر دیئے گئے۔

مرزا کی خوش قسمتی یہ تھی کہ انہوں نے اس منصب پر اس وقت ڈاکہ ڈالا' جب گوری اقلیت حکمران تھی اور بلکہ اسی اقلیت نے اسے کام کے لیے منتخب کیا۔ اسی اقلیت کے زیر سایہ موصوف پروان چڑھے اور 1908ء میں عبرت ناک موت کے بعد بھی ان کی جماعت پھلتی پھولتی رہی تا آنکہ 1974ء میں پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے انہیں اور ان کے نام لیواؤں کو جسد ملی سے آئینی اور دستوری طور پر کاٹ کر پھینک دیا۔

گزشتہ اوراق میں آپ مرزا غلام احمد قادیانی کی اسلام' نبی کریم ﷺ اور دیگر مقدس شخصیات کے بارے میں کلیجہ شق کر دینے اور آنکھوں میں خون اتار دینے والی گستاخیاں' ہرزہ سرائیاں اور توہینیں پڑھ آئے ہیں۔ جس کی مثال پوری تاریخ انسانی میں نہیں ملتی۔ ایسی گستاخیوں کی جرات تو شیطان کو بھی نہ ہو سکی۔ مسیلمہ کذاب' اسود عنسی' راج پال' لیکھ رام اور سلمان رشدی' مرزا قادیانی کے مقابلہ میں اسلام کے خلاف گستاخیوں کے حوالہ سے بونے نظر آتے ہیں۔ جبکہ مرزا قادیانی کا ذاتی کردار اس قدر مضحکہ خیز ہے کہ اسے نبی تو کیا' ایک شریف آدمی بھی کہنا' شرافت کی توہین ہے۔ مرزا قادیانی صورت و سیرت کے حوالہ سے غلاظت کا ڈھیر تھا۔ آیئے مرزا قادیانی کی کہانی' ان کے اپنوں کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

{اس باب میں زیادہ تر حوالہ جات "تذکرہ" اور "سیرت المہدی" نامی قادیانی کتب سے لیے گئے ہیں۔

"تذکرہ" مرزا غلام احمد قادیانی پر اترنے والی خود ساختہ وحیوں اور الہامات کا مجموعہ ہے۔ قادیانیوں کے نزدیک اس کی حیثیت نعوذ باللہ قرآن مجید جیسی ہے۔ قرآن مجید کے بہت سے نام ہیں جن میں ایک نام "تذکرہ" بھی ہے۔ قادیانیوں نے دجل و تلبیس سے کام لیتے ہوئے اس کا نام تذکرہ رکھا۔

"سیرت المہدی" مرزا بشیر احمد ایم اے کی تصنیف ہے۔ مرزا بشیر احمد' مرزا قادیانی کا منجھلا بیٹا ہے جسے مرزا نے "قمرالانبیاء" قرار دیا تھا۔ اس کتاب میں مرزا بشیر احمد نے اپنے باپ مرزا قادیانی کے تمام حالات زندگی اور ذاتی کردار بیان کیا ہے۔ اس لیے اس کی تمام

روایات قادیانیوں کے نزدیک مستند ہیں جن سے وہ انکار نہیں کر سکتے۔ قادیانیوں کے نزدیک نعوذ باللہ یہ حدیث اور سنت کی کتاب ہے۔ کیونکہ جو کچھ مرزا قادیانی نے کہا اور کوئی عمل کیا ہے' قادیانیوں کے نزدیک نعوذ باللہ حدیث و سنت کے زمرے میں آتا ہے۔ جس طرح ہماری حدیث کی کتابوں (بخاری و مسلم وغیرہ) میں ہر حدیث شریف کے شروع میں درج ہوتا ہے کہ مثلاً "روایت کیا ہے حضرت ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں-----" اس کی نقل اتارتے ہوئے مرزا بشیر احمد نے اس کتاب میں درج تمام روایات کے شروع میں لکھا کہ مثلاً روایت کیا ہے ام المومنینؓ (مرزا قادیانی کی بیوی) نے کہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں----"

قادیانی روزنامہ "الفضل" قادیان مورخہ 14 ستمبر 1929ء کے مطابق اس کتاب میں کافی چھان بین اور غور و خوض کے بعد مرزا قادیانی کے خصائص و شمائل و سیرت کے متعلق نہایت ثقہ روایات درج کی گئی ہیں۔" 19 فروری 1924 کے "الفضل" کے مطابق "ہر روایت کتب حدیث کی طرز پر بیان کی گئی ہیں۔ ہر روایت پڑھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے حدیث کی کتاب پڑھی جا رہی ہے۔ ہر احمدی کے پاس اس کتاب کا ہونا لازم ہے۔"

خدا کی زمین پر اس سے بڑی توہین اور کیا ہوگی!]

تاریخ پیدائش کا دلچسپ اختلاف

مرزا غلام احمد قادیانی پنجاب میں ضلع گورداسپور کے ایک قصبے "قادیان" میں پیدا ہوا۔ یہ قصبہ امرتسر سے شمال مشرق کی طرف ریلوے لائن پر ایک قدیم شہر بٹالہ سے گیارہ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ مرزا صاحب کی تاریخ پیدائش کا تذکرہ کئی کتابوں سے ملتا ہے' لیکن ان کی تاریخ پیدائش کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی پیدائش کے بارے میں لکھتے ہیں:

(1)

❑ "میری پیدائش 1839ء یا 1840ء میں سکھوں کے آخری وقت میں

ہوئی اور میں 1857ء میں سولہ برس یا سترہویں برس میں تھا اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں تھا۔"

("کتاب البریہ" (حاشیہ) ص 159' مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 ص 117' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

(2)

❑ "لیکن بعد میں ان کے خاندان کے افراد میں ان کے سال ولادت کے بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا' ان کے بیٹے مرزا بشیر احمد' جو ان کے سوانح نگار اور سیرت المہدی کے مصنف ہیں' کے پہلے نظریے کے مطابق سال ولادت 1836 یا 1837ء ہو سکتا ہے۔"

(سیرت المہدی' جلد 2' صفحہ 150 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

(3)

❑ پس 13 فروری 1835ء عیسوی بمطابق 14 شوال 1250 ہجری بروز جمعہ والی تاریخ صحیح قرار پاتی ہے۔"

(سیرت المہدی' جلد 3' صفحہ 76 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

(4)

❑ "ایک تخمینہ کے مطابق سال ولادت 1831ء ہو سکتا ہے۔"

(سیرت المہدی جلد 3 ص 74 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

(5)

❑ "معراج دین نے تاریخ ولادت 17 فروری 1832ء مقرر کی ہے۔"

(سیرت المہدی جلد 3 ص 302 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

(6)

□ "جبکہ دیگر 1833ء یا 1834ء کو سال ولادت قرار دیتے ہیں۔"
(سیرت المہدی جلد 3 ص 194 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

مولانا ابوالحسن ندوی نے اپنی کتاب "قادیانیت" کے صفحہ 23 کے حاشیہ پر تحریر کیا ہے کہ مرزا صاحب کی عمر میں ترمیم ایک خاص مقصد کے لئے کی گئی تھی تاکہ ان کی ایک پیشین گوئی کو سچ ثابت کیا جاسکے مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ پیشین گوئی اربعین نمبر3 ص 80 پر درج کی گئی ہے۔ یاد رہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ پیشین گوئی بھی غلط ثابت ہوئی۔

نہایت افسوس کا مقام ہے کہ مرزائی حضرات نے مرزا قادیانی کی مقام افسوس اور خلاف الہام وفات سے سبق لینے کی بجائے اس کے واقعات عمر میں ہی ردو بدل کرنا شروع کر دیا۔ وفات کی تاریخ تو وہ بدل نہ سکتے تھے۔ ناچار انہوں نے تاریخ پیدائش میں اختلاف کرنا شروع کر دیا کہ کسی نہ کسی بہانے واقعات کو پیش گوئی پر منطبق کیا جاسکے۔

؎ کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

(7) پیدائش

"میں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا اور یہ الہام کہ یا آدم اسکن انت و زوجک الجنتہ جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ 496 میں درج ہے۔ اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی' اس کا نام جنت تھا۔"
(تریاق القلوب ص 351 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 479 از مرزا قادیانی)

(8)

☐ "میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔"

(تریاق القلوب ص 351 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 479 از مرزا قادیانی)

(9) مرزا کی تلاش

"کوئی حضرت مرزا صاحب سے ملنے آتا اور آپ کے متعلق دریافت کرتا تو فرماتے کہ مسجد کے سقاوہ کی کسی ٹونٹی میں جا کر دیکھو۔ اگر وہاں نہ پاؤ تو مسجد کے اندر کسی گوشہ میں تلاش کرو۔ اگر وہاں بھی نہ ہو تو دیکھنا کہ کسی صف میں کوئی لپیٹ کر کھڑا کر گیا ہو گا۔ کیونکہ وہ زندگی میں ہی مرا ہوا ہے۔"

(مجدد اعظم ص 27 از ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی)

(10) مرزا قادیانی کے استاد

"جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا جنھوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً" دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا تھا کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالی کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے' وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق

ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا اور ان آخرالذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا' حاصل کیا۔"

(کتاب البریہ حاشیہ ص 163,162 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 ص 181,180 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(11) مقدمات میں وقت ضائع

"میرے والد صاحب اپنے بعض آباء و اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے' انہوں نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا۔ اس لیے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ رہتا رہا۔"

(کتاب البریہ ص 164 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 ص 182 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(12) پچاس اور پانچ کا قادیانی فرق

مرزا قادیانی نے شروع شروع میں ایک عالم کا روپ دھارا اور اعلان کیا کہ وہ عیسائیت' ہندومت اور آریہ سماج کے خلاف کتاب لکھے گا جس میں اسلام کی حقانیت اور ان مذکورہ مذاہب کا ابطال ہو گا اور یہ کتاب پچاس جلدوں پر مشتمل ہو گی۔ مرزا قادیانی نے اعلان کیا کہ تمام مسلمان مخیر حضرات اس کی طباعت وغیرہ کے لیے پیشگی رقوم ارسال کریں۔ مرزا قادیانی کے بیان کے مطابق لوگوں نے

پچاس جلدوں کی رقم پیشگی بھجوا دی۔ مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ کے نام سے اس کتاب کو لکھا۔ 5 جلدیں مکمل ہونے پر اعلان کر دیا کہ چونکہ 5 اور 50 میں صرف صفر کا فرق ہے۔ اس لیے پانچویں جلد کے ساتھ ہی ان کا پچاس جلدیں لکھنے کا وعدہ پورا ہو گیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے مرزا قادیانی کی مضحکہ خیز دلیل!

❑ "پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے' اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم دیباچہ ص 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 ص 9 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(13) چوہڑی' زانیہ اور کنجروں کے خواب

"بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور حرامخور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے (تجربہ کے لیے مرزا صاحب ان کے پاس جاتے تھے یا وہ ان کے پاس آتے تھے؟) کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں جن کا پیشہ مردار کھانا اور ارتکاب جرائم کام تھا' انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں' بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔ اس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر جن کا دن رات زنا کاری کام تھا' ان کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہو گئیں۔"

(حقیقۃالوحی ص 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 5 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(14) ٹیچی ٹیچی

"5 مارچ 1905ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم

ہوتا تھا' میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ (یلی کو خواب چھچھڑوں کے) میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا' نام کچھ نہیں' میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا۔ اس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی۔ ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنے والا۔ تب میری آنکھ کھل گئی۔"

(حقیقۃالوحی ص 332 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 346 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کے فرشتے کا نام ٹیچی ٹیچی ہے۔ جب قادیانیوں سے اس کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ لفظ "ٹچ" سے بنا ہے جس کا مطلب تیز رفتار ہے۔ یہ فرشتہ ٹچ کر کے مرزا قادیانی کا پیغام اللہ تعالیٰ کے پاس لے جاتا ہے اور ٹچ کر کے واپس آتا ہے۔ اب اگر کوئی مسلمان کسی قادیانی کو ازراہ مذاق "ٹیچی ٹیچی" کہتا ہے تو وہ غصہ سے آگ بگولا ہو جاتا ہے۔ کئی قادیانی اساتذہ نے طلبہ کی طرف سے بلیک بورڈ پر "ٹیچی ٹیچی" لکھنے یا کورس کے انداز میں باآواز بلند ٹیچی ٹیچی کہنے پر اپنے تبادلے کروا لیے ہیں۔ (آزمائش شرط ہے) جس کی وجہ بظاہر ہمیں نظر نہیں آتی۔ حالانکہ انھیں تو خوش ہونا چاہیے کہ مسلمان ان کے فرشتے کا نام لے رہے ہیں۔

(15) عجیب و غریب الہامات

1- پریشن - عمر براطوس - یا پلاطوس
2- ھوشعنا- نعسا

ہمیں تو یہ جہنم کی آوازیں معلوم ہوتی ہیں۔

(16) انگریزی الہامات

1- You must do what I told you.

2- Though all men should be angry but God is with you. He shall help you. Words of God cannot exchange.

3- I shall help you.

4- You have to go Amritsar.

5- He halts in the Zilla Peshawar.

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 121, 120, 119 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

○ ○

I love you. I am with you. Yes I am happy. Life of pain. I shall help you. I can, what I will do. We can, what we will do. God is coming by His army. He is with you to kill enemy. The days shall come when God shall help you. Glory be to the Lord. God maker of earth and heaven.

(حقیقۃ الوحی ص 304 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 316 از مرزا قادیانی)

(17) پنجابی الہام

مرزا غلام احمد قادیانی نے محمدی بیگم کے ساتھ شادی کروانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ ترغیب، لالچ، دھمکیاں، ڈرانے اور دھمکانے کا ہر حربہ استعمال کیا مگر ناکام رہے۔ آخر محمدی بیگم کی شادی اس کے رشتہ دار سلطان احمد سے ہو گئی۔ سلطان احمد موضع "پٹی" ضلع قصور کا رہنے والا تھا۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ اسے الہام ہوا ہے کہ:

❏ "پٹی پٹی گئی"

یعنی "پٹی" تباہ ہو جائے گی۔

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 297 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(18) ٹانک وائن

"محبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل "ٹانک وائن" کی پلومر کی دکان سے خرید دیں مگر ٹانک وائین چاہئے اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام۔"

مرزا غلام احمد عفی عنہ

(خطوط امام بنام غلام ص 5 از حکیم محمد حسین قریشی قادیانی)

(ٹانک وائن ایک ولائتی شراب ہے جو پاکستان بننے سے پہلے ای پلومر کی دکان سے دستیاب ہوتی تھی۔ یہ دکان لاہور ہائی کورٹ کے سامنے کارنر پر واقع ہے۔ اب یہاں نظر کے چشمے وغیرہ ملتے ہیں۔ پہلے اس میں شراب کے چشمے ابلتے تھے۔ ناقل)

(19) جائے نفرت

"کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار"

(درثمین اردو ص 116 از مرزا غلام احمد قادیانی)

یعنی مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں کرم خاکی ہوں اور آدم زاد نہیں ہوں۔ بلکہ انسانوں کی عار اور جائے نفرت ہوں۔ قادیانیوں کا کہنا ہے کہ اس شعر میں مرزا قادیانی نے عاجزی و انکساری کا اظہار کیا ہے۔ یہ کیسی عاجزی ہے جس میں آدمی خود کو انسان کا بچہ ماننے سے انکار کر دے اور خود کو انسانوں کی نفرت والی جگہ (؟)

قرار دے۔

(20) ادھر ادھر

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے' باہر لے گیا اور ادھر ادھر (کبھی کماؤ میں' کبھی کھولے میں' کبھی زیر' کبھی زبر' کبھی ادھر' کبھی ادھر) پھراتا رہا پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے (بے شرمی کا کام نہ کرتے) اور چونکہ تمہارے دادا کا منشاء رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں' اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔"......................

.... "والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہمیں چھوڑ کر پھر مرزا امام الدین ادھر ادھر پھرتا رہا۔ آخر اس نے چائے کے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا اور پکڑا گیا مگر مقدمہ میں رہا ہو گیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہماری ("خدمت خاص" کی) وجہ سے ہی اسے قید سے بچا لیا ورنہ خواہ وہ خود کیسا ہی آدمی تھا' ہمارے مخالف یہی کہتے کہ ان کا ایک چچا زاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔"

(سیرت المہدی جلد اول ص 44,43 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(21) سندھی

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ تمہاری دادی ایمہ ضلع ہوشیار پور کی رہنے والی تھیں۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کے ساتھ بچپن میں کئی دفعہ ایمہ گئے ہیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہاں حضرت صاحب

بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہیں ملتا تھا تو سرکنڈے سے ذبح کر لیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایمہ سے چند بوڑھی عورتیں آئیں تو انہوں نے باتوں باتوں میں کہا کہ سندھی ہمارے گاؤں میں چڑیاں پکڑا کرتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نہ سمجھ سکی کہ سندھی سے کون مراد ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ ان کی مراد حضرت صاحب سے ہے۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ دستور ہے کہ کسی منت ماننے کے نتیجہ میں بعض لوگ خصوصاً" عورتیں اپنے کسی بچے کا عرف سندھی رکھ دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے آپ کی والدہ اور بعض عورتیں آپ کو بھی بچپن میں کبھی اس لفظ سے پکار لیتی تھیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ سندھی غالباً" وسوندھی یا دسبندھی سے بگڑا ہوا ہے۔ جو ایسے بچے کو کہتے ہیں جس پر کسی منت کے نتیجہ میں دس دفعہ کوئی چیز باندھی جاوے اور بعض دفعہ منت کوئی نہیں ہوتی بلکہ یونہی پیار سے عورتیں اپنے کسی بچے پر یہ رسم ادا کر کے اسے سندھی پکارنے لگ جاتی ہیں۔"

(سیرت المہدی جلد اول ص 45 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(22) کھانے کا انداز

"کھانا کھاتے ہوئے روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے جاتے تھے' کچھ کھاتے تھے' کچھ چھوڑ دیتے تھے' کھانے کے بعد آپ کے سامنے سے بہت سے ریزے اٹھتے تھے۔"

(سیرت المہدی جلد اول ص 51 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(23) ریشمی ازاربند

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہم بچے تھے تو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) خواہ کام کر رہے ہوں یا کسی اور حالت میں ہوں' ہم آپ کے پاس چلے جاتے تھے کہ ابا پیسہ دو اور آپ اپنے رومال سے پیسہ کھول کر دے دیتے تھے۔ اگر

ہم کسی وقت کسی بات پر زیادہ اصرار کرتے تھے تو آپ فرماتے تھے کہ میاں میں اس وقت کام کر رہا ہوں۔ زیادہ تنگ نہ کرو۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے سائز کا ململ کا بنا ہوا ہوتا تھا' باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے یا کاج میں بندھوا لیتے تھے اور چابیاں ازاربند کے ساتھ باندھتے تھے جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا (کیا نظارہ ہوتا ہوگا کہ نبوت جا رہی ہے؟) اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) عموماً" ریشمی ازاربند رکھتے تھے تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جاوے تو کھولنے میں وقت نہ ہو۔ سوتی ازاربند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔"

(سیرت المہدی جلد اول ص 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(24) پھجے دی ماں

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر " پھجے دی ماں" کہا کرتے تھے' بے تعلقی سی تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سی سخت بے رغبتی تھی اور ان کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں۔ اس لیے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔"

(سیرت المہدی جلد اول ص 33 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

قادیانی ذہنیت کی پستی ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا بشیر احمد ایم اے جو مرزا قادیانی کی دوسری بیوی نصرت جہاں بیگم کی اولاد میں سے ہے جب اپنی والدہ کا ذکر کرتا ہے تو اسے "ام المومنین" کے لقب سے یاد کرتا ہے اور جب مرزا قادیانی کی پہلی بیوی کا ذکر کرتا ہے تو اسے "پھجے کی ماں" کہتا ہے۔ پھجا سے مراد مرزا فضل احمد ہے جس نے مرزا قادیانی کو نبی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

(25) "میں ایسے پردے کا قائل نہیں"

"بیان کیا حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کسی سفر میں تھے ۔ سٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ سٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے' یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم صاحب جن کی طبیعت غیور (اور مرزا قادیانی کی؟) اور جوشیلی تھی' میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر ادھر پھرتے ہیں۔ آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور' لوگ بہت ہیں۔ بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے۔ میں نے کہا مولوی صاحب! جواب لے آئے؟"

(میرت المہدی جلد اول ص 63 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(26) غرارہ

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود اوائل میں غرارے استعمال فرمایا کرتے تھے۔ پھر میں نے کہہ کر وہ ترک کروا دیئے اس کے بعد آپ معمولی پاجامے استعمال کرنے لگ گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ غرارہ بہت کھلے پائنچے کے پائجامے کو کہتے ہیں۔ (پہلے اس کا ہندوستان میں بہت رواج تھا اب بہت کم ہو گیا ہے)"

(میرت المہدی جلد اول ص 66 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(27) الٹی سیدھی گرگابی

"ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے لئے گرگابی لے آیا آپ نے پہن لی مگر اس کے الٹے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ نہیں لگتا تھا' کئی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے' ان (انگریز) کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کے واسطے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کے لئے نشان لگا دیئے تھے مگر باوجود اس کے آپ الٹا سیدھا پہن لیتے تھے۔"

(سیرت المہدی جلد اول ص 67 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(28) اعتکاف

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ میں نے کبھی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو اعتکاف بیٹھتے نہیں دیکھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بھی مجھ سے یہی بیان کیا ہے۔"

(سیرت المہدی جلد اول ص 68 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(29) ملازمت

"چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے۔"

(سیرت المہدی جلد اول ص 156 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(30) جیبی گھڑی

"بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص

نے حضرت صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ میں دی۔ حضرت صاحب اس کو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے۔ زنجیر نہیں لگاتے تھے اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے یعنی عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ رکھ کر ہندسے گنتے تھے اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے اور گھڑی دیکھتے ہی وقت نہ پہچان سکتے تھے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اس طرح وقت شمار کرنا' مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔"

(سیرت المہدی جلد اول ص 180 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(31) بازو ٹوٹ گیا

"بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ایک دفعہ والد صاحب اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گر گئے اور دائیں بازو پر چوٹ آئی چنانچہ آخر عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ آپ کھڑکی سے اترنے لگے تھے' سامنے سٹول رکھا تھا' وہ الٹ گیا اور آپ گر گئے اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور یہ ہاتھ آخر عمر تک کمزور رہا۔ اس ہاتھ سے آپ لقمہ تو منہ تک لے جا سکتے تھے مگر پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں اٹھا سکتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ نماز میں بھی آپ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سہارے سے سنبھالنا پڑتا تھا۔"

(سیرت المہدی جلد اول ص 217,216 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(32) مرزا صاحب کے والد نماز نہ پڑھتے تھے

"بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ ایک دفعہ قادیان میں ایک بغدادی مولوی آیا۔ دادا صاحب نے اس کی بڑی خاطر و مدارات کی۔ اس مولوی نے دادا صاحب سے کہا مرزا صاحب آپ نماز نہیں پڑھتے؟ دادا صاحب نے اپنی کمزوری کا اعتراف کیا اور کہا کہ

ہاں بیشک میری غلطی ہے' مولوی صاحب نے پھر بار بار اصرار کے ساتھ کہا اور ہر دفعہ دادا صاحب یہی کہتے گئے کہ میرا قصور ہے۔ آخر مولوی نے کہا آپ نماز نہیں پڑھتے' اللہ آپ کو دوزخ میں ڈال دے گا۔ اس پر دادا صاحب کو جوش آگیا اور کہا "تمہیں کیا معلوم ہے کہ وہ مجھے کہاں ڈالے گا۔ میں اللہ تعالیٰ پر ایسا بدظن نہیں ہوں میری امید وسیع ہے۔ خدا فرماتا ہے لا تقنطوا من رحمتہ اللہ تم مایوس ہو گئے' میں مایوس نہیں ہوں۔ اتنی بے اعتقادی میں تو نہیں کرتا۔" پھر کہا "اس وقت میری عمر 75 سال کی ہے۔ آج تک خدا نے میری پیٹھ نہیں لگنے دی تو کیا اب وہ مجھے دوزخ میں ڈال دے گا۔" خاکسار عرض کرتا ہے کہ پیٹھ لگنا پنجابی کا محاورہ ہے جس کے معنی دشمن کے مقابلہ میں ذلیل و رسوا ہونے کے ہیں ورنہ ویسے مصائب تو دادا صاحب پر بہت آئے ہیں۔"

(سیرت المہدی جلد اول ص 231 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(33) عشقیہ شاعری

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ مرزا سلطان احمد صاحب سے مجھے حضرت مسیح موعود کی ایک شعروں کی کاپی ملی ہے جو بہت پرانی معلوم ہوتی ہے غالباً" نوجوانی کا کلام ہے۔ حضرت صاحب کے اپنے خط میں ہے جسے میں پہچانتا ہوں' بعض شعر بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا
ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے
کچھ مزا پایا میرے دل! ابھی کچھ پاؤ گے
تم بھی کہتے تھے کہ الفت میں مزا ہوتا ہے

ہائے کیوں ہجر کے الم میں پڑے
مفت بیٹھے بٹھائے غم میں پڑے
اس کے جانے سے صبر دل سے گیا

ہوش بھی ورطہ عدم میں پڑے

سبب کوئی خداوندا بنا دے
کسی صورت سے وہ صورت دکھا دے
کرم فرما کے آ او میرے جانی
بہت روئے ہیں اب ہم کو ہنسا دے
کبھی نکلے گا آخر تنگ ہو کر
دلا اک بار شور و غل مچا دے

نہ سر کی ہوش ہے تم کو نہ پا کی
سمجھ ایسی ہوئی قدرت خدا کی
مرے بت اب سے پردہ میں رہو تم
کہ کافر ہو گئی خلقت خدا کی

نہیں منظور تھی گر تم کو الفت
تو یہ مجھ کو بھی جتلایا تو ہوتا
مری دلسوزیوں سے بے خبر ہو
مرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا
دل اپنا اس کو دوں یا ہوش یا جاں
کوئی اک حکم فرمایا تو ہوتا"

(سیرت المہدی جلد اول ص 233,232 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(34) لطیفہ

"بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب سناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ۔

میں گھر میں آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی' بس پھر کیا تھا میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا' وہ بورا نہ تھا۔ بلکہ پسا ہوا نمک تھا' خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھے یاد آیا کہ ایک دفعہ گھر میں میٹھی روٹیاں پکیں کیونکہ حضرت صاحب کو میٹھی روٹی پسند تھی جب حضرت صاحب کھانے لگے تو آپ نے اس کا ذائقہ بدلا ہوا پایا مگر آپ نے اس کا خیال نہ کیا' کچھ اور کھانے پر حضرت صاحب نے کڑواہٹ محسوس کی اور والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ روٹی کڑوی معلوم ہوتی ہے؟ والدہ صاحبہ نے پکانے والی سے پوچھا' اس نے کہا میں نے تو میٹھا ڈالا تھا۔ والدہ صاحبہ نے پوچھا کہ کہاں سے لے کر ڈالا تھا؟ وہ برتن لاؤ۔ وہ عورت ایک ٹین کا ڈبہ اٹھا لائی دیکھا تو معلوم ہوا کہ کونین کا ڈبہ تھا اور اس عورت نے جہالت سے بجائے میٹھے کے روٹیوں میں کونین ڈال دی تھی' اس دن گھر میں یہ بھی ایک لطیفہ ہو گیا۔"

(سیرت المہدی جلد اول ص 245, 244 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(35) راکھ سے روٹی

"بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کے ساتھ کچھ کھانے کو مانگا' انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ یہ لے لو۔ حضرت نے کہا نہیں یہ میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی حضرت صاحب نے اس پر بھی وہی جواب دیا' وہ اس وقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں' سختی سے کہنے لگیں کہ جاؤ پھر راکھ سے روٹی کھا لو' حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈال کر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہو گیا۔ یہ حضرت صاحب کا بالکل بچپن کا واقعہ ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ نے یہ واقعہ سنا کر کہا کہ جس وقت اس عورت نے مجھے یہ بات سنائی تھی' اس وقت حضرت صاحب بھی پاس تھے مگر آپ خاموش رہے۔"

(سیرت المہدی جلد اول ص 245 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(36) گول منہ لمبا منہ

"بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ مدت کی بات ہے جب یہاں ظفر احمد صاحب کپور تھلوی کی پہلی بیوی فوت ہو گئی اور ان کو دوسری بیوی کی تلاش ہوئی تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے ان سے کہا کہ ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں' ان کو میں لاتا ہوں۔ آپ ان کو دیکھ لیں پھر ان میں سے جو آپ کو پسند ہو' اس سے آپ کی شادی کر دی جاوے۔ چنانچہ حضرت صاحب گئے اور ان دو لڑکیوں کو بلا کر کمرہ کے باہر کھڑا کر دیا اور پھر اندر آ کر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں' آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں چنانچہ میاں ظفر احمد صاحب نے ان کو دیکھ لیا اور پھر حضرت صاحب نے ان کو رخصت کر دیا اور اس کے بعد میاں ظفر احمد صاحب سے پوچھنے لگے کہ اب بتاؤ تمہیں کونسی لڑکی پسند ہے۔ وہ نام تو کسی کا جانتے نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے' وہ اچھی ہے۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے میری رائے لی۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے تو نہیں دیکھا پھر آپ خود فرمانے لگے کہ ہمارے خیال میں تو دوسری لڑکی بہتر ہے جس کا منہ گول ہے۔ پھر فرمایا جس شخص کا چہرہ لمبا ہوتا ہے۔ وہ بیماری وغیرہ کے بعد عموماً" بدنما ہو جاتا ہے لیکن گول چہرہ کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔ (کامیاب دلال۔ مرتب) میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ اس وقت حضرت صاحب اور میاں ظفر احمد صاحب اور میرے سوا اور کوئی شخص وہاں نہ تھا۔ اور نیز یہ کہ حضرت صاحب ان لڑکیوں کو کسی احسن طریق سے وہاں لائے تھے اور پھر ان کو مناسب طریق پر رخصت کر دیا تھا جس سے ان کو کچھ معلوم نہیں ہوا مگر ان میں سے کسی کے ساتھ میاں ظفر احمد صاحب کا رشتہ نہیں ہوا' یہ مدت کی بات ہے۔"

(سیرت المہدی جلد اول ص 259 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(37) کنچنی کی رقم

"بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ انبالہ کے ایک شخص نے حضرت صاحب سے فتوی دریافت کیا کہ میری ایک بہن کنچنی تھی۔ اس نے اس حالت میں بہت سا روپیہ کمایا پھر وہ مرگئی اور مجھے اس کا ترکہ ملا مگر بعد میں مجھے اللہ تعالی نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی۔ اب میں اس مال کو کیا کروں؟ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کی خدمت میں خرچ ہو سکتا ہے۔"

(سیرت المہدی جلد اول ص 262,261 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(نوٹ) ___ کنچنی پیشہ ور فاحشہ عورت کو کہتے ہیں۔

(38) مرجا بیوی دی گل بڑی مندا اے

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ جاننے کے لئے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا اپنے گھر والوں کے ساتھ کیسا معاملہ تھا۔ مولوی عبدالکریم صاحب کی تصنیف سیرت مسیح موعود کے مندرجہ ذیل فقرات ایک عمدہ ذریعہ ہیں۔ مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں: "عرصہ قریب پندرہ برس کا گزرتا ہے جبکہ حضرت صاحب نے بار دیگر خدا تعالی کے امر سے معاشرت کے بھاری اور نازک فرض کو اٹھایا ہے۔ اس اثنا میں کبھی ایسا موقع نہیں آیا کہ خانہ جنگی کی آگ مشتعل ہوئی ہو۔ وہ ٹھنڈا دل اور بہشتی قلب قابل غور ہے۔ جسے اتنی مدت میں کسی قسم کے رنج اور تنغص عیش کی آگ کی آنچ تک نہ چھوئی ہو۔ اس بات کو اندرون خانہ کی خدمتگار عورتیں جو عوام الناس سے ہیں اور فطری سادگی اور انسانی جامہ کے سوا کوئی تکلف اور تصنع زیرکی اور استنباطی قوت نہیں رکھتیں بہت عمدہ طرح محسوس کرتی ہیں۔ وہ تعجب سے دیکھتی ہیں تو اور زمانہ اور گرد و پیش کے عام عرف اور برتاؤ کے بالکل برخلاف دیکھ کر بڑے تعجب سے کہتی ہیں اور میں نے بارہا انہیں خود

حیرت سے کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ :

"مرجا بیوی دی گل بڑی مندا اے۔"

(سیرت المہدی جلد اول ص 276 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(39) اور انگلی کٹ گئی

"خاکسار کے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزہ کے ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اس وقت گھر میں کوئی اور اس کام کو کرنے والا نہ تھا۔ اس لئے حضرت صاحب اس چوزہ کو ہاتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی (اُلّو) جس سے بہت خون گیا اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے چوزہ کو چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ چوزہ کسی اور نے ذبح کیا۔"

(سیرت المہدی جلد دوئم ص 4 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(40) جیب میں اینٹ

"آپ کے ایک بچے نے آپ کی واسکٹ کی ایک جیب میں ایک بڑی اینٹ ڈال دی۔ آپ جب لیٹتے تو وہ اینٹ چبھتی۔ کئی دن ایسا ہی ہوتا رہا۔ ایک دن اپنے ایک خادم کو کہنے لگے کہ میری پسلی میں درد ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز چبھتی ہے۔ وہ حیران ہوا اور آپ کے جسد مبارک پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اس کا ہاتھ اینٹ پر جا لگا۔ جھٹ جیب سے نکال لی۔ دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ چند روز ہوئے' محمود نے میری جیب میں ڈالی تھی' اور کہا تھا کہ اسے نکالنا نہیں' میں اس سے کھیلوں گا۔"

(حضرت مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ براہین احمدیہ طبع چہارم ص ق)

(41) جرابیں' کاج' گرگابی اور کھانا

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگابی ہدیتہ" لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں۔ چنانچہ اسی تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتی پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آ جاتا ہے۔"

(سیرت المہدی جلد دوئم ص 58 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(42) الٹے کاج

"بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوئے ہوتے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے۔"

(سیرت المہدی جلد دوئم ص 126 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(43) روزے تڑوا دیئے

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لاہور سے کچھ احباب رمضان میں قادیان آئے۔ حضرت صاحب کو اطلاع ہوئی تو آپ معہ کچھ ناشتہ کے ان سے ملنے کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ ان دوستوں نے عرض کیا کہ ہم سب روزے سے ہیں۔ آپ نے فرمایا سفر میں روزہ ٹھیک نہیں' اللہ تعالیٰ کی رخصت پر عمل کرنا چاہیئے چنانچہ ان کو ناشتہ کروا کے ان کے روزے تڑوا

دیئے۔"

(سیرت المہدی جلد دوئم ص 59 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(44) روزے نہیں رکھے

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اس لئے باقی چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا اس کے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا اس کے بعد جتنے رمضان آئے آپ نے سب روزے رکھے مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتداء دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں ان کو قضا کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔"

(سیرت المہدی جلد دوئم ص 66،65 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(45) چشم نیم باز

"مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب معہ چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹوگرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح

نیم بند ہو گئیں۔"

(سیرت المہدی جلد دوئم ص 77 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(46) گھڑی کو چابی

"گھڑی بھی آپ ضرور اپنے پاس رکھا کرتے مگر اس کی چابی دینے میں چونکہ اکثر ناغہ ہو جاتا اس لئے اکثر وقت غلط ہی ہوتا تھا اور چونکہ گھڑی جیب میں سے اکثر نکل پڑتی اس لئے آپ اسے بھی رومال میں باندھ لیا کرتے۔ گھڑی کو ضرورت کے لئے رکھتے نہ زیبائش کے لئے۔"

(سیرت المہدی جلد دوئم ص 127 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(47) الٹی سیدھی جرابیں

"جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر مسح فرماتے بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آجاتی کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی۔"

(سیرت المہدی جلد دوئم ص 127 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(48) تکیے کے نیچے کپڑے

"کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ' صدری' ٹوپی' عمامہ رات کو اتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کو الگ جگہ کھونٹی پر ٹانگ دیتے ہیں وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے مٹے جاتے اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہو جاتی کہ اگر کوئی فیشن کا دلدادہ اور سلوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لے تو سر پیٹ لے۔"

(سیرت المہدی جلد دوئم ص 128 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

"روٹی آپ تندوری اور چولہے کی دونوں قسم کی کھاتے تھے' ڈبل روٹی چائے کے ساتھ یا بسکٹ اور بکرم بھی استعمال فرمالیا کرتے تھے بلکہ ولایتی بسکٹوں کو بھی جائز فرماتے تھے اس لئے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اس میں چربی ہے کیونکہ بنانے والوں کا ادعا تو کھن ہے پھر ہم ناحق بدگمانی اور شکوک میں کیوں پڑیں۔ مکی کی روٹی بہت مدت آپ نے آخری عمر میں استعمال فرمائی کیونکہ آخری سات آٹھ سال سے آپ کو دستوں کی بیماری ہو گئی تھی اور ہضم کی طاقت کم ہو گئی تھی۔ علاوہ ان روٹیوں کے آپ شیرمال کو بھی پسند فرماتے تھے اور باقر خانی قلچہ وغیرہ غرض جو جو اقسام روٹی کے سامنے آجایا کرتے تھے' آپ کسی کو رد نہ فرماتے تھے۔

سالن آپ بہت کم کھاتے تھے۔ گوشت آپ کے ہاں دو وقت پکتا تھا مگر دال آپ کو گوشت سے زیادہ پسند تھی۔ یہ دال ماش کی یا اوڑوہ کی ہوتی تھی جس کے لئے گورداسپور کا ضلع مشہور ہے۔ سالن ہر قسم کا اور ترکاری عام طور پر ہر طرح کی آپ کے دسترخوان پر دیکھی گئی ہے اور گوشت بھی ہر حلال اور طیب جانور کا آپ کھاتے تھے۔ پرندوں کا گوشت آپ کو مرغوب تھا۔ اس لئے بعض اوقات جب طبیعت کمزور ہوتی تو تیتر فاختہ وغیرہ کے لئے شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم کو ایسا گوشت مہیا کرنے کو فرمایا کرتے تھے۔ مرغ اور بٹیروں کا گوشت بھی آپ کو پسند تھا مگر بٹیرے جب سے کہ پنجاب میں طاعون کا زور ہوا' کھانے چھوڑ دیئے تھے بلکہ منع کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کے گوشت میں طاعون پیدا کرنے کی خاصیت ہے اور بنی اسرائیل میں ان کے کھانے سے سخت طاعون پڑی تھی۔ حضور کے سامنے دو ایک دفعہ گوہ کا گوشت پیش کیا گیا مگر آپ نے فرمایا کہ جائز ہے جس کا جی چاہے کھالے مگر رسول کریمؐ نے چونکہ اس سے کراہت فرمائی اس لئے ہم کو بھی اس سے کراہت ہے اور جیسا کہ وہاں ہوا تھا یہاں بھی لوگوں نے آپ کے مہمان خانہ بلکہ گھر میں بھی کچھ بچوں اور لوگوں نے گوہ کا گوشت کھایا مگر آپ نے اسے اپنے قریب نہ آنے دیا۔ مرغ کا گوشت ہر طرح کا آپ کھالیتے تھے۔ سالن ہو یا بھنا

ہوا کباب ہو یا پلاؤ مگر اکثر ایک ران پر ہی گزارہ کر لیتے تھے اور وہی آپ کو کافی ہو جاتی تھی بلکہ کبھی کچھ بچ بھی رہا کرتا تھا۔ پلاؤ بھی آپ کھاتے تھے مگر ہمیشہ نرم اور گداز اور ___ ہوئے چاولوں کا اور میٹھے چاول تو کبھی خود کہہ کر پکوا لیا کرتے تھے مگر گڑ کے اور وہی آپ کو پسند تھے۔ عمدہ کھانے یعنی کباب مرغ پلاؤ یا انڈے اور اسی طرح فیرنی میٹھے چاول وغیرہ۔"

(سیرت المہدی جلد دوئم ص 132 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(50) نماز میں پان

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی ایسی کہ دم نہ آتا تھا البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی تاکہ آرام سے پڑھ سکیں۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 103 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(51) ریشمی ازاربند کے فوائد

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے پاجاموں میں' میں نے اکثر ریشمی ازار بند پڑا ہوا دیکھا ہے اور ازار بند میں کنجیوں کا گچھا بندھا ہوتا تھا' (اور جب چلتے ہوں گے تو چھن چھنا چھن چھن سے کیا سماں پیدا ہوتا ہو گا؟) ریشمی ازار بند کے متعلق بعض اوقات فرماتے تھے کہ ہمیں پیشاب کثرت سے اور جلدی جلدی آتا ہے تو ایسے ازار بند کے کھولنے میں بہت آسانی ہوتی ہے۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 110 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(52) بواسیر اور نماز

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نماز نہ پڑھا سکے، حضرت خلیفتہ المسیح اول بھی موجود نہ تھے تو حضرت صاحب نے حکیم فضل الدین صاحب کو نماز پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا انہوں نے عرض کیا کہ حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض ہے اور ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے۔ میں نماز کس طرح سے پڑھاؤں؟ حضور نے فرمایا حکیم صاحب آپ کی اپنی نماز باوجود اس تکلیف کے ہو جاتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا ہاں، حضور فرمایا کہ پھر ہماری بھی ہو جائے گی، آپ پڑھایئے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے اخراج ریح جو کثرت کے ساتھ جاری رہتا ہو نواقض وضو میں نہیں سمجھا جاتا۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 111 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(مرید کی ریح جاری، نبی صاحب کا پیشاب جاری بیچ ہے، جیسی روح ویسے فرشتے)

(53) ممنوعہ چیزیں "بھنگ دھتورہ افیون" سب جائز

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے سل دق کے مریض کے لئے ایک گولی بنائی تھی۔ اس میں کونین اور کافور کے علاوہ افیون، بھنگ اور دھتورہ وغیرہ زہریلی ادویہ بھی داخل کی تھیں اور فرمایا کرتے تھے کہ دوا کے طور پر علاج کے لئے اور جان بچانے کے لئے ممنوع چیز بھی جائز ہو جاتی ہے۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 111 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(54) مردہ اسلام

"چنانچہ ایک دفعہ ان لوگوں نے یہ تجویز پیش کی کہ ریویو میں حضرت صاحب کا اور احمدیت کی خصوصیات کا ذکر نہ ہو بلکہ عام اسلامی مضامین ہوں تاکہ اشاعت زیادہ ہو۔ اخبار وطن میں بھی یہ تحریک چھپی تھی جس پر حضرت صاحب نے نہایت ناراضگی کا اظہار کیا تھا اور فرمایا تھا کہ ہمیں چھوڑ کر کیا آپ مردہ اسلام کو پیش کریں گے؟"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 116 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(55) حج، اعتکاف، زکوٰۃ

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے حج نہیں کیا، اعتکاف نہیں کیا، زکوٰۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی...... اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی کہ آپ کبھی صاحب نصاب نہیں ہوئے البتہ حضرت والدہ صاحبہ زیور پر زکوٰۃ دیتی رہی ہیں اور تسبیح اور رسمی وظائف وغیرہ کے آپ قائل ہی نہ تھے۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 119 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(56) زنانی نماز

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو میں نے بارہا دیکھا کہ گھر میں نماز پڑھاتے تو حضرت ام المومنین کو اپنے دائیں جانب بطور مقتدی کے کھڑا کر لیتے حالانکہ مشہور فقہی مسئلہ یہ ہے کہ خواہ عورت اکیلی ہی مقتدی ہو تب بھی اسے مرد کے ساتھ نہیں بلکہ الگ پیچھے کھڑا ہونا چاہئے۔ ہاں اکیلا مرد مقتدی ہو تو اسے امام کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہونا چاہئے۔ میں نے حضرت ام المومنین سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق

کی مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ حضرت صاحب نے مجھ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ مجھے بعض اوقات کھڑے ہو کر چکر آ جایا کرتا ہے۔ اس لئے تم میرے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیا کرو۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 131 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(57) روزہ توڑ دیا

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا کہ دل گھٹنے کا دورہ ہوا اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے۔ اس وقت غروب آفتاب کا وقت بہت قریب تھا مگر آپ نے فوراً" روزہ توڑ دیا آپ ہمیشہ شریعت میں سہل راستہ کو اختیار فرمایا کرتے تھے۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 131 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(58) نماز میں فارسی نظم

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی۔ حضور (مرزا قادیانی) بھی اس نماز میں شامل تھے۔ تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعاؤں کے حضور کی ایک فارسی نظم پڑھی' جس کا یہ مصرعہ ہے

"اے خدا اے چارہ آزار ما"

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ فارسی نظم نہایت اعلیٰ درجہ کی مناجات ہے جو روحانیت سے پر ہے۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 138 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(59) احتلام

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کے خادم میاں حامد علی کی روایت ہے کہ ایک سفر میں حضرت صاحب کو احتلام ہوا۔ جب میں نے یہ روایت سنی تو بہت تعجب ہوا کیونکہ میرا خیال تھا کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا پھر بعد فکر کرنے کے اور طبی طور پر اس مسئلہ پر غور کرنے کے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ احتلام تین قسم کا ہوتا ہے ایک فطرتی' دوسرا شیطانی خواہشات اور خیالات کا نتیجہ اور تیسرا مرض کی وجہ سے۔ انبیا کو فطرتی اور بیماری والا احتلام ہو سکتا ہے مگر شیطانی نہیں ہوتا۔ لوگوں نے سب قسم کے احتلام کو شیطانی سمجھ رکھا ہے جو غلط ہے۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 242 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(60) تیز گرم پانی سے طہارت

"میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) عموماً" گرم پانی سے طہارت فرمایا کرتے تھے اور ٹھنڈے پانی کو استعمال نہ کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے کسی خادمہ سے فرمایا کہ آپ کے لئے پاخانہ میں لوٹا رکھ دے۔ اس نے غلطی سے تیز گرم پانی کا لوٹا رکھ دیا جب حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فارغ ہو کر باہر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ لوٹا کس نے رکھا تھا جب بتایا گیا کہ فلاں خادمہ نے رکھا تھا تو آپ نے اسے بلایا اور اسے اپنا ہاتھ آگے کرنے کو کہا اور پھر اس کے ہاتھ پر آپ نے اس لوٹے کا بچا ہوا پانی بہا دیا تاکہ اسے احساس ہو کہ یہ پانی اتنا گرم ہے کہ طہارت میں استعمال نہیں ہو سکتا' اس کے سوا آپ نے اسے کچھ نہیں کہا۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 243' 244 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(61) نماز میں نامناسب تکلیف

❑ "قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت اقدس حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے ساتھ اس کوٹھڑی میں نماز کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے جو مسجد مبارک میں بجانب مغرب تھی مگر 1907ء میں جب مسجد مبارک وسیع کی گئی تو وہ کوٹھڑی منہدم کر دی گئی۔ اس کوٹھڑی کے اندر حضرت صاحب کے کھڑے ہونے کی وجہ اغلباً" یہ تھی کہ قاضی یار محمد صاحب حضرت اقدس کو نماز میں تکلیف دیتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی یار محمد صاحب بہت مخلص آدمی تھے مگر ان کے دماغ میں کچھ خلل تھا جس کی وجہ سے ایک زمانہ میں ان کا یہ طریق ہو گیا تھا کہ حضرت صاحب کے جسم (خاص حصہ) کو ٹٹولنے لگ جاتے تھے اور تکلیف اور پریشانی کا باعث ہوتے تھے۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 265 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(62)

❑ "ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قدیم مسجد مبارک میں حضور (مرزا قادیانی) نماز جماعت میں ہمیشہ پہلی صف کے دائیں طرف دیوار کے ساتھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے آج کل موجودہ مسجد مبارک کی دوسری صف شروع ہوتی ہے۔ یعنی بیت الفکر کی کوٹھری کے ساتھ ہی مغربی طرف۔ امام اگلے حجرہ میں کھڑا ہوتا تھا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص پر جنون کا غلبہ ہوا اور وہ حضرت صاحب کے پاس کھڑا ہونے لگا اور نماز میں آپ کو تکلیف دینے لگا۔ اور اگر کبھی اس کو پچھلی صف میں جگہ ملتی۔ تو ہر سجدہ میں وہ صفیں پھلانگ کر حضور کے پاس آتا اور تکلیف دیتا اور قبل اس کے کہ امام سجدہ سے سر اٹھائے۔ وہ اپنی جگہ پر واپس چلا جاتا۔ اس تکلیف سے تنگ آ کر مرزا قادیانی نے امام کے پاس حجرہ میں کھڑا ہونا شروع کر دیا۔ مگر وہ بھلا مانس حتی المقدور وہاں بھی

پہنچ جایا کرتا اور ستایا کرتا تھا۔ مگر پھر بھی وہاں "نسبتاً" امن تھا۔ اس کے بعد آپ وہیں نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ مسجد کی توسیع ہو گئی۔ یہاں بھی آپ دوسرے مقتدیوں سے آگے امام کے پاس ہی کھڑے ہوتے رہے۔ مسجد اقصیٰ میں جمعہ اور عیدین کے موقعہ پر آپ صف اول میں عین امام کے پیچھے کھڑے ہوا کرتے تھے۔ وہ معذور شخص جو ویسے مخلص تھا' اپنے خیال میں اظہار محبت کرتا اور جسم پر نامناسب طور پر ہاتھ پھیر کر تبرک حاصل کرتا تھا۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 268' 269 از مرزا بشیر احمد ایم اے قادیانی)

(63) بھانو

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المومنین (مرزا قادیانی کی بیوی) نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانو تھی۔ وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی۔ حضور کو دبانے بیٹھی چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی اس لئے اسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں۔ وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی "ہاں جی تدے تے تہاڈی لتاں لکڑی وانگر ہویاں ہویاں ایں۔" یعنی جی ہاں جبھی تو آج آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو بھانو کو سردی کی طرف توجہ دلائی تو اس میں بھی غالباً" یہ جتانا مقصود تھا کہ آج شاید سردی کی شدت کی وجہ سے تمہاری حس کمزور ہو رہی ہے اور تمہیں پتہ نہیں لگا کہ کس چیز (ہائے) کو دبا رہی ہو مگر اس نے سامنے سے اور ہی لطیفہ کر دیا۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 210 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(64) غیر محرم عورتوں کو چھونا

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود

(مرزا قادیانی) عورتوں سے بیعت صرف زبانی لیتے تھے۔ ہاتھ میں ہاتھ نہیں لیتے تھے نیز آپ بیعت ہمیشہ اردو الفاظ میں لیتے تھے مگر بعض اوقات دہقانی لوگوں یا دیہاتی عورتوں سے پنجابی الفاظ میں بھی بیعت لے لیا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضرت صلعم بھی عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے ان کے ہاتھ کو نہیں چھوتے تھے۔ دراصل قرآن شریف میں جو یہ آتا ہے کہ عورت کو کسی غیر محرم پر اظہار زینت نہیں کرنا چاہئے اسی کے اندر لمس کی ممانعت بھی شامل ہے کیونکہ جسم کے چھونے سے بھی زینت کا اظہار ہو جاتا ہے۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 15 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(64-الف) "نبی معصوم"

"سوال ششم = حضرت اقدس (مرزا قادیانی) غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں کیوں دبواتے ہیں؟

جواب = وہ نبی معصوم ہیں' ان سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں بلکہ موجب رحمت و برکات ہے۔"

(قادیانی اخبار الحکم قادیان جلد 11 نمبر 13 مورخہ 17 اپریل 1907ء)

(65) زینب بیگم

"ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کی خدمت میں رہی ہوں گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی۔ مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دو دفعہ ایسا موقعہ آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر

صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقعہ ملا۔ پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند نہ غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوئی بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔ (موقعہ بھی تو سرور کا تھا۔ مرتب) اسی طرح جب مبارک احمد صاحب بیمار ہوئے تو مجھ کو ان کی خدمت کے لئے بھی اسی طرح کئی راتیں گزارنی پڑیں تو حضور نے فرمایا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے (کیوں؟) اور آپ کئی دفعہ اپنا تبرک مجھے دیا کرتے تھے۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 272-273 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(66)

❑ "ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میری لڑکی زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب حضور (مرزا قادیانی) سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے تو میں رعیہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ان ایام میں مجھے مراق کا سخت دورہ تھا' میں شرم کے مارے آپ سے عرض نہ کر سکتی تھی مگر میرا دل چاہتا تھا کہ میری بیماری سے کسی طرح حضور کو علم ہو جائے تا کہ میرے لئے حضور دعا فرمائیں' میں حضور کی خدمت (؟) کر رہی تھی کہ حضور نے اپنے انکشاف اور صفائی قلب سے خود معلوم کر کے فرمایا۔ زینب تم کو مراق کی بیماری ہے ہم دعا کریں گے۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 275 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(67)

❑ "ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میری بڑی لڑکی زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) قہوہ پی رہے تھے کہ حضور نے مجھ کو اپنا بچا ہوا قہوہ دیا اور فرمایا زینب یہ

پی لو۔ میں نے عرض کی حضور یہ گرم ہے اور مجھ کو ہمیشہ اس سے تکلیف ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ہمارا بچا ہوا قہوہ ہے تم پی لو کچھ نقصان نہیں ہو گا۔ میں نے پی لیا اور اس کے بعد پھر کبھی مجھے قہوہ سے تکلیف نہیں ہوئی۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 266 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(68) رات کا پہرہ

"مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب جٹ مولوی فاضل مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے وقت میں' میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سونے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دینا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے سنے اور آپ کو جگا دیا۔ اس وقت رات کے بارہ بجے تھے ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی فجو' منشیانی اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 213 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(69) مائی تابی

"میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم گھر کی چند لڑکیاں تربوز کھا رہی تھیں۔ اس کا ایک چھلکا مائی تابی کو جا لگا جس پر مائی تابی بہت ناراض ہوئی اور ناراضگی میں بد دعائیں دینی شروع کر دیں اور پھر خود ہی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے پاس جا کر شکایت بھی کر دی۔ اس پر حضرت صاحب نے ہمیں بلایا اور پوچھا کہ کیا بات ہوئی ہے۔ ہم نے سارا واقعہ سنا دیا جس پر آپ مائی تابی پر ناراض ہوئے کہ تم نے میری اولاد کے متعلق بد دعا کی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی تابی قادیان کے قریب کی ایک بوڑھی عورت تھی جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے گھر میں رہتی تھی اور اچھا اخلاص رکھتی تھی۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 244 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(70) مائی کاکو

"مائی کاکو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے سامنے میاں عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکھواں کی بیوی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے لئے کچھ تازہ جلیبیاں لائی۔ حضرت صاحب نے ان میں سے ایک جلیبی اٹھا کر منہ میں ڈالی۔ اس وقت ایک راولپنڈی کی عورت پاس بیٹھی تھی۔ اس نے گھبرا کر حضرت صاحب سے کہا حضرت یہ تو ہندو کی بنی ہوئی ہیں۔ حضرت صاحب نے کہا تو پھر کیا ہے۔ ہم جو سبزی کھاتے ہیں' وہ گوبر اور پاخانہ کی کھاد سے تیار ہوتی ہے اور اسی طرح بعض اور مثالیں دے کر اسے سمجھایا۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 245,244 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(71) پیغمبری ادویات

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مفصلہ ذیل ادویات حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ہمیشہ اپنے صندوق میں رکھتے تھے اور انہی کو زیادہ استعمال کرتے تھے۔ انگریزی ادویہ میں سے کونین' ایسٹن سیرپ' فولاد' ارگٹ' وائینم اپی کاک' کوکا اور کولا کے مرکبات' سپرٹ ایمونیا' بید مشک' سٹرنس وائن آف کاڈلور آئل' کلوروڈین کاکل پل سلفیورک ایسڈ ایرومیٹک۔ سکاٹس ایملشن رکھا کرتے تھے اور یونانی میں سے مشک عنبر کافور ہینگ' جدوار' اور ایک مرکب جو خود تیار کیا تھا یعنی تریاق الہی رکھا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ہینگ غرباء کی مشک ہے اور فرماتے تھے کہ افیون میں عجیب و غریب فوائد ہیں۔ اسی لئے اسے حکماء

نے تریاق کا نام دیا ہے۔ ان میں سے بعض دوائیں اپنے لئے ہوتی تھیں اور بعض دوسرے لوگوں کے لئے۔ کیونکہ اور لوگ بھی حضور کے پاس دوا لینے آیا کرتے تھے۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 284 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(72) نسخہ زدجام عشق

"ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حافظ حامد علی صاحب خادم حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) بیان کرتے تھے۔ کہ جب حضرت صاحب نے دوسری شادی کی تو ایک عمر تک تجرد میں رہنے اور مجاہدات کرنے کی وجہ سے آپ نے اپنے قویٰ میں ضعف محسوس کیا۔ اس پر وہ الہامی نسخہ جو "زدجام عشق" کے نام سے مشہور ہے' بنوا کر استعمال کیا۔ چنانچہ وہ نسخہ نہایت ہی بابرکت ثابت ہوا۔ حضرت خلیفہ اول بھی فرماتے تھے۔ کہ میں نے یہ نسخہ ایک بے اولاد امیر کو کھلایا تو خدا کے فضل سے اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ جس پر اس نے ہیرے کے کڑے ہمیں نذر دیئے۔

نسخہ زدجام عشق یہ ہے۔ جس میں ہر حرف سے دوا کے نام کا پہلا حرف مراد ہے۔

زعفران' دار چینی' جائفل' افیون' مشک' عقرقرحا' شنگرف' قرنفل یعنی لونگ' ان سب کو ہم وزن کوٹ کر گولیاں بناتے ہیں اور روغن سم الفار میں چرب کرکے رکھتے ہیں اور روزانہ ایک گولی استعمال کرتے ہیں۔

الہامی ہونے کے متعلق دو باتیں سنی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ نسخہ ہی الہام ہوا تھا۔ دوسرے یہ کہ کسی نے یہ نسخہ حضور کو بتایا۔ اور پھر الہام نے اسے استعمال کرنے کا حکم دیا۔ واللہ اعلم۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 51,50 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(73) لڑکی کیسی ہونی چاہیے

"ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے لاہور کی پہلی شادی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے گورداسپور میں کرائی تھی۔ جب رشتہ ہونے لگا۔ تو لڑکی کو دیکھنے کے لیے حضور نے ایک عورت کو گورداسپور بھیجا۔ تاکہ وہ آکر رپورٹ کرے کہ لڑکی صورت و شکل وغیرہ میں کیسی ہے اور مولوی صاحب کے لیے موزوں بھی ہے یا نہیں۔ چنانچہ وہ عورت گئی۔ جاتے ہوئے اسے ایک یادداشت لکھ کر دی گئی۔ یہ کاغذ میں نے لکھا تھا اور حضرت صاحب نے بمشورہ حضرت ام المومنین لکھوایا تھا۔ اس میں مختلف باتیں نوٹ کرائیں تھیں۔ مثلاً یہ کہ لڑکی کا رنگ کیسا ہے۔ قد کتنا ہے۔ اس کی آنکھوں میں کوئی نقص تو نہیں۔ ناک' ہونٹ' گردن' دانت' چال ڈھال وغیرہ کیسے ہیں۔ غرض بہت ساری باتیں ظاہری شکل و صورت کے متعلق لکھوا دی تھیں کہ ان کی بابت خیال رکھے اور دیکھ کر واپس آکر بیان کرے۔ جب وہ عورت واپس آئی اور اس نے ان سب باتوں کی بابت اچھا یقین دلایا تو رشتہ ہوگیا۔ اسی طرح جب خلیفہ رشید الدین صاحب نے اپنی بڑی لڑکی حضرت میاں صاحب (مرزا محمود) کے لیے پیش کی تو ان دنوں میں یہ خاکسار ڈاکٹر صاحب موصوف کے پاس چکراتہ پہاڑ پر جہاں وہ متعین تھے' بطور تبدیلی آب و ہوا کے گیا ہوا تھا۔ واپسی پر مجھ سے لڑکی کا حلیہ وغیرہ تفصیل سے پوچھا گیا۔ پھر حضرت میاں صاحب سے بھی شادی سے پہلے کئی لڑکیوں کا نام لے لے کر حضور نے ان کی والدہ کی معرفت دریافت کیا کہ ان کی کہاں مرضی ہے۔ چنانچہ حضرت میاں صاحب نے بھی والدہ ناصر احمد کو انتخاب فرمایا اور اس کے بعد شادی ہوگئی۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 296 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(74) تھیٹر

"حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے امرتسر جانے کی خبر سے بعض اور

احباب بھی مختلف شہروں سے وہاں آگئے۔ چنانچہ کپور تھلہ سے محمد خاں صاحب اور منشی ظفر احمد صاحب بہت دنوں وہاں ٹھہرے رہے۔ گرمی کا موسم تھا۔ اور منشی صاحب اور میں ہر دو نحیف البدن اور چھوٹے قد کے آدمی ہونے کے سبب ایک ہی چارپائی پر دونوں لیٹ جاتے تھے۔ ایک شب دس بجے کے قریب میں تھیٹر میں چلا گیا۔ جو مکان کے قریب ہی تھا۔ اور تماشہ ختم ہونے پر دو بجے رات کو واپس آیا۔ صبح منشی ظفر احمد صاحب نے میری عدم موجودگی میں حضرت صاحب کے پاس میری شکایت کی کہ مفتی صاحب رات تھیٹر چلے گئے تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے تاکہ معلوم ہو کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں فرمایا۔ منشی ظفر احمد صاحب نے خود ہی مجھ سے ذکر کیا کہ میں تو حضرت صاحب کے پاس آپ کی شکایت لے کر گیا تھا اور میرا خیال تھا کہ حضرت صاحب آپ کو بلا کر تنبیہہ کریں گے۔ مگر حضور نے تو صرف یہی فرمایا کہ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔"

(ذکر حبیب ص 18 از مفتی محمد صادق قادیانی)

(75) عورتوں کے امام

"باہر مردوں میں نمازیں باجماعت ہونے کے علاوہ آخری سالوں میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ایک بہت بڑے عرصہ تک اندر عورتوں میں خود پیش امام ہو کر مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک لمبے عرصہ تک جمع کراتے رہے۔"

(ذکر حبیب ص 65 از مفتی محمد صادق قادیانی)

(76) پیشہ نبوت

"18 جنوری 1905ء کو جبکہ میں قادیان کے ہائی سکول میں ہیڈ ماسٹر تھا۔ میں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی خدمت بابرکت میں ایک رقعہ لکھا تھا۔ جس کا اصل بمعہ جواب درج کرنا مناسب ہے۔ امید ہے کہ ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوگا:

رقعہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
حضرت اقدس مرشد نا و مہدینا مسیح موعود
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ صاحبزادہ میاں محمود احمد کا نام برائے امتحان (مڈل) آج ارسال کیا جائے گا۔ جس فارم کی خانہ پری کرنی ہے۔ اس میں ایک خانہ ہے کہ اس لڑکے کا باپ کیا کام کرتا ہے۔ میں نے وہاں لفظ نبوت لکھا ہے۔"

(ذکر حبیب ص 244' 245 از مفتی محمد صادق قادیانی)

(77) خدا کی مشین

"ایک دفعہ جب سخت گرمی پڑی' تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک مضمون لکھا جس میں گرمی کا اظہار کرتے ہوئے' اور گرمی کے سبب کام نہ کر سکنے کی معذرت کرتے ہوئے یہ الفاظ بھی لکھ دیئے۔ کہ "گرمی ایسی سخت ہے کہ اس کے سبب سے خدا کی مشین بھی بند ہوگئی ہے۔" اس میں مولوی صاحب نے اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے بھی شدت گرمی کے سبب کام چھوڑ دیا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے یہ مضمون سنا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو غلط ہے ہم نے تو کام نہیں چھوڑا۔"
(ذکر حبیب ص 161 از مفتی محمد صادق قادیانی)

(78) سب کا جنازہ پڑھ دیا

"قاضی سید امیر حسین صاحب کا ایک چھوٹا بچہ فوت ہونے پر جنازے کے ساتھ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) بھی تشریف لے گئے۔ اور خود ہی جنازہ پڑھایا۔ عموماً" جنازے کی نمازیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اگر موجود ہوتے' تو خود ہی امامت کرتے۔ اس وقت نماز جنازہ میں شامل ہونے والے دس پندرہ آدمی ہی تھے۔ بعد سلام کسی نے عرض کی' کہ حضور میرے لیے بھی دعا

کریں۔ فرمایا۔ میں نے تو سب کا ہی جنازہ (ایمان کا۔ ناقل) پڑھ دیا ہے۔ مراد یہ تھی کہ جتنے لوگ نماز جنازہ میں شامل ہوئے تھے' ان سب کے لیے نماز جنازہ کے اندر حضرت صاحب نے دعائیں کر دی تھیں۔"

(ذکر حبیب ص 161' 162 از مفتی محمد صادق قادیانی)

(79) سور مار

"ایک دفعہ قادیان میں آوارہ کتے بہت ہو گئے۔ اور ان کی وجہ سے شور و غل رہتا تھا۔ پیر سراج الحق صاحب نے بہت سے کتوں کو زہر دے کر مار ڈالا۔ اس پر بعض لڑکوں نے پیر صاحب کو چڑانے کے واسطے ان کا نام پیر کتے مار رکھ دیا۔ پیر صاحب حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی خدمت میں شاکی ہوئے کہ لوگ مجھے کتے مار کہتے ہیں۔ حضرت صاحب نے تبسم کے ساتھ فرمایا کہ اس میں کیا حرج ہے۔ دیکھئے حدیث شریف میں میرا نام "سور مار" لکھا ہے۔ کیونکہ مسیح کی تعریف میں آیا ہے کہ یقتل الخنزیر"

(ذکر حبیب ص 162 از مفتی محمد صادق قادیانی)

(80) کسی کی جان گئی' کسی کی ادا ٹھہری

"صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے دل بہلانے کے واسطے ایک دفعہ چھوٹی چھوٹی چڑیاں کہیں سے لائی گئیں۔ صاحبزادہ صاحب ان چڑیوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑے رکھنا پسند کرتے تھے اور بعض دفعہ بچپن کی ناواقفی سے ایسی طرح پکڑتے اور دبائے رکھتے' کہ چڑیا کی جان پر بن جاتی۔ اس پر گھر کی کسی خادمہ نے صاحبزادہ صاحب کو چڑیا ہاتھ میں پکڑنے سے روکا۔ مگر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ان خادمہ کو منع کیا۔ فرمایا کہ یہ چڑیا اس کے دل بہلانے کے واسطے ہیں۔ جس طرح چاہے پکڑے' تم نہ روکو۔"

(ذکر حبیب ص 171 از مفتی محمد صادق قادیانی)

(81) غرارہ

"آخری ایام میں حضور ہمیشہ ایسے پاجامے پہنا کرتے تھے۔ جو نیچے سے تنگ اوپر سے کھلے گاؤ دم طرز کے اور شرعی کہلاتے ہیں۔ لیکن شروع میں 1890'95ء میں' میں نے حضور کو بعض دفعہ غرارہ پہنے ہوئے بھی دیکھا ہے۔"
(ذکر حبیب ص 39 از مفتی محمد صادق قادیانی)

بیماریاں

(82) مرزا صاحب کو الہام ہوا کہ

❑ "ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے؟"
(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 803 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(83)

❑ "اس نے مجھے براہین احمدیہ میں بشارت دی کہ ہر یک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا۔"
(اربعین نمبر3 حاشیہ ص 30 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 419)

(84) ہسٹیریا

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹیریا کے مریضوں میں بھی عموماً" دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے

یکدم ضعف ہو جانا۔ چکروں کا آنا' ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا۔ گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرہ ذلک۔ یہ اعصاب کی ذکاوت حس یا تکان کی علامات ہیں اور ہسٹیریا کے مریضوں کو بھی ہوتی ہیں اور انہی معنوں میں حضرت صاحب کو ہسٹیریا یا مراق بھی تھا۔"

(سیرت المہدی جلد دوئم ص 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(85) کمزوری' ذیابیطس' درد سر' تشنج قلب' حالت مردمی کالعدم

"میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دو مرضیں یعنی ذیابیطس اور درد سر مع دوران سر' قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔ اس لیے میری حالت مردمی کالعدم تھی۔"

(تریاق القلوب ص 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 203 از مرزا قادیانی)

(86) سردرد' کمی خواب' تشنج دل' ذیابیطس' کثرت پیشاب

"میں ایک دائم المرض آدمی ہوں اور وہ دو زرد چادریں جن کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہوگا' وہ دو زرد چادریں میرے شامل حال ہیں' جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کے رو سے دو بیماریاں ہیں' سو ایک چادر میرے اوپر کے حصہ میں ہے کہ ہمیشہ سردرد اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے' وہ بیماری ذیابیطس ہے' کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے' اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے' اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں' وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔"

(ضمیمہ اربعین نمبر3'4 ص 4 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(87) لکنت

"قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی زبان میں کسی قدر لکنت تھی اور آپ پرنالے کو پنالہ فرمایا کرتے تھے۔"

(سیرت المہدی جلد دوئم ص 25 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(88) داڑھوں کو کیڑا

"دندان مبارک آپ کے آخر عمر میں کچھ خراب ہوگئے تھے۔ یعنی کیڑا بعض ڈاڑھوں کو لگ گیا تھا جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک ڈاڑھ کا سرا ایسا نوکدار ہوگیا تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑ گیا تو ریتی کے ساتھ اس کو گھسوا کر برابر بھی کرایا تھا۔ مگر کبھی کوئی دانت نکلوایا نہیں۔"

(سیرت المہدی جلد دوئم ص 125 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(89) ایڑیاں پھٹ گئیں

"پیر کی ایڑیاں آپ کی بعض دفعہ گرمیوں کے موسم میں پھٹ جایا کرتی تھیں۔"

(سیرت المہدی جلد دوئم ص 125 از مرزا بشیر احمد ایم۔ اے ابن مرزا قادیانی)

(90) بال سفید

"فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے بال تیس سال کی عمر میں سفید ہونے شروع ہوئے تھے (البتہ دل آخری وقت تک سیاہ رہا۔ ناقل) اور پھر جلد جلد سب سفید

ہو گئے۔"

(ذکر حبیب ص 38 از مفتی محمد صادق قادیانی)

(91) "انہوں کجھ دیدا ہے"

"حضرت مسیح موعود کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی سی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی کہ جس کمرے میں حضرت صاحب بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے۔ وہاں ایک کونے میں کھرا تھا۔ جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے۔ وہاں اپنے کپڑے اتار کر اور ننگی بیٹھ کر نہانے لگ گئی۔ حضرت صاحب اپنے کام تحریر میں معروف رہے' اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کرتی ہے۔ جب وہ نہا چکی تو ایک اور خادمہ اتفاقاً" آنکلی۔ اس نے اس نیم دیوانی کو ملامت کی کہ حضرت صاحب کے کمرے میں اور موجودگی کے وقت تو نے یہ کیا حرکت کی۔ تو اس نے ہنس کر جواب دیا۔ انہوں کجھ دیدا ہے۔ یعنی اسے کیا دکھائی دیتا ہے۔"

(ذکر حبیب ص 38 از مفتی محمد صادق قادیانی)

(92) مائی اوپیا

"ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کی آنکھوں میں مائی اوپیا تھا۔ اسی وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے۔"

(سیرت المہدی جلد سوئم ص 119 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

(93) چاند کے واسطے عینک

"پہلی شب کے چاند دیکھنے کے واسطے عموماً" حضرت صاحب میری عینک لیا کرتے تھے۔ اگر میں اس وقت مسجد میں موجود نہ ہوتا تو میرے گھر آدمی بھیج کر

منگوایا کرتے تھے' لیکن ایک دفعہ جب عینک سے دیکھ لیتے تھے کہ چاند کہاں ہے۔ تو پھر بغیر عینک کے بھی آپ کو چاند نظر آتا تھا۔"

(ذکر حبیب ص 172 از مفتی محمد صادق قادیانی)

(94) بیٹے کی خاطر نماز جمعہ نہیں پڑھی

"صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی مرض الموت کے ایام میں ایک جمعہ کے دن حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) حسب معمول کپڑے بدل کر عصاء ہاتھ میں لے کر جامعہ مسجد کو جانے کے واسطے طیار ہوئے۔ جب صاحبزادہ کی چارپائی کے پاس سے گذرتے ہوئے ذرا کھڑے ہوگئے۔ تو صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا دامن پکڑ لیا۔ اور اپنی چارپائی پر بیٹھا دیا اور اٹھنے نہ دیا۔ صاحبزادہ صاحب کی خاطر حضور بیٹھے رہے۔ اور جب دیکھا کہ بچہ اٹھنے نہیں دیتا' اور نماز جمعہ کے وقت میں دیر ہوتی ہے تو حضور نے کہلا بھیجا کہ جمعہ پڑھ لیں اور حضور کا انتظار نہ کریں۔"

(ذکر حبیب ص 172 از مفتی محمد صادق قادیانی)

(95) ایہو کڑی لینی ایں

"آج میں نے بوقت صبح صادق چار بجے خواب میں دیکھا کہ ایک حویلی ہے۔ اس میں میری بیوی والدہ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہے۔ تب میں نے ایک مشک سفید رنگ میں پانی بھرا ہے۔ اور اس مشک کو اٹھا کر لایا ہوں۔ اور وہ پانی لاکر ایک گھڑے میں ڈال دیا ہے۔ میں پانی کو ڈال چکا تھا کہ وہ عورت جو بیٹھی ہوئی تھی' یکایک سرخ اور خوش رنگ لباس پہنے ہوئے میرے پاس آگئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جوان عورت ہے۔ (قادیانی حور - ناقل) پیروں سے سر تک سرخ لباس پہنے ہوئے شاید جالی کا کپڑا ہے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ وہی عورت ہے جس کے لیے اشتہار دیئے تھے۔ لیکن اس کی صورت میری بیوی کی صورت معلوم ہوئی۔ گویا

اس نے کہا۔ یا دل میں کہا کہ میں آگئی ہوں۔ میں نے کہا یا اللہ آجاوے۔ فالحمدللہ علی ذالک"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 831 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

(96) لعنت کی گردان

❑ "لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن لعان نہیں ہوتا۔"

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص 356 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 456 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(97 تا 101) لعنت 1 تا 1000

مرزا قادیانی کی ذہنی کیفیت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ انہوں نے کسی پر لعنت ڈالی تو بجائے یہ کہنے کہ تجھ پر ہزار لعنت ہو یا تحریری طور پر اسے اس طرح لکھ دیتے مگر انہوں نے باقاعدہ لعنت نمبر1، لعنت نمبر2، لعنت نمبر3...... لعنت نمبر1000 تک لکھ دیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ قادیانی ذریعۃ البغایا انہیں سلطان القلم کہتی ہے۔ ملاحظہ ہو حوالہ نمبر97 تا 101۔

(نور الحق ص 118 تا 122 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 ص 158 تا 162 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(102) قادیانی، مرزا قادیانی کی نظر میں

❑ "اس اجتماع میں بعض دفعہ بباعث تنگی مکانات اور قلت وسائل مہمانداری ایسے نالائق رنجش اور خود غرضی کی سخت گفتگو بعض مہمانوں میں باہم ہوتی دیکھی ہے کہ جیسے ریل میں بیٹھنے والے تنگی مکان کی وجہ سے ایک دوسرے سے لڑتے ہیں اور اگر کوئی بیچارہ عین ریل چلنے کے قریب اپنی گھڑی کے سمیت مارے اندیشہ کے دوڑتا دوڑتا ان کے پاس پہنچ جاوے تو اس کو دھکے دیتے اور

دروازہ بند کر لیتے ہیں کہ ہم میں جگہ نہیں، حالانکہ گنجائش نکل سکتی ہے مگر سخت دلی ظاہر کرتے ہیں اور وہ ٹکٹ لیے اور بقچہ اٹھائے ادھر ادھر پھرتا ہے اور کوئی اس پر رحم نہیں کرتا مگر آخر ریل کے ملازم جبراً اس کو جگہ دلاتے ہیں"۔

(شہادت القرآن ص "ر" مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 394 از مرزا قادیانی)

(103)

☐ "بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بناء پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں۔"

(شہادت القرآن ص "ر" مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 395 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(104) درندے، قادیانیوں سے اچھے

"مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اس کو اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چارپائی کو الٹا دیتا ہے اور اس کو نیچے گرا دیتا ہے پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔ یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے پھر میں کس خوشی کی امید

سے لوگوں کو جلسہ کے لیے اکٹھے کروں۔"

شہادت القرآن ص 2 (آخر) مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 396 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(105) قادیان؟

"قادیان کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا کہ۔

اخرج منه اليزيديون"

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کیے گئے ہیں۔"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 181 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا قادیانی کے سفید جھوٹ

(106) بخاری شریف میں

"صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ هذا خليفة الله المهدی اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔"

(شہادت القرآن ص 41 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 337 از مرزا غلام احمد قادیانی)

صحیح بخاری میں یہ حدیث موجود نہیں ہے۔ مرزا قادیانی نے حدیث کے حوالہ سے بہت بڑا جھوٹ بولا ہے۔ جو شخص صحیح بخاری جیسی کتاب کے بارے میں جھوٹ بول سکتا ہے وہ اپنے دعویٰ نبوت کے بارے میں کیا کچھ نہیں کہہ سکتا۔ قادیانیوں کو اس پر غور و فکر کرنا چاہیے۔

(107) میرا کوئی استاد نہیں

"سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا۔ سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا۔ اور قرآن و حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً" کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ پس یہی مہدویت ہے جو نبوت محمدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے اور اسرار دین بلاواسطہ میرے پر کھولے گئے۔"

(ایام الصلح ص 147 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 ص 394 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی نے یہ صریحاً" جھوٹ بولا ہے۔ اس باب کا حوالہ نمبر 10 ملاحظہ فرمائیں' خود مرزا قادیانی کا اعتراف موجود ہے کہ اس نے عربی' فارسی' قواعد' صرف و نحو' حکمت اور منطق وغیرہ کی تعلیم فضل الٰہی' فضل احمد اور گل علی شاہ نامی استادوں سے حاصل کی۔

حالانکہ مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں

(108) جھوٹے کا اعتبار نہیں

"جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔"

(چشمہ معرفت ص 222 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 ص 231 از مرزا قادیانی)

(109) جھوٹ' نجاست

"محض ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا رسوخ جتانے کے لیے دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے یہ خواب آئی۔ اور یا الہام ہوا اور جھوٹ بولتا ہے یا اس میں جھوٹ ملاتا

ہے' وہ اس نجاست کے کیڑے کی طرح ہے جو نجاست میں ہی پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مرجاتا ہے۔"

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 56 از مرزا قادیانی)

(110) جھوٹ' ارتداد

"جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔"

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 56 از مرزا قادیانی)

پیشین گوئیاں

(111)

❑ "غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور بدذات آدمیوں کا کام ہے۔"

(آریہ دھرم ص 13 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 ص 13 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(112)

❑ "واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لیے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص 288 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 ص 288 از مرزا قادیانی)

(113)

❑ "ہر ایک کو سوچنا چاہیے کہ اس شخص کی حالت ایک مخبط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص 191 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 191 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(114)

❑ "خدا تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب۔ سوچ کر دیکھو کہ اس کے یہی معنی ہیں جو شخص اپنے دعویٰ میں کاذب ہو۔ اس کی پیشین گوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی"

(آئینہ کمالات اسلام ص 323,322 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 ص 323,322 از مرزا قادیانی)

(115) پہلی پیش گوئی

❑ "ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 584 طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی سراسر غلط ثابت ہوئی۔ مرزا قادیانی برانڈرتھ روڈ لاہور کی احمدیہ بلڈنگ میں 26 مئی 1908ء کو مرا۔ اور لاش ریل گاڑی پر قادیان بھجوائی گئی۔

قادیانیوں کا یہ کہنا کہ اس سے مراد مکی یا مدنی فتح ہے' کائنات کا سب سے بڑا دجل ہے۔ دنیا کی کسی لغت میں موت کا معنی فتح نہیں ہے۔ اگر موت کا معنی فتح

ہے تو سب قادیانی زہر کھا کر مر جائیں تاکہ سب کی فتح ہو جائے۔

(116) دوسری پیش گوئی

❑ "تخمیناً" اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنہ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا اور وہ یہ ہے کہ بکر و ثیب جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پورا ہوگیا۔ اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔"

(تریاق القلوب ص 73 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 201 از مرزا غلام احمد قادیانی)

پیش گوئی بتا رہی ہے کہ مرزا قادیانی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت دی گئی اور ان سے وعدہ کیا گیا کہ "اللہ تعالیٰ دو عورتیں تیرے نکاح میں لائے گا' ایک کنواری اور دوسری بیوہ۔" بقول مرزا قادیانی کنواری کا الہام پورا ہوگیا۔ بیوہ کے نکاح کا انتظار ہے۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کا کسی بیوہ سے نکاح نہیں ہوا اور وہ اس کی حسرت لیے دنیا سے کوچ کر گیا۔ یہ پیش گوئی ایک گپ اور جھوٹ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔

نظارت تالیف و تصنیف قادیان نے (جس کے ناظر مرزا قادیانی آنجہانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم۔ اے تھے) تذکرہ میں "تریاق القلوب" سے یہ پیش گوئی درج کر کے حاشیہ میں لکھا ہے:

❑ "یہ الہام الٰہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المومنین کی ذات میں ہی پورا ہوا ہے، جو بکر یعنی کنواری آئیں اور ثیب یعنی بیوہ رہ گئیں، خاکسار مرتب۔"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص 38 طبع دوم از مرزا قادیانی)

حضرت مولانا لال حسین اخترؒ اپنے شہرہ آفاق مضمون "بکر و ثیب" مرزا قادیانی کی ایک پیشین گوئی" میں لکھتے ہیں۔

"قارئین کرام! پھر ایک دفعہ مرزا غلام احمد کے "الہام" اور اس کی تشریح توضیح کو پڑھ لیجئے اور ساتھ ہی "تذکرہ" کے مرتب کی دجل آمیز عبارت پر غور کیجئے کہ کس قدر دھوکا اور فریب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ واللہ میں تو مرزائی مبلغین کی ایسی مکروہ چالبازیاں دیکھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ان کے قلوب میں نہ اللہ تعالیٰ کا خوف ہے، نہ ہی انہیں لوگوں سے شرم و حیا آتی ہے۔

مرزا جی تو لکھتے ہیں:

"خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک کنواری ہوگی اور دوسری بیوہ۔"

مرزا جی کی اس تصریح کے خلاف مرزا کے چیلے لکھتے ہیں کہ ایک ہی نکاح سے "الہام" پورا ہوگیا۔ یعنی نصرت جہاں بیگم صاحبہ (مرزا محمود احمد کی والدہ) کا کنواری ہونے کی حالت میں مرزا غلام احمد سے نکاح ہوا اور مرزا کی وفات کے بعد نصرت جہاں بیگم صاحبہ بیوہ رہ گئیں۔

مرزائیو! "تریاق القلوب" ص 34 اور "ضمیمہ انجام آتھم" ص 14 کی ہماری درج کردہ اپنے "مسیح موعود" کی عبارت پڑھو تو تم پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی یہ نہیں لکھتے کہ میری نکاح میں آنے والی کنواری بیوی بیوہ رہ جائے گی بلکہ وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دو

عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک کنواری ہوگی اور دوسری بیوہ۔ پس تم بتاؤ کہ کس بیوہ عورت سے مرزا جی کا نکاح ہوا؟ جب کسی بیوہ سے مرزا غلام احمد کا نکاح نہیں ہوا اور یقیناً نہیں ہوا تو تمہیں مرزا کو کاذب اور مفتری علی اللہ ماننے میں کون سا امر مانع ہے؟

کسی بیوہ عورت سے نکاح نہ ہونے کے باعث مرزا کا ثیب (نکاح بیوہ) کا "الہام" صریح جھوٹ اور کھلا ہوا افتراء ہوا۔ پس مرزا جی کاذب ثابت ہوئے۔ کیونکہ:

"خدا تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب سوچ کر دیکھو کہ اس کے یہی معنی ہیں۔ جو شخص اپنے دعویٰ میں کاذب ہو' اس کی پیش گوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی۔"

(آئینہ کمالات اسلام" ص 322' "روحانی خزائن" ص 323-322' ج 5 از مرزا قادیانی)

مرزا نے خود تحریر کیا ہے:

"ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔"

("چشمہ معرفت" ص 222' مندرجہ روحانی خزائن" ص 231' ج 23 از مرزا قادیانی)

تیسری پیش گوئی

مرزا قادیانی نے امرتسر شہر میں عیسائیوں کے پادری عبداللہ آتھم سے الوہیت مسیح پر تحریری مباحثہ کیا۔ جو 22 مئی 1893ء سے شروع ہو کر 5 جون 1893 تک رہا۔ 5 جون کو مرزا قادیانی نے مباحثہ سے عاجز آکر اپنے آخری پرچہ میں تحریر کیا کہ میرے خدا نے مجھے بتایا ہے کہ پادری عبداللہ آتھم 5 جون 1893ء سے لے کر پندرہ ماہ کے اندر اندر مر جائے گا۔ جس کی آخری تاریخ 5 ستمبر 1894ء بنتی ہے۔ اور صاف صاف الفاظ میں یہ اقرار کیا کہ

❑ "میں اس وقت یہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالٰی کے نزدیک جھوٹ پر ہے' وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج تاریخ سے .سزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لیے تیار ہوں' مجھ کو ذلیل کیا جائے۔ روسیاہ کیا جائے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے' مجھ کو پھانسی دیا جائے۔ ہر ایک بات کے لیے تیار ہوں اور میں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا ضرور کرے گا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔

اب ڈپٹی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ نشان پورا ہوگیا تو کیا یہ سب آپ کے منشاء کے موافق کامل پیشین گوئی اور خدا کی پیشین گوئی ٹھہرے گی یا نہیں ٹھہرے گی اور رسول اللہ ﷺ کے سچے نبی ہونے کے بارہ میں جن کو اندرونہ بائبل میں دجال کے لفظ سے آپ نامزد کرتے ہیں' محکم دلیل ہو جائے گی یا نہیں ہو جائے گی۔ اب اس سے زیادہ میں کیا لکھ سکتا ہوں جبکہ اللہ تعالٰی نے آپ ہی فیصلہ کر دیا ہے اب ناحق ہنسنے کی جگہ نہیں۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لیے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔"

(جنگ مقدس ص 211 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 293 از مرزا قادیانی)

اس تحریر کے بعد مرزا قادیانی نے خدا کی قسم کھائی اور لکھا کہ پادری آتھم 5 ستمبر 1894ء کی شام تک پندرہ ماہ کے اندر اندر ضرور مرجائے گا۔ ضرور مرجائے گا۔ ضرور مرجائے گا۔ مرزا صاحب نے اپنی کتاب حجتہ الاسلام کے ص 7 پر یہ بھی لکھا کہ اگر میرا یہ نشان سچا نہ نکلا تو میں دین اسلام چھوڑ دوں گا۔

مہینوں پر مہینے گزرتے گئے۔ آتھم کا بال بھی بیکا نہ ہوا۔ آخر 5 ستمبر 1894ء کا سورج غروب ہوگیا۔ اور اس مباہلہ کا نتیجہ سب کے سامنے آگیا۔ 6 ستمبر کو عبداللہ آتھم امرتسر پہنچ گیا۔ عیسائیوں نے امرتسر شہر میں اس کا عظیم الشان جلوس نکالا۔ مرزا قادیانی کی ہر طرف سے ذلت اور رسوائی ہوئی۔ اس مباحثہ کا الٹا اثر یہ ہوا کہ

1- منشی محمد اسماعیل جس نے مباحثہ کرایا تھا' عیسائی ہو گیا۔

3- محمد یوسف مرزائی جو مباحثہ کا سیکرٹری تھا' عیسائی ہو گیا۔

4- مرزا صاحب کی بیوی کا خالہ زاد بھائی میر محمد سعید' عیسائی ہو گیا۔

اور لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو خود اس کے اپنے الفاظ میں "تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ لعنتی سمجھنے پر مجبور ہوئے۔

اب یہ فیصلہ قادیانیوں کے شعور و انصاف پر چھوڑا جاتا ہے کہ کیا مسلمان یہ کہنے میں حق بجانب نہیں ہیں اگر مرزا قادیانی کا کچھ نام رہا تو ذلت اور رسوائی کے ساتھ رہے گا۔

چوتھی پیش گوئی

مرزا قادیانی اپنی آخری کتاب چشمہ معرفت (جو اس کے مرنے سے صرف گیارہ دن پہلے شائع ہوئی) کے ص نمبر336 پر لکھتے ہیں۔

(119)

❑ "کئی اور دشمن مسلمانوں میں سے میرے مقابل پر کھڑے ہو کر ہلاک ہوئے اور ان کا نام و نشان نہ رہا۔ ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی 4- اگست 1908ء تک ہلاک ہو جاؤں گا۔ اور یہ اس کی سچائی کے لیے ایک نشان ہو گا۔ یہ شخص الہام کا دعوی کرتا ہے .... اس نے یہ پیشگوئی کی کہ میں اس کی زندگی میں ہی 4- اگست 1908ء تک اس کے سامنے ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر خدا نے اس کی پیشگوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے' خدا اس کی مدد

کرے گا۔"

(چشمہ معرفت ص 322 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 ص 337,336 از مرزا قادیانی)

لیکن ہوا کیا؟

مرزا قادیانی 26 مئی 1908ء کو ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئی کے عین مطابق 4 اگست 1908ء سے پہلے پہلے مر گیا۔ اور ڈاکٹر عبدالحکیم مرزا قادیانی کے مرنے کے گیارہ برس بعد تک زندہ رہا۔ وہ 1919ء میں فوت ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئی سچی نکلی اور مرزا صاحب کی جھوٹی۔ مرزائیوں کے لیے مرزا قادیانی کی کتاب "چشمہ معرفت" کا صفحہ 337,336 مرزا قادیانی کی ذلت اور رسوائی کا قیامت خیز زلزلہ بنا ہوا ہے۔

پانچویں پیش گوئی

قصبہ قادیان میں میاں منظور محمد صاحب ایک جانی پہچانی مشہور و معروف شخصیت تھے۔ قادیان میں عام طور پر پیرجی منظور محمد کے نام سے مشہور تھے۔ منظور محمد صاحب کی اہلیہ کا نام محمدی بیگم تھا۔ (یہ وہ محمدی بیگم نہیں ہے جس کے ساتھ مرزا قادیانی نے شادی کروانے کی بے حد کوشش کی اور ناکام رہے) ان کی دو لڑکیاں تھیں حامدہ بیگم اور صالحہ بیگم۔ حامدہ بیگم کا نکاح سردار کرم داد خان صاحب سے ہوا۔ اور صالحہ بیگم کا نکاح مرزا محمود احمد خلیفہ ثانی قادیان کے ماموں میر محمد اسحاق سے ہوا۔ صالحہ بیگم کی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد پیر منظور محمد صاحب کی بیوی محمدی بیگم 1906ء میں حاملہ ہوئیں۔ متنبی قادیان مرزا غلام احمد قادیانی نے جیسا کہ ان کی عام عادت تھی کہ خواہ ان کا اپنا گھر ہو یا مرید کا۔ لڑکا پیدا ہونے کی خوشخبری کبھی کبھی سنا دیا کرتے تھے اور ساتھ ہی "ممکن ہے" کی پیچ بھی لگا دیا کرتے تھے لیکن جب لڑکے کی بجائے لڑکی پیدا ہو جاتی تو تاویلات کا سہارا لیکر اپنا دامن داغدار ہونے سے بچا لینے کی بھی بھرپور کوشش کرتے۔ اسی قسم کا ایک قصہ قادیاں میں میاں منظور محمد صاحب کے گھر بچہ ہونے کے متعلق 1906ء میں پیش آیا اور

مرزا جی نے "بکمال شان غیب دانی" فرمایا "دیکھا کہ منظور محمد صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اور دریافت کرتے ہیں کہ اس لڑکے کا نام رکھا جائے تب خواب سے حالت الہام کی طرف چلی گئی اور یہ معلوم ہوا کہ "بشیر الدولہ" فرمایا کئی آدمیوں کے واسطے دعا کی جاتی ہے معلوم نہیں منظور محمد کے لفظ سے کس طرف اشارہ ہے۔ ممکن ہے کہ "بشیر الدولہ" کے لفظ سے یہ مراد ہو کہ ایسا لڑکا میاں منظور محمد کے پیدا ہو گا۔ جس کا پیدا ہونا موجب خوشحالی اور دولت مندی ہو جائے اور یہ بھی قرین قیاس کہ وہ لڑکا خود اقبال مند اور صاحب دولت ہو۔ لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ کب اور کس وقت یہ لڑکا پیدا ہو گا۔ خدا نے کوئی وقت ظاہر نہیں فرمایا۔ ممکن ہے کہ جلد ہو یا خدا اس میں کئی برس کی تاخیر ڈال دے۔"

(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع دوم ص 591 از مرزا قادیانی)

قریباً" ساڑھے تین ماہ بعد مرزا جی نے منظور محمد صاحب کی تخصیص بھی کر دی اور ان کی اہلیہ محمدی بیگم صاحبہ کی بھی۔ اور ساتھ ہی یہ بھی ظاہر ہوا کہ اب الہاما" معلوم ہوا ہے کہ پیدا ہونے والے لڑکے کا ایک نام نہیں بلکہ دو نام ہوں گے' چنانچہ لکھتے ہیں۔

"7 جون 1906ء بذریعہ الہام معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا ہو گا۔ جس کے دو نام ہوں گے (1) بشیر الدولہ (2) عالم کباب۔

(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع دوم ص 615 از مرزا قادیانی)

اسی دن اور اسی تاریخ کو مرزا جی کو دوبارہ پھر "الہام" ہوتا ہے کہ اس پیدا ہونے والے بچے کے دو نام نہیں بلکہ چار نام ہوں گے۔ جب تک ان چار ناموں والا لڑکا میاں منظور محمد کے نطفہ سے محمدی بیگم صاحبہ کے بطن سے حامدہ بیگم اور صالحہ بیگم کا بھائی پیدا نہیں ہو گا۔ اس وقت تک محمدی بیگم ضرور زندہ رہے گی چنانچہ لکھتے ہیں۔

"7 جون 1907ء اس کے بعد معلوم ہوا کہ اس لڑکے کے دو نام اور ہیں ایک شادی خاں کیونکہ وہ اس جماعت کے لیے شادی کا موجب ہو گا۔ دوسرے کلمتہ

اللہ خاں۔ کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہو گا جو ابتدا سے مقرر تھا۔ اس زمانہ میں پورا ہو جائے گا اور ضرور ہے کہ خدا اس لڑکے کی والدہ کو زندہ رکھے۔ جب تک یہ پیشگوئی پوری ہو اور گزشتہ الہام اے ورڈ اینڈ ٹو گرلز اس الہام کو پورا کرتا ہے جس کے معنی ہیں ایک کلمہ اور دو لڑکیاں ہیں تو جب کلمہ پیدا ہو گا تب یہ بات پوری ہو جائے گی۔ ایک کلمہ اور دو لڑکیاں"

(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع دوم ص 616 از مرزا قادیانی)

صرف گیارہ دن بعد مرزا جی پھر لکھتے ہیں کہ اب الہام ہوا ہے کہ محمدی بیگم زوجہ منظور محمد کے بطن سے پیدا ہونے والے لڑکے کے چار نام نہیں بلکہ 9 نام ہوں گے چنانچہ لکھتے ہیں۔

(120)

❑ "19 جون 1906ء = میاں منظور محمد کے اس بیٹے کا نام جو بطور نشان ہو گا بذریعہ الہام الٰہی مفصلہ ذیل معلوم ہوئے (1) کلمتہ العزیز (2) کلمتہ اللہ خاں (3) ورڈ (4) بشیر الدولہ (5) شادی خان (6) عالم کباب (7) ناصر الدین (8) فاتح الدین (9) ہذا یوم مبارک

(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع دوم ص 620 از مرزا قادیانی)

(121)

❑ مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا الہام کے صرف 27 دن بعد پیر منظور محمد کے گھر میں 17 جولائی 1906ء بروز منگل لڑکی پیدا ہوئی۔

(تذکرہ مجموعہ الہامات طبع دوم صفحہ 651 از مرزا قادیانی)

کچھ عرصہ بعد لڑکی اور اس کی ماں محمدی بیگم بھی مر گئی اور 9 نام والا لڑکا نہ آنا تھا' اس لیے نہ آیا۔

(122) پندرھویں صدی کا آغاز اور قادیانیوں کے لیے لمحہ فکریہ

❑ "آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر اس امت کے لیے ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اس کے لیے دین کو تازہ کرے گا۔"

(حقیقتہ الوحی ص 193 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 200 از مرزا قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ تھا کہ میں چودھویں صدی کا مجدد ہوں۔ اور چونکہ آخری زمانہ جس میں آخری مجدد کو آنا تھا' یہی صدی ہے' اس لیے میں مسیح موعود بھی ہوں۔ لیکن اب چودھویں صدی ختم ہو کر پندرھویں صدی شروع ہوگئی ہے۔ اس لیے ارشاد نبوی کے مطابق اس صدی میں بھی کسی مجدد کا آنا ضروری ہے اور مرزا غلام احمد صاحب کا یہ دعویٰ کہ چونکہ وہ چودھویں صدی کے مجدد ہیں' اس لیے مسیح موعود بھی ہیں' غلط ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ مسیح موعود تو آخری مجدد ہو گا جو آخری زمانے میں ظاہر ہو گا۔

ہم تمام ان احباب سے گزارش کرتے ہیں جنہوں نے غلط فہمی سے مرزا صاحب کو مسیح موعود مان لیا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں غور فرمائیں' کہ

1- آیا نئی صدی کے لیے کوئی مجدد آئے گا یا نہیں؟

2- اگر آئے گا اور ضرور آئے گا تو مرزا صاحب آخری مجدد نہ ہوئے؟

اور جب زمانے نے ثابت کر دیا کہ وہ آخری مجدد نہیں تو مسیح موعود بھی نہ ہوئے' کیونکہ:

(123)

❑ "یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہو گا۔"

(حقیقتہ الوحی ص 193 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 201 از مرزا قادیانی)

اور جب مسیح موعود نہ ہوئے تو نبی بھی نہ ہوئے۔

کیا قادیانی احباب میں کوئی شخص ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر غور کر کے اپنے عقیدے کی اصلاح کے لیے تیار ہو؟

(124) جاہلیت کی انتہا

مرزا قادیانی نے اپنے بیٹے کی پیدائش کے بارے میں لکھا۔

"اس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنی ماہ صفر اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنی چہار شنبہ۔"

(تریاق القلوب ص 90 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 218 از مرزا قادیانی)

اسلامی سال محرم سے شروع ہوتا ہے جس کا دوسرا مہینہ صفر ہے لیکن مرزا قادیانی اسے چوتھا قرار دیتا ہے۔ پھر اسلامی ہفتہ شنبہ سے شروع ہو کر جمعہ پر ختم ہوتا ہے۔

1	2	3	4	5	6	7
شنبہ	یک شنبہ	دو شنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ

چہار شنبہ پانچواں دن ہے لیکن مرزا قادیانی اسے چوتھا کہتے ہیں۔

جبکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ

"میں زمین کی باتیں نہیں کہتا---- بلکہ وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔"

(پیغام صلح ص 32)

(125) بہشتی مقبرہ

"خدا نے مجھے میری وفات سے اطلاع دی ہے اور مجھے مخاطب کر کے میری زندگی کی نسبت فرمایا کہ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اور فرمایا کہ تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ضرور ہے کہ میری وفات سے پہلے دنیا پر کچھ حوادث پڑیں اور

کچھ عجائبات قدرت ظاہر ہوں تا دنیا ایک انقلاب کے لیے طیار ہو جائے اور اس انقلاب کے بعد میری وفات ہو اور مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔ تب سے ہمیشہ مجھے یہ فکر رہی کہ جماعت کے لیے ایک قطعہ زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے لیکن چونکہ موقعہ کی عمدہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں۔ اس لیے یہ غرض مدت دراز تک معرض التواء میں رہی۔ اب اخویم مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات کے بعد جب کہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی الہی ہوئی۔ میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلدی انتظام کیا جائے' اس لیے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کے لیے تجویز کی اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے۔"

(الوصیت ص 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 ص 316 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(126 تا 130) بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی شرائط

"رسالہ الوصیت کے متعلق چند ضروری امر قابل اشاعت ہیں جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

1- اول یہ کہ جب تک انجمن کارپرداز مصالح قبرستان اس امر کو شائع نہ کرے کہ قبرستان باعتبار لوازم ضروری کے من کل الوجوہ طیار ہو گیا ہے اس وقت تک جائز نہ ہوگا کہ اس کی میت جس نے رسالہ الوصیت کی شرائط کی پابندی کی ہے۔ قبرستان میں دفن کرنے کے لیے لائی جائے بلکہ

پل وغیرہ لوازم ضروریہ کا پہلے طیار ہو جانا ضروری ہوگا اور اس وقت تک میت ایک صندوق میں امانت کے طور پر کسی اور قبرستان میں رکھی جائے گی۔

2- ہر ایک صاحب جو شرائط رسالہ الوصیت کی پابندی کا اقرار کریں ضروری ہوگا کہ وہ ایسا اقرار کم سے کم دو گواہوں کی ثبت شہادت کے ساتھ اپنے زمانہ قائمی ہوش و حواس میں انجمن کے حوالہ کریں اور تصریح سے لکھیں کہ وہ اپنی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ کا دسواں حصہ اشاعت اغراض سلسلہ احمدیہ کے لیے بطور وصیت یا وقف دیتے ہیں۔ اور ضروری ہوگا کہ وہ کم سے کم دو اخبار میں اس کو شائع کرا دیں۔

3- انجمن کا یہ فرض ہوگا کہ قانونی اور شرعی طور پر وصیت کردہ مضمون کی نسبت اپنی پوری تسلی کر کے وصیت کنندہ کو ایک سرٹیفکیٹ اپنے دستخط اور مہر کے ساتھ دے دیں اور جب قواعد مذکورہ بالا کی رو سے کوئی میت اس قبرستان میں لائی جائے تو ضروری ہوگا کہ وہ سرٹیفکیٹ انجمن کو دکھلا دیا جائے اور انجمن کی ہدایت اور موقع نمائی سے وہ میت اس موقع میں دفن کی جائے جو انجمن نے اس کے لیے تجویز کیا ہے۔

4- اس قبرستان میں بجز کسی خاص صورت کے جو انجمن تجویز کرے' نابالغ بچے دفن نہیں ہوں گے کیونکہ وہ بہشتی ہیں اور نہ اس قبرستان میں اس میت کا کوئی دوسرا عزیز دفن ہوگا جب تک وہ اپنے طور پر کل شرائط رسالہ الوصیت کو پورا نہ کرے۔

5- ہر ایک میت جو قادیان کی زمین میں فوت نہیں ہوئی ان کو بجز صندوق قادیان میں لانا ناجائز ہوگا اور نیز ضروری ہوگا کہ کم سے کم ایک ماہ پہلے اطلاع دیں تاکہ انجمن کو اگر اتفاقی موانع قبرستان کے متعلق پیش آگئے ہوں ان کو دور کر کے اجازت دے۔

6- اگر کوئی صاحب خدا نخواستہ طاعون کی مرض سے فوت ہوں جنہوں نے رسالہ الوصیت کے تمام شرائط پورے کر دیئے ہوں ان کی نسبت یہ

ضروری حکم ہے کہ وہ دو برس تک صندوق میں رکھ کر کسی علیحدہ مکان میں امانت کے طور پر دفن کیے جائیں اور دو برس کے بعد ایسے موسم میں لائے جائیں کہ اس فوت ہونے کے مقام اور قادیان میں طاعون نہ ہو۔

7- یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہو گا کہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جائے بلکہ ضروری ہو گا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لیے ممکن ہے' پابند احکام اسلام ہو اور تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو اور مسلمان' خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو۔

8- اگر کوئی صاحب دسویں حصہ جائیداد کی وصیت کریں اور اتفاقاً" ان کی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر ان کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پا دیں جہاں سے میت کو لانا متعذر ہو تو ان کی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہو گا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے ہیں اور جائز ہو گا کہ ان کی یادگار میں اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جائے اور اس پر واقعات لکھے جائیں۔

9- انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہو گا' اس کو اختیار نہیں ہو گا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے۔ اور ان اغراض میں سے سب سے مقدم اشاعت اسلام ہو گی اور جائز ہو گا کہ انجمن باتفاق رائے اس روپیہ کو تجارت کے ذریعہ ترقی دے۔

10- انجمن کے تمام ممبر ایسے ہوں گے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارسا طبع اور دیانتدار ہوں اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہو گا کہ وہ پارسا طبع نہیں ہے یا یہ کہ وہ دیانت دار نہیں یا یہ کہ وہ ایک چالباز ہے اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتا ہے۔ تو انجمن کا فرض ہو گا کہ بلا توقف ایسے شخص کو اپنے مجمع سے خارج کرے اور اس کی جگہ کوئی اور مقرر کرے۔

-11 اگر وصیتی مال کے متعلق کوئی جھگڑا پیش آئے تو اس جھگڑے کی پیروی میں جو اخراجات ہوں' وہ تمام وصیتی مالوں میں سے دیئے جائیں گے۔

-12 اگر کوئی شخص وصیت کر کے پھر اپنے کسی ضعف ایمان کی وجہ سے اپنی وصیت سے منکر ہو جائے یا اس سلسلے سے روگرداں ہو جائے تو گو انجمن نے قانونی طور پر اس کے مال پر قبضہ کرلیا ہو۔ پھر بھی جائز نہ ہو گا کہ وہ مال اپنے قبضہ میں رکھے' وہ تمام مال واپس کرنا ہو گا۔ کیونکہ خدا کسی کے مال کا محتاج نہیں اور خدا کے نزدیک ایسا مال مکروہ اور رد کرنے کی لائق ہے۔

-13 چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لیے اس انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہو گا اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہیے۔

-14 جائز ہو گا کہ اس انجمن کی تائید اور نصرت کے لیے دور دراز ملکوں میں اور انجمنیں ہوں جو اس کی ہدایت کی تابع ہوں اور جائز ہو گا کہ اگر وہ ایسے ملک میں ہوں کہ وہاں سے میت کو لانا متعذر ہے تو اسی جگہ میت کو دفن کردیں اور ثواب سے حصہ پانے کی غرض سے ایسا شخص قبل از وفات اپنے مال کے دسویں حصہ کی وصیت کرے اور اس وصیتی مال پر قبضہ کرنا اس انجمن کا کام ہو گا جو اس ملک میں ہی ہے اور بہتر ہو گا کہ وہ روپیہ اسی ملک کے اغراض دینیہ کے لیے خرچ ہو اور جائز ہو گا کہ کوئی ضرورت محسوس کرکے وہ روپیہ اس انجمن کو دیا جائے جس کو ہیڈ کوارٹر یعنی مرکز مقامی قادیان ہو گا۔

-15 یہ ضروری ہو گا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے اور جائز ہو گا کہ وہ آئندہ ضرورتیں محسوس کر کے اس کام کے لیے کوئی کافی مکان طیار کریں۔

-16 انجمن میں کم سے کم ہمیشہ ایسے دو ممبر رہنے چاہیں جو علم قرآن اور حدیث سے بخوبی واقف ہوں اور تحصیل علم عربی رکھتے ہوں اور سلسلہ

احمدیہ کی کتابوں کو یاد رکھتے ہوں۔

-17 اگر خدانخواستہ کوئی ایسا شخص جو رسالہ الوصیت کی رو سے وصیت کرتا ہے' مجذوم ہو جس کی جسمانی حالت اس لائق نہ ہو جو وہ اس قبرستان میں لایا جائے تو ایسا شخص حسب مصالح ظاہری مناسب نہیں ہے اس قبرستان میں لایا جائے لیکن اگر اپنی وصیت پر قائم ہو گا تو اس کو وہی درجہ ملے گا جیسا کہ دفن ہونے والے کو۔

-18 اگر کوئی کچھ جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہ رکھتا ہو اور بایں ہمہ ثابت ہو کہ وہ ایک صالح درویش ہے اور متقی اور خالص مومن ہے اور کوئی حصہ نفاق یا دنیا پرستی یا قصور اطاعت کا اس کے اندر نہ ہو تو وہ بھی میری اجازت سے یا میرے بعد انجمن کی اتفاق رائے سے اس مقبرہ میں دفن ہو سکتا ہے۔

-19 اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی خاص وحی سے رد کیا جائے تو گو وصیتی مال بھی پیش کرے تاہم اس قبرستان میں داخل نہیں ہو گا۔

-20 میری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہو گی اور شکایت کرنے والا منافق ہو گا۔"

(رسالہ الوصیت ص 25 تا 29 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 ص 323 تا 327 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(131) یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ

"جب میں ولایت گیا تو مجھے خصوصیت سے خیال تھا کہ یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ بھی دیکھوں۔ مگر قیام انگلستان کے دوران میں مجھے اس کا موقعہ نہ ملا۔ واپسی پر جب ہم فرانس آئے تو میں نے چودھری ظفر اللہ خان صاحب سے جو میرے ساتھ تھے۔ کہا کہ مجھے کوئی ایسی جگہ دکھائیں۔ جہاں یورپین سوسائٹی عریانی سے نظر آسکے۔ وہ بھی فرانس سے واقف تو نہ تھے مگر مجھے ایک اوپیرا میں لے گئے۔

جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ اوپیرا سینما کو کہتے ہیں۔ چودھری صاحب نے بتایا کہ یہ اعلیٰ سوسائٹی کی جگہ ہے جسے دیکھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان لوگوں کی کیا حالت ہے۔ میری نظر چونکہ کمزور ہے۔ اس لیے دور کی چیز اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے جو دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ سینکڑوں عورتیں بیٹھی ہیں۔ میں نے چودھری صاحب سے کہا' کیا یہ ننگی ہیں۔ انہوں نے بتایا یہ ننگی نہیں بلکہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے' وہ ننگی معلوم ہوتی تھیں۔ تو یہ بھی ایک لباس ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کے شام کی دعوتوں کے گاؤن ہوتے ہیں۔ نام تو اس کا بھی لباس ہے۔ مگر اس میں سے جسم کا ہر حصہ بالکل ننگا نظر آتا ہے۔"

(روزنامہ اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ 24 جنوری 1934ء)

(132) کبھی کبھی زنا

"حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ولی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کرلیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کرلیا۔ تو اس میں حرج کیا ہوا۔ پھر لکھا ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر اعتراض نہیں۔ کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔"

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ 31 اگست 1938ء)

تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق

"زمین و آسمان اپنے جائے قیام بدل سکتے ہیں' فرشتے زمین پر اور انسان آسمان پر منتقل ہو سکتے ہیں لیکن خدائے برتر ایسے انسانوں کو کبھی معاف نہیں کرے گا جن کی مذہبی قیادت نے ہزاروں عصمتوں پر ڈاکے ڈالے جو رہبر کے بھیس میں دنیا کے سامنے آیا' لوگ اسے رہنما سمجھ کر پیچھے ہو لیے لیکن وہ رہزن نکلا۔ دنیا نے اسے انسان سمجھا لیکن وہ بھیڑیا ثابت ہوا۔ اس نے اپنے چاروں طرف ظلمتیں پھیلا دیں تاکہ اس کی بے راہ روی پر پردے پڑے رہیں"۔ بظاہر رہنما بباطن رہزن یہ

کون شخص تھا' یہ تھا مرزا بشیر الدین قادیانی۔

مرزا بشیر الدین محمود آنجہانی جو مرزا غلام احمد قادیانی کا بڑا بیٹا تھا' اس پر زنا کا الزام تواتر کے ساتھ اس کے مریدوں نے لگایا۔ اس نے قادیان و ربوہ کے کسی قابل ذکر لڑکے و عورت کو نہیں چھوڑا۔ اس کی بدکرداریوں پر انہی کے اپنے آدمی' یعنی قادیانیوں کا تبصرہ' اعداد و شمار' شواہدات' حلفی بیانات' مباہلے' قسمیں' حکومت کو درخواستیں' بشیر الدین سے خط و کتابت غرضیکہ ایسی ایسی چیزیں ہیں کہ آپ پڑھ کر پکار اٹھیں گے کہ جس طرح مرزا قادیانی اس صدی میں دنیا کا سب سے بڑا کذاب تھا۔ اسی طرح آپ یقین کریں گے کہ اس صدی کا سب سے بڑا بدکردار شخص مرزا بشیر الدین تھا جس نے اپنی بیٹیوں تک کو اپنی ہوس کا نشانہ بنایا۔ مرزائیوں کے منہ پر مرزائیوں کے جوتے یہ اس کتاب کا تعارف ہے۔ مصنف کے باپ فخرالدین ملتانی کو مرزا بشیر الدین محمود نے محض اس لیے قتل کرا دیا تھا کہ اس نے بشیر الدین کے کریکٹر سے متعلق قادیان میں ایک اشتہار شائع کیا تھا۔ قادیانیوں کی' قادیانی سربراہ کے متعلق تصنیف اور تحریری شہادت ایک تاریخی وستاویز ہے اور ایک ایسا آئینہ ہے' جس میں قادیانی اپنے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی عریاں تصویریں دیکھ سکتے ہیں۔

مرزا بشیر الدین محمود آنجہانی نام نہاد مرزائی خلیفہ کی عریاں' شرم ناک' سنگین و رنگین کہانی کو حلف موکد بعذاب کے ساتھ اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے اور مرزائیوں کی عورتوں' مردوں کی حلفیہ شہادتوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا بشیر الدین ایک زانی و بدمعاش شخص تھا جو تقدس کے پردہ میں عورتوں اور لڑکوں کا شکار کرتا تھا۔

مظہر الدین ملتانی قادیانی نے راسپوٹین مرزا محمود کے متعلق جو انکشافات کیے ہیں' وہ پڑھنے کے لائق ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مظہر الدین ملتانی آخری وقت تک قادیانی مذہب پر قائم رہے۔ صرف مرزا محمود سے اس کی رنگینیوں اور سنگینیوں کی وجہ سے اختلاف رہا۔ سچ ہے اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔

مباہلہ جائز ہے

"حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے تین حوالجات پیش خدمت ہیں۔ اس میں زنا کے الزام پر مباہلہ کرنے کی پوری پوری وضاحت موجود ہے۔ اس سے یہ ثابت ہے کہ زنا کے الزام لگانے والے خواہ چار گواہ پیش نہ بھی کریں تو وہ میدان مباہلہ میں نکل آئیں تو ان سے مباہلہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ حضور کا حکم ملاحظہ فرمائیے۔

1- "مباہلہ صرف ایسے شخصوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر کسی دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں"۔

(الحکم' 24 مارچ 1902ء)

2- "دوم اس ظالم کے ساتھ جو بے جا تہمت کسی پر لگا کر اور اس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً مستورہ عورت کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ عورت زانیہ ہے۔ کیونکہ میں نے بچشم خود اس کو زنا کرتے دیکھا ہے یا مثلاً ایک شخص کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شراب خور ہے۔ کیونکہ بچشم خود اسے شراب پیتے دیکھا ہے۔ تو اس حالت میں بھی مباہلہ جائز ہے۔ کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہیں کیونکہ ایک شخص اپنے یقین اور رویت کی بنا رکھ کر ایک مومن بھائی کو ذلت پہنچانا چاہتا ہے"۔

(الحکم' 24 مارچ 1902ء)

3_ "یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے یا بچشم خود شراب پیتے دیکھا ہے۔ اگر میں اس بے بنیاد و افتراء کے لیے مباہلہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا"۔

(تبلیغ رسالت' جلد نمبر2' ص2)

خلیفہ صاحب کی عیاری

خلیفہ صاحب ربوہ نے جب یہ دیکھا کہ میری بدچلنی کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹ رہا ہے اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے فتویٰ کی روشنی میں چار

گواہوں کی بھی ضرورت نہیں اور کہیں احمدی جماعت کے افراد مجھے مباہلہ کے لیے تیاری شروع نہ کروا دیں' فوراً کمال چابکدستی سے پینترا یوں بدلا کہ میں مباہلہ کے لیے تیار ہوں مگر گمنام شخص دعوت مباہلہ دے رہا ہے۔ اس لیے اس سے مباہلہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور 8 ستمبر 1956ء کے الفضل میں گواہیوں کو رد کرتے ہوئے میاں زاہد کی گواہی کو سراہا اور یوں فرمایا:

"کہ مجھے کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ میرے لیے میاں زاہد کی گواہی اور اپنا حافظہ کافی ہے"۔

(الفضل' 8 ستمبر 1956ء)

الفضل 31 جولائی 56 میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ نے یہ بھی شکوہ فرمایا ہے کہ "ہر عقل مند انسان سمجھ سکتا ہے کہ گمنام شخص سے مباہلہ کون کر سکتا ہے"۔

(الفضل' 31 جولائی 1956ء)

میاں زاہد سے میری بیویاں پردہ نہیں کرتیں

چونکہ خلیفہ صاحب کو اپنے حافظہ پر ناز ہے۔ بھولنا بھی ان کے بس کی بات نہیں۔ حفظ ماتقدم کے طور پر یاد کروانا ضروری خیال کرتا ہوں۔ ہاں! یہ وہی میاں زاہد ہیں جن کو آپ نے مورخہ 8 ستمبر 1956ء کے الفضل میں فرمایا تھا کہ میری بیویاں میاں زاہد سے پردہ نہیں کرتیں۔ الفضل--- میں عرض کر رہا تھا۔ یہ دونوں صورتیں میاں زاہد نے پوری کر دیں' جو ان کے بیان سے ظاہر ہے۔ اس لیے غور سے ملاحظہ کیجئے:

شہادت نمبر1

چیلنج مباہلہ

بنام میاں محمود احمد خلیفہ قادیان

صدق و کذب میں فیصلہ کا آسان طریق

اب میاں زاہد صاحب کا بیان مباہلہ بغیر تبصرہ کے شائع کرنے کی سعادت

حاصل کر رہے ہیں اور میاں محمود احمد صاحب ان کی گواہی از خود تسلیم کر چکے ہیں۔ اس لیے آپ بغیر کسی تاویل کے حضرت مسیح موعود کے فتویٰ کی روشنی میں اس مباہلہ کو قبول فرمائیے۔ "مباہلہ ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین کی بنا رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں"۔ (اخبار الحکم)

کیونکہ آپ عجیب و غریب تفرقہ انگیز فتویٰ مثلاً یہ کہ تمام روئے زمین کے کلمہ گو مسلمان کافر ہیں۔ ان کے پیچھے نماز قطعی حرام ہے۔ ان کے اور ان کے معصوم بچوں کا جنازہ تک پڑھنا ناجائز اور ان سے رشتہ و ناطہ حرام ہے' صادر فرمانے کی وجہ سے مسلمانوں میں خصوصاً اور باقی دنیا میں عموماً کافی شہرت رکھتے ہیں۔ آنجناب کا دعویٰ ہے کہ آپ خدا کے مقرر کردہ خلیفۃ المسلمین ہیں اور خدا نے ہی آپ کو دنیا کی ہدایت و اصلاح کے لیے مامور فرمایا ہے اور اگر فی زمانہ کوئی روحانیت کا مجسم نمونہ اور اسلام کا سچا حامی علمبردار ہے تو وہ آپ کی ذات والا صفات ہے۔

خلافت مآب کے ان عظیم الشان دعاوی نے ایک دنیا کو حیرت میں ڈال رکھا تھا۔ لیکن یہ کیونکر ممکن تھا کہ اس قادر مطلق خبیرو علیم جس سے کوئی نہال در نہال فعل پوشیدہ نہیں اور جس نے ابتدائے عالم سے مخلوق کو گمراہی سے بچانے کے سامان پیدا کیے اور بالآخر ہمارے مولیٰ و آقا سید الکونین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔ کسی ایسے شخص کو زیادہ مہلت دیتا جو اس کے اور اس کے پاک رسولؐ کے نام کی آڑ میں بندگان خدا کو گمراہ کر رہا ہو۔ آج اس مسبب الاسباب کے پیدا کردہ یہ سامان ہیں کہ خود خلیفہ کے مخلص مرید آنجناب کے پوشیدہ رازوں کا انکشاف کر رہے ہیں اور عرصہ سے خلافت مآب کو جو پیشتر ازیں ہر مخالف کو مباہلہ کے لیے بلایا کرتے تھے' ان کے مشتبہ چال چلن پر مباہلہ کی دعوت دے رہے ہیں مگر آج تک اس روحانیت' پاکیزگی اور تعلق باللہ کے مدعی کو میدان میں آنے کی جرات نہیں۔

خاکسار اپنے فرض سے سبکدوش ہونے کے لیے اور دنیا پر حقیقت کو بے نقاب اور جملہ براوران اسلامی کی آگاہی کے لیے بذریعہ اشتہار ہذا اس امر کی اطلاع

دیتا ہوں کہ یہ عاجز بھی عرصہ سے خلافت ماب کو یہی چیلنج دے رہا ہے کہ اگر ان کی ذات پر عائد کردہ الزامات غلط ہیں تو وہ میدان مباہلہ میں آکر اپنی روحانیت صداقت کا ثبوت دیں مگر خلافت ماب نے آج تک اس چیلنج کو قبول ہی نہیں کیا۔ آج پھر اتمام الحجت بذریعہ اعلان ہذا میں خلیفہ قادیان کو چیلنج دیتا ہوں کہ ان کے دعاوی میں ذرہ بھر بھی صداقت ہے تو اپنے چال چلن پر الزامات کے خلاف دعا مباہلہ کریں تاکہ فریقین میں سے جو جھوٹا اور کاذب ہو' وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے اور دنیا اس مباہلہ کے نتیجے سے حق و باطل میں فیصلہ کر سکے۔

کیا میں امید کروں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مماثلت کا دعویٰ کر کے اہل اسلام کے دلوں کو مجروح کرنے والا اور تمام انبیاء کی پیش گوئیوں کا مصداق ہونے کا دعوے دار اس دعوت مباہلہ کو قبول کر کے اپنی صداقت کا ثبوت دے گا۔

ذیل میں یہ عاجز اس ہستی کا فتویٰ درج کرتا ہے جس کے قائم مقام ہونے کا خلافت ماب کو دعویٰ ہے اور جس کو آپ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی نبی تسلیم کرتے ہیں تاکہ خلیفہ صاحب یہ کہنے کی جرات نہ کر سکیں کہ ایسا مباہلہ جائز نہیں۔

مباہلہ ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔

(اخبار الحکم)

خاکسار خلیفہ قادیان کا ایک سابق مرید محمد زاہد اخبار مباہلہ قادیان۔

شہادت نمبر2

چونکہ شریعت نے عورتوں کو پردے کی اجازت دی ہے اس لیے اس نام کو بے پردہ نہیں کیا گیا۔ اس کی فی الحال ضرورت تو نہ تھی لیکن اس خوف سے کہ خلیفہ صاحب کو ٹال مٹول کا موقع نہ ملے کہ عورتوں کی گواہی کسی کی بھی نہیں۔ اس لیے مباہلہ نامی اخبار قادیان میں بیان شائع ہوا ہے وہ ایک احمدی قادیانی خاتون کا ہے۔ وہ پیش خدمت ہے۔

ایک احمدی خاتون کا بیان

میں میاں صاحب کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں اور لوگوں میں میں ظاہر کر دینا چاہتی ہوں کہ وہ کیسی روحانیت رکھتے ہیں۔ میں اکثر اپنی سہیلیوں سے سنا کرتی تھی کہ وہ بڑے زانی شخص ہیں مگر اعتبار نہیں آتا تھا۔ کیونکہ ان کی مومنانہ صورت اور نیچی شرمیلی آنکھیں ہرگز یہ اجازت نہ دیتی تھیں کہ ان پر ایسا الزام لگایا جاسکے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ میرے والد صاحب نے' جو ہر کام کے لیے حضور سے اجازت حاصل کیا کرتے تھے اور بہت مخلص احمدی ہیں۔ ایک رقعہ حضرت صاحب کو پہنچانے کے لیے دیا' جس میں اپنے ایک کام کے لیے اجازت مانگی تھی۔ خیر میں رقعہ لے کر گئی۔ اس وقت میاں صاحب نئے مکان (قصر خلافت) میں مقیم تھے۔ میں نے اپنے ہمراہ ایک لڑکی لی' جو وہاں تک میرے ساتھ گئی اور ساتھ ہی واپس آ گئی۔ چند دن بعد مجھے پھر ایک رقعہ لے کر جانا پڑا۔ اس وقت بھی وہی لڑکی میرے ہمراہ تھی۔ جونہی ہم دونوں میاں صاحب کی نشست گاہ میں پہنچیں تو اس لڑکی کو کسی نے پیچھے سے آواز دی۔ میں اکیلی رہ گئی۔ میں نے رقعہ پیش کیا اور جواب کے لیے عرض کیا مگر انہوں نے فرمایا کہ میں تم کو جواب دے دوں گا گھبراؤ مت۔ باہر ایک دو آدمی میرا انتظار کر رہے ہیں' ان سے مل آؤں۔ مجھے یہ کہہ کر اس کمرے کے باہر کی طرف چلے گئے اور چند منٹ بعد پیچھے کے تمام کمروں کو قفل لگا کر اندر داخل ہوئے اور اس کا بھی باہر والا دروازہ بند کر دیا اور چٹخنیاں لگا دیں۔ جس کمرے میں' میں تھی وہ اندر کا چوتھا کمرہ تھا۔ میں یہ حالت دیکھ کر سخت گھبرائی اور طرح طرح کے خیال دل میں آنے لگے۔ آخر میاں صاحب نے مجھ سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مجھ سے برا فعل کروانے کو کہا۔ میں نے انکار کیا۔ آخر زبردستی انہوں نے مجھے پلنگ پر گرا کر میری عزت برباد کر دی اور ان کے منہ سے اس قدر بدبو آ رہی تھی کہ مجھ کو چکر آ گیا اور وہ گفتگو بھی ایسی کرتے تھے کہ بازاری آدمی بھی ایسی نہیں کرتے۔ ممکن ہے جسے لوگ شراب کہتے ہیں' انہوں نے پی ہو۔

کیونکہ ان کے ہوش و حواس بھی درست نہیں تھے۔ مجھ کو دھمکایا کہ اگر کسی سے ذکر کیا تو تمہاری بدنامی ہوگی۔ مجھ پر کوئی شک بھی نہ کرے گا"۔

(از حضرت مرزا غلام احمد د مسیح موعود کی تحریر میں مرزا محمود احمد کی تصویر)

شہادت نمبر3

خاکسار پرانا قادیانی ہے اور قادیان کا ہر فرد و بشر مجھے خوب جانتا ہے۔ ہجرت کا شوق مجھے بھی دامنگیر ہوا اور میں قادیان ہجرت کر آیا۔ قادیان میں سکونت اختیار کی۔ خلیفہ قادیان کے محکمہ قضاء میں بھی کچھ عرصہ کام کیا۔ مگر دل میں آرزو آزاد روزگار کی تھی اور اخلاص مجبور کرتا تھا کہ اپنا کاروبار شروع کر کے خدمت دین بجا لاؤں۔ چنانچہ خاکسار نے احمدیہ دوا گھر کے نام ایک دواخانہ کھولا۔ جس کے اشتہارات عموماً اخبار الفضل میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ اگر میں یہ کہوں تو بجا ہوگا کہ قادیان کی رہائش میری عقیدت کو زائل کرنے کا باعث ہوئی ورنہ اگر میں قادیانی بھائیوں کی طرح دور دور ہی رہتا تو آج مجھے اس تجارتی کمیٹی کے ایکٹروں کے سربستہ رازوں کا انکشاف نہ ہوتا یا اگر میں خاص قادیان میں اپنا مکان بنا لیتا یا خلیفہ قادیان کا ملازم ہو جاتا تو بھی مجھے آج اس اعلان کی جرات نہ ہوتی........

(خاکسار شیخ مشتاق احمد' احمدیہ دوا گھر قادیان)

شہادت نمبر4

میں خدا تعالٰی کو حاضر و ناظر جان کر اسی کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے' یہ شہادت دیتا ہوں کہ میں اس ایمان اور یقین پر ہوں کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد دنیادار' بدچلن اور عیش پرست انسان ہے۔ میں ان کی بدچلنی کے متعلق خانہ خدا خواہ وہ مسجد ہو یا بیت اللہ شریف یا کوئی اور مقدس مقام ہو' میں حلف موکد .عذاب اٹھانے کے لیے ہر وقت تیار ہوں۔ اگر خلیفہ صاحب مباہلہ کے لیے نکلیں تو میں مباہلہ کے لیے حاضر ہوں۔

یہ الفاظ میں نے دلی ارادہ سے لکھ دیئے ہیں تاکہ دوسروں کے لیے ان کی حقیقت کا انکشاف ہو سکے۔ والسلام

(خاکسار ڈاکٹر محمد عبداللہ' آنکھوں کا ہسپتال قادیان حال لائلپور)

شہادت نمبر5 (حلفیہ شہادت)

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر یہ تحریر کرتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد دنیا دار' عیش پرست اور بدچلن انسان ہے۔ میں ہر وقت اس سے مباہلہ کے لیے تیار ہوں۔

(مستری اللہ بخش احمدی' قادیان)

شہادت نمبر6

بیگم صاحبہ ڈاکٹر عبداللطیف صاحب مرحوم ہم زلف خلیفہ ربوہ فرماتی ہیں "مرزا محمود احمد خلیفہ ربوہ بدچلن' زناکار انسان ہیں۔ میں نے ان کو خود زنا کرتے دیکھا اور میں اپنے دونوں بیٹوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر موکد .عذاب حلف اٹھاتی ہوں"۔

بے خوف مجاہد

خان عبدالرب خان صاحب برہم صدر انجمن کے دفتر بیت المال میں کام کرتے اور سر محمد ظفراللہ کی کوٹھی کے ایک حصہ میں رہائش پذیر تھے۔ آپ نے مرزا محمود کی ہمشیرہ کا دودھ بھی پیا ہوا ہے۔ اس سے آپ گہرے مراسم کا اندازہ لگائیے۔ باوجود اس قدر گہرے تعلقات کے جب حق کی بات کا قصہ آیا' حق کو مقدم کر کے خدا کو خوش کر لیا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ آپ نے ایک مخلص قادیانی دوست کو مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی آلودہ زندگی کے مخفی در مخفی حقائق سنائے۔ اس پر مخلص احمدی دوست نے مرزا محمود احمد صاحب کو لکھ بھیجا کہ خان صاحب موصوف نے آپ کی بدچلنی کے واقعات سنا کر مجھے محو حیرت کر دیا ہے اور دلائل اس نے ایسے دیئے ہیں جو میرے دل و دماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس شکایت کے چند گھنٹے بعد مرزا بشیر احمد ایم۔ اے المعروف "قمر الانبیاء" نے خان صاحب موصوف کو بلا کر

سمجھایا کہ اگر حضور کچھ باتیں دریافت کریں تو اس سے لاعلمی کا اظہار کر دینا۔ آپ خاموش ہو گئے۔ مرزا بشیر احمد صاحب کے دل میں خیال آیا' اب بس کام بن گیا۔

ان کے ایک آدھ گھنٹہ بعد برہم صاحب کو قصر خلافت میں مرزا محمود احمد صاحب نے بلایا۔ جب آپ وہاں گئے تو وہ مخلص احمدی دوست بھی موجود تھا اور خان صاحب موصوف کے والد محترم بھی وہیں تھے اور دو تین تنخواہ دار ایجنٹ بھی تھے اور سب کو اکٹھے کرنے کا مطلب یہ تھا تاکہ رعب ڈال کر حق کو بدلا جا سکے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ خلیفہ صاحب نے جب خان صاحب موصوف سے دریافت کیا تو اس بے خوف مجاہد نے کہا جو کچھ میں نے آپ کے بدچلنی کے متعلق ان صاحب سے کہا' وہ حرف بحرف درست ہے۔ آخر جب کام نہ بنا تو کھڑے ہو کر خلیفہ صاحب نے احسان گننے شروع کر دیئے اور ساتھ ہی یہ کہا کہ تم نے میری ہمشیرہ کا دودھ بھی پیا ہوا۔ خاں صاحب موصوف نے کہا یہ درست ہے لیکن یہ حق کا معاملہ ہے۔ دنیاداری کے مقابلہ میں حق مقدم ہے اور اس حق کے لیے ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے۔ اس لیے آپ نے قصر خلافت سے آکر از خود بیعت سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ آپ نے ایک کتاب بلائے دمشق بھی لکھی ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ خلیفہ قادیان غیر صالح ہے۔ اس کا اشتہار اس کتاب کے صفحہ 80 پر ملاحظہ کریں۔ خان صاحب کا حلفیہ بیان درج ذیل ہے:

شہادت نمبر7 (حلفیہ شہادت)

میں شرعی طور پورا پورا اطمینان حاصل کرنے کے بعد خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب یعنی مرزا محمود احمد کا چال چلن نہایت خراب ہے اگر وہ مباہلہ کے لیے آمادگی کا اظہار کریں اور میں خدا کے فضل سے ان کے مدمقابل مباہلہ کے لیے ہر وقت تیار رہوں۔

(عبدالرب خاں برہم)

شہادت نمبر8 (حلفیہ شہادت)

میری قادیانی جماعت سے علیحدگی کی وجوہات منجملہ دیگر دلائل و براہین کے ایک وجہ اعظم جناب خلیفہ صاحب کی سیاہ کاریاں اور بدکاریاں ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ خلیفہ صاحب مقدس اور پاکیزہ انسان نہیں بلکہ نہایت ہی سیاہ کار اور بدکار ہے۔ اگر خلیفہ صاحب اس امر کے لیے تصفیہ کے لیے مباہلہ کرنا چاہیں تو میں بطیب خاطر میدانِ مباہلہ میں آنے کے لیے تیار ہوں۔ فقط

(خاکسار عتیق الرحمٰن فاروق' سابق مبلغ جماعت احمدیہ (قادیان)

شہادت نمبر9 (حلفیہ شہادت)

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے' مندرجہ ذیل شہادت لکھتا ہوں۔ بیان کیا مجھے میری والدہ نے کہ میں حضرت خلیفہ مرزا محمود احمد صاحب کے رہا کرتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب جوان نامحرم لڑکیوں پر عمل مسمریزم کر کے انہیں سلا دیا کرتے تھے۔ پھر آپ ان کو کئی جگہ سے ہاتھ سے کاٹتے۔ تب بھی انہیں ہوش نہ ہوتی تھی۔

2 _ ایک دفعہ حضرت صاحب کے گھر میں سیڑھیاں چڑھ رہی تھی کہ اوپر سے حضرت صاحب انہیں سیڑھیوں پر اترتے آ رہے تھے۔ جب میرے مقابل پہنچے تو انہوں نے میری چھاتی پکڑ لی۔ میں نے زور سے چھڑائی۔

(خاکسار علی حسین)

شہادت نمبر10

جناب ملک عزیز الرحمٰن صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ حقیقت پسند لاہور قادیانی جماعت کے مشہور و معروف سرگرم مبلغ ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم گجراتی مصنف احمدیہ پاکٹ بک کے حقیقی برادر ہیں۔ آپ وقف زندگی ہو کر ربوہ میں عرصہ تک قیام پذیر رہے اور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ کے فرائض سر انجام دیتے رہے اور آپ فارن مشن اکاؤنٹس کے انچارج بھی تھے۔ ان کی شہادت

پیش خدمت ہے:

حلفیہ شہادت

میں اس قہار خدا کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے یہ بیان کرتا ہوں کہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض واقف زندگی ربوہ (حال راولپنڈی) نے میرے سامنے میرے مکان واقعہ لاہور پر کئی ایک ایسے واقعات بیان کیے جن سے خلیفہ صاحب ربوہ کے اول درجہ بدکار ہونے کا یقین کامل ہو جاتا ہے۔ اس نے میرے اور چند دوستوں کے سامنے بالوضاحت یہ بیان دیا کہ خلیفہ صاحب ربوہ معہ اپنی بیویوں کے باقاعدہ پروگرام کے تحت بدکاری کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے مزید فرمایا کہ میں نے اس تمام بدکاری کو بچشم خود دیکھا۔ اگر ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض اس بیان مذکورہ بالا سے انحراف کریں تو میں ان سے حلف موکد .عذاب کا مطالبہ کروں گا۔ مزید برآں مجھے چونکہ خلیفہ صاحب کے دفتر پیرائیویٹ سیکرٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ کام کرنے اور خلیفہ صاحب کو نزدیک سے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ میں بھی خلیفہ صاحب سے اس ضمن میں اور ان کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے بارہ میں مباہلہ کرنے کو ہروقت تیار ہوں۔ فقط

(ملک عزیز الرحمٰن جنرل سیکرٹری احمدیہ' حقیقت پسند پارٹی لاہور)

شہادت نمبر11 (حلفیہ شہادت)

اگرچہ میں نے خلیفہ صاحب..... کا مطالبہ پورا کر دیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ان تحریروں میں کسی نقص کا جواز نکال لیں۔ عین ممکن ہے کہ یہ کہیں کہ میری زناکاری کی وضاحت نہیں کی گئی۔ اس لیے مباہلہ نہیں کر سکتا۔ وقت کی بچت کی خاطر محمد یوسف صاحب ناز کا بیان ہدیہ ناظرین ہے۔

محمد یوسف ناز کا حلفیہ بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی اور خاتم النبیین ہیں اور اسلام سچا مذہب ہے۔ میں احمدیت کو برحق سمجھتا ہوں اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے دعوئ پر ایمان رکھتا ہوں اور مسیح موعود مانتا ہوں اور اس کے بعد میں موکد .عذاب حلف اٹھاتا ہوں۔

میں اپنے علم مشاہدہ اور رویت عینی اور آنکھوں دیکھی بات کی بنا پر خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفہ ربوہ نے خود اپنے سامنے اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد سے زنا کروایا۔ اگر میں اس حلف میں جھوٹا ہوں تو خدا کی لعنت اور عذاب مجھ پر نازل ہو۔ اس بات پر مرزا بشیرالدین محمود احمد کے ساتھ بالمقابل حلف اٹھانے کو تیار ہوں۔

(دستخط محمد یوسف ناز معرفت عبدالقادر تیرتھ سنگھ ہے ملوائی روڈ عقب شالیمار ہوٹل کراچی' از حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود کی تحریر میں مرزا محمود احمد کی تصویر)

شہادت نمبر12

خلیفہ صاحب کے رفیق کار جن کو 1924ء میں انگلستان ہمراہ لے گئے تھے یعنی فاضل اجل حضرت شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری مولوی فاضل بی۔ اے کا مکمل بیان آگے ملے گا۔ آپ کی خلیفہ صاحب سے بیعت کی علیحدگی کے اسباب کا بیان درج ہے:

"موجودہ خلیفہ سخت بدچلن ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔ اس کام کے لیے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے"۔

(دور حاضر کا مذہبی آمر)

جناب عبدالمجید صاحب اکبر احمد مخلص نوجوان ہیں۔ قادیان کی مقدس سرزمین میں

آپ پیدا ہوئے اور مختلف طریق سے جماعت کی خدمت میں منہمک رہے۔ اس خدمت کی وجہ سے آپ اس قدر مقبول ہوگئے۔ آپ کو سیکرٹری خدام الاحمدیہ حلقہ مسجد اقصیٰ منتخب کر لیا گیا۔ آپ ہر کس و ناکس سے متانت اور سنجیدگی سے پیش آتے تھے۔ ان اوصاف حمیدہ کی وجہ سے مزید مقبولیت حاصل ہوگئی اور ممبر مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ لاہور کی رکنیت بھی خدمت کے اصول کے پیش نظر اعزازی طور پر قبول فرمائی۔ ان کا حلفیہ بیان پیش خدمت ہے۔

شہادت نمبر13 (حلفیہ شہادت)

قسم ہے مجھ کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی، قسم ہے مجھ کو قرآن پاک کی سچائی کی، قسم ہے مجھ کو حبیب کبریا کی معصومیت کی کہ میں اپنے قطعی علم کی بنا پر جناب مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کو ایک ناپاک انسان سمجھنے میں حق الیقین پر قائم ہوں۔ نیز مجھے اس بات پر بھی شرح صدر حاصل ہے کہ آپ جیسے شعلہ بیان یعنی (سلطان البیان) مقرر سے قوت بیان کا چھن جانا اور دیگر بہت سے امراض کا شکار ہونا مثلاً نسیان، فالج وغیرہ یقیناً خدائی عذاب ہیں۔ جو کہ خدائے عزیز کی طرف سے اس کی قدیم سنت کے مطابق مفتریان کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔

علاوہ دیگر واسطوں کے آپ کے مخلص ترین مریدوں کی زبانی وقتاً" فوقتاً" آپ کے گھناؤنے کردار کے بارہ میں عجیب و غریب انکشافات اس عاجز پر ہوئے۔ مثال کے طور پر آپ کے ایک مخلص مرید جناب محمد صدیق صاحب شمس نے بارہا میرے سامنے جناب خلیفہ صاحب کے چال چلن اور غیر شرعی افعال کے مرتکب ہونے کے بارہ میں بہت سے دلائل و ثبوت اور خلیفہ صاحب کے پرائیویٹ خط پیش کیے۔

اس جگہ میں احتیاطاً یہ لکھ دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ اگر محترم صدیق صاحب کو میرے بیان بالا کی صحت کے بارہ میں کوئی اعتراض ہو تو میں ہردم ان کے ساتھ اپنے اس بیان کی صداقت پر مباہلہ کے لیے تیار ہوں۔

(احقر العباد عبدالمجید، مکان نمبر5، بلاک ڈی ٹمپل روڈ لاہور)

شہادت نمبر14 (حلفیہ شہادت)

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' جو جبار و قہار ہے' جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی اور مردود کا کام ہے' حسب ذیل شہادت دیتا ہوں۔

میں 1932ء سے لے کر 1936ء تک مرزا گل محمد صاحب رئیس قادیان کے گھر میں رہا۔ اس دوران میں کئی مرتبہ ایک عورت مسماۃ عزیزہ بیگم صاحبہ کے خطوط خفیہ طریقہ سے ان ہدایات پر عمل کرتے ہوئے کہ ان خطوں کا کسی سے بھی ذکر نہ کرنا۔ خلیفہ محمود کے پاس لے جاتا رہا۔ خلیفہ مذکور بھی اس طریقہ سے اور ہدایت بالا کو دہراتے ہوئے جواب دیتا رہا۔ خطوط انگریزی میں تھے۔

اس کے علاوہ اس عورت کو رات کے دس بجے بیرونی راستہ سے لے جاتا رہا۔ جب کہ اس کا خاوند کہیں باہر ہوتا۔ عورت غیر معمولی بناؤ سنگھار کر کے خلیفہ کے دفتر میں آتی تھی۔ میں بموجب ہدایت اسے گھنٹہ یا دو گھنٹہ بعد لے آتا تھا۔

ان واقعات کے علاوہ بعض اور واقعات سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ خلیفہ صاحب کا چال چلن خراب ہے اور میں ہر وقت ان سے مباہلہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔

(حافظ عبدالسلام' پسر حافظ سلطان حامد خان صاحب استاد میاں ناصر احمد)

شہادت نمبر15 (حلفیہ شہادت)

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اور اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھ سے حضرت صاحب (یعنی مرزا محمود احمد) کو صادقہ کے ساتھ زنا کرتے دیکھا۔ اگر میں جھوٹ لکھ رہا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔

(غلام حسین احمدی)

شہادت نمبر16 (حلفیہ شہادت)

مجھے دلی یقین ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نہایت

بدچلن لوز کریکٹر انسان ہے۔ بے شمار عینی شہادتیں جو مجھ تک پہنچ چکی ہیں جن کی بنا پر میں یہ جاننے کے لیے تیار ہوں کہ واقعی خلیفہ صاحب قادیان زانی اور اغلام باز (فاعل و مفعول) بھی ہیں۔

اس دلی یقین کا ثبوت میں یہاں تک دے سکتا ہوں اگر خلیفہ صاحب قادیان اپنے کریکٹر چال چلن کی صفائی کے لیے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں تو ہر طرح اسے قبول کرنے کو تیار ہوں۔

(مرزا منیر احمد نصیر)

شہادت نمبر17 (حلفیہ شہادت)

میں خداوند تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔

(شیخ بشیر احمد مصری)

مرزا محمود کی اپنی گواہی

حکیم عبدالعزیز صاحب (سابق پریذیڈنٹ انجمن انصار احمدیہ قادیان پنجاب) نے خلیفہ صاحب کی بدچلنی کے پیش نظر مسجد اقصیٰ میں جب خلیفہ صاحب مجمع عام کے سامنے تقریر کر رہے تھے' علی الاعلان لکھ کر دیا کہ آپ زناکار اور بدچلن ہیں۔ اس لیے میں آپ کی بیعت نہیں کر سکتا۔ آپ پر بھی 1937ء پر حملہ کروایا گیا۔ پندرہ بیس دن ہسپتال میں رہے اور خلیفہ صاحب کو للکارتے رہے۔ آپ نے مرزا محمود احمد صاحب کو ایک خط لکھا' جس میں آپ نے تحریر کیا کہ "سنا ہے کہ آپ نے چار گواہوں کا ذکر لوگوں سے کیا ہے اگرچہ ہم سے تو نہیں کیا۔ اگر یہ بات درست ہے تو پھر آپ اسی کے لیے تیاری فرمالیں۔ ہم صرف چار ہی نہیں بلکہ بہت سی شہادتیں علاوہ عورتوں' لڑکیوں اور لڑکوں کی شہادت کے خود جناب والا کی اپنی شہادت بھی پیش کریں گے۔ اگر ہم ثبوت نہ دے سکے تو آپ کی بریت ہو جائے گی اور ہم ہمیشہ کے لیے ذلیل ہونے کے علاوہ ہر قسم کی سزا بھگتنے کے لیے بھی

تیار ہیں۔ حکیم صاحب موصوف کا حلفیہ بیان درج ذیل ہے:

شہادت نمبر18 (حلفیہ شہادت)

میں خدا کو حاضر ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں مرزا محمود احمد صاحب کی بیعت سے اس لیے علیحدہ ہوا تھا کہ میرے پاس ان کے خلاف احمدی لڑکوں' لڑکیوں اور عورتوں کے صحیح واقعات پہنچے تھے۔ جن کے ساتھ مرزا محمود احمد نے بدکاری کی تھی۔ اسی بنا پر میں نے مرزا محمود احمد صاحب کو لکھا تھا کہ آپ کے خلاف احمدی لڑکے لڑکیاں اور عورتیں اپنے واقعات بیان کرتی ہیں۔ ایسی صورت میں آپ یا جماعتی کمیشن کے سامنے معاملہ پیش ہونے دیں۔

یا میدان مباہلہ کے لیے تیار ہوں یا حلف موکد .عذاب اٹھائیں یا ہمیں موقعہ دیں کہ ہم تمام واقعات پیش کر کے جلسہ سالانہ کے موقع پر تمام احمدیوں کی موجودگی میں آپ کے سامنے حلف موکد .عذاب اٹھائیں تاکہ روز بروز کا جھگڑا ختم ہو کر حق کا بول بالا ہو لیکن مرزا محمود احمد صاحب کو کسی طریق پر بھی عمل پیرا ہونے کی جرات نہیں ہوئی۔ سوائے کفار والا حربہ بائیکاٹ مقاطع استعمال کرنے کے۔

37ء سے لے کر آج تک میں اسی عقیدہ پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں کہ میاں محمود احمد ایک زانی اور بدچلن انسان ہے۔ جس کو خدا رسول اور اس کے خادم حضرت مسیح موعود سے کسی قسم کی کوئی نسبت نہیں۔ اگر میں اپنے اسی عقیدہ میں باطل پر ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔

(حکیم عبدالعزیز سابق پریزیڈنٹ انجمن انصار احمدیہ و قادیان)

شہادت نمبر19 (حلفیہ شہادت)

میں خدا کو حاضر ناظر جان کر جس کی جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے' یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں نے حضرت مرزا محمود احمد صاحب قادیان کو اپنی آنکھ سے زنا کرتے دیکھا ہے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اس نے میرے ساتھ بھی بدفعلی کی ہے۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ میں بچپن سے وہیں رہتا تھا۔

(منیر احمد)

شہادت نمبر20 (حلفیہ شہادت)

مصری عبدالرحمٰن صاحب کے بڑے لڑکے حافظ بشیر احمد نے میرے ساتھ ہاتھ میں قرآن شریف لے کر یہ لفظ کہے' خدا تعالیٰ مجھے پارا پارا کر دے اگر میں جھوٹ بولتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب نے میرے ساتھ بدفعلی کی ہے۔ میں خدا کی قسم کھاکر یہ واقعہ لکھ رہا ہوں۔

(بقلم خود محمد عبداللہ احمدی' سیمنٹ فرنیچر ہاؤس مسلم ٹاؤن لاہور)

شہادت نمبر21 (حلفیہ شہادت)

مرزا گل محمد صاحب مرحوم (آپ قادیان کے رئیس اعظم تھے اور وہاں بڑی جائیداد کے مالک تھے) اور مرزا غلام احمد صاحب کے خاندان کے رکن تھے' ان کی دوسری بیوہ (چھوٹی بیگم) نے مجھے بیان کیا کہ خلیفہ صاحب کو میں نے اپنی آنکھوں سے ان کی صاجزادی اور بعض دوسری عورتوں کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے خلیفہ صاحب سے ایک دفعہ عرض کی' حضور یہ کیا معاملہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قرآن و حدیث میں اس کی اجازت ہے۔ البتہ اس کو عوام میں پھیلانے کی ممانعت ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناضر جان کر حلفیہ بیان تحریر کر رہی ہوں۔ شاید میری مسلمان بہنیں اور بھائی اس سے کوئی سبق حاصل کریں۔ فقط

(سیدہ ام صالحہ بنت سید ابرار حسین' سمن آباد لاہور)

شہادت نمبر22 (حلفیہ شہادت)

چودھری علی محمد صاحب واقف زندگی اپنے خاندان میں صرف اکیلے ہی احمدی ہیں جنہوں نے سب کچھ قربان کر کے احمدیت جیسی نعمت کو پا لیا۔ آپ ملٹری میں حوالدار تھے اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی کتب کے مطالعہ کے بعد آپ نے احمدیت قبول کی۔ اللہ بخش صاحب تسنیم کے برادر میر محمد بخش' ایڈووکیٹ

امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کے ذریعہ 30 مارچ 1945ء کو جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے اور کچھ دن بعد اپنے آپ کو خدمت دین کے لیے وقف کر دیا۔ مئی 1945ء میں قادیان سے بلاوا آیا تو آپ بلا حیل و حجت پورے اخلاص و عقیدت مندی کے ساتھ قادیان تشریف لے گئے اور خدمت کی ابتداء دفتر وکیل الصنعت تحریک جدید سے کی اور پھر مختلف شعبہ جات میں متعین کیے گئے۔ مثلاً

سندھ جننگ فیکٹری کنٹری میں بطور اکاؤنٹنٹ مقرر کیا گیا۔ پھر اس دوران میں نمائندہ خصوصی بنا کر دی اشیو افریقین لمیٹڈ کراچی سپیشل آڈٹ کرنے کی غرض سے بھیجا گیا اور منڈی گوجرہ میں بھی تحریک جدید کے حصول کی نگرانی کے لیے نمائندہ خاص مقرر کیا گیا۔ لاہور میں انڈسٹریل کمرشل ڈویلپمنٹ کمپنی کے دفتر میں اکاؤنٹنٹ مقرر کیا گیا۔ تجارت اور صنعت کے دفتر میں ہیڈ اکاؤنٹنٹ مقرر کیا گیا اور دی بورڈ آف ڈائریکٹر کا سیکرٹری مرزا محمود احمد کی ذاتی منظوری سے کیا گیا جس کا چیئرمین مرزا مبارک احمد ہے۔ بدستور سالہا سال سندھ کی زمینوں۔۔۔۔ سلسلہ کی تجارتی کارخانوں اور فضل عمر انسٹیٹیوٹ کا حساب آڈٹ کرتے رہے۔ بسا اوقات قیام ربوہ میں اکثر مالی خیانتوں کے قصوں پر آپ کو بطور کمیشن مقرر کیا اور بعض دفعہ دارالقضا بھی فیصلوں کے لیے آپ کو ہی کمیشن مقرر کرتے۔ آپ بطور محاسب خدام الاحمدیہ مرکزی میں بھی کام کرتے رہے اور خلیفہ صاحب چودھری صاحب موصوف سے خاص ملاقاتیں بھی کیا کرتے تھے۔ حافظ عبدالسلام وکیل اعلیٰ نے جب کسی بات پر چودھری صاحب کی شکایت خلیفہ صاحب سے کی' خلیفہ صاحب نے بالوضاحت جواب میں کہا جو درج ذیل ہے:

"میرے نزدیک تو یہ محنت اور دیانت داری سے کام کرتے ہیں"۔

الغرض چودھری صاحب موصوف نے مختلف شعبہ جات میں اکاؤنٹنٹ اور بطور نائب ایڈیٹر کے کام کیے' ان کے علم اور یقین کے پیش نظر ان کو تمام مخفی راز ازبر بھی یاد ہیں۔ کہ روپیہ کیسے اور کس طریق سے ہضم کیا جاتا ہے۔ پھر آپ نے ایک کتاب میں حساب بنا کر پیش کیا ہے اور چیلنج بھی دیا ہے کہ یہاں مالی بدعنوانیوں' خیانتوں اور دھاندلیوں کے ریکارڈ کے رو سے میں عینی شاہد ہوں۔

بہرحال چودھری صاحب موصوف کی خدمت جلیلہ قابل قدر ہیں۔ ضرورت پڑنے پر وقت کے تقاضوں کو ضرور پورا کریں گے۔ قیام ربوہ میں ان سے جو حالات پیش آئے' اس کے ذرائع سے ان کا حلفیہ بیان پیش خدمت ہے۔

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ صوفی روشن دین صاحب جو ربوہ میں انجمن کی چکی پر عرصہ تک بطور مستری کام کرتے رہے اور وہ قادیان کے پرانے رہنے والوں میں سے ہیں اور مخلص احمدی ہیں اور جن کے مرزا محمود احمد صاحب اور ان کے خاندان کے بعض افراد سے قریبی تعلقات تھے اور خصوصا مرزا حنیف احمد ابن مرزا محمود احمد کے صوفی صاحب موصوف کے ساتھ نہایت عقیدت مند مراسم تھے اور قلبی عقیدت کی بنا پر مرزا حنیف احمد گھنٹوں صوفی صاحب کے پاس روزانہ ان کے گھر جا کر بیٹھتے اور بسا اوقات صوفی صاحب کو قصر خلافت میں اپنے ایک کمرۂ خاص میں بھی لے جا کر ان کی خاطر و مدارات کرتے۔ انہوں نے مجھ سے بارہا بیان کیا کہ مرزا حنیف احمد خدا کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ جس کو تم لوگ خلیفہ اور مصلح الموعود سمجھتے ہو' وہ زنا کرتا ہے۔ اور یہ کہ مرزا حنیف نے اپنی آنکھوں سے اپنے والد کو ایسا کرتے دیکھا۔ صوفی صاحب نے یہ بھی کہا کہ انہوں نے کئی دفعہ حنیف احمد سے کہا کہ تم ایسا سنگین الزام لگانے سے قبل اچھی طرح اپنی یادداشت پر زور ڈالو۔ کہیں ایسا تو نہیں جس کو تم کوئی غیر سمجھے ہو' وہ دراصل تمہاری کوئی والدہ ہی تھیں۔ مبادا خدا کے قہر و غضب کے نیچے آ جاؤ تو اس پر مرزا حنیف احمد اپنی رویت عینی پر حلفا مصر رہے کہ ان کا والد پاک سیرت نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ انہوں نے اپنے والد کی کبھی کوئی کرامت مشاہدہ نہیں کی۔ البتہ یہ تڑپ شدت کے ساتھ پائی ہے کہ کسی طرح انہیں جلد از جلد دنیاوی غلبہ حاصل ہو جائے۔

اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں اور افراد جماعت کو اس سے محض دھوکا دینا مقصود ہے تو خدا تعالیٰ مجھ پر اور میری بیوی بچوں پر ایسا عبرتناک عذاب نازل فرمائے جو مخلص اور ہر دیدہ بینا کے لیے ازدیاد ایمان کا موجب ہو۔

ہاں اس نام نہاد خلیفہ کی مالی بدعنوانیوں' خیانتوں اور دھاندلیوں کے

ریکارڈ کی رو سے میں عینی شاہد ہوں۔ کیونکہ خاکسار نے ساڑھے نو سال تحریک جدید اور انجمن احمدیہ کے مختلف شعبوں میں اکاؤنٹنٹ اور نائب آڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا ہے۔

(خاکسار' چودھری علی محمد عفی عنہ' واقف زندگی حال نمائندہ خصوصی کوہستان' لائل پور)

شہادت نمبر23 (حلفیہ شہادت)

جناب مولوی محمد صالح صاحب نور واقف زندگی سابق کارکن وکالت' تحریک جدید ربوہ مولانا محمد یامین صاحب تاجر کتب کے چشم و چراغ ہیں۔ صحابی ہونے کے علاوہ سلسلہ احمدیہ کا بے شمار لٹریچر شائع کرتے ہیں۔ آپ قادیان کی مقدس سرزمین 1929ء میں پیدا ہوئے اور مولوی فاضل تک تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں مختلف شعبہ جات میں آپ نہایت خوش اسلوبی سے خدمت سرانجام دیتے رہے مثلاً:

1 _ قادیان میں مسجد خدام الاحمدیہ کے جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر فائز رہے۔

2 _ زعیم مجلس خدام الاحمدیہ دارالصدر ربوہ۔

3 _ نائب منتظم تبلیغ مرکزیہ خدام الاحمدیہ ربوہ

4 _ سندھ ویجی ٹیبل اینڈ پروڈکٹس کے ہیڈ آفس میں کام کیا۔

5 _ رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور سن رائز اخبار کے منیجر بھی رہے۔

6 _ محتسب امور عامہ کا معتمد خاص ربوہ بھی رہے۔ ان شعبہ جات کے علاوہ بھی جماعتی طور پر جس خدمت پر بھی مامور کیا گیا' آپ نے دیانت اور تقویٰ کی راہ پر چل کر صحیح معنوں میں خدمت کی۔ آپ میاں عبدالرحیم احمد جو خلیفہ صاحب کے داماد ہیں' ان کے پرسنل اسسٹنٹ وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ بھی تھے۔ آپ جس جانفشانی' اخلاص اور محنت سے کام کرتے تھے' اس کی وجہ سے آپ کے ذمہ مزید کام سپرد کیے جاتے تھے۔ آٹھ دس شعبہ جات کی کارکردگی آپ کی مقبولیت کی شاہد ہے اور گہرے تعلقات کا اندازہ بھی اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ آپ کا حلفیہ بیان ہدیہ

ناظرین ہے:

حلفیہ شہادت

میں اللہ تعالٰی کی قسم کھا کر مندرجہ ذیل سطور محض اس لیے سپرد قلم کر رہا ہوں کہ جو لوگ اب بھی مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کے تقدس کے قائل ہیں' ان کے لیے راہنمائی کا باعث ہو۔ اگر میں درج ذیل بیان میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالٰی کا عذاب مجھ پر اور میرے اہل و عیال پر نازل ہو۔

میں پیدائشی احمدی ہوں اور 57ء تک میں مرزا محمود احمد صاحب کی خلافت سے وابستہ رہا۔ خلیفہ صاحب نے مجھے ایک خود ساختہ فتنہ کے سلسلہ میں جماعت ربوہ سے خارج کر دیا۔ ربوہ کے ماحول سے باہر آ کر خلیفہ صاحب کے کردار کے متعلق بہت ہی گھناؤنے حالات سننے میں آئے۔ اس پر میں نے خلیفہ صاحب کی صاحبزادی امتہ الرشید بیگم' بیگم میاں عبدالرحیم احمد سے ملاقات کی۔ انہوں نے خلیفہ صاحب کے بدچلن اور بدقماش اور بدکردار ہونے کی تصدیق کی۔ باتیں تو بہت ہوئیں لیکن خاص بات قابل ذکر یہ تھی کہ جب میں نے امتہ الرشید بیگم سے کہا کہ آپ کے خاوند کو ان حالات کا علم ہے تو انہوں نے کہا کہ صالح نور صاحب آپ کو کیا بتلاؤں کہ ہمارا باپ ہمارے ساتھ کیا کچھ کرتا رہا ہے اگر وہ تمام واقعات میں اپنے خاوند کو بتلا دوں تو وہ مجھے ایک منٹ کے لیے بھی اپنے گھر میں بسانے کے لیے تیار نہ ہوگا۔ تو پھر میں کہاں جاؤں گی۔ اس واقعہ پر امتہ الرشید کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور یہ لرزہ خیز بات سن کر میں بھی ضبط نہ کر سکا اور وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ اس وقت میں ان واقعات کی بنا پر جو ڈاکٹر نذیر احمد' ریاض' محمد یوسف ناز' راجہ بشیر احمد رازی سے سن چکا ہوں۔ حق الیقین کی بنا پر خلیفہ صاحب کو ایک بدکردار اور بدچلن انسان سمجھتا ہوں اور اسی کی بناء پر وہ آج خدا کے عذاب میں گرفتار ہیں۔

(خاکسار محمد صالح نور' واقف زندگی سابق کارکن وکالت تعلیم تحریک جدید ربوہ)

شہادت نمبر24

حضرت ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض کی شہادت

خلیفہ صاحب کا اصول

حضرت ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض' مولوی فاضل واقف زندگی خلیفہ ربوہ کے خاص ڈاکٹر تھے اور خلیفہ صاحب نے از خود سلسلہ کے خرچ سے حکمت اور ڈاکٹری کی تعلیم دلوائی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف علاج مخصوصہ میں کافی سے زیادہ مہارت رکھتے ہیں اور عرصہ دراز تک خلافت مآب کے چرنوں میں رہے۔ آپ نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کی سوانح حیات مرتب کر کے شائع کی ہے جو تقریباً 300 صد صفحات پر مشتمل ہے۔ آپ جامعۃ المبشرین میں پروفیسر بھی تھے۔ آپ اپنی خداداد دماغی صلاحیتوں کی وجہ سے خلیفہ صاحب کی آلودہ زندگی سے ہی نہیں بلکہ اندرون خانہ کے ہر شعبہ سے پوری طرف واقف راز بھی ہیں۔ یعنی بہت سے بچشم خود رازدار خصوصی کے علاوہ آپ خلیفہ صاحب کے اصول کے متعلق فرماتے ہیں۔

آپ کو یاد ہوگا جب تک ہم ربوہ میں رہے' ہماری آپس میں کچھ ایسی قلبی مجانست رہی کہ باہم مل کر طبیعت بے حد خوش ہوتی تھی۔ کبھی شعر و شاعری کے سلسلہ میں' تو کبھی مخلص کے مصنوعی تقدس پر نکتہ چینی کرنے میں بڑا لطف آتا تھا۔ دراصل خلیفہ صاحب کا اصول ہے کہ ۔

مت رکھو ذکر فکر صبح گاہی میں انہیں
اور پختہ تر کر دو مزاج خانقاہی میں انہیں

اور خود خوب رنگ رلیاں مناؤ۔ عیش و عشرت میں بسر کرو۔ ہم نے تو بھائی خلوص دل سے وقف کیا تھا۔ خدا ہمیں ضرور اس کا اجر دے گا انہیں یہ خلوص پسند نہ آیا۔ اللہ تعالٰی بہتر حکم و عدل سے خود فیصلہ کر دے گا کہ ٹھکرائے ہوئے ہیرے کتنے قیمتی اور کتنے عزیز تھے۔

شروع شروع میرے دل کی عجیب کیفیت تھی۔ ہر وقت دل مختلف افکار کی

آماج گاہ بنا رہتا تھا۔ ماں باپ کی یاد' عزیزوں کی جدائی کا احساس' دوستوں کے بچھڑنے کا غم اور حاسدوں کے تیروں کی چبھن سبھی کچھ تھا لیکن ۔

ہر داغ تھا اس دل میں بجز داغ ندامت

سب سے بڑا معلم انسان کی فطرت صحیحہ ہے۔ جس کی روشنی میں انسان اپنے قدموں کو استوار رکھتا ہے اور ہر افتاد پر ڈگمگانے سے بچاتا ہے۔ اگر یہ کلی طور پر مسخ ہو جائے تو پھر کسی بے راہ روی کا احساس دل میں نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ آمین۔ آپ کا ریاض

اگر میں جھوٹ بولوں تو خدا کی لعنت ہو مجھ پر

شہادت نمبر25 (حلفیہ شہادت)

جناب غلام حسین صاحب احمدی....... فرماتے ہیں:

میں نے اپنی شہادت کے علاوہ حبیب احمد کا بھی ذکر کیا تھا۔ وہ مجھے قادیان میں مل گئے۔ میں نے ان سے قسم دے کر دریافت کیا تو انہوں نے...... قسم کھا کر مجھے بتلایا کہ حضرت صاحب (مرزا محمود) نے دو مرتبہ ان سے لواطت (یعنی منڈے بازی) کی ہے۔ ایک دفعہ قصر خلافت میں اور دوسری دفعہ ڈلہوزی میں۔ میں نے اس سے تحریری شہادت مانگی تو پوری تفصیل کے ساتھ نہیں لکھی بلکہ نامکمل لکھ کر دی۔ حبیب احمد صاحب اعجاز اس کی پوری پوری تصدیق فرما رہے ہیں جو درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم و علی عبدہ المسیح الموعود۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ بخدمت شریف جناب بھائی غلام حسین صاحب' السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ کے بعد التماس ہے کہ جو میں نے آپ کو...... جو بات بتائی تھی' میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ وہ بات بالکل صحیح ہے۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو خدا کی لعنت ہو مجھ پر......

میں علی وجہ البصیرت شاہد ناطق ہوں۔

(خاکسار حبیب احمد اعجاز)

شہادت نمبر26 (راجہ بشیر احمد صاحب رازی خلف)

مکرمی محترمی راجہ علی محمد صاحب ریٹائرڈ افسر مال امیر جماعت احمدیہ گجرات کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ نے خدمت دین کے لیے 1945ء میں اپنے آپ کو وقف کیا اور پورے اخلاص کے ساتھ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا اور خلیفہ ربوہ کے بلاوے پر آپ ربوہ تشریف لے آئے اور نائب ایڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے کام پر مامور کیا گیا۔ آپ نے اس کام کو یا جو کام بھی آپ کے سپرد کیے جاتے' نہایت ہی استقلال اور محنت اور دیانت داری سے سرانجام دیتے رہے۔ آپ ربوہ کے کچے کواٹروں میں رہائش پذیر تھے اور دوستوں کے علاوہ آپ کے مراسم جناب شیخ نور الحق صاحب احمدیہ سنڈیکیٹ سے ہوئے تو انہوں نے خلیفہ صاحب کی آلودہ زندگی کا ایسا بھیانک منظر پیش کیا۔ آپ ششدر رہ گئے۔ آپ کا ذہن اس آلودہ زندگی کو تسلیم نہیں کرتا تھا کہ ایسا مقدس انسان بدکار نہیں ہو سکتا۔ بالآخر رفتہ رفتہ آپ کے مراسم رازوار خصوصی ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض سے ہوگئے تو انہوں نے بھی اس ناپاک انسان کے عشرت کدہ کی رنگین مجالسوں کا ذکر فرمایا اور ان کی مزید پختگی کے لیے اس رنگین اور سنگین مجالس تک لے جانے کا وعدہ کرکے اس مجلس میں شامل کر لیا۔ رازی صاحب موصوف نے جب اس مجالس خاص میں عملاً رسائی حاصل کر لی اور اپنی آنکھوں سے اس منظر کو دیکھا تو آپ محو حیرت ہوگئے۔ بعد ازیں آپ نے علی الاعلان پوری دیانت داری سے اس نقشہ خصوصی کو جو علی وجہ البصیرت پورے اطمینان کے ساتھ دیکھ چکے تھے' اپنے دوستوں سے کھلم کھلا اظہار کرتے رہے۔ رازی صاحب موصوف کا بجواب خط بیان درج ذیل ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

ارشاد گرامی پہنچا۔ خلیفہ صاحب سے عدم وابستگی کی اصل وجہ تو وہی ہے جو ہمارے مکرم بھائی مرزا محمد حسین صاحب' بی۔ کام فرمایا کرتے ہیں کہ جو سفر ہم نے ماموریت سے شروع کیا' اسے آمریت پر ختم کرنا ہمیں گوارا نہیں۔

مگر یہ اجمال شاید آپ کے لیے وجہ تسلی نہ بن سکے۔ لیجئے مختصراً ہماری

روئیداد بھی سن لیجئے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب ہم ربوہ کے کچے کواٹروں میں خلیفہ صاحب ربوہ کے کچے قصر خلافت کے سامنے رہائش پذیر تھے۔ قرب مکانی کے سبب شیخ نور الحق احمد "احمدیہ سنڈیکیٹ" سے راہ رسم بڑھی تو انہوں نے خلیفہ صاحب کی زندگی کے ایسے مشاغل کا تذکرہ کیا' جن کی روشنی میں ہمارا وقف کار احمقاں نظر آنے لگا۔ اتنے بڑے دعویٰ کے لیے شیخ صاحب کی روایت کافی نہ تھی۔ خدا بھلا کرے ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض کا جن کی ہم رکابی میں مجھے خلیفہ صاحب کے ایک ذیلی عشرت کدہ میں چند ایسی ساعتیں گزارنے کا موقعہ ہاتھ آیا جس کے بعد میرے لیے خلیفہ صاحب ربوہ کی پاک دامنی کی کوئی سی بھی تاویل و تعریف کافی نہ تھی اور میں اب بفضل ایزدی علی وجہ البصیرت خلیفہ صاحب ربوہ کی بداعمالیوں پر شاہد ناطق ہوگیا ہوں۔ میں صاحب تجربہ ہوں کہ یہ سب بداعمالیاں ایک سمجھی سوچی ہوئی سکیم کے تحت وقوع پذیر ہوتی ہیں اور ان میں اتفاق یا بھول کا کوئی دخل نہیں۔ جن دنوں ہم تھے۔

محاسب کا گھڑیال

ان رنگین مجالس کے لیے سٹینڈرڈ ٹائم (Standard Time) کی حیثیت رکھتا تھا۔ اب نہ جانے کون سا طریقہ رائج ہے۔ میرے اس بیان کو اگر کوئی صاحب مذکور چیلنج کرے تو میں حلف موکد بعذاب اٹھانے کو تیار ہوں۔ والسلام

(بشیر رازی بی کام' سابق نائب ایڈیٹر صدر انجمن احمدیہ' ربوہ)

شہادت نمبر27

چودھری صلاح الدین صاحب ناصر بنگالی (خلف)

خاں بہادر ابو الہاشم خاں مرحوم چودھری صاحب موصوف کے والد محترم نے بنگال میں جماعت احمدیہ کی قیادت کی اور آپ نے پورے اخلاص کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو اجاگر کیا اور آپ نے مرزا محمود کی تفسیر کا انگریزی میں ترجمہ بطور خدمت کے کیا اور آپ جب ریٹائر ہوئے تو آپ مع اہل و

عیال قادیان تشریف لے آئے اور محلہ دارالانوار میں ایک بہترین کوٹھی رہائش کے لیے تعمیر کی اور آپ کے خاندان کو خلیفہ صاحب کے خاندان سے والہانہ عقیدت تھی۔ اس قریبی تعلقات کی وجہ سے آپ خصوصیت سے واقف راز ہو گئے۔ چودھری صاحب صدر انجمن کے شعبہ جات میں بھی کام کرتے رہے اور آپ کی انتھک مساعی محض دین کی خاطر شامل حال رہی۔ آپ بھی ربوہ میں کچے کواٹروں میں عرصہ تک رہائش پذیر رہے۔ لیکن جب آپ کو مرزا محمود کی ناپاک سیرت کا بخوبی علم ہو گیا اور علی وجہ البصیرت حق الیقین تک پہنچ گئے تو آپ نے ربوہ کو خیرباد کرنے کا تہیہ کر لیا۔ موقع پا کر آپ خفیہ طور سے مع ہمشیرگان اور والدہ محترمہ کو رات کی تاریکی میں لے کر لاہور روانہ ہو گئے اور پھر علی الاعلان خلیفہ صاحب کی ناپاک سیرت پر اخباروں اور لیکچروں میں بلاخوف اظہار فرماتے رہے۔ چودھری صاحب موصوف حقیقت پسند پارٹی کے پہلے جنرل سیکرٹری رہے۔ آپ نے اس کام کو بھی اپنی صلاحیتوں کے پیش نظر حسب دستور مستعدی اور جانفشانی سے کام کیا۔ اس بدکار اور بداعمال کے لیے آپ نے اپنے آپ کو وقف کیا اور اس کی ناپاک سیرت پر الارم دینا اپنا فرض اولین تصور کرتے ہیں۔ چودھری صاحب گہری رازداروں میں سے واقع ہوئے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

"قادیانی جماعت کے اندر فدایان احمدیت کے نام کی خفیہ تنظیم کو بے نقاب کیا جائے۔ جو ایک نقاب پوش خطرناک قسم کی نوجوانوں کی تنظیم ہے۔ جو عملی طور پر تشدد کی حامی ہے اور اپنے کسی راز کو افشاء کرنے والے کا کام تمام کر دیتی ہے اور ذیل کے احمدی حضرات کو عدم آباد تک پہنچا چکی ہے۔"

(28/ مارچ 57ء "نوائے پاکستان")

چودھری صاحب کی مجاہدانہ سرگرمیوں کا اندازہ بہت سے اخباروں کے علاوہ مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہے' جس میں آپ نے طویل لسٹ مختلف لوگوں کی دی ہے' جن کو راز افشاء کرنے کے جرم میں ان کا کام تمام کر دیا گیا۔ طوالت کے خوف سے مثال کے طور پر صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں۔ چودھری صاحب نے اپنی ہمشیرہ عابدہ بیگم بنت خاں بہادر ابوالہاشم خاں صاحب آف بنگال کے اہم واقعہ

کا ذکر بھی فرمایا ہے، کہ ان کو بھی بذریعہ بندوق مار کر اچانک موت سے منسوب کیا گیا۔ ان کے خیال کے مطابق کہ کہیں راز افشانہ کر دے۔

بہرحال چودھری صاحب صحیح معنوں میں حقیقت پسند واقع ہوئے ہیں۔ ان کا ہر کام دیانتدارانہ اور اخلاص پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کو مزید استقامت بخشے۔ علاوہ ازیں جب گجرات میں جلسہ ہوا تو آپ نے اس وقت بھی صداقت کو پورے طور سے روشن کیا کہ ہم نے تقدس کے پردے میں جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، وہی ہماری اس سے علیحدگی کا باعث ہوا۔ چنانچہ چودھری صاحب فرماتے ہیں۔

الابعد ازاں چودھری صلاح الدین صاحب جو مشرقی پاکستان کے رہنے والے ہیں۔ بنگالی میں تقریر کی اور بتایا کہ ہم نے تقدس کے پردے میں جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ہماری اس جماعت سے علیحدگی اس کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے بتایا میں مشرقی پاکستان کے ایک معزز خاندان کا نوجوان ہوں اور امام جماعت احمدیہ کی دھاندلیوں کی وجہ سے علیحدہ ہوگیا ہوں اور دیانتداری سے سمجھتا ہوں کہ ان کے خلاف آمریت کا ایک واضح نمونہ ہے۔

("نوائے پاکستان" 28/ مارچ 57ء)

شہادت نمبر28

امام جماعت احمدیہ (قادیان) ربوہ کے متعلق

حضرت ڈاکٹر سید میر محمد اسماعیل صاحب مرحوم

سول سرجن کی شہادت

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب خلیفہ صاحب کے ماموں اور خسر بھی ہیں۔ آپ کی قطعی رائے ہے کہ خلیفہ عیاش ہو تو میں ڈاکٹر ہوں اور میں جانتا ہوں کہ عیاشی کی وجہ سے نہ دماغ کام کرتا ہے اور نہ عقل اور نہ ہی حرکات صحیح طور پر کر سکتا ہے۔ سب قویٰ برباد ہو جاتے ہیں جس کو انگریزی میں Wreck کہتے ہیں۔ زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب موصوف فرماتے ہیں---

بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ خلیفہ عیاش ہے اس کے متعلق میں کہتا ہوں۔ میں ڈاکٹر ہوں اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو چند دن بھی عیاشی میں پڑ جائیں' وہ وہ' ہو جاتے ہیں' جنہیں انگریزی میں (Wreck) کہتے ہیں۔ ایسے انسان کا دماغ کام کا رہتا ہے نہ عقل درست رہتی ہے' نہ حرکات صحیح طور پر کرتا ہے۔ غرض سب قویٰ اس کے برباد ہو جاتے ہیں اور سر سے لے کر پیر تک اس پر نظر ڈالنے سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ عیاشی میں پڑھ کر اپنے آپ کو برباد کر چکا ہے۔ اسی لیے کہتے ہیں:

الزنا یخرج البناء

زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے۔

("الفضل" 10/ جولائی' 1937ء)

حق پسند اصحاب کی توجہ کے لیے

اپنی طرف سے نہایت اختصار کے ساتھ کچھ حوالجات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیش کر دیے ہیں تاکہ فیصلہ میں آسانی رہے۔ اہل دانش اور طالبان حق کے لیے نہایت ضروری ہے کہ ٹھنڈے دل سے ان تمام واقعات کو جو خلیفہ کے چال چلن پر سالہا سال سے بیان کیے جا رہے ہیں اور وہ انہیں ٹال رہے ہیں۔ آپ نے دلائل کی روشنی میں موازنہ کر کے خلیفہ صاحب کا احتساب کرنا ہے تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اصول جو بدچلن اور بدکار کے متعلق موجود ہے' اس کی بے حرمتی نہ ہو۔ اگر آپ نے اس اصول کو جرات مندانہ اقدام سے اجاگر کر دیا تو آنے والی نسلیں آپ کی اس جسارت کو جو اصول کے لیے برتی جائے گی' قدر منزلت کی نگاہوں سے دیکھیں گی۔

علاوہ ازیں انساں غلطی کا پتلا ہے' بھول جانا کوئی بات نہیں ہوتی چونکہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مصنفہ جواہر پارے دیگر تنخواہ دار علماء اس امر کے لیے کوشاں رہتے ہیں کہ اس خلافت کو مضبوطی سے پکڑو اور بعض حوالے ان پر چسپاں کیے جاتے ہیں۔ لیکن حضرت اقدس نے زانی' بدکار' عیاش کے متعلق ایک قطعی فیصلہ دیا ہے جو درج ذیل ہے۔

1 _ #مباہلہ صرف ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر کسی دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔

("الحکم" 24/ مارچ 1902ء)

2 _ یہ تو اسی قسم کی بات ہے کہ جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے بچشم خود زنا کرتے دیکھا یا بچشم خود شراب پیتے دیکھا۔ اگر میں اس بے بنیاد افتراء کے لیے مباہلہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔

("تبلیغ رسالت" جلد2' صفحہ نمبر2)

تو اس کی طرف آنے میں ہچکچاہٹ کیوں! جب آپ کا دعویٰ ہے کہ خلیفہ صاحب سے خدا خلوت میں باتیں کرتا ہے اور جلوت میں باتیں کرتا ہے۔ اس عدالت میں حضرت اقدس کا حوالہ بھی یہی مطالبہ کرتا ہے' پھر ڈرتے کیوں ہو۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت اقدس کا قطعی فیصلہ ہے یا آپ کی نگاہ میں حضرت اقدس کا کتابوں میں ایسا حوالہ موجود ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ بدکار عیاش بھی مصلح موعود ہو سکتا ہے تو خدا کی قسم اگر یہ حوالہ میرے علم اور سمجھ میں آگیا تو میں سر تسلیم خم کرتا ہوں۔ ورنہ بصورت دیگر آپ کا فرض ہو گا کہ حضرت اقدس کے ان حوالوں کی موجودگی میں جو بدکار کے لیے آپ نے لکھا ہے عمل کرنا ہو گا۔ اور جماعت کے ہر فرد کا احتساب کرنا پڑے گا۔

بدکردار مصلح موعود نہیں ہو سکتا

یہ بات اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ خلیفہ صاحب بدکار' عیاش' بدچلن انسان ہیں۔ بدکردار مصلح موعود نہیں ہو سکتا اور اپنی اس بدمعاشی کو چھپانے کی خاطر مختلف بہانے اور حیل و حجت' قتل و غارت و بائیکاٹ اور صدر انجمن احمدیہ کا روپیہ مقدمے میں ضائع کیا جاتا ہے پھر الفضل میں یوں کہا جاتا ہے کہ زنا کرنا جرم نہیں' اس کی تشہیر جرم ہے۔ زنا تو آپ عین شریعت کے مطابق کرتے ہیں' اس لیے اس کا تو جرم نہیں۔ مگر مباہلہ حضرت اقدس کے فرمان کے مطابق کیا جاتا ہے۔ وہ جرم ہے۔ خلیفہ صاحب نے حضرت اقدس کی تعلیم کو پس پشت ڈال کر اپنا سکہ

جمانے کی کوشش کی۔ مقدس اصطلاحوں سے اپنے آپ کو نوازا۔ کبھی صحابہ کرام کے متعلق بدتہذیبی کا مظاہرہ کیا اور کبھی آنحضرت صلعم سے بھی آگے بڑھنے کا قدم اٹھایا۔ انشاء اللہ ایسے شخص کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ اس کو اس دنیا میں جو سزا مل رہی ہے' وہ ایک زندہ نشان ہے۔ چلنے پھرنے سے بھی عاری ہے۔ دماغ کسی قدر ماؤف ہو چکا ہے' فالج نے اس کو اپنا شکار بنا لیا ہے۔

("الفضل" 4/ اگست 56ء)

ایسے شخص کو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے قادیان کی مقدس سرزمین میں بھی جگہ نصیب نہیں ہوتی۔ دراصل اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ گندی مچھلی سب کو خراب کرتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس ناپاک وجود کو وہاں سے نکال کر مقدس بستی کو محفوظ کر لیا۔

میں عرض کر رہا تھا کہ اب حاشیہ بردار اس کو سہارا دیے ہوئے ہیں۔ کبھی ٹیکہ کے زور اس کو ہوش میں لایا جاتا ہے' کبھی ٹیپ ریکارڈ سنا کر جماعت کو تسلی دی جاتی ہے۔ بارہا طریق سے اس میں پیوند لگائے جاتے گئے' لیکن جب ایک عمارت بوسیدہ ہو جاتی ہے اس کے پیوند کہاں تک سہارا دے سکتے ہیں۔ بلاخر اس بوسیدہ عمارت کو تہس نہس کر کے از سر نو بنانی پڑتی ہے' یہی حال خلیفہ کا ہے۔ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے قعرمذلت میں گر چکا ہے۔ اس وقت سہارا بے سود ہے۔ یہ غلط ملط سہارے دیکھنے والوں کے لیے اس شخص کی بدکرداری کا زندہ ثبوت ہے۔ یہ ناپاک وجود ختم ہو کر رہے گا اور حضرت اقدس کا اصول بڑی آب و تاب سے چمکے گا۔ خدا کے گھر میں دیر ضرور ہے اندھیر نہیں۔

میرے احمدی بزرگو! بھائیو! بہنو! جماعت احمدیہ کا ہر فرد جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصولوں کو اپنانے کے لیے بے تاب ہے' ان سے استدعا ہے کہ خلیفہ صاحب اس وقت زندہ ہیں۔ ان کی موجودگی میں جس اسلامی شریعت کو آپ پسند فرمائیں' فیصلہ کی راہ نکالیں۔ انسان کی سوجھ بوجھ کے مطابق تین ہی صورتیں قابل عمل ہیں۔

1_ عدالت

2_ کمیشن

3_ مباہلہ

اظہار واقعہ کو بدزبانی نہیں کہا جا سکتا

حضرت اقدس ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں۔

"دشنام دہی اور چیز ہے اور بیان واقعہ کا گو وہ کیسا ہی تلخ اور سخت ہو' دوسری شے ہے۔ ہر ایک محقق اور حق گو کا یہ فرض ہوتا ہے کہ سچی بات کو پورے پورے طور پر مخاطب گم گشتہ کے کانوں تک پہنچا دے پھر اگر وہ سچ سن کر افروختہ ہو تو ہوا کرے۔

(ازالہ اوہام' ص20)

خلیفہ صاحب کی بداعمالیوں کے متعلق اقوال اور مسیح موعود علیہ السلام کے حوالجات اور شہادتیں درج ہیں۔

میں انصاف پسند اور فہمیدہ اصحاب سے درخواست کرتا ہوں۔ تینوں صورتیں پیش کر دیں ہیں جو صورت آپ کے لیے آسان ہو' اس پر عمل کریں ورنہ بصورت دیگر اگر اس میں لیت و لعل کیا گیا تو وہ اپنے متعلق شکوک میں اضافہ کریں گے۔ لیکن یاد رکھیں خلیفہ صاحب اپنی بدکرداری اور کرتوتوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ کبھی بھی مباہلہ کے لیے میدان میں نہیں نکلیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی مرزا محمود احمد صاحب پر کمیشن مقرر کیا گیا اور سنا ہے کہ جرم ثابت تھا مگر بدنامی کے خوف سے اس کو درگزر کیا گیا۔ اگر ہمارے بزرگان ملت اس وقت اس خوف کو بالائے طاق رکھ کر اس کو گندے چیتھڑے کی طرح نکال دیتے تو آج اس بدنما داغ اور لعنت سے محفوظ رہتے۔

بس آپ اپنے فرضوں کو پہچانیں۔ اس بدنما دھبہ کو مباہلہ کی صورت میں خدا کی عدالت میں لائیں تاکہ تقدس اور پاکبازی الم نشرح ہو کر جماعت احمدیہ کے لیے خصوصاً ہدایت کا موجب ہو۔

(طالب دعا' خادم ملت مظہر ملتانی)

انتباہ!

جس قدر شہادتیں اور خلیفہ بیان کتاب ہذا میں درج ہیں۔ ان کی اصل تحریرات موجود ہیں۔ اگر ضرورت پڑی تو اصل تحریرات کے عکس شائع کر دیے جائیں گے۔ تاہم اگر کوئی صاحب کسی دباؤ کے ماتحت یا جماعت احمدیہ ربوہ کے سربراہ یا بالخصوص مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے' "قمر الانبیا" ان کے کریکٹر کے متعلق بھی شہادتیں موجود ہیں جو کسی وقت منظر عام پر لائی جا سکتی ہیں۔ اپنے حکیمانہ اور فلسفیانہ لاطائل انداز میں ان بیانات کی تردید کرنے کی جرات کریں تو اس موقع پر بھی انہیں قہار و جبار کی عدالت میں آنا ہو گا اور موکد .عذاب حلف اٹھانا ہو گا۔ جو صاحب تردید کریں ان کے لیے ضروری ہو گا کہ وہ بالمقابل کم از کم دو صد اشخاص کے سامنے مسجد میں کھڑے ہو کر بروئے اشہاد مندرجہ ذیل موکد .عذاب حلف اٹھائیں۔

میں اس خدائے ذوالجلال حیی و قیوم اور قہار و جبار کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ اور میں اپنے بیٹوں' بیٹیوں' بیوی' بہنوں' ماں' باپ' لکھتے وقت بھی رشتہ دار زندہ یا موجود نہ ہوں' ان کا نام کاٹ دیا جائے۔ سر پر ہاتھ رکھ کر موکد .عذاب حلف اٹھاتا ہوں کہ جناب مرزا احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ربوہ نہ کبھی زنا یا طوالت نہیں کی۔ اور میری طرف جو یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ میں نے ان کے دامن کو ایسی بدکاری سے داغ دار قرار دیا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ میں نے کبھی نہ انہیں بدکار اور زانی سمجھا اور نہ کہا اور نہ ہی کوئی ایسی بات ان کی طرف منسوب کی اور نہ ہی میں نے کوئی تحریر لکھ کر دی۔

اے میرے خدا میں تجھے حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ میرا یہ بیان بالکل سچ اور واقعات کے مطابق ہے اور میں نے کسی ترغیب و ترہیب یا کسی بھی قسم کے دباؤ کے تحت یہ بیان نہیں دیا میں جانتا ہوں کہ تیرے ہاتھ کے برابر کوئی ہاتھ

نہیں۔ تیری قوت سے بڑھ کر کوئی قوت نہیں' تو ہی جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کرتا ہے۔

اے میرے خدا اگر اوپر کے سارے بیان میں جھوٹا ہوں اور فریب دغا' مکاری' چالبازی لفظوں کے ہیر پھیر' فقرہ بازی اور خیانت سے کام لے رہا ہوں تو تیرا قہر تلوار کی مانند مجھ پر پڑے۔ تیرا غضب مجھے بھسم کر دے۔ ذلت' تباہی' غربت' بیماری' عزیزوں' رشتہ داروں' بیوی بچوں کی موت اور مصائب و آلارم کی مار مجھ پر مار اور اپنے ہیبت ناک ہاتھ کے ساتھ مجھے تباہ و برباد کر کے رکھ دے۔ میرے در و دیوار پر آگ برسے۔ میرے دشمنوں کو خوش کر دے۔ میں ذلیل اور رسوا ہو جاؤں اور میری اور میرے باپ کی نسل منقطع ہو جائے اور ابد الاباد کے لیے مجھ پر لعنتیں برستی رہیں اور عفو کی چادر مجھے کبھی نہ ڈھانپے۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین○

فیصلہ عدالت عالیہ ہائیکورٹ لاہور

بہ نگرانی شیخ عبدالرحمٰن مصری قادیاں

ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے جو حکم شیخ عبدالرحمٰن مصری کی اپیل کے خلاف دیا ہے اس پر نظرثانی کے لیے موجودہ درخواست ہے۔ شیخ عبدالرحمٰن مصری سے مجسٹریٹ فسٹ کلاس کے حکم کے ماتحت 14/ مارچ 38ء کو ضمانت حفظ امن طلب کی گئی تھی اور اس حکم کے خلاف ڈپٹی کمشنر نے 24/ مئی 38 کو اپیل کو مسترد کر دیا تھا۔ لہذا اب وہ عدالت ہذا میں نظرثانی کی درخواست دے رہا ہے۔ چنانچہ اس عدالت کے ایک فاضل جج نے حکومت کو حاضری کا نوٹس دیا۔

موجودہ کارروائی کی تحریک کا اصل باعث وہ اختلاف ہے جو جماعت احمدیہ قادیان کے اندر رونما ہوا ہے۔ درخواست کنندہ انجمن کا صدر ہے جو خلیفہ سے شدید اختلاف کے باعث علیحدہ ہو چکی ہے۔ درخواست کنندہ کے خلاف اصل الزام یہ ہے کہ اس نے دو پوسٹر شائع کیے۔ اولا پی۔ اے اگزیٹ جو مورخہ 29/ جون 37ء کو شائع ہوا اور ثانیا اگزیبٹ پی۔ جی جو 13/ جولائی 37ء کو شائع کیا گیا۔ ان

پوسٹروں کے ذریعے درخواست کنندہ نے اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ پوسٹر بجائے خود قابل اعتراض نہیں ہیں۔ مدعی نے اگزیبٹ پی۔ جی میں سے ایک پیرا کی بناء پر اپنا دعویٰ قائم کیا ہے جو اس طرح شروع ہوتا ہے۔

میرے عزیز' میرے بزرگو آپ نے اپنے ایک بے قصور بھائی۔ ہاں اس بھائی کو جو محض آپ لوگوں کو ایک خطرناک ظلم کے پنجہ سے چھڑانے کے لیے اپنی عزت' اپنے مال' اپنے ذریعہ معاش اور اپنے آرام کو قربان کر دیا ہے.....۔

مدعی کا دارو مدار ایک اور پیرا بھی ہے جس کا خلاصہ یوں دیا جا سکتا ہے کہ موجودہ خلیفہ میں ایسی سخت عیوب ہیں کہ اسے معزول کرنا ضروری ہے اور میں نے اپنے آپ کو جماعت سے اس لیے علیحدہ کیا ہے تاکہ میں ایک نئے خلیفہ کے انتخاب کے لیے جدوجہد کر سکوں۔

میری رائے میں متذکرہ بالا قسم کے بیانات بجائے خود ایسے نہیں ہیں کہ ان کی بناء پر کسی شخص کی حفظ امن کی ضمانت طلب کی جائے۔ مگر عدالت میں درخواست کنندہ نے ایک تحریری بیان دیا ہے' جس کے دوران میں اس نے کہا ہے۔

"موجودہ خلیفہ سخت بدچلن ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔ اس کام کے لیے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔"

درخواست کنندہ نے آگے چل کر بیان کیا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ قوم کو اس قسم کے گندے شخص سے آزاد کرائے۔

اب اگر پوسٹر کو جس کا خلاصہ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ درخواست کنندہ کے اس بیان کی روشنی میں جو اس نے عدالت میں دیا ہے' پڑھا جائے۔ جیسا کہ بہت سے پڑھنے والے ایسا کریں گے تو ان کا رنگ کچھ اور ہی ہو جائے گا اور میری رائے میں یہ امر قابل اعتراض ہو جاتا اور حفظ امن کی ضمانت طلبی کا متقاضی ہے۔

اس خطبہ میں خلیفہ نے جماعت سے علیحدہ ہونے والوں شخصوں پر حملے کیے ہیں اور ایسے الفاظ ان کی نسبت استعمال کیے ہیں جن کی نسبت میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ وہ منحوس Unfortunate اور افسوسناک تھے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فخرالدین نے جو اس انجمن کا سیکرٹری تھا' جس کے صدر شیخ عبدالرحمٰن مصری ہیں۔ ان کا جواب لکھا جس میں اس نے یہ کہا۔ "اس لیے تو ہم بار بار جماعت سے آزاد کمشن کا مطالبہ کر رہے ہیں تاکہ اس کے روبرو تمام امور اوز شہادتوں اور مخفی در مخفی حقائق پیش ہو کر اس قضیہ کا جلد فیصلہ ہو جائے کہ کس کا خاندان "فحاشی کا مرکز" یا الفاظ دیگر وہ ہے جو خلیفہ نے بیان کیا۔"

اب اس بیان میں خلیفہ کے خطبہ کے بیان کی طرف اشارہ ہے جس میں اس نے اپنے دشمنوں اور معترضین کے خاندانوں کے متعلق یہ کہا تھا کہ ان میں سے حیا اور پاکیزگی جاتی رہے گی اور وہ فحاشی کا اڈا بن جائیں گے۔ میری رائے میں فخر الدین کے اس پوسٹر کا مطلب صاف اور واضح ہے اور ایسا ہی قادیان میں اس کا مطلب سمجھا گیا۔ کیوں کہ صرف دو دن بعد سات اگست کو ایک متعصب مذہبی مجنوں نے فخرالدین کو مہلک زخم لگایا۔

میاں محمد امین خان نے جو درخواست کنندہ کا وکیل ہے۔ اس امر پر زور دیا ہے کہ شیخ عبدالرحمان مصری اس آخری پوسٹر کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ واقعات یہ ہیں کہ انجمن ایک مختصر سی حیثیت رکھتی ہے جس کا صدر عبدالرحمٰن مصری اور سیکرٹری فخرالدین تھے۔ اصل پوسٹر ہاتھ کا لکھا ہوا تھا جو اب دستیاب نہیں ہو سکتا۔ البتہ اس کی نقل ایک کانسٹیبل نے کی تھی۔ جس کا یہ بیان ہے کہ اس کے نیچے فخر الدین سیکرٹری مجلس احمدیہ کے دستخط تھے۔ مگر اس امر کے برخلاف فخرالدین کے لڑکے نے اصل مسودہ پیش کیا ہے جو اس کے باپ نے اس کی موجودگی میں لکھا تھا اور جس کے نیچے صرف اس قدر دستخط ہیں۔ فخرالدین ملتانی۔ میں کانسٹیبل کے بیان کو قابل قبول سمجھتا ہوں' کیونکہ اسے جھوٹ کہنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی جو وجہ صفائی کے گواہ میں پائی جاتی ہے یعنی یہ کہ اس کا مقصد اپنے لیڈر کو چھڑانا ہے۔

یہ امر کہ فخرالدین نے اصل مسودہ پر "سیکرٹری" کے الفاظ نہ لکھے تھے۔

ظاہر نہیں کرتا کہ صاف کردہ اور شائع کنندہ کاپی پر بھی یہ الفاظ نہیں لکھے گئے تھے۔ میری رائے میں شیخ عبدالرحمٰن پر بھی اس پوسٹر کی ذمہ واری عائد ہوتی ہے۔ خصوصاً اس بیان کے سامنے جو انہوں نے عدالت میں دیا ہے۔

ان حالات میں مقامی حکام نے شیخ عبدالرحمان کے برخلاف جو کچھ کارروائی حفظ امن کی ضمانت کی' وہ مناسب تھی۔

ایک ہزار روپیہ کی ضمانت کچھ بھاری ضمانت نہیں ہے اور یہ ضمانت دی جا چکی ہے اور نصف سے زائد عرصہ گزر بھی چکا ہے۔ لہٰذا درخواست مسترد کی جاتی ہے۔

دستخط

ایف ڈبلیو سکیمپ جج

(عدالت عالیہ ہائیکورٹ لاہور مورخہ 23/ ستمبر38ء)

(تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق از مظہرالدین ملتانی)

مرزائیوں کی روحانی شکارگاہ

عبدالرزاق مہتہ پاکستان بھر کے قادیانیوں میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ ان کے خاندان نے قادیانیت کے لیے سب کچھ قربان کر دیا۔ شب و روز قادیانیت کی خدمت میں جت گئے۔ ان کی یہ قربانیاں رنگ لائیں اور وہ "خاندان" سے قریب تر ہوتے گئے۔ ان کے اخلاص میں حماقت کی حد تک اضافہ ہوگیا تو وہ مرزا محمود کی خلوتوں کے ساتھی بن گئے۔ مرزا محمود کی بیگمات و صاحبزادیوں سے گھوڑے اڑاتے اور احمدیت کی برکات کے ترانے گاتے رہے۔ ایک مرتبہ خود خلیفہ جی سے سدومیت کا بدیشی شوق بھی فرمایا۔ فوٹوگرافی کے رسیا ہونے کی وجہ سے انہوں نے "اجنتا" اور "ایلورا" کے غاروں کے مناظر کو کیمرے کی گرفت میں لے کر ہمیشہ کے لیے انہیں محفوظ کر لیا اور خود غیر محفوظ ہوگئے۔ مگر ان کی ہمت مردانہ پر قربان جایئے کہ یہ سب دیکھنے 'کرنے اور کرانے کے باوجود بھی احمدیت کی صداقت پر ان کا ایمان متزلزل نہیں ہوا۔ ان رنگین تصویروں اور سنگین لمحات کی یادوں کو ان

سے واپس حاصل کرنے کے لیے ان کے گھر پر متعدد بار شب خون مارا گیا' حملے کرائے گئے' تلاشی لی گئی۔ ان مظالم سے عاجز آ کر انہوں نے جماعت کے سربراہ کو خط لکھا کہ مجھے ان کے مظالم سے نجات دلوائی جائے۔ اس درخواست میں مظالم کے جو اسباب اور واقعات بیان کیے' انہیں پڑھ کر ایک شریف النفس انسان لرزہ بر اندام ہو جاتا ہے۔ عصمت و عفت کا بازیچہ اطفال بنانے میں مرزائیت نے ایک ایسا ریکارڈ قائم کیا ہے جسے بڑے سے بڑا بدکار بھی نہیں توڑ سکتا۔ خود مصنف کا بیان ہے کہ مرزا محمود نے میرے ساتھ مل کر اپنی لڑکی کو ہوس کا نشانہ بنایا۔ الف ننگے ایک چارپائی پر باہم دیگر تینوں "مصروف بکار خاص" تھے کہ موذن نے نماز کے لیے بلایا اسی حالت میں غسل و وضو تو درکنار کسی عضو کو دھوئے بغیر مصلی پر چڑھ گئے اور پھر پھرتی میں واپس آ کر بیٹی کے سینے پر سوار ہو گئے۔ لعنت ہو قادیانیت پر۔

مرزائیت ایسی گندگی ہے جسے صاف کرنا چاہیں تو اس گندگی کا وجود پانی پڑنے سے ختم ہوتا جائے گا مگر یہ پاک نہ ہوگی۔ اسے پاک کرنے والوں کو کبھی نہ بھولنا چاہیے کہ اسے ختم کر دینا ہی' اصل اس کا علاج ہے۔

(134)

2 _ ایک خاندان کی بیماری' دوسرے خاندان میں (یعنی اولاد وغیرہ) میں آ جاتی سنی ہوگی۔ دودھ کو ایک دفعہ جاگ لگا دی جائے تو پھر وہی جاگ کام آتی رہتی ہے۔ بعینہ اسی طرح اب یہ جاگ آخر (یعنی عیاشیوں کی رنگ رلیاں) انہی مغلیہ خاندان کی نسل ہوتے اس خاندان میں بھی لگنی ضروری تھی' سو لگی اور خوب لگی اور غالباً ان کی طرز عیاشیوں کو بھی مات کر دیا ہوگا۔

جناب سیکرٹری صاحب ہوشیار باش جاگتے رہیے' نظارہ جلوہ قریب آ رہا ہے۔ دل مضبوط کر لیجئے۔ ہوش و حواس قائم رکھیے گا۔ قادیان کے عوام ہماری اس خاندان سے وابستگی چولی دامن کا ساتھ سمجھتے تھے۔ ایک دن ہوتا کیا ہے غور فرمایئے گا۔ حضرت خلیفہ ثانی حکم فرماتے ہیں عشاء کے بعد ام طاہر کے صحن والی سیڑھیوں کی طرف سے آنا۔ چنانچہ حاضر ہو کر دستک دی۔ حضور خود دروازہ کھول

کر اپنے ساتھ صحن میں لے گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ دو بڑی چارپائیاں ہیں جن پر بستر لگے ہیں جن کی پوزیشن یوں تھی۔ سرہانہ شمال قبلہ رخ والی چارپائی کے پاس لے جا کر اس پر بیٹھنے کا حکم دیا تو دوسری پر حضور لیٹ گئے۔ مقام خلیفہ کے تقدس کے خیال سے کبھی برابری میں بیٹھنے کا وہم و خیال بھی نہ ہوتا تھا۔ اسی شش و پنج میں حیران پریشان کھڑا بت بنا رہا۔ الٰہی کیا شامت اعمال ہے' کیا مصیبت آنے والی ہے۔ اتنے میں حضور تشریف لائے۔ پکڑ کر بٹھاتے ہوئے فرمایا فکر نہ کرو' شرماؤ نہیں۔ جس کے چند ہی سیکنڈ بعد چارپائی پر بچھی چادر کے نیچے سے کچھ حرکت معلوم ہوئی۔ سکڑا' سنبھلا کہ ایک چٹکی پیٹھ پر کٹتی ہے۔ گھبرایا ہوش و حواس گم ہی تھے کہ اب چادر کے نیچے سے کوئی ذرا زیادہ ہلتا معلوم ہوا اور دراصل کروٹ لی گئی تھی کروٹ لیتے پھر دو چار چٹکیاں کٹتی ہیں پھر بھی "صم بکم" بنا بیٹھا رہا۔ کہ پھر حضور آئے شرماؤ نہیں' لیٹ جاؤ فرماتے چادر کے اندر منہ کر کے اس صاحبہ سے کچھ کہا جس نے نصف اٹھتے ہوئے اپنے بازو میری کمر کے گرد حائل کر کے کھینچ کر اپنے اوپر لٹا لیا' اس کھینچنے کے نتیجے میں سرہاتھ اچانک جو اس جسم نفیس پر لگے تو حیرانی ہوئی کہ محترمہ الف ننگی پڑی ہیں۔ ادھر میں بے حس و حرکت پتھر بنا تھا' مجھے علم نہ ہو سکا کس وقت میرے بھی کپڑے اتار پھینکے اور کیسے پوری طرح اوپر لٹانے لگیں بدمستی کی شرارتیں کرنے "آخر جیت ان کی ہوئی ہار میری" گویا ان ٹرینڈ کو ٹرینڈ کر کے مستقل ممبر سر ردھانی (یہ نام میرا دیا ہوا ہے) کا اعزاز بخشا گیا۔ ہاں یہ صاحبہ آخر کون تھیں آپ جستجو تو ضرور کر رہے ہوں گے' لیکن فی الحال بغیر نام بتائے اتنا عرض کیے دیتا ہوں کہ وہ صاحبہ حضور خلیفہ ثانی کی بیٹی صاحبہ تھیں۔ بس پھر کیا تھا پانچوں گھی میں سر کڑاہی میں والا معاملہ۔ آئے دن بلاوے دن ہو یا رات دفتر یا چوکیداری گو پہلے بھی روک ٹوک نہ تھی مگر اب تو بالکل ہی ختم سیدھے اوپر بیٹیوں سے بڑھتے اب بیگمات کے پیش ہونے یا کیے جانے لگے۔ پہلے پہل تو گھروں میں پھر قصر خلافت کے ایک کمرہ ملحقہ باتھ روم جو دراصل مستقل داد عیش کی رنگ رلیوں کے لیے مخصوص فرمایا ہوا تھا۔ جہاں بیک وقت ایک ہی بیٹی اور یا بیگم صاحبہ سے خود بھی اکثر شریک رنگ رلیاں ہو جاتے گویا تینوں ایک ہی چارپائی پر پڑے محو

مستیاں ہوتے (محترم سیکرٹری صاحب امور عامہ اسلام میں پردہ کا حکم سخت بتایا جاتا ہے۔ لیکن یہاں دیکھتے ہیں کہ آپ کا امور عامہ' خلیفہ کے اس پردہ زادہ پر کیا نوٹس لیتا ہے' کونسی جماعت سے خارج کرتا ہے) خیر یہ آپ کی درد سری ہے۔

ناراض تو نہیں ہوگئے ابھی تو ابتدائے عشق ہے آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے۔ بقول کہاوت "پا نہ ٹریا متھا سڑیا" ابھی تو سنسنی خیز جلوؤں کی روشنائی ہونی باقی ہے لہٰذا دل قابو میں رکھیے جناب ہوشیار رہیں غور فرمائیں ایک عرصہ جب کہ ایک بیٹی سے دونوں ہی رنگ رلیاں مناتے محو مستیاں تھے کہ موذن نے آکر نماز کی اطلاع دی مجھے یوں فرمایا تم مزے کرتے رہو' میں نماز پڑھا کر ابھی آیا۔ چنانچہ اسی حالت میں جب کہ پسینہ میں شرابور تھے' وضو تو درکنار اعضا بھی نہ دھوئے نماز پڑھی اور سنتیں نوافل پھر بیٹی کے سینہ پر پڑے غرق عیش و عشرت ہوگئے۔ کیا خوب کہا ہے۔

"تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں"

(جس کسی نے بھی یہ کہا خوب باموقع اور اغلبا" انہی کی ذات مبارکہ کا نقشہ اللہ نے کھنچوایا ہے) مختصر کرنے کے لیے اللہ کو حاضر ناظر کر کے جن سے یہ رنگ رلیاں منائی منوائی گئیں فی الحال تعداد لکھ دیتا ہوں بوقت کارروائی اسمائے گرامی سے مطلع کروں گا۔ بیگمات تین' صاحبزادیاں بھی تین اور دو صاحبزادیوں سے دو دو دفعہ ایک تو قریبا" مستقل۔

یہاں لگے ہاتھوں ایک بیگم صاحبہ (بڑی) ام ناصر کی حسرت جو قبر میں ساتھ لے گئے یوں فرمایا دیکھو ام ناصر ہیں کہ یہ شریک محفل نہیں ہوتیں تبھی تو موٹی بھینس ہوتی جاتی ہیں اس کے مقابل غور فرمایا جائے۔ ام مظفر کو دیکھو کیسی خوبصورت نازک سی چلتی پھرتی ہیں کیونکہ یہ کرواتی رہتی ہیں گویا بھاوجوں کو بھی نہ بخشا گیا۔ یہ خیال ذہن نشین ہونا ضروری ہے جن سے یا صاحب مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوا۔ وہ پاک و صاف ہیں اور الفاظ "رنگ یا مطلب" جس کی نسبت کیے یا کہے گئے وہی تحریر ہذا کر رہا ہوں کسی کا بلاوجہ مبالغہ قطعاً قطعاً اشارہ بھی نہ کروں گا انشاء اللہ۔

انسان گنہگار ہے اور ضرور ہے لیکن حد سے تجاوز ارکان اسلام سے استہزا شاید کوئی نام کا مسلمان بھی نہ کرے گا۔ چہ جائیکہ جو خود کو مقام خلیفہ پر کھڑا کرے استغفراللہ ربی جناب عالی یہ تو رہی نماز اور اس کا احترام اب ذرا اچھی طرح سنبھل کر اپنی غیرت کے جوش کو دبا کر قرآن پاک کی عظمت پر اس اولوالعزم خلیفہ کے اس چاند سے مکھڑے کی زبان مبارک سے ادا کیے ہوئے بولے ہوئے خواہ ایک دفعہ دوسرے کی نسبت کہ وہ یوں کہتا ہے اول تو اگر کسی نے ان کے سامنے کہے بھی تو غیرت کا تقاضا اس کو ڈانٹ تھا۔ چہ جائیکہ ان الفاظ کو اپنی زبان مبارک سے نہ صرف ایک دفعہ بلکہ ڈھٹائی کی حد یوں کہ پھر دوسری دفعہ وہی دہرائے جاتے ہیں۔ جناب علی یقین جانیں ان کے لکھنے کی مجھ میں نہ ہمت ہے نہ ہی سکت ہے سمجھانے کی کوشش کروں گا کہا نعوذ باللہ نعوذ باللہ قرآن پاک کا نام لیتے ہیں میں اس کو اپنے..... پر مارتا ہوں استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب علیہ شرم کے مارے میری آنکھیں زمین میں گڑ گئیں کاٹو تو جسم میں خون کا قطرہ نہیں۔ کیا یہی مقام خلیفہ ہے اور یہی وہ بلند بانگ پرچار ہے کہ ہم ہی میں جو خدمت قرآن فلاں فلاں زبانوں میں کر رہے ہیں اور ادھر اسی قرآن کی فضیلت و عظمت کا عمل بمحاورہ "صورت مومناں کرتوت کافراں" سے دیا جاتا ہے توبہ توبہ۔

یہ بھی بتایا جائے کہ یہ کس موڈ میں کہے گئے۔ ایک بیگم صاحبہ کو حضور کے ہر طرح کے قرب صلاح مشورے وغیرہ وغیرہ کی بنا پر چہیتی کہا جاتا اور مانا جاتا تھا اور اہل قادیان کی مستورات خصوصا جانتی تھیں' بعد منانے رنگ رلیاں حضور کی خوشنودی کے لیے کھڑے محو گفتگو تھے کہ ان بیگم صاحبہ نے مجھے اپنے سینہ سے لگاتے ہوئے کہا "آپ مجھے اپنی چہیتی کہتے ہیں' یہ میرا چہیتا ہے" باموقع خوب مذاق ہوا جس میں نعوذ باللہ وہ الفاظ دو مرتبہ کہے گئے یہ الفاظ پنجابی میں نام لیتے کہے گئے جو ان کی خلافت کی جیتی جاگتی حقیقت و اصلیت اسلام اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی کی نمایاں جھلک دیتی ہے اب ان کی اصلیت ضمیر کی نصیحت و وصیت بھی لگے ہاتھوں ملاحظہ فرما ہی لیجیے۔ فرمایا۔

"میں نے تمام بچوں کو کہہ دیا ہوا ہے کہ جس کے اولاد نہ ہو' ایک

دوسرے سے کر لی جائے۔ سبحان اللہ کیا یہ نصیحت و وصیت خلیفہ کو زیب دیتی ہے۔ گویا اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ یہ رنگ رلیاں صرف حضور کی ذات مبارک تک ہی محدود نہیں بلکہ کل اولاد کیا لڑکے اور کیا لڑکیاں جن کو پہلے ہی استعمال کرنا کرانا شروع کر دیا ہوا ہے۔"

تو بھلا اس صورت میں لڑکے کہاں متقی و پرہیز گار ہو سکتے ہیں تبھی تو یہ رونا حق بجانب ہے کہ ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، بھاوجوں کی عزت و ناموس ہر وقت خطرے میں ہے۔ اب ان ملفوظات میں سے ایک اور فرمان ملاحظہ فرمالیا جائے۔

فرمایا لوگ باہر سے تبرک کے لیے اپنی بیویاں، بیٹیاں، بہویں بھیجتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی جنون عشق بازی سے تسلی نہیں ہوتی مجبورا پنجابی کہاوت "جنے لائی لوئی، کرے کی کوئی" کے مطابق بے شرموں کے ساتھ بے شرم ہونا ہی پڑتا ہے۔ مجبورا حقیقت حال بیان کرنا پڑے گی۔ وہ یہ کہ لونڈے بازی کروانے کا بھی شوق باقی تھا۔ چنانچہ یہ چکر میرے ساتھ بھی ہو چکا ہے لیکن چونکہ مجھے اس قبیح عادت سے نفرت تھی مجبورا خود ہی کروٹ لیتے اعضاء پکڑ کے اپنے میں ڈالتے کی ناکام عیاشی۔ تو اس پر ایک دفعہ یوں فرمایا کہ خلیفہ صلاح الدین کا (جو رشتہ میں سالا تھا) (وہی پنجابی کہاوت) اعضاء کتنا موٹا اور لمبا ہے اب اس سے غور کریں کہ ان کی عادات رنگ رلیاں اور عشق مزاجی میرے اس لفظ ممبر محفل سیر روحانی سے بالکل صحیح اور سچ ثابت ہوگیا، ابھی اور بھی ممبر اور ممبران محفل میں جن کی تعداد جو میرے علم میں ہے، پندرہ بیس ہے اور ان کے آگے جاگ لازمی لگے گی، جاگ کا کام ہی یہی ہے۔ اب واقعات کر مچین استانیوں کے، ایک کا ذکر لاہور کے اخبارات میں ہوا خبر یوں لگی کہ "مرزا قادیانی ہوٹل سے ایک لڑکی لے اڑے" یہ یوگنڈا ہوٹل لاہور کا واقعہ ہے ایک دوسرے کو بھیجنے پر ناکامی کے بعد مجھے حکم ملا بعد کامیابی شاباش ملی الغرض اسے لے کر سینما جو ملکہ کے بت کے پاس ریڈ کراس آفس کے بالمقابل ہے (پلازہ سینما نا قل) مع عملہ گئے انٹرول کے قریب یکدم بھاگم بھاگ کاروں میں بیٹھ یہ جا وہ جا بعد میں علم ہوا کہ کیبن میں یہ کرمچین لڑکی بغل میں لیے ہوئے پیار وغیرہ کرتے تھے۔ باہر سے کسی کی نظر کا نظارہ ہوگیا گویا نام کو استانی اندر خانہ عیاشی۔

اب یہاں اصل معاملہ یوں بیٹھتا ہے کہ قادیان پہنچ کر سینما بینی میں دنیا جہان کی خرابیاں گنوائیں۔ خطبہ جمعہ کے سٹیج سے اخبارات رسائل تقاریر کے ذریعہ سینما بینی سے سختی سے منع فرمایا جاتا ہے مگر اس سے پہلے جب بھی لاہور گئے سینما ضرور دیکھا جاتا' آیا خیال شریف میں۔

جناب سیکرٹری صاحب امور عامہ معلوم ہوتا ہے سینما بینی سختی سے منع ہونے پر آپ کا حلق خشک ہو گیا ہے فکر نہ کریں میرے پاس تری کا بھی سامان موجود ہے۔ سو محترم من وہ یوں قادیان سے کار لاہور جاتی وہاں سے محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ بعد جج کے ذریعہ شراب کار کی پچھلی سیٹ کے نیچے چھپا کر لائی جاتی تاکہ عیاشی میں کوئی کمی نہ رہ سکے (حلق ٹھیک ہو گیا ہو گا) مگر صاحب میں معافی چاہوں گا اگر اوپر لکھا تو "وجہ مظالم" تھا لیکن مظالم کی بجائے عیاشیوں کی داستانوں میں پڑ گئے مگر جناب مجبور ہوا تھا سو جیسے میرے ساتھ قصر خلافت کے اس مخصوص کمرہ رنگینیوں میں جسے اس اولوالعزم خلیفہ نے مغلوں کی عیاشیوں کا گہوارہ بنا رکھا تھا ملاحظہ ہو بحیثیت فن فوٹو گرافی ایسے ایسے رنگین نظاروں سے بھلا نظر کیونکر چوک سکتی تھی۔ لہذا ہر ہی پہلو سے اچھی طرح محظوظ ہوئے بس اور بس یہی 42 سالہ وجہ مظالم ہے جن کی تلاش کے لیے چوریاں خانہ تلاشیاں تالے ڈکیٹری میں توڑے تڑوائے گئے۔ سر توڑ کوشش فرماتے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ناکام و نامراد ہوتے ذلت کے اتھاہ گڑھے میں ڈبکیاں ہی کھاتے رہے۔ اب جب کہ خاموش بیٹھے بھی صبر نہ آیا مجبور کر دیا "تم صبر کرو وقت آنے دو" سو وقت آ گیا ہے ڈبکیوں کی بجائے ڈوبنے کا بھلا ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے ایسی ایسی رنگینیوں کی تصاویر بھلا کوئی گھروں میں رکھتا ہے۔ خصوصاً جب کہ تلاش میں ہر قسم ذلالت کے حربے استعمال کیے کروائے جاتے ہوں اب وقت آیا ہے کہ ان کے منظر عام پر لانے کا جو پیش کیے جائیں گے تاکہ ان کی عیاشیوں کو حقیقی رنگ دینے میں ننگا کرنے کے لیے بوقت کارروائی ممد و معاون ہوں۔"

(مرزائیوں کی روحانی شکار گاہ' ص 21 تا 30' از عبد الرزاق مہتہ قادیانی)

بے نقاب (135)

مرزا بشیر الدین محمود کا اپنا ایک شعر ہے جس میں اس نے مندرجہ بالا برائیوں کا اقبال جرم کرتے ہوئے کہا:

"کیا بتاؤں کس قدر کمزوریوں میں ہوں پھنسا
سب جہاں بیزار ہو جائے جو ہوں میں بے نقاب"

(کلام محمود از مرزا بشیر الدین محمود ص 78)

۱۱ عبداللہ آتھم صاحب کو ایک ہزار انعام کا وعدہ دیا گیا تھا۔ شرطیہ طور پر (تسلیم کیا گیا)۔ ۱۲ عبداللہ آتھم صاحب کو دو ہزار روپیہ کے انعام کا وعدہ دیا گیا۔ ۱۳ ایضاً تین ہزار ایضاً۔ ۱۴ ایضاً چار ہزار ایضاً۔ ۱۵ انجام آتھم شائع کیا گیا (تسلیم ہوا) ۱۶ انجام آتھم میں مرزا صاحب نے پیش گوئی کی تھی کہ ہم ۹ مولوی اور ۶۸ چھاپہ والے اگر ہمارے پر ایمان نہیں لاویں گے تو مر جائیں گے (مرزا صاحب نے اس کو تسلیم نہیں کیا)۔ ۱۷ اس پیش گوئی میں لیکھرام کے مرنے کی بابت وہ لوگوں کو بتلاتے ہیں کہ مباہلہ کریں (تسلیم کیا گیا)۔ ۱۸ گنگا بشن کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا) ۱۹ مولوی محمد حسین بٹالوی کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا گیا) ۲۰ رائے جندر سنگھ کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا گیا) ۲۱ پیشگوئی بابت مرنے لیکھرام کی۔ (تسلیم کیا گیا) ۲۲ نسبت

کتاب البریہ

سواروں کے اپنی گرہ سے خرید کر دئے تھے اور آئندہ گورنمنٹ کو اس قسم کی مدد کا عند الضرورت وعدہ بھی دیا۔ اور سرکار انگریزی کے حکام وقت سے بجلدوے خدمات عمدہ عمدہ چٹھیات خوشنودی مزاج ان کو ملی تھیں۔ چنانچہ سر لیپل گریفن صاحب نے بھی اپنی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ غرض وہ حکام کی نظر میں بہت ہر دلعزیز تھے۔ اور بسا اوقات ان کی دلجوئی کے لئے حکام وقت ڈپٹی کمشنر کمشنر اُن کے مکان پر آکر اُن کی ملاقات کرتے تھے۔ یہ مختصر میرے خاندان کا حال ہے میں ضروری نہیں دیکھتا کہ اس کو بہت طول دوں۔

اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے* اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا۔ اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں تھا۔ میری پیدائش سے پہلے میرے والد صاحب نے بڑے بڑے مصائب دیکھے۔ ایک دفعہ ہندوستان کا پیادہ پا سیر بھی کیا۔ لیکن میری پیدائش

حاشیہ

* نوٹ:۔ میں توام پیدا ہوا تھا ایک لڑکی جو میرے ساتھ تھی وہ چند روز کے بعد فوت ہو گئی تھی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس طرح پر خدا تعالیٰ نے انثیت کا مادہ مجھ سے بکلی الگ کر دیا۔ منہ

حوالہ نمبر 1

یہ فرماتے ہیں کہ میں تو خدا کے سارے رسولوں کو مانتا ہوں۔ اللہ اللہ اللہ اللہ کیا شانِ دلربائی ہے۔"

(۲۷۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے مندرجہ ذیل واقعات ذیل کے سنین میں وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۸۳۶ء یا ۱۸۳۷ء۔ ولادت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

۱۸۴۲ء یا ۱۸۴۳ء۔ ابتدائی تعلیم از منشی فضل الٰہی صاحب۔

۱۸۴۶ء یا ۱۸۴۷ء۔ صرف و نحو کی تعلیم از مولوی فضل احمد صاحب۔

۱۸۵۲ء یا ۱۸۵۳ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی شادی (غالباً)۔

۱۸۵۳ء یا ۱۸۵۴ء۔ نحو و منطق و حکمت و دیگر علوم مروجہ کی تعلیم از مولوی گل علی شاہ صاحب اور اسی زمانہ کے قریب بعض کتب طب اپنے والد ماجد سے۔

۱۸۵۵ء یا ۱۸۵۶ء۔ ولادت خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب (غالباً)۔

۱۸۵۷ء یا ۱۸۵۸ء۔ ولادت مرزا فضل احمد (غالباً)۔

۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رؤیا میں آنحضرت صلعم کی زیارت اور اشارات ماموریت۔

۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء۔ ایام ملازمت بمقام سیالکوٹ۔

۱۸۶۸ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا انتقال۔

۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ بعض مسائل میں مباحثہ کی تیاری اور الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" جو غالباً سب سے پہلا الہام ہے۔

۱۸۷۵ء یا ۱۸۷۶ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آٹھ یا نو ماہ تک لگاتار روزے رکھنا (غالباً)

۱۸۷۶ء۔ تعمیر مسجد اقصیٰ۔ الہام الیس اللہ بکاف عبدہ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد ماجد کا انتقال۔

۱۸۷۷ء۔ اخبارات میں مضامین بھجوانے کا آغاز (غالباً) مقدمہ از جانب محکمہ ڈاک خانہ (غالباً) سفر سیالکوٹ۔

حوالہ نمبر 2

تاریخ مع سن عیسوی	تاریخ چاند مع سن ہجری	دن	تاریخ ہندی مہینہ مع سن بکرمی
۹ر فروری ۱۸۳۸ء	۲۰ر ذیقعدہ ۱۲۵۳ھ	جمعہ	۷ر پھاگن سمت ۱۸۹۴ بکرم
یکم فروری ۱۸۳۹ء	۱۵ر ذیقعدہ ۱۲۵۴ھ	جمعہ	۳ر پھاگن سمت ۱۸۹۵ بکرم
۲۱ر فروری ۱۸۴۰ء	۱۷ر ذی الحج ۱۲۵۵ھ	جمعہ	۱۴ر پھاگن سمت ۱۸۹۶ بکرم

(اس کے لئے دیکھو توفیقات الہامیہ مصری اور تقویم عمری ہندی)

اس نقشہ کی رُو سے ۱۸۴۰ء عیسوی کی تاریخ بھی درست سمجھی جاسکتی ہے۔ مگر دوسرے قرائن کو جن میں سے بعض اوپر بیان ہوچکے ہیں۔ اور بعض آگے بیان کئے جائیں گے صحیح یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی پیدائش ۱۸۳۵ء عیسوی میں ہوئی تھی۔ پس ۱۳ر فروری ۱۸۳۵ء عیسوی مطابق ۱۴ر شوال ۱۲۵۰ھ ہجری بروز جمعہ والی تاریخ صحیح قرار پاتی ہے۔ اور اس حساب کی رُو سے وفات کے وقت جو ۲۴ر ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ ہجری (اخبار الحکم ضمیمہ مورخہ ۲۸ر مئی ۱۹۰۸ء) میں ہوئی۔ آپ کی عمر پورے ۷۵ سال ۳ ماہ اور دس دن کی بنتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اب جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش کی تاریخ معیّن طور پر معلوم ہوگئی ہے۔ ہمارے احباب اپنی تحریر و تقریر میں ہمیشہ اسی تاریخ کو بیان کیا کریں گے۔ تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی تاریخ پیدائش کے متعلق کوئی ابہام اور اشتباہ کی صورت نہ ہے اور ہم لوگ اس بارہ میں ایک معین بنیاد پر قائم ہوجائیں۔

اس نوٹ کے ختم کرنے سے قبل یہ ذکر بھی ضروری ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو الہام الٰہی میں یہ بتایا گیا تھا۔ کہ آپ کی عمر اسّی یا اس سے پانچ چار کم یا پانچ چار زیادہ ہوگی (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۶) اگر اس الہام الٰہی کے لفظی معنے لئے جائیں۔ تو آپ کی عمر پچھتر چھہتر۔ یا اسّی یا۔ چوراسی پچاسی سال کی ہونی چاہیئے۔ بلکہ اگر اس الہام کے معنے کرنے میں زیادہ لفظی پابندی اختیار کی جائے تو آپ کی عمر پورے ساڑھے پچھتر (۷۵½) یا اسّی یا ساڑھے چوراسی (۸۴½) سال کی ہونی چاہیئے۔ اور یہ ایک عجیب قدرت نمائی ہے کہ مندرجہ بالا تحقیق کی رُو سے آپ کی عمر پورے ساڑھے پچھتر (۷۵½) سال کی بنتی ہے۔

اسی ضمن میں یہ بات بھی قابل نوٹ ہے۔ کہ ایک دوسری جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام اپنی پیدائش کے متعلق بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت آدم سے لیکر ہزار ششم میں سے ابھی گیارہ سال باقی رہتے تھے کہ میری ولادت ہوئی۔ اور اسی جگہ یہ بھی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے

حوالہ نمبر 3

حضرت صاحب سے اس بارہ میں بات کروں گا۔ چنانچہ والد صاحب۔ حضرت صاحب سے ملے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ شیخ صاحب ہم نے آپ کے بیٹے کو یہاں رہنے کے لئے کہا ہے۔ کیونکہ میاں حامد علی کے والد نے بھی ان کو یہاں ہی چھوڑ دیا ہے۔ والد صاحب نے عرض کیا۔ کہ جناب جس مکان میں چھ سات چراغ جل رہے ہوں۔ اگر وہاں سے ایک اٹھا لیا جائے۔ تو وہاں روشنی میں کوئی خاص کمی واقع نہ ہوگی اور جس گھر میں فقط ایک چراغ ہو۔ اور اس کو اٹھا دیا جائے تو بالکل اندھیرا ہو جائیگا۔ اس طرح میرے والد صاحب نے ہنس کر بات ٹال دی۔ کیونکہ میاں حامد علی کے پانچ چھ بھائی تھے۔ اور میں گھر میں والد کا ایک ہی بیٹا تھا۔ لیکن مجھکو اس بات پر سخت افسوس ہوا اور اب تک ہے۔ کہ والد صاحب نے حضرت کی بات کو قبول کیوں نہ کر لیا۔ اور مجھے اس موقعہ سے مستفید کیوں نہ ہونے دیا۔

۵۱۲ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ پیدائش اور عمر بوقت وفات کا سوال ایک عرصہ سے زیر غور چلا آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تصریح فرمائی ہے۔ کہ حضور کی تاریخ پیدائش معین صورت میں محفوظ نہیں ہے۔ اور آپ کی عمر کا صحیح اندازہ معلوم نہیں (دیکھو ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۳) کیونکہ آپ کی پیدائش سکھوں کی حکومت کے زمانہ میں ہوئی تھی۔ جبکہ پیدائشوں کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا جاتا تھا۔ البتہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعض ایسے امور بیان فرمائے ہیں۔ جن سے ایک حد تک آپ کی عمر کی تعیین کی جاتی رہی ہے۔ ان اندازوں میں سے بعض اندازوں کے لحاظ سے آپ کی پیدائش کا سال ۱۸۴۰ء بنتا ہے۔ اور بعض کے لحاظ سے ۱۸۴۳ء تک پہونچتا ہے۔ اور اسی لئے یہ سوال ابھی تک زیر بحث چلا آیا ہے۔ کہ صحیح تاریخ پیدائش کیا ہے؟

میں نے اس معاملہ میں کئی جہت سے غور کیا ہے اور اپنے اندازوں کو سیرۃ المہدی کے مختلف حصوں میں بیان کیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ گو مجھے یہ خیال غالب رہا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش کا سال ۱۸۳۶ء عیسوی یا اس کے قریب قریب ہے۔ مگر ابھی تک کوئی تاریخ معین نہیں کی جاسکی تھی لیکن اب بعض حوالے اور بعض روایات ایسی ملی ہیں۔ جن سے معین تاریخ کا پتہ لگ گیا ہے۔ جو بروز جمعہ ۱۴ر شوال ۱۲۵۰ء ہجری مطابق ۱۳ر فروری ۱۸۳۵ء عیسوی مطابق یکم پھاگن سمت ۱۸۹۱ بکرمی ہے اس تعیین کی وجوہ یہ ہیں:۔

حوالہ نمبر 4

553

کا وقت تھا۔ اور قمری حساب سے چاند کی چودھویں رات تھی۔ یہی بات اخی مکرمی حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب نے اپنی کتاب "ذکر حبیب" کے صفحہ ۲۳۱ پر لکھی ہے۔ جس کو ناظرین دیکھ سکتے ہیں اگرچہ یہ بات مجھے یاد بھی تھی۔ لیکن حال میں "ذکر حبیب" کے مطالعہ سے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ بیان مستحضر ہو گیا۔ اور میں نے تحقیق کرنا شروع کر دی۔ کیونکہ میرے دل میں تحقیق کرنے کی زور سے تحریک پیدا ہوئی۔ خوش قسمتی سے میری مرتبہ کتاب تقویم عمری جو ایک سو پچیس برس کی جنتری کے نام سے بھی موسوم ہے۔ میرے سامنے آگئی اور میں نے غور سے اس کا مطالعہ کیا یہ کتاب بھی میں نے ان دنوں میں ہی چھپائی تھی۔ جب براہین احمدیہ چھپائی تھی۔ یہ اجتماع اور تطابق جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ولادت کے سال و وفت کے متعلق فرمایا ہے۔ اس کی تلاش سے یہ نتیجہ حاصل ہوا کہ آپ کی ولادت جس جمعہ کو ہوئی تھی وہ ۱۴؍ ماہ رمضان المبارک ۱۲۵۰ھ ہجری کا دن تھا۔ اور بحساب سمت بکرمی یکم پھاگن سمت ۱۸۹۱ کے مطابق تاریخ تھی جو عیسوی سن کے حساب سے ۱۷؍ فروری ۱۸۳۵ء کے مطابق ہوتی ہے۔ پس اس طریق سے حضور موصوف کی عمر ہر ایک حساب سے حسب ذیل ثابت ہوتی ہے۔

(الف) بحساب سمت ہندی بکرمی آپ یکم پھاگن ۱۸۹۱ بکرمی کو پیدا ہوئے اور جیٹھ سمت ۱۹۶۵ بکرمی کو آپ کا رفع ہوا۔ گویا ہندی بکرمی سالوں کی رُو سے آپ کی عمر ۷۴ سال چار ماہ ہوئی۔

(ب) عیسوی سال ۱۷؍ فروری ۱۸۳۵ء کو آپ کی ولادت ہوئی اور ۲۶؍ مئی ۱۹۰۸ء کو آپ اپنے خالق حقیقی رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ پس اس حساب سے آپ نے ۷۳ سال دو ماہ اور ۹ دن عمر پائی۔

(ج) سن ہجری مقدس کے مطابق آپ ۱۴؍ رمضان المبارک ۱۲۵۰ھ کو پیدا ہوئے اور ۲۴؍ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ کو خدا سے جا ملے۔ اس حساب سے آپ کی عمر ۷۵ سال ۷ ماہ اور ۱۰ دن ہوئے۔ یعنی ۷۶ سال ہوئی۔

اس سے اب صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ آنحضور کی عمر الہی الہام کے مطابق ۸۰ سال کے قریب ہوئی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں اپنی تحقیق روایت ۶۱۳ میں درج کر چکا ہوں۔ میاں معراج الدین صاحب عمر کی تحقیق اس سے مختلف ہے لیکن چونکہ دوستوں کے سامنے ہر قسم کی رائے آجانی چاہئے

حوالہ نمبر 5

سید احمد علی صاحب نے درج کیا ہے۔اس کے مطابق آپ کی تاریخ پیدائش ۱۸۳۶ء بنتی ہے اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے حوالوں سے ۱۸۲۹ء اور ۱۸۳۲ء پیدائش کے سن نکلتے ہیں۔لیکن میرے نزدیک ان سے بڑھکر جس مخالف کا علم ہونا چاہیئے۔ وہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہیں۔جن کو بچپن سے ہی آپ سے ملنے کا موقعہ ملتا رہا ہے۔ان کے اشاعت السنہ ۱۸۹۳ء کے حوالہ سے آپ کی پیدائش ۱۸۳۳ء کے قریب بنتی ہے۔

غرض ۱۸۳۳ء انتہائی حد ہے۔اس کے بعد کا کوئی سن ولادت تجویز نہیں کیا جا سکتا۔بحیثیت مجموعی زیادہ تر میلان ۱۸۳۲ء اور ۱۸۳۳ء کی طرف معلوم ہوتا ہے۔کیونکہ شرف مکالمہ مخاطبہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ معین ہیں۔اور یہ واقعی ایک اہم واقعہ ہے۔جس پر تاریخ پیدائش کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔سن ۱۲۹۰ھ ایک معین تاریخ ہے اور اس حساب سے ۱۸۳۳ء کی پیدائش ثابت ہوتی ہے۔دوسرا اہم واقعہ آپ کے والد ماجد کا انتقال کا ہے۔انسانی فطرت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس وقت کے متعلق جو رائے ہے وہ بھی زیادہ وزن دار سمجھنی چاہیئے۔سو اس کے متعلق آپ واضح الفاظ میں فرماتے ہیں کہ والد ماجد کی وفات کے وقت آپ کی عمر چالیس سال کے قریب تھی۔اور اپنے والد صاحب کی وفات ۱۸۷۴ء میں معین فرمادی۔خلاصہ میرے نزدیک یہ نکلا کہ ۱۸۳۳ء صحیح سن ولادت قرار دیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔"اس جگہ درد صاحب کا مضمون ختم ہوا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مکرمی مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔اے مبلغ لندن نے یہ مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر اور تاریخ پیدائش کی تعیین کے متعلق لندن سے ارسال کیا تھا اور یہ مضمون اخبار الفضل ۳۰ ستمبر ۱۹۳۲ء میں شائع ہو چکا ہے۔مضمون بہت محنت اور تحقیق کے ساتھ لکھا ہوا ہے مگر جیسا کہ میں روایت ۶۱۳ میں لکھ چکا ہوں مجھے اس تحقیق سے اختلاف ہے کیونکہ میری تحقیق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تاریخ پیدائش ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء بنتی ہے۔اور درد صاحب نے جو ہمارے دادا صاحب کی تاریخ وفات ۱۸۷۴ء لکھی ہے۔یہ بھی میری تحقیق میں درست نہیں۔بلکہ صحیح تاریخ ۱۸۷۶ء ہے جیسا کہ حضرت صاحب نے سرکاری ریکارڈ کے حوالہ سے کشف الغطاء میں لکھی ہے۔لیکن ایسے تحقیقی مضامین میں رائے کا اختلاف بھی بعض لحاظ سے مفید ہوتا ہے اس لئے

حوالہ نمبر 6

جیسپر بکمال و تمام دورہ حقیقت آدمیہ ختم ہو۔ وہ خاتم الاولاد ہو۔ یعنے اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔ اب یاد رہے کہ اس بندۂ حضرت احدیت کی پیدائش جسمانی اس پیشگوئی کے مطابق بھی ہوئی۔ یعنے میں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور یہ الہام کہ یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے۔ اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام جنت تھا۔ اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہو گئی تھی۔ غرض چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام اور الہام میں مجھے آدم صفی اللہ سے مشابہت دی تو یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ اس قانون قدرت کے مطابق جو مراتب وجود دوریہ میں حکیم مطلق کی طرف سے چلا آتا ہے۔ مجھے آدم کی خو اور طبیعت اور واقعات کے مناسب حال پیدا کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ واقعات جو حضرت آدم پر گذرے۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش زوج کے طور پر تھی۔ یعنے ایک مرد اور ایک عورت ساتھ تھی۔ اور اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی۔ یعنے جیساکہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا۔ اور میں ان کیلئے خاتم الاولاد تھا۔ اور یہ میری پیدائش کی وہ طرز ہے جس کو بعض اہل کشف نے مہدی خاتم الولایت کی علامتوں میں سے لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ آخری مہدی جس کی وفات کے بعد اور کوئی مہدی پیدا نہیں ہوگا۔ خدا سے براہ راست

ص۱۵۵

حوالہ نمبر 7 حوالہ نمبر 8

اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (یونس)

مجدّدِ اعظم

یعنی

سوانحعمری حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ

مسیح موعود و مہدی معہود و مجدد صدی چہاردھم

حصّۂ اوّل

از ابتدا تا جون سنہ ۱۹۰۰ء

مؤلّفہ

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

جسے

بماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۸ھ مطابق دسمبر سنہ ۱۹۳۹ء

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور نے

شائع کیا

تعداد اشاعت تین ہزار | بار اوّل | قیمت مجلد تین روپیہ آٹھ آنے

آپ کی خلوت نشینی پر آپ کے والد ماجد کے ریمارکس

شروع شروع میں تو آپ کے والد ماجد کو آپ کی یہ خلوت نشینی بہت شاق گزری وہ چاہتے تھے کہ یہ زمینداری میں لگیں۔ ان مقدمات کی پیروی کریں جن میں وہ خود لگے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ کو دن رات مطالعہ میں مستغرق اور مسجد میں عبادت الٰہی میں مصروف دیکھتے تو کبھی کبھی چڑ کر فرماتے "یہ ہمارے گھر میں ملاں کہاں سے پیدا ہو گیا ہے؟" کوئی حضرت مرزا صاحب سے ملنے آتا اور آپ کے متعلق دریافت کرتا تو فرماتے کہ:۔

"مسجد کے سقاوہ کی کسی ٹونٹی میں جا کر دیکھو۔ اگر وہاں نہ پاؤ تو مسجد کے اندر کسی گوشہ میں تلاش کرو۔ اگر وہاں بھی نہ ہو تو دیکھنا کسی صف میں کوئی لپیٹ کر کھڑا کر گیا ہوگا۔ کیونکہ وہ زندگی میں ہی مرا ہوا ہے"۔

آپ کے والد صاحب کے یہ ریمارکس کس قدر معنی خیز ہیں۔ ایک باپ جو دن رات چاہتا ہے کہ بیٹا میرے مسلک پر لگے اس حقیقت سے بے خبر نہیں کہ میرا بیٹا دن رات عبادت الٰہی کا دلدادہ ہے۔ اور اس میں اسے اس قدر شغف ہے کہ وہ جیتے جی مر چکا ہے۔ یعنی اپنی تمام خواہشات و جذبات اور تمناؤں پر موت وارد کر کے وہ منقطع الی اللہ ہو چکا ہے۔ گویا خود باپ اس بات پر گواہ تھا کہ بیٹا موتوا قبل ان تموتوا (کہ مرنے سے پہلے مر جاؤ) کا پورا پورا مصداق بن چکا ہے۔

آپ کی اس بڑھی ہوئی عبادت گزاری کے متعلق ایک دفعہ آپ کے والد صاحب کے ریمارکس سننے کے قابل ہیں۔ مرزا اسماعیل بیگ مرزا غلام اللہ مرحوم کے چچازاد بھائی تھے اس وقت لڑکے سے تھے۔ حضرت مرزا صاحب کے پاس ملازم تھے۔ کام فقط یہ تھا کہ آپ کے گھر سے روٹی لے آیا کریں اور آپ کے ساتھ نماز پڑھنے جایا کریں۔ سردیوں میں تہجد کے وقت گرم پانی لے آویں اور خود بھی تہجد پڑھیں دوسرے لفظوں میں یہ نماز اور تہجد پڑھنے کی نوکری ہوئی یا روٹی لانے اور کھانے کی۔ کیونکہ کھانے میں دوسرے یتیم بچوں کے ساتھ انہیں بھی حصہ ملتا تھا۔ تہجد کے وقت مرزا اسماعیل نہ جاگتے تو حضرت خود انہیں جگا لیتے۔ جگانے میں معمول یہ تھا کہ ہلا کر جگاتے۔ آواز نہ دیتے غالباً اس لئے کہ پچھلی رات کو زور کی آواز سے دوسروں کی نیند میں خلل نہ آوے۔ خیر تو ان کا بیان ہے کہ کبھی کبھی بڑے مرزا صاحب یعنی حضرت کے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مجھے بلا لیتے۔ وہ آپ چارپائی پر لیٹے ہوتے۔ پاس دو کرسیاں پڑی ہوتیں ان میں سے ایک پر مجھے بٹھا کر دریافت کرتے کہ "سنا تیرا مرزا کیا کرتا ہے"؟ میں کہتا کہ "قرآن دیکھتے رہتے ہیں"۔ اس پر وہ فرماتے کہ "کبھی سانس بھی لیتا ہے"؟ (یعنی کبھی قرآن پڑھتے پڑھتے درمیان میں وقفہ بھی کرتا ہے یا پڑھے ہی جاتا ہے بس ہی نہیں کرتا) پھر یہ پوچھتے کہ "رات کو سوتا بھی ہے"؟ میں جواب

کیونکہ بٹالہ اور گورداسپور میں مشنری صاحب موجود ہیں اور نہ اس نے کوئی خاص وجہ بتلائی کہ وہ کیوں خاص کر میرے پاس آیا ہے۔ جب کہ اور بھی مشنری صاحب موجود ہیں۔ اس نے صرف یہ کہا کہ اتفاقیہ ایک شخص کے آپ کی کوٹھی بتلانے پر آیا ہوں۔ جب ہم نے اس سے پوچھا کہ تم نے کرایہ ریل کا کہاں سے لیا تو وہ بتلا نہ سکا۔ ان باتوں پر ہماری خاص توجہ غور کے واسطے ہوئی اور غور طلب معاملہ ہم سمجھا اور یہ میرے دل میں گذرا کہ اس کے بیانات لیکھرام کے قاتل کے بیانات سے عجیب تشبیہ رکھتے ہیں۔ پس ہم نے اس کی طرف خاص دھیان رکھا۔ پس اس سے گفتگو کر کے ہم نے قصد مذکور کیا۔ اس شخص نے واقفیت دین عیسوی سے ظاہر کی ہم نے پوچھا کہاں سے یہ واقفیت حاصل کی۔ اس نے کہا کہ قادیان میں ایک عیسائی بٹالہ کا رہتا ہے جو مسلمان ہو کر مرزا صاحب کے یہاں رہتا ہے نام اس کا سائیاں ہے۔ اس کے پاس انجیل مقدس تھی اور مطالعہ کیا کرتا تھا۔ جہاں سے مجھے شوق و رغبت ہوئی۔ میں نے اس نوجوان کو مہاں سنگھ گیٹے والے شفاخانہ میں بھیج دیا۔ کہ وہاں طالب علموں کے پاس رہے اور تعلیم پائے۔ اور ہم نے اس کو بوتلوں کے صاف کرنے وغیرہ کا کام دیا۔ قریباً پانچ چھ یوم تک وہ اس جگہ رہا۔ اول اس میں قابل توجہ یہ بات تھی کہ وہ مرزا صاحب

اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا

حوالہ نمبر 10

کے حق میں بہت ہی برا بکتا تھا۔ دوم وہ بپتسمہ لینے کی از حد خواہش رکھتا تھا۔ اور سوم وہ بلا وجہ اور بلا طلبی ہمارے کوٹھی پر آکر گشت اور سیر اور ملاقات چاہتا تھا۔ اور باوجود یکہ ۵۰ سال کی عمر میں وہ محمدی ہوا تھا۔ اپنی گوت (برہمن) سے ناواقف تھا اور نانکوں سے ناواقف تھا۔ اور مختلف اشخاص سے مختلف قسم کی اپنی نسبت کہانی بیان کی۔ مثلاً ایک شخص سے اُس نے اپنے دوست ایسر داس نام کو بجائے کرپارام کے بتلایا۔ بعد انقضائے پانچ روز ہم نے اپنے مسپتال واقع بیاس پر اُسے بھیج دیا۔ وہاں بھی میرے طالب علم پڑھتے ہیں جاتے ہی اس نے ایک خط مولوی نور الدین کے نام جو میرزا صاحب کا داہنے ہاتھ کا فرشتہ ہے لکھا۔ یہ اسی شخص کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ خط اُس نے لکھا ہے۔ مطلب اس خط کا یہ تھا کہ میں عیسائی ہونے لگا ہوں آپ روک سکتے ہیں تو روک لیں۔ یہ مطلب بھی اُس کی زبانی ہی معلوم ہوا تھا اور دیگر شہادت بھی ہے۔ باعث خط لکھنے کا یہ تھا کہ ہم نے اس کو کہا تھا۔ کہ یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم مرزا صاحب کو لکھیں کہ یہ شخص عیسائی ہونا چاہتا ہے۔ کل کو یہ نہ کہیں کہ تم اُن کے چور ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں میں خود ہی خط لکھتا ہوں۔ اور اس نے خط لکھ کر بیرنگ ڈاک میں ڈالا۔ اور مجھے خط کے ذریعہ سے خط لکھنے سے منع کیا تھا جب تک میرے بپتسمہ کا وقت ہو۔ وہ خط

اتفاق ہوا۔ اِن کا نام گل علی شاہ تھا۔ اِن کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور اِن آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے اور نیز اُن کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے الگ

کتاب البریہ

ہمارے پاس ہے اور ہم پیش کریں گے۔ پھر ہم نے اس نوجوان لڑکے کے حالات کی بابت دریافت کرنا شروع کیا۔ ایک آدمی بٹالہ میں دریافت کے واسطے بھیجا گیا۔ اس آدمی کا نام مولوی عبدالرحیم ہے۔ اس نے بٹالہ کے متعلق حالات عبدالحمید کے محض جھوٹے پائے۔ ذرہ بھر بھی اس میں سچ نہ تھا۔ تب مولوی عبدالرحیم سیدھا قادیان میں مرزا صاحب کے پاس پہنچا اور مکان پر پہنچ کر اس نے دریافت کیا کہ آیا کوئی شخص عبدالمجید نام یہاں پر ہے۔ ایک لڑکا وہاں تھا۔ اُس نے کہا کہ ہاں تھا مگر مرزا صاحب کو گالیاں دے کر چلا گیا ہے۔ پھر مولوی عبدالرحیم مرزا صاحب کے پاس گیا اور دریافت پر کہا کہ میں عیسائی ہوں۔ اور عبدالمجید کی بابت دریافت کیا۔ مرزا صاحب نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے۔ پیدائشی مسلمان ہے اور اس کا پیدائشی نام عبدالحمید ہے اور وہ مولوی برہان الدین جہلمی کا بھتیجا ہے۔ وہ راولپنڈی میں عیسائی ہوا تھا اور یہاں قادیان میں آکر پھر مسلمان ہو گیا تھا۔ اور چند عرصہ محنت ٹوکری اٹھا کے کرتا رہا۔ اور قریباً سات آٹھ یوم سے یہاں سے چلا گیا ہے۔ اور یہ عرصہ اُس عرصہ سے مطابق ہے جب وہ ہماری کوٹھی پر آیا تھا۔ اور آخر کار مرزا صاحب نے کہا کہ اس کی اچھی طرح خاطر مدارات کرو اور خوراک پوشاک عمدہ دو تو وہ تمہارے پاس رہے گا۔ پھر ہم نے جہلم سے دریافت کیا وہاں سے ہم کو معلوم ہوا کہ اس نوجوان آدمی کا نام

کتاب البریہ

ہو کر ان کے غموم و ہموم میں شریک ہو جاؤں۔ آخر ایسا ہی ہوا۔ میرے والد صاحب اپنے بعض آباد اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔ انہوں نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع گیا اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا اس لئے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ رہتا رہا۔ اُن کی ہمدردی اور مہربانی میرے پر نہایت درجہ پر تھی مگر وہ چاہتے تھے کہ دنیا داروں کی طرح مجھے رُو بخلق بنا دیں

حوالہ نمبر 11

کہ باوجود صدہا عوائق اور موانع کے محض خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد نے اِس حصہ کو خلعتِ وجود بخشا۔ چنانچہ اس حصہ کے چند اوائل ورق کے ہر ایک صفحہ کے سر پر نصرت الحق لکھا گیا مگر پھر اس خیال سے کہ تا یاد دلایا جائے کہ یہ وہی براہین احمدیہ ہے جس کے پہلے چار حصے طبع ہو چکے ہیں بعد اسکے ہر ایک سر صفحہ پر براہین احمدیہ کا حصہ پنجم لکھا گیا۔ پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا۔ اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اسلئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔

دوسرا سبب اس التوا کا جو تیئیس ۲۳ برس تک حصہ پنجم لکھا نہ گیا یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ اُن لوگوں کے دلی خیالات ظاہر کرے جن کے دل مرض بدگمانی میں مبتلا تھے اور ایسا ہی ظہور میں آیا۔ کیونکہ اس قدر دیر کے بعد خام طبع لوگ بدگمانی میں بڑھ گئے۔ یہاں تک کہ بعض ناپاک فطرت گالیوں پر اُتر آئے اور چار حصے اس کتاب کے جو طبع ہو چکے تھے کچھ تو مختلف قیمتوں پر فروخت کئے گئے تھے اور کچھ مفت تقسیم کئے گئے تھے۔ پس جن لوگوں نے قیمتیں دی تھیں اکثر نے گالیاں بھی دیں اور اپنی قیمت بھی واپس لی۔ اگر وہ اپنی جلد بازی سے ایسا نہ کرتے تو اُن کے لئے اچھا ہوتا۔ لیکن اس قدر دیر سے اُن کی فطرتی حالت آزمائی گئی۔

اِس دیر کا ایک یہ بھی سبب تھا کہ تا خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر ظاہر کرے کہ یہ کاروبار اُس کی مرضی کے مطابق ہے اور یہ تمام الہام جو براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں لکھے گئے ہیں یہ اُسی کی طرف سے ہیں نہ انسان کی طرف سے۔ کیونکہ اگر یہ کتاب خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق نہ ہوتی اور یہ تمام الہام اُس کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ امر خدائے عادل و قدوس کی عادت کے برخلاف تھا کہ جو شخص

حوالہ نمبر 12

بھی پیش کرتے ہیں کہ وہ سچی بھی ہو گئیں۔ تو ایسے تناقض اور باہمی تکذیب اور انکار کو دیکھکر وہ لوگ سخت ٹھوکر کھاتے ہیں۔ کیونکہ جب خدا ایک ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ وہ زید کو ایک الہام کرے اور پھر بکر کو اُسکے مخالف کہے اور پھر خالد کو کچھ اور ہی سُنادے۔ اِسی سے نوناداںوں کو خدا کے وجود میں ہی شک پڑتا ہے۔ غرض یہ امور عام لوگوں کیلئے گھبراہٹ کی جگہ ہیں اور اُنکی نظر میں سلسلہٴ نبوّت اِسی سے مشتبہ ہوجاتا ہے اور اس مقام میں عام لوگوں کو حیرت میں ڈالنے والا ایک اور امر بھی ہے اور وہ یہ کہ بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدیّن اور چور اور حرام خور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ اُن کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں۔ اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں جن کا پیشہ مُردار کھانا اور رارتکاب جرائم کام تھا۔ اُنہوں نے ہمارے رُوبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔ اِس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر جن کا دن رات زناکاری کام تھا اُن کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں اُنہوں نے بیان کیں اور وہ پُوری ہو گئیں۔ اور بعض ایسے ہندوؤں کو بھی دیکھا کہ نجاستِ شرک سے ملوّث اور اسلام کے سخت دشمن ہیں بعض خوابیں اُنکی جیسا کہ دیکھا تھا ظہور میں آگئیں۔ چنانچہ میں اِس رسالہ کی تحریر کے وقت ایک قادیان کا ہندو میرے پاس آیا جو قوم کا کھتری تھا اُس نے بیان کیا کہ فلاں سب پوسٹ ماسٹر کو میں نے دیکھا تھا کہ تبدیلی اُسکی ہو کر پھر ملتوی رہ گئی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اُس ہندو نے مختلف وقتوں میں میرے پاس بیان کیا کہ کئی اور خوابیں بھی میری سچی ہو گئی ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ ایسے بیانات سے اُسکی کیا غرض تھی اور کیوں وہ بار بار اپنی خوابیں مجھے سُناتا تھا کیونکہ وید کی رُو سے تو خوابوں اور الہاموں پر مُہر لگ گئی ہے۔ ایسا ہی ایک بڑا بدذات چور اور زانی بھی جو ہندو تھا اور قید میں ڈالا گیا تھا جیل سے رہائی پاکر کسی اتفاق سے مجھے ملا اور مجھے یاد ہے کہ کسی جُرم سرقہ وغیرہ میں اُس کو کئی سال کی قید ہوئی تھی۔ اُس کا بیان ہے کہ جس صبح کو عدالت سے قید کی سزا کا حکم مجھے دیا جانا تھا جس حکم کی بظاہر کچھ بھی اُمید نہ تھی۔ رات کو خواب میں میرے پر ظاہر کیا گیا کہ میں قید کیا جاؤں گا۔ سو ایسا ہی ظہور

ص۳

حوالہ نمبر 13

اِس لئے دُعا کی گئی۔ ۵ر مارچ ۱۹۰۵ء کو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اُس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ مَیں نے اُس کا نام پُوچھا۔ اُس نے کہا نام کچھ نہیں۔ مَیں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا۔ اُس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی۔ ٹیچی۔ پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنیوالا۔ تب میری آنکھ کھل گئی۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعہ سے اور کیا براہِ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جن کا خیال و گمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ آگیا چنانچہ جو شخص اسکی تصدیق کیلئے صرف ڈاک خانہ کے رجسٹر ہی ۵ر مارچ ۱۹۰۵ء سے آخیر سال تک دیکھے اُس کو معلوم ہوگا کہ کس قدر روپیہ آیا تھا۔ ۲۳۳

یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنیوالا ہو۔ یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں اُن کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دیدیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔

۸۴ نشان ۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہُوا کہ مَیں نعمت اللہ ولی کا وُہ قصیدہ دیکھ رہا تھا جس میں اُس نے میرے آنے کی بطور پیشگوئی خبر دی ہے اور میرا نام بھی لکھا ہے اور بتلایا ہے کہ تیرھویں صدی کے آخیر میں وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا اور میری نسبت یہ شعر لکھا ہے کہ:۔

مہدیٔ وقت و عیسیٰ دوراں　　ہر دو را شہسوار مے بینم

یعنی وُہ آنیوالا مہدی بھی ہوگا اور عیسیٰ بھی ہوگا دونوں ناموں کا مصداق ہوگا اور دونوں طور کے دعوے کریگا۔ پس اس اثناء میں کہ مَیں یہ شعر پڑھ رہا تھا عین پڑھنے کیوقت مجھے یہ الہام ہُوا:۔

از پئے آں محمد احسن را　　تارکِ روزگار مے بینم

یعنی مَیں دیکھتا ہوں کہ مولوی سیّد محمد احسن امروہی اِسی غرض کیلئے اپنی نوکری سے جو ریاست بھوپال میں تھی علیحدہ ہو گئے تا خدا کے مسیح موعود کے پاس حاضر ہوں اور اُسکے دعوے کی تائید کے لئے خدمت بجالاویں اور یہ ایک پیشگوئی تھی جو بعد میں نہایت صفائی سے ظہور میں آئی۔

حوالہ نمبر 14

انہوں نے عام گھر والوں کو اس سے اطلاع دے دی۔ اور پھر چند ہفتہ میں ہی اس جہان فانی سے گذر گئے۔" (تریاق القلوب ص۳۹)

۱۸۸۳ء — ۱۲۷

"اکتیسواں نشان اپنے بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی وفات کی نسبت پیشگوئی ہے۔ جس میں میرے ایک بیٹے کی طرف سے بطور حکایت عن الغیر مجھے یہ الہام ہوا۔

اے عمی بازی خویش کردی و مرا افسوس بسیار دادی[1]

یہ پیشگوئی بھی اسی شرمپت آریہ کو قبل از وقت بتلائی گئی تھی۔ اور اس الہام کا مطلب یہ تھا کہ میرے بھائی کی بے وقت اور ناگہانی موت ہوگی، جو موجب صدمہ ہوگی۔ . . . اور بعد اس کے میرے پر کھولا گیا۔ کہ یہ الہام میرے بھائی کی موت کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ میرا بھائی دو تین دن کے بعد ایک ناگہانی طور پر فوت ہوگیا۔ اور میرے اس لڑکے کو اس کی موت کا صدمہ پہنچا۔" (حقیقۃ الوحی ص۲۲۳)

۱۸۸۳ء — ۱۲۸

"ہمارے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کی وفات سے ایک دن پہلے الہام ہوا۔

جنازہ

اور میں نے اس الہام کی بہت لوگوں کو خبر دے دی۔ چنانچہ دوسرے روز بھائی صاحب فوت ہوگئے[2]۔" (نزول المسیح ص۲۲۵)

۱۲ دسمبر ۱۸۸۲ء — ۱۲۹

"اس ہفتہ میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہوئے ہیں۔ . . . اور وہ کلمات یہ ہیں:۔

پریشن۔ عمر براطوس۔ یا پلاطوس

[1] (ترجمہ از مرتب) اے چچا! تو اپنی جان پر کھیل گیا اور مجھے بہت افسوس میں چھوڑ گیا۔

[2] خاکسار مرتب کے عرض کرنے پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے حضرت اُمّ المومنین سے دریافت کیا۔ کہ مرزا غلام قادر صاحب کی وفات کس سنہ میں ہوئی تھی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میری شادی سے (جو ۱۸۸۴ء میں ہوئی تھی) ایک سال قبل اُن کی وفات ہو چکی تھی۔ نیز کتاب پنجاب چیفس میں بھی سنہ وفات ۱۸۸۳ء ہی لکھا ہے۔

حوالہ نمبر 15

یعنے پراطوس لفظ ہے یا پلاطوس لفظ ہے۔ بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا۔ اور عمر عربی لفظ ہے۔ اس جگہ براطوس اور پریشن کے معنے دریافت کرنے ہیں۔ کہ کیا ہیں، اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں؟ پھر دو لفظ اور ہیں۔

ھُوْ شَعْنَا۔ نَعِسًا[ل]

معلوم نہیں کس زبان کے ہیں۔ اور انگریزی یہ ہیں۔ اوّل عربی فقرہ ہے۔

یَادَاؤُدُ عَامِلْ بِالنَّاسِ رِفْقًا وَّ اِحْسَانًا

یو مسٹ ڈو وہاٹ آئی ٹولڈ یو[ل] ۔تم کو وہ کرنا چاہیئے۔ جو میں نے فرمایا ہے۔

یہ اردو عبارت بھی الہامی ہے۔ پھر بعد اس کے ایک اور انگریزی الہام ہے۔ اور ترجمہ اس کا الہامی نہیں۔ . . . فقرات کی تقدیم تاخیر کی صحت بھی معلوم نہیں۔ اور بعض الہامات میں فقرات کا تقدم تاخر بھی ہو جاتا ہے۔ . . . اور وہ الہام یہ ہیں:۔

دو آل مین شڈ بی اینگری بٹ گاڈ از وِد یو۔ ہی شیل ہیلپ یو۔ ورڈس آف گاڈ کین ناٹ ایکس چینج[ل]

ل (ا) "یہ ایک عبرانی لفظ ہے جس کے معنے ہیں' نجات دے' فرمایا کہ یا مسیح الخلق عدوانا کا مضمون اس سے ملتا جلتا ہے۔" (البدر جلد ۲ نمبر ۱۶ پرچہ ۸ مئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۲۲)

(ب) "چونکہ یہ غیر زبان میں الہام ہے۔ اور الہام الٰہی میں ایک سرعت ہوتی ہے۔ اس لئے ممکن ہے۔ کہ بعض الفاظ کے ادا کرنے میں کچھ فرق ہو۔ اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہ خدا تعالیٰ انسانی محاورات کا پابند نہیں ہوتا۔ یا کسی اور زمانہ کے متروکہ محاورہ کو اختیار کرتا ہے۔ اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ بعض جگہ انسانی گریمر یعنی صرف و نحو کے ماتحت نہیں چلتا۔ اس کی نظیریں قرآن شریف میں بہت پائی جاتی ہیں۔ مثلاً یہ آیت اِنَّ هٰذَانِ لَسَاحِرَانِ انسانی نحو کی رو سے اِنَّ هٰذَيْنِ چاہیئے۔ منہ" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۰۴ حاشیہ)

ل You must do what I told you.

ل Though all men should be angry but God is with you. He shall help you. Words of God cannot exchange.

حوالہ نمبر 16

ترجمہ۔ اگرچہ تمام آدمی ناراض ہوں گے، لیکن خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اللہ کی کلام بدل نہیں سکتی۔

پھر بعد اس کے ایک دو اور الہام انگریزی ہیں۔ جن میں سے کچھ تو معلوم ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔

آئی شیل ہیلپ یو[1]

مگر بعد اس کے یہ ہے:۔

یو ہیو ٹو گو امرت سر[2]

پھر ایک فقرہ ہے۔ جس کے معنے معلوم نہیں۔ اور وہ یہ ہے:۔

ہی ہل ٹس اِن دی ضلع پشاور[3]"

(مکتوب ۱۷؍ دسمبر ۱۸۸۳ء بنام میر عباس علی شاہ صاحب۔ مکتوبات احمدیہ جلد اول ص ۶۸، ۶۹)

۱۲۰ — جنوری ۱۸۸۴ء

"ابتدا میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی۔ اس وقت اس کی کوئی اور صورت تھی۔ پھر بعد اس کے قدرت الٰہیہ کی ناگہانی تجلّی نے اس احقر عباد کو موسیٰ کی طرح ایک ایسے عالم سے خبر دی جس سے پہلے خبر نہ تھی۔ یعنی یہ عاجز بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شب تاریک میں سفر کر رہا تھا۔ کہ ایک دفعہ پردۂ غیب سے اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ کی آواز آئی۔ اور ایسے اسرار ظاہر ہوئے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی۔ سو اب اس کتاب کا متولی اور مہتم ظاہراً و باطناً حضرت رب العٰلمین ہے۔" ('ہم اور ہماری کتاب'۔ آخری صفحہ ٹائٹل براہین احمدیہ حصہ چہارم)

---

[1] I shall help you. میں تیری مدد کروں گا۔

[2] You have to go Amritsar, تمہیں امرت سر جانا ہوگا

[3] He halts in the Zilla Peshawar. وہ ضلع پشاور میں قیام کرتا ہے۔

"ضلع" کا لفظ انگریزی زبان میں استعمال ہوتا ہے دیکھو Zilla Public Servants Inquiries Act ...8 (دی پبلک سرونٹس انکوائریز ایکٹ دفعہ ۸)

نیز دی پنجاب کورٹس ایکٹ شائع کردہ ستمبر ۱۹۲۳ء ص ۸۴ زیر دفعہ ۲۲ (The Punjab Courts Act)

نیز آکسفورڈ ڈکشنری زیر لفظ "ضلع" (مرتب)

تمہاری فرودگاہ کے اردگرد فرشتے پہرہ دے رہے ہیں۔ پھر بعد اسکے الہام ہوا **امن است در مقامِ محبت سرائے ما**۔ پھر چند روز کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ اردگرد کے دیہات میں سے ایک گاؤں کا باشندہ جو نامی چور تھا چوری کے ارادہ سے ہمارے باغ میں آیا اور اس کا نام بشن سنگھ تھا۔ رات کا پچھلا حصہ تھا جب وہ اس ارادہ سے باغ میں داخل ہوا مگر موقع نہ ملنے سے ایک پیاز کے کھیت میں بیٹھ گیا اور بہت سی پیاز اُس نے توڑی اور ایک ڈھیر لگا دیا اور پھر کسی نے دیکھ لیا تب وہاں سے دوڑا۔ اور وہ اس قدر قوی ہیکل تھا کہ اُسکو دس آدمی بھی پکڑ نہ سکتے اگر خدا کی پیشگوئی نے پہلے سے اُسکو پکڑا ہوا نہ ہوتا۔ دوڑنے کے وقت ایک گڑھے میں پیر اُس کا جا پڑا پھر بھی وہ سنبھل کر اُٹھا مگر آگے پیچھے سے لوگ پہنچ گئے۔ اور اس طرح پر سردار بشن سنگھ باوجود اپنی سخت کوشش کے پکڑے گئے اور عدالت میں جاتے ہی سزایاب ہو گئے۔ بعد اسکے ہمارے سکونتی مکان میں سے جو باغ میں ہے جس میں ہم دن کیوقت رہتے تھے ایک بڑا سانپ نکلا جو ایک زہریلہ سانپ تھا اور بڑا لمبا تھا وہ بھی اس چور کی طرح اپنی سزا کو پہنچا اور اس طرح پر فرشتوں کی حفاظت کا ثبوت ہمیں دست بدست مل گیا۔*

۳۰۳

۱۳۲ نشان۔ مَیں انگریزی سے بالکل بے بہرہ ہوں تاہم خداتعالیٰ نے بعض پیشگوئیوں کو بطور موہبت انگریزی میں میرے پر ظاہر فرمایا ہے جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و صفحہ ۵۲۲ میں یہ پیشگوئی ہے جسپر ۲۵ برس گذر گئے اور وہ یہ ہے:۔

I love you. I am with you. Yes I am happy. Life of pain. I shall help you. I can, what I will do. We can, what we will do. God is coming by His army. He is with you to kill enemy. The days shall come when God shall help you. Glory be to the Lord. God maker of earth and heaven.

* اس پیشگوئی کے گواہ مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی محمد علی صاحب ایم اے اور تمام جماعت کے لوگ ہیں جو باغ میں میرے ساتھ تھے۔ منہ

آئی لَو یُو۔ آئی ایم وِد یُو۔ یس آئی ایم ہیپی۔ لائف آف پَین۔ آئی شیل ہیلپ یُو۔ آئی کین واٹ آئی وِل ڈُو۔ وی کین واٹ وی وِل ڈُو۔ گوڈ از کمنگ بائی ہز آرمی۔ ہی اِز وِدیُو ٹُو کِل اینمی۔ دی ڈیز شیل کم وَین گوڈ شیل ہیلپ یُو۔ گلوری بی ٹُو دِی لارڈ۔ گوڈ میکر آف اَرتھ اینڈ ہَیوَن۔ ٭

(ترجمہ) مَیں تم سے محبت کرتا ہوں۔ مَیں تمہارے ساتھ ہوں۔ ہاں مَیں خوش ہوں۔ زندگی دُکھ کی (یعنی موجودہ زندگی تمہاری تکالیف کی زندگی ہے) مَیں تمہاری مدد کروں گا۔ مَیں کرسکتا ہوں جو چاہوں گا۔ ہم کرسکتے ہیں جو چاہیں گے۔ خدا تمہاری طرف ایک لشکر کے ساتھ چلا آتا ہے۔ وہ دشمن کو ہلاک کرنے کیلئے تمہارے ساتھ ہے وُہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کریگا۔ خدائے ذوالجلال آفرینندۂ زمین و آسمان۔

یہ وہ پیشگوئی ہے کہ انگریزی میں خدائے واحد لاشریک نے کی۔ حالانکہ مَیں انگریزی خوان نہیں ہوں اور بکلّی اس زبان سے ناواقف ہوں مگر خدا نے چاہا کہ اپنے آئندہ وعدوں کو اس ملک کی تمام شہرت یافتہ زبانوں میں شائع کرے سو اس پیشگوئی میں خدا تعالیٰ ظاہر فرماتا ہے کہ جو تمہاری موجودہ حالت دُکھ اور تکلیف کی ہے مَیں اس کو دُور کروں گا اور مَیں تمہاری مدد کروں گا۔ اور ایک فوج کے ساتھ تمہارے پاس آؤں گا اور دشمن کو ہلاک کروں گا۔ اس پیشگوئی میں سے بہت کچھ حصّہ پورا ہوچکا ہے اور خدا تعالیٰ نے ہر ایک نعمت کا دروازہ میرے پر کھول دیا ہے اور ہزارہا انسان دل و جان سے میری بیعت میں داخل

٭ حاشیہ۔ چونکہ یہ غیر زبان میں الہام ہے اور الہام الٰہی میں ایک سرعت ہوتی ہے اس لئے ممکن ہے کہ بعض الفاظ کے ادا کرنے میں کچھ فرق ہو اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہ خدا تعالیٰ انسانی محاورات کا پابند نہیں ہوتا یا کسی اور زمانہ کے متروکہ محاورہ کو اختیار کرتا ہے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ بعض جگہ انسانی گرامر یعنی صرف و نحو کے ماتحت نہیں چلتا۔ اس کی نظیریں قرآن شریف میں بہت پائی جاتی ہیں۔ مثلاً یہ آیت اِنْ ھٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ[1]۔ انسانی نحو کی رُو سے اِنْ ھٰذَیْنِ چاہیئے۔ منہ

[1] طٰہٰ: ۶۴

نے فرمایا۔ ممکن ہے کہ ایسا ہو۔ لیکن ہمارے نزدیک اس سُورۃ کا ایکبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونا اور دُوسری بار مہدی و مسیح موعود پر نازل ہونا ہے۔ جس کے سبب سے اِس کا نام سبع مثانی ہُوا"۔

(مکتوب[1] صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی رض صلہ)

۱۲۰ فرمایا "آج رات یہ الہام ہُوا:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَنْ لَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ نَحْنُ اَوْلِيَآءُ كُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ[2]"۔ (مکتوب صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی رض صلہ و البشریٰ مؤلفہ صاحبزادہ صاحب ص۶۴ و الحکم جلد ۲۲ نمبر ۱۲ مورخہ ۲۸ر مارچ ۱۹۲۰ء صلہ)

۱۲۱ اس کے بعد[3] پھر الہام ہُوا:۔

"نور الدین"

(مکتوب پیر سراج الحق صاحب نعمانی رض صلہ والبشریٰ ص۶۴)

۱۲۲ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ الہام سُنایا کہ:۔

"پٹی پٹی گئی[4]"

(مکتوب پیر سراج الحق صاحب نعمانی رض صلہ و البشریٰ مرتبہ پیر سراج الحق صاحب صلہ)

---

[1] یہ مکتوب قلمی دفتر تالیف و تصنیف صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں موجود ہے۔ (مرتب)

[2] (ترجمہ از مرتب) یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا ربّ اللہ ہے۔ پھر اس پر مضبوطی سے قائم رہے۔ ان پر فرشتے اُترتے ہیں۔ یہ بشارت دیتے ہوئے کہ خوف نہ کھاؤ۔ اور نہ غمگین ہو۔ اور بشارت حاصل کرو اُس جنّت کی جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دوست و مددگار ہیں اس دُنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔ نوٹ:۔ الحکم اور البشریٰ میں یہ فقرہ نحن اولیاء کم فی الحیٰوۃ الدنیا و الآخرۃ نہیں ہے۔ (مرتب) [3] یعنی الہام ۱۲۰ کے بعد۔ (مرتب)

[4] پٹی ایک قصبہ کا نام ہے جو ضلع لاہور میں ہوتا تھا مگر ملکی تقسیم کے وقت ضلع امرتسر میں چلا گیا۔ (مرتب)

حوالہ نمبر 17

گر سگ نفس دنی را پروریم
از سگانِ کوچہ ما ہم کمتریم
بر رضائے خویش کن انجام ما
تا برآید در دو عالم کام ما
خطوطِ امام
بنامِ غلام
جان و دلم فدائے جمالِ محمد است
خاکم نثارِ کوچہ آلِ محمد است
دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش
در ہر مکاں ندائے جمالِ محمد است
ایں چشمہ رواں کہ بخلقِ خدا دہم
یک قطرہ ز بحرِ کمالِ محمد است
ایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمدی ست
ویں آبِ من ز آبِ زلالِ محمد است
(حضرت مسیح)
حکیم محمد حسین قریشی مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور

سے زیادہ نہ ہو۔ اور گوٹہ لگا ہوا ہو۔ عید سے پہلے طیار کرا کر بھیجدیں۔ قیمت اسکی کسی کے ہاتھ بھیجدی جاویگی۔ یا آپ کے آنے پر آپ کو دیجاویگی۔ رنگ کوئی ہو مگر پارچہ ریشمی یا جالی ہو۔ اندازہ قمیص کا آپ کی لڑکی زینب کے اندازہ پر ہو۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۴ فروری سنہ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دوکان سے خرید دیں۔ مگر ٹانک وائن چاہئے۔ اسکا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ

ذیل کا خط بجواب میرے ایک عریضہ کے ہے جبکہ ہم بمع عیال و اطفال قادیان میں تھے اور واپسی کے وقت چونکہ برسات کے دن تھے راستہ سخت خطرناک تھا اور میں نے اپنے گھر کے لوگوں کے لئے یعنی برخوردار محمد یوسف کی والدہ کے لئے عرضاً حضرت سے ایک پینس طلب کی۔ کیونکہ یکے کی سواری حالت حمل میں خطرناک ہوتی ہے اس پر حضور نے کمال مہربانی و شفقت سے ذیل کا خط لکھا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ انشاء اللہ تعالیٰ کل آپ کو اختیار ہے کہ پینس لے جائیں۔ مگر میں نے سنا ہے کہ بٹالہ کی سڑک تک راستہ نہایت خراب ہے۔ پینس کی سواری خطرناک ہے۔ اور ایسا ہی دوسری سواری بھی۔ شاید دس روز تک راستہ کسی قدر درست ہو جائیگا۔ میں گزشتہ دنوں میں اسوقت گورداسپور سے بٹالہ کی راہ آیا تھا جب بارش پر ایک ہفتہ گذر چکا تھا۔ تب بھی خوفناک راہ تھا۔ تو اب تو بہت ہی خطرناک ہوگا۔ حمل کی حالت میں ان دنوں میں ساتھ لیجانا گویا عمداً ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ آپ خود بٹالہ کی سڑک تک راہ کی حالت دیکھ لیں۔ میرے نزدیک تو اب بغیر گذرنے دس بارہ روز کے سخت خطرناک اور خوفناک ہے۔ والسلام

غلام احمد عفی عنہ

دستی خط معرفت مولوی یار محمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں چند روز سے سخت بیمار ہوں۔ بعض وقت جب دورہ دوران سر شدت سے ہوتا ہے تو خاتمہ زندگی محسوس ہوتا ہے۔ ساتھ ہی سردرد بھی ہے۔ ایسی حالت میں روغن بادام سر اور پیروں کی ہتھیلیوں پر ملنا اور پینا فائدہ مند محسوس ہوتا ہے۔ اس لئے میں مولوی یار محمد صاحب کو بھیجتا ہوں کہ آپ خاص تلاش سے ایسا روغن بادام کہ جو تازہ ہو۔ اور کہنہ نہ ہو اور نیز اسکے ساتھ کوئی ملونی نہ ہو ایک بوتل خرید کر بھیجدیں۔ پانچ روپیہ قیمت اسکی ارسال ہے۔ اور نیز ہمارا پہلا کلاک یعنی گھنٹہ بگڑ گیا ہے۔ اسلئے ایک کلاک عمدہ دوسرا خریدنے کے لئے مبلغ [illegible] بھیجتا ہوں۔ یہ کلاک بخوبی امتحان کر کے ارسال فرما دیں۔ اسمیں یہ بھی شرط ہے کہ اسکے ساتھ نیم گھنٹہ کی آواز دینے والی کل ہرگز نہ ہو صرف گھنٹوں کی آواز دے کہ اس صورت میں بسا اوقات دھوکہ ہو جاتا ہے۔ اور اسکے ساتھ کئی دوسری چیزیں بھی خریدنی ہیں..... ان چیزوں کی تفصیل ذیل میں ہے۔ والسلام ◆ مرزا غلام احمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب قریشی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج مولوی یار محمد لاہور بھی گئے۔ مگر افسوس نہایت ضروری کام یاد نہ رہا اسلئے تاکیداً لکھتا ہوں کہ ایک تولہ مشک عمدہ جس میں چھیچھڑا نہ ہو۔ اور اول درجہ کی خوشبودار ہو۔ اگر شرطی ہو تو بہتر ہو۔ ورنہ اپنی ذمہ واری پر بھیجیں۔ اور دو گز بیا سردوخی کی تکیا کی جیسیں تماشہ کی طرح تکیا ہوتی ہیں۔ مگر اُجلی ہو۔ وہ بذریعہ وی۔ پی روانہ فرما دیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دو تار پہنچیں۔ نہایت فکر ہوا۔ بر وقت الدعا میں بہت دعا کی گئی۔ خدا تعالیٰ شفا بخشے۔ پہلے اس سے الہام ہوا تھا کہ لاہور سے افسوسناک خبر آئی۔ وہی خبر پہنچ گئی۔ خدا تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ آمین۔ پھر بھی میں دعا کرونگا

حوالہ نمبر 18

مُناجات
اور
تبلیغ حق

(منقول از براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۷، مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

بدگمانوں سے بچایا مجھ کو خود بن کر گواہ
کر دیا دشمن کو اک حملہ سے مغلوب اور خوار

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا
مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار

تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے اے میرے کریم
کس عمل پر مجھکو دی ہے خلعت قرب و جوار

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمتگزار

دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے
پر نہ چھوڑا ساتھ تونے اے مرے حاجت برار

اے مرے یارِ یگانہ اے مری جاں کی پناہ
بس ہے تو میرے لئے مجھکو نہیں تجھ بن بکار

میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

اے فدا ہو تیری رہ میں میرا جسم و جان و دل
میں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار

حوالہ نمبر 19

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ولقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون

الحمد للہ

سیرت المہدی علیہ السلام

حصہ اول

مرتبہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے سلمہ اللہ تعالیٰ

حسب فرمایش
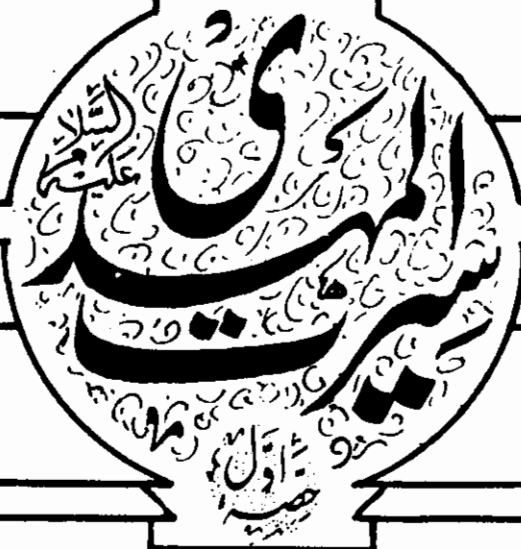
مولانا المکرم معظم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل منشی فاضل اول مدرس مدرسہ احمدیہ۔ قادیان

شائع کردہ

محمد فخر الدین احمدی (ملتانی)، مہتمم احمدیہ کتاب گھر قادیان دارالامان کو شائع کرنیکا فخر ملا۔

۱۹۲۳ء

قیمت فی جلد

حصہ پر خود قابض ہو گئے۔ مرزا غلام حسین کی چونکہ نسل نہیں چلی اسلیئے ان کا حصہ پسران مرزا غلام مرتضےٰ صاحب و پسران مرزا غلام محی الدین کو آ گیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اس وقت مرزا تصدق جیلانی اور مرزا قاسم بیگ کی تمام شاخ معدوم ہو چکی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس مرزا غلام حیدر کی بھی شاخ معدوم ہے۔ ہمارے تایا مرزا غلام قادر صاحب اور مرزا امام الدین اور مرزا کمال الدین بھی لاولد فوت ہوئے۔ ہاں مرزا نظام الدین کا ایک لڑکا مرزا گل محمد موجود ہے۔ مگر وہ احمدی ہو کر حضرت صاحب کی روحانی اولاد میں داخل ہو چکا ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ۔ ینقطع اٰبائك ویبدأ منك اور یہ الہام اس وقت کا ہے۔ جب آپکے شجرہ خاندانی کی یہ تمام شاخیں سرسبز تھیں۔

(۴۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایکدفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی۔ تو وہ آپکو پھسلا کر اور دھوکہ دیکر بجائے قادیان لانے کے باہر لیگیا اور اِدھر اُدھر پھراتا رہا پھر جب اُسنے سارا روپیہ اُڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا حضرت مسیح موعودؑ اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے۔ اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لیئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔ اور کچھ عرصہ تک وہاں ملازمت پر رہے پھر جب تمہاری دادی بیمار ہوئیں۔ تو تمہارے دادا نے آدمی بھیجا۔ کہ ملازمت چھوڑ کر آ جاؤ۔ جس پر حضرت صاحب فوراً روانہ ہو گئے۔ امرتسر پہنچکر قادیان آنے کے واسطے یکہ کرایہ پر لیا۔ اس موقعہ پر قادیان سے ایک اور آدمی بھی آپ کے لینے کے لیئے امرتسر پہنچ گیا۔ اس آدمی نے کہا یکہ جلدی چلاؤ کیونکہ ان کی حالت بہت نازک تھی پھر تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا۔ بہت ہی نازک حالت تھی جلدی کرو کہیں فوت نہ ہو گئی ہوں۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی تھیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ میں اسی

حوالہ نمبر 20

وقت سمجھ گیا۔ کہ دراصل والدہ فوت ہو چکی ہیں۔ کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتیں تو وہ شخص ایسے الفاظ نہ بولتا۔ چنانچہ قادیان پہنچے تو پتہ لگا کہ واقعی وُہ فوت ہو چکی تھیں۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ ہمیں چھوڑ کر پھر مرزا امام الدین ادھر اُدھر پھرتا رہا۔ آخر اُسنے چائے کے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا اور پکڑا گیا مگر مقدمہ میں رہا ہو گیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری وجہ سے ہی اسے قید سے بچا لیا ورنہ خواہ وہ خود کیسا ہی آدمی تھا ہمارے مخالف یہی کہتے کہ ان کا ایک چچا زاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیالکوٹ کی ملازمت ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء کا واقعہ ہے۔

(اس روایت سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سیالکوٹ میں ملازم ہونا اس وجہ سے تھا۔ کہ آپ سے مرزا امام الدین نے دادا صاحب کی پنشن کا روپیہ دھوکا دے کر اُڑا لیا تھا۔ کیونکہ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیفات میں تصریح کی ہے۔ آپ کی ملازمت اختیار کرنے کی وجہ صرف یہ تھی۔ کہ آپ کے والد صاحب ملازمت کے لیئے زور دیتے رہتے تھے۔ ورنہ آپکی اپنی رائے ملازمت کے خلاف تھی۔ اسی طرح ملازمت چھوڑ دینے کی بھی اصل وجہ یہی تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ملازمت کو ناپسند فرماتے تھے۔ اور اپنے والد صاحب کو ملازمت ترک کر دینے کی اجازت کے لیئے لکھتے رہتے تھے۔ لیکن دادا صاحب ترک ملازمت کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ مگر بالآخر جب دادی صاحبہ بیمار ہوئیں۔ تو دادا صاحب نے اجازت بھجوا دی۔ کہ ملازمت چھوڑ کر آ جاؤ۔)

(۵۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ طبابت کا علم ہمارا خاندانی علم ہے۔ اور ہمیشہ سے ہمارا خاندان اس علم میں ماہر رہا ہے۔ دادا صاحب نہایت ماہر مشہور حاذق طبیب تھے۔ تایا صاحب نے بھی طب پڑھی تھی۔ حضرت مسیح موعود بھی علم طب میں خاصی دسترس رکھتے تھے۔ اور گھر میں ادویہ کا ایک ذخیرہ رکھا کرتے تھے

جس سے بیماروں کو دوا دیتے تھے۔ مرزا سلطان احمد صاحب نے بھی طب پڑھی تھی۔ اور خاکسار سے حضرت خلیفہ ثانی نے ایکدفعہ بیان کیا تھا۔ کہ مجھے بھی حضرت مسیح موعودؑ نے علم طب کے پڑھنے کے متعلق تاکید فرمائی تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ باوجود اس بات کے کہ علم طب ہمارے خاندان کی خصوصیت رہا ہے۔ ہمارے خاندان میں سے کبھی کسی نے اس علم کو اپنے روزگار کا ذریعہ نہیں بنایا۔ اور نہ ہی علاج کے بدلے میں کسی سے کبھی کچھ معاوضہ لیا۔

(۵۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ تمہاری دادی ایمہ ضلع ہوشیار پور کی رہنے والی تھیں۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کے ساتھ بچپن میں کئی دفعہ ایمہ گئے ہیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہاں حضرت صاحب بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے۔ اور چاقو نہیں ملتا تھا۔ تو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایمہ سے چند بوڑھی عورتیں آئیں۔ تو انہوں نے باتوں باتوں میں کہا۔ کہ سندھی ہمارے گاؤں میں چڑیاں پکڑا کرتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ میں نہ سمجھ سکی۔ کہ سندھی سے کون مراد ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ ان کی مراد حضرت صاحب سے ہے۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ دستور ہے۔ کہ کسی منت ماننے کے نتیجہ میں بعض لوگ خصوصاً عورتیں اپنے کسی بچے کا عرف سندھی رکھدیتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے آپکی والدہ اور بعض عورتیں آپ کو بھی بچپن میں کبھی اس لفظ سے پکار لیتی تھیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ سندھی غالباً وسوندھی یا دسبندھی سے بگڑا ہوا ہے۔ جو ایسے بچے کو کہتے ہیں۔ جس پر کسی منت کے نتیجہ میں اس دفعہ کوئی چیز باندھی جاوے۔ اور بعض دفعہ منت کوئی نہیں ہوتی بلکہ یونہی پیار سے عورتیں اپنے کسی بچے پر یہ رسم ادا کرکے اسے سندھی پکارنے لگجاتی ہیں۔

(اس روایت میں جو یہ ذکر آتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ بچپن میں کبھی کبھی شکار کی ہوئی چڑیا کو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے تھے اسکے متعلق یہ بات قابل ذکر

حوالہ نمبر 21

میں سکنجبین کا شربت بہت استعمال فرمایا تھا۔ مگر پھر چھوڑ دی۔ ایک دفعہ آپ نے ایک لمبے عرصہ تک کوئی بھی ہوئی چیز نہیں کھائی صرف تھوڑے سے ڈبی کیساتھ روٹی لگا کر کھا لیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی مکی کی روٹی بھی پسند کرتے تھے۔ کھانا کھاتے ہوئے روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے جاتے تھے کچھ کھاتے تھے کچھ چھوڑ دیتے تھے۔ کھانے کے بعد آپکے سامنے سے بہت سے ریزے اٹھتے تھے۔ ایک زمانہ میں آپ نے چائے کا بہت استعمال فرمایا تھا۔ مگر پھر چھوڑ دی۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ حضرت صاحب کھانا بہت تھوڑا کھاتے تھے۔ اور کھانے کا وقت بھی کوئی خاص مقرر نہیں تھا۔ صبح کا کھانا بعض اوقات بارہ بارہ ایک ایک بجے بھی کھاتے تھے۔ شام کا کھانا عموماً مغرب کے بعد مگر کبھی کبھی پہلے بھی کھا لیتے تھے۔ غرض کوئی وقت معین نہیں تھا۔ بعض اوقات خود کھانا مانگ لیتے تھے۔ کہ لاؤ کھانا تیار ہے۔ تو دے دو۔ پھر میں نے کام شروع کرنا ہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ آپ کس وقت کام کرتے تھے؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ بس سارا دن کام میں ہی گذرتا تھا۔ ۱۰ بجے ڈاک آتی تھی تو ڈاک کا مطالعہ فرماتے تھے۔ اور اس سے پہلے بعض اوقات تصنیف کا کام شروع نہیں فرماتے تھے۔ تاکہ ڈاک کی وجہ سے درمیان میں سلسلہ منقطع نہ ہو۔ مگر کبھی پہلے بھی شروع کر دیتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ روزانہ اخبار عام لاہور منگاتے اور باقاعدہ پڑھتے تھے۔ اسکے علاوہ آخری ایام میں اور کوئی اخبار خود نہیں منگاتے تھے ہاں کبھی کوئی بھیج دیتا تھا تو وہ بھی پڑھ لیتے تھے۔

(۵۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ پہلے لنگر کا انتظام ہمارے گھر میں ہوتا تھا۔ اور گھر سے سارا کھانا پک کر جاتا تھا۔ مگر جب آخری سالوں میں زیادہ کام ہو گیا۔ تو میں نے کہہ کر باہر انتظام کروا دیا۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے دریافت کیا۔ کہ کیا حضرت صاحب کسی مہمان کے

حوالہ نمبر 22

تھے تو ناک سے بہت رطوبت بہتی تھی۔ حضرت صاحب اُٹھے اور چاہا کہ ان کو گلے لگا لیں۔ تا کہ ان کا شک دُور ہو۔ مگر وُہ اِس وجہ سے کہ ناک بہ رہا تھا۔ پرے پرے کھچتے تھے۔ حضرت صاحب سمجھتے تھے۔ کہ شاید اسے تکلیف ہے اسلیئے دُور ہٹتا ہے چنانچہ کافی دیر تک یہی ہوتا رہا کہ حضرت صاحب ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے اور وہ پرے پرے کھچتے تھے۔ اور چونکہ ہمیں معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے اسلیئے ہم پاس کھڑے ہنستے جاتے تھے۔

(۶۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہم بچے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام خواہ کام کر رہے ہوں۔ یا کسی اور حالت میں ہوں ہم آپ کے پاس چلے جاتے تھے۔ کہ ابا پیسہ دو اور آپ اپنے رومال سے پیسہ کھول کر دے دیتے تھے۔ اگر ہم کسی وقت کسی بات پر زیادہ اصرار کرتے تھے۔ تو آپ فرماتے تھے کہ میاں میں اس وقت کام کر رہا ہوں۔ زیادہ تنگ نہ کرو۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رُومال میں جو بڑے سائز کا ململ کا بنا ہُوا ہوتا تھا باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے یا کاج میں بند صوا لیتے تھے۔ اور چابیاں ازار بند کے ساتھ باندھتے تھے۔ جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا۔ اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اسلیئے ریشمی ازار بند رکھتے تھے تا کہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جاوے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوتی ازار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی۔ تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔

(۶۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت صاحب کو سل ہو گئی اور چھ ماہ تک بیمار رہے۔ اور بڑی نازک حالت ہو گئی۔ حتیٰ کہ زندگی سے ناامیدی ہو گئی۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے چچا آپکے پاس آ کر بیٹھے۔ اور کہنے لگے کہ دُنیا میں یہی حال ہے۔ سبھی نے مرنا ہے۔ کوئی آگے گزر جاتا ہے۔ کوئی پیچھے جاتا ہے اس لیئے

حوالہ نمبر 23

اور مَیں نے بہت استغفار پڑھا۔ یہ قصہ سنا کر مَیں نے خواجہ صاحب سے کہا کہ خواجہ صاحب! آپ کی عزت بھی کہیں اسی طریق کی نہ ہو۔ چنانچہ مَیں آپ کو سناتا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی آتا ہے کہ آپ کمزور ایمان والوں اور منافقوں کی بہت خاطر تواضع کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے کچھ مال تقسیم کیا مگر ایک ایسے شخص کو چھوڑ دیا جسکے متعلق سعدؓ بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ وہ میرے خیال میں مومن تھا۔ اور ان لوگوں کی نسبت زیادہ حقدار تھا جن کو آپ نے مال دیا چنانچہ سعدؓ نے اسکی طرف آپ کو توجہ دلائی۔ مگر آپ خاموش رہے۔ پھر توجہ دلائی۔ مگر آپ پھر خاموش رہے۔ سعدؓ نے پھر تیسری دفعہ توجہ دلائی۔ اس پر آپ نے فرمایا سعدؓ تو ہم سے جھگڑا کرتا ہے۔ خدا کی قسم بات یہ ہے کہ بعض وقت میں کسی کو کچھ دیتا ہوں۔ حالانکہ غیر اس کا مجھے اس سے زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ مگر مَیں اسے اسلیئے دیتا ہوں کہ کہیں وہ منہ کے بل آگ میں نہ جا پڑے۔ یعنی تالیف قلب کے طور پر دیتا ہوں۔ کہ کہیں اسے ابتلاء نہ آ جاوے قاضی صاحب نے بیان کیا کہ جسکے ایمان کی حالت مطمئن ہو اسے ظاہری عزت اور خاطر مدارات کی ضرورت نہیں ہوتی اسکے ساتھ اور طریق پر معاملہ ہوتا ہے ۔

(۴۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر "پھجے دی ماں" کہا کرتے تھے بے تعلقی سی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور انکا انکی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں۔ اسلیئے حضرت مسیح موعودؑ نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی ہاں آپ اخراجات وغیرہ باقاعدہ دیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میری شادی کے بعد حضرت صاحب نے انہیں کہلا بھیجا کہ آجتک تو جس طرح ہوتا رہا ہوتا رہا اب مَیں نے دوسری شادی کر لی ہے اسلیئے اب اگر دونوں بیویوں میں برابری نہیں کرونگا تو میں گنہگار ہونگا۔ اسلیئے اب دو باتیں ہیں۔ یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو اور یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو۔ مَیں تم کو خرچ دیئے جاؤنگا۔ انہوں نے کہلا بھیجا کہ اب مَیں

حوالہ نمبر 24

پورا زور لگایا پھر ناگہاں بیٹنے دیکھا کہ وہی شیر میرے اوپر کود کر حملہ آور ہوا ہے اسوقت بیٹنے بدحواس ہوکر چیخ ماری اور وہاں سے بھاگ اٹھا۔ حضرت خلیفہ ثانی بیان فرماتے تھے کہ وہ شخص پھر حضرت صاحب کا بہت معتقد ہوگیا تھا اور ہمیشہ جب تک زندہ رہا آپ سے خط وکتابت رکھتا تھا۔

(۷۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ منشی محمد اروڑا صاحب مرحوم کپورتھلوی حضرت مسیح موعودؑ کے ذکر پر کہا کرتے تھے کہ ہم تو آپ کے منہ کے بھوکے تھے بیمار بھی ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ دیکھنے سے اچھے ہوجاتے تھے خاکسار عرض کرتا ہے کہ منشی صاحب مرحوم پرانے مخلصوں میں سے تھے اور حضرت مسیح موعود کے ان کو نمبر صف اول میں شمار ہونا چاہئے۔

(۷۷) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کسی سفر میں تھے سٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ سٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے۔ یہ دیکھکر مولوی عبدالکریم صاحب جنکی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ اِدھراُدھر پھرتے ہیں آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میٹنے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہکر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے میں نے کہا مولوی صاحب! جواب لے آئے؟

(۷۸) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جن دنوں میں ہمارا چھوٹا بھائی مبارک احمد بیمار تھا ایک دفعہ حضرت مسیح موعود نے حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول کو اسکے دیکھنے کے لئے گھر میں بلایا۔ اسوقت آپ صحن میں ایک چارپائی پر تشریف رکھتے تھے اور صحن میں کوئی فرش وغیرہ نہیں تھا۔ مولوی صاحب آتے ہی آپکی

حوالہ نمبر 25

گئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اسلئے باقی چھوڑ دئے اور فدیہ ادا
کر دیا اسکے بعد جو رمضان آیا تو اسمیں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ
کیوجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا اسکے بعد جو رمضان آیا تو
آپکا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپکو دورہ پڑا اور آپنے روزہ توڑ دیا اور باقی
روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا اسکے بعد جتنے رمضان آئے آپنے سب روزے رکھے
مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کیوجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا
فرماتے رہے خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپنے ابتدا دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے
تو کیا پھر بعد میں انکو قضا کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا خاکسار
عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دوران سر اور بردِ اطراف
کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت
خراب رہتی تھی اسلئے جب آپ روزے چھوڑتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھر دوسرے
رمضان تک انکے پورا کرنے کی طاقت نہ پاتے تھے۔ مگر جب اگلا رمضان آتا تو پھر شوق عبادت
میں روزے رکھنے شروع فرما دیتے تھے لیکن پھر دورہ پڑتا تھا تو ترک کر دیتے تھے اور بقیہ
کا فدیہ ادا کر دیتے تھے۔ واللہ اعلم۔

(۸۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح
موعود اوائل میں غرارے استعمال فرمایا کرتے تھے پھر میں نے کہہ کر وہ ترک کروا دیئے اسکے بعد
آپ معمولی پاجامے استعمال کرنے لگ گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ غرارہ بہت کھلے پائنچے کو
پائجامے کو کہتے ہیں (پہلے اسکا ہندوستان میں بہت رواج تھا اب بہت کم ہو گیا ہے)

(۸۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود عام طور پر سفید ململ
کی پگڑی استعمال فرماتے تھے جو عموماً دس گز لمبی ہوتی تھی پگڑی کے نیچے کلاہ کی جگہ نرم
قسم کی رومی ٹوپی استعمال کرتے تھے۔ اور گھر میں بعض اوقات پگڑی اتار کر سر پر صرف
ٹوپی ہی رہنے دیتے تھے بدن پر گرمیوں میں عموماً ململ کا کرتہ استعمال فرماتے تھے۔
اسکے اوپر گرم صدری اور گرم کوٹ پہنتے تھے پاجامہ بھی آپکا گرم ہوتا تھا۔ نیز آپ

حوالہ نمبر 26

عموماً جراب بھی پہنے رہتے تھے۔ بلکہ سردیوں میں دو دو جرابیں اوپر تلے پہن لیتے تھے۔ پاؤں میں آپ ہمیشہ دیسی جوتا پہنتے تھے۔ نیز بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب سے حضرت مسیح موعود کو دورے پڑنے شروع ہوئے اس وقت سے آپ سردی گرمی میں گرم کپڑے کا استعمال شروع فرمادیا تھا۔ ان کپڑوں میں آپ کو گرمی بھی لگتی تھی۔ اور بعض اوقات تکلیف بھی ہوتی تھی مگر جب ایک دفعہ شروع کر دیئے تو پھر آخر تک یہی استعمال فرماتے رہے۔ اور جب سے شیخ رحمت اللہ صاحب گجراتی ثم لاہوری احمدی ہوئے وہ آپ کے لئے کپڑوں کے جوڑے بنوا کر باقاعدہ لاتے تھے اور حضرت صاحب کی عادت تھی کہ جیسا کپڑا کوئی لے آئے پہن لیتے تھے۔ ایکدفعہ کوئی شخص آپ کے لئے گرگابی لے آیا آپ نے پہن لی مگر اس کے الٹے سیدھے پاؤں کا آپکو پتہ نہیں لگتا تھا کئی دفعہ اُلٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے ان کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کیواسطے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کیلئے نشان لگا دیئے تھے مگر باوجود اسکے آپ الٹا سیدھا پہن لیتے تھے اسلئے آپ نے اسے اتار دیا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت صاحب نے بعض اوقات انگریزی طرز کی قمیص کے کفوں کے متعلق بھی اسی قسم کی ناپسندیدگی کے الفاظ فرمائے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ شیخ صاحب موصوف آپکے لئے انگریزی طرز کی گرم قمیص بنوا کر لایا کرتے تھے۔ آپ انہیں استعمال تو فرماتے تھے۔ مگر انگریزی طرز کی کفوں کو پسند نہیں فرماتے تھے کیونکہ اول تو کفوں کے بٹن لگانے سے آپ گھبراتے تھے دوسرے بٹنوں کے کھولنے اور بند کرنے کا التزام آپ کے لئے مشکل تھا۔ بعض اوقات فرماتے تھے کہ یہ کیا کان سے لٹکے رہتے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ لباس کے متعلق حضرت مسیح موعود کا عام اصول یہ تھا۔ کہ جس قسم کا کپڑا ملجاتا تھا پہن لیتے تھے۔ مگر عموماً انگریزی طریق لباس کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ کیونکہ اول تو اسے اپنے لئے سادگی کے خلاف سمجھتے تھے دوسرے آپ ایسے لباس سے جو اعضاء کو جکڑا ہوا رکھے بہت گھبراتے تھے۔ گھر میں آپکے لئے صرف ململ کے کرتے اور پگڑیاں تیار ہوتی تھیں۔ باقی سب کپڑے عموماً ہدیۃً آپ کو آجاتے تھے۔ شیخ

حوالہ نمبر 27

رحمت اللہ صاحب لاہوری اس خدمت میں خاص امتیاز رکھتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود بعض اوقات کمرپٹکا بھی استعمال فرماتے تھے اور جب کبھی گھر سے باہر تشریف لیجاتے تھے۔ تو کوٹ ضرور پہنکر آتے تھے۔ اور ہاتھ میں عصا رکھنا بھی آپ کی سنت ہے۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں۔ کہ میں حضرت صاحب کے واسطے ہر سال نصف تھان کے کرتے تیار کیا کرتی تھی۔ لیکن جس سال آپ کی وفات ہوئی تھی میں نے پورے تھان کے کرتے تیار کئے۔ حضرت صاحب نے مجھے کہا بھی کہ اتنے کرتے کیا کرنے ہیں۔ مگر میں نے تیار کر لئے ان میں سے اب تک بہت سے کرتے بے پہنے میرے پاس رکھے ہیں۔

(۴۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود جمعہ کے دن خوشبو لگاتے اور کپڑے بدلتے تھے۔

(۴۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود جب کبھی مغرب کی نماز گھر میں پڑھاتے تھے تو اکثر سورہ یوسف کی وہ آیات پڑھتے تھے جس میں [illegible] الی اللہ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی آواز میں بہت سوز اور درد تھا۔ اور آپ کی قرأت بے زار ہوتی تھی۔

(۵۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ میں نے کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اعتکاف بیٹھتے نہیں دیکھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میاں عبد اللہ صاحب سنوری نے بھی مجھ سے یہی بیان کیا ہے۔

[illegible] اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا ہم سے سید فضل شاہ صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت [illegible] یہاں مسجد مبارک میں تشریف رکھتے تھے میں پاس بیٹھا تھا۔ بھائی عبد اللہ صاحب سنوری بھی پاس تھے اور بعض اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب سب کے ساتھ گفتگو فرماتے تھے مگر جب بھائی عبد اللہ صاحب بولتے تھے تو حضرت صاحب دوسروں کی طرف سے توجہ ہٹا کر ان کی طرف توجہ کر لیتے تھے۔ مجھے اسکا ملال ہوا اور میں نے ان پر رشک کیا۔ حضرت صاحب میرے اس خیال کو سمجھ گئے اور میری طرف [illegible] فرمانے لگے شاہ صاحب آپ جانتے ہیں یہ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا ہاں حضور

حوالہ نمبر 28

پادری صاحب سے تشریف آوری کا سبب پُوچھا۔ تو پادری صاحب نے جواب دیا۔ کہ میں مرزا صاحب سے ملاقات کرنیکو آیا تھا۔ چونکہ میں وطن جانے والا ہوں اسواسطے ان سے آخری ملاقات کرونگا۔ چنانچہ جہاں مرزا صاحب بیٹھے تھے وہیں چلے گئے اور فرش پر بیٹھے رہے اور ملاقات کر کے چلے گئے۔

چُونکہ مرزا صاحب پادریوں کے ساتھ مباحثہ کو بہت پسند کرتے تھے اسواسطے مرزا شکستہ تخلص نے جو بعد ازاں موحد تخلص کیا کرتے تھے اور مراد بیگ نام جالندھر کے رہنے والے تھے۔ مرزا صاحب کو کہا۔ کہ سید احمد خان صاحب نے تورات و انجیل کی تفسیر لکھی ہے آپ ان سے خط و کتابت کریں اس معاملہ میں آپ کو بہت مدد ملیگی۔ چنانچہ مرزا صاحب نے سر سید کو عربی میں خط لکھا۔

کچہری کے منشیوں سے شیخ الہ داد صاحب مرحوم سابق محافظ دفتر سے بہت اُنس تھا اور نہایت پکّی اور سچی محبت تھی۔ شہر کے بزرگوں سے ایک مولوی صاحب محبوب عالم نام سے جو عزلت گزین اور بڑے عابد اور پارسا اور نقشبندی طریق کے صوفی تھے مرزا صاحب کو دلی محبت تھی۔

چونکہ جس بیٹھک میں مرزا صاحب حکیم منصب علی کے جو اس زمانہ میں وثیقہ نویس تھے رہتے تھے۔ اور وہ سر بازار تھی۔ اور اس دکان کے بہت قریب تھی۔ جس میں حکیم حسام الدین صاحب مرحوم سامان دوا سازی اور دوا فروشی اور مطب رکھتے تھے اس سبب سے حکیم صاحب اور مرزا صاحب میں تعارف ہوگیا۔ چنانچہ حکیم صاحب نے مرزا صاحب سے قانونچہ اور موجز کا بھی کچھ حصہ پڑھا۔

چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ اسواسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی طیاری شروع کردی۔ اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہُوئے اور کیونکر ہوتے۔ وہ دُنیوی اشغال کے لیئے بنائے نہیں گئے تھے۔ سچ ہے۔ ع

ہر کسے را بہر کارے ساختند

حوالہ نمبر 29

کہ میں پھر نو گاؤں میں چلا جاؤں اور بڑی بیقراری سے عرض کیا۔ حضور نے فرمایا۔ جلدی نہیں کرنی چاہیئے اپنے وقت پر یہ خودبخود ہو جائیگا۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ کچھ عرصہ بعد میرا تبادلہ غوث گڑھ میں ہو گیا۔ جہاں میرا اتنا دل لگا کہ نو گاؤں کی خواہش دل سے نکل گئی۔ اور میں نے حضرت کے فرمان کی یہ تاویل کر لی کہ چونکہ غوث گڑھ بھی مسلمانوں کا گاؤں ہے اور اسمیں مسجد ہے۔ اور یہاں میرا دل بھی خوب لگ گیا ہے اس لیئے حضرت کے فرمان کے یہی معنی ہونگے۔ جو پورے ہو گئے۔ مگر کچھ عرصہ بعد نو گاؤں کا حلقہ خالی ہوا۔ اور تحصیلدار نے میری ترقی کی سفارش کی اور لکھا کہ ترقی کی یہ صورت ہے کہ مجھے علاوہ غوث گڑھ کے نو گاؤں کا حلقہ بھی جو وہ بھی ۔۔۔ سالانہ کا تھا۔ دیدیا جائے۔ اور دونوں حلقوں کی تنخواہ یعنی ماہانہ مجھے دی جاوے۔ یہ سفارش مہاراج سے منظور ہو گئی اور اس طرح میرے پاس غوث گڑھ اور نو گاؤں دونوں حلقے آگئے۔ اور ترقی بھی ہو گئی۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا ایک خاص اقتداری فعل تھا۔ ورنہ نو گاؤں غوث گڑھ سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر ہے اور درمیان میں کئی غیر حلقے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ غوث گڑھ کا تمام گاؤں میاں عبداللہ صاحب کی تبلیغ سے احمدی ہو چکا ہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ یہ تمام دیہات ریاست پٹیالہ میں واقع ہیں۔

(۱۶۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ دی۔ حضرت صاحب اسکو رومال میں باندھکر جیب میں رکھتے تھے۔ زنجیر نہیں لگاتے تھے۔ اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا۔ تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے یعنی عدد سے گنکر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ رکھ کر ہندسے گنتے تھے۔ اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے اور گھڑی دیکھتے ہی وقت نہ پہچان سکتے تھے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اسطرح وقت شمار کرنا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔

حوالہ نمبر 30

مبارک بجھا کرتی تھیں۔ اب یہ قطعی طور پر یقینی ہے۔ کہ راجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں ہی خاندان کے مصائب کے دِن دُور ہوکر فراخی شروع ہوگئی تھی۔ اور قادیان اور اسکے ارد گرد کے بعض مواضعات دادا صاحب کو راجہ رنجیت سنگھ نے بحال کر دیئے تھے۔ اور دادا صاحب کو اپنے ماتحت ایک معزز عہدہ فوجی بھی دیا تھا۔ اور راجہ کے ماتحت دادا صاحب نے بعض فوجی خدمات بھی سرانجام دی تھیں پس بہرحال حضرت صاحب کی پیدائش راجہ رنجیت سنگھ کی موت یعنے ۱۸۳۹ء سے کچھ عرصہ پہلے ماننی پڑیگی۔ لہٰذا اس طرح بھی ۱۸۳۶ء والی روایت کی تصدیق ہوتی ہے۔ وھو المراد۔ اور حضرت صاحب نے جو ۱۸۳۹ء لکھا ہے سو اس کو خود آپ کی دوسری تحریریں رد کر رہی ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ آپ نے ۱۹۰۵ء میں اپنی عمر ۷۰ سال بیان کی ہے اور وہاں یہ بھی لکھا ہے یہ تمام اندازے ہیں۔ صحیح علم صرف خدا کو ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میری تحقیق میں اوائل ۱۲۵۲ھ میں آپکی ولادت ہوئی تھی اور وفات ۱۳۲۶ھ میں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

(۱۸۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے۔ کہ میں بچپن میں والد صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تاریخ فرشتہ۔ نحو میر۔ اور شاید گلستان۔ بوستان پڑھا کرتا تھا۔ اور والد صاحب کبھی کبھی پچھلا پڑھا ہوا سبق بھی سنا کرتے تھے۔ مگر پڑھنے کے متعلق مجھ پر کبھی ناراض نہیں ہوتے تھے۔ حالانکہ میں پڑھنے میں بے پروا تھا لیکن آخر دادا صاحب نے مجھے والد صاحب سے پڑھنے سے روکدیا اور کہا کہ میں نے سب کو ملاں نہیں بنا دینا۔ تم مجھ سے پڑھا کرو گرد یسے دادا صاحب والد صاحب کی بڑی قدر کرتے تھے۔

(۱۸۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے۔ کہ ایک دفعہ والد صاحب اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گر گئے۔ اور دائیں بازو پر چوٹ آئی۔ چنانچہ آخر عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں۔ کہ آپ کھڑکی سے اُترنے لگے تھے سامنے

حوالہ نمبر 31

سسٹول رکھا تھا وہ الٹ گیا۔ اور آپ گر گئے اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور یہ ہاتھ آخر عمر تک کمزور رہا۔ اس ہاتھ سے آپ لقمہ تو منہ تک لیجا سکتے تھے مگر پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں اُٹھا سکتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ نماز میں بھی آپ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سہارے سے سنبھالنا پڑتا تھا۔

(۱۸۸) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب تیرنا اور سواری خوب جانتے تھے اور سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ بچپن میں میں ڈوب چلا تھا تو ایک اجنبی بڈھے سے شخص نے مجھے نکالا تھا۔ اس شخص کو میں نے اس سے قبل یا بعد کبھی نہیں دیکھا نیز فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ ایک گھوڑے پر سوار ہوا اس نے شوخی کی اور بے قابو ہو گیا۔ میں نے بہت روکنا چاہا۔ مگر وہ شرارت پر آمادہ تھا نہ رُکا۔ چنانچہ وہ اپنے پورے زور میں ایک درخت یا دیوار کی طرف بھاگا (الشک منی) اور پھر اس زور کے ساتھ اس سے ٹکرایا۔ کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ اور وہ وہیں مر گیا۔ مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب بہت نصیحت کیا کرتے تھے کہ سرکش اور شریر گھوڑے پر ہرگز نہیں چڑھنا چاہیئے۔ اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اس گھوڑے کا مجھے مارنے کا ارادہ تھا۔ مگر میں ایک طرف گر کر بچ گیا اور وہ مر گیا۔

(۱۸۹) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ والد صاحب باہر چوبارے میں رہتے تھے۔ وہیں اُن کے لئے کھانا جاتا تھا۔ اور جس قسم کا کھانا بھی ہوتا تھا کھا لیتے تھے۔ کبھی کچھ نہیں کہتے تھے۔

(۱۹۰) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے۔ کہ والد صاحب تین کتابیں بہت کثرت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ یعنی قرآن مجید۔ مثنوی رومی اور دلائل الخیرات اور کچھ نوٹ بھی لیا کرتے تھے۔ اور قرآن شریف بہت کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔

(۱۹۱) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ

(۲۲۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے۔ کہ دادا صاحب کا تکیہ کلام تھا "ہے بات کہ نہیں" تھا جو جلدی میں "ہے با کہ نہیں" سمجھا جاتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اسکے متعلق اور بھی کئی لوگوں سے سُنا گیا ہے۔

(۲۲۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ ایک دفعہ قادیان میں ایک بغدادی مولوی آیا دادا صاحب نے اُس کی بڑی خاطر و مدارات کی۔ اس مولوی نے دادا صاحب سے کہا مرزا صاحب آپ نماز نہیں پڑھتے؟ دادا صاحب نے اپنی کمزوری کا اعتراف کیا۔ اور کہا کہ ہاں بیشک میری غلطی ہے مولوی صاحب نے پھر بار بار اصرار کے ساتھ کہا اور ہر دفعہ دادا صاحب یہی کہتے گئے کہ میرا قصور ہے۔ آخر مولوی نے کہا آپ نماز نہیں پڑھتے۔ اللہ آپ کو دوزخ میں ڈال دیگا۔ اس پر دادا صاحب کو جوش آگیا اور کہا "تمہیں کیا معلوم ہے کہ وہ مجھے کہاں ڈالیگا۔ میں اللہ تعالیٰ پر ایسا بدظن نہیں ہوں میری امید وسیع ہے۔ خدا فرماتا ہے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ تم مایوس ہو گئے ہو میں مایوس نہیں ہوں۔ اتنی بے اعتقادی میں تو نہیں کرتا۔" پھر کہا "اسوقت میری عمر ۷۵ سال کی ہے۔ آج تک خدا نے میری پیٹھ نہیں لگنے دی۔ [illegible] مجھے دوزخ میں ڈال دیگا۔" خاکسار عرض کرتا ہے پیٹھ لگنا پنجابی کا محاورہ ہے۔ جسکے معنی دشمن کے مقابلہ میں ذلیل و رسوا ہونیکے ہیں۔ مدنظر یہ ہے مصائب تو دادا صاحب پر بہت آئے ہیں۔

(۲۲۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ جب سے تمہاری دادی فوت ہوئیں۔ تمہارے دادا نے اندر زنانہ میں آنا چھوڑ دیا تھا۔ دن میں صرف ایک دفعہ تمہاری پھوپھی کو ملنے آتے تھے۔ اور پھوپھی کے فوت ہونیکے بعد تو بالکل نہیں آتے تھے۔ باہر مردانے میں رہتے تھے۔ (خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ روایت حضرت والدہ صاحبہ نے کسی اور سے سُنی ہوگی۔ کیونکہ یہ واقعہ حضرت اماں جان کے قادیان تشریف لانے سے پہلے زمانہ سے تعلق رکھتا ہے)

حوالہ نمبر 32

(۲۲۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مرزا سلطان احمد صاحب نے کہ دادا صاحب نے طب کا علم حافظ روح اللہ صاحب باغبانپورہ لاہور سے سیکھا تھا اسکے بعد دہلی جا کر تکمیل کی تھی ۔

(۲۲۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے نے کہ ان سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بیان کیا کہ دادا صاحب کی ایک لائبریری تھی جو بڑے بڑے پٹاروں میں رہتی تھی۔ اور اس میں بعض کتابیں ہمارے خاندان کی تاریخ کے متعلق بھی تھیں۔ میری عادت تھی کہ میں دادا صاحب اور والد صاحب کی کتابیں وغیرہ چوری نکال کر لے جایا کرتا تھا۔ چنانچہ والد صاحب اور دادا صاحب بعض وقت کہا کرتے تھے۔ کہ ہماری کتابوں کو یہ ایک چوہا لگ گیا ہے ۔

(۲۲۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ مرزا سلطان احمد صاحب سے مجھے حضرت مسیح موعود کی ایک شعروں کی کاپی ملی ہے جو بہت پرانی معلوم ہوتی ہے۔ غالباً نوجوانی کا کلام ہے۔ حضرت صاحب کے اپنے خط میں ہے جسے میں پہچانتا ہوں بعض بعض شعر بطور نمونہ درج ذیل ہیں ؎

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا — ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے
کچھ مزا پایا مرے دل! ابھی کچھ پاؤ گے — تم بھی کہتے تھے کہ الفت میں مزا ہوتا ہے

ہائے کیوں ہجر کے الم میں پڑے — مفت بیٹھے بٹھائے غم میں پڑے
اسکے جانے سے صبر دل سے گیا — ہوش بھی ورطۂ عدم میں پڑے

سبب کوئی خداوندا بنا دے — کسی صورت سے وہ صورت دکھا دے
کرم فرما کے آ او میرے جانی — بہت روئے ہیں اب ہم کو ہنسا دے
کبھی نکلے گا آخر تنگ ہو کر — دلا اک بار شور و غل مچا دے

حوالہ نمبر 33

نہ سر کی ہوش ہے تم کو نہ پا کی | سمجھ ایسی ہوئی قدرت خدا کی
مرے بُت اب سے پردہ میں رہو تم | کہ کافر ہو گئی خلقت خدا کی

نہیں منظور تھی گر تم کو اُلفت | تو یہ مجھ کو بھی جتلایا تو ہوتا
مری دِلسوزیوں سے بے خبر ہو | مرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا
دِل اپنا اسکو دوں یا ہوش یا جاں | کوئی اِک حکم فرمایا تو ہوتا

کوئی راضی ہو یا ناراض ہووے | رضامندی خدا کی مدعا کر

اس کاپی میں کئی شعر ناقص ہیں۔ یعنے بعض جگہ مصرع اول موجود ہے۔ مگر دوسرا نہیں ہے۔ اور بعض جگہ دوسرا ہے۔ مگر پہلا ندارد۔ بعض اشعار نظر ثانی کے لیئے بھی چھوٹے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اور کئی جگہ فرخ تخلص استعمال کیا ہے ؂

(۲۲۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ تایا صاحب کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہوئی تھی اور کئی دن تک جشن رہا تھا۔ اور ۲۲ طائفے ارباب نشاط کے جمع تھے۔ مگر والد صاحب کی شادی نہایت سادہ ہوئی تھی۔ اور کسی قسم کی خلاف شریعت رسوم نہیں ہوئیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ بھی تصرف الٰہی تھا۔ ورنہ دادا صاحب کو دونوں بیٹے ایک سے تھے۔ (نیز یہ طائفے ان لوگوں کی وجہ سے آئے ہوں گے۔ جو ایسے تماشوں میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ ورنہ خود دادا صاحب کو ایسی باتوں میں شغف نہیں تھا)

(۲۳۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے۔ کہ ہماری دادی صاحبہ بڑی مہمان نواز سخی اور غریب پرور تھیں۔

(۲۳۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ مَیں نے سُنا ہوا ہے کہ ایک دفعہ والد صاحب کشن عدالت میں اسیسر مقرر ہوئے تھے۔ مگر آپ نے انکار کر دیا۔ (اسجگہ دیکھو روایت ۳۱۳)

پکڑ کر وہیں بیٹھ گیا۔ حضرت صاحب نے اس سے اظہار ہمدردی کیا اور پوچھا کہ گرم دودھ یا اور کوئی
چیز منگوائیں؟ اُس نے کہا نہیں کوئی بات نہیں۔ مگر بیچارے کو چوٹ سخت آئی تھی۔ والدہ صاحبہ
کہتی ہیں کہ حضرت صاحب اسے خود ایک کمرے سے دوسرے کیطرف لیجاتے تھے اور ایک ایک
چیز دکھاتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے اس خانہ تلاشی کا ذکر اپنے اشتہار مورخہ
۱۱؍اپریل ۱۸۹۷ء میں کیا ہے جہاں لکھا ہے۔ کہ خانہ تلاشی ۸؍اپریل ۱۸۹۷ء کو ہوئی تھی اور نیز
یہ کہ مہمان خانہ مطبع وغیرہ کی بھی تلاشی ہوئی تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ لیکھرام ۶؍مارچ
۱۸۹۷ء کو قتل ہوا تھا۔ اور اسکے قتل پر آریوں کیطرف سے ملک میں ایک طوفان عظیم برپا
ہو گیا تھا۔ سنا گیا ہے۔ کہ کئی جگہ مسلمان بچے دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اور حضرت صاحب
کے قتل کے لئے بھی بہت سازشیں ہوئیں۔ اور یہ خانہ تلاشی بھی غالباً آریوں ہی کی تحریک
پر ہوئی تھی۔

(۴۴۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب
سناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا۔ تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ۔
میں گھر میں آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بورا اپنی جیبوں میں بھر کر
باہر لے گیا۔ اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی۔ بس پھر کیا تھا۔ میرا دم رک گیا اور
بڑی تکلیف ہوئی۔ کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا وہ بورا نہ تھا
بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ مجھے یاد آیا کہ ایک دفعہ گھر میں میٹھی روٹیاں
پکیں۔ کیونکہ حضرت صاحب کو میٹھی روٹی پسند تھی۔ جب حضرت صاحب کھانے لگے تو
آپ نے اس کا ذائقہ بدلا ہوا پایا۔ مگر آپ نے اس کا خیال نہ کیا کچھ اور کھانے پر حضرت صاحب
نے کڑواہٹ محسوس کی۔ اور والدہ صاحبہ سے پوچھا۔ کہ یہ کیا بات ہے کہ روٹی کڑوی معلوم
ہوتی ہے؟ والدہ صاحبہ نے پکانے والی سے پوچھا اُس نے کہا میں نے تو میٹھا ڈالا تھا۔ والدہ صاحبہ نے
پوچھا کہ کہاں سے لیکر ڈالا تھا؟ وہ برتن لاؤ۔ وہ عورت ایک ٹین کا ڈبہ اٹھا لائی دیکھا تو معلوم
ہوا کہ کونین کا ڈبہ تھا۔ اور اس عورت نے جہالت سے بجائے میٹھے کے روٹیوں میں کونین ڈالدی

حوالہ نمبر 34

تھی اُس دن گھر میں یہ بھی ایک لطیفہ ہو گیا۔

(۲۴۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کیساتھ کچھ کھانے کو مانگا انہوں نے کوئی چیز شاید گُڑ بتایا کہ یہ لے لو۔ حضرت نے کہا نہیں یہ مَیں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی۔ حضرت صاحب نے اُس پر بھی وہی جواب دیا وُہ اسوقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں۔ سختی سے کہنے لگیں۔ کہ جاؤ پھر راکھ کر روٹی کھا لو۔ حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈالکر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہو گیا۔ یہ حضرت صاحب کا بالکل بچپن کا واقعہ ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ والدہ صاحبہ نے یہ واقعہ سُنا کر کہا کہ جسوقت اُس عورت نے مجھے یہ بات سُنائی تھی۔ اسوقت حضرت صاحب بھی پاس تھے۔ مگر آپ خاموش رہے۔

(۲۴۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی ذوالفقار علیخان صاحب نے کہ جن دنوں میں گورداسپور میں کرم دین کا مقدمہ تھا ایک دن حضرت صاحب کچہری کی طرف تشریف لے جانے لگے اور حسب معمول پہلے دُعا کے لئے اُس کمرہ میں گئے جو اس غرض کے لیے پہلے مخصوص کر لیا تھا۔ مَیں اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ باہر انتظار میں کھڑے تھے اور مولوی صاحب کے ہاتھ میں اُسوقت حضرت صاحب کی چھڑی تھی۔ حضرت صاحب دُعا کر کے باہر نکلے تو مولویصاحب نے آپ کو چھڑی دی حضرت صاحب نے چھڑی ہاتھ میں لے کر اُسے دیکھا اور فرمایا۔ یہ کس کی چھڑی ہے؟ عرض کیا گیا کہ حضور ہی کی ہے جو حضور اپنے ہاتھ میں رکھا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا۔ مَیں تو سمجھا تھا کہ یہ میری نہیں ہے خان صاحب کہتے ہیں۔ کہ وُہ چھڑی مُدت سے آپکے ہاتھ میں رہتی تھی۔ مگر محویت کا یہ عالم تھا۔ کہ کبھی اسکی شکل کو غور سے دیکھا ہی نہیں تھا۔ کہ پہچان سکیں۔ خان صاحب کہتے ہیں۔ کہ اسی طرح ایک دفعہ مَیں قادیان آیا۔ اسوقت حضرت صاحب مسجد کی سیڑھیوں میں کھڑے ہو کر کسی افغان کو رخصت کر رہے تھے اور مَیں دیکھتا تھا کہ آپ اُس وقت خوش نہ تھے۔ کیونکہ وُہ شخص افغانستان میں جا کر تبلیغ کرنے سے ڈرتا تھا۔ خیر مَیں جا کر حضور سے ملا۔ اور

حوالہ نمبر 35

(۲۶۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ مجھے وہ لوگ جو دُنیا میں سادگی سے زندگی بسر کرتے ہیں بہت ہی پیارے لگتے ہیں۔

(۲۶۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے۔ کہ مرضی مولا از ہمہ اولیٰ (یعنی خدا کی رضا سب سے مقدم ہونی چاہیئے)

(۲۶۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ مدت کی بات ہے جب میاں ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی پہلی بیوی فوت ہو گئی اور اُن کو دُوسری بیوی کی تلاش تھی۔ تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے اُن سے کہا کہ ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں۔ اُن کو میں لاتا ہوں آپ اُن کو دیکھ لیں۔ پھر اُن میں سے جو آپ کو پسند ہو اس سے آپکی شادی کر دی جاوے۔ چنانچہ حضرت صاحب گئے اور ان دو لڑکیوں کو بُلا کر کمرے کے باہر کھڑا کر دیا اور پھر اندر آ کر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں چنانچہ میاں ظفر احمد صاحب نے ان کو دیکھ لیا اور پھر حضرت صاحب نے اُن کو رخصت کر دیا۔ اور اسکے بعد میاں ظفر احمد صاحب سے پُوچھنے لگے۔ کہ اب بتاؤ۔ تمہیں کونسی لڑکی پسند ہے۔ وہ نام تو کسی کا جانتے نہ تھے۔ اس لیئے انہوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے۔ وہ اچھی ہے۔ اسکے بعد حضرت صاحب نے میری رائے لی۔ میں نے عرض کیا۔ کہ حضور میں نے تو نہیں دیکھا۔ پھر آپ خود فرمانے لگے۔ کہ ہمارے خیال میں تو دُوسری لڑکی بہتر ہے۔ جس کا مُنہ گول ہے۔ پھر فرمایا جس شخص کا چہرہ لمبا ہوتا ہے۔ وہ بیماری وغیرہ کے بعد عموماً بدنما ہو جاتا ہے۔ لیکن گول چہرہ کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا۔ کہ اس وقت حضرت صاحب اور میاں ظفر احمد صاحب اور میرے سوا اور کوئی شخص وہاں نہ تھا۔ اور نیز یہ کہ حضرت صاحب ان لڑکیوں کو کسی احسن طریق سے وہاں لائے تھے اور پھر ان کو مناسب طریق پر رخصت کر دیا تھا جس سے ان کو کچھ معلوم نہیں ہوا۔ مگر ان میں سے کسی کے ساتھ میاں ظفر احمد صاحب کا رشتہ نہیں ہوا۔ یہ مدت کی بات ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اللہ کے نبیوں میں خوبصورتی کا احساس بھی بہت ہوتا ہے۔ دراصل جو شخص حقیقی حُسن کو پہچانتا اور اسکی قدر کرتا ہے۔ وہ مجازی حسن کو بھی ضرور پہچانیگا اور

حوالہ نمبر 36

کو قبول کر لونگا۔ اور اور بھی بہت سی لوگ حق کو قبول کر لینگے۔ اور حضرت صاحب نے یہ بھی
کہا۔ کہ یہ بھی آپ سے کہنا کہ جھوٹے کو اسکے گھر تک پہنچانا چاہیئے۔ یہ ایک بڑا نادر موقعہ ہے مرزا
صاحب نے بڑا شور مچا رکھا ہے۔ آپ اگر ان کو شکست دیدینگے اور ان سے انعام حاصل کر
لینگے۔ تو یہ ایک عیسائیت کی نمایاں فتح ہوگی۔ اور پھر کوئی مسلمان سامنے نہیں بول
سکیگا۔ وغیرہ وغیرہ۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں۔ جسوقت حضرت صاحب نے یہ مجھ سے
فرمایا۔ اسوقت شام کا وقت تھا۔ اور بارش ہو رہی تھی اور سردیوں کے دن تھے اسلئے
میاں حامد علی نے مجھے روکا۔ کہ صبح چلے جانا۔ مگر میں نے کہا۔ کہ جب حضرت صاحب نے
فرمایا ہے۔ تو خواہ کچھ ہو۔ میں تو ابھی جاؤنگا۔ چنانچہ میں اسیوقت پیدل روانہ ہوگیا اور قریباً
رات کے دس گیارہ بجے بارش سے تر بتر اور سردی سے کانپتا ہوا بٹالہ پہنچا۔ اور اُسی وقت
پادری مذکور کی کوٹھی پر گیا۔ وہاں پادری کے خانساماں نے میری بڑی خاطر کی۔ اور مجھے
سونے کے لئے جگہ دی۔ اور کھانا دیا۔ اور بہت آرام پہنچایا۔ اور وعدہ کیا۔ کہ صبح پادری
صاحب سے ملاقات کراؤنگا۔ چنانچہ صبح ہی اُس نے مجھے پادری سے ملایا۔ اسوقت پادری
کے پاس اس کی میم بھی بیٹھی تھی۔ میں نے اسی طریق پر جس طرح حضرت صاحب نے
مجھے سمجھایا تھا۔ اس سے گفتگو کی۔ مگر اس نے انکار کیا۔ اور کہا کہ ہم ان باتوں میں نہیں آتے
میں نے اسے بہت غیرت دلائی اور عیسائیت کی فتح ہوجانیکی صورت میں اپنے آپ کو حق کے
قبول کرنے کیلئے تیار ظاہر کیا۔ مگر وہ انکار ہی کرتا چلا گیا۔ آخر میں مایوس ہوکر قادیان آگیا۔ اور
حضرت صاحب سے سارا قصہ عرض کردیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ واقعہ غالباً سلسلۂ
بیعت سے پہلے کا ہے۔

(۲۷۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ
ایک دفعہ نابھہ کے ایک شخص نے حضرت صاحب سے فتویٰ دریافت کیا۔ کہ میری ایک بہن
کنچنی تھی۔ اس نے اس حالت میں بہت سا روپیہ کمایا۔ پھر وہ مرگئی۔ اور مجھے اسکا ترکہ ملا
مگر بعد میں مجھے اللہ تعالےٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی۔ اب میں اس مال کو کیا کروں؟
حضرت صاحب نے جوابدیا۔ کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کی خدمت

حوالہ نمبر 37

میں خرچ ہو سکتا ہے۔ اور پھر مثال دیکر بیان کیا۔ کہ اگر کسی شخص پر کوئی سگ دیوانہ حملہ کرے۔ اور اسکے پاس اسوقت کوئی چیز اپنے دفاع کے لئے نہ ہو۔ نہ سوٹی نہ پتھر وغیرہ۔ صرف چند نجاست میں پڑے ہوئے پیسے اسکے قریب ہوں۔ تو کیا وہ اپنی جان کی حفاظت کے لئے ان پیسوں کو اٹھا کر اس کتے کو نہ دے ماریگا۔ اور اسوجہ سے رُک جاویگا۔ کہ یہ پیسے ایک نجاست کی نالی میں پڑے ہوئے ہیں ہرگز نہیں۔ پس اسی طرح اس زمانہ میں جو اسلام کی حالت ہے اسے مدِّ نظر رکھتے ہوئے ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ اس روپیہ کو خدمت اسلام میں لگایا جا سکتا ہے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا۔ کہ اس زمانے میں جب کی یہ بات ہے۔ آجکل والے انگریزی پیسے زیادہ رائج نہ تھے۔ بلکہ موٹے موٹے بھدے سے پیسے چلتے تھے۔ جنکو منصوری پیسے کہتے ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں خدمتِ اسلام کے لئے بعض شرائط کے ماتحت سودی روپیہ کے خرچ کئے جانے کا فتوے بھی حضرت صاحب نے اسی اصول پر دیا ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ یہ فتوے وقتی ہیں۔ اور خاص شرائط کے ساتھ مشروط ہیں۔ ومن اعتدیٰ فقد ظلم وحارب اللہ۔

(۲۷۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے۔ کہ الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔

(۲۷۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے تھے۔ کہ سؤر سے مسلمانوں کو سخت نفرت ہے جو طبیعت کا ایک حصہ بن گئی ہے۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ خدا اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ انسان اگر چاہے۔ تو تمام منہیات سے ایسی ہی نفرت کر سکتا ہے اور اُسے ایسی ہی نفرت کرنی چاہئے۔

سؤر سے نفرت کا سبب

(۲۷۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ آتھم کے مباحثہ میں میں بھی موجود تھا۔ جب حضرت صاحب نے اپنے آخری مضمون میں یہ بیان کیا۔ کہ آتھم صاحب نے اپنی کتاب اندرونہ بائبل میں آنحضرت صلعم کو نعوذ باللہ دجال

مولوی محمد علی صاحب یہاں ڈھاب میں کنارے پر نہانے لگے۔ مگر پاؤں پھسل گیا۔ اور وہ گہرے پانی میں چلے گئے۔ اور پھر لگے ڈوبنے۔ کیونکہ تیرنا آتا نہیں تھا۔ کئی لوگ بچانے کیلئے پانی میں کودے۔ مگر جب کوئی شخص مولویصاحب کے پاس جاتا تھا۔ تو وہ اُسے ایسا پکڑتے تھے۔ کہ وہ خود بھی ڈوبنے لگتا تھا۔ اس طرح مولوی صاحب نے کئی غوطے کہائے۔ آخر شاید قاضی امیر حسین صاحب نے پانی میں غوطہ لگا کر نیچے سے انکو کنارے کی طرف دھکیلا تب وہ باہر آئے۔ جب مولوی صاحب حضرت صاحب سے اس واقعہ کے بعد ملے۔ تو آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ مولویصاحب آپ گھڑے کے پانی سے ہی نہا لیا کریں۔ ڈھاب کیطرف نہ جائیں۔ پھر فرمایا۔ کہ میں بچپن میں اتنا تیرتا تھا۔ کہ ایک وقت میں ساری قادیان کے ارد گرد تیر جاتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ برسات کے موسم میں قادیان کے ارد گرد اتنا پانی جمع ہو جاتا ہے۔ کہ سارا گاؤں ایک جزیرہ بن جاتا ہے۔

(۲۸۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ جاننے کیلئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے گھر والوں کے ساتھ کیسا معاملہ تھا۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم مغفور کی تصنیف سیرت مسیح موعود کے مندرجہ ذیل فقرات ایک عمدہ ذریعہ ہیں۔ مولویصاحب موصوف فرماتے ہیں:۔

"عرصہ قریب پندرہ برس کا گذرتا ہے۔ جبکہ حضرت صاحب نے بار دیگر خدا تعالٰی کے امر سے معاشرت کے بھاری اور نازک فرض کو اُٹھایا ہے۔ اس اثنا میں کبھی ایسا موقع نہیں آیا۔ کہ خانہ جنگی کی آگ مشتعل ہوئی ہو۔ وہ ٹھنڈا دل اور بہشتی قلب قابل غور ہے۔ جسے اتنی مدت میں کسی قسم کے رنج اور تنغص عیش کی آگ کی آنچ تک نہ چھو گئی ہو۔ اس بات کو اندرون خانہ کی خدمتگار عورتیں۔ جو عوام الناس سے ہیں۔ اور فطری سادگی اور انسانی جامہ کے سوا کوئی تکلف اور تصنع زیرکی اور استنباطی قوت نہیں رکھتیں۔ بہت عمدہ طرح محسوس کرتی ہیں۔ وہ تعجب سے دیکھتی ہیں۔ اور زمانہ اور گرد وپیش کے عام عُرف اور برتاؤ کے بالکل برخلاف دیکھ کر بڑے تعجب سے کہتی ہیں۔ اور میں نے بارہا انہیں خود حیرت سے کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ:۔

"مرزا بیوی دی گل بڑی منّدا اے"

حوالہ نمبر 38

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

سیرت المہدی

(حصہ دوم)

تالیف لطیف حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

جسے

مینیجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان دارالامان

نے

ماہ دسمبر سنہ ۱۹۲۷ء میں شایع کیا

اسلامیہ سٹیم پریس بیرون دہلی دروازہ لاہور میں باہتمام محمد عبد الرحمن منیجر کے چھپا

فلسفی کو سنکر حنا نہ است　　　　از حواس انبیا ر بیگانہ است

(۳۰۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار کے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزہ کے ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اور اس وقت گھر میں کوئی اور اس کام کو کرنے والا نہ تھا اسلئے حضرت صاحب اس چوزہ کو ہاتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی جس سے بہت خون گیا اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے چوزہ کو چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ چوزہ کسی اور نے ذبح کیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کی عادت تھی کہ جب کوئی چوٹ وغیرہ اچانک لگتی تھی تو جلدی جلدی توبہ توبہ کے الفاظ منہ سے فرمانے لگ جاتے تھے۔ دراصل جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ عموماً کسی قانون شکنی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ خواہ وہ قانون شریعت ہو یا قانون نیچر یعنی قانونِ قضاء و قدر یا کوئی اور قانون، پس ایک صحیح الفطرت آدمی کا یہی کام ہونا چاہیئے کہ وہ ہر قسم کی تکلیف کے وقت توبہ کی طرف رجوع کرے۔ اور یہی مفہوم انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کا ہے جس کی کہ قرآن شریف تعلیم دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چونکہ کبھی جانور وغیرہ ذبح نہ کئے تھے۔ اسلئے بجائے چوزہ کی گردن کے اپنی انگلی پر چھری پھیر لی۔ اور یہ نتیجہ تھا اس بات کا کہ آپ قانون ذبح کے عملی پہلو سے واقف نہ تھے۔ واللہ اعلم۔

(۳۰۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پیر [illegible] نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ چند احباب نے حضرت اقدس سے دریافت کیا کہ یہ [illegible] ہے کہ آنحضرت صلعم پر بادل کا سایہ رہتا تھا۔ یہ کیا بات ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ ہر وقت تو بادل کا سایہ رہنا ثابت نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو کوئی کافر کافر نہ رہتا۔ سب لوگ فوراً یقین لے آتے کیونکہ ایسا معجزہ دیکھ کر کون انکار کر سکتا تھا۔ دراصل سنت اللہ کے مطابق معجزہ تو وہ ہوتا ہے کہ جس میں ایک پہلو خفاء کا بھی ہو اور فرمایا کہ ہر وقت بادل کا سایہ رہنا تو موجب تکلیف بھی ہے۔ علاوہ ازیں اگر ہر وقت بادل کا سایہ رہتا تو کیوں گرمی کے وقت حضرت ابوبکرؓ آپ پر چادر تان کر سایہ کرتے اور ہجرت کے سفر میں آپ کے لئے کیوں سایہ دار جگہ تلاش کرتے؟ ہاں کسی خاص وقت کسی حکمت کے ماتحت آپ کے سر پر بادل نے آکر سایہ کیا تو تعجب نہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ ہمارے ساتھ بھی ایسا واقعہ ہوا تھا

حوالہ نمبر 39

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام

مولف براہین احمدیہ کے مختصر حالات

(مرتبہ خاکسار معراج الدین عمر احمدی)

اللہ تعالےٰ کا شکر کس زبان و قلم سے ادا ہو سکے جس نے قدرت کاملہ سے تمام جہان کو پیدا فرمایا۔ اور ہر شے کی جبلت اور فطرت کو اسی بات پر متقاضی اور مفطور کیا کہ وہ اپنے اپنے رنگ و طرز میں بغیر خواہش منت نہی اور بغیر تقاضائے اجرت اور حاجت خوشامد انسان ہی کی کسی نوع کی خدمت میں لگے رہیں اور انسان کو سب پر شرف دیکر اس کی فطرت کی لوح کو بیداغ سفید چادر کی طرح بنایا اور مادہ فہم و تمدن اور جوہر عقل و نقل اور صنعت مالکیت و خلافت بحکم اِمَّا شَاكِرًا وَ اِمَّا كَفُوْرًا کالانفس عطا فرمایا۔ اور برخلاف تمام مخلوقات انسان ایسا سادہ نکلا کہ انصرام و انجاح مہمات عبودیت و ادائے فرائض و ذمہ داری حقوق بو قلموں کے بار گراں کو ظلوماً جہولاً بے کھٹکے سر پر رکھ لیا۔ اسکی اس بھولی ادا نے خدا کی نظر میں گھر کر لیا۔ اور اُس نے بکمال ترحم و شفقت اور فضل و لطف اسکی دستگیری کے لیے رہنماؤں کا ایک گروہ مبعوث فرمایا جنہیں اپنے مکالمے کے شرف سے مستفیض فرما کر اپنے پیغام انسان کو پہنچانے اور انسان کی کمزوریوں اور دکھوں اور دردوں کو درمان کے لیے اپنے حضور پیش کرانے اور انسان کو اپنی رضا میں داخل کرنے اور اسکی کشتی کو ساحل نجات پر لگانے کے لیے پیغامبر اور شفیع اور کشتیبان بنایا۔ انہیں پر وہ علوم اور حقایق و معارف نازل کیے جن سے تمام اعلےٰ اصول تمدن و تہذیب اور تمام آداب رعایت و شناخت حقوق خالق و مخلوق اور تمام علوم معرفت علایق ربوبیت و مربوبیت دنیا میں شایع ہوئے۔ انہیں کی بدولت نظم و نسق دنیا بوجہ احسن قرار پایا اور تمام عالمین جادہ اعتدال و استقامت پر قایم ہوئے۔ گویا صناع حقیقی نے

کوئی کرے۔ کبھی کوئی اشارہ تک نہیں کیا کہ تیری باتیں فضول ہیں جس قسم کا کوئی سودا لادے۔ اسکی مجھ تنگی کی نسبت بازپرس نہیں
اور جو کچھ خرچ کیا اور جو کچھ واپس دیا ہے آنکھ بند کرکے لے لیا۔ اور جیب میں ڈال لیا ہے۔ کبھی کسی سے کہیں لین دین یا کسی اور بات
پر تکرار نہیں کیا۔ اگر کبھی کسی حادثہ کے سبب کسی چیز کیلئے خاص فرمائش کی ہے اور اسکی انتظار میں کھانا بھی نہیں کھایا اور وہ چیز نہیں تیار
کیگئی تو مسکرا کر الگ ہو جاتے ہیں۔ آپ کا پاک وجود بے شر بے ضرر ہے۔ کبھی کسی دشمن پر بھی ہاتھ نہیں اٹھایا۔ آپ کی صداقت
اور اعلے اخلاق اور تعلیم اور قوت قدسیہ کا بیّن نشان یہ ہے کہ آپکی زوجہ محترمہ بھی آپ سے بیعت ہے۔ اور آپ کے منجانب اللہ
ہونے پر صدق دل سے ایمان رکھتی ہے۔ جتنا جتنا آپ کا کوئی گھر کا دوست اور واقفکار و جلیس ہے۔ اسی قدر اسکو دوسروں کی نسبت
آپ سے زیادہ محبت اور حسن ظن ہے اگر کوئی ہزار دفعہ بھی آپ کے کام میں ہرج کرے تو بھی آپکے منہ سے کبھی زجر اور توبیخ کا کلمہ نہیں
نکلتا۔ گویا آپ کی فطرت کی لغت میں زجر توبیخ۔ بدظنی۔ سرد مہری۔ بداندیشی۔ سنگدلی۔ محبت دنیا وغیرہ بالکل نہیں۔ آپ بچوں کو
مارنے اور ڈانٹنے کے سخت مخالف ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جتنی کوشش بچوں کو سزا دینے میں کیجاتی ہے کاش اتنی ہی کوشش انکے
لئے دعا کرنے میں کیجائے۔ ہدایت خدا کا فضل ہے فرماتے ہیں اس شخص کو شیخی کی گدی پر بیٹھنا اور پینا حرام ہے جو اپنے متوسلین سے غافل ہے
آپ مکان اور لباس کی آرایش اور زینت سے بالکل غافل اور بے پروا ہیں۔ آپ کو کسی مکان سے کوئی انس نہیں۔ وقت ضائع نہیں کرتے
لباس کی حفاظت کیطرف توجہ نہیں ہوتی۔ جب بھی ضرورت آپڑتی ہے تو اپنے اوپر کھانا پینا اور سونا حرام کر لیتے ہیں۔ جب تک کہ وہ کام
نہ ہو جائے۔ فرماتے ہیں کہ ہم دین کے لئے ہیں۔ اور دین کیخاطر زندگی بسر کرتے ہیں۔ دین کی راہ میں ہمیں کوئی روک نہونی چاہئے۔ جاڑے
کا موسم تھا۔ آپ کے ایک بچے نے آپکی واسکٹ کی ایک جیب میں ایک بڑی اینٹ ڈالدی۔ آپ جب لیٹتے تو وہ اینٹ چبھتی۔ کئی
دن ایسا ہی ہوتا رہا۔ ایک دن اپنے ایک خادم کو کہنے لگے کہ میری پسلی میں درد ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز چبھتی ہے۔ وہ حیران
ہوا اور آپ کے جسد مبارک پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اسکا ہاتھ اینٹ پر جا لگا۔ جھٹ جیب سے نکال لی۔ دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ چند
روز ہوئے محمود نے میری جیب میں ڈالی تھی۔ اور کہا تھا کہ اسے نکالنا نہیں۔ میں اس سے کھیلوں گا۔ آپ کے مزاج میں وہ تواضع
اور انکسار اور ہضم نفس ہے کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ آپ زمین پر بیٹھے ہوں اور لوگ فرش پر یا اونچے بیٹھے ہوں آپ کا قلب
مبارک ان باتوں کو محسوس ہی نہیں کرتا۔ آپ کی نشست کی کوئی خاص وضع نہیں ہوتی۔ اجنبی آدمی آپ کو خاص امتیاز سے
پہچان نہیں سکتا۔ آپ کی مجلس اور احتشام اور وقار اور آزادی اور بے تکلفی اور سادگی ایک ہی وقت میں جمع رہتے ہیں۔ آپ کی
مجلس کا رنگ ہو بہو نبوت کا رنگ ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میرا یہ منصب نہیں کہ میں ایسا تند خو اور ہیبتناک بنکر بیٹھوں کہ لوگ مجھ سے ایسے
ڈریں جیسے درندہ سے ڈرتے ہیں۔ میں بت بننے سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔ میں اپنے نفس کو دوسروں پر ترجیح نہیں دیتا۔ آپ اپنے
خدام کو بڑے ادب اور احترام سے پکارتے ہیں۔ اور حاضر و غائب ہر ایک کا نام ادب سے لیتے ہیں۔ ساری عمر میں کبھی کسی کو تو کر کے
نہیں پکارا۔ آپ کی ملاقات کی جگہ مسجد ہے۔ برابر پانچ وقت نماز با جماعت پڑھتے ہیں۔ آپ بڑے قدردان ہیں۔ بارہا قسم کھاتے

حوالہ نمبر 40

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخری زمانہ میں اکثر دفعہ احباب آپ کے لئے نیا کرتہ بنوا لاتے تھے اور اسے بطور نذر پیش کر کے تبرک کے طور پر حضور کا اترا ہوا کرتہ مانگ لیتے تھے۔ اسی طرح ایک دفعہ کسی نے میرے ہاتھ ایک نیا کرتہ بھجوا کر پرانے اترے ہوئے کرتے کی درخواست کی۔ گھر میں تلاش سے معلوم ہوا کہ اسوقت کوئی اترا ہوا بے دھلا کرتہ موجود نہیں۔ جس پر آپ نے اپنا مستعمل کرتہ دھوبی کے ہاں کا دُھلا ہوا دیئے جانے کا حکم فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو دھوبی کے ہاں کا دُھلا ہوا کرتہ ہے اور وہ شخص تبرک کے طور پر میلا کرتہ لے جانا چاہتا ہے۔ حضور ہنس کر فرمانے لگے کہ وہ بھی کیا برکت ہے جو دھوبی کے ہاں دھلنے سے جاتی رہے۔ چنانچہ وہ کرتہ اس شخص کو دیدیا گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ وہ شخص غالباً یہ تو جانتا ہوگا کہ دھوبی کے ہاں دُھلنے سے برکت جاتی نہیں رہتی لیکن محبت کا یہی تقاضا ہوتا ہے کہ انسان اپنے مقدس محبوب کا اُترا ہوا میلا بے دھلا کپڑا اپنے پاس رکھنے کی خواہش کرتا ہے اور اسی طبعی خواہش کا احترام کرتے ہوئے گھر میں پہلے میلے کپڑے کی تلاش کی گئی۔ لیکن جب وہ نہ ملا تو دُھلا ہوا کرتہ دیدیا گیا۔

(۴۷۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوا ہوتا تھا۔ اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگابی ہدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں۔ چنانچہ اسی تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتی پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اسوقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے۔

(۴۷۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی وفات سے قبل سالہا سال اسہال کا عارضہ رہا تھا چنانچہ حضور اسی مرض میں فوت ہوئے۔ بارہا دیکھا کہ حضور کو دست آنے کے بعد ایسا ضعف ہوتا تھا کہ حضور فوراً دودھ کا گلاس منگوا کر پیتے تھے۔

کپڑے بنتے تھے اور استعمال ہوتے تھے۔ اوسیطرح ساتھ ساتھ خرچ بھی ہوتے جاتے تھے یعنی ہر وقت تبرک مانگنے والے طلب کرتے رہتے تھے بعض دفعہ تو یہ نوبت پہنچ جاتی کہ آپ ایک کپڑا بطور تبرک کے عطا فرماتے تو دوسرا بنواکر اس وقت پہننا پڑتا۔ اور بعض سمجھدار اس طرح بھی کرتے تھے کہ مثلاً ایک کپڑا اپنا بھیج دیا اور ساتھ عرض کر دیا کہ حضور ایک اپنا اترا ہوا تبرک مرحمت فرمادیں۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب آپ کے لباس کی ساخت سنئے۔ عموماً یہ کپڑے آپ زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ کرتہ یا قمیض۔ پائجامہ۔ صدری۔ کوٹ۔ عمامہ۔ اسکے علاوہ رومال بھی سر و در رکھتے تھے اور جاڑوں میں جرابیں۔ آپ کے سب کپڑوں میں خصوصیت یہ تھی کہ وہ بہت کھُلے کھُلے ہوتے تھے۔ اور اگرچہ شیخ صاحب مذکور کے آوردہ کوٹ انگریزی طرز کے ہوتے مگر نیچے کافی بہت کشادہ اور لمبے یعنی گھٹنوں سے نیچے ہوتے تھے۔ اور جبّے اور چوغہ بھی جو آپ پہنتے تھے تو وہ بھی ایسے طبکہ بعض تو ان میں سے ٹخنے تک پہنچتے تھے۔ اسی طرح کرتے اور صدریاں بھی کشادہ ہوتی تھیں۔

بنیان آپ کبھی نہ پہنتے تھے بلکہ اس کی تنگی سے گھبراتے تھے۔ گرم قمیض جو پہنتے تھے ان کا اکثر اوپر کا بٹن کھُلا رکھتے تھے۔ اسی طرح صدری اور کوٹ کا اور قمیص کے کفوں میں اگر بٹن ہوئے تو وہ بھی ہمیشہ کھُلے رہتے تھے آپکا طرز عمل "مااناً من المتکلفین" کے ماتحت تھا کسی مصنوعی جکڑ بندی میں جو شرعاً غیر ضروری ہے پابند رہنا آپ کے مزاج کے خلاف تھا اور نہ آپ کو کبھی پرواہ تھی کہ لباس عمدہ ہے یا برش کیا ہوا ہے یا بٹن سب درست لگے ہوئے ہیں یا نہیں۔ صرف لباس کی اصلی غرض مطلوب تھی۔ بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوئے ہوتے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے۔ آپ کی توجہ ہمہ تن اپنے مشن کی طرف تھی اور اصلاح امت جب اتنے محو تھے کہ اصلاح لباس کی طرف توجہ نہ تھی۔ آپ کا لباس آخر عمر میں چند سال سے بالکل گرم وضع کا ہی رہتا تھا۔ یعنی کوٹ اور صدری اور پاجامہ گرمیوں میں بھی گرم رکھتے تھے۔ اور یہ علالت طبع کے باعث تھا۔ سردی آپ کو موافق نہ تھی۔ اسلئے اکثر گرم کپڑے رکھا کرتے تھے۔ البتہ گرمیوں میں نیچے کرتہ ململ کا رہتا تھا۔ بجائے گرم کرتے کے پاجامہ آپ کا معروف شرعی وضع کا ہوتا تھا (پہلے غرارہ یعنی ڈھیلا مردانہ پاجامہ بھی پہنا کرتے تھے۔ مگر آخر عمر میں ترک کر دیا تھا) مگر گھر میں گرمیوں میں کبھی کبھی دن کو اور حادثات رات کے وقت تہ بند باندھ کر

حوالہ نمبر 42

(۳۷۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان کے ایک حصہ میں بالاخانہ میں رہا کرتے تھے اور جب تک ان کی شادی اور خانہ داری کا انتظام نہیں ہوا حضرت صاحب خود ان کے لئے صبح کے وقت گلاس میں دودھ ڈال کر اور پھر اس میں مصری حل کر کے خاص اہتمام سے بھجوایا کرتے تھے خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کو مہمانوں کی بہت خاطر منظور ہوتی تھی اور پھر جو لوگ دینی مشاغل میں مصروف ہوں ان کو تو آپ بڑی قدر اور محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

(۳۷۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لاہور سے کچھ احباب رمضان میں قادیان آئے۔ حضرت صاحب کو اطلاع ہوئی تو آپ معہ کچھ ناشتہ کے ان سے ملنے کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ ان دوستوں نے عرض کیا کہ ہم سب روزے سے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ سفر میں روزہ ٹھیک نہیں اللہ تعالیٰ کی رخصت پر عمل کرنا چاہئے۔ چنانچہ ان کو ناشتہ کروا کے ان کے روزے تڑوا دیئے۔

(۳۷۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صفائی کا بہت خیال ہوتا تھا۔ خصوصاً طاعون کے ایام میں اتنا خیال رہتا تھا کہ فینائل لوٹے میں حل کر کے خود اپنے ہاتھ سے گھر کے پاخانوں اور نالیوں میں جا کر ڈالتے تھے خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض اوقات حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر میں ایندھن کا بڑا ڈھیر لگوا کر آگ بھی جلوایا کرتے تھے تاکہ ضرر رساں جراثیم مر جاویں اور آپ نے ایک بہت بڑی آہنی انگیٹھی بھی منگوائی ہوئی تھی۔ جسے کوئلے ڈال کر اور گندھک وغیرہ رکھ کر کمروں کے اندر جلایا جاتا تھا اور اسوقت دروازے بند کر دیئے جاتے تھے اس کی اتنی گرمی ہوتی تھی کہ جب انگیٹھی کے ٹھنڈا ہونے کے ایک عرصہ بعد بھی کمرہ کھولا جاتا تھا تو پھر بھی وہ اندر سے بھٹی کی طرح تپتا تھا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ انبیاء کی عجیب شان ہوتی ہے کہ وہ ایک طرف تو اسباب کی اتنی رعایت کرتے ہیں کہ دیکھنے والے کو یہ شبہ ہونے لگتا ہے کہ ان کی نظر میں انہی اسباب کے ہاتھ میں سارا قضاء و قدر کا معاملہ ہے اور اگر ان کی رعایت نہ رکھی گئی تو پھر کام نہیں بن سکتا اور دوسری طرف ان کو خدا کی ذات پر اس درجہ توکل ہوتا ہے کہ اسباب کو وہ ایک مردہ کیڑے کی طرح سمجھتے ہیں اور ایک سطحی نظر رکھنے والا انسان

حوالہ نمبر 43

میرا ساتھ دیا ہے اسی طرح جنت میں بھی میرے ساتھ ہوگی ۔

(۸۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے نے کہ میرا دادا جسے لوگ عام طور پر خلیفہ کہتے تھے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سخت مخالف تھا اور آپکے حق میں بہت بدزبانی کیا کرتا تھا ۔ اور والد صاحب کو بہت تنگ کیا کرتا تھا والد صاحب نے اس سے تنگ آکر حضرت مسیح موعود کو دعا کیلئے خط لکھا حضرت مسیح موعود کا جواب گیا کہ ہم نے دعا کی ہے سو والد صاحب نے یہ خط تمام محلہ والوں کو دکھا دیا اور کہا کہ حضرت صاحب نے دعا کی ہے اب دیکھ لینا خلیفہ گالیاں نہیں دیگا ۔ دوسرے تیسرے دن جمعہ تھا ہمارا دادا حسب دستور غیر احمدیوں کے ساتھ جمعہ پڑھنے گیا مگر وہاں سے واپس آکر غیر معمولی طور پر حضرت مسیح موعود کے متعلق خاموش رہا ۔ حالانکہ اسکی عادت تھی کہ جمعہ کی نماز پڑھکر گھر آنے کے بعد خصوصاً بہت گالیاں دیا کرتا تھا ۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تم آج مرزا صاحب کے متعلق خاموش کیوں ہو؟ اسنے کہا کسی کے متعلق بدزبانی کرنے سے کیا حاصل ہے اور مولوی نے بھی آج جمعہ میں وعظ کیا ہے کہ کوئی شخص اپنی جگہ کیسا ہی برا ہو ہمیں بدزبانی نہیں کرنی چاہیئے ۔ لوگوں نے کہا اچھا یہ بات ہے ؟ ہمیشہ تو تم گالیاں دیتے تھے اور آج تمہارا یہ خیال ہو گیا ہے ۔ بلکہ اصل میں بات یہ ہے کہ بابو (میرے والد کو لوگ بابو کہا کرتے تھے) کل ہی ایک خط دکھا رہا تھا کہ قادیان سے آیا ہے اور وہ کہتا تھا کہ اب خلیفہ گالی نہیں دیگا ۔ مولوی رحیم بخش صاحب کہتے تھے کہ اسکے بعد باوجود کئی دفعہ مخالفوں کے بھڑکانے کے میرے دادا نے کبھی حضرت مسیح موعود کے متعلق بدزبانی نہیں کی اور کبھی میرے والد صاحب کو احمدیت کیوجہ سے تنگ نہیں کیا (اس روایت کے متعلق یہ بات قابل نوٹ ہے کہ اسکے راوی صاحب نے ابحضرت خلیفۃ المسیح کے منشاء کے ماتحت اپنا نام عبدالرحیم رکھ لیا ہے اور عموماً مولوی عبدالرحیم صاحب درد کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں) ۔

(۸۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا ۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع

حوالہ نمبر 44

گئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اسلئے باقی چھوڑ دئے اور فدیہ ادا کر دیا اسکے بعد جو رمضان آیا تو اسمیں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کیوجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپنے فدیہ ادا کر دیا اسکے بعد جو رمضان آیا تو آپکا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپکو دورہ پڑا اور آپنے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا اسکے بعد جتنے رمضان آئے آپنے سب روزے رکھے مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کیوجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپنے ابتداء دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں انکو قضا کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دوران سر اور برد اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی اسلئے جب آپ روزے چھوڑتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھر دوسرے رمضان تک انکے پورا کرنے کی طاقت نہ پاتے تھے۔ مگر جب اگلا رمضان آتا تو پھر شوق عبادت میں روزے رکھنے شروع فرما دیتے تھے لیکن پھر دورہ پڑتا تھا تو ترک کر دیتے تھے اور بقیہ کا فدیہ ادا کر دیتے تھے۔ واللہ اعلم۔

(۸۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود اوائل میں غرارے استعمال فرمایا کرتے تھے پھر میرے کہنے پر وہ ترک کر دئیے اسکے بعد آپ معمولی پاجامے استعمال کرنے لگ گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ غرارہ بہت کھلے پائنچے کی پائجامی کو کہتے ہیں۔ (پہلے اسکا ہندوستان میں بہت رواج تھا اب بہت کم ہو گیا ہے)

(۸۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود عام طور پر سفید ململ کی پگڑی استعمال فرماتے تھے جو عموماً دس گز لمبی ہوتی تھی۔ پگڑی کے نیچے کلاہ کی جگہ نرم قسم کی رومی ٹوپی استعمال کرتے تھے۔ اور گھر میں بعض اوقات پگڑی اتار کر سر پر صرف ٹوپی ہی رہنے دیتے تھے بدن پر گرمیوں میں عموماً ململ کا کرتہ استعمال فرماتے تھے۔ اسکے اوپر گرم صدری اور گرم کوٹ پہنتے تھے پاجامہ بھی آپکا گرم ہوتا تھا۔ نیز آپ

جس طرح کا چاہے کھانا کھلائے۔

(۴۰۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم بیان فرماتے تھے کہ میں حضرت صاحب کے مکان کے اوپر کے حصہ میں رہتا ہوں میں نے کئی دفعہ حضرت صاحب کے گھر کی عورتوں کو آپس میں یہ باتیں کرتے سُنا ہے کہ حضرت صاحب کی تو آنکھیں ہی نہیں ہیں۔ ان کے سامنے سے کوئی عورت کسی طرح سے بھی گذر جاوے ان کو پتہ نہیں لگتا۔ یہ وہ ایسے موقعہ پر کہا کرتی ہیں کہ جب کوئی عورت حضرت صاحب کے سامنے سے گذرتی ہوئی خاص طور پر گھونگھٹ یا پردہ کا اہتمام کرنے لگتی ہے۔ اور ان کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کی آنکھیں ہر وقت نیچی اور نیم بند رہتی ہیں اور وہ اپنے کام میں بالکل منہمک رہتے ہیں ان کے سامنے سے جاتے ہوئے کسی خاص پردہ کی ضرورت نہیں۔ نیز مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ باہر مردوں میں بھی حضرت صاحب کی یہی عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں اور ادھر ادھر آنکھ اُٹھا کر دیکھنے کی آپ کو عادت نہ تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ سیر میں جاتے ہوئے آپ کسی خادم کا ذکر غائب کے صیغہ میں فرماتے تھے حالانکہ وہ آپ کے ساتھ ساتھ جا رہا ہوتا تھا اور پھر کسی کے جتلانے پر آپ کو پتہ چلتا تھا کہ وہ شخص آپ کے ساتھ ہے۔

(۴۰۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب معہ چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی۔ اور آپ نے اسکے کہنے پر ایک دفعہ تکلف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہو گئیں۔

(۴۰۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے گناہوں پر غالب آنے کا مادہ رکھدیا ہے۔ پس خواہ انسان اپنی بداعمالیوں سے کیسا ہی گندہ ہو گیا ہو وہ جب بھی نیکی کی طرف مائل ہونا چاہے گا اس کی نیک فطرت اسکے گناہوں پر غالب آجائیگی اور اس کی مثال اس طرح پر سمجھایا کرتے تھے کہ جیسے پانی کے اندر یہ طبعی خاصہ ہے کہ وہ آگ کو بجھاتا ہے پس خواہ پانی خود کتنا بھی گرم ہو جاوے حتی کہ وہ جلانے میں آگ کی طرح ہو جاوے لیکن پھر بھی

خواب فرمایا کرتے تھے۔

صدری گھر میں اکثر پہنے رہتے مگر کوٹ عموماً باہر جاتے وقت ہی پہنتے۔ اور سردی کی زیادتی کے دنوں میں اوپر تلے دو دو کوٹ بھی پہنا کرتے۔ بلکہ بعض اوقات پوستین بھی۔

صدری کی جیب میں یا بعض اوقات کوٹ کی جیب میں ایک رومال ہوتا تھا۔ آپ ہمیشہ بڑا رومال رکھتے تھے۔ نہ کہ چھوٹا جنٹلمینی رومال جو آجکل کا بہت مروج ہے اسی کے کونوں میں آپ مشک اور ایسی ہی ضروری ادویہ جو آپ کے استعمال میں رہتی تھیں اور ضروری خطوط وغیرہ باندھ رکھتے تھے۔ اور اسی رومال میں نقد وغیرہ جو نذر لوگ مسجد میں پیش کر دیتے تھے باندھ لیا کرتے۔

گھڑی بھی آپ ضرور اپنے پاس رکھا کرتے مگر اس کی کنجی دینے میں چونکہ اکثر ناغہ ہو جاتا اسلیئے اکثر وقت غلط ہی ہوتا تھا۔ اور چونکہ گھڑی جیب میں سے اکثر نکل پڑتی اسلیئے آپ اسے بھی رومال میں باندھ لیا کرتے۔ گھڑی کو ضرورت کے لئے رکھتے نہ زیبائش کے لئے۔

آپ کو دیکھ کر کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس شخص کی زندگی میں یا لباس میں کسی قسم کا بھی تصنع ہے یا یہ زیب و زینت دنیوی کا دلدادہ ہے۔ ہاں البتہ والرجز فاھجر کے ماتحت آپ صاف اور ستھری چیز ہمیشہ پسند فرماتے اور گندی اور میلی چیز سے سخت نفرت رکھتے۔ صفائی کا اس قدر اہتمام تھا کہ بعض اوقات آدمی موجود نہ ہو تو بیت الخلا میں خود فینائل ڈالتے تھے۔

عمامہ شریف آپ ململ کا باندھا کرتے تھے۔ اور اکثر دس گز یا کچھ اوپر لمبا ہوتا تھا۔ شملہ آپ لمبا چھوڑتے تھے کبھی کبھی شملہ کو آگے ڈال لیا کرتے۔ اور کبھی اس کا پلہ دہن مبارک پر بھی رکھ لیتے۔ جبکہ مجلس میں خاموشی ہوتی۔ عمامہ کے باندھنے کی آپ کی خاص وضع تھی۔ نوک تو ضرور سامنے ہوتی مگر سر پر ڈھیلا ڈھالا لپٹا ہوا ہوتا تھا۔ عمامہ کے نیچے اکثر رومی ٹوپی رکھتے تھے اور گھر میں عمامہ اتار کر صرف یہ ٹوپی ہی پہنے رہا کرتے۔ مگر نرم قسم کی دوہری جو سخت قسم کی نہ ہوتی۔

جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر مسح فرماتے بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے۔ مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی۔ کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آجاتی۔ کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی۔ اگر جراب کہیں سے کچھ پھٹ جاتی تو بھی مسح جائز رکھتے بلکہ فرماتے تھے کہ رسول صلعم کے

اصحاب ایسے موزوں پر بھی مسح کر لیا کرتے تھے جن میں سے ان کی انگلیوں کے پوٹے باہر نکلے رہا کرتے تھے۔

جوتی آپ کی دیسی ہوتی۔ خواہ کسی وضع کی ہو۔ پشوری۔ لاہوری۔ لدھیانوی۔ سلیم شاہی ہر وضع کی پہن لیتے مگر ایسی جو کھلی کھلی ہو۔ انگریزی بوٹ کبھی نہیں پہنا۔ گرگابی حضرت صاحب کو پہنے میں نے نہیں دیکھا۔

جوتی اگر تنگ ہوتی تو اس کی ایڑی بٹھا لیتے۔ مگر ایسی جوتی کے ساتھ باہر تشریف نہیں لیجاتے تھے۔ لباس کے ساتھ ایک چیز کا اور بھی ذکر کر دیتا ہوں وہ یہ کہ آپ عصا ضرور رکھتے تھے۔ گھر میں یا جب مسجد مبارک میں روزانہ نماز کو جانا ہوتا۔ تب تو نہیں مگر مسجد اقصیٰ کو جانے کے وقت یا جب باہر سیر وغیرہ کے لئے تشریف لاتے تو ضرور ہاتھ میں ہوا کرتا تھا۔ اور موٹی اور مضبوط لکڑی کو پسند فرماتے مگر کبھی اس پر سہارا یا بوجھ دے کر نہ چلتے تھے جیسے اکثر ضعیف العمر آدمیوں کی عادت ہوتی ہے۔

موسم سرما میں ایک دھسہ لیکر آپ مسجد میں نماز کے لئے تشریف لایا کرتے تھے جو اکثر آپ کے کندھے پر پڑا ہوا ہوتا تھا۔ اور اسے اپنے آگے ڈال لیا کرتے تھے۔ جب تشریف رکھتے تو پھر پیروں پر ڈال لیتے۔

کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ۔ صدری۔ ٹوپی۔ عمامہ رات کو اتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے۔ اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کو الگ جگہ کھونٹی پر ٹانگ دیتے ہیں وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہو جاتی کہ اگر کوئی فیشن کا دلدادہ اور سلوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لے تو سر پیٹ لے۔

موسم گرما میں دن کو بھی اور رات کو تو اکثر آپ کپڑے اتار دیتے اور صرف چادر یا لنگی باندھ لیتے گرمی دانے بعض دفعہ بہت نکل آتے تو اس کی خاطر بھی کرتہ اتار دیا کرتے۔ تہ بند اکثر نصف ساق تک ہوتا تھا۔ اور گھٹنوں سے اوپر ایسی حالتوں میں مجھے یاد نہیں کہ آپ برہنہ ہوئے ہوں۔

آپ کے پاس کچھ کنجیاں بھی رہتی تھیں۔ یہ یا تو رومال میں یا اکثر ازاربند میں باندھ کر رکھتے روئی دار کوٹ پہننا آپ کی عادت میں داخل تھا۔ ایسی رضائی اوڑھ کر باہر تشریف لاتے بلکہ چادر یا سفید یا دھسہ رکھا کرتے تھے اور وہ بھی سر پر کبھی نہیں اوڑھتے تھے بلکہ کندھوں اور

حوالہ نمبر 48

سالن پر ناپسندیدگی کا اظہار بھی فرمایا تو صرف اسلئے اور یہ کہکر کہ مہمانوں کو یہ کھانا پسند نہ آیا ہوگا!
روٹی آپ تندوری اور چولہے کی دونو قسم کی کھاتے تھے۔ ڈبل روٹی چائے کے ساتھ یا بسکٹ
اور بکرم بھی استعمال فرمالیا کرتے تھے۔ بلکہ ولائتی بسکٹوں کو بھی جائز فرماتے تھے اسلئے کہ ہمیں کیا معلوم
کہ اس میں چربی ہے۔ کیونکہ بنانے والوں کا ادعا تو مکھن ہے۔ پھر ہم ناحق بدگمانی اور شکوک میں کیوں
پڑیں۔ مکی کی روٹی بہت مدت آپ نے آخری عمر میں استعمال فرمائی۔ کیونکہ آخری سات آٹھ سال سے
آپ کو دستوں کی بیماری ہوگئی تھی اور ہضم کی طاقت کم ہوگئی تھی۔ علاوہ ان روٹیوں کے آپ شیرمال کو
بھی پسند فرماتے تھے۔ اور باقرخانی قلچہ وغیرہ غرض جو جو اقسام روٹی کے سامنے آجایا کرتے تھے
آپ کسی کو رد نہ فرماتے تھے۔

سالن آپ بہت کم کھاتے تھے۔ گوشت آپ کے ہاں دو وقت پکتا تھا مگر دال آپ کو گوشت سے زیادہ پسند
تھی۔ یہ دال ماش کی یا اوڑد کی ہوتی تھی جس کے لئے گورداسپور کا ضلع مشہور ہے۔ سالن ہر قسم کا
اور ترکاری عام طور پر ہر طرح کی آپکے دسترخوان پر دیکھی گئی ہے اور گوشت بھی ہر حلال اور طیب جانور کا
آپ کھاتے تھے۔ پرندوں کا گوشت آپ کو مرغوب تھا اسلئے بعض اوقات جب طبیعت کمزور ہوتی
تو تیتر۔ فاختہ وغیرہ کے لئے شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم کو ایسا گوشت مہیا کرنے کو فرمایا کرتے تھے
مرغ اور بٹیروں کا گوشت بھی آپ کو پسند تھا۔ مگر بٹیرے جب سے کہ پنجاب میں طاعون کا زور ہوا کھانے
چھوڑ دیئے تھے۔ بلکہ منع کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسکے گوشت میں طاعون پیدا کرنے کی خاصیت
ہے۔ اور بنی اسرائیل میں ان کے کھانے سے سخت طاعون پڑی تھی۔ حضور کے سامنے دو ایک دفعہ
گوہ کا گوشت پیش کیا گیا مگر آپ نے فرمایا کہ جائز ہے جس کا جی چاہے کھالے۔ مگر رسول کریم ﷺ نے چونکہ
اس سے کراہت فرمائی اسلئے ہم کو بھی اس سے کراہت ہے۔ اور جیسا کہ وہاں ہوا تھا یہاں بھی لوگوں نے آپکے مہمان خانہ بلکہ
گھر میں بھی کچھ بچوں اور لوگوں نے گوہ کا گوشت کھایا مگر آپ نے اسے اپنے قریب آنے نہ دیا۔ مرغ کا گوشت ہر طرح
کا آپ کھا لیتے تھے سالن ہو یا بھنا ہوا کباب ہو۔ یا پلاؤ۔ مگر اکثر ایک ران پر ہی گذارہ کر لیتے تھے۔ اور وہی آپ کو کافی
ہو جاتی تھی بلکہ کبھی کچھ بچ بھی رہا کرتا تھا۔ پلاؤ بھی آپ کھاتے تھے مگر ہمیشہ نرم اور گداز اور گلے گلے
ہوئے چاولوں کا اور میٹھے چاول تو کبھی خود کہہ کر پکوا لیا کرتے تھے۔ مگر گڑ کے اور وہی آپ کو پسند تھے۔
عمدہ کھانے یعنے کباب مرغ۔ پلاؤ یا انڈے اور اسی طرح فیرنی میٹھے چاول وغیرہ تب ہی آپ کہکر

حوالہ نمبر 49

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

سیرت المہدی

حصہ سوم

(مرتبہ فرمودہ)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

جسے

خاکسار

ایڈیٹر محمد اسمٰعیل مولوی فاضل و منشی فاضل نے قادیان دار الامان سے

شائع کیا

ایڈیشن اول — صفر ۱۳۵۸ھ — اپریل ۱۹۳۹ء

دیہاتیوں کو یہ موقعے کم میسر آتے ہیں۔ اس لئے وہ عموماً کم فدیتے ہیں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ قرآن شریف میں جو اعراب کا لفظ آتا ہے۔ اس کے معنے دیہاتی کے نہیں ہیں۔ بلکہ اس سے مجلس نبوی سے دور رہنے والے بادیہ نشین لوگ مراد ہیں۔

۶۳۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی ایسی کہ دم نہ آتا تھا۔ البتہ منہ میں پان رکھکر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی۔ تاکہ آرام سے پڑھ سکیں۔

۶۳۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب مسواک بہت پسند فرماتے تھے۔ تازہ کیکر کی مسواک کیا کرتے تھے۔ گو التزاماً نہیں۔ وضو کے وقت صرف انگلی سے ہی مسواک کر لیا کرتے تھے۔ مسواک کئی دفعہ کہکر مجھ سے بھی منگائی ہے۔ اور دیگر خادموں سے بھی منگوا لیا کرتے تھے۔ اور بعض اوقات نماز اور وضو کے وقت کے علاوہ بھی استعمال کرتے تھے۔

۶۴۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بواسطہ مولوی عبد الرحمٰن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ ماہ رمضان کی ۲۷ تاریخ تھی منشی عبد العزیز صاحب پٹواری بھی سیکھواں سے قادیان آئے ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صبح نماز فجر کے لئے تشریف لائے اور فرمایا۔ کہ آج شب گھر میں درد زہ کی تکلیف تھی (ہمشیرہ مبارکہ بیگم اسی شب میں پیدا ہوئی تھیں خاکسار مؤلف) دعا کرتے کرتے لیکھرام سامنے آگیا۔ اس کے معاملہ میں بھی دعا کی گئی۔ اور فرمایا۔ کہ جو کام خدا کے منشاء میں جلد ہو جانے والا ہو۔ اس کے متعلق دُعا میں یاد کرایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے چوتھے روز لیکھرام مارا گیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ ۱۸۹۷ء مطابق ۱۳۱۴ھ کا واقعہ ہے۔ مبارکہ بیگم ۲۷ رمضان ۱۳۱۴ھ کو پیدا ہوئی تھیں۔ جو غالباً ۲ مارچ ۱۸۹۷ء کی تاریخ تھی۔ اور لیکھرام عید کے دوسرے دن ۶ مارچ بروز ہفتہ زخمی ہو کر ۶ اور ۷ کی درمیانی شب کو بعد نصف شب اس دُنیا سے رخصت ہوا تھا مبارکہ بیگم کی ولادت کی دُعا کے وقت حضرت صاحب کے سامنے عالم توجہ میں لیکھرام کا آجانا اور حضرت صاحب کا اس کے معاملہ میں بھی دُعا کرنا اور پھر اس کا چار روز کے اندر اندر مارا جانا ایک عجیب تصرف الٰہی ہے جس کے تصور سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔

حوالہ نمبر 50

اور کسی قدر بیان کی بے احتیاطی کی بھی گنجائش رکھی جائے۔ تو پھر بھی یہ واقعہ بہت تعجب کے قابل ہے۔

۶۵۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھ سے بیان کیا۔ ایک دفعہ ایام جلسہ میں سیر سے واپسی پر جہاں اب مدرسہ تعلیم الاسلام ہے۔ حضور علیہ السلام تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر گئے۔ ایک دوست نے چادر بچھا دی۔ جس کو پنجابی میں لوئی کہتے ہیں۔ اس پر حضور علیہ السلام بیٹھ گئے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز جو ابھی بچہ تھے کھڑے رہے اس پر حضور علیہ السلام نے دیکھ کر فرمایا۔ میاں محمود تم بھی بیٹھ جاؤ۔ اس پر آپ چادر پر بیٹھ گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا عام طریق یہ تھا۔ کہ یا تو اپنے بچوں کو صرف نام لیکر بلاتے تھے۔ اور یا خالی میاں کا لفظ کہتے تھے۔ میاں کے لفظ اور نام کو ملا کر بولنا مجھے یاد نہیں مگر ممکن ہے کسی موقعہ پر ایسا بھی کہا ہو۔

۶۵۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھ سے بیان کیا۔ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّل رضؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا۔ کہ فلاں غیر احمدی مولوی حضرت صاحبزادہ صاحب (یعنی حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ) کے مضامین رسالہ تشحیذ الاذہان میں پڑھکر لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کے بعد ان کا بیٹا ان کی دکان چلائیگا۔ حضور علیہ السلام نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف نظر اٹھا کر صرف دیکھا۔ اور زبانی کچھ نہ فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دعا فرما رہے ہیں۔

۶۵۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاجاموں میں میں نے اکثر ریشمی ازار بند پڑا ہوا دیکھا ہے۔ اور ازار بند میں کنجیوں کا گچھا بندھا ہوتا تھا۔ ریشمی ازار بند کے متعلق بعض اوقات فرماتے تھے۔ کہ ہمیں پیشاب کثرت سے اور جلدی جلدی آتا ہے۔ تو ایسے ازار بند کے کھولنے میں بہت آسانی ہوتی ہے۔

۶۵۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ ایک دفعہ حکیم فضل دین صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا۔ کہ حضور مجھے قرآن پڑھایا کریں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا۔ وہ چاشت کے قریب مسجد مبارک میں آجاتے اور حضرت صاحب انکو

حوالہ نمبر 51

قرآن مجید کا ترجمہ تھوڑا سا پڑھا دیا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ چند روز ہی جاری رہا۔ پھر بند ہوگیا۔ عام درس نہ تھا۔ صرف سادہ ترجمہ پڑھاتے تھے۔ یہ ابتدائی زمانہ مسیحیت کا واقعہ ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اسی طریق پر ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میاں عبداللہ صاحب سنوری کو بھی کچھ حصہ قرآن شریف کا پڑھایا تھا۔

۶۵۴ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نماز نہ پڑھا سکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ بھی موجود نہ تھے۔ تو حضرت صاحب نے حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کو نماز پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض ہے اور ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے۔ مَیں نماز کس طرح سے پڑھاؤں؟ حضور نے فرمایا۔ حکیم صاحب آپ کی اپنی نماز باوجود اس تکلیف کے ہوجاتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا۔ ہاں حضور۔ فرمایا۔ کہ پھر ہماری بھی ہوجائے گی۔ آپ پڑھائیے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے اخراج ریح جو کثرت کے ساتھ جاری رہتا ہو تو نقض وضو میں نہیں سمجھا جاتا۔

۶۵۵ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سل دق کے مریض کے لئے ایک گولی بنائی تھی۔ اس میں کونین اور کافور کے علاوہ افیون۔ بھنگ اور دھتورہ وغیرہ زہریلی ادویہ بھی داخل کی تھیں۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ دوا کے طور پر علاج کے لئے اور جان بچانے کے لئے ممنوع چیز بھی جائز ہو جاتی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ شراب کے لئے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہی فتویٰ تھا۔ کہ ڈاکٹر یا طبیب اگر دوائی کے طور پر دے تو جائز ہے۔ مگر باوجود اس کے آپ نے اپنے پڑدادا مرزا گل محمد صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ انہیں ان کی مرض الموت میں کسی طبیب نے شراب بتائی۔ مگر انہوں نے انکار کیا۔ اور حضرت صاحب نے اس موقعہ پر ان کی تعریف کی ہے کہ انہوں نے موت کو شراب پر ترجیح دی۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ فتویٰ اور ہے اور تقویٰ اور۔

۶۵۶ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب ایک دفعہ سالانہ جلسہ پر تقریر کر کے جب واپس گھر تشریف لائے۔ تو حضرت میاں صاحب سے (خلیفۃ المسیح

حوالہ نمبر 52 حوالہ نمبر 53

مرتد ہوتے وقت بیان کئے ہیں۔ وہ سب آجکل غیر مبائعین میں موجود ہیں۔ دراصل ان لوگوں کو اس نے ہلاک کیا۔ اور خود اس کو اس کی خواب بینی اور بلعمی صفات نے ہلاک کیا۔ چنانچہ ایک دفعہ ان لوگوں نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ ریویو میں حضرت صاحب کا اور احمدیت کی خصوصیات کا ذکر نہ ہو۔ بلکہ عام اسلامی مضامین ہوں۔ تاکہ اشاعت زیادہ ہو۔ اخبار وطن میں بھی یہ تحریک چھپی تھی جس پر حضرت صاحب نے نہایت ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔ اور فرمایا تھا۔ کہ ہمیں چھوڑ کر کیا آپ مُردہ اسلام کو پیش کریں گے؟ عبد الحکیم خاں نے حضور کو لکھا تھا۔ کہ آپ کا وجود خادم اسلام ہے نہ کہ عین اسلام مگر حضرت صاحب کے اس فقرہ نے اس کی تردید کر دی۔ کہ دراصل آپ کا وجود ہی روح اسلام ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ مسئلہ بہت باریک ہے کہ کسی مذہب میں اس مذہب کے لانیوالے کے وجود کو کس حد تک اور کس رنگ میں داخل سمجھا جا سکتا ہے۔ مگر بہر حال یہ ایک مسلّم صداقت ہے کہ نبی کے وجود سے مذہب کو جُدا نہیں کیا جا سکتا۔ یہ دونوں باہم اس طرح پروئے ہوئے ہوتے ہیں۔ جس طرح ایک کپڑے کا تانا اور بانا ہوتا ہے جن کے علیحدہ کرنے سے کپڑے کی تار پود بکھر جاتی ہے۔ بے شک بعض خام طبع موحدین اسے شرک قرار دے سکتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ خیال خود شرک میں داخل ہے کہ ایک خدائی فعل کے مقابلہ میں اپنے خیال کو مقدم کیا جائے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ خوابوں کا مسئلہ بھی بڑا نازک ہے۔ کئی خوابیں انسان کی دماغی بناوٹ کا نتیجہ ہوتی ہے اور اکثر لوگ ان کی حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

۶۶۶ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کے زمانہ میں اس عاجز نے نمازوں میں اور خصوصاً سجدوں میں لوگوں کو آجکل کی نسبت بہت زیادہ روتے سُنا ہے رونے کی آوازیں مسجد کے ہر گوشہ سے سُنائی دیتی تھیں۔ اور حضرت صاحب نے اپنی جماعت کے اس رونے کا فخر کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ جس نماز سے پہلے حضرت صاحب کی کوئی خاص تقریر اور نصیحت ہو جاتی تھی۔ اس نماز میں تو مسجد میں گویا ایک کہرام برپا ہو جاتا تھا۔ یہانتک کہ سنگدل سے سنگدل آدمی بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے تھے۔ ایک جگہ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ دن میں کم از کم ایک دفعہ تو انسان خدا کے حضور رو لیا کرے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس کے لئے خلوت میں بیٹھکر نعماء الہٰی کو یاد کرنا ممد انبیاء و اولیاء کے

حوالہ نمبر 54

تک میں نے ابھی بیعت نہ کی تھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے حضرت صاحب سے قدیم تعلقات تھے جو غالباً حضرت خلیفہ اولؓ کے واسطہ سے قائم ہوئے تھے۔ مگر مولوی صاحب موصوف نے بیعت کچھ عرصہ بعد کی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جماعت کے بہترین مقررین میں سے تھے۔ اور آواز کی غیر معمولی بلندی اور خوش الحانی کے علاوہ ان کی زبان میں غیر معمولی فصاحت اور طاقت تھی جو سامعین کو مسحور کر لیتی تھی۔

۶۷۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا، اعتکاف نہیں کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی۔ تسبیح نہیں رکھی۔ میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔ صدقہ نہیں کھایا۔ زکوٰۃ نہیں کھائی۔ صرف نذرانہ اور ہدیہ قبول فرماتے تھے۔ پیروں کی طرح مصلیٰ اور خرقہ نہیں رکھا۔ رائج الوقت درود و وظائف (مثلاً پنجسورہ۔ دعائے گنج العرش۔ درود تاج۔ حزب البحر۔ دعائے سریانی وغیرہ) نہیں پڑھتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حج نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں آپ کے لئے مالی لحاظ سے انتظام نہیں تھا۔ کیونکہ ساری جائداد وغیرہ اوائل میں ہمارے دادا صاحب کے ہاتھ میں تھی اور بعد میں تایا صاحب کا انتظام رہا۔ اور اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہو گئے۔ کہ ایک تو آپ جہاد کے کام میں منہمک رہے دوسرے آپ کے لئے حج کا راستہ بھی مخدوش تھا۔ تاہم آپ کی خواہش رہتی تھی۔ کہ حج کریں۔ چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ نے آپ کے بعد آپ کی طرف سے حج بدل کروایا۔ اعتکاف ماموریت کے زمانہ سے قبل غالباً بیٹھے ہونگے مگر ماموریت کے بعد بوجہ قلمی جہاد اور دیگر مصروفیت کے نہیں بیٹھ سکے کیونکہ یہ نیکیاں اعتکاف سے مقدم ہیں۔ اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی۔ کہ آپ کبھی صاحب نصاب نہیں ہوئے۔ البتہ حضرت والدہ صاحبہ زیور پر زکوٰۃ دیتی رہی ہیں۔ اور تسبیح اور رسمی وظائف وغیرہ کے آپ قائل ہی نہیں تھے۔

۶۷۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کی آنکھوں میں مائی اوپیا تھا۔ اسی وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے۔ مگر نزدیک سے آخر عمر تک باریک حروف بھی پڑھ لیتے تھے۔ اور عینک کی حاجت محسوس نہیں کی۔ اور واللہ آنکھوں کی یہ حالت

حوالہ نمبر 55

کرتا ہے۔ کہ عدالت کے ان سوالوں کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو جوابات دیئے ہیں۔ وہ سب کے سب اہم مسائل پر مشتمل ہیں۔ اور آپ کے جوابات سے نبوت اور افضلیت بر مسیح ناصری وغیرہ کے مسائل بھی خوب واضح ہو جاتے ہیں۔

۶۹۶ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مَیں نے بارہا دیکھا کہ گھر میں نماز پڑھاتے تو حضرت ام المومنینؓ کو اپنے دائیں جانب بطور مقتدی کے کھڑا کر لیتے۔ حالانکہ مشہور فقہی مسئلہ یہ ہے۔ کہ خواہ عورت اکیلی ہی مقتدی ہو تب بھی اُسے مرد کے ساتھ نہیں۔ بلکہ الگ پیچھے کھڑا ہونا چاہیئے۔ ہاں اکیلا مرد مقتدی ہو۔ تو اسے امام کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیئے۔ مَیں نے حضرت اُم المومنینؓ سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا۔ کہ حضرت صاحب نے مجھ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ مجھے بعض اوقات کھڑے ہو کر چکر آجایا کرتا ہے۔ اس لئے تم میرے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیا کرو۔

۶۹۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا۔ کہ دل گھٹنے کا دورہ ہوا۔ اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے۔ اس وقت غروب آفتاب کا وقت بہت قریب تھا۔ مگر آپ نے فوراً روزہ توڑ دیا۔ آپ ہمیشہ شریعت میں سہل راستہ کو اختیار فرمایا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ حدیث میں حضرت عائشہؓ کی روایت سے آنحضرت صلعم کے متعلق بھی یہی ذکر آتا ہے کہ آپ ہمیشہ دو جائز رستوں میں سے سہل رستہ کو پسند فرماتے تھے۔

۶۹۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ وہ کتابیں جو اکثر حضرت صاحب کی زیر نظر رہتی تھیں۔ نیز تصنیف کے تمام کاغذات بستوں میں بندھے رہتے تھے ایک ایک وقت میں اس قسم کے تین تین بستے جمع ہو جاتے تھے۔ عموماً دو بستے تو ضرور رہتے تھے یہ بستے سلے ہوئے نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ صرف ایک چورس کپڑا ہوتا تھا۔ جس میں کاغذ اور کتابیں رکھ کر دونوں طرف سے گانٹھیں دے لیا کرتے تھے۔ تصنیف کے وقت آپ کا سارا دفتر آپ کا پلنگ ہوتا تھا اسی واسطے ہمیشہ بڑے پلنگ پر سویا کرتے تھے۔

حوالہ نمبر 56 حوالہ نمبر 57

کے لئے ایک حکایت بھی بیان کیا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ مہاراجہ شیر سنگھ نے اپنے ایک باورچی کو کھانے میں نمک زیادہ ڈالنے کی سزا میں حکم دیا۔ کہ اس کی سب جائیداد ضبط کر کے اسے قید خانہ میں ڈال دیا جائے۔ اس پر کسی اہلکار نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ مہاراج اتنی سی بات پر یہ سزا بہت سخت ہے راجہ کہنے لگا۔ کہ تم نہیں جانتے۔ یہ صرف نمک کی سزا نہیں۔ اس کم بخت نے میرا سوبکرا ہضم کیا ہے۔

۷۰۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی۔ حضور علیہ السلام بھی اس نماز میں شامل تھے۔ تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعاؤں کے حضور کی ایک فارسی نظم پڑھی۔ جس کا یہ مصرع ہے ”اے خدا اے چارۂ آزارِ ما“

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ فارسی نظم نہایت اعلیٰ درجہ کی مناجات ہے جو روحانیت سے پُر ہے مگر معروف مسئلہ یہ ہے کہ نماز میں صرف مسنون دعائیں بالجہر پڑھنی چاہئیں۔ باقی دل میں پڑھنی چاہئیں پس اگر یہ روایت درست ہے تو حضرت صاحب نے اس وقت خاص کیفیت کے رنگ میں اس پر اعتراض نہیں فرمایا ہوگا۔ اور چونکہ ویسے بھی یہ واقعہ صرف ایک منفرد واقعہ ہے اس لئے میری رائے میں حضرت صاحب کا یہ منشاء ہرگز نہیں ہوگا۔ کہ لوگ اس طرح کر سکتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت صاحب نے اس وقت سکوت اختیار کر کے بعد میں پیر صاحب کو علیحدہ طور پر سمجھا دیا ہو۔ کہ یہ مناسب نہیں۔ کیونکہ پیر صاحب کی طرف سے اس کی تکرار ثابت نہیں۔ واللہ اعلم۔

۷۰۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی عبداللہ صاحب مولوی فاضل سابق مدرس ڈیرہ بابا نانک نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ ذیل خط شیخ فتح محمد صاحب کے پاس دیکھا تھا۔ یہ خط حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اولؓ کے نام تھا۔ مگر خط کا مضمون شیخ فتح محمد صاحب کے متعلق تھا۔ اور لفافہ پر حضرت خلیفہ اولؓ کا جموں والا پتہ درج تھا۔

مکرمی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

فتح محمد حصولِ بشارت کے لئے دو رکعت نماز وقت عشاء پڑھکر اکتالیس دفعہ سورۂ فاتحہ پڑھے اور اس کے اوّل اور آخر گیارہ گیارہ دفعہ درود شریف پڑھے اور اپنے مقصد کے لئے دعا کر کے رُو بقبلہ باوضو سو رہے۔ جس دن سے شروع کریں۔ اسی دن تک اس کو ختم کریں۔ انشاء اللہ العزیز وہ

حوالہ نمبر 58

۴۴۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ خواجہ عبدالرحمن صاحب متوطن کشمیر نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر میں جب رفع حاجت کے لئے پاخانہ میں جاتے تھے تو پانی کا لوٹا لازماً ساتھ لے جاتے تھے اور اندر طہارت کرنے کے علاوہ پاخانہ سے باہر آکر بھی ہاتھ صاف کرتے تھے خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا طریق تھا کہ طہارت سے فارغ ہو کر ایک دفعہ سادہ پانی سے ہاتھ دھوتے تھے۔ اور پھر مٹی مل کر دوبارہ صاف کرتے تھے۔

۴۴۳ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک شخص پُھر سنگھ ریاست جموں کے تھے۔ وہ قادیان آکر مسلمان ہو گئے۔ نام ان کا شیخ عبدالعزیز رکھا گیا۔ ان کو لوگ اکثر کہتے تھے کہ ختنہ کرالو۔ وہ بیچارے چونکہ بڑی عمر کے ہو گئے تھے۔ اس لئے ہچکچاتے تھے۔ اور تکلیف سے بھی ڈرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ذکر کیا گیا۔ کہ آیا ختنہ ضروری ہے فرمایا بڑی عمر کے آدمی کے لئے ستر عورت فرض ہے مگر ختنہ صرف سنت ہے۔ اس لئے ان کے لئے ضروری نہیں کہ ختنہ کروائیں۔

۴۴۴ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کے خادم میاں حامد علی مرحوم کی روایت ہے کہ ایک سفر میں حضرت صاحب کو احتلام ہوا جب میں نے یہ روایت سُنی تو بہت تعجب ہوا۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا۔ پھر بعد فکر کرنے کے اور طبی طور پر اس مسئلہ پر غور کرنے کے میں اس نتیجہ پر پہونچا۔ کہ احتلام تین قسم کا ہوتا ہے ایک فطرتی۔ دوسرا شیطانی خواہشات اور خیالات کا نتیجہ اور تیسرا مرض کی وجہ سے۔ انبیاء کو فطرتی اور بیماری والا احتلام ہو سکتا ہے۔ مگر شیطانی نہیں ہوتا۔ لوگوں نے سب قسم کے احتلام کو شیطانی سمجھ رکھا ہے جو غلط ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میر صاحب مکرم کا یہ خیال درست ہے کہ انبیاء کو بھی بعض اقسام کا احتلام ہو سکتا ہے اور میرا ہمیشہ سے یہی خیال رہا ہے۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ جب میں نے بچپن میں اس حدیث کو پڑھا تھا کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا۔ تو اس وقت بھی میں نے دل میں یہی کہا تھا کہ اس سے شیطانی نظارہ والا احتلام مراد ہے نہ کہ ہر قسم کا احتلام۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ میر صاحب نے جو فطرتی احتلام اور بیماری کے احتلام کی اصطلاح لکھی ہے یہ غالباً ایک ہی قسم ہے۔ جس میں فرق

حوالہ نمبر 59

درجہ کا فرق ہے یعنی اصل اقسام دو ہی ہیں۔ ایک فطرتی احتلام جو کسی طبعی تقاضے کا نتیجہ ہوتا ہے اور دوسرے شیطانی احتلام جو گندے خیالات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۸۴۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیشاب کر کے ہمیشہ پانی سے طہارت فرمایا کرتے تھے۔ مَیں نے کبھی ڈھیلہ کرتے نہیں دیکھا۔

۸۴۵ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اندھیرے میں نہیں سویا کرتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ رات کو اپنے کمرہ میں لالٹین روشن رکھا کرتے تھے اور تصنیف کے وقت تو دس پندرہ موم بتیاں اکٹھی جلا لیا کرتے تھے۔

۸۴۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کتاب قادیان کے آریہ اور ہم کی نظم لکھ رہے تھے۔ جس کے آخر میں دُعا یہی ہے۔ وفا یہی ہے وغیرہ آتا ہے۔ تو مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی بڑی بیوی مولویانی مرحومہ کسی کام کی غرض سے حضرت صاحب کے پاس آئیں حضرت صاحب نے ان سے فرمایا کہ مَیں ایک نظم لکھ رہا ہوں۔ جس میں یہ یہ قافیہ ہے آپ بھی کوئی قافیہ بتائیں۔ مولویانی مرحومہ نے کہا۔ ہمیں کسی نے پڑھایا ہی نہیں۔ تو مَیں بتاؤں کیا۔ حضرت صاحب نے ہنس کر فرمایا کہ آپ نے بتا تو دیا ہے اور پھر بھی آپ شکایت کرتی ہیں کہ کسی نے پڑھایا نہیں مطلب حضرت صاحب کا یہ تھا کہ پڑھایا نہیں کے الفاظ میں جو پڑھا کا لفظ ہے۔ اسی میں قافیہ آگیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اسی وقت ایک شعر میں اس قافیہ کو استعمال کر لیا۔

۸۴۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عموماً گرم پانی سے طہارت فرمایا کرتے تھے اور ٹھنڈے پانی کو استعمال نہ کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے کسی خادمہ سے فرمایا۔ کہ آپ کے لئے پاخانہ میں لوٹا رکھدے۔ اس نے غلطی سے تیز گرم پانی کا لوٹا رکھدیا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فارغ ہو کر باہر تشریف لائے۔ تو دریافت فرمایا کہ لوٹا کس نے رکھا تھا۔ جب بتایا گیا کہ فلاں خادمہ نے رکھا تھا۔ تو آپ نے اُسے بلوایا۔ اور اُسے اپنا ہاتھ آگے کرنے کو کہا۔ اور پھر اس کے ہاتھ پر آپ نے اس لوٹے کا بچا ہوا پانی بہادیا۔ تاکہ اُسے احساس ہو کہ یہ پانی اتنا گرم ہے کہ طہارت میں استعمال

حوالہ نمبر 60

نہیں ہو سکتا۔ اس کے سوا آپ نے اُسے کچھ نہیں کہا۔

۴۴۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم گھر کی چند لڑکیاں تربوز کھا رہی تھیں ساس کا ایک چھلکا مائی تابی کو جا لگا جس پر مائی تابی بہت ناراض ہوئی۔ اور ناراضگی میں بددُعائیں دینی شروع کر دیں۔ اور پھر خود ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جا کر شکایت بھی کر دی۔ اس پر حضرت صاحب نے ہمیں بلایا اور پوچھا کہ کیا بات ہوئی ہے۔ ہم نے سارا واقعہ سُنا دیا جس پر آپ مائی تابی پر ناراض ہوئے کہ تم نے میری اولاد کے متعلق بددعا کی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی تابی قادیان کے قریب کی ایک بوڑھی عورت تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں رہتی تھی اور اچھا اخلاص رکھتی تھی۔ مگر ناراضگی میں عادتاً بددعائیں دینے لگتی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے گھر سے خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب پشاوری کی لڑکی ہیں۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے صحابی ہیں، مگر افسوس ہے کہ مولوی صاحب موصوف کو خلافت ثانیہ کے موقعہ پر ٹھوکر لگی۔ اور وہ غیر مبایعین کے گروہ میں شامل ہو گئے۔ لیکن الحمدللہ کہ میرے گھر سے بدستور جماعت میں شامل ہیں اور وابستگانِ خلافت میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے والد ماجد کو بھی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

۸۴۹ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مائی امیر بی بی عرف مائی کاکو ہمشیرہ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیشتر طور پر عورتوں کو یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ نماز باقاعدہ پڑھیں۔ قرآن شریف کا ترجمہ سیکھیں اور خاوندوں کے حقوق کو ادا کریں۔ جب کبھی کوئی عورت بیعت کرتی تو آپ عموماً یہ پوچھا کرتے تھے کہ تم قرآن شریف پڑھی ہوئی ہو یا نہیں۔ اگر وہ نہ پڑھی ہوئی ہوتی تو نصیحت فرماتے تھے کہ قرآن شریف پڑھنا سیکھو۔ اور اگر صرف ناظرہ پڑھی ہوتی۔ تو فرماتے کہ ترجمہ بھی سیکھو۔ تاکہ قرآن شریف کے احکام سے اطلاع ہو۔ اور ان پر عمل کرنے کی توفیق ملے۔

۸۵۰ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مائی کاکو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے سامنے میاں عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکھواں کی بیوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کچھ تازہ جلیبیاں

لوگوں نے اسی وقت فلاسفر سے معافی مانگی اور اس کو دودھ پلایا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس واقعہ کا ذکر روایت نمبر ۴۳۴ میں بھی ہو چکا ہے اور مارنے کی وجہ یہ تھی کہ فلاسفر صاحب منہ پھٹ تھے۔ اور جو دل میں آتا تھا وہ کہہ دیتے تھے اور مذہبی بزرگوں کے احترام کا خیال نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ کسی ایسی ہی حرکت پر بعض لوگ انہیں مار بیٹھے تھے۔ مگر حضرت مسیح موعود نے اُسے پسند نہیں فرمایا۔ آجکل فلاسفر صاحب اسی قسم کی حرکات کی وجہ سے جماعت سے خارج ہو چکے ہیں۔

۸۹۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میں نے پہلی مرتبہ دسمبر ۱۹۰۳ء میں بموقعہ جلسہ سالانہ حضرت احمد علیہ السلام کو دیکھا۔ حضرت سید عبداللطیف صاحب شہید کابل بھی ان ایام میں قادیان میں مقیم تھے۔ حضرت اقدس ان سے فارسی زبان میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

۸۹۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب میں پہلی مرتبہ قادیان آیا۔ تو حضرت اقدس ان ایام میں ...نا عبدالکریم صاحب کی اقتدا میں نماز پڑھا کرتے تھے اور مسجد مبارک میں جو گھر کی طرف کو ایک کھڑکی کی طرز کا دروازہ ہے اُسکے قریب دیوار کے ساتھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ بحالت نماز ہاتھ سینہ پر باندھتے تھے اور اکثر اوقات نماز مغرب سے عشاء تک مسجد کے اندر احباب میں جلوہ افروز ہو کر مختلف مسائل پر گفتگو فرماتے تھے۔

۸۹۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت اقدس حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے ساتھ اس کوٹھڑی میں نماز کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے جو مسجد مبارک میں بجانب مغرب تھی مگر ۱۹۰۷ء میں جب مسجد مبارک وسیع کی گئی تو وہ کوٹھڑی منہدم کر دی گئی۔ اس کوٹھری کے اندر حضرت صاحب کے کھڑے ہونے کی وجہ اغلباً یہ تھی کہ قاضی یار محمد صاحب حضرت اقدس کو نماز میں تکلیف دیتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی یار محمد صاحب بہت مخلص آدمی تھے۔ مگر ان کے دماغ میں کچھ خلل تھا جس کی وجہ سے ایک زمانہ میں ان کا یہ طریق ہو گیا تھا کہ حضرت صاحب کے جسم کو ٹٹولنے لگ جاتے تھے اور تکلیف اور پریشانی کا باعث ہوتے تھے۔

حوالہ نمبر 61

درست ہے۔ لیکن ہم لوگ جو خدا کے رسول کو ہاتھ لگاتے اور بوسہ دیتے اور مٹھیاں بھرتے ہیں۔ جتنے کریں تو اس قدر بے ادب ہوں کہ جب نماز میں حضرت صاحب کے ساتھ کھڑا ہوتا ہوں تو اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ نماز ٹوٹتی ہے یا نہیں۔ مونڈھا کہنی جو بھی آپ کے ساتھ لگ سکے لگاتا ہوں۔ کیا دوزخ کی آگ ہم کو بھی چھوئے گی۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ بھائی صاحب بات تو ٹھیک ہے لیکن تابعداری شرط ہے۔ اللہ اللہ یہ اس وقت کی حالت ہے۔ اور اب ڈاکٹر صاحب کی یہ حالت ہے کہ حضرت صاحب کے جگر گوشہ اور خلیفہ وقت سے منحرف ہو رہے ہیں۔

۹۰۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جولائی ۱۹۰۴ء کا واقعہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گورداسپور کی کچہری سے باہر تشریف لائے۔ اور خاکسار سے کہا کہ انتظام کرو کہ نماز پڑھ لیں۔ خاکسار نے ایک دری نہایت شوق سے اپنی چادر پر بغرض جانماز ڈال دی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اقتداء میں نماز ظہر و عصر ادا کی۔ اس وقت غالباً ہم بیس احمدی مقتدی تھے۔ نماز سے فارغ ہونے پر معلوم ہوا کہ وہ دری حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی تھی۔ اور انہوں نے اٹھا لی۔

۹۰۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قدیم مسجد مبارک میں حضور علیہ السلام نماز جماعت میں ہمیشہ پہلی صف کے دائیں طرف دیوار کے ساتھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے آجکل موجودہ مسجد مبارک کی دوسری صف شروع ہوتی ہے۔ یعنی بیت الفکر کی کوٹھری کے ساتھ ہی مغربی طرف۔ امام اگلے حجرہ میں کھڑا ہوتا تھا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص پر جنون کا غلبہ ہوا۔ اور وہ حضرت صاحب کے پاس کھڑا ہونے لگا۔ اور نماز میں آپ کو تکلیف دینے لگا۔ اور اگر کبھی اس کو پچھلی صف میں جگہ ملتی۔ تو ہر سجدہ میں وہ صفیں پھلانگ کر حضور کے پاس آتا اور تکلیف دیتا اور قبل اس کے کہ امام سجدہ سے سر اٹھائے۔ وہ اپنی جگہ پر واپس چلا جاتا۔ اس تکلیف سے تنگ آکر حضور نے امام کے پاس حجرہ میں کھڑا ہونا شروع کر دیا۔ مگر وہ بھلا مانس حتی المقدور وہاں بھی پہونچ جایا کرتا اور ستایا کرتا تھا۔ مگر پھر بھی وہاں نسبتاً امن تھا۔ اس کے بعد آپ وہیں نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ مسجد کی توسیع ہوگئی۔ یہاں بھی آپ دوسرے مقتدیوں سے آگے امام کے پاس ہی کھڑے ہوتے رہے۔ مسجد اقصیٰ میں جمعہ اور عیدین

حوالہ نمبر 62

کے موقعہ پر آپ صف اول میں عین امام کے پیچھے کھڑے ہوا کرتے تھے۔ وہ معذور شخص جو دیکھ نہ سکتا تھا اپنے خیال میں اظہار محبت کرتا اور جسم پر نامناسب طور پر ہاتھ پھیر کر تبرک حاصل کرتا تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس کا ذکر روایت ۹۳ میں بھی ہو چکا ہے۔
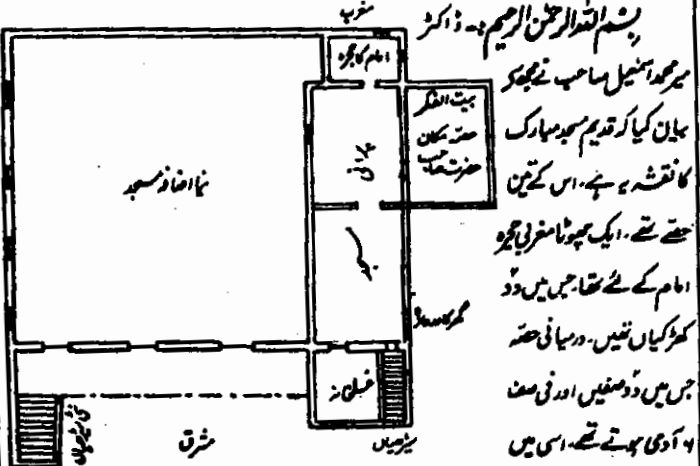
۹۴ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ کو بیان کیا کہ قدیم مسجد مبارک کا نقشہ یہ ہے۔ اس کے تین حصے تھے۔ ایک چھوٹا مغربی حجرہ امام کے لئے تھا جس میں دو کھڑکیاں تھیں۔ درمیانی حصہ جس میں دو صفیں اور فی صف ۶ آدمی ہوتے تھے۔ اسی میں بیت الفکر کی کھڑکی کھلتی تھی اور اس کے مقابل پر جنوبی دیوار میں ایک کھڑکی روشنی کے لئے کھلتی تھی۔ تیسرا باہر کا مشرقی حصہ اس میں عموماً دو اور بعض اوقات تین صفیں اور فی صف ۵ آدمی ہوا کرتے تھے اسی میں نیچے سیڑھیاں آتی ہیں اور ایک دروازہ اس کا غسلخانہ میں تھا جو اب چھوٹے کمرہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے اسی تیسرے حصہ میں ایک دروازہ شمالی دیوار میں حضرت صاحب کے گھر میں کھلتا تھا۔ غرضیکہ اس زمانہ میں مسجد مبارک میں امام سمیت ۲۳ آدمیوں کی بافراغت گنجائش تھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ جو کمرہ بطور غسلخانہ دکھایا گیا ہے اس میں حضرت صاحب کے کُرتہ پر سُرخی کے چھینٹے پڑنے کا نشان ظاہر ہوا تھا۔

۹۵ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ قلمی تحریر دیکھی ہے جس میں حضور نے اس زمانہ کی جماعت کی بابت لکھا تھا کہ وہ انشاء اللہ جنت میں میرے ساتھ ہوں گے۔ اس زمانہ کی جماعت کیونکہ

محمد خاں صاحب مرحوم مسد ... ے خاں صاحب مرحوم اور منشی ظفر احمد صاحب نمایاں ... یہ

جو تم میرے بیٹے ہو گے تو ناول نہیں پڑھو گے"۔
خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھے یہ واقعہ یاد نہیں۔ مگر اس روایت سے مجھے ایک خاص سرور حاصل ہُوا ہے کیونکہ مَیں بچپن سے محسوس کرتا آیا ہوں کہ مجھے ناول خوانی کی طرف کبھی توجہ نہیں ہوئی۔ نہ بچپن میں نہ جوانی میں اور نہ اب۔ بلکہ ہمیشہ اس کی طرف سے بے رغبتی رہی ہے حالانکہ اکثر نوجوانوں کو اس میں کافی شغف ہوتا ہے اور خاندان میں بھی بعض افراد کبھی کبھی ناول پڑھتے رہے ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت حضرت صاحب نے کسی کو ناول پڑھتے دیکھا ہوگا۔ یا کسی اور وجہ سے ادھر توجہ ہوئی ہوگی۔ جس پر بطریق انتباہ مجھے یہ نصیحت فرمائی۔ اور الحمدللہ مَیں حضرت صاحب کی توجہ سے خدا کے فضل کے ساتھ اس لغو فعل سے محفوظ رہا۔

۷۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت اُم المومنین نے ایک دن سُنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانو تھی۔ وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی۔ حضور کو دبانے بیٹھی۔ چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی۔ اس لئے اُسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو مَیں دبا رہی ہوں۔ وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا۔ بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی: "ہاں جی تدے تے تہاڈی لتاں لکڑی وانگر ہویاں ہویاں ایں" یعنی جی ہاں جبھی تو آج آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔
خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو بھانو کو سردی کی طرف توجہ دلائی تو اس میں بھی غالباً یہ جتانا مقصود تھا کہ آج شاید سردی کی شدت کی وجہ سے تمہاری حس کمزور ہو رہی ہے اور تمہیں پتہ نہیں لگا کہ کس چیز کو دبا رہی ہو۔ مگر اس نے سامنے سے اور ہی لطیفہ کر دیا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ بھانو مذکورہ قادیان کے ایک قریب کے گاؤں بسرا کی رہنے والی تھی۔ اور اپنے ماحول کے لحاظ سے اچھی مخلصہ اور دیندار تھی۔

۷۸۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قریباً ۱۸۹۵ء یا ۱۸۹۶ء کا واقعہ ہے کہ کہیں سے ایک بہت بڑا لوہے چینی کا پیالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آیا جس کی بڑائی کی وجہ سے معلوم نہیں اہل بیت نے یا خود حضرت صاحب نے اس کا نام

حوالہ نمبر 63

دعا اور ذکر الٰہی کے طریق پر بعض فقرات کی تلقین فرماتے تھے۔

۴۷۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ بعض خاص فقرات حضور کی زبان پر اکثر جاری رہتے تھے۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے۔ الدعاء مخ العبادۃ۔ لایلدغ المومن من جحر واحد مرتین۔ بیچیا ناسس وہر چہ خواہی کن۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فقرہ نمبر ۲ کا ترجمہ بھی اکثر سنا ہے یعنی مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں کاٹا جاتا۔

۴۷۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عورتوں سے بیعت صرف زبانی لیتے تھے۔ ہاتھ میں ہاتھ نہیں لیتے تھے۔ نیز آپ بیعت ہمیشہ اُردو الفاظ میں لیتے تھے۔ مگر بعض اوقات دہقانی لوگوں یا دیہاتی عورتوں سے پنجابی الفاظ میں بھی بیعت لے لیا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث سے پتہ لگتا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم بھی عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے اُن کے ہاتھ کو نہیں چھوتے تھے۔ دراصل قرآن شریف میں جو یہ آتا ہے کہ عورت کو کسی غیر محرم پر اظہار زینت نہیں کرنا چاہیئے۔ اسی کے اندر لمس کی ممانعت بھی شامل ہے۔ کیونکہ جسم کے چھونے سے بھی زینت کا اظہار ہو جاتا ہے۔

۴۷۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب مرحوم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ جو استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ پڑھنے کا کثرت سے حکم آیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ انسانی کمزوریوں اور غلطیوں کی وجہ سے انسان کو گویا ایک ذَنب یعنی دم لگ جاتی ہے جو کہ حیوانی عضو ہے۔ اور یہ انسان کے لئے بدنما اور اس کی خوبصورتی کے لئے ناموزوں ہے۔ اس واسطے حکم ہے کہ انسان بار بار یہ دُعا مانگے اور استغفار کرے۔ تاکہ اس حیوانی دم کے بجائے اپنی انسانی خوبصورتی کو قائم رکھ سکے۔ اور ایک مکرم انسان بنا رہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس روایت میں غالباً یہ لفظی لطیفہ بھی مدنظر ہے کہ ذنب یعنی گناہ حقیقتاً ایک ذَنب یعنی دُم ہے۔ جو انسان کی اصلی فطرت کے خلاف اس کے ساتھ لاحق ہو جاتی ہے گویا جس طرح ذنب اور ذَنب یعنی دُم کے الفاظ اپنی ظاہری صورت میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ اسی طرح ان میں معنوی مشابہت بھی ہے۔ واللہ اعلم۔

حوالہ نمبر 64

کس خیال میں پھر رہے تھے۔ ورنہ حضور کو اکیلے پھرتے لدھیانہ میں نہ دیکھا تھا۔ اور خاکسار بھی اسی خیال سے سامنے نہ ہُوا کہ شاید کوئی بھید ہوگا۔ پھر اسی لدھیانہ میں خاکسار نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ جب حضرت اقدس علیہ السلام دہلی سے واپس لدھیانہ تشریف لائے۔ تو حضور کی زیارت کے لئے اس قدر اسٹیشن پر ہجوم ہو گیا تھا کہ بڑے بڑے معزز لوگ آدمیوں کی کثرت اور دھکا پیل سے زمین پر گر گئے تھے۔ اور پولیس والے بھی عاجز آگئے تھے گرد و غبار آسمان کو جا رہا تھا۔ اور حضور اقدس علیہ السلام نے بھی بڑی محبت سے لوگوں کو فرمایا کہ ہم تو یہاں چوبیس گھنٹے شہریں گے ملنے والے وہاں قیامگاہ پر آجائیں۔ ایک وقت اکیلے یہاں پھرتے دیکھا اور پھر یہ بھی دیکھا کہ اس قدر ہجوم آپ کی زیارت کے لئے جمع ہو گیا تھا۔

اس موخرالذکر سفر میں حضور علیہ السلام نے لدھیانہ میں ایک لیکچر دیا جس میں ہندو عیسائی مسلمان اور بڑے بڑے معزز لوگ موجود تھے۔ تین گھنٹے حضور اقدس نے تقریر فرمائی۔ حالانکہ بوجہ سفر دہلی کچھ طبیعت بھی درست نہ تھی۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ اس لئے حضور اقدس نے بوجہ سفر روزہ نہ رکھا تھا۔ اب حضور اقدس نے تین گھنٹہ تقریر جو فرمائی تو طبیعت پر ضعف سا طاری ہُوا۔ مولوی محمد احسن صاحب نے اپنے ہاتھ سے دودھ پلایا۔ جس پر ناواقف مسلمانوں نے اعتراضاً کہا کہ مرزا رمضان میں دودھ پیتا ہے۔ اور شور کرنا چاہا۔ لیکن چونکہ پولیس کا انتظام اچھا تھا۔ فوراً یہ شور کرنے والے مسلمان وہاں سے نکال دیئے گئے۔ اس موقعہ پر یہاں پر تین تقاریر ہوئیں۔ اوّل مولوی سید محمد احسن صاحب کی دُوسرے حضرت مولوی نورالدین صاحب کی۔ تیسرے حضور اقدس علیہ السّلام کی پھر یہاں سے حضور امرتسر تشریف لے گئے۔ وہاں سُنا ہے کہ مخالفوں کی طرف سے سنگباری بھی ہوئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بازار میں اکیلے پھرنے کی بات تو خیر ہوئی مگر مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ حضور بازار کے اندر صرف صدری میں پھر رہے تھے۔ اور جسم پر کوٹ نہیں تھا۔ کیونکہ حضرت صاحب کا طریق تھا کہ گھر سے باہر ہمیشہ کوٹ پہنکر نکلتے تھے۔ پس اگر میر صاحب کو کوئی غلطی نہیں لگی تو اس وقت کوئی خاص بات ہوگی یا جلدی میں کسی کام کی وجہ سے نکل آئے ہوں گے۔ یا کوٹ کا خیال نہیں آیا ہوگا

﴿۳۰۲﴾ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت

حوالہ نمبر 65

میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھکو پنکھا ہلاتے گذر جاتی تھی۔ مجھکو اس اثنا میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دو دفعہ ایسا موقعہ آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقعہ ملا۔ پھر بھی اس حالت میں مجھکو نہ نیند نہ غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوئی۔ بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔ اسی طرح جب مبارک احمد صاحب بیمار ہوئے۔ تو مجھکو ان کی خدمت کے لئے بھی اسی طرح کئی راتیں گذارنی پڑیں۔ تو حضور نے فرمایا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ اور آپ کئی دفعہ اپنا تبرک مجھے دیا کرتے تھے۔

۹۱۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خلیفہ اوّل کے درس میں جب آیت وما ابرّئ نفسی ان النفس لامّارۃ بالسوء الّا ما رحم ربّی۔ ان ربّی غفور رحیم آیا کرتی۔ تو آپ کہا کرتے تھے کہ یہ عزیز مصر کی بیوی کا قول ہے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کے سامنے بھی یہ بات کسی دوست نے پیش کردی۔ کہ مولوی صاحب اسے امرأۃ العزیز کا قول کہتے ہیں۔ حضرت صاحب فرمانے لگے۔ کیا کسی کافر یا بدکار عورت کے منہ سے بھی ایسی معرفت کی بات نکل سکتی ہے۔ اس فقرہ کا تو لفظ لفظ کمال معرفت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ تو سوائے نبی کے کسی کا کلام نہیں ہوسکتا۔ یہ عجز اور اعتراف کمزوری کا اور اللہ تعالیٰ پر توکل اور اس کی صفات کا ذکر یہ انبیاء ہی کی شان ہے۔ آیت کا مضمون ہی بتا رہا ہے۔ کہ یوسف کے سوا اور کوئی اسے نہیں کہہ سکتا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس واقعہ کا ذکر روایت ۲۴۳ میں بھی آچکا ہے۔

۹۱۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ کسی تکلیف کے علاج کے لئے اس عاجز کو یہ حکم دیا۔ کہ ڈاکٹر محمد حسین صاحب لاہوری ساکن بھاٹی دروازے سے (جو مدت ہوئے فوت ہوچکے ہیں) نسخہ لکھوا کر لاؤ۔ اور اپنا حال بھی لکھ دیا۔ اور بتا بھی دیا۔ چنانچہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان سے نسخہ لاکر حضرت صاحب کو دیا۔ ڈاکٹر صاحب سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت صاحب ان سے پہلے

چارپائیوں پر مفتی محمد صادق صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ایک بوری نیچے پڑی ہوئی تھی اس پر میں دو چار آدمیوں سمیت بیٹھا ہوا تھا۔ میرے پاس مولوی عبدالستار خان صاحب بزرگ بھی تھے۔ حضرت صاحب کھڑے تقریر فرما رہے تھے کہ اچانک حضور کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا۔ کہ ڈاکٹر صاحب آپ میرے پاس چارپائی پر آکر بیٹھ جائیں۔ مجھے شرم محسوس ہوئی۔ کہ میں حضور کے ساتھ برابر ہو کر بیٹھوں۔ حضور نے دوبارہ فرمایا کہ شاہ صاحب آپ میرے پاس چارپائی پر آجائیں۔ میں نے عرض کی کہ حضور میں یہیں اچھا ہوں۔ تیسری بار حضور نے خاص طور پر فرمایا کہ آپ میری چارپائی پر آکر بیٹھ جائیں۔ کیونکہ آپ سید ہیں اور آپ کا احترام ہم کو منظور ہے۔ حضور کے اس ارشاد سے مجھے بہت فرحت ہوئی۔ اور میں اپنے سید ہونے کے متعلق حق الیقین تک پہونچنے کے لئے جو آسمانی شہادت چاہتا تھا۔ وہ مجھے مل گئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو تو اپنے سید ہونے کا ثبوت ملنے پر فرحت ہوئی اور مجھے اس بات سے فرحت ہوئی ہے کہ چودہ سو سال گذر جانے پر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلعم کی اولاد کا کس قدر پاس تھا۔ اور یہ پاس عام تو ہمانہ رنگ میں نہیں تھا۔ بلکہ بصیرت اور محبت پر مبنی تھا۔

۹۱۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میری لڑکی زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب حضور علیہ السلام سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے۔ تو میں رعیہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ان ایام میں مجھے مراق کا سخت دورہ تھا۔ میں شرم کے مارے آپ سے عرض نہ کرسکتی تھی۔ مگر میرا دل چاہتا تھا کہ میری بیماری سے کسی طرح حضور کو علم ہو جائے تا کہ میرے لئے حضور دعا فرمائیں۔ میں حضور کی خدمت کررہی تھی کہ حضور نے اپنے انکشاف اور صفائی قلب سے خود معلوم کر کے فرمایا۔ زینب تم کو مراق کی بیماری ہے ہم دعا کرینگے۔ تم کچھ ورزش کیا کرو۔ اور پیدل چلا کرو۔ مگر میں ایک قدم بھی پیدل نہ چل سکتی تھی۔ اگر دو چار قدم چلتی بھی۔ تو دورہ مراق وخفقان بہت تیز ہو جاتا تھا۔ میں نے اپنے مکان پر جانے کے لئے جو حضور کے مکان سے قریباً ایک میل دُور تھا۔ تانگے کی تلاش کی مگر نہ ملا۔ اس لئے مجبوراً مجھکو پیدل جانا پڑا مجھکو یہ پیدل چلنا سخت مصیبت اور ہلاکت معلوم ہوتی

حوالہ نمبر 66

۸۹۴ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نکاح کے معاملہ میں قوم اور کفو کو ترجیح دیتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ گو لوگوں نے بات کو بڑھا لیا ہے مگر اس میں شبہ نہیں کہ عام حالات میں اپنی قوم کے اندر اپنے کفو میں شادی کرنا کئی لحاظ سے اچھا ہوتا ہے مگر یہ خیال کرنا کہ کسی حالت میں بھی قوم سے باہر رشتہ نہیں ہونا چاہیئے غلطی ہے۔ اور کفو سے مراد اپنے تمدن اور حیثیت کے مناسب حال لوگ ہیں۔ خواہ وہ اپنی قوم میں سے ہوں یا غیر قوم سے۔

۸۹۵ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ اول اول جب مَیں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ آپ کو ہمارے پاس بار بار آنا چاہیئے۔ تاکہ ہمارا فیضان قلبی اور صحبت کے اثر کا پرتو آپ پر پڑ کر آپ کی روحانی ترقیات ہوں۔ مَیں نے عرض کی کہ حضور ملازمت میں رخصت بار بار نہیں ملتی۔ فرمایا۔ ایسے حالات میں آپ بذریعہ خط بار بار یاد دہانی کراتے رہا کریں۔ تاکہ دعاؤں کے ذریعہ توجہ جاری رہے۔ کیونکہ فیضانِ الٰہی کا اجرا قلب پر صحبت صالحین کے تکرار یا بذریعہ خطوط دعا کی یاد دہانی پر منحصر ہے۔

۸۹۶ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میری بڑی لڑکی زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قہوہ پی رہے تھے کہ حضور نے مجھکو اپنا بچا ہوا قہوہ دیا۔ اور فرمایا۔ زینب یہ پی لو۔ مَیں نے عرض کی حضور بگم ہے۔ اور مجھکو ہمیشہ اس سے تکلیف ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ہمارا بچا ہوا قہوہ ہے تم پی لو۔ کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ مَیں نے پی لیا۔ اور اس کے بعد پھر کبھی مجھے قہوہ سے تکلیف نہیں ہوئی

۸۹۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ عربی کی دو لغت کی کتابیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش نظر سب سے زیادہ رہتی تھیں۔ چھوٹی لغتوں میں سے صراح تھی اور بڑی لغات میں سے لسان العرب۔ آپ یہی دو لغتیں زیادہ دیکھتے تھے۔ گو کبھی کبھی قاموس بھی دیکھ لیا کرتے تھے اور آپ لسان العرب کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے۔

۸۹۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ ایک دن حضرت مسیح موعودؑ کے مکان کی جہت اوپر ایک حصہ مکان میں صفائی

حوالہ نمبر 67

خاکسار عرض کرتا ہے کہ پیر کا مرید کی نذر رد کرنا مرید کے لئے موت سے بڑھکر ہوتا ہے اس لئے سوائے اس کے کہ کسی پر کوئی خاص ناراضگی ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سب کی نذر قبول فرما لیتے تھے اور سب کے لئے دعا کرتے تھے اور ہر ایک کو اپنے اپنے رنگ میں دعا فائدہ پہنچاتی تھی۔ کسی کو فتح کے رنگ میں اور کسی کو اور رنگ میں۔

۷۸۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں مَیں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں۔ اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا۔ کہ اگر میں سوتے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دینا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے سُنے اور آپ کو جگا دیا۔ اس وقت رات کے بارہ بجے تھے۔ ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی فجو منشیانی اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی رسول بی بی صاحبہ میری رضاعی ماں ہیں اور حافظ حامد علی صاحب مرحوم کی بیوہ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے خادم تھے۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب ان کے داماد ہیں۔

۷۸۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب میں قادیان میں تھا اور اُوپر سے رمضان شریف آگیا۔ تو میں نے گھر آنے کا ارادہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ نہیں سارا رمضان یہیں رہیں۔ میں نے عرض کی۔ حضور ایک شرط ہے کہ حضور کے سامنے کا جو کھانا ہو۔ وہ میرے لئے آجایا کرے۔ آپ نے فرمایا۔ بہت اچھا۔ چنانچہ دونوں وقت حضور برابر اپنے سامنے کا کھانا مجھے بھجواتے رہے۔ دوسرے لوگوں کو بھی یہ خبر ہوگئی اور وہ مجھ سے چھین لیتے تھے یہ کھانا بہت سا ہوتا تھا۔ کیونکہ حضور بہت کم کھاتے تھے۔ اور بیشتر حصہ سامنے سے اسی طرح اٹھکر آجاتا تھا۔

۷۸۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کبھی کبھی دورانِ سر کی تکلیف ہوجاتی تھی۔ جو بعض اوقات اچانک پیدا ہوجاتی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب گھر میں ایک چارپائی کو کھینچکر ایک طرف کرنے لگے۔ تو اس وقت آپ کو اچانک چکر آگیا

حوالہ نمبر 68

نہیں ہوسکتا۔ اس کے سوا آپ نے اُسے کچھ نہیں کہا۔

۸۴۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم گھر کی چند لڑکیاں تربوز کھا رہی تھیں۔ اس کا ایک چھلکا مائی تابی کو جا لگا۔ جس پر مائی تابی بہت ناراض ہوئی۔ اور ناراضگی میں بددعائیں دینی شروع کر دیں۔ اور پھر خود ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جا کر شکایت بھی کر دی۔ اس پر حضرت صاحب نے ہمیں بلایا اور پوچھا کہ کیا بات ہوئی ہے۔ ہم نے سارا واقعہ سُنا دیا۔ جس پر آپ مائی تابی پر ناراض ہوئے کہ تم نے میری اولاد کے متعلق بددعا کی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی تابی قادیان کے قریب کی ایک بوڑھی عورت تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں رہتی تھی اور اچھا اخلاص رکھتی تھی۔ مگر ناراضگی میں عادتاً بددعائیں دینے لگتی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے گھر سے خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب پشاوری کی لڑکی ہیں۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے صحابی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مولوی صاحب موصوف کو خلافت ثانیہ کے موقعہ پر ٹھوکر لگی۔ اور وُہ غیر مبایعین کے گروہ میں شامل ہو گئے۔ لیکن الحمدللہ کہ میرے گھر سے بدستور جماعت میں شامل ہیں اور وابستگانِ خلافت میں سے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے والد ماجد کو بھی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

۸۴۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ مائی امیر بی بی عرف مائی کا کو ہمشیرہ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیشتر طور پر عورتوں کو یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ نماز باقاعدہ پڑھیں۔ قرآن شریف کا ترجمہ سیکھیں اور خاوندوں کے حقوق کو ادا کریں۔ جب کبھی کوئی عورت بیعت کرتی تو آپ عموماً یہ پوچھا کرتے تھے کہ تم قرآن شریف پڑھی ہوئی ہو یا نہیں۔ اگر وہ نہ پڑھی ہوئی ہوتی تو نصیحت فرماتے تھے کہ قرآن شریف پڑھنا سیکھو۔ اور اگر صرف ناظرہ پڑھی ہوتی۔ تو فرماتے کہ ترجمہ بھی سیکھو۔ تا کہ قرآن شریف کے احکام سے اطلاع ہو۔ اور ان پر عمل کرنے کی توفیق ملے۔

۸۵۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ مائی کا کو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے سامنے میاں عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکھواں کی بیوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کچھ تازہ جلیبیاں

حوالہ نمبر 69 حوالہ نمبر 70

لائی۔ حضرت صاحب نے ان میں سے ایک جلیبی اٹھا کر منہ میں ڈالی۔ اس وقت ایک راولپنڈی کی عورت پاس بیٹھی تھی۔ اس نے گھبرا کر حضرت صاحب سے کہا۔ حضرت یہ تو ہندو کی بنی ہوئی ہیں۔ حضرت صاحب نے کہا۔ تو پھر کیا ہے۔ ہم جو سبزی کھاتے ہیں۔ وہ گوبر اور پاخانہ کی کھاد سے تیار ہوتی ہے۔ اور اسی طرح بعض اور مثالیں دے کر اُسے سمجھایا۔

۸۵۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ مائی کاکو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے بھائی خیر دین کی بیوی نے مجھ سے کہا کہ شام کا وقت گھر میں بڑے کام کا وقت ہوتا ہے اور مغرب کی نماز عموماً قضا ہو جاتی ہے۔ تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کرو کہ ہم کیا کیا کریں۔ مَیں نے حضرت صاحب سے دریافت کیا۔ کہ گھر میں کھانے وغیرہ کے انتظام میں مغرب کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا مَیں اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اور فرمایا کہ صبح اور شام کا وقت خاص طور پر برکات کے نزول کا وقت ہوتا ہے۔ اور اس وقت فرشتوں کا پہرہ بدلتا ہے۔ ایسے وقت کی برکات سے اپنے آپ کو محروم نہیں کرنا چاہیئے۔ ہاں کبھی مجبوری ہو تو عشاء کی نماز سے ملا کر مغرب کی نماز جمع کی جا سکتی ہے۔ مائی کاکو نے بیان کیا کہ اس وقت سے ہمارے گھر میں کسی نے مغرب کی نماز قضا نہیں کی اور ہمارے گھروں میں یہ طریق عام طور پر رائج ہو گیا ہے کہ شام کا کھانا مغرب سے پہلے ہی کھا لیتے ہیں تاکہ مغرب کی نماز کو صحیح وقت پر ادا کر سکیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی کاکو نے جو قضا کا لفظ استعمال کیا ہے یہ عرف عام میں غلط طور پر استعمال ہونے لگا ہے۔ ورنہ اس کے اصلی معنے پُورا کرنے اور ادا کرنے کے ہیں نہ کہ کھونے اور ضائع کرنے کے۔ مجھے اس کا اس لئے خیال آیا کہ مجھے یاد ہے کہ حضرت صاحب نے بھی ایک جگہ اس لفظ کے غلط استعمال کے متعلق ذکر کیا ہے۔

۸۵۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ مائی کاکو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب حضرت صاحب نے جماعت میں بکروں کی قربانی کا حکم دیا تھا۔ تو ہم نے بھی اس ارشاد کی تعمیل میں بکرے قربان (صدقہ) کروائے تھے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد مَیں نے خواب دیکھا۔ کہ ایک بڑا بھاری جلوس آرہا ہے اور اس جلوس کے آگے کوئی شخص رتھ میں سوار ہو کر چلا آرہا ہے۔ جس کے اند گرد پردے پڑے ہوئے ہیں اور لوگوں میں شور ہے کہ محمد صلعم آگئے محمد صلعم آگئے۔ میں نے آگے بڑھ کر رتھ کا

۹۲۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مفصلہ ذیل ادویات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ اپنے صندوق میں رکھتے تھے۔ اور انہی کو زیادہ استعمال کرتے تھے۔ انگریزی ادویہ میں سے کونین۔ ایسٹن سیرپ۔ فولاد۔ ارگٹ۔ وائینم اپی کاک۔ کوکا اور کولا کے مرکبات۔ سپرٹ ایمونیا۔ بید مشک۔ سٹرنس وائن آف کاڈلیور آئل۔ کلورو ڈین کاکل پل سلفیورک ایسڈ ایرومیٹک۔ سکاٹس ایملشن۔ رکھا کرتے تھے۔ اور یونانی میں سے۔ مشک۔ عنبر۔ افیون۔ ہینگ۔ جدوار۔ اور ایک مرکب جو خود تیار کیا تھا یعنی تریاق الٰہی رکھا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ہینگ غرباء کی مشک ہے۔ اور فرماتے تھے کہ افیون میں عجیب وغریب فوائد ہیں۔ اسی لئے اسے حکماء نے تریاق کا نام دیا ہے۔ ان میں سے بعض دوائیں اپنے لئے ہوتی تھیں۔ اور بعض دوسرے لوگوں کے لئے۔ کیونکہ اور لوگ بھی حضور کے پاس دوا لینے آیا کرتے تھے۔

۹۳۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں نماز صبح کے وقت کچھ پہلے تشریف لے آئے ابھی کوئی روشنی نہ ہوئی تھی۔ اس وقت آپ مسجد کے اندر اندھیرے میں ہی بیٹھے رہے۔ پھر جب ایک شخص نے آکر روشنی کی تو فرمانے لگے کہ دیکھو روشنی کے آگے ظلمت کس طرح بھاگتی ہے۔

۹۳۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز پیر سراج الحق صاحب سرساوی اپنے علاقہ کے آموں کی تعریف کر رہے تھے کہ ہمارے علاقہ میں آم بہت میٹھے ہوتے ہیں۔ جو لوگ ان کو کھاتے ہیں۔ تو گٹھلیوں کا ڈھیر لگا دیتے ہیں گویا لوگ کثرت سے آم چوستے ہیں۔ اس وقت حضرت اقدس بھی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمایا بہت میٹھا جو آم میٹھے ہوتے ہیں وہ عموماً ثقیل ہوتے ہیں اور جو آم کسی قدر ترش ہوتے ہیں وہ سریع الہضم ہوتے ہیں۔ پس میٹھے اور ترش دونوں چوسنے چاہئیں۔ کیونکہ قدرت نے ان کو ایسا ہی بنایا ہے۔

۹۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تکمیل ہدایت کا زمانہ تھا۔ اور مسیح موعود کا زمانہ تکمیل اشاعت کا زمانہ ہے۔

۹۳۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت

حوالہ نمبر 71

سمجھ کر ہلا کر جیسا کہ لوٹے کو دھوتے وقت کرتے ہیں پھینک دیا۔ جب مجھے معلوم ہُوا کہ یہ دودھ تھا۔ تو مجھے سخت ندامت ہوئی لیکن حضور نے بڑی نرمی اور دلجوئی سے فرمایا۔ اور بار بار فرمایا۔ کہ بہت اچھا ہُوا کہ آپ نے اُسے پھینک دیا۔ یہ دودھ اب خراب ہو چکا تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ علاوہ دلداری کے حضرت صاحب کا منشا یہ ہوگا کہ لوٹے وغیرہ کی قسم کے برتن میں اگر دودھ زیادہ دیر تک پڑا رہے تو وہ خراب ہو جاتا ہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ میاں عبدالعزیز صاحب حضرت صاحب کے پُرانے مخلصین میں سے ہیں اور اب ایک عرصہ سے پٹوار کے کام سے ریٹائر ہو کر قادیان میں سکونت پذیر ہو چکے ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ منشی عبدالعزیز صاحب کی بہت سی روایات مجھے مکرم مرزا عبدالحق صاحب وکیل گورداسپور نے لکھ کر دی ہیں۔ فجزاہ اللہ خیرًا۔

۵۶۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ منشی عبدالعزیز صاحب اوجلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا۔ کہ ایک شخص مسمی سانون ساکن سیکھواں نے میرے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ اب وہ مقبرہ بہشتی میں دفن ہیں۔ ان کو نزول الماء کی بیماری تھی۔ حضرت خلیفہ اولؓ کو آنکھیں دکھائیں تو انہوں نے فرمایا۔ کہ پہلے پانی اُکر بینائی بالکل جاتی رہے گی۔ تو پھر ان کا علاج کیا جائے گا۔ ان کو اس سے بہت صدمہ ہُوا۔ اس کے بعد انہوں نے یہ طریق اختیار کیا۔ کہ جب کبھی وہ قادیان آتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بیٹھنے کا موقعہ پاتے تو حضور کا شملہ مبارک اپنی آنکھوں سے لگا لیتے۔ کچھ عرصہ میں ہی ان کی بیماری نزول الماء جاتی رہی اور جب تک وہ زندہ رہے ان کی آنکھیں درست رہیں۔ کسی علاج وغیرہ کی ضرورت پیش نہ آئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اگر یہ روایت درست ہے تو اس قسم کی معجزانہ شفا کے نمونے آنحضرت صلعم کی زندگی میں بھی کثرت سے ملتے ہیں اور حدیث میں ان کا ذکر موجود ہے۔

۵۶۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم خادم حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان کرتے تھے۔ کہ جب حضرت صاحب نے دوسری شادی کی۔ تو ایک عمر تک تجرد میں رہنے اور مجاہدات کرنے کی وجہ سے آپ نے اپنے قویٰ میں ضعف محسوس کیا۔ اس پر وہ الہامی نسخہ جو زد جام عشق" کے نام سے مشہور ہے۔ بنوا کر استعمال کیا۔ چنانچہ یہ نسخہ نہایت ہی بابرکت ثابت ہُوا۔ حضرت خلیفہ اولؓ بھی فرماتے تھے۔ کہ مَیں نے یہ نسخہ ایک بےاولاد

حوالہ نمبر 72

امیر کو کھلایا۔ تو خدا کے فضل سے اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ جس پر اس نے ہیرے کے کڑے ہمیں نذر دیئے۔

نسخہ زدجام عشق یہ ہے۔ جس میں ہر حرف سے دوا کے نام کا پہلا حرف مراد ہے:۔
زعفران۔ دارچینی۔ جائفل۔ افیون۔ مشک۔ عقرقرحا۔ شنگرف۔ قرنفل یعنی لونگ۔ ان سب کو ہموزن کوٹ کر گولیاں بناتے ہیں۔ اور روغن سم الفار میں چرب کر کے رکھتے ہیں اور روزانہ ایک گولی استعمال کرتے ہیں۔
الہامی ہونے کے متعلق دو باتیں سُنی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ نسخہ ہی الہام ہوا تھا۔ دوسرے یہ کہ کسی نے یہ نسخہ حضور کو بتایا۔ اور پھر الہام نے اسے استعمال کرنے کا حکم دیا۔ واللہ اعلم۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھ سے مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل نے بیان کیا کہ روغن سم الفار کی مقدار اجزاء کی مقدار سے ڈھائی گنا زیادہ ہوتی ہے۔ یعنی اگر یہ اجزاء ایک ایک تولہ کی صورت میں جمع کئے جائیں تو روغن سم الفار ڈھائی تولہ ہوگا۔ اور اسی طرح مولوی صاحب نے بیان کیا۔ کہ ان اجزاء میں بعض اوقات مردارید بھی اسی نسبت سے یعنی فی تولہ جزو پر ڈھائی تولہ مردارید زیادہ کر لیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ روغن سم الفار اس طرح تیار کروایا کرتے تھے کہ مثلاً ایک تولہ سم الفار کو باریک پیس کر اُسے دو سیر دودھ میں حل کر کے دہی کے طور پر جاگ لگا کر جما دیتے تھے اور پھر اس دہی کو بلو کر جو مکھن نکلتا تھا اسے بصورت گھی صاف کر کے استعمال کرتے تھے۔ اور نسخہ میں جو روغن سم الفار کی مقدار بتائی گئی ہے۔ وہ اسی روغن سم الفار کی مقدار ہے نہ کہ خود سم الفار کی۔ اور تیار شدہ دوائی کی خوراک نصف رتی سے ایک رتی تک ہے جو دن رات میں ایک دفعہ کھائی جاتی ہے اور کبھی کبھی ناغہ بھی کرنا چاہیئے۔

۵۷۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے۔ کہ ہمارے ساتھ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اور الہام ہے کہ نزلت الرحمۃ علی الثلاثۃ العین وعلی الاُخریین۔ یعنی تمہارے تین اعضاء پر خدائی رحمت کا نزول ہے ایک ان میں سے آنکھ ہے اور دو اور اعضاء ہیں۔ فرماتے تھے۔ دوسرے دو اعضاء کا نام

اور اچھی روٹی رکھتا تھا۔ مگر حضرت مولوی صاحب بکمال بےنفسی و مسکینی مدتوں اسی کھانے کو کھاتے رہے اور کوئی اشارہ تک اس کی اس حرکت کے متعلق نہ کیا۔ پھر اس کے بعد وہ زمانہ آیا کہ لوگ اپنے گھروں میں انتظام کھانے کا کرنے لگے تو ان دنوں میں چند دفعہ ایسا ہوا کہ حضرت مولوی صاحب اگر کبھی بیمار ہوتے اور حضرت صاحب کو معلوم ہوتا کہ مولوی صاحب کے کھانے کا انتظام ٹھیک نہیں ہے تو آپ اپنے ہاں سے ان کے لئے کھانا بھجوانا شروع کر دیتے تھے۔ جو مدت تک باقاعدہ ان کے لئے جاتا رہتا تھا۔

۹۵۴ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے سابق لاہور کی پہلی شادی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گورداسپور میں کرائی تھی۔ جب رشتہ ہونے لگا۔ تو لڑکی کو دیکھنے کے لئے حضور نے ایک عورت کو گورداسپور بھیجا تا کہ وہ آکر رپورٹ کرے کہ لڑکی صورت و شکل وغیرہ میں کیسی ہے اور مولوی صاحب کے لئے موزوں بھی ہے یا نہیں۔ چنانچہ وہ عورت گئی۔ جاتے ہوئے اسے ایک یادداشت لکھ کر دی گئی۔ یہ کاغذ میں نے لکھا تھا اور حضرت صاحب نے بمشورہ حضرت ام المؤمنین لکھوایا تھا۔ اس میں مختلف باتیں نوٹ کرائی تھیں۔ مثلاً یہ کہ لڑکی کا رنگ کیسا ہے۔ قد کتنا ہے۔ اس کی آنکھوں میں کوئی نقص تو نہیں۔ ناک، ہونٹ، گردن، دانت، چال ڈھال وغیرہ کیسے ہیں۔ غرض بہت ساری باتیں ظاہری شکل و صورت کے متعلق لکھوا دی تھیں۔ کہ ان کی بابت خیال رکھے۔ اور دیکھ کر واپس آکر بیان کرے۔ جب وہ عورت واپس آئی اور اس نے ان سب باتوں کی بابت اچھا یقین دلایا۔ تو رشتہ ہو گیا۔ اسی طرح جب خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے اپنی بڑی لڑکی حضرت میاں صاحب (یعنی خلیفۃ المسیح الثانی) کے لئے پیش کی۔ تو ان دنوں میں یہ خاکسار ڈاکٹر صاحب موصوف کے پاس چکراتہ پہاڑ پر جہاں وہ متعین تھے۔ بطور تبدیل آب و ہوا گیا ہوا تھا۔ واپسی پر مجھ سے لڑکی کا حلیہ وغیرہ تفصیل سے پوچھا گیا۔ پھر حضرت میاں صاحب سے بھی شادی سے پہلے کئی لڑکیوں کا نام لے لے کر حضور نے ان کی والدہ کی معرفت دریافت کیا کہ ان کی کہاں مرضی ہے چنانچہ حضرت میاں صاحب نے بھی والدہ ناصر احمد کو انتخاب فرمایا اور اس کے بعد شادی ہو گئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلعم بھی تاکید فرمایا کرتے تھے کہ شادی سے

حوالہ نمبر 73

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ذکر حبیبؐ کم نہیں وصل حبیب سے

ذکر حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام

مُصنفہ

حضرت قبلہ مفتی محمد صادق صاحب

جسے

منیجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان ضلع گورداسپور نے

شائع کیا

دسمبر ۱۹۳۶ء

بار اوّل

تعداد طبع ۱۰۰۰

یہی مسئلہ پیش کیا۔ کہ آپ کی بعض تحریروں سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اِس لئے لوگوں کو ٹھوکر لگتی ہے۔ حضرت صاحب ؑ نے اسکی تشریح فرمائی۔ کہ میری مُراد اس سے کیا ہے۔ جسپر اُن مولوی صاحب نے کہا۔ کہ اچھا آپ تحریر کر دیں۔ کہ آپ کی تحریرات میں جہاں کہیں نبوت کا لفظ ہے، وہ ایسا نہیں۔ کہ جو ختم نبوت کے منافی ہو۔ اور اس سے مراد محدثیت ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ بیشک میں لکھدیتا ہوں۔ چنانچہ اُسی وقت حضور ؑ نے ایک تحریر لکھکر مولوی صاحب کو دیدی۔ جو کہ اُنہوں نے اپنے پاس رکھ لی۔ تاکہ اُن لوگوں کو دکھائیں۔ جو اس وجہ سے حضرت صاحب پر کفر کا فتویٰ لگاتے تھے۔ انہی دنوں میں ایک دن بعض شریر لوگ مخالف مولویوں کے بھکانے سے اُس مکان پر حملہ کر کے آگئے۔ جہاں پر ہم ٹھیرے ہُوئے تھے۔ اور مکان کے اُوپر زنانہ میں گھُسنا چاہتے تھے۔ گر چند احمدیوں نے جو ساتھ تھے۔ بڑی ہمت سے سیڑھیوں میں کھڑے ہوکر اُن لوگوں کو روکا۔ اور بعد میں پولیس کے پہنچ جانے سے وہ لوگ منتشر ہوئے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امرتسر جانے کی خبر سے بعض اور احباب بھی مختلف شہروں سے وہاں آگئے۔ چُنانچہ کپور تھلہ سے محمدؐ خاں صاحب مرحوم اور منشی ظفر احمدؐ صاحب بہت دنوں وہاں ٹھیرے رہے۔ گرمی کا موسم تھا۔ اور منشی صاحب اور مَیں ہر دو نحیف البدن اور چھوٹے قد کے آدمی ہونے کے سبب ایک ہی چارپائی پر دونوں لیٹ جاتے تھے۔ ایک شب دس بجے کے قریب میں تھیئٹر میں چلا گیا۔ جو مکان کے قریب ہی تھا۔ اور تماشہ ختم ہونے پر دو بجے رات کو واپس آیا صبح منشی ظفر احمدؐ صاحب نے میری عدم موجُودگی میں حضرت صاحب کے پاس میری شکایت کی۔ کہ مفتی صاحب رات تھیئٹر چلے گئے تھے۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا۔ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔ تاکہ معلوم ہو۔ کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔ اِس کے سوا اَور کچھ نہیں فرمایا۔ منشی ظفر احمدؐ صاحب نے خود ہی مجھ سے ذکر کیا۔ کہ مَیں تو حضرت صاحبؑ کے پاس آپکی شکایت لیکر گیا تھا۔ اور میرا خیال تھا۔ کہ حضرت صاحبؑ آپکو بُلا کر تنبیہ کریں گے۔ گر حضور ؑ نے تو صرف یہی فرمایا۔ کہ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔ اور اُس سے معلومات حاصل ہوتے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ

حوالہ نمبر 74

دوستوں کا خیال ہوگیا۔ کہ احمدی سلسلہ میں جمع نماز کا مسئلہ مستقل طور پر جاری رہیگا۔ ایسی جمع کے وقت فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ وہ حدیث پوری ہورہی ہے۔ جس میں پہلے سے پیشگوئی ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کی خاطر نمازیں جمع کی جائیں گی۔ (تجمع لہ الصلوٰۃ) میرا (راقم الحروف کا) خیال ہے۔ کہ اس پیشگوئی میں یہ اشارہ ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کی جہادی ضروریات ایسی بڑھی ہوئی ہوں گی۔ کہ نمازیں بھی جمع کرنی پڑیں گی۔ جیساکہ حضرت خاتم النبیین محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دفعہ غزوہ خندق میں چار نمازوں کو جمع کرکے پڑھا۔ کیونکہ خندق کے کھودنے کی مصروفیت اور جلدی کے سبب نمازوں کے پڑھنے کے تمام اوقات گذر گئے۔ اور نمازیں اوقات مقررہ پر پڑھی نہ جا سکیں۔

باہر مردوں میں نمازیں با جماعت ہونے کے علاوہ آخری سالوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک بہت بڑے عرصہ تک اندر عورتوں میں خود پیش امام ہوکر مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک لمبے عرصہ تک جمع کراتے رہے۔

اپریل ۱۸۹۹ء میں نماز کے بعد واپس گھر کو آتے ہوئے مسجد مبارک کی سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہوکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک شخص کو والدین کی عزت کرنے کے متعلق نصیحت کر رہے تھے۔ اس میں آپؑ نے فرمایا۔ کہ میرا تو یہ خیال ہے۔ کہ سوائے دینی معاملات کی مخالفت کے باقی معاملات میں خواہ کتنا بھی نقصان ہوتا ہو انسان برداشت کرے۔ اور والدین کے حکم کی نافرمانی نہ کرے۔ یہاں تک کہ والدین[1] کہیں کہ تم کنوئیں میں گر جاؤ۔ تو بھی ان کی بات مان لینی چاہیئے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم کی پیدائش سے چند روز قبل میں اتفاقاً قادیان آیا ہوا تھا۔ ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم ایک چھوٹے سے نوزائدہ بچہ کو اٹھائے ہوئے باہر تشریف لائے ہیں۔ حضرت صاحبؑ کی خدمت میں میں نے یہ خواب عرض کیا۔ تو حضورؑ نے فرمایا۔ کہ اسمیں

[1] اس سے مراد اشد تاکید فرمانبرداری ہے۔ ورنہ یہ مطلب نہیں کہ انسان خودکشی کرے جو شرعاً حرام ہے۔ صادق

حوالہ نمبر 75

رکھا۔ بیمار ہوگیا۔ مگراس کے بعد ۲۹ روزے پورے رکھے۔ تکلیف نہیں ہوئی۔ تب میرے لئے خوشی کی عید تھی۔ روزے کے خاص برکات ہوتے ہیں جیساکہ ہر میوے میں جُدا ذائقہ ہے۔ ایساہی ہر عبادت میں جُدا لذت ہے۔ اِن عبادات میں رُوحانیت ہے۔ جس کو انسان بیان نہیں کرسکتا۔ اگرشوق ہو، تو آلام اور تکلیف کم ہوجاتی ہے۔ چاہیئے۔ کہ عبادت میں اِنسان کی رُوح نہایت درجہ رقیق ہوکر پانی کی طرح بہ کر خدا سے جا ملے"۔

جماعت کی ترقی

فرمایا۔" ہماری جماعت کو چاہیئے۔ کہ نیکی میں فرشتوں کی طرح ہو جائے۔ خدا نے اُن کے لئے ترقی کے بہت سے سامان رکھے ہیں۔ اور وعدہ کیا ہے۔ کہ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ۔ سب سے بہتر یہ جماعت ہے، جس نے ہم کو دیکھا۔ اور ہماری باتوں کو سُنا۔ خدا کی طرف رجوع کرکے کوئی شخص ذلیل نہیں ہوتا۔ بدکاروں کی گالیاں تمہارے لئے کسی ذلت کا موجب نہیں۔ جو شخص سچے دِل سے خدا کی طرف آتا ہے۔ وہی حقیقی عزت حاصل کرتا ہے"۔

مسیح موعودؑ کا کام کیا تھا

۱۸ر جنوری ۱۹۰۵ء کو جبکہ مَیں قادیان کے ہائی سکول میں ہیڈ ماسٹر تھا۔ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں ایک رقعہ لکھا تھا۔ جس کا اصل بمعہ جواب درج کرنا مناسب ہے۔ امید ہے کہ ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوگا۔

رقعہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت اقدس مُرشدنا ومہدینا مسیح موعودؑ

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

صاحبزادہ میاں محمود احمدؐ کا نام برائے امتحان (مڈل) آج ارسال کیا جائیگا۔

حوالہ نمبر 76

جس فارم کی خانہ پُری کرنی ہے۔ اس میں ایک خانہ ہے۔ کہ اِس لڑکے کا باپ کیا کام کرتا ہے۔ مَیں نے وہاں لفظ نبوت لکھا ہے۔

کان میں طنین ہوتا ہے۔ گولیوں[1] کا کھانا اگر مناسب ہو، تو ارسال فرمائیں حضورؑ کو بار بار تکلیف دیتے بھی شرم آتی ہے۔ اگر مناسب ہو، تو اس کا نسخہ تحریر فرمائیں۔ مَیں خود بنالوں۔ والسلام

حضورؑ کی جوتیوں کا غلام محمدؐ صادق عفا اللہ عنہ ۱۸۔ جنوری ۱۹۰۵ء

جواب اَلسَّلَامُ عَلَیکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

نبوت کوئی کام نہیں، یہ لکھ دیں۔ کہ فرقہ احمدیہ جو تین لاکھ کے قریب ہے۔ اس کے پیشوا اور امام ہیں۔ اِصلاح قوم کام ہے۔ غلام احمدؐ عفی عنہ

پس مَیں نے اُس فارم پر حضرتؑ کا نام یوں لکھا۔

National Reformation and leadership of Ahmadyya as it (300,000 members.)

پُورانی نوٹ بُک ۱۹۰۵ء

سارِی اُمت عیسیٰ بن جائے

فرمایا" آج کل کے مسلمان عیسیٰ کو اُمتی بنانا چاہتے ہیں۔ اور ہم ساری اُمت کو عیسیٰ بنانا چاہتے ہیں۔ یہی فرق ہم میں اور اُن میں ہے"

نوٹ۔ [1] ایک دفعہ مَیں بیمار ہوگیا تھا۔ معدہ میں کچھ خرابی تھی۔ بخار ہوجاتا تھا۔ حضرت صاحب (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) ایک نسخہ کے تازہ اجزاء ہرروز منگوا کر ایک گولی اپنے دست مبارک سے بناکر مجھے بھیجتے تھے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی۔ اِسکے اجزاء مجھے اس وقت معلوم نہ تھے۔ بعد میں حضرت صاحبؑ نے مجھے بتلا دیئے تھے۔ (صادق)

یہاں ایک پنکھا لگا لینا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ پنکھا تو لگ سکتا ہے۔ اور پنکھا چلانیوالے کا بھی انتظام کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جب ٹھنڈی ہوا چلے گی تو بے اختیار نیند آنے لگیگی اور ہم سو جائیں گے تو یہ مضمون کیسے ختم ہوگا۔

(اس وقت حضرت صاحبؑ ایک رسالے کا مضمون لکھ رہے تھے۔)

گرمی میں بھی کام جاری رکھتے

ایک دفعہ جب سخت گرمی پڑی، تو حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ نے ایک مضمون لکھا جس میں گرمی کا اظہار کرتے ہوئے، اور گرمی کے سبب کام نہ کر سکنے کی معذرت کرتے ہوئے یہ الفاظ بھی لکھ دیئے۔ کہ "گرمی ایسی سخت ہے۔ کہ اس کے سبب سے خدا کی مشین بھی بند ہو گئی ہے۔" اس میں مولوی صاحب مرحوم نے اِس امر کی طرف اشارہ کیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی شدتِ گرمی کے سبب کام چھوڑ دیا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ مضمون سُنا۔ تو آپؑ نے فرمایا۔ کہ یہ تو غلط ہے ہم نے تو کام نہیں چھوڑا۔

پہاڑ پر جانا

ایک دفعہ کسی دوست نے عرض کی۔ کہ گرمی بہت ہے۔ حضورؑ کسی پہاڑ پر تشریف لے چلیں۔ فرمایا۔ ہمارا پہاڑ تو قادیان ہی ہے۔ یہاں چند روز دُھوپ تیز ہوتی ہے۔ تو پھر بارش بھی آجاتی ہے۔

سب کا جنازہ پڑھ دیا

قاضی سید امیر حسین صاحب کا ایک چھوٹا بچہ فوت ہونے پر جنازے کیساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تشریف لے گئے۔ اور خود ہی جنازہ پڑھایا۔ عموماً جنازے کی نمازیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اگر موجود ہوتے، تو خود ہی امامت کرتے۔ اسوقت

حوالہ نمبر 78 حوالہ نمبر 77

نماز جنازہ میں شامل ہونے والے دس پندرہ آدمی ہی تھے۔ بعد سلام کسی نے عرض کی، کہ حضورؑ میرے لئے بھی دُعا کریں۔ فرمایا۔ مَیں نے تو سَب کا ہی جنازہ پڑھ دیا ہے۔ مُراد یہ تھی۔ کہ جتنے لوگ نماز جنازہ میں شامل ہوئے تھے، اُن سب کے لئے نماز جنازہ کے اندر حضرت صاحبؑ نے دُعائیں کر دی تھیں ؛

بُنیادی اینٹ

بعض نئی عمارتوں کے بننے کے وقت جب حضرت صاحبؑ سے درخواست کیجاتی کہ حضورؑ تبرکاً بُنیادی اینٹ رکھدیں۔ تو حضرت صاحبؑ فرمایا کرتے، کہ ایک اینٹ لے آؤ۔ مَیں اُسپر دُعا کر دُوں گا۔ چنانچہ ایک اینٹ لائی جاتی۔ اور حضورؑ اس اینٹ کو اپنی گود میں رکھکر ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرتے۔ اور پھر اُسپر دم کر کے۔ دے دیتے کہ جاؤ لگاؤ ؛

غم دُور کرنے کا ذریعہ

عاجز راقم کا اور اکثر احباب کا یہ تجربہ تھا۔ کہ جب کبھی طبیعت میں کسی وجہ سے کوئی غم پَیدا ہو۔ تو ہم حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں جا بیٹھتے۔ تو غم دُور ہو جاتا۔ اور طبیعت میں بشاشت اور فرحت پَیدا ہو جاتی ؛

پیر کُتّے مار

ایک دفعہ قادیان میں آوارہ کُتّے بہت ہو گئے۔ اور ان کی وجہ سے شور و غل رہتا تھا۔ پیر سراج الحق صاحب نے بہت سے کُتّوں کو زہر دیکر مار ڈالا۔ اسپر بعض لڑکوں نے پیر صاحب کو چڑانے کے واسطے اُن کا نام پیر کُتّے مار رکھ دیا۔ پیر صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی خدمت میں شاکی ہوئے۔ کہ لوگ مجھے کُتّے مار کہتے ہیں۔ حضرت صاحبؑ نے تبسم کے ساتھ فرمایا۔ کہ اس میں کیا حرج ہے۔ دیکھئے حدیث شریف میں میرا نام "سُور مار" لکھا ہے۔ کیونکہ مسیح کی تعریف میں آیا ہے۔ کہ یقتل الخنزیر۔

حوالہ نمبر 79

شاہِ روم و روس میں جنگ ہوئی ہے۔ اور شاہِ روم کو فتح ہوگئی ہے۔ ہم نے اس کی تعبیر کی، تمہارے شاہ روم ہم ہی ہیں۔ اور تعبیر اس خواب کی یہ ہے کہ اِن مقدمات میں ہماری فتح ہوگی۔ اور ہمارے فریق کو شکست ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ فرمایا اگر یہی خواب وزیر سلطنت رُوم یا رُوس دیکھتا۔ تو اسکی تعبیر اور ہوتی۔ خواب کی تعبیر دیکھنے والے کی حالت اور حیثیت کے مطابق ہوتی ہے ؛

عاجز کو دُودھ پلایا

جب عاجز راقم لاہور سے قادیان آیا کرتا۔ تو حضورؑ مجھے عموماً صبح ہر روز پینے کے واسطے دُودھ بھیجا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مجھے اندر بُلایا۔ ایک لوٹا دُودھ کا بھرا ہوا حضورؑ کے ہاتھ میں تھا۔ اُس میں سے ایک بڑے گلاس میں حضورؑ نے دُودھ ڈالا اور مجھے دیا اور محبت سے فرمایا۔ آپ یہ پی لیں۔ پھر میں اور دیتا ہوں۔ میں تو اُس گلاس کو بھی ختم نہ کر سکا۔ ابھی اُس میں دُودھ باقی تھا۔ جو بس کردی اور واپس کیا۔ تبسم کرتے ہوئے حضورؑ نے فرمایا۔ بس۔ آپ تو بہت تھوڑا پیتے ہیں ؛

بچّے کے دِل بہلاؤ کے لئے چڑیا

صاحبزادہ مرزا مبارک احمدؐ صاحب مرحوم کے دل بہلانے کے واسطے ایک دفعہ چھوٹی چھوٹی چڑیاں کہیں سے لائی گئیں۔ صاحبزادہ صاحب اُن چڑیوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑے رکھنا پسند کرتے تھے۔ اور بعض دفعہ بچپن کی ناواقفی سے ایسی طرح پکڑتے، اور دبائے رکھتے، کہ چڑیا کی جان پر بن جاتی۔ اسپر گھر کی کسی خادمہ نے صاحبزادہ صاحب کو چڑیا ہاتھ میں پکڑنے سے روکا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن خادمہ کو منع کیا۔ فرمایا۔ کہ یہ چڑیا اسکے دل بہلانے کے واسطے ہیں۔ جس طرح چاہے پکڑے۔ تم نہ روکو ؛

حوالہ نمبر 80

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت غضِ بصر کی جو وہ ہر وقت مشاہدہ کرتی تھی۔ اس کا اثر اُس دیوانی عورت پر بھی ایسا تھا۔ کہ وُہ خیال کرتی تھی۔ کہ حضورؑ کو کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ اِس واسطے حضورؑ سے کسی پردہ کی ضرورت ہی نہیں ؛

اِستعمال خطاب "تُو"

مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کبھی نہیں سُنا کہ آپؑ نے کبھی کسی کو "تُو" کے لفظ سے مخاطب کیا ہو۔ سوائے ایک دفعہ کے جبکہ ایک شخص جو مولوی ثناء اللہ کا وکیل ہو کر آپؑ کے سامنے آیا۔ اور بہت گستاخی سے اور چالاکی سے جلدی جلدی باتیں کرتا تھا۔ حضورؑ نے ایک دفعہ اُسے "تُو" کے لفظ سے مخاطب کیا تھا ؛

غرارہ

آخری ایّام میں حضورؑ ہمیشہ ایسے پاجامے پہنا کرتے تھے۔ جو نیچے سے تنگ اُوپر سے کُھلے گاؤدم طرز کے اور شرعی کہلاتے ہیں۔ لیکن شروع میں سنہ ۹۵-۱۸۹۰ء میں مَیں نے حضورؑ کو بعض دفعہ غرارہ پہنے ہُوئے بھی دیکھا ہے ؛

ماتم میں چیخنے چلّانے سے منع فرمایا

جب صاحبزادہ حضرت مبارک احمدؓ کی وفات ہُوئی۔ اور نعش مبارک اُوپر کے صحن میں پڑی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت بیوی صاحبہ کو الگ دُوسری چھت پر لے گئے۔ تا کہ نعش کے پاس بیٹھ کر رونے چلّانے کی تحریک نہ ہو۔ اور دُوسری عورتوں کو بھی چیخنے چلّانے سے منع فرمایا ؛

حضورؑ کا دایاں ہاتھ

حضورؑ کی دائیں کلائی (ہاتھ اور کہنی کے درمیان کا حصّہ) کمزور تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ

حوالہ نمبر 81

تھی۔ ۔ ۔ ۔ ایک دن میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عصر کے قریب وقت تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے ہاتھ بالکل صاف ہیں۔ مگر آپ کے آنسو بہہ رہے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ میں نے جرأت کر کے پوچھا۔ کہ حضور آج خلاف معمول آنسو کیوں بہہ رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میرے دل میں ایک معصیت کا خیال گذرا کہ اللہ تعالیٰ نے کام تو اتنا بڑا میرے سپرد کیا ہے اور ادھر صحت کا یہ حال ہے کہ آئے دن کوئی نہ کوئی شکایت رہتی ہے۔ اس پر مجھے الہام ہوا:۔

"ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے؟"

اس سے میرے قلب پر بے حد رقت اور ہیبت طاری ہے کہ میں نے ایسا خیال کیوں کیا۔ ادھر تو یہ الہام ہوا۔ مگر جب اُٹھا تو ہاتھ بالکل صاف ہو گئے۔ اور خارش کا نام و نشان نہ رہا۔ ایک طرف اس پُر شوکت الہام کو دیکھتا ہوں۔ دُوسری طرف اُس فضل اور رحم کو۔ تو میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور اس کے رحم و کرم کو دیکھ کر انتہائی جوش پیدا ہو گیا۔ اور بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔"

(الحکم جلد ۲۶ نمبر ۱۲ مورخہ ۷ اپریل ۱۹۲۳ء صلا)

۱۵۹ حافظ نور محمد صاحب ساکن فیض اللہ چک بیان کرتے ہیں کہ:۔

"ایک دفعہ میں نے اجازت چاہی کہ میں جانا چاہتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں آج رہو۔ حضورؑ کو الہام ہوا تھا۔ کہ

" وَلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ "

یعنی اگر عذر بھی کریں تو آج اجازت نہیں ملتی۔"

(الحکم جلد ۲۷ نمبر ۳۲ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۲۴ء صلا)

۱۶۰ (الف) میاں فضل محمد صاحب ہرسیاں والے حافظ حامد علی صاحب سے روایت کرتے ہیں کہ:۔

حوالہ نمبر 82

ص۳۰

مجھے مخاطب کرکے فرمایا۔ ثمانین حولا او قریبا من ذالك او تزید علیه سنینا وترٰی نسلا بعیدًا یعنی تیری عمر اسّی برس کی ہوگی یا دو چار کم یا چند سال زیادہ اور تو اس قدر عمر پائے گا کہ ایک دُور کی نسل کو دیکھ لے گا۔ اور یہ الہام قریبًا پینتیس۳۵ برس سے ہو چکا ہے۔ اور لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ ایسا ہی چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ دشمن یہ بھی تمنّا کریں گے کہ یہ شخص جھوٹوں کی طرح مہجور اور مخذول رہے اور زمین پر اس کی قبولیت پیدا نہ ہو تا یہ نتیجہ نکال سکیں کہ وہ قبولیت جو صادقین کے لئے شرط ہے اور اُن کے لئے آسمان سے نازل ہوتی ہے اس شخص کو نہیں دی گئی لہٰذا اس نے پہلے سے براہین احمدیہ میں فرمادیا۔ ینصرك رجال نوحی الیهم من السماء یاتون من کل فج عمیق۔ والملوك یتبرکون بثیابك۔ اذا جاء نصر الله والفتح وانتهٰی امر الزمان الینا الیس هٰذا بالحق۔ یعنی تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں پر میں آسمان سے وحی نازل کروں گا۔ وہ دُور دُور کی راہوں سے تیرے پاس آئیں گے اور بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ جب ہماری مدد اور فتح آجائیگی تب مخالفین کو کہا جائے گا کہ کیا یہ انسان کا افترا تھا یا خدا کا کاروبار۔

ایسا ہی خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر کوئی خبیث مرض دامنگیر ہو جائے جیسا کہ جذام اور جنون اور اندھا ہونا اور مرگی تو اس سے یہ لوگ نتیجہ نکالیں گے کہ اس پر غضب الٰہی ہوگیا اس لئے پہلے سے اُس نے مجھے براہین احمدیہ میں بشارت دی کہ ہر یک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا اور اپنی نعمت تجھ پر پوری کرونگا۔ اور بعد اس کے آنکھوں کی نسبت خاص کر یہ بھی الہام ہوا تنزل الرحمة علٰی ثلث العین و علی الاخریین۔ یعنی رحمت تین عضووں پر نازل ہوگی۔ ایک آنکھیں کہ پیرانہ سالی ان کو صدمہ نہیں پہنچائیگی۔ اور نزول الماء وغیرہ سے جس سے نور بصارت جاتا رہے محفوظ رہیں گی اور دو عضو اور ہیں

حوالہ نمبر 83

(۳۶۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سُنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹیریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے یکدم ضعف ہو جانا۔ چکروں کا آنا۔ ہاتھ پاؤں کا ٹھنڈا ہو جانا۔ گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیر ذالک۔ یہ اعصاب کی ذکاوت حس یا تکان کی علامات ہیں اور ہسٹیریا کے مریضوں کو بھی ہوتی ہیں اور انہی معنوں میں حضرت صاحب کو ہسٹیریا یا مراق بھی تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ دوسری جگہ جو مولوی شیر علی صاحب کی روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ یہ جو بعض انبیاء کے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ ان کو ہسٹیریا تھا یہ ان کی غلطی ہے بلکہ حق یہ ہے کہ حس کی تیزی کی وجہ سے ان کے اندر بعض ایسی علامات پیدا ہو جاتی ہیں جو ہسٹیریا کی علامات سے ملتی جلتی ہیں اسلئے لوگ غلطی سے اسے ہسٹیریا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب جو کبھی کبھی یہ فرما دیتے تھے کہ مجھے ہسٹیریا ہے یہ اسی عام محاورہ کے مطابق تھا ورنہ آپ علمی طور پر یہ سمجھتے تھے کہ یہ ہسٹیریا نہیں بلکہ اس سے ملتی جلتی علامات ہیں جو ذکاوت حس یا شدت کار کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب ایک بہت قابل اور لائق ڈاکٹر ہیں۔ چنانچہ زمانہ طالب علمی میں بھی وہ ہمیشہ اعلے نمبروں میں کامیاب ہوتے تھے اور ڈاکٹری کے آخری امتحان میں تمام صوبہ پنجاب میں اوّل نمبر پر رہے تھے اور ایام ملازمت میں بھی ان کی لیاقت و قابلیت مسلّم رہی ہے۔ اور چونکہ بوجہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت قریبی رشتہ دار ہونے کے ان کو حضرت صاحب کی صحبت اور آپ کے علاج معالجہ کا بھی بہت کافی موقعہ ملتا رہتا تھا اس لئے ان کی رائے اس معاملہ میں ایک خاص وزن رکھتی ہے جو دوسری کسی رائے کو کم حاصل ہے۔

(۳۷۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں گھر کے بچے کبھی شب برات وغیرہ کے موقع پر یونہی کھیل تفریح کے

حوالہ نمبر 84

شادی میں تجھے کچھ فکر نہیں کرنا چاہیئے۔ ان تمام ضروریات کا رفع کرنا میرے ذمہ رہیگا۔ سو قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے اپنے وعدہ کے موافق اس شادی کے بعد ہر ایک بارِ شادی سے مجھے سُبکدوش رکھا اور مجھے بہت آرام پہنچایا۔ کوئی باپ دُنیا میں کسی بیٹے کی پرورش نہیں کرتا جیسا کہ اُس نے میری کی۔ اور کوئی والدہ پُوری ہوشیاری سے دن رات اپنے بچہ کی ایسی خبر نہیں رکھتی جیسا کہ اُس نے میری رکھی۔ اور جیسا کہ اُس نے بہت عرصہ پہلے براہین احمدیہ میں یہ وعدہ کیا تھا کہ یا احمد اسکن انت و زوجك الجنة۔ ایسا ہی وہ بجالایا۔ معاش کا غم کرنے کے لئے کوئی گھڑی اُس نے میرے لئے خالی نہ رکھی۔ اور خانہ داری کے مہمات کے لئے کوئی اضطراب اُس نے میرے نزدیک آنے نہ دیا۔ ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور مَیں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ اور دو مرضیں یعنے ذیابیطس اور دردِ سر مع دورانِ سر قدیم سے میرے شاملِ حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔ اِس لئے میری حالت مردمی کالعدم تھی۔ اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اِس لئے میری اِس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا۔ اور ایک خط جس کو مَیں نے اپنی جماعت کے بہت سے معزز لوگوں کو دِکھلا دیا ہے۔ جیسے اخویم مولوی نورالدین صاحب اور اخویم مولوی برہان الدین وغیرہ۔ مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السُنۃ نے ہمدردی کی راہ سے میرے پاس بھیجا کہ آپ نے شادی کی ہے اور مجھے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہُوا ہے کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اِس لائق نہ تھے۔ اگر یہ امر آپکی روحانی قُوّت سے تعلق رکھتا ہے تو مَیں اعتراض نہیں کرسکتا۔ کیونکہ مَیں اولیاء اللہ کے خوارق اور رُوحانی قوتوں کا منکر نہیں ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے ایسا نہ ہو کہ

حوالہ نمبر 85

باتیں ہوتی ہیں جو قبل از وقت سمجھ میں نہیں آتیں، ایلیا کے دوبارہ آنے کی اصل حقیقت حضرت مسیح سے پہلے کوئی نبی سمجھا نہ سکا تا یہود حضرت مسیح کے ماننے کے لئے طیار ہو جاتے، ایسا ہی اسرائیلی خاندان میں سے خاتم الانبیاء آنے کا خیال جو یہود کے دل میں مرکوز تھا، اس خیال کو بھی کوئی نبی پہلے نبیوں میں سے صفائی کے ساتھ دُور نہ کر سکا، اسی طرح مسیح موعود کا مسئلہ بھی مخفی چلا آیا تا سنّت اللہ کے موافق اس میں بھی ابتلا ہو، بہتر تھا کہ میرے مخالف اگر ان کو ماننے کی توفیق نہیں دی گئی تھی تو بارے کچھ مدت زبان بند رکھ کر اور کفِ لسان اختیار کر کے میرے انجام کو دیکھتے، اب جس قدر عوام نے بھی گالیاں دیں یہ سب گناہ مولویوں کی گردن پر ہے، افسوس یہ لوگ فراست سے بھی کام نہیں لیتے، میں ایک دائم المرض آدمی ہوں اور وہ دو زرد چادریں جن کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہوگا، وہ دو زرد چادریں میرے شاملِ حال ہیں، جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کے رو سے دو بیماریاں ہیں، سو ایک چادر میرے اوپر کے حصہ میں ہے کہ ہمیشہ سر درد اور دورانِ سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصّہ بدن میں ہے، وہ بیماری ذیابیطس ہے، کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے، اور بسا اوقات سَو سَو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے، اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں، وہ سب میرے شاملِ حال رہتے ہیں، بسا اوقات میرا یہ حال ہوتا ہے کہ نماز کے لئے جب

حوالہ نمبر 86

ہوا تھا۔

(۳۳۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان میں کسی قدر لکنت تھی اور آپ پر نالے کو پنالہ فرمایا کرتے تھے اور کلام کے دوران میں کبھی کبھی جوش کی حالت میں اپنی ٹانگ پر ہاتھ بھی مارا کرتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی صاحب کی یہ روایت درست ہے مگر یہ لکنت صرف کبھی کبھی کسی خاص لفظ کے تلفظ میں ظاہر ہوتی تھی ورنہ ویسے عام طور پر آپ کی زبان بہت صاف چلتی تھی۔ اور ٹانگ پر ہاتھ مارنے کے صرف یہ معنی ہیں کہ کبھی کبھی جوش تقریر میں آپ کا ہاتھ اٹھ کر آپ کی ران پر گرتا تھا۔

(۳۳۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ ایک دفعہ میں اور عبدالرحیم خان صاحب پسر مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری مسجد مبارک میں کھانا کھا رہے تھے جو حضرت کے گھر سے آیا تھا۔ ناگاہ میری نظر کھانے میں ایک مکھی پر پڑی چونکہ مجھے مکھی سے طبعًا نفرت ہے میں نے کھانا ترک کر دیا۔ اس پر حضرت کے گھر کی ایک خادمہ کھانا اٹھا کر واپس لے گئی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اسوقت حضرت اقدس اندرون خانہ کھانا تناول فرمارہے تھے۔ خادمہ حضرت کے پاس سے گذری تو اس نے حضرت سے یہ ماجرا عرض کر دیا۔ حضرت نے فورًا اپنے سامنے کا کھانا اٹھا کر اس خادمہ کے حوالہ کر دیا کہ یہ لے جاؤ۔ اور اپنے ہاتھ کا نوالہ بھی برتن میں ہی چھوڑ دیا۔ وہ خادمہ خوشی خوشی ہمارے پاس وہ کھانا لائی اور کہا کہ لو حضرت صاحب نے اپنا تبرک دیدیا ہے۔ اسوقت مسجد میں سید عبدالجبار صاحب بھی جو گذشتہ ایام میں کچھ عرصہ بادشاہ سوات بھی رہے ہیں، موجود تھے۔ چنانچہ وہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہو گئے۔

(۳۳۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ سنہ ۱۹۰۴ء میں جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقدمہ کی پیروی کے لئے گورداسپور میں قیام فرما تھے ایک دفعہ رات کو بارش ہونی شروع ہو گئی۔ اسوقت حضرت اقدس مکان کی چھت پر تھے جہاں پر کہ ایک برساتی بھی تھی۔ بارش کے آنے پر حضور اس برساتی میں داخل ہونے لگے۔ مگر اس کے عین دروازے میں مولوی عبداللہ صاحب متوطن تنگی ضلع کیمبل پور

حوالہ نمبر 87

مگر چوڑان ماتھے کی تنگ ہوتی ہے۔ آپ میں یہ تینوں خوبیاں جمع تھیں۔ اور پھر یہ خوبی کہ جبیں جبیں بہت کم پڑتی تھی۔ سر آپکا بڑا تھا۔ خوبصورت بڑا تھا۔ اور علم قیافہ کی رو سے ہر سمت سے پورا تھا۔ یعنی لمبا بھی تھا۔ چوڑا بھی تھا۔ اونچا بھی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہموار اور پیچھے سے بھی گولائی درست تھی۔ آپ کی کنپٹی کشادہ تھی اور آپ کی کمال عقل پر دلالت کرتی تھی!

لب مبارک آپ کے لب مبارک پتلے نہ تھے۔ مگر تاہم ایسے موٹے بھی نہ تھے کہ بُرے لگیں۔ دہانہ آپ کا متوسط تھا۔ اور جب بات نہ کرتے ہوں تو مُنہ کھُلا نہ رہتا تھا بعض اوقات مجلس میں جب خاموش بیٹھے ہوں تو آپ عمامہ کے شملہ سے دہان مبارک ڈھک لیا کرتے تھے۔

دندان مبارک آپ کے آخر عمر میں کچھ خراب ہوگئے تھے یعنی کیڑا بعض ڈاڑھوں کو لگ گیا تھا جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک ڈاڑھ کا سرا ایسا نوکدار ہو گیا تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑ گیا تو ریتی کے ساتھ اسکو گھسوا کر برابر بھی کرایا تھا۔ مگر کبھی کوئی دانت نکلوایا نہیں۔ مسواک آپ اکثر فرمایا کرتے تھے!

پیر کی ایڑیاں آپکی بعض دفعہ گرمیوں کے موسم میں پھٹ جایا کرتی تھیں۔

اگرچہ گرم کپڑے سردی گرمی برابر پہنتے تھے۔ تاہم گرمیوں میں پسینہ بھی خوب آجاتا تھا مگر آپکے پسینہ میں کبھی بو نہیں آتی تھی خواہ کتنے ہی دن بعد کرتہ بدلیں۔ اور کیسا ہی موسم ہو۔

گردن مبارک آپ کی گردن متوسط لمبائی اور موٹائی میں تھی۔ آپ اپنے مطاع نبی کریم صلعم کی طرح ان کے اتباع میں ایک حد تک جسمانی زینت کا خیال ضرور رکھتے تھے۔ غسل جمعہ۔ حجامت۔ حنا۔ مسواک روغن اور خوشبو۔ کنگھی اور آئینہ کا استعمال برابر مسنون طریق پر آپ فرمایا کرتے تھے۔ مگر ان باتوں میں انہماک آپ کی شان سے بہت دُور تھا!

لباس سب سے اول یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ آپ کو کسی قسم کے خاص لباس کا شوق نہ تھا۔ آخری ایام کے کچھ سالوں میں آپکے پاس کپڑے سادے اور سلے سلائے بطور تحفہ کے بہت آتے تھے۔ خاص کر کوٹ صدری اور پائجامہ قمیض وغیرہ جو اکثر شیخ رحمت اللہ صاحب لاہوری ہر عید بقر عید کے موقعہ پر اپنے ہمراہ نذر لاتے تھے وہی آپ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ مگر علاوہ ان کے کبھی کبھی آپ خود بھی بنوا لیا کرتے تھے۔ عمامہ تو اکثر خود ہی خرید کر باندھتے تھے جس طرح

حوالہ نمبر 88 حوالہ نمبر 89

کھیت کو بہت سی بھرتی ڈلوا کر حضرت اُمّ المومنین نے تیار کروایا تھا۔ (اُس وقت نواب صاحب کی بیگم جو وہ مالیر کوٹلہ سے ساتھ لائے تھے، زندہ تھیں) یہ بات حضرت اُمّ المومنین کی ناراضگی کا موجب ہُوئی۔ اور حضرت اُمّ المومنین نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اِس ناراضگی کا اظہار کیا۔ حضورؑ نے نواب صاحب کو لکھا۔ جسپر نواب صاحب نے اُس زمین پر مکان بنانے کے اِرادہ کو ترک کیا۔ کہ اِس میں ابتدا ہی میں تنازع ہُوا ہے۔ یہ جگہ مبارک نہیں ہوسکتی۔ اور بعد میں دوسرے اصحاب نے بھرتی ڈلوا کر وہاں مکانات بنوا لئے۔ اور نواب صاحب نے مدرسہ تعلیم الاسلام کے پاس زمین خرید کرکے کوٹھی بنوائی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تعلقات محبت کے بڑھانے میں اُنہیں بڑی برکات حاصل ہُوئیں ٭

بال سفید

فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہمارے بال تیس سال کی عمر میں سفید ہونے شروع ہُوئے تھے۔ اور پھر جلد جلد سب سفید ہوگئے ٭

اُنہوں کجھ دِیدا ہے

حضرت مسیح موعود کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی سی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اُس نے کیا حرکت کی۔ کہ جس کمرے میں حضرت صاحبؑ بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے۔ وہاں ایک کونے میں گھڑا تھا جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے۔ وہاں اپنے کپڑے اُتار کر اور ننگی بیٹھ کر نہانے لگ گئی حضرت صاحبؑ اپنے کام تحریر میں مصروف رہے، اور کچھ خیال نہ کیا۔ کہ وہ کیا کرتی ہے۔ جب وہ نہا چکی تو ایک اور خادمہ اتفاقاً آ نکلی۔ اُس نے اُس نیم دیوانی کو ملامت کی۔ کہ حضرت صاحبؑ کے کمرے میں حضورؑ کی موجودگی کے وقت تو نے یہ کیا حرکت کی۔ تو اُسنے ہنسکر جواب دیا۔ اُنہوں کجھ دِیدا ہے۔ یعنی اُسے کیا دِکھائی دیتا ہے۔ حضور

حوالہ نمبر 90 حوالہ نمبر 91

تک مَیں نے ابھی بیعت نہ کی تھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے حضرت صاحب سے قدیم تعلقات تھے جو غالباً حضرت خلیفہ اول کے واسطے سے قائم ہوئے تھے۔ مگر مولوی صاحب موصوف نے بیعت کچھ عرصہ بعد کی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جماعت کے بہترین مقررین میں سے تھے۔ اور آواز کی غیر معمولی بلندی اور خوش الحانی کے علاوہ ان کی زبان میں غیر معمولی فصاحت اور طاقت تھی جو سامعین کو مسحور کر لیتی تھی۔

۶۷۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا۔ اعتکاف نہیں کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی۔ تسبیح نہیں رکھی۔ میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔ صدقہ نہیں کھایا۔ زکوٰۃ نہیں کھائی۔ صرف نذرانہ اور ہدیہ قبول فرماتے تھے۔ پیروں کی طرح مصلٰی اور خرقہ نہیں رکھا۔ رائج الوقت درود و وظائف (مثلاً پنجسورہ۔ دعائے گنج العرش۔ درود تاج۔ حزب البحر۔ دعائے سریانی وغیرہ) نہیں پڑھتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حج نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں آپ کے لئے مالی لحاظ سے انتظام نہیں تھا۔ کیونکہ ساری جائداد وغیرہ اوائل میں ہمارے دادا صاحب کے ہاتھ میں تھی اور بعد میں تایا صاحب کا انتظام رہا۔ اور اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہو گئے۔ کہ ایک تو آپ جہاد کے کام میں منہمک رہے دوسرے آپ کے لئے حج کا راستہ بھی مخدوش تھا۔ تاہم آپ کی خواہش رہتی تھی۔ کہ حج کریں۔ چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ نے آپ کے بعد آپ کی طرف سے حج بدل کروایا۔ اعتکاف ماموریت کے زمانہ سے قبل غالباً بیٹھے ہونگے مگر ماموریت کے بعد بوجہ قلمی جہاد اور دیگر مصروفیت کے نہیں بیٹھ سکے کیونکہ یہ نیکیاں اعتکاف سے مقدم ہیں۔ اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی۔ کہ آپ کبھی صاحب نصاب نہیں ہوئے۔ البتہ حضرت والدہ صاحبہ زیور پر زکوٰۃ دیتی رہی ہیں۔ اور تسبیح اور رسمی وظائف وغیرہ کے آپ قائل ہی نہیں تھے۔

۶۷۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کی آنکھوں میں مائی اوپیا تھا۔ اسی وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے۔ مگر نزدیک سے آخر عمر تک باریک حروف بھی پڑھ لیتے تھے۔ اور عینک کی حاجت محسوس نہیں کی۔ اور واللہ آنکھوں کی یہ حالت

حوالہ نمبر 92

بچّوں کو مارنا نہیں چاہیئے

مُدرسہ تعلیم الاسلام کے اساتذہ کو ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم بھیجا۔ کہ آئندہ جو استاد کسی لڑکے کو مارے گا۔ اُسے فوراً موقوف کر دیا جائے گا۔ حضورؑ اس امر کے بہت مخالف تھے۔ کہ استاد بچوں کو ماریں اور جھڑکا کریں ؁

چاند کیواسطے عینک

پہلی شب کے چاند دیکھنے کے واسطے عموماً حضرت صاحبؑ میری عینک لیا کرتے تھے۔ اگر مَیں اس وقت مسجد میں موجود نہ ہوتا۔ تو میرے گھر آدمی بھیجکر منگوا لیا کرتے تھے۔ لیکن ایک دفعہ جب عینک سے دیکھ لیتے تھے۔ کہ چاند کہاں ہے۔ تو پھر بغیر عینک کے بھی آپؑ کو چاند نظر آتا تھا ؁

مُبارک احمدؒ مرحُوم کی خاطر نماز جمعہ میں نہیں گئے

صاحبزادہ مرزا مبارک احمدؒ صاحب مرحوم کی مرض الموت کے ایام میں ایک جمعہ کے دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب معمول کپڑے بدل کر عصا ہاتھ میں لیکر جامع مسجد کو جانے کے واسطے طیار ہوئے۔ جب صاحبزادہ کی چار پائی کے پاس سے گذرتے ہُوئے ذرا کھڑے ہو گئے۔ تو صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن پکڑ لیا۔ اور اپنی چار پائی پر بٹھا دیا اور اُٹھنے نہ دیا۔ صاحبزادہ صاحب کی خاطر حضورؑ بیٹھے رہے۔ اور جب دیکھا۔ کہ بچہ اُٹھنے نہیں دیتا اور نماز جمعہ کیوقت میں دیر ہوتی ہے۔ تو حضورؑ نے کہلا بھیجا کہ جمعہ پڑھ لیں۔ اور حضورؑ کا انتظار نہ کریں ؁

بال بڑہانے کی دوائی

آخری عمر میں حضورؑ کے سر کے بال بہت پتلے اور ہلکے ہو گئے تھے۔ چونکہ بعض

حوالہ نمبر 93 حوالہ نمبر 94

۹۵ ۲۴ فروری ۱۹۰۶ء

شد جہانِ عشق بروئے آشکار[1]

۹۶ ۸ مارچ ۱۹۰۶ء

زلزلہ کے متعلق دُعا کی گئی۔ کہ کب آویگا۔ الہام ہُوا:۔

عَلٰی اُصُوْلِہٖ الْقَدِیْمِ[2]

۹۷

پھر الہام ہوا:۔

رَبِّ لَاتُرِنِیْ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ[3]

نوٹ:۔ پہلی کاپی کے بعد چند اوراق اور ملے۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اپنے قلم مبارک سے مندرجہ ذیل رؤیا والہامات لکھے ہوئے تھے۔ جو کہ خلافت لائبریری ربوہ میں موجود ہیں۔ (مرتب)

۱ ۲۵ جولائی ۱۸۹۲ء

مطابق ۳۰ ذی الحجہ روز شنبہ۔ آج مَیں نے بوقت صبح صادق چار بجے خواب میں دیکھا کہ ایک حویلی ہے۔ اس میں میری بیوی والدہ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہے۔ تب میں نے ایک مشک سفید رنگ میں پانی بھرا ہے۔ اور اس مشک کو اُٹھا کر لایا ہوں۔ اور وہ پانی لاکر ایک گھڑے میں ڈال دیا ہے۔ مَیں پانی کو ڈال چکا تھا کہ وُہ عورت جو بیٹھی ہوئی تھی، یکایک سُرخ اور خوش رنگ لباس پہنے ہُوئے میرے پاس آگئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جوان عورت ہے۔ پَیروں سے سر تک سُرخ لباس پہنے ہُوئے۔ شاید جالی کا کپڑا ہے۔ مَیں نے دل میں خیال کیا کہ وُہی عورت ہے جس کے لئے اشتہار دئے تھے۔ لیکن اس کی صُورت میری بیوی کی صُورت معلوم ہوئی۔ گویا اُس نے کہا۔ یا دل میں کہا کہ میں آگئی ہوں۔ مَیں نے کہا یا اللہ آجاوے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس سے دو چار روز پہلے خواب دیکھا تھا۔ کہ روشن بی بی میرے دالان کے دروازہ پر آکھڑی ہُوئی ہے۔ اور مَیں دالان کے اندر بیٹھا ہوں

[1] (ترجمہ از مرتب) عشق کا جہان اس پر کھُل گیا۔ [2] (ترجمہ از مرتب) یہ اپنے اصول پر۔
[3] (ترجمہ از مرتب) اَے میرے رب مجھے قیامت نما زلزلہ نہ دکھا۔

حوالہ نمبر 95

اب تم خود سمجھ سکتے ہو کہ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب جہل اور بے ایمانی اور ضلالت جو دوسری حدیثوں میں دخان کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے دنیا میں پھیل جائے گی اور زمین میں حقیقی ایمانداری ایسی کم ہو جائے گی کہ گویا وہ آسمان پر اٹھ گئی ہوگی اور قرآن کریم ایسا متروک ہو جائے گا کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا ہوگا۔ تب ضرور ہے کہ فارس کی اصل سے ایک شخص پیدا ہو اور ایمان کو ثریا سے لے کر پھر زمین پر نازل ہو۔ سو یقیناً سمجھو کہ نازل ہونے والا ابن مریم یہی ہے جس نے عیسیٰ بن مریم کی طرح اپنے زمانہ میں کسی ایسے شیخ والد روحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیدائش کا موجب ٹھہرتا۔ تب خدا تعالیٰ نے خود اس کا متولی ہو کر تربیت کی کنار میں لیا اور اس اپنے بندے کا نام ابن مریم رکھا۔ کیونکہ اس نے مخلوق میں سے اپنی روحانی والدہ کا تو منہ دیکھا جس کے ذریعہ سے اس نے قالب اسلام کا پایا لیکن حقیقت اسلام کی اس کو بغیر انسانوں کے ذریعہ کے حاصل ہوئی تب وہ وجود روحانی پا کر خدا تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے ماسوا سے اس کو موت دے کر اپنی طرف اٹھالیا اور پھر ایمان اور عرفان کے ذخیرہ کے ساتھ خلق اللہ کی طرف نازل کیا۔ سو وہ ایمان اور عرفان کا ثریا سے دنیا میں تحفہ لایا اور زمین جو سنسان پڑی تھی اور تاریک تھی اس کے روشن اور آباد کرنے کے فکر میں لگ گیا۔ پس مثالی صورت کے طور پر یہی عیسیٰ ابن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے۔ کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ میں سے کسی سلسلہ میں یہ داخل ہے۔ پھر اگر یہ ابن مریم نہیں تو کون ہے؟

اور اگر اب بھی تمہیں شک ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ مسلمانوں کے ساتھ جزئی اختلافات کی وجہ سے لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن لعّان نہیں ہوتا۔ لیکن ایک طریق بہت آسان ہے اور وہ درحقیقت قائم مقام مباہلہ ہی ہے جس سے کاذب اور صادق اور مقبول اور مردود کی تفریق ہو سکتی ہے۔ اور وہ یہ ہے جو ذیل میں موٹی قلم سے لکھتا ہوں۔

حوالہ نمبر 96

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ

الحمد لله الموفق انی کتبت ہذہ الرسالۃ والصحیفۃ الجالۃ لعلاج مرض المتنصرین الذی امتد مداہ وعرقتہم مُداہ واکلتہم نار انکار الفرقان۔ والعدول علیٰ کتاب اللہ القرآن۔ فاردنا ان ننجیہم من مخلب الحمام۔ ونریہم سوء داءہم ونہدیہم الی دواء السقام۔ فالفنا ہذا الکتاب مع انعام کثیر لمن اجاب۔ وھو خمسۃ الاف من الدراہم لکل من اتی بمثلہ واری العجائب۔ وھو بفضل اللہ حسن وطیب والطف وادق۔ وسمیتہ الحصۃ الاولیٰ من

نور الحق

"عسیٰ ربکم ان یرحمکم
وان عدتم عدنا وجعلنا جہنم
للکافرین حصیرا ان ہذا القرآن
یہدی للتی ھی اقوم ویبشر المؤمنین
الذین یعملون الصالحات ان لہم
اجرًا کبیرًا"

قد طبع فی المطبع المصطفائی پریس فی لاہور سنہ ۱۳۱۱ ہجری

بار اول جلد ۱۲۰۰

المهلة منا ثلثة اشهر للمعارضين فان لم يبارزوا ولن يبارزوا فاعلموا
تین مہینہ مہلت ہے اور اگر مقابل پر نہ آویں اور ہرگز نہ آوینگے پس یقیناً جانو

انهم كانوا من الكاذبين۔
کہ وہ جھوٹے ہیں۔

واعلموا ان هذا الانعام فی صورة اذا اتوا برسالة كمثل رسالتنا وجمالة
اور یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ انعام اس صورت میں ہے کہ جب بالمقابل رسالہ بعینہٖ ہمارے اس رسالہ کے

كمثل جمالتنا واثبتوا انفسهم كمماثلين ومشابهين۔ واما اذا ابوا وولوا
مشابہ ہو اور مماثلت اور مشابہت کو ثابت کریں۔ لیکن اگر بنانے سے انکار کریں

الدبر كالثعالب وما استطاعوا علی هذه المطالب وما تركوا اعادة توهين القرآن
اور لومڑیوں کی طرح پیٹھیں دکھلادیں اور ان مطالب پر قدرت نہ پاسکیں اور نہ توہین قرآن شریف کی

وما امتنعوا من قدح كتاب الله الفرقان وما تابوا من ان يسموا انفسهم مولويين
عادت کو چھوڑیں اور کتاب اللہ کی جرح و قدح سے باز نہ آویں

وما ازدجروا من سب رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين وما ازدجروا
اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دشنام دہی سے رکیں اور نہ اس بیہودگی سے اپنے تئیں

من قولهم ان القرآن ليس بفصيح وما تركوا سبيل التحقير والتوهين فعليهم
مولوی کہیں کہ قرآن فصیح نہیں ہے اور نہ توہین اور تحقیر کے طریق کو چھوڑیں پس ان پر خدا تعالیٰ

من الله الف لعنة فليقل القوم كلهم امين۔
کی طرف سے ہزار لعنت ہے پس چاہیئے کہ تمام قوم کہے کہ آمین۔

۱ لعنت ۲ لعنت ۳ لعنت ۴ لعنت ۵ لعنت ۶ لعنت
۷ لعنت ۸ لعنت ۹ لعنت ۱۰ لعنت ۱۱ لعنت ۱۲ لعنت
۱۳ لعنت ۱۴ لعنت ۱۵ لعنت ۱۶ لعنت ۱۷ لعنت ۱۸ لعنت
۱۹ لعنت ۲۰ لعنت ۲۱ لعنت ۲۲ لعنت ۲۳ لعنت ۲۴ لعنت

حوالہ نمبر 97 تا 101

۱۱۹

۲۵ لعنت ۲۶ لعنت ۲۷ لعنت ۲۸ لعنت ۲۹ لعنت ۳۰ لعنت ۳۱ لعنت
۳۲ لعنت ۳۳ لعنت ۳۴ لعنت ۳۵ لعنت ۳۶ لعنت ۳۷ لعنت ۳۸ لعنت
۳۹ لعنت ۴۰ لعنت ۴۱ لعنت ۴۲ لعنت ۴۳ لعنت ۴۴ لعنت ۴۵ لعنت
۴۶ لعنت ۴۷ لعنت ۴۸ لعنت ۴۹ لعنت ۵۰ لعنت ۵۱ لعنت ۵۲ لعنت
۵۳ لعنت ۵۴ لعنت ۵۵ لعنت ۵۶ لعنت ۵۷ لعنت ۵۸ لعنت ۵۹ لعنت
۶۰ لعنت ۶۱ لعنت ۶۲ لعنت ۶۳ لعنت ۶۴ لعنت ۶۵ لعنت ۶۶ لعنت
۶۷ لعنت ۶۸ لعنت ۶۹ لعنت ۷۰ لعنت ۷۱ لعنت ۷۲ لعنت ۷۳ لعنت
۷۴ لعنت ۷۵ لعنت ۷۶ لعنت ۷۷ لعنت ۷۸ لعنت ۷۹ لعنت ۸۰ لعنت
۸۱ لعنت ۸۲ لعنت ۸۳ لعنت ۸۴ لعنت ۸۵ لعنت ۸۶ لعنت ۸۷ لعنت
۸۸ لعنت ۸۹ لعنت ۹۰ لعنت ۹۱ لعنت ۹۲ لعنت ۹۳ لعنت ۹۴ لعنت
۹۵ لعنت ۹۶ لعنت ۹۷ لعنت ۹۸ لعنت ۹۹ لعنت ۱۰۰ لعنت ۱۰۱ لعنت
۱۰۲ لعنت ۱۰۳ لعنت ۱۰۴ لعنت ۱۰۵ لعنت ۱۰۶ لعنت ۱۰۷ لعنت ۱۰۸ لعنت
۱۰۹ لعنت ۱۱۰ لعنت ۱۱۱ لعنت ۱۱۲ لعنت ۱۱۳ لعنت ۱۱۴ لعنت ۱۱۵ لعنت
۱۱۶ لعنت ۱۱۷ لعنت ۱۱۸ لعنت ۱۱۹ لعنت ۱۲۰ لعنت ۱۲۱ لعنت ۱۲۲ لعنت
۱۲۳ لعنت ۱۲۴ لعنت ۱۲۵ لعنت ۱۲۶ لعنت ۱۲۷ لعنت ۱۲۸ لعنت ۱۲۹ لعنت
۱۳۰ لعنت ۱۳۱ لعنت ۱۳۲ لعنت ۱۳۳ لعنت ۱۳۴ لعنت ۱۳۵ لعنت ۱۳۶ لعنت
۱۳۷ لعنت ۱۳۸ لعنت ۱۳۹ لعنت ۱۴۰ لعنت ۱۴۱ لعنت ۱۴۲ لعنت ۱۴۳ لعنت
۱۴۴ لعنت ۱۴۵ لعنت ۱۴۶ لعنت ۱۴۷ لعنت ۱۴۸ لعنت ۱۴۹ لعنت ۱۵۰ لعنت
۱۵۱ لعنت ۱۵۲ لعنت ۱۵۳ لعنت ۱۵۴ لعنت ۱۵۵ لعنت ۱۵۶ لعنت ۱۵۷ لعنت
۱۵۸ لعنت ۱۵۹ لعنت ۱۶۰ لعنت ۱۶۱ لعنت ۱۶۲ لعنت ۱۶۳ لعنت ۱۶۴ لعنت
۱۶۵ لعنت ۱۶۶ لعنت ۱۶۷ لعنت ۱۶۸ لعنت ۱۶۹ لعنت ۱۷۰ لعنت ۱۷۱ لعنت
۱۷۲ لعنت ۱۷۳ لعنت ۱۷۴ لعنت ۱۷۵ لعنت ۱۷۶ لعنت ۱۷۷ لعنت ۱۷۸ لعنت
۱۷۹ لعنت ۱۸۰ لعنت ۱۸۱ لعنت ۱۸۲ لعنت ۱۸۳ لعنت ۱۸۴ لعنت ۱۸۵ لعنت
۱۸۶ لعنت ۱۸۷ لعنت ۱۸۸ لعنت ۱۸۹ لعنت ۱۹۰ لعنت ۱۹۱ لعنت ۱۹۲ لعنت
۱۹۳ لعنت ۱۹۴ لعنت ۱۹۵ لعنت ۱۹۶ لعنت ۱۹۷ لعنت ۱۹۸ لعنت ۱۹۹ لعنت
۲۰۰ لعنت ۲۰۱ لعنت ۲۰۲ لعنت ۲۰۳ لعنت ۲۰۴ لعنت ۲۰۵ لعنت ۲۰۶ لعنت
۲۰۷ لعنت ۲۰۸ لعنت ۲۰۹ لعنت ۲۱۰ لعنت ۲۱۱ لعنت ۲۱۲ لعنت ۲۱۳ لعنت
۲۱۴ لعنت ۲۱۵ لعنت ۲۱۶ لعنت ۲۱۷ لعنت ۲۱۸ لعنت ۲۱۹ لعنت ۲۲۰ لعنت
۲۲۱ لعنت ۲۲۲ لعنت ۲۲۳ لعنت ۲۲۴ لعنت ۲۲۵ لعنت ۲۲۶ لعنت ۲۲۷ لعنت
۲۲۸ لعنت ۲۲۹ لعنت ۲۳۰ لعنت ۲۳۱ لعنت ۲۳۲ لعنت ۲۳۳ لعنت ۲۳۴ لعنت
۲۳۵ لعنت ۲۳۶ لعنت ۲۳۷ لعنت ۲۳۸ لعنت ۲۳۹ لعنت ۲۴۰ لعنت ۲۴۱ لعنت
۲۴۲ لعنت ۲۴۳ لعنت ۲۴۴ لعنت ۲۴۵ لعنت ۲۴۶ لعنت ۲۴۷ لعنت ۲۴۸ لعنت
۲۴۹ لعنت ۲۵۰ لعنت ۲۵۱ لعنت ۲۵۲ لعنت ۲۵۳ لعنت ۲۵۴ لعنت ۲۵۵ لعنت
۲۵۶ لعنت ۲۵۷ لعنت ۲۵۸ لعنت ۲۵۹ لعنت ۲۶۰ لعنت ۲۶۱ لعنت ۲۶۲ لعنت

ص۱۳۰

۲۶۳ لعنت ۲۶۴ لعنت ۲۶۵ لعنت ۲۶۶ لعنت ۲۶۷ لعنت ۲۶۸ لعنت ۲۶۹ لعنت
۲۷۰ لعنت ۲۷۱ لعنت ۲۷۲ لعنت ۲۷۳ لعنت ۲۷۴ لعنت ۲۷۵ لعنت ۲۷۶ لعنت
۲۷۷ لعنت ۲۷۸ لعنت ۲۷۹ لعنت ۲۸۰ لعنت ۲۸۱ لعنت ۲۸۲ لعنت ۲۸۳ لعنت
۲۸۴ لعنت ۲۸۵ لعنت ۲۸۶ لعنت ۲۸۷ لعنت ۲۸۸ لعنت ۲۸۹ لعنت ۲۹۰ لعنت
۲۹۱ لعنت ۲۹۲ لعنت ۲۹۳ لعنت ۲۹۴ لعنت ۲۹۵ لعنت ۲۹۶ لعنت ۲۹۷ لعنت
۲۹۸ لعنت ۲۹۹ لعنت ۳۰۰ لعنت ۳۰۱ لعنت ۳۰۲ لعنت ۳۰۳ لعنت ۳۰۴ لعنت
۳۰۵ اللعنة ۳۰۶ اللعنة ۳۰۷ اللعنة ۳۰۸ اللعنة ۳۰۹ اللعنة ۳۱۰ اللعنة ۳۱۱ اللعنة
۳۱۲ اللعنة ۳۱۳ اللعنة ۳۱۴ اللعنة ۳۱۵ اللعنة ۳۱۶ اللعنة ۳۱۷ اللعنة ۳۱۸ اللعنة
۳۱۹ اللعنة ۳۲۰ اللعنة ۳۲۱ اللعنة ۳۲۲ اللعنة ۳۲۳ اللعنة ۳۲۴ اللعنة ۳۲۵ اللعنة
۳۲۶ اللعنة ۳۲۷ اللعنة ۳۲۸ اللعنة ۳۲۹ اللعنة ۳۳۰ اللعنة ۳۳۱ اللعنة ۳۳۲ اللعنة
۳۳۳ اللعنة ۳۳۴ اللعنة ۳۳۵ اللعنة ۳۳۶ اللعنة ۳۳۷ اللعنة ۳۳۸ اللعنة ۳۳۹ اللعنة
۳۴۰ اللعنة ۳۴۱ اللعنة ۳۴۲ اللعنة ۳۴۳ اللعنة ۳۴۴ اللعنة ۳۴۵ اللعنة ۳۴۶ اللعنة
۳۴۷ اللعنة ۳۴۸ اللعنة ۳۴۹ اللعنة ۳۵۰ اللعنة ۳۵۱ اللعنة ۳۵۲ اللعنة ۳۵۳ اللعنة
۳۵۴ اللعنة ۳۵۵ اللعنة ۳۵۶ اللعنة ۳۵۷ اللعنة ۳۵۸ اللعنة ۳۵۹ اللعنة ۳۶۰ اللعنة
۳۶۱ اللعنة ۳۶۲ اللعنة ۳۶۳ اللعنة ۳۶۴ اللعنة ۳۶۵ اللعنة ۳۶۶ اللعنة ۳۶۷ اللعنة
۳۶۸ اللعنة ۳۶۹ اللعنة ۳۷۰ اللعنة ۳۷۱ اللعنة ۳۷۲ اللعنة ۳۷۳ اللعنة ۳۷۴ اللعنة
۳۷۵ اللعنة ۳۷۶ اللعنة ۳۷۷ اللعنة ۳۷۸ اللعنة ۳۷۹ اللعنة ۳۸۰ اللعنة ۳۸۱ اللعنة
۳۸۲ اللعنة ۳۸۳ اللعنة ۳۸۴ اللعنة ۳۸۵ اللعنة ۳۸۶ اللعنة ۳۸۷ اللعنة ۳۸۸ اللعنة
۳۸۹ اللعنة ۳۹۰ اللعنة ۳۹۱ اللعنة ۳۹۲ اللعنة ۳۹۳ اللعنة ۳۹۴ اللعنة ۳۹۵ اللعنة
۳۹۶ اللعنة ۳۹۷ اللعنة ۳۹۸ اللعنة ۳۹۹ اللعنة ۴۰۰ اللعنة ۴۰۱ اللعنة ۴۰۲ اللعنة
۴۰۳ اللعنة ۴۰۴ اللعنة ۴۰۵ اللعنة ۴۰۶ اللعنة ۴۰۷ اللعنة ۴۰۸ اللعنة ۴۰۹ اللعنة
۴۱۰ اللعنة ۴۱۱ اللعنة ۴۱۲ اللعنة ۴۱۳ اللعنة ۴۱۴ اللعنة ۴۱۵ اللعنة ۴۱۶ اللعنة
۴۱۷ اللعنة ۴۱۸ اللعنة ۴۱۹ اللعنة ۴۲۰ اللعنة ۴۲۱ اللعنة ۴۲۲ اللعنة ۴۲۳ اللعنة
۴۲۴ اللعنة ۴۲۵ اللعنة ۴۲۶ اللعنة ۴۲۷ اللعنة ۴۲۸ اللعنة ۴۲۹ اللعنة ۴۳۰ اللعنة
۴۳۱ اللعنة ۴۳۲ اللعنة ۴۳۳ اللعنة ۴۳۴ اللعنة ۴۳۵ اللعنة ۴۳۶ اللعنة ۴۳۷ اللعنة
۴۳۸ اللعنة ۴۳۹ اللعنة ۴۴۰ اللعنة ۴۴۱ اللعنة ۴۴۲ اللعنة ۴۴۳ اللعنة ۴۴۴ اللعنة
۴۴۵ اللعنة ۴۴۶ اللعنة ۴۴۷ اللعنة ۴۴۸ اللعنة ۴۴۹ اللعنة ۴۵۰ اللعنة ۴۵۱ اللعنة
۴۵۲ اللعنة ۴۵۳ اللعنة ۴۵۴ اللعنة ۴۵۵ اللعنة ۴۵۶ اللعنة ۴۵۷ اللعنة ۴۵۸ اللعنة
۴۵۹ اللعنة ۴۶۰ اللعنة ۴۶۱ اللعنة ۴۶۲ اللعنة ۴۶۳ اللعنة ۴۶۴ اللعنة ۴۶۵ اللعنة
۴۶۶ اللعنة ۴۶۷ اللعنة ۴۶۸ اللعنة ۴۶۹ اللعنة ۴۷۰ اللعنة ۴۷۱ اللعنة ۴۷۲ اللعنة
۴۷۳ اللعنة ۴۷۴ اللعنة ۴۷۵ اللعنة ۴۷۶ اللعنة ۴۷۷ اللعنة ۴۷۸ اللعنة ۴۷۹ اللعنة
۴۸۰ اللعنة ۴۸۱ اللعنة ۴۸۲ اللعنة ۴۸۳ اللعنة ۴۸۴ اللعنة ۴۸۵ اللعنة ۴۸۶ اللعنة
۴۸۷ اللعنة ۴۸۸ اللعنة ۴۸۹ اللعنة ۴۹۰ اللعنة ۴۹۱ اللعنة ۴۹۲ اللعنة ۴۹۳ اللعنة
۴۹۴ اللعنة ۴۹۵ اللعنة ۴۹۶ اللعنة ۴۹۷ اللعنة ۴۹۸ اللعنة ۴۹۹ اللعنة ۵۰۰ اللعنة

(ٹائٹل پیج طبع بار ثانی)

الحمد للہ والمنت کہ رسالہ طیبہ مبارکہ

المسماۃ بہ

شہادۃِ القرآن

علیٰ

نزولِ المسیح الموعود فی آخرِ الزّمان

مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ میں

باہتمام

منشی غلام قادر صاحب

فصیح کے چھپا

التوائے جلسہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۳ء

ہم افسوس سے لکھتے ہیں کہ چند ایسے وجوہ ہم کو پیش آئے جنہوں نے ہماری رائے کو اس طرف مائل کیا کہ ابکی دفعہ اِس جلسہ کو ملتوی رکھا جائے اور چونکہ بعض لوگ تعجب کرینگے کہ اِس التواء کا موجب کیا ہے لہٰذا بطور اختصار کسی قدر ان وجوہ میں سے لکھا جاتا ہے۔

اوّل۔ یہ کہ اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کرلیں کہ اُنکے دل آخرت کیطرف بکلّی جھک جائیں اور اُنکے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بنجائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی اُنمیں پیدا ہو اور دینی مہمات کیلئے سرگرمی اختیار کریں لیکن اِس پہلے جلسہ کے بعد ایسا اثر نہیں دیکھا گیا بلکہ خاص جلسہ کے دنوں میں ہی بعض کی شکایت سُنی گئی کہ وہ اپنے بعض بھائیوں کی بدخوئی سے شاکی ہیں اور بعض اُس مجمع کثیر میں اپنا اپنے آرام کیلئے دوسرے لوگوں سے کج خلقی ظاہر کرتے ہیں گویا وہ مجمع ہی اُن کیلئے موجب ابتلاء ہوگیا۔ اور پھر میں دیکھتا ہوں کہ جلسہ کے بعد کوئی بہت عمدہ اور نیک اثر ابتک اس جماعت کے بعض لوگوں میں ظاہر نہیں ہوا اور اِس تجربہ کیلئے یہ تقریب پیش آئی کہ ان دنوں سے آجتک ایک جماعت کثیر مہمانوں کی اس عاجز کے پاس بطور تبادل رہتی ہے یعنی بعض آتے اور بعض جاتے ہیں اور بعض وقت یہ جماعت سو سو مہمان تک بھی پہنچ گئی ہے اور بعض وقت اس سے کم لیکن اِس اجتماع میں بعض دفعہ بباعث تنگی مکانات اور قلّت وسائل مہمانداری ایسے نالائق رنجش اور خودغرضی کی سخت گفتگو بعض مہمانوں میں باہم ہوتی دیکھی ہے کہ جیسے ریل میں بیٹھنے والے تنگی مکان کی وجہ ایک دوسرے سے لڑتے ہیں اور اگر کوئی بیچارہ عین ریل چلنے کے قریب اپنی گٹھری کے سمیت مارے اندیشہ کے دوڑتا دوڑتا اُن کے پاس پہنچ جاوے تو اُسکو دھکے دیتے اور دروازہ بند کرلیتے ہیں کہ ہم میں جگہ نہیں حالانکہ گنجائش نکل سکتی ہے مگر سخت دلی ظاہر کرتے ہیں اور وہ ٹکٹ لئے اور بقچہ اُٹھائے اِدھر اُدھر پھرتا ہے اور کوئی اُسپر رحم نہیں کرتا مگر آخر ریل کے ملازم جبراً اُسکو جگہ دلاتے ہیں۔ سو ایسا ہی یہ اجتماع بھی بعض اخلاقی حالتوں کے بگاڑنے کا ایک ذریعہ معلوم ہوتا ہے اور جبتک کہ اندار کے پُورے وسائل میسّر نہ ہوں اور جبتک خدا تعالےٰ ہماری جماعت میں اپنے خاص فضل سے کچھ مادہ رفق اور نرمی اور ہمدردی اور

حوالہ نمبر 102

خدمت اور جانکشی کا پیدا نہ کرے تب تک یہ جلسہ قرین مصلحت معلوم نہیں ہوتا حالانکہ دل تو یہی چاہتا ہے کہ مبایعین محض اللہ سفر کر کے آویں اور میری صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کر کے جائیں کیونکہ موت کا اعتبار نہیں۔ میرے دیکھنے میں مبایعین کو فائدہ ہے مگر مجھے حقیقی طور پر وہی دیکھتا ہے جو صبر کے ساتھ دین کو تلاش کرتا ہے اور فقط دین کو چاہتا ہے سو ایسے پاک نیت لوگوں کا آنا ہمیشہ بہتر ہے کسی جلسہ پر موقوف نہیں بلکہ دوسرے وقتوں میں وہ فرصت اور فراغت سے باتیں کر سکتے ہیں اور یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہے کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ نخواہ التزام اس کا لازم ہے بلکہ اس کا انعقاد صحت نیت اور حسن ثمرات پر موقوف ہے، ورنہ بغیر اسکے ہیچ! اور جب تک یہ معلوم نہ ہو اور تجربہ شہادت نہ دے کہ اس جلسہ سے دینی فائدہ یہ ہے اور لوگوں کے چال چلن اور اخلاق پر اس کا یہ اثر ہے تب تک ایسا جلسہ صرف فضول ہی نہیں بلکہ اس علم کے بعد کہ اس اجتماع سے نتائج نیک پیدا نہیں ہوتے ایک معصیت اور طریق ضلالت اور بدعت شنیعہ ہے میں ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے بعض پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھلانے کیلئے اپنے مبایعین کو اکٹھا کروں بلکہ وہ علت غائی جسکے لئے میں حیلہ نکالتا ہوں اصلاح خلق اللہ ہے پھر اگر کوئی امر یا انتظام موجب اصلاح نہ ہو بلکہ موجب فساد ہو تو مخلوق میں سے میرے جیسا اسکا کوئی دشمن نہیں اور اخی مکرم حضرت مولوی **نورالدین** صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے ابتک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للہی محبت باہم پیدا نہیں کی سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں اور انہیں سفلہ اور خود غرض اسقدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور ایکدوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایکدوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں اور اگرچہ نجیب اور سعید بھی ہماری جماعت میں بہت ـ بلکہ یقیناً دو سو سے زیادہ ہی ہیں جن پر خدا تعالیٰ کا فضل ہے جو نصیحتوں کو سنکر روتے اور عاقبت کو مقدم رکھتے ہیں اور انکے دلوں پر نصیحتوں کا عجیب اثر ہوتا ہے لیکن میں اسوقت کج دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور میں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا یہ کیا حال ہے یہ کونسی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے نفسانی لالچوں پر کیوں انکے دل گرے جاتے ہیں اور کیوں ایک بھائی دوسرے بھائی کو ستاتا اور اس سے بلندی چاہتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے

حوالہ نمبر 103

سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے اور میں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اُسپر بیٹھ نہ جاوے تو میری حالت پر افسوس ہے اگر میں نہ اُٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اُسکو نہ دوں اور اپنے لئے فرش زمین پسند نہ کروں اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں اُسکے مقابل پر امن سے سو رہوں اور اُسکے لئے جہانتک میرے بس میں ہے آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں بھی دیدہ و دانستہ اُس سے سختی سے پیش آؤں بلکہ مجھے چاہیئے کہ میں اُسکی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اُسکے لئے رو رو کر دُعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہے اور رُوحانی طور پر بیمار ہے اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اُس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہیئے کہ میں اُس سے ٹھٹھا کروں یا چیں برجبیں ہو کر تیزی دکھاؤں یا بدنیتی سے اُسکی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جبتک اُسکا دل نرم نہ ہو جبتک وہ اپنے تئیں ہریک سے ذلیل تر نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دُور نہ ہو جائیں خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جُھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونیکی علامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اسکی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اُسکو اُٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اُٹھتا تو چارپائی کو اُلٹا دیتا ہے اور اُسکو نیچے گرا دیتا ہے پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اُسکو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے پھر میں کس خوشی کی اُمید سے لوگوں کو جلسہ کیلئے اکٹھے کروں یہ دُنیا کے تماشوں میں سے کوئی تماشا نہیں ابھی تک میں جانتا ہوں کہ میں اکیلا ہوں بجز ایک مختصر گروہ رفیقوں کے جو دو سو سے کسی قدر زیادہ ہیں جنپر خدا کی خاص رحمت ہے جنمیں سے اوّل درجہ پر میرے خالص دوست اور محب مولوی حکیم نور الدین صاحب اور چند اور دوست ہیں جنکو میں جانتا ہوں کہ وہ صرف خدا تعالیٰ کیلئے میرے ساتھ تعلق محبت رکھتے ہیں اور میری باتوں اور نصیحتوں کو تعظیم کی نظر سے دیکھتے ہیں اور انکی آخرت پر نظر ہے سو وہ انشاء اللہ دونوں جہانوں میں میرے ساتھ ہیں اور میں اُنکے ساتھ ہوں۔ میں اپنے ساتھ اُن لوگوں کو کیا سمجھوں جنکے دل میرے ساتھ نہیں

× یہ باتیں ہماری طرف سے اپنی عزیز جماعت کیلئے بطور نصیحت کے ہیں دوسرا کوئی مجاز نہیں کہ کسی کا نام لیکر انکا تذکرہ کرے ورنہ وہ سب سے بڑھ کر گناہ اور فتنہ کی راہ اختیار کریگا۔

حوالہ نمبر 104

کیا گیا ہے۔ کہ اس جگہ ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے۔ جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں۔ جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں۔ ....
.... **مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے۔ جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے۔** اور خدا تعالیٰ نے مسیح کے اُترنے کی جگہ جو دمشق کو بیان کیا۔ تو یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ مسیح سے مُراد وہ اصل مسیح نہیں ہے۔ جس پر انجیل نازل ہوئی تھی۔ بلکہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا شخص مراد ہے۔ جو اپنی روحانی حالت کی رُو سے مسیح سے اور نیز امام حسین سے بھی مشابہت رکھتا ہے۔ کیونکہ دمشق پایۂ تخت یزید ہو چکا ہے۔ اور یزیدیوں کا منصوبہ گاہ جس سے ہزارہا طرح کے ظالمانہ احکام نافذ ہوئے۔ وہ دمشق ہی ہے۔ .... سو خدا تعالیٰ نے اس دمشق کو جس سے ایسے پر ظلم احکام نکلتے تھے۔ اور جس میں ایسے سنگ دل اور سیاہ دُرون لوگ پیدا ہو گئے تھے۔ اس غرض سے نشانہ بنا کر لکھا۔ کہ اب مثیل دمشق عدل اور ایمان پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر ہوگا۔ کیونکہ اکثر نبی ظالموں کی بستی میں ہی آتے رہے ہیں اور خدا تعالیٰ لعنت کی جگہوں کو برکت کے مکانات بناتا رہا ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۶۱ تا ۶۶)

۱۸۹۱ء | ۲۲۷

"قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا۔ کہ

أُخْرِجَ[1] مِنْهُ الْيَزِيدِيُّوْنَ

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۷۲، ۷۳، حاشیہ)

۱۸۹۱ء | ۲۲۸

(ل) "ایک صاف اور صریح کشف میں مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ ایک شخص حارث نام یعنی حراث[2] آنے والا جو ابوداؤد کی کتاب میں لکھا ہے۔ یہ خبر صحیح ہے۔ اور یہ پیشگوئی اور مسیح کے آنے کی پیشگوئی درحقیقت یہ دونوں اپنے مصداق کے رُو سے

---

[1] (ترجمہ از مرتب) یزیدی لوگ اس سے نکال دئے گئے۔

[2] حارث کے معنے زمیندار کے ہیں۔ اور حراث سے مراد بڑا زمیندار ہے۔ اور یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں پائی جاتی ہے۔ (مرتب)

حوالہ نمبر 105

یہ چند احکام بطور نمونہ ہم نے لکھے ہیں اس میں ایک تھوڑی سی عقل کا آدمی بھی سوچ سکتا ہے کہ بظاہر یہ تمام خطاب صحابہ کیطرف ہے لیکن درحقیقت تمام مسلمان ان احکام پر عمل کرنے کے لئے مامور ہیں نہ یہ کہ صرف صحابہ مامور ہیں وبس۔ غرض قرآن کا اصلی اور حقیقی اسلوب جس سے سارا قرآن بھرا پڑا ہے یہ ہے کہ اسکے خطاب کے مورد حقیقی اور واقعی طور پر تمام وہ مسلمان ہیں جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے گو بظاہر صورت خطاب صحابہ کیطرف راجع معلوم ہوتا ہے پس جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ یہ وعدہ یا وعید صحابہ تک ہی محدود ہے وہ قرآن کے عام محاورہ سے عدول کرتا ہے اور جب تک پورا ثبوت اس دعویٰ کا پیش نہ کرے تب تک وہ ایسے طریق کے اختیار کرنے میں ایک ملحد ہے۔ کیا قرآن صرف صحابہ کے واسطے ہی نازل ہوا تھا۔ اگر قرآن کے وعد اور وعید اور تمام احکام صحابہ تک ہی محدود ہیں تو گویا جو بعد میں پیدا ہوئے وہ قرآن سے بکلی بے تعلق ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْخُرَافَاتِ۔

اور یہ کہنا کہ حدیث میں آیا ہے کہ خلافت تیس سال تک ہوگی عجیب فہم ہے جس حالت میں قرآن کریم بیان فرماتا ہے کہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ[1] تو پھر اس کے مقابل پر کوئی حدیث پیش کرنا اور اسکے معنی مخالف قرآن قرار دینا معلوم نہیں کہ کس قسم کی سمجھ ہے اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے اُن حدیثوں پر عمل کرنا چاہیئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاصکر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اُسکی نسبت آواز آئیگی کہ هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيُّ۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے لیکن وہ حدیث جو معترض صاحب نے پیش کی ہے علماء کو اُس میں کئی طرح کا جرح ہے اور اسکی صحت میں کلام ہے کیا معترض نے غور نہیں کی جو آخری زمانہ کی نسبت بعض خلیفوں کے ظہور کی خبریں دیگئی ہیں کہ حارث آئیگا مہدی آئیگا۔ آسمانی خلیفہ آئیگا۔ یہ خبریں حدیثوں میں ہیں یا کسی اور کتاب میں۔ احادیث سے یہ ثابت ہے کہ زمانے تین ہیں۔

[1] الواقعۃ : ۴۰-۴۱

حوالہ نمبر 106

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی[1]۔ اِس کی تفصیل یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی اُستاد سے نہیں پڑھا تھا۔ مگر حضرت عیسےٰ اور حضرت موسےٰ مکتبوں میں بیٹھے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی اُستاد سے تمام توریت پڑھی تھی۔ غرض اسی لحاظ سے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی اُستاد سے نہیں پڑھا خدا آپ ہی اُستاد ہُوا۔ اور پہلے پہل خدا نے ہی آپ کو اِقْرَءْ کہا۔ یعنی پڑھ۔ اَور کسی نے نہیں کہا۔ اِس لئے آپ نے خاص خدا کے زیر تربیت تمام دینی ہدایت پائی اور دوسرے نبیوں کے دینی معلومات انسانوں کے ذریعہ سے بھی ہوئے۔ سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا۔ سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کریگا۔ اور قرآن اور حدیث میں کسی اُستاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو مَیں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ مَیں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔ یا کسی مفسر یا محدّث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ پس یہی مہدویت ہے جو نبوّت محمّدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے۔ اور اسرارِ دین بلا واسطہ میرے پر کھولے گئے۔ اور جس طرح مذکورہ بالا وجہ سے آنے والا مہدی کہلائے گا اسی طرح وہ مسیح بھی کہلائیگا کیونکہ اس میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی روحانیت بھی اثر کرے گی۔ لہذا وہ عیسیٰ ابن مریم بھی کہلائیگا اور جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے اپنے خاصۂ مہدویت کو اس کے اندر پھونکا۔

۞ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عبد بھی ہے اور اس لئے خدا نے عبد نام رکھا کہ اصل عبودیت کا خضوع اور ذُلّ ہے اور عبودیت کی حالت کاملہ وہ ہے جس میں کسی قسم کا غلوّ اور بلندی اور عُجب نہ رہے اور صاحب اس حالت کا اپنی عملی تکمیل محض خدا کی طرف سے دیکھے۔ اور کوئی ہاتھ درمیان نہ دیکھے*۔ عرب کا محاورہ ہے کہ وہ کہتے ہیں مور

* نوٹ۔ یہ مرتبہ عبودیت کاملہ جو انسان اپنی عملی تکمیل محض خدا تعالیٰ کی طرف سے دیکھے بجز اس مہدیٔ کامل کی جس کی عملی تکمیل تمام دکمال محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ہوئی ہو دوسرے کو میسّر نہیں آسکتا کیونکہ اپنی جد وجہد اور کوشش کا اثر ضرور ایک ایسا خیال پیدا کرتا ہے کہ جو عبودیت تامہ کے منافی ہے۔ اس لئے مرتبہ عبودیت کاملہ بھی بوجہ اس کے جو مرتبہ مہدویت کاملہ کے تابع ہے بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے کو بوجہ کمال حاصل نہیں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء فاشھدوا انا نشھد ان محمدًا عبد اللہ و رسولہ۔ منہ

[1] الضحیٰ: ۸

حوالہ نمبر 107

پھر ماسوا اس کے اگر اس وجہ سے انکار کیا جاتا ہے کہ یہ امر خارق عادت ہے۔ تو کیا بموجب اصول آریوں کے وید کے بعد الہام الٰہی ہونا یہ خارق عادت امر نہیں ہے پس جبکہ لیکھرام کی موت نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ وہ قادر خدا اس زمانہ میں بھی برخلاف وید کے مقرر کردہ قانون قدرت کے الہام کرتا ہے تو وید کا سارا قانون قدرت دریا بُرد ہو گیا اس صورت میں وید کی بات کا کوئی بھی اعتبار نہ رہا۔ ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اُس پر اعتبار نہیں رہتا اور اگر لیکھرام والی پیش گوئی سے تسلی نہیں ہوئی تو پھر درخواست کرنے سے اور کوئی ذریعہ تسلی کا پیدا ہو سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی صدہا الہامی پیشگوئیاں جو پوری ہو چکی ہیں تسلی دے سکتی ہیں۔ غرض وید کا قانون قدرت ایسا جھوٹا ثابت ہوا کہ ساتھ ہی وید کو بھی لے ڈوبا۔ پھر اسی بناء پر اعتراض کرنا حیا سے بعید ہے۔ ظاہر ہے کہ وید نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کے بعد خدا کی قوتِ تکلّم ہمیشہ کے لئے مسلوب رہے گی مگر ہم نے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ ثابت کر دیا کہ وید نے جو کچھ دعویٰ کیا ہے اور جو کچھ آئندہ کے لئے خدا کے الہام کے بارہ میں لکھا ہے کہ وہ محال اور قانون قدرت کے برخلاف ہے وہ سراسر جھوٹ اور خلاف حق ہے بلکہ خدا ہمیشہ اپنے بندوں کو الہام کرتا ہے تو پھر بتلاؤ کہ اس کے بعد بار بار اُسی وید کو پیش کرنا جس کے قانون قدرت کا نمونہ ہم دیکھ چکے ہیں۔ کس قدر خلاف حیا و شرم ہے۔

۲۲۳

غرض لیکھرام کی موت نے ثابت کر دیا کہ وید کی یہ تعلیم سراسر غلط ہے کہ اس کے بعد الہام نہیں ہے تو پھر وید کے مقرر کردہ قانون قدرت پر اعتبار کیا رہا۔ خدا تعالیٰ کے کروڑ ہا قانون قدرت ابھی مخفی ہیں اور آہستہ آہستہ ظاہر ہو رہے ہیں مگر افسوس ان لوگوں پر کہ دانستہ آنکھ بند کر لیتے ہیں اگر یورپ کا کوئی شخص یہ بات ظاہر کرے کہ میں پتھر میں سے پانی نکال سکتا ہوں یا تمام پتھر کو پانی بنا سکتا ہوں تو اُس کے مقابل پر یہ لوگ دم بھی نہ ماریں اور فی الفور آمنّا و صدّقنا کہنے لگیں مگر خدا کے کلام نے جو کچھ بیان کیا اُس کو نہیں مانتے۔

حوالہ نمبر 108

ہونے کا دعوی کرکے قوم کا مصلح قرار نہیں دیتا اور نہ نبوت اور رسالت کا مدعی بنتا ہے۔ اور محض ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا رسوخ جتلانے کے لئے دعوی کرتا ہے کہ مجھے یہ خواب آئی۔ اور یا الہام ہوا اور جھوٹ بولتا ہے یا اس میں جھوٹ ملاتا ہے وہ اس نجاست کے کیڑے کی طرح ہے جو نجاست میں ہی پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مرجاتا ہے۔ ایسا خبیث اس لائق نہیں کہ خدا اس کو یہ عزت دے کہ تونے اگر میرے پر افترا کیا تو میں تجھے ہلاک کردوں گا بلکہ وہ بوجہ اپنی نہایت درجہ کی ذلت کے قابل التفات نہیں کوئی شخص اس کی پیروی نہیں کرتا کوئی اس کو نبی یا رسول یا مامور من اللہ نہیں سمجھتا۔ ماسوا اس کے یہ بھی ثابت کرنا چاہیئے کہ اس مفتریانہ عادت پر برابر تیئیس برس گذر گئے۔ ہمیں حافظ محمد یوسف صاحب کی بہت کچھ واقفیت نہیں مگر یہ بھی امید نہیں۔ خدا ان کے اندرونی اعمال بہتر جانتا ہے۔ ان کے دو قول تو ہمیں یاد ہیں۔ اور سنا ہے کہ اب وہ ان سے انکار کرتے ہیں (۱) ایک یہ کہ چند سال کا عرصہ گذرا ہے کہ بڑے بڑے جلسوں میں انہوں نے بیان کیا تھا کہ مولوی عبداللہ غزنوی نے میرے پاس بیان کیا کہ آسمان سے ایک نور قادیان پر گرا اور میری اولاد اس سے بے نصیب رہ گئی۔ (۲) دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ نے انسانی تمثل کے طور پر ظاہر ہوکر ان کو کہا کہ مرزا غلام احمد حق پر ہے کیوں لوگ اس کا انکار کرتے ہیں۔ اب مجھے خیال آتا ہے کہ اگر حافظ صاحب ان دو واقعات سے اب انکار کرتے ہیں جن کو بار بار بہت سے لوگوں کے پاس بیان کرچکے ہیں تو نعوذ باللہ بے شک انہوں نے خدا تعالیٰ پر افترا کیا ہے+۔ کیونکہ جو شخص سچ کہتا ہے اگر وہ مر بھی جائے تب بھی انکار نہیں کرسکتا

+ میں ہرگز قبول نہیں کرونگا کہ حافظ صاحب ان ہر دو واقعات سے انکار کرتے ہیں۔ ان واقعات کا گواہ صرف میں ہوں بلکہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت گواہ ہے اور کتاب "ازالہ اوہام" میں ان کی زبانی مولوی عبداللہ صاحب کا کشف درج ہوچکا ہے۔ میں تو یقیناً جانتا ہوں کہ حافظ صاحب ایسا کذب صریح ہرگز زبان پر نہیں لائیں گے گو قوم کی طرف سے ایک بڑی مصیبت میں گرفتار ہوجائیں۔ ان کے بھائی محمد یعقوب نے تو انکار نہیں کیا تو وہ کیونکر کریں گے۔ جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔ منہ

حوالہ نمبر 109 حوالہ نمبر 110

مطبع
ضیاء
الاسلام
میں حکیم فضل الدین
کے اہتمام سے
چھپ کر شائع ہوا

کر دو نگو اس کے گھر تک پہنچا دیں کیونکہ مکاروں اور خیانت پیشوں کی سزا واجبی یہی ہے کہ ان کے خیانت کے
طریقوں کو پوشیدہ نہ رکھا جائے اور ست اور اَسَت کو کھول دیا جائے اسی غرض سے ہم نے اس وسیلہ کو
لکھا ہے تا غلط بیانی کے بیجا الزام کا فیصلہ ہو جائے کیونکہ یہ تین بدزبانیاں جو میری نسبت کی گئیں اور کہا گیا کہ
یہ شخص غلط بیان اور قدیمی متعصب اور خبیث النفس ہے یہ ایسا خباثت سے بھرا ہوا بہتان ہے کہ کوئی
صادق آدمی اس پر صبر نہیں کر سکتا اور نیز اس پر خاموش رہنے سے خلق اللہ کو ضرر پہنچتا ہے اور پبلک کو دھوکا
لگتا ہے غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور بدذات آدمیوں کا کام ہے
کہ جو نہ خدا سے ڈریں اور نہ خلقت کے لعن و طعن کی پروا رکھیں اور چونکہ ناحق ان لوگوں نے گالیاں دیکر اور یہ بھی

میرے خیال میں نفسانی شرم نے ان کو اجازت نہیں دی اور جب میرے بعض مخلصوں نے ان کو وہ مقام پڑھ
کر سنایا تو پھر دوسرا عذر یہ پیش ہوا کہ یہ طریق اس حالت میں ہے کہ جب خاوند ہرگز عورت کے پاس جا نہ سکے۔
پھر جب کھول کر بتلایا گیا کہ ستیارتھ پرکاش میں یہ صاف لکھا ہے کہ ایسا مرد جو ہونا قابل اولاد ہو یعنی اس میں
وہ مادہ ہی حاصل ہیں جو صحبت کرنے پر تو پورے قادر ہیں مگر ستی قابل اولاد نہیں شادی میں کیڑے نہیں یا کچی
ہے۔ یہ نہیں لکھا کہ ایسا ہو کہ ہرگز صحبت نہ کر سکتا ہو بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ اگر مرد قابل اولاد ہو مگر لڑکیاں
ہی پیدا ہوتی ہوں تب بھی نیوگ ہوگا تو یہ جواب سنکر وہ لوگ خاموش ہو گئے اور ان میں سے ایک
پنڈت جی بولے کہ بے شک ایسی حالتوں میں بھی نیوگ کرانا کچھ مضائقہ نہیں اور ہم ایسے نیوگ پر راضی
ہیں۔ غرض اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ عام ہدایت وید کی یہی ہے کہ آریہ لوگ ضرورتوں کے وقت اپنی بیویوں
اور بہو بیٹیوں سے نیوگ کرایا کریں مگر ظاہر ہے کہ انسانی کانشنس اس کو قبول نہیں کرتا اور صرف ان کی
فطرتی حمیت اور غیرت ہزار بیزاری سے اس کام پر لعنت بھیجتی ہے اور انسان تو انسان ایک مرغ بھی اپنی
مرغیوں کے لئے غیرت رکھتا ہے۔ اب حاصل کلام یہ ہے کہ اگر اس بارہ میں کوئی اور آریہ صاحب بھی بحث
کرنا چاہتے ہوں تو ہم اپنے خرچ سے ان کو ان کی درخواست پر قادیان میں بلا سکتے ہیں اور ہر اگست
۹۵ء تک مہلت ہے۔

راقم میرزا غلام احمد

۳۱ جولائی ۱۸۹۵ء قادیان ضلع گورداسپور

حوالہ نمبر 111

شائع کردیا اور شائع بھی ایسا کیا کہ شاید ایک یا دو ہفتہ تک دس ہزار مرد و عورت تک ہماری درخواست نکاح اور ہمارے مضمون الہام سے بخوبی اطلاع یاب ہوگئے ہونگے اور پھر زبانی اشاعت پر اکتفا نہ کرکے اخباروں میں ہمارا خط چھپوایا اور بازاروں میں ان کے دکھلانے سے وہ خط جابجا پڑھا گیا اور عورتوں اور بچوں تک اس خط کے مضمون کی منادی کی گئی۔ اب جب مرزا نظام الدین کی کوشش سے وہ خط ہمارا نور افشاں میں بھی چھپ گیا۔ اور عیسائیوں نے اپنے مادہ کے موافق بیجا افترا کرنا شروع کیا تو ہم پر فرض ہوگیا کہ اپنے قلم سے اصلیت کو ظاہر کریں۔ بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محکِ امتحان نہیں ہوسکتا اور نیز یہ پیشگوئی ایسی بھی نہیں کہ جو پہلے پہل اسی وقت میں ہم نے ظاہر کی ہے بلکہ مرزا امام الدین و نظام الدین اور اس جگہ کے تمام آریہ اور نیز لیکھرام پشاوری اور صدہا دوسرے لوگ خوب جانتے ہیں کہ کئی سال ہوئے کہ ہم نے اسی کے متعلق مجملاً ایک پیشگوئی کی تھی یعنے یہ کہ ہماری برادری میں سے ایک شخص احمد بیگ نام فوت ہونیوالا ہے۔ اب منصف آدمی سمجھ سکتا ہے کہ وہ اس پیشگوئی کا ایک شعبہ تھی یا یوں کہو کہ یہ تفصیل اور وہ اجمال تھی اور اس میں تاریخ اور مدت ظاہر کی گئی اور اس میں تاریخ اور مدت کا کچھ ذکر نہ تھا اور اس میں شرائط کی تصریح کی گئی اور وہ ابھی اجمالی حالت میں تھی۔ سمجھدار آدمی کیلئے یہ کافی ہے کہ پہلی پیشگوئی اُس زمانہ کی ہے کہ جبکہ ہنوز وہ لڑکی نابالغ تھی اور جبکہ یہ پیشگوئی بھی اسی شخص کی نسبت ہے جس کی نسبت اب سے پانچ برس پہلے کی گئی تھی یعنے اُس زمانہ میں جبکہ اُس کی یہ لڑکی آٹھ یا نو برس کی تھی تو اس پر نفسانی افترا کا گمان کرنا اگر حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

(خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ پنجاب) ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء۔

حوالہ نمبر 112

اب دیکھو کہ ایک طرف تو یہ شخص میرے مسیح موعود ہونے کا اقرار کرتا ہے اور نہ صرف اقرار بلکہ میری تصدیق کے بارہ میں ایک خواب بھی پیش کرتا ہے جو سچی نکلی۔

پھر اسی کتاب کے آخر میں اور نیز اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام دجال اور شیطان بھی رکھتا ہے اور مجھے خائن اور حرامخور اور کذاب ٹھیراتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ عبدالحکیم خان نے اپنے ان دونوں متناقض بیانوں میں چند روز کا بھی فرق نہیں رکھا۔ ایک طرف تو مجھے مسیح موعود کہا اور اپنے خواب کے ساتھ میری تصدیق کی اور پھر ساتھ ہی دجّال اور کذّاب بھی کہہ دیا۔ مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کہ ایسا کیوں کیا مگر ہر ایک کو سوچنا چاہیئے کہ اس شخص کی حالت ایک مختبط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔ ایک طرف تو مجھے سچا مسیح قرار دیتا ہے بلکہ میری تصدیق میں ایک سچی خواب پیش کرتا ہے جو پوری ہوگئی۔ اور دوسری طرف مجھے سب کافروں سے بدتر سمجھتا ہے کیا اس سے بڑھکر کوئی اور تناقض ہوگا۔ اور جن عیبوں کو وہ میری طرف منسوب کرتا ہے اُسکو خود سوچنا چاہیئے تھا کہ جب خواب کی رو سے میری سچائی کی اُسکو تصدیق ہو چکی تھی بلکہ میری تصدیق کیلئے خدا نے حسن بیگ کو طاعون سے ہلاک بھی کر دیا تھا✠ تو کیا ایک دجّال کیلئے خدا نے اسکو مارا اور کیا خدا کو وہ عیب معلوم نہ تھے جو بیس[۲۰] سال کے بعد اُسکو معلوم ہو گئے✠۔ اور یہ عذر اُس کا قابلِ قبول نہ ہوگا کہ مجھ کو شیطانی خوابیں آتی ہونگی اور یہ بھی ایک شیطانی خواب تھی۔ کیونکہ یہ تو ہم قبول کر سکتے ہیں کہ اُس کو بوجہ فطرتی مناسبت کے شیطانی خوابیں آتی ہوں گی اور شیطانی الہام

✠ اب عبدالحکیم کیلئے لازم ہے کہ محمد حسن بیگ کی قبر پر جا کر رو دے کہ اے بھائی تُو تکذیب میں سچا تھا اور میں جھوٹا۔ میرا گناہ معاف کر اور خدا سے معلوم کر کے مجھے بتلا کہ ایک کذاب اور دجّال کیلئے کیوں اُس نے تجھے ہلاک کر دیا۔ منہ

✠ یہ بات بھی غور کے لائق ہے کہ جو شخص بیس سال تک تحریر اور تقریر میں میری تائید کرتا اور مخالفوں کے ساتھ جھگڑتا رہا۔ اب بیس[۲۰] سال کے بعد کونسی نئی بات اُسکو معلوم ہوئی۔ جو عیب اُس نے لکھے ہیں وہ تو وہی ہیں جن کا جواب وہ آپ دیا کرتا تھا۔ منہ

حوالہ نمبر 113

کیا گیا ہے یعنے یہ کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں اور مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہوں۔ اور مامور من اللہ ہوں اور میری صداقت کا نشان یہ پیشگوئی ہے۔ اب آپ اگر کچھ بھی اللہ جلّشانہ، کا خوف رکھتے ہیں تو سمجھ سکتے کہ ایسی پیشگوئی جو منجانب اللہ ہونے کیلئے بطور ثبوت کے پیش کی گئی ہے اُسی حالت میں سچّی ہو سکتی تھی کہ جب درحقیقت یہ عاجز منجانب اللہ ہو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ایک مُفتری کی پیشگوئی کو جو ایک جھوٹے دعوے کے لئے بطور شاہد صدق بیان کی گئی ہرگز سچّی نہیں کر سکتا۔ وجہ یہ کہ اِس میں خلق اللہ کو دھوکا لگتا ہے جیسا کہ اللہ جلّشانہ، خود مدعی صادق کیلئے یہ علامت قرار دیکر فرماتا ہے وان یک صادقاً یصبکم بعض الذی یعدکم[1] اور فرماتا ہے فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً ۝ الا من ارتضیٰ من رسول[2] رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور محدّث داخل ہیں۔ پس اِس پیشگوئی کے الہامی ہونے کیلئے ایک مسلمان کیلئے یہ دلیل کافی ہے جو منجانب اللہ ہونے کے دعویٰ کے ساتھ یہ پیشگوئی بیان کی گئی اور خدا تعالیٰ نے اُس کو سچّی کر کے دِکھلا دیا اور اگر آپکے نزدیک یہ ممکن ہے کہ ایک شخص دراصل مُفتری ہو اور سراسر دروغگوئی سے کہے کہ مَیں خلیفۃ اللہ اور مامور من اللہ اور مجدّدِ وقت اور مسیح موعود ہوں اور میرے صدق کا نشان یہ ہے کہ اگر فلاں شخص مجھے اپنی بیٹی نہیں دیگا اور کسی دُوسرے سے نکاح کرے گا تو نکاح کے بعد تین برس تک بلکہ اس سے بہت قریب فوت ہو جائے گا اور پھر ایسا ہی واقعہ ہو جائے تو برائے خدا اس کی نظیر پیش کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ مرنے کے بعد اِس انکار اور تکذیب اور تکفیر سے پُوچھے جاؤ گے۔ خدا تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذّاب[3] سوچکر دیکھو کہ اِس کے یہی معنی ہیں جو شخص اپنے دعویٰ میں کاذب ہو اُسکی

[1] المؤمن، ۲۹ [2] الجن، ۲۸ [3] المؤمن، ۲۹

حوالہ نمبر 114

پیشگوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی۔ شیخ صاحب اب وقت ہے سمجھ جاؤ اور اُس دن سے ڈرو جس دن کوئی شیخی پیش نہیں جائے گی۔ اور اگر کوئی نجومی یا رمّال یا جفری اِس عاجز کی طرح دعویٰ کرکے کوئی پیشگوئی دِکھلا سکتا ہے تو اس کی نظیر پیش کرو اور چند اخباروں میں درج کرا دو۔ اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہیں کر سکو گے اور ایسا نجومی ہلاک ہوگا۔ خدا تعالیٰ تو اپنے نبی کو فرماتا ہے کہ اگر وہ ایک قول بھی اپنی طرف سے بناتا تو اُس کی رگِ جان قطع کی جاتی۔ پھر یہ کیونکر ہو کہ بجائے رگِ جان قطع کی جانے کے اللہ جلّشانہٗ اِس عاجز کو جو آپ کی نظر میں کافر مُفتری دجّال کذّاب ہے دشمنوں کے مقابل پر یہ عزّت دے کہ تائید دعوے میں پیشگوئی پُوری کرے۔ کبھی دُنیا میں یہ ہُوا ہے کہ کاذب کی خدا تعالیٰ نے ایسی مدد کی ہو کہ وہ گیارہ برس سے خدا تعالیٰ پر یہ افترا کر رہا ہو کہ اُس کی وحی ولایت اور وحی محدثیت میرے پر نازل ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اُس کی رگِ جان نہ کاٹے بلکہ اُس کی پیشگوئیوں کو پُورا کرکے آپ جیسے دشمنوں کو منفعل اور نادم اور لاجواب کرے اور آپ کی کوشش کا نتیجہ یہ ہو کہ آپ کی تکفیر سے پہلے تو کل ۷۵ آدمی سالانہ جلسہ میں شریک ہوں اور بعد آپ کی تکفیر اور جانکاہی اور لوگوں کے روکنے کے تین سَو ستائیس احباب اور مخلص جلسہ اشاعتِ حق پر دَوڑے آویں۔ اب اِس سے زیادہ کیا لکھوں مَیں اِس خط کو انشاء اللہ چھاپ کر شائع کر دُونگا اور مجھے اِس بات کی ضرورت نہیں کہ اِس الہامی پیشگوئی کی آزمایش کے لئے بٹالہ میں کوئی مجلس مقرر کروں مناسب ہے کہ آپ بھی اپنے اشاعۃ السنّہ میں میرے اِس خط کو شائع کر دیں اور یہ بات بھی ساتھ لکھدیں کہ اب آپ کو قبول کرنے میں کیا عُذر ہے خود منصف لوگ دیکھ لیں گے کہ وہ عُذر صحیح یا غلط ہے۔

یہ الفاظ زبان پر جاری ہوئے۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَوْصَلَنِیْ صَحِیْحًا۔[۱]
(الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۳ و بدر جلد ۲ نمبر ۳ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲)

۹۷۹ — ۱۴ جنوری ۱۹۰۶ء

(۱) کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ (۲) سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ (۳) ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔
(ترجمہ) خدا نے ابتداء سے مقدر کر چھوڑا ہے۔ کہ وہ اور اس کے رسول غالب رہیں گے (۲) خدائے رحیم کہتا ہے کہ سلامتی ہے۔ یعنی خائب و خاسر کی طرح تیری موت نہیں ہے۔ اور یہ کلمہ کہ ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ قبل از موت مکی فتح نصیب ہوگی۔ جیسا کہ وہاں دشمن کو قہر کیساتھ مغلوب کیا گیا تھا۔ اسی طرح یہاں بھی دشمن قہری نشانوں سے مغلوب کئے جائیں گے۔ دوسرے یہ معنے ہیں۔ کہ قبل از موت مدنی فتح نصیب ہوگی۔ خود بخود لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہو جائیں گے۔ فقرہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ مکہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور فقرہ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔ مدینہ کی طرف۔"
(بدر جلد ۲ نمبر ۳ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

۹۸۰ — ۱۵ جنوری ۱۹۰۶ء

"تزلزل در ایوانِ کسریٰ فتاد۔"[۲]
(بدر جلد ۲ نمبر ۳ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۳ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(بقیہ حاشیہ) کا ہے۔ یہ ایک پیشگوئی تھی جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ آپ کا مثیل دہلی جائیگا۔ لوگ اس پر پتھراؤ کریں گے۔ یہ جو سنگباری کی گئی در اصل مجھ پر تھی۔ جسے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مسند پہ بٹھایا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ آپ کو یعنی آپ کے مظہر کو صحیح و سالم واپس قادیان لائیگا۔ ..... یہ جو کہا گیا ہے کہ مجھے صحیح و سالم پہونچا دیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض دوسروں کو نقصان پہونچے گا۔" (الفضل جلد ۳۲ نمبر ۱۰۲ مورخہ ۳ مئی ۱۹۴۴ء صفحہ ۵)

[۱] (ترجمہ) سب حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے صحیح و سالم پہنچا دیا۔

[۲] (ترجمہ از مرتب) شاہِ ایران کے محل میں تزلزل پڑ گیا۔ (نوٹ از مرتب) چنانچہ اس الہام کے بعد بالکل خلاف توقع ایران میں جلد ہی شورِ بغاوت برپا ہوا۔ اور مظفر الدین شاہ ایران نے مجبوراً بتاریخ

حوالہ نمبر 115

	نور احمد نے کہا کہ خدا کی قدرت سے کیا تعجب کہ وہ لڑکا دے۔ اس سے قریباً تین برس کے بعد جیسا کہ ابھی لکھتا ہوں دہلی میں میری شادی ہوئی اور خدا نے وہ لڑکا بھی دیا اور تین اور عطا کئے۔ اس بیان کی تمام یہ لوگ تصدیق کریں گے بشرطیکہ قسم نمونہ نمبر ۲ دے کر پوچھا جائے۔ اور حافظ نور احمد سخت مخالف ہے مگر نمونہ نمبر ۲ کی قسم اس کو بھی سچ بولنے پر مجبور کرے گی۔
۱۰	تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السُّنۃ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اُس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آجکل کوئی الہام ہوا ہے؟ مَیں نے اُسکو یہ الہام سُنایا۔ جس کو مَیں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سُنا چکا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ بِکْرٌ و ثَيِّبٌ۔ جس کے یہ معنے اُن کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے مَیں نے ظاہر کئے کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا پُورا ہو گیا۔ اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر اِس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔ مَیں نہیں یقین کر سکتا کہ مولوی محمد حسین بوجہ شدّتِ عناد اور تعصب اِس پیشگوئی کی نسبت اپنی واقفیت بیان کر سکے۔ لیکن اگر حلف مطابق نمونہ نمبر ۲ دیجائے تو اِس صورت میں اُمید ہے کہ سچ بول دے۔
۱۱	تخمیناً سولہ برس کا عرصہ گذرا ہے کہ مَیں نے شیخ حامد علی اور لالہ شرمپت کھتری ساکن قادیان اور لالہ ملاوا مل کھتری ساکن قادیان اور جان محمد مرحوم ساکن قادیان اور بہت سے اور لوگوں کو یہ خبر دی تھی کہ خدا نے اپنے الہام سے مجھے اطلاع دی ہے کہ

صـ۲۵

حوالہ نمبر 116

ماں ہوگی۔ اس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تفاؤل کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ کبھی ناموں میں بھی اس کی پیشگوئی مخفی ہوتی ہے۔"
(تریاق القلوب صفحہ ۶۴، ۶۵)

تخمیناً ۱۸۸۱ء — ۵۹

"تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے کہ مجھے کسی تقریب سے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنہ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام سنایا جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا تھا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ

بِکْرٌ وَّ ثَیِّبٌ

جس کے یہ معنے ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے۔ کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دو[1] عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا۔ پورا ہوگیا۔ اور اس وقت بفضلہ تعالےٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں۔ اور بیوہ کے الہام کی انتظار[1] ہے۔"
(تریاق القلوب صفحہ ۳۴)

۱۸۸۱ء — ۶۰

(ل) "ایک ہندو آریہ . . . ایک مدت سے بمرض دق مبتلا تھا۔ اور رفتہ رفتہ اس کی مرض انتہا کو پہنچ گئی۔ اور آثار مایوسی کے ظاہر ہوگئے۔ ایک دن وہ میرے پاس آکر اور اپنی زندگی سے ناامید ہو کر بہت بیقراری سے رویا۔ میرا دل اس کی عاجزانہ حالت پر پگھل گیا۔ اور میں نے حضرت احدیت میں اس کے حق میں دعا کی۔ چونکہ حضرت احدیت میں اس کی صحت مقدر تھی۔ اس لئے دعا کرنے کے ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔

قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا

یعنی ہم نے تپ کی آگ کو کہا کہ تو سرد اور سلامتی ہوجا۔ چنانچہ اسی وقت اس ہندو

[1] خاکسار کی رائے میں یہ الہام الٰہی اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المومنین کی ذات میں ہی پورا ہوا ہے۔ جو بکر یعنی کنواری آئیں۔ اور ثیّب یعنی بیوہ رہ گئیں۔ واللہ اعلم۔ (مرتب)

حوالہ نمبر 117

جنگ مقدس

یعنے

تحقیق حق کیواسطے اہلِ اسلام اور عیسائیان امرتسر میں بمقام امرت سر

مباحثہ

۲۲ مئی ۱۸۹۳ء سے شروع ہو کر ۵ جون ۱۸۹۳ء کو

ختم ہوا

اہلِ اسلام کی طرف سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بحث کیلئے قادیان سے امرتسر تشریف لائے۔ اور عیسائی صاحبان کیطرف سے ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب پنشنر انتخاب ہو کر جلسہ مباحثہ میں پیش ہوئے۔ راقم کو مصدقہ تحریریں چھاپکر مشتہر کرنے کی جلسہ بحث میں ہر دو جانب سے اجازت دی گئی۔

جو

حرف بحرف مطابق روزانہ مصدقہ بحث ہر دو جانب چھپکر شائع ہوا کی اور وہ سب کاپیاں فروخت ہوگئیں۔ اب بار دوم اسی حیثیت سے شائقین کیلئے چھاپی گئیں۔

راقم

شیخ نور احمد مالک و مہتمم ریاض ہند پریس امرتسر (پنجاب)

مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر

کہ اگر یہ پیشینگوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اُٹھانے کے لئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ رُوسیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسہ ڈالدیا جاوے مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کیلئے تیار ہوں اور میں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وُہ ضرور ایسا ہی کریگا۔ ضرور کریگا۔ ضرور کریگا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اُس کی باتیں نہ ٹلیں گی +

اب ڈپٹی صاحب سے پُوچھتا ہوں کہ اگر یہ نشان پُورا ہو گیا تو کیا یہ سب آپکے منشاء کے موافق کامل پیشینگوئی اور خدا کی پیشینگوئی ٹھہریگی یا نہیں ٹھہریگی اور رسُول اللہ صلعم کے سچے نبی ہونے کے بارہ میں جنکو اندرونہ بائبل میں دجال کے لفظ سے آپ نامزد کرتے ہیں محکم دلیل ہو جائیگی یا نہیں ہو جائے گی۔ اب اس سے زیادہ میں کیا لکھ سکتا ہوں جبکہ اللہ تعالےٰ نے آپ ہی فیصلہ کر دیا ہے۔ اب ناحق ہنسنے کی جگہ نہیں اگر میں جھُوٹا ہوں تو میرے لئے سُولی تیار رکھو۔ اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔ لیکن اگر میں سچا ہوں۔ تو انسان کو خدا مت بناؤ۔ توریت کو پڑھو کہ اس کی اوّل اور کھلی تعلیم کیا ہے اور تمام نبی کیا تعلیم دینے آئے اور تمام دُنیا کس طرف جھک گئی۔ اب میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں اِس سے زیادہ نہ کہونگا۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ +

دستخط بحروف انگریزی غلام قادر فصیح پریزیڈنٹ از جانب اہل اسلام	دستخط بحروف انگریزی ہنری مارٹن کلارک پریزیڈنٹ از جانب عیسائی صاحبان

تمام شد

حوالہ نمبر 118

غلام دستگیر تھا اور مولوی کہلاتا تھا اُس نے مجھے کاذب ٹھیرا کر دُعا کے ذریعے میری ہلاکت چاہی اور جھوٹے پر خدا کا عذاب مانگا اور اس بارہ میں ایک رسالہ بھی لکھا مگر اس رسالہ کو ابھی شائع کرنا نہ پایا تھا کہ وہ اپنی اُسی بددُعا کے اثر سے ہلاک ہو گیا اور اُس کا تمام کارخانہ بگڑ گیا۔

ایسا ہی مسلمانوں میں سے ایک اور شخص اٹھا جس کا نام چراغ دین تھا اور جموں کا رہنے والا تھا اور اُس نے مجھے دجّال ٹھہرایا اور میری ہلاکت کی خبر دی۔ تب خدا نے اپنی وحی سے مجھے مطلع کیا کہ وہ طاعون سے ہلاک کیا جائے گا اور ایسا ہوا کہ ابھی اُس نے اپنے مباہلہ کا مضمون لکھنے کے لئے کاتب کو دیا تھا کہ اُسی رات طاعون میں مبتلا ہو کر اس جہان سے گذر گیا۔

ایسا ہی ایک شخص فقیر مرزا نام جو اپنے تئیں اولیاء اللہ میں سے سمجھتا تھا اور اُس کے بہت مرید تھے میرے مقابل پر کھڑا ہوا اور دعوے کیا کہ خدا نے مجھے عرش سے خبر دی ہے کہ آئندہ رمضان تک یہ شخص یعنی یہ عاجز طاعون سے ہلاک ہو جائے گا۔ پس جب رمضان کا مہینہ آیا تو خود طاعون سے ہلاک ہو گیا۔

اسی طرح ایک نہایت کینہ ور اور گندہ زبان شخص سعد اللہ نام لدھیانہ کا رہنے والا میری ایذا کے لئے کمر بستہ ہوا اور کئی کتابیں نثر اور نظم میں گالیوں سے بھری ہوئی تالیف کر کے اور چھپوا کر میری توہین اور تکذیب کی غرض سے شائع کیں اور پھر اسی پر اکتفا نہ کر کے آخر کار مباہلہ کیا اور ہم دونوں فریق کو یعنی مجھے اور اپنے تئیں خدا کے سامنے پیش کر کے جھوٹے کی موت خدا سے چاہی آخر تھوڑے دن بعد ہی طاعون سے ہلاک ہوا۔

ایسا ہی کئی اور دشمن مسلمانوں میں سے میرے مقابل پر کھڑے ہو کر ہلاک ہوتے اور اُن کا نام ونشان نہ رہا۔ ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں

حوالہ نمبر 119

اُس کی زندگی میں ہی ہم ۔اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا۔ اور یہ اُس کی سچائی کے لئے ایک نشان ہوگا۔ یہ شخص الہام کا دعویٰ کرتا ہے اور مجھے دجّال اور کافر اور کذّاب قرار دیتا ہے۔ پہلے اُس نے بیعت کی اور برابر بیس ۲۰ برس تک میرے مریدوں اور میری جماعت میں داخل رہا پھر ایک نصیحت کی وجہ سے جو میں نے محض للہ اُس کو کی تھی مرتد ہو گیا۔ نصیحت یہ تھی کہ اُس نے یہ مذہب اختیار کیا تھا کہ بغیر قبول اسلام اور پیروی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نجات ہو سکتی ہے۔ گو کوئی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود کی خبر بھی رکھتا ہو۔ چونکہ یہ دعویٰ باطل تھا اور عقیدہ جمہور کے بھی برخلاف اِس لئے میں نے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا آخر میں نے اُسے اپنی جماعت سے خارج کر دیا۔ تب اُس نے یہ پیشگوئی کی کہ میں اُس کی زندگی میں ہی ہم ۔اگست ۱۹۰۸ء تک اُس کے سامنے ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر خدا نے اُس کی پیشگوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اُس کو ہلاک کرے گا اور میں اُس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے خدا اُس کی مدد کرے گا۔

۳۳۴

یہ تو بطور نمونہ وہ نشان لکھے گئے ہیں جو دشمنوں کے متعلق تھے لیکن میں مناسب دیکھتا ہوں کہ کچھ نمونہ کے طور پر وہ نشان بھی لکھے جائیں کہ جو دوستوں کے متعلق ہیں اور وہ یہ ہیں ☜

ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ میرے ایک مخلص دوست ہیں جن کا نام ہے حافظ مولوی حکیم نورالدین اُن کا ایک بیٹا تھا وہ فوت ہو گیا۔ تب ایک شریر دشمن نے اپنے ایک اشتہار کے ذریعہ سے اس لڑکے کی موت پر بڑی خوشی ظاہر کی اور مولوی صاحب ممدوح کا نام ابتر رکھا۔ میرا دل اس ایذا سے سخت بیقرار ہو گیا میں نے بہت تضرع سے جنابِ الٰہی میں مولوی صاحب موصوف کے لئے دُعا کی تب مجھے الہام ہوا کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا اور

	۱۹۰۶ء	
"زلزلہ آنے کو ہے[1]" (بدر جلد ۲ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۱ رجون ۱۹۰۶ء صفحہ ۳ و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲۱ مورخہ ۱۷ رجون ۱۹۰۶ء صفحہ ۲)	۱۶ رجون ۱۹۰۶ء	۱۰۷۷
"میاں منظور محمد صاحب کے اُس بیٹے کا نام جو بطور نشان ہوگا۔ بذریعہ الہام الٰہی مقصلۂ ذیل معلوم ہوئے:۔ (۱) کلمۃ العزیز (۲) کلمۃ اللہ خاں (۳) ورڈ (۴) بشیر الدولہ (۵) شادی خاں (۶) عالَم کباب (۷) ناصر الدین (۸) فاتح الدین (۹) ھٰذَا یَوْمٌ مُّبَارَکٌ[2]" (بدر جلد ۲ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۱ رجون ۱۹۰۶ء صفحہ ۳ و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲۲ مورخہ ۲۴ رجون ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)	۱۹ رجون ۱۹۰۶ء	۱۰۷۸
"[3](۱) اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (۲) اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً" (بدر جلد ۲ نمبر ۲۶۔ ۲۸ مورخہ ۱۲ رجولائی ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲۳ مورخہ ۱۰ رجولائی ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)	جولائی ۱۹۰۶ء	۱۰۷۹
"دیکھ مَیں آسمان سے تیرے لئے برساؤنگا۔ اور زمین سے نکالوں گا۔ پر وہ جو تیرے مخالف ہیں پکڑے جائیں گے" (بدر جلد ۲ نمبر ۳۲ مورخہ ۱۶ راگست ۱۹۰۶ء صفحہ ۲ و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۷ راگست ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)	۱۰ رجولائی ۱۹۰۶ء	۱۰۸۰
"یَا اَحْمَدُ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ۔ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ [4]اے احمد خدا نے تجھ میں برکت رکھدی ہے۔ جو کچھ تُو نے چلایا وہ تُو نے نہیں چلایا۔ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ لِتُنْذِرَ قَوْمًا بلکہ خدا نے چلایا۔ خدا نے تجھ کو قرآن سکھلایا یعنی اسکے صحیح معنے تجھ پر ظاہر کئے تاکہ تُو ان لوگوں کو	۱۹۰۶ء	۱۰۸۱

[1] یہ زلزلہ ۱۲ رجولائی ۱۹۰۶ء کو رات کے قریباً ڈیڑھ بجے آیا۔ (بدر ۲۶ رجولائی ۱۹۰۶ء)

[2] (ترجمہ از مرتب) یہ مبارک دن ہے۔

[3] (ترجمہ) مجھ سے دُعا مانگ، مَیں قبول کرونگا۔ (۲) مَیں فوجوں سمیت تیرے پاس اچانک آؤں گا۔

[4] حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الاستفتاء صفحہ ۸۲ میں اس الہام کا عربی میں ترجمہ فرماتے ہوئے اس کی تاریخ ۱۰ رجولائی ۱۹۰۶ء تحریر فرمائی ہے۔ اس لئے اسے یہاں درج کیا گیا۔ (مرتب)

حوالہ نمبر 120

عَجِيْبًا - وَيَخِرُّوْنَ عَلَى الْاَذْقَانِ - رَبَّنَا

عجیب ... دیکھے گا۔ اور تیرے مخالف ٹھوڑیوں کے بل گرینگے یہ کہتے ہوئے کہ اے خدا ہمیں

اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا اِنَّا كُنَّا خَاطِئِيْنَ - يَا نَبِيَّ اللّٰهِ

بخش دے اور ہمارے گناہ معاف کر ہم خطا پر تھے۔ اور زمین کہے گی کہ اے خدا

كُنْتُ لَا اَعْرِفُكَ - لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ

کے نبی میں تجھے شناخت نہ کرتی تھی۔ اے خطا کارو! آج تم پر کوئی ملامت نہیں۔

يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ -

خدا تمہارے گناہ بخش دے گا۔ وہ ارحم الراحمین ہے۔

تَلَطَّفْ بِالنَّاسِ وَتَرَحَّمْ عَلَيْهِمْ - اَنْتَ فِيْهِمْ

لوگوں کے ساتھ لطف اور رحمات کے ساتھ پیش آ۔ تو ان میں

بِمَنْزِلَةِ مُوْسٰى - يَاْتِيْ عَلَيْكَ زَمَنٌ كَمِثْلِ

بمنزلہ موسیٰ کے ہے تیرے پر موسیٰ کے زمانہ کی طرح ایک

زَمَنِ مُوْسٰى - اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا

زمانہ آئے گا۔ ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے۔ اسی رسول

بقیہ حاشیہ وحی الٰہی قریباً چار ماہ سے اخبار بدر اور الحکم میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ اور چونکہ زلزلہ نمونۂ قیامت آنے میں تاخیر ہو گئی۔ اس لئے ضرور تھا کہ لڑکا پیدا ہونے میں بھی تاخیر ہوتی۔ لہذا پیر منظور محمد کے گھر میں ۱۷ جولائی ۱۹۰۶ء میں بروز سہ شنبہ لڑکی پیدا ہوئی۔ اور یہ دعا کی قبولیت کا ایک نشان ہے جو لڑکی پیدا ہونے سے قریباً چار ماہ پہلے شائع ہو چکی تھی۔ مگر یہ ضرور ہوگا کہ کم درجہ کے زلزلے آتے رہیں گے۔ اور ضرور ہے کہ زمین نمونۂ قیامت زلزلہ سے رکی رہے جبتک وہ موعود لڑکا پیدا ہو۔ یاد رہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت کی نشانی ہے کہ لڑکی پیدا کر کے آئندہ بلا یعنی زلزلہ نمونۂ قیامت کی نسبت تسلی دے دی۔ گو اس میں بموجب وعدہ اَخَّرَهُ اللّٰهُ

حوالہ نمبر 121

اُس کی سچائی ظاہر کرے گا۔ یہ پچیس ۲۵ برس کا الہام ہے جو براہین احمدیہ میں لکھا گیا۔ اور ان دنوں میں پورا ہوگا۔ جس کے کان سُننے کے ہیں وہ سُنے۔ ؎

یہ تو ہم نے وہ دو تین پیشگوئیاں لکھی ہیں جن پر ہمارے مخالف مولوی اور انہیں کا نیا چیلا عبد الحکیم خان بار بار اعتراض کرتے ہیں۔ اب ہم اُن کے مقابل یہ دکھلانا چاہتے تھے کہ خدا تعالیٰ کے آسمانی نشان ہماری شہادت کیلئے کس قدر ہیں لیکن افسوس کہ اگر وہ سب کے سب لکھے جائیں تو ہزار جزو کی کتاب میں بھی انکی گنجائش نہیں ہو سکتی اسلئے ہم محض بطور نمونہ کے ایک سو چالیس ۱۴۰ نشان اُن میں سے لکھتے ہیں۔ اُن میں سے بعض وہ پہلے نبیوں کی پیشگوئیاں ہیں جو میرے حق میں پُوری ہوئیں۔ اور بعض اس اُمّت کے اکابر کی پیشگوئیاں ہیں اور بعض وہ نشان خدا تعالیٰ کے ہیں جو میرے ہاتھ پر ظہور میں آئے اور چونکہ میری پیشگوئیوں پر اُن پیشگوئیوں کو تقدم زمانی ہے اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ تحریری طور پر بھی اُنھیں کو مقدم رکھا جائے۔ اور یہ تمام پیشگوئیاں ایک ہی سلسلہ میں نمبروار لکھی جائیں گی۔ اور وہ یہ ہیں:۔

۱۹۳

(۱) پہلا نشان۔ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ یبعث لھٰذہ الامۃ علٰی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ رواہ ابوداؤد یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اِس اُمّت کے لئے ایک شخص مبعوث فرمائیگا جو اُس کیلئے دین کو تازہ کریگا۔ اور اب اِس صدی کا چوبیسواں ۲۴ سال جاتا ہے اور ممکن نہیں کہ رسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلّف ہو۔ اگر کوئی کہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بارہ صدیوں کے مجدّدوں کے نام بتلاویں۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث

؎ خدا تعالیٰ نے مجھے صرف یہی خبر نہیں دی کہ پنجاب میں زلزلے وغیرہ آفات آئیں گی کیونکہ میں صرف پنجاب کے لئے مبعوث نہیں ہوا بلکہ جہاں تک دُنیا کی آبادی ہے ان سب کی اصلاح کیلئے مامور ہوں پس میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ آفتیں اور یہ زلزلے صرف پنجاب سے مخصوص نہیں ہیں بلکہ تمام دنیا ان آفات سے حصہ لیگی اور جیسا کہ امریکہ وغیرہ کے بہت حصّے تباہ ہو چکے ہیں۔ یہی گھڑی کسی دن یورپ کے لئے درپیش ہو اور پھر یہ ہولناک دن پنجاب اور ہندوستان اور ہر ایک حصہ ایشیا کے لئے مقدر ہے جو شخص زندہ رہیگا وہ دیکھ لے گا۔ منہ

حوالہ نمبر 122

علماء اُمت میں مسلّم چلی آئی ہے اب اگر میرے دعوے کے وقت اس حدیث کو وضعی بھی قرار دیا جائے تو ان مولوی صاحبوں سے یہ بھی سچ ہے بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانہ میں خود مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بعض نے کسی دوسرے کے مجدد بنانے کی کوشش کی ہے۔ پس اگر یہ حدیث صحیح نہیں تو انہوں نے دیانت سے کام نہیں لیا اور ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ تمام مجدد دین کے نام ہمیں یاد ہوں یہ علم محیط تو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے ہمیں عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں مگر اُسی قدر جو خدا بتلاوے ماسوا اسکے یہ اُمت ایک بڑے حصہ دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور خدا کی مصلحت کبھی کسی ملک میں مجدد پیدا کرتی ہے اور کبھی کسی ملک میں۔ پس خدا کے کاموں کا کون پورا علم رکھ سکتا ہے اور کون اُس کے غیب پر احاطہ کر سکتا ہے۔ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک قوم میں نبی کتنے گذرے ہیں۔ اگر تم یہ بتلادو گے تو ہم مجدد بھی بتلادیں گے۔ ظاہر ہے کہ عدم علم سے عدم شئے لازم نہیں آتا۔ اور یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس اُمت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اسپر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے اگر چاہو تو پوچھ کر دیکھ لو۔ مری پڑ رہی ہے زلزلے آرہے ہیں۔ ہر ایک قسم کی خارق عادت تباہیاں شروع ہیں پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں؟ اور صلحاء اسلام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور چودھویں صدی میں سے بھی تیئیس سال گذر گئے ہیں۔ پس یہ قوی دلیل اس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے اور مَیں ہی وہ ایک شخص ہوں جس نے اس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعویٰ کیا۔ اور مَیں ہی وہ ایک شخص ہوں جس کے دعوے پر پچیس[۲۵] برس گذر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں۔ اور مَیں ہی وہ ایک ہوں جس نے عیسائیوں اور دوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ ملزم کیا۔ پس جبتک میرے اس دعوے کے مقابل پر انہیں صفات کے ساتھ کوئی دوسرا مدعی پیش نہ کیا جائے تب تک میرا یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ مَیں ہی ہوں۔ زمانہ میں خدا نے نوبتیں رکھی ہیں۔

۱۹۴

حوالہ نمبر 123

لحاظ سے اُس نے اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا یعنے ماہ صفر۔ اور ہفتہ کے دنوں میں سے چوتھا دن لیا یعنے چارشنبہ۔ اور دن کے گھنٹوں میں سے دوپہر کے بعد چوتھا گھنٹہ لیا۔ اور پیشگوئی ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق پیر کے دن اس کا عقیقہ ہُوا۔ اور اس کی پیدائش کے دن یعنی بروز چارشنبہ چوتھے گھنٹہ میں کئی دن کے امساکِ باراں کے بعد خوب بارش ہوئی۔

یہ چار لڑکے ہیں جن کی پیدائش سے پہلے ان کے پیدا ہونے کے بارے میں خداتعالےٰ نے ہر ایک دفعہ پر مجھے خبر دی اور یہ ہر چہار پیشگوئی نہ صرف زبانی طور پر لوگوں کو سُنائی گئیں بلکہ پیش از وقت اشتہاروں اور رسالوں کے ذریعہ لاکھوں انسانوں میں مشتہر کی گئیں۔ اور پنجاب اور ہندوستان میں بلکہ تمام دُنیا میں اس عظیم الشان غیب گوئی کی نظیر نہیں ملے گی۔ اور کسی کی کوئی پیشگوئی ایسی نہیں پاؤ گے کہ اوّل تو خداتعالےٰ نے چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی اکٹھی خبر دی اور پھر ہر ایک لڑکے کے پیدا ہونے سے پہلے اپنے الہام سے اطلاع کر دی کہ وہ پیدا ہونے والا ہے۔ اور پھر وہ تمام پیشگوئیاں لاکھوں انسانوں میں شائع کیجائیں۔ تمام دنیا میں پھرو۔ اگر اس کی کہیں نظیر ہے تو پیش کرو۔ اور عجیب تر یہ کہ چار لڑکوں کے پیدا ہونے کی خبر جو سب سے پہلے اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء میں دی تھی اسوقت ہر چہار لڑکوں میں سے ابھی ایک بھی پیدا نہیں ہُوا تھا۔ اور اشتہار مذکور میں خداتعالیٰ نے صریح طور پر پسر چہارم کا نام مبارک رکھدیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۔ اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء دُوسرے کالم کی سطر نمبر ۔ سو جب اس لڑکے کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔ تب اس نام رکھنے کے بعد یکدفعہ وہ پیشگوئی ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی یاد آگئی۔

اب ناظرین کے یاد رکھنے کے لئے ان ہر چہار پسر کی نسبت یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ کس کس تاریخ میں ان کے تولّد کی نسبت پیشگوئی ہوئی اور پھر کس کس تاریخ

۲۱۴

حوالہ نمبر 124

(وحی اللہ)

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا

یہ رسالہ

جس کا نام ہے

الوصیۃ

کلام پاک

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود و مہدی معہود میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

قادیانی

باہتمام چودھری اللہ داد میگزین پریس میں حضرت اقدس کی فرمائش سے

۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو طبع ہوا۔

نزدیک ہیں۔ کیونکہ اُس کی شوخی خدا کی نظر میں قابلِ غضب ہے۔

اِس جگہ ایک امر اور قابلِ تذکرہ ہے کہ جیسا کہ مَیں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ خدا نے مجھے میری وفات سے اطلاع دی ہے اور مجھے مخاطب کر کے میری زندگی کی نسبت فرمایا کہ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اور فرمایا کہ تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ضرور ہے کہ میری وفات سے پہلے دنیا پر کچھ حوادث پڑیں اور کچھ عجائبات قدرت ظاہر ہوں تا دنیا ایک انقلاب کے لیے طیار ہو جائے اور اُس انقلاب کے بعد میری وفات ہو۔ اور مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ مَیں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اُس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اُس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اُس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ اُن برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں تب سے ہمیشہ مجھے یہ فکر رہی کہ جماعت کے لیے ایک قطعہ زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے لیکن چونکہ موقعہ کی عمدہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں اس لیے یہ غرض مدت دراز تک معرض التواء میں رہی۔ اب اخویم مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد جب کہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی الٰہی ہوئی مَیں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلدی انتظام کیا جائے اس لیے مَیں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کے لیے تجویز کی اور مَیں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک دل

حوالہ نمبر 125

ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیّت

رسالہ الوصیت کے متعلق چند ضروری امر قابل اشاعت ہیں جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

(۱) اوّل یہ کہ جب تک انجمن کارپرداز مصالح قبرستان اس امر کو شائع نہ کرے کہ قبرستان باعتبار لوازم ضروری کے من کل الوجوہ طیار ہوگیا ہے اس وقت تک جائز نہ ہوگا کہ اس کی میت جس نے رسالہ الوصیت کی شرائط کی پابندی کی ہے قبرستان میں دفن کرنے کے لیے لائی جائے بلکہ پل وغیرہ لوازم ضروریہ کا پہلے طیار ہو جانا ضروری ہوگا اور اُس وقت تک میت ایک صندوق میں امانت کے طور پر کسی اور قبرستان میں رکھی جائے گی۔

(۲) ہر ایک صاحب جو شرائط رسالہ الوصیت کی پابندی کا اقرار کریں ضروری ہوگا کہ وہ ایسا اقرار کم سے کم دو گواہوں کی ثبت شہادت کے ساتھ اپنے زمانہ قائمی ہوش و حواس میں انجمن کے حوالہ کریں اور تصریح سے لکھیں کہ وہ اپنی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ کا دسواں حصہ اشاعت اغراض سلسلہ احمدیہ کے لیے بطور وصیت یا وقف دیتے ہیں اور ضروری ہوگا کہ وہ کم سے کم دو اخبار میں اس کو شایع کرادیں۔

(۳) انجمن کا یہ فرض ہوگا کہ قانونی اور شرعی طور پر وصیت کردہ مضمون کی نسبت اپنی پوری تسلی کر کے وصیت کنندہ کو ایک سارٹیفکیٹ اپنے دستخط اور مہر کے ساتھ دیدیں اور جب قواعد مذکورہ بالا کی رو سے کوئی میت اس قبرستان میں لائی جائے تو ضروری ہوگا کہ وہ سارٹیفکیٹ انجمن کو دکھلایا جائے اور انجمن کی ہدایت اور موقع نمائی سے وہ

حوالہ نمبر 126 تا 130

میت اس موقع میں دفن کی جائے جو انجمن نے اُس کے لیے تجویز کیا ہے۔

(۴) اس قبرستان میں بجز کسی خاص صورت کے جو انجمن تجویز کرے نابالغ بچے دفن نہیں ہوں گے کیونکہ وہ بہشتی ہیں اور نہ اُس قبرستان میں اُس میت کا کوئی دوسرا عزیز دفن ہوگا جب تک وہ اپنے طور پر کل شرائط رسالہ الوصیت کو پورا نہ کرے۔

(۵) ہر ایک میت جو قادیان کی زمین میں فوت نہیں ہوئی ان کو بجز صندوق قادیان میں لانا ناجائز ہوگا اور نیز ضروری ہوگا کہ کم سے کم ایک ماہ پہلے اطلاع دیں تاکہ انجمن کو اگر اتفاقی موانع قبرستان کے متعلق پیش آگئے ہوں۔ اُن کو دور کرکے اجازت دے

(۶) اگر کوئی صاحب خدانخواستہ طاعون کی مرض سے فوت ہوں جنہوں نے رسالہ الوصیت کے تمام شرائط پورے کر دیئے ہوں اُن کی نسبت یہ ضروری حکم ہے کہ وہ دو برس تک صندوق میں رکھ کر کسی علیحدہ مکان میں امانت کے طور پر دفن کیے جائیں اور دو برس کے بعد ایسے موسم میں لائے جائیں کہ اس فوت ہونے کے مقام اور قادیان میں طاعون نہ ہو۔

(۷) یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جائے بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لیے ممکن ہے پابند احکام اسلام ہو اور تقوٰی طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو۔

(۸) اگر کوئی صاحب دسویں حصہ جائداد کی وصیت کریں اور اتفاقاً اُن کی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر اُن کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پا دیں

جہاں سے میّت کو لانا متعذر ہو تو ان کی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے ہیں اور جائز ہوگا کہ ان کی یادگار میں اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جائے اور اس پر واقعات لکھے جائیں۔

(۹) انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا اُس کو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے۔ اور ان اغراض میں سے سب سے مقدم اشاعت اسلام ہوگی اور جائز ہوگا کہ انجمن باتفاق رائے اوس روپیہ کو تجارت کے ذریعہ ترقی دے۔

(۱۰) انجمن کے تمام ممبر ایسے ہوں گے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارسا طبع اور دیانتدار ہوں اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ وہ پارسا طبع نہیں ہے یا یہ کہ وہ دیانت دار نہیں یا یہ کہ وہ ایک چالباز ہے اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتا ہے تو انجمن کا فرض ہوگا کہ بلاتوقف ایسے شخص کو اپنے مجمع سے خارج کرے۔ اور اس کی جگہ کوئی اور مقرر کرے۔

(۱۱) اگر وصیتی مال کے متعلق کوئی جھگڑا اپیش آدے تو اوس جھگڑے کی پیروی میں جو اخراجات ہوں وہ تمام وصیتی مالوں میں سے دیئے جائیں گے۔

(۱۲) اگر کوئی شخص وصیت کر کے پھر اپنے کسی ضعف ایمان کی وجہ سے اپنی وصیت سے منکر ہو جائے یا اس سلسلہ سے روگردان ہو جائے تو گو انجمن نے قانونی طور پر اس کے مال پر قبضہ کر لیا ہو۔ پھر بھی جائز نہ ہوگا کہ وہ مال اپنے قبضہ میں رکھے بلکہ وہ تمام مال واپس کرنا ہوگا۔ کیونکہ خدا کسی کے مال کا محتاج نہیں۔ اور خدا کے نزدیک ایسا مال مکروہ اور رد کرنے کے لایق ہے۔

(۱۳) چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لیے اس انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں۔

(۱۴) جائز ہوگا کہ اس انجمن کی تائید اور نصرت کے لیے دور دراز ملکوں میں اور انجمنیں ہوں جو اس کی ہدایت کی تابع ہوں اور جائز ہوگا کہ اگر وہ ایسے ملک میں ہوں کہ وہاں سے میت کو لانا متعذر رہے تو اُسی جگہ میت کو دفن کر دیں اور ثواب سے حصہ پانے کی غرض سے ایسا شخص قبل از وفات اپنے مال کے دسویں حصہ کی وصیت کرے۔ اور اُس وصیتی مال پر قبضہ کرنا اوس انجمن کا کام ہوگا جو اوس ملک میں ہی ہے۔ اور بہتر ہوگا کہ وہ روپیہ اسی ملک کے اغراض دینیہ کے لیے خرچ ہو۔ اور جائز ہوگا کہ کوئی ضرورت محسوس کرکے وہ روپیہ اس انجمن کو دیا جائے جس کا ہیڈ کوارٹر یعنی مرکز مقامی قادیان ہوگا۔

(۱۵) یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے اور جائز ہوگا کہ وہ آیندہ ضرورتیں محسوس کرکے اس کام کے لیے کوئی کافی مکان طیار کریں۔

(۱۶) انجمن میں کم سے کم ہمیشہ ایسے دو ممبر رہنے چاہئیں جو علم قرآن اور حدیث سے بخوبی واقف ہوں اور تحصیل علم عربی رکھتے ہوں اور سلسلہ احمدیہ کی کتابوں کو یاد رکھتے ہوں

(۱۷) اگر خدانخواستہ کوئی ایسا شخص جو رسالہ الوصیت کی رو سے وصیت کرتا ہے۔ مجذوم ہو جس کی جسمانی حالت اس لایق نہ ہو جو وہ اس قبرستان میں لایا جائے تو ایسا شخص حسب مصالح ظاہری مناسب نہیں ہے کہ اس قبرستان میں لایا جائے لیکن اگر اپنی وصیت پر قائم ہوگا تو اُس کو وہی درجہ ملیگا جیسا کہ دفن ہونے والے کو۔

(۱۸) اگر کوئی کچھ بھی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہ رکھتا ہو اور باایں ہمہ ثابت ہو کہ وہ ایک صالح درویش ہے اور متقی اور خالص مومن ہے اور کوئی حصّہ نفاق یا دنیا پرستی یا قصور اطاعت کا اس کے اندر نہ ہو تو وہ بھی میری اجازت سے یا میرے بعد انجمن کی اتفاق رائے سے اس مقبرہ میں دفن ہو سکتا ہے۔

(۱۹) اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی خاص وحی سے رد کیا جائے تو گو وصیتی مال بھی پیش کرے تاہم اس قبرستان میں داخل نہیں ہوگا۔

(۲۰) میری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔

یہ وہ شرائط ضروریہ ہیں جو اوپر لکھی گئیں۔ آئندہ اس مقبرہ بہشتی میں وہ دفن کیا جائیگا جو ان شرائط کو پورا کرے گا ممکن ہے کہ بعض آدمی جن پر بدگمانی کا مادہ غالب ہو۔ وہ ہمیں اس کارروائی میں اعتراضوں کا نشانہ بنا دیں اور اس انتظام کو اغراض نفسانیہ پر مبنی سمجھیں یا اوس کو بدعت قرار دیں لیکن یاد رہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے بلاشبہ اس نے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے اور ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پاکر بلا توقف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصّہ جائداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

الٓمّٓ ۚ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْۤا اَنْ يَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝

لے العنکبوت آیت ۲ و ۳۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ عید الفطر

خوشی میں غم اور غم میں خوشی کا خیال رہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۷ جنوری سنہ ۳۴ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

اسلامی تعلیم اور دوسرے مذاہب کی تعلیم میں ایک

مابہ الامتیاز

جو نظر آتا ہے۔ وہ میانہ روی ہے۔ ورنہ سب مذاہب کی تعلیموں میں

ایک حد تک اشتراک

پایا جاتا ہے۔ اسلام اگر نماز کا حکم دیتا ہے۔ تو ہر مذہب میں کسی نہ کسی رنگ میں خدا کی عبادت کی جاتی ہے۔ اسلام اگر روزہ کا حکم دیتا ہے تو دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں جس میں روزہ کی کوئی نہ کوئی شکل نہ رکھی گئی ہو۔ اسلام میں اگر حج ہے۔ تو ہر قوم اور ہر مذہب میں کوئی نہ کوئی مقدس مقام ہے۔ جہاں جانا مذہبی فرض سمجھا جاتا ہے اگر اسلام نے زکوٰۃ کی تعلیم دی ہے۔ تو ہر مذہب میں صدقہ و خیرات کی تعلیم پائی جاتی ہے۔ اور ہندو عیسائی یہودی زرتشتی سب مذاہب میں ایسی تعلیم موجود ہے۔ پس

اجمالی رنگ

میں اگر دیکھا جائے۔ تو اسلامی تعلیم اور دوسرے مذاہب میں کوئی فرق نہیں۔ اسی لئے وہ لوگ جنہوں نے

تفصیلات اور انکی اہمیت

پر غور نہیں کیا ہوتا۔ کہہ دیتے ہیں۔ کہ سب مذاہب ایک ہی ہیں اور کوئی فرق ان میں نہیں۔ وہ دیکھتے ہیں۔ کہ سب نے خدا کی یاد اس کی فرمانبرداری اور نیکی و تقویٰ کا حکم دیا ہے۔ سب نے نماز روزہ حج زکوٰۃ کی تلقین کی ہے پھر کیوں کسی کو ناقابل عمل کہیں اور کسی کو قابل عمل کسی کو جھوٹا کہیں۔ اور کسی کو سچا کسی کو ناقص ٹھہرائیں۔ اور کسی کو کامل مگر سب نے گو اجمالی تعلیم یکساں دی ہے۔ لیکن تفصیلات میں اتنا فرق ہے۔ جتنا

زمین و آسمان میں

اس کی مثال یوں دی جا سکتی ہے۔ کہ جیسے کپڑا ہے۔ وہ بھی کپڑے ہی ہیں۔ جو یورپ کی عورتیں پہنتی ہیں۔ جن کا نام گو کپڑا ہوتا ہے مگر جسم کا ہر حصہ اس میں سے ننگا نظر آتا ہے۔ جب میں ولایت گیا تو مجھے خصوصیت سے خیال تھا کہ

یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ

بھی دیکھوں۔ مگر قیام انگلستان کے دوران میں مجھے اس کا موقعہ نہ ملا۔ واپسی پر جب ہم فرانس آئے تو میں نے چودھری ظفر اللہ خان صاحب سے جو میرے ساتھ تھے۔ کہا۔ کہ مجھے کوئی ایسی جگہ دکھائیں۔ جہاں یورپین سوسائٹی عریانی سے نظر آ سکے۔ وہ بھی فرانس سے واقف تو نہ تھے مگر مجھے ایک اوپیرا میں لے گئے۔ جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ اوپیرا سینما کو کہتے ہیں۔ چودھری صاحب نے بتایا۔ کہ یہ اعلیٰ سوسائٹی کی جگہ ہے۔ جسے دیکھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ ان لوگوں کی کیا حالت ہے۔ میری نظر چونکہ کمزور ہے۔ اس لئے دور کی چیز اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے جو دیکھا۔ تو ایسا معلوم ہوا۔ کہ سینکڑوں عورتیں بیٹھی ہوئی ہیں۔ میں نے چودھری صاحب سے کہا۔ کیا یہ ننگی ہیں۔ انہوں نے بتایا یہ ننگی نہیں بلکہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے وہ ننگی معلوم ہوتی تھیں۔ تو یہ بھی ایک لباس ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کے شام کی دعوتوں کے گاؤن ہوتے ہیں۔ نام تو اس کا بھی لباس ہے۔ مگر اس میں سے

جسم کا ہر حصہ بالکل ننگا

نظر آتا ہے۔ پھر وہ بھی ایک لباس ہے۔ جو ہندوستانی عورتیں پہنتی ہیں اور جو ایسے موٹے کپڑے کا ہوتا ہے۔ کہ اگر اس میں سے سیل چیز چھانی جائے۔ تو شاید ہی نکل سکے۔ ایک تو اتنا [illegible] دوسرا اتنا باریک کہ نظر کے لئے بھی روک نہیں ہو سکتا۔ مگر

نام دونوں کا لباس ہے

اسی طرح صرف نماز روزہ کہہ دینا کافی نہیں۔ دیکھنا یہ چاہئے کہ ان کا مفہوم کیا ہے۔ اور تفاصیل کیا ہیں۔ مثلاً نماز کو ہی لے لو۔ ایک طرف یہ نماز ہے۔ جس میں اس حد تک غلو کیا جاتا ہے کہ بہت [illegible] نکلا۔ تو اس کی پرستش کے لئے اس کی طرف دیکھنا شروع کیا اور شام تک دیکھتے ہی رہے۔ یا گرمیوں میں اردگرد الاؤ جلا کر بیٹھے رہے سردیوں میں ٹھنڈے پانی میں کھڑے رہے۔ سر کے بل [illegible] لٹکے رہے۔ پھر یہ بھی نماز ہے۔ کہ ساتویں دن گرجا میں جا بیٹھے کچھ شعر پڑھے۔ گانا سنا۔ باجا بجایا۔ کچھ وعظ بھی سن لیا [illegible] وعظ کے متعلق تو عام شکایت کی جاتی ہے۔ کہ اس میں لوگ سو جاتے ہیں۔ صرف اس وقت تک جاگتے ہیں۔ جب تک باجا بجتا رہتا ہو یا گیت گائے جاتے ہوں۔ وعظ کے وقت سو جاتے ہیں۔ پھر اس میں بھی یہ تفریق ہے۔ کہ

امیر غریب الگ الگ

بیٹھتے ہیں۔ جس طرح تھیٹروں میں ٹکٹ ہوتے ہیں [illegible] ہوتی ہیں۔ اسی طرح گرجوں میں ایک روپے آدمیوں کی [illegible] بیٹھتے ہیں۔ اگر کوئی غریب آدمی اس پر جا بیٹھے [illegible] فوراً اٹھا دیتے ہیں۔ پھر ایک عبادت آریوں نے نکالی ہے [illegible] ساتویں دن مندر میں جمع ہو کر گا لیتے۔ اور چھینٹے دے لیتے مگر یہ عبادت ایسی ہی ہے۔ جیسے میر ایک شعر سنایا کرتے ہیں کہ ایک طالب علم میں میرے بھی دوست تھے۔ جو میرے ساتھ مطالعہ کرتے۔ ایک دن میں نے دیکھا۔ کہ وہ بہت مغموم ہیں۔ گویا ان کو بہت صدمہ پہنچا ہے۔ میں نے وجہ دریافت کی۔ تو کہنے لگے۔ مجھ سے بہت غفلت ہو گئی ہے۔ امتحان سر پر ہے۔ اور میں نے کچھ نہیں کیا۔ یونہی وقت ضائع کر دیا۔ اس کے لئے میں نے اپنے کو سزا دی ہے۔ جس کا مجھے افسوس ہے۔ انہوں نے پوچھا کیا سزا دی؟ کہنے لگے میں نے اپنے پر دو آنہ جرمانہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کیا آپ نے کسی غریب کو دو آنے دے دئیے؟ کہنے لگے نہیں اگر ایسا کرتا۔ تو خوشی نہ ہوتی۔ میں نے دو آنے کی مٹھائی لے کر کھا لی ہے۔ تو جیسا یہ جرمانہ ہے۔ ویسی ہی یہ عبادت ہے۔ اگر یہ عبادت [illegible]

سب سے زیادہ عابد تھیٹروں والے

ہیں۔ جو ہر روز گاتے بجاتے رہتے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ [illegible] کمپنیاں ہیں۔ جنہیں آٹھ آنے دے کر جس کا جی چاہے گانا سن لے۔ غرض ایک طرف تو یہ عبادت ہے۔ اور دوسری طرف بالکل انسانیت سے خارج کر دینے والی عبادت ہے۔ [illegible] بعض لوگ ایسی چارپائی پر سوتے ہیں۔ جس میں کیل [illegible] ساری رات وہ بدن میں چبھتے رہتے ہیں [illegible]

حوالہ نمبر 131

اور جسے موجودہ منافق غلط قرار دے رہے ہیں۔ اس نے آپ ہی آپ ایک بات قرآن کریم میں لکھ دی۔ حالانکہ اسے چاہئے تھا۔ وہ پہلے ان منافقوں سے مشورہ لیتا اور پوچھتا کہ منافق کون ہوتا ہے۔ پھر جو تعریف وہ بتاتے اسے قرآن میں نازل کرتا۔ لیکن اس قدر اعتراضات کرنے کے باوجود ہر خط میں بڑا اخلاص بھی ظاہر کیا ہوتا ہے۔ اور لکھا ہوتا ہے۔ ہم سلسلہ کے خادم ہیں۔ مگر

اس کی سلسلہ سے محبت کا اندازہ

اسی سے ہوسکتا ہے۔ کہ ایک خط میں [illegible] کے متعلق اس نے تسلیم کیا ہے کہ وہ مجھی کا لکھا ہوا ہے۔ اس پر یہ تحریر [illegible] ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود ولی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی کبھار [illegible] کر لیا۔ تو اس میں حرج کیا ہوا۔ [illegible] لکھا ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض نہیں۔ کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے (اس اعتراض سے پتہ لگتا ہے۔ کہ یہ شخص پیغامی طبع ہے۔ اس لئے کہ ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ اعتقاد ہے۔ کہ آپ نبی اللہ تھے۔ مگر پیغامی اس بات کو نہیں مانتے اور وہ آپ کو صرف ولی [illegible]

[illegible] ایک سچائی [illegible]

[illegible] آپ اس کا یہ ازالہ [illegible] ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ پر بھی ان کا حملہ ہو۔ کیونکہ جس طرح میں خلیفہ ہوں۔ اسی طرح وہ بھی خلیفہ تھے۔ جس طرح میں یہ کہتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنایا

ہے۔ کسی انسان نے نہیں بنایا۔ اسی طرح آپ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ اور کسی انسان کی یہ طاقت نہیں۔ کہ مجھے خلافت سے معزول کرے۔ پھر آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو شخص میری خلافت پر اعتراض کرے گا۔ وہ ابلیس بن جائے گا۔ اور جب میں مر جاؤں گا۔ تو پھر وہی کھڑا ہوگا۔ جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کریگا۔

پس جب انہوں نے بھی یہی باتیں کہی ہیں۔ تو معترض اپنے دل میں سوچتا اور کہتا ہے۔ اگر حضرت خلیفہ اول رض کی باتیں صحیح تھیں۔ تو موجودہ خلافت پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔ اور اگر موجودہ خلافت قابل اعتراض ہے۔ تو حضرت خلیفہ اول رض کی خلافت بھی باطل ہے۔ اور چونکہ اس کے دل میں بغض ہوتا ہے۔ اس لئے وہی اعتراض جو وہ مجھ پر کرتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رض پر بھی کر دیتا ہے۔ اور اس طرح ان کی خلافت کا بھی منکر ہو جاتا ہے۔ پھر اس سے اوپر جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان پیشگوئیوں کو دیکھتا ہے جو آپ نے میرے متعلق فرمائیں۔ آپ کی ان دعاؤں کو پڑھتا ہے۔ جو آپ نے میرے بلکہ اپنی باقی تمام اولاد کے لئے کیں۔ تو اسے کہنا پڑتا ہے۔ یہ بھی غلط ہی ہیں۔ وہ پیشگوئیاں سنتا اور کہتا ہے۔ یہ پوری نہیں ہوئیں۔ اور دعاؤں کا ذکر سنتا ہے تو کہتا ہے۔ ہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعائیں بیشک کی تھیں مگر وہ قبول نہیں ہوئیں۔ ان کو بھلاؤ [illegible] جائیں تو قبول ہو جائیں۔ لیکن اگر [illegible] قبول [illegible] ہوں۔ تو خدا کے مسیح [illegible] کی! اپنے متعلق تو [illegible] ہے۔ کہ وہ بار بار کہتے ہیں۔ ہم دعا کریں گے۔ اللہ ہمیں غلبہ دیگا۔ اللہ سچوں کی سنتا ہے۔ مگر کیا مسیح موعود ہی نعوذ باللہ احرار کے قول کے مطابق کذاب اور دجال تھا۔ کہ خدا نے اس کی دعاؤں کو نہ سنا۔ وہ سنتا ہے۔ تو انہی

منافقوں اور بد باطنوں کی۔

پھر یہ لکھنے والا لکھتا ہے تم نے

جماعت سے نذرانے

وصول کر کر کے اسے غریب کر دیا۔ تم اس وقت یہاں ہزاروں کی تعداد میں موجود ہو۔ کیا تم میں سے کوئی ایک شخص بھی قسم کھا کر کہہ سکتا ہے۔ کہ میں نے کبھی ایک پیسے کا بھی اس سے فائدہ اٹھایا ہو۔ میرا طریق ہمیشہ یہ ہے کہ بعض دوست میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہم فلاں چیز آپ کے لئے لانا چاہتے ہیں۔ وہ کس سائز کی ہو۔ مثلاً بوٹ کا کیا سائز ہو۔ یا جرابیں کس سائز کی ہوں۔ مگر میں کبھی انہیں جواب نہیں دیتا۔ سوائے اس کے کہ بعض دفعہ کوئی پیچھے پڑ کر پاؤں کا ناپ لے لے تو یہ دوسری بات ہے۔ ورنہ میں نے کبھی کسی کو ایسی باتوں کا جواب نہیں دیا۔ بلکہ بعض تو کئی کئی خط لکھتے ہیں۔ اور جب میں جواب نہیں دیتا تو وہ شکایت کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں شاید میں ان کے خطوں کا اس لئے جواب نہیں دیتا۔ کہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہوں۔ حالانکہ میں جواب اس لئے نہیں دیتا۔ کہ یہ بات میری طبیعت کے خلاف ہے۔ اور میں اسے بھی سوال کا ایک رنگ سمجھتا ہوں۔ ہاں اگر کوئی دوست لا کر کوئی تحفہ دے جائے تو میں اسے رد بھی نہیں کرتا۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے یہ امر ثابت ہے کہ آپ ایسے تحائف قبول فرما لیا کرتے تھے آپ نے فرمایا بھی ہے۔ کہ بغیر اشراف نفس بغیر نفس کی خواہش کے اگر کوئی شخص تحفہ دے تو اسے قبول کر لو۔ بارک اللہ لک فیہ اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت دے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ایسے تحائف قبول کر لیا کرتے۔ آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تجارت نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ کی کوئی جائداد بھی نہیں تھی۔ پھر آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں کوئی اجر نہیں مانگتا۔ ایسی صورت میں صحابہ میں سے اگر کوئی اپنی مرضی سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیتہً کچھ پیش کرتا۔ تو آپ

اسے قبول فرما لیتے۔ اور اگر کوئی آپ کی اپنی مرضی سے خدمت کرتا اور پھر اس کا احسان جتاتا ہے۔ تو اس سے زیادہ کمینہ شخص اور کون ہوسکتا ہے۔ اور کب اسے کہا گیا تھا۔ کہ مجھے دو میں سوالی طرح میں ہمیشہ کہتا رہتا ہوں۔ کہ مجھے کچھ مت دو۔ اور اگر کوئی مجھ سے کچھ لانے کے لئے پوچھتا بھی ہے تو میں اسے جواب نہیں دیتا۔ ایسی حالت میں بغیر میری خواہش کے اگر کوئی شخص مجھے نذرانہ دیتا ہے تو اپنی مرضی سے دیتا ہے۔ میں نے کبھی کسی سے نذرانہ نہیں مانگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے ایام میں سیالکوٹ کے ایک زمیندار دوست نے میرے ہاتھ پر چونی رکھ دی۔ مجھے یاد ہے۔ کہ اس وقت شرم کے مارے میرا جسم پسینہ پسینہ ہوگیا۔ اور میں اس مجلس سے بھاگا۔ اور سیدھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پہنچا۔ اور وہ چونی آپ کے سامنے پیش کر دی۔ اور شکوہ کیا کہ ایک شخص نے آج میرے ہاتھ پر یہ چونی رکھ دی ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ محسوس کرتے ہوئے۔ کہ مجھے اس کا فعل اچھا نہیں لگا۔ فرمایا۔ نہیں اس کے جذبے کی قدر کرنی چاہئے اس نے جو کچھ کیا ہے۔ محبت کے ماتحت کیا ہے۔ تمہاری ہتک کرنے کے خیال سے نہیں کیا۔ حدیث میں بھی آیا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے کچھ دے۔ تو وہ لے لو۔ اچھا کچھ اب اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے مجھے کچھ دے دے۔ تو میں لے لیتا ہوں۔ ورنہ مانگنے کے لحاظ سے کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا۔ میں نے کبھی کسی سے کچھ مانگا۔ باقی رہے۔ چندے سو اگر میں نے اپنے لئے جماعت سے نذرانے لیتے ہوتے تو ہر شخص کہہ سکتا ہے

(132)

حوالہ نمبر 132

Daftar Ansar-i-Ahmadia Dev Samaj Hostle 87 S...

,- per Copy) L...

۱۱۔ کیا حضرت مسیح موعود نے بھی کبھی کسی کا بائیکاٹ ومقاطعہ کیا۔ یا مخالفین آپ کو دکھ و تکالیف دیتے رہے۔ آپ کے راستہ میں دیوار کھینچ کر شارع عام راستوں پر گزرنے سے روکتے رہے۔ آپ کے ماننے والوں کا بائیکاٹ و مقاطعہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ بعض احمدیوں کو سرزمین کابل میں بڑی بے رحمی سے سخت سے سخت تکالیف کا تختۂ مشق بنا کر سنگسار کیا گیا۔

۱۲۔ پھر کیا حضرت خلیفہ اول نے بھی کبھی اپنے معترضین کا بائیکاٹ کیا یا خلفاء راشدین کے نقش قدم پر چل کر اپنی بریت کرتے رہے۔

بائیکاٹ و مقاطعہ سے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی لازم آتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے ماننے والے کفار اور باطل پرستوں کے حربہ بائیکاٹ و مقاطعہ کو اختیار نہیں کر سکتے۔

مباہلہ جائز ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین حوالجات پیش خدمت ہیں۔ اس میں زنا کے الزام پر مباہلہ کرنے کی پوری پوری وضاحت موجود ہے۔ اس سے یہ ثابت ہے کہ زنا کے الزام لگانے والے خواہ چار گواہ پیش نہ بھی کریں۔ تو بھی میدان مباہلہ میں نکل آئیں۔ تو ان سے مباہلہ کرنا چاہیئے چنانچہ حضور کا حکم ملاحظہ فرمایئے۔

۱) مباہلہ صرف ایسے شخصوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع

اور یقین پر بنا رکھ کر کسی دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔"

(الحکم ۲۴ر مارچ ۱۹۰۲ء)

۲۔ "دوم اس ظالم کے ساتھ جو بے جا تہمت کسی پر لگاکر اور اس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً ایک مستورہ عورت کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ عورت زانیہ ہے۔ کیونکہ میں نے بچشم خود اس کو زنا کرتے دیکھا ہے یا مثلاً ایک شخص کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں۔ کہ یہ شراب خور ہے کیونکہ بچشم خود اسے شراب پیتے دیکھا ہے۔ تو اس حالت میں بھی مباہلہ جائز ہے کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہیں۔ کیونکہ ایک شخص اپنے یقین اور رؤیت پر بنا رکھ کر ایک مومن بھائی کو ذلت پہنچانا چاہتا ہے۔"

(الحکم ۲۴ر مارچ ۱۹۰۲ء)

۳۔ "یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے یا بچشم خود شراب پیتے دیکھا ہے۔ اگر میں اس بے بنیاد و افتراء کے لئے مباہلہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔"

(تبلیغ رسالت جلد ۱۰ صفحہ ۲)

خلیفہ صاحب کی عیّاری

خلیفہ صاحب ربوہ نے جب یہ دیکھا۔ کہ میری بدچلنی کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹ رہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتویٰ کی رو سے میں چار گواہوں کی بھی ضرورت نہیں اور کہیں احمدی جماعت کے افراد

703

حوالہ نمبر 133

مجھے مباہلہ کے لئے تیاری شروع نہ کر وا دیں۔ فوراً کمال چابکدستی سے پینترا یوں بدلا کہ میں مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ مگر گمنام شخص دعوت مباہلہ دے رہا ہے۔ اس لئے اس سے مباہلہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور ۹ ۸ کے الفضل میں گواہیوں کو رد کرتے ہوئے میاں زاہد کی گواہی کو سراہا اور یوں فرمایا۔

"کہ مجھے کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ میرے لئے میاں زاہد کی گواہی اور اپنا حافظہ کافی ہے"

(الفضل ۸ ستمبر ۱۹۵۶ء)

الفضل ۳۱ جولائی ۱۹۵۶ء میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ نے یہ بھی شکوہ فرمایا ہے "کہ ہر عقل مند انسان سمجھ سکتا ہے کہ گمنام شخص سے مباہلہ کون کر سکتا ہے"

(الفضل ۳۱ جولائی ۱۹۵۶ء)

میاں زاہد سے میری بیویاں پردہ نہیں کرتیں.

چونکہ خلیفہ صاحب کو اپنے حافظہ پر ناز ہے۔ بھولنا بھی ان کے بس کی بات نہیں۔ حفظ ما تقدم کے طور پر یاد کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔ ہاں ایسے میاں زاہد ہیں جن کو آپ نے موقعہ الفضل میں فرمایا تھا کہ میری بیویاں میاں زاہد سے پردہ نہیں کرتیں جب الفضل میں عرض کر رہا تھا۔ یہ دونوں صورتیں میاں زاہد نے پوری کر دیں جو ان کے بیان سے ظاہر ہے اس لئے غور سے ملاحظہ کیجئے۔

شہادت نمبر ۱

فتمنوا الموت ان کنتم صادقین

چیلنج مباہلہ

بنام میاں محمود احمد خلیفہ قادیان

صدق و کذب میں فیصلہ کا آسان طریق

اب میاں زاہد صاحب کا بیان مباہلہ بغیر تبصرہ کے شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اور میاں محمود احمد صاحب ان کی گواہی از خود تسلیم کر چکے ہیں اس لئے آپ بغیر کسی تاویل کے حضرت مسیح موعود کے فتویٰ کی روشنی میں اس مباہلہ کو قبول فرمائیے۔ "مباہلہ ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین کی بنا رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔" (اخبار الحکم)

کیونکہ آپ عجیب و غریب تفرقہ انگیز فتوی مثلاً یہ کہ تمام روئے زمین کے کلمہ گو مسلمان کافر ہیں۔ ان کے پیچھے نماز قطعی حرام ہے۔ ان کے اور ان کے معصوم بچوں کا جنازہ تک پڑھنا ناجائز اور ان سے رشتہ و ناطہ حرام ہے صادر فرمانے کی وجہ سے مسلمانوں میں خصوصاً۔ اور باقی دنیا میں عموماً کافی شہرت رکھتے ہیں۔ آنجناب کا دعویٰ ہے۔ کہ آپ خدا کے مقرر کردہ خلیفۃ المسلمین ہیں۔ اور خدا نے ہی آپ کو دنیا کی ہدایت و اصلاح کے لئے مامور فرمایا ہے اور اگر فی زمانہ کوئی روحانیت کا مجسم نمونہ اور اسلام کا سچا حامی علمبردار ہے۔ تو وہ آپ کی ذات والا صفات ہے۔

خلافت مآب کے ان عظیم الشان دعاوی نے ایک دنیا کو حیرت میں ڈال رکھا تھا۔ لیکن یہ کیونکر ممکن تھا۔ کہ اس قادر مطلق خبیر و علیم جس سے کوئی نہاں در نہاں فعل پوشیدہ نہیں۔ اور جس نے ابتدائے عالم سے مخلوق کو گمراہی سے بچانے کے سامان پیدا کئے اور بالآخر ہمارے مولے آقا سید الکونین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ کسی ایسے شخص کو زیادہ مہلت دیتا جو اس کے اور اس کے پاک رسولؐ کے نام کی آڑ میں بندگان خدا کو گمراہ کر رہا ہو۔ آج اس مسبب الاسباب کے پیدا کردہ یہ سامان ہیں کہ خود خلیفہ قادیان کے مخلص مرید آنجناب کے پوشیدہ رازوں کا انکشاف کر رہے ہیں۔ اور عرصہ سے خلافت مآب کو، جو پیشتر ازیں ہر مخالف کو مباہلہ کے لئے بلایا کرتے تھے ان سے مشتبہ چال چلن پر مباہلہ کی دعوت دے رہے ہیں

مگر آج تک اس روحانیت پاکیزگی اور تعلق باللہ کے مدعی کو میدان میں آنے کی جرأت نہیں۔

خاکسار اپنے فرض سے سبکدوش ہونے کے لئے اور دنیا پر حقیقت کو بے نقاب اور جملہ برادران اسلامی کی آگاہی کے لئے بذریعہ اشتہار ہذا اس امر کی اطلاع دیتا ہوں۔ کہ یہ عاجز بھی عرصہ سے خلافت مآب کو بھی چیلنج دے رہا ہے کہ اگر ان کی ذات پر عائد کردہ الزامات غلط ہیں تو وہ میدان مباہلہ میں آکر اپنی روحانیت صداقت کا ثبوت دیں۔ مگر خلافت مآب نے آج تک اس چیلنج کو قبول ہی نہیں کیا۔ آج پھر اتمام الحجت بذریعہ اعلان ہذا میں خلیفہ قادیان کو چیلنج دیتا ہوں کہ ان کے دعاوی میں ذرہ بھر بھی صداقت ہے تو اپنے چال چلن پر الزامات کے خلاف دعا مباہلہ کریں تاکہ فریقین میں سے جو جھوٹا اور کاذب ہو وہ پہلے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے اور دنیا اس مباہلہ کے نتیجے سے حق و باطل میں فیصلہ کر سکے۔

کیا میں امید کروں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مماثلت کا دعویٰ کرکے۔ اہل اسلام کے دلوں کو مجروح کرنے والا اور تمام انبیاء کی پیش گوئیوں کا مصداق ہونے کا دعوے دار اس دعوتِ مباہلہ کو قبول کرکے اپنی صداقت کا ثبوت دے گا

ذیل میں یہ عاجز اس ہستی کا فتویٰ درج کرتا ہے جس کے قائم مقام ہونے کا خلافت مآب کو دعویٰ ہے اور جس کو آپ بعد آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم حقیقی نبی تسلیم کرتے ہیں۔ تاکہ خلیفہ صاحب یہ کہنے کی جرأت نہ کرسکیں کہ ایسا مباہلہ جائز نہیں۔

مباہلہ، ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں

(اخبار الحکم)

خاکسار خلیفۂ قادیان کا ایک سابق مرید محمد (از احمد اخبار مباہلہ قادیان)

شہادت نمبر۲

چونکہ شریعت نے عورتوں کو پردے کی اجازت دی ہے اس لئے اس نام کو بے پردہ نہیں کیا گیا۔ جس کی فی الحال ضرورت تو نہ تھی لیکن اس خوف سے کہ خلیفہ صاحب کو ٹال مٹول کا موقع نہ ملے کہ عورتوں کی گواہی کسی کی بھی نہیں اسلئے مباہلہ نامی اخبار قادیان میں بیان شائع ہوا ہے وہ ایک احمدی قادیانی خاتون کا ہے۔ وہ پیش خدمت ہے۔

ایک احمدیؒ خاتون کا بیان

میں میاں صاحب کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں اور لوگوں میں ظاہر کر دینا چاہتی ہوں۔ کہ وہ کیسی روحانیت رکھتے ہیں۔ میں اکثر اپنی

ھ۱ مباہلہ قادیان نے ساتھ ہی یہ لکھ دیا کہ ہمارے نزدیک قادیانی خاتون کی بحت قابل داد ہے۔ جو اس نے بیں لکھ دیا ہے اگر خلیفہ صاحب مباہلہ پر آمادہ ہوں تو نام کا اظہار تو کوئی بڑی بات ہے

سہیلیوں سے سُنا کرتی تھی کہ وہ بڑے زانی شخص ہیں۔ مگر اعتبار نہیں آتا تھا۔ کیونکہ ان کی موہنا صورت اور نیچی شرمیلی آنکھیں ہرگز یہ اجازت نہ دیتی تھیں کہ ان پہ ایسا الزام لگایا جاسکے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ میرے والد صاحب نے جو ہر کام کے لئے حضور سے اجازت حاصل کیا کرتے تھے اور بہت مخلص احمدی ہیں۔ ایک رقعہ حضرت صاحب کو پہنچانے کے لئے دیا۔ جس میں اپنے ایک کام کے لئے اجازت مانگی تھی خیر میں رقعہ لے کر گئی۔ اس وقت میاں صاحب نئے مکان (قصر خلافت) میں مقیم تھے۔ میں نے اپنے ہمراہ ایک لڑکی لی جو وہاں تک میرے ساتھ گئی۔ اور ساتھ ہی واپس آگئی۔ چند دن بعد مجھے پھر ایک رقعہ لے کر جانا پڑا۔ اس وقت بھی وہی لڑکی میرے ہمراہ تھی۔ جونہی ہم دونوں میاں صاحب کی نشست گاہ میں پہنچیں تو اس لڑکی کو کسی نے پیچھے سے آواز دی۔ میں اکیلی رہ گئی۔ میں نے رقعہ پیش کیا۔ اور جواب کے لئے عرض کیا۔ مگر انہوں نے فرمایا کہ میں تم کو جواب دے دوں گا۔ گھبراؤ مت۔ باہر ایک دو آدمی میرا انتظار کر رہے ہیں۔ ان سے مل آؤں۔ مجھے یہ کہہ کر اس کمرے کے باہر کی طرف چلے گئے اور چند منٹ بعد پیچھے کے تمام کمروں کو قفل لگا کر اندر داخل ہوئے اور اس کا بھی باہر والا دروازہ بند کر دیا اور چٹخنیاں لگا دیں۔ جس کمرے میں میں تھی وہ اندر کا چوتھا کمرہ تھا۔ میں یہ حالت دیکھ کر سخت گھبرائی اور طرح طرح کے خیال دل میں آنے لگے۔ آخر میاں صاحب نے مجھ سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مجھ سے بُرا فعل کرانے

کو کہا۔ میں نے انکار کیا۔ آخر زبردستی انہوں نے مجھے پلنگ پر گرا کر میری عزت برباد کر دی اور ان کے منہ سے اس قدر بُو آ رہی تھی کہ مجھ کو چکر آ گیا اور وہ گفتگو بھی ایسی کرتے تھے کہ بازاری آدمی بھی ایسی نہیں کرتے۔ ممکن ہے۔ جسے لوگ شراب کہتے ہیں۔ انہوں نے پی ہو۔ کیونکہ ان کے ہوش و حواس بھی درست نہیں تھے۔ مجھ کو دھمکایا کہ اگر کسی سے ذکر کیا تو تمہاری بدنامی ہوگی۔ مجھ پہ کوئی شک بھی نہ کرے گا۔"

(از۔ حضرت مرزا غلام احمد (مسیح موعود) کی تحریر میں مرزا محمود احمد کی تصویر)

شہادت نمبر ۳

خاکسار پرانا قادیانی ہے اور قادیانی کا ہر فرزند بشر مجھے خوب جانتا ہے۔ ہجرت کا شوق مجھے بھی دامنگیر ہوا۔ اور میں قادیان ہجرت کر آیا۔ قادیان میں سکونت اختیار کی۔ خلیفہ قادیان کے محکمہ قضا میں بھی کچھ عرصہ کام کیا۔ مگر دل میں آرزو آزاد روزگار کی تھی اور اخلاص مجبور کرتا تھا کہ اپنا کاروبار شروع کر کے خدمت دین بجا لاؤں۔ چنانچہ خاکسار نے احمدیہ دواگھر کے نام ایک دواخانہ کھولا۔ جس کے اشتہارات عموماً اخبار الفضل میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ اگر میں یہ کہوں تو بجا ہوگا کہ قادیان کی رہائش میری عقیدت کو زائل کرنے کا باعث ہوئی ورنہ اگر میں اور قادیانی بھائیوں کی طرح دور دور ہی رہتا۔ تو آج مجھے اس تجاہل کیشی

کے ایکٹروں کے سربستہ رازوں کا انکشاف نہ ہوتا۔ یا اگر میں خاص قادیان میں اپنا مکان بنا لیتا یا خلیفہ قادیان کا ملازم ہو جاتا۔ تو بھی مجھے آج اس اعلان کی جرأت نہ ہوتی.....

خاکسار: شیخ مشتاق احمد۔ احمدیہ دواگھر قادیان

شہادت نمبر ۴

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اسی کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ یہ شہادت دیتا ہوں۔ کہ میں اس ایمان اور یقین پر ہوں۔ کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد۔ دنیا دار بدچلن اور عیش پرست انسان ہے۔ میں ان کی بدچلنی کے متعلق خانہ خدا خواہ وہ مسجد ہو یا بیت اللہ شریف یا کوئی اور مقدس مقام ہو۔ میں حلف مؤکد بعذاب اٹھانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ اگر خلیفہ صاحب مباہلہ کے لئے نکلیں۔ تو میں مباہلہ کے لئے حاضر ہوں۔

یہ الفاظ میں نے دلی ارادہ سے لکھ دئے ہیں۔ تاکہ دوسروں کے لئے ان کی حقیقت کا انکشاف ہو سکے۔ والسلام

خاکسار

(ڈاکٹر محمد عبد اللہ آنکھوں کا ہسپتال قادیان حال لائلپور)

شہادت نمبر ۵

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر یہ تحریر کرتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد دنیا دار، عیش پرست اور بدچلن انسان ہے۔ میں ہر وقت اس سے مباہلہ کے لئے تیار ہوں

مستری الٰہ بخش احمدی قادیان

شہادت نمبر ۶

بیگم صاحبہ ڈاکٹر عبد اللطیف صاحب مرحوم ہم زلف خلیفہ ربوہ فرماتی ہیں۔ "مرزا محمود احمد خلیفہ ربوہ بدچلن، زناکار انسان ہیں۔ میں نے ان کو خود زنا کرتے دیکھا۔ اور میں اپنے دونوں بیٹوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر مؤکد بعذاب حلف اٹھاتی ہوں"

بے خوف مجاہد

خاں عبد الرب خانصاحب برہم صدر انجمن کے دفتر بیت المال میں کام کرتے اور سر محمد ظفر اللہ کی کوٹھی کے ایک حصہ میں رہائش پذیر تھے آپ نے مرزا محمود کی ہمشیرہ کا دودھ بھی پیا ہوا ہے۔ اس سے آپ گہرے مراسم کا اندازہ لگا لیجئے۔ باوجود اس قدر گہرے تعلقات کے جب حق کی بات کا قصہ آیا حق کو مقدم کر کے خدا کو خوش کر لیا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ آپ نے ایک مخلص قادیانی دوست کو مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی آلودہ زندگی کے متعلق مخفی حقائق سنائے۔ اس پر اس مخلص احمدی دوست نے مرزا محمود احمد صاحب کو لکھ بھیجا کہ خان صاحب موصوف نے آپ کی بدچلنی کے واقعات سنا کر مجھے محو حیرت کر دیا ہے اور دلائل اس نے ایسے دیئے ہیں۔ جو میرے دل و دماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس شکایت کے چند گھنٹے بعد مرزا البشیر احمد ایم اے المعروف قمر الانبیاء نے خانصاحب موصوف کو بلا کر سمجھایا کہ اگر حضور کچھ باتیں دریافت کریں تو اس سے لاعلمی کا اظہار کر دینا آپ خاموش ہو گئے۔ مرزا البشیر احمد صاحب کے دل میں خیال آیا اب بس کام بن گیا۔

ان کے ایک آدھ گھنٹہ بعد برہم صاحب کو قصر خلافت میں مرزا محمود احمد صاحب نے بلایا جب آپ وہاں گئے تو وہ مخلص احمدی دوست بھی موجود تھا اور خانصاحب موصوف کے والد محترم بھی وہیں تھے اور دو تین تنخواہ دار ایجنٹ بھی تھے اور سب کو اکٹھے کرنے کا مطلب یہ تھا۔ تاکہ رعب ڈال کر حق کو بدلا جا سکے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ خلیفہ صاحب نے جب خانصاحب موصوف سے دریافت کیا تو اس بے خوف مجاہد نے کہا جو کچھ میں نے آپ کے بدچلنی کے متعلق ان صاحب سے کہا وہ حرف بحرف درست ہے۔ آخر جب کام نہ بنا تو کمرے میں خلیفہ صاحب نے احسان گننے شروع کر دیئے۔ اور ساتھ ہی یہ کہا کہ تم نے میری ہمشیرہ کا دودھ بھی پیا ہوا۔ خان صاحب موصوف نے کہا یہ درست ہے

لیکن یہ حق کا معاملہ ہے۔ دنیاداری کے مقابلہ میں حق مقدم ہے اور اس حق کے لئے ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے۔ اس لئے آپ نے قصر خلافت سے آکر از خود بیعت سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ آپ نے ایک کتاب بلائے دمشق بھی لکھی ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ خلیفہ قادیان غیر صالح ہے۔ اس کا اشتہار اس کتاب کے ٹائٹل پر ملاحظہ کریں۔ خانصاحب کا حلفیہ بیان درج ذیل ہے

شہادت نمبر ۷

حلفیہ شہادت

میں شرعی طور پر پورا پورا اطمینان حاصل کرنے کے بعد خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب یعنی مرزا محمود احمد کا چال چلن نہایت خراب ہے اگر وہ مباہلہ کے لئے آمادگی کا اظہار کریں اور میں خدا کے فضل سے ان کے مد مقابل مباہلہ کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔

والسلام
عبدالرب خان برہم

شہادت نمبر ۸

حلفیہ شہادت

میری قادیانی جماعت سے علیحدگی کے وجوہات منجملہ دیگر دلائل و براہین کے ایک وجہ اعظم جناب خلیفہ صاحب کی سیاہ کاریاں اور بدکاریاں ہیں

میں . یہ حقیقت ہے کہ خلیفہ صاحب مقدس اور پاکیزہ انسان نہیں . بلکہ نہایت ہی سیاہ کار اور بدکار ہے ۔

اگر خلیفہ صاحب اس امر کے تصفیہ کے لئے مباہلہ کرنا چاہئیں تو میں بطیب خاطر میدان مباہلہ میں آنے کے لئے تیار ہوں ۔ فقط

(خاکسار ، عتیق الرحمٰن فاروق سابق مبلغ جماعت احمدیہ (قادیان)

شہادت نمبر ۹

حلفیہ شہادت

میں خدا تعالےٰ کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے . مندرجہ ذیل شہادت لکھتا ہوں . بیان کیا مجھے میری والدہ نے کہ میں حضرت خلیفہ مرزا محمود احمد صاحب کے ہاں رہا کرتی تھی . میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب جوان نامحرم لڑکیوں پر عمل مسمریزم کر کے انہیں سلا دیا کرتے تھے ۔ پھر آپ ان کو کئی جگہ سے ہاتھ سے کاٹتے . تب بھی انہیں ہوش نہ ہوتی تھی ۔

۲ - ایک دفعہ حضرت صاحب کے گھر میں سیڑھیاں چڑھ رہی تھی کہ اوپر سے حضرت صاحب انہیں سیڑھیوں پر اترتے آ رہے تھے . جب وہ میرے مقابل پہنچے . تو انہوں نے میری چھاتی پکڑ لی - میں نے زور سے چھڑا لی ۔

خاکسار - علی حسین

شہادت نمبر - ۱۰

جناب ملک عزیز الرحمٰن صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ تحقیقت پسند پارٹی لاہور قادیانی جماعت کے مشہور و معروف سرگرم مبلغ ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم گجراتی مصنف احمدیہ پاکٹ بک کے حقیقی برادر ہیں آپ وقف زندگی ہو کر ربوہ میں عرصہ تک قیام پذیر رہے اور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور آپ فاسل محسن اکاؤنٹس کے انچارج بھی رہے ان کی شہادت پیش خدمت ہے ۔

حلفیہ شہادت

میں اس قہار خدا کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے یہ بیان کرتا ہوں کہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض واقف زندگی ربوہ (حال راولپنڈی) نے میرے سامنے میرے مکان واقعہ لاہور پر کئی ایک ایسے واقعات بیان کئے جن سے خلیفہ صاحب ربوہ کے اول درجہ بدکار ہونے کا یقین کامل ہو جاتا ہے . اس نے میرے اور چند دوستوں کے سامنے بالوضاحت یہ بیان دیا . کہ خلیفہ صاحب ربوہ معہ اپنی بیویوں کے باقاعدہ پروگرام کے تحت بدکاری کرتے ہیں ڈاکٹر صاحب نے مزید فرمایا کہ میں نے اس تمام بدکاری کو بچشم خود دیکھا اگر ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض اس بیان مذکورہ بالا سے انحراف کریں . تو میں ان سے حلف مؤکد بعذاب کا مطالبہ کروں گا . مزید براں

مجھے چونکہ خلیفہ صاحب کے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ کام کرنے اور خلیفہ صاحب کو نزدیک سے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے میں بھی خلیفہ صاحب سے اس ضمن میں اور ان کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے بارہ میں مباہلہ کرنے کو ہر وقت تیار ہوں۔ فقط

ملک عزیز الرحمٰن جنرل سیکرٹری احمدیہ حقیقت پسند پارٹی لاہور

شہادت نمبر ۱۱

حلفیہ شہادت

اگرچہ میں نے خلیفہ صاحب۔۔۔۔ کا مطالبہ پورا کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان تحریروں میں کسی نقص کا جواز نکال لیں۔ عین ممکن ہے کہ یہ کہیں کہ میری زناکاری کی وضاحت نہیں کی گئی۔ اس لئے مباہلہ نہیں کر سکتا۔ وقت کی بچت کی خاطر محمد یوسف صاحب ناز کا بیان ہدیہ ناظرین ہے۔

محمد یوسف ناز کا حلفیہ بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی اور خاتم النبیین

ہیں۔ اور اسلام سچا مذہب ہے۔ میں احمدیت کو برحق سمجھتا ہوں اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے دعویٰ پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور مسیح موعود مانتا ہوں۔ اور اس کے بعد میں مؤکد بعذاب حلف اٹھاتا ہوں۔

— میں اپنے علم مشاہدہ اور رویت عینی اور آنکھوں دیکھی بات کی بنا پر خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ربوہ نے خود اپنے سامنے اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد سے زنا کروایا۔ اگر میں اس حلف میں جھوٹا ہوں۔ تو خدا کی لعنت اور عذاب مجھ پہ نازل ہو۔ اس بات پہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے ساتھ بالمقابل حلف اٹھانے کو تیار ہوں۔

دستخط محمد یوسف ناز معرفت عبدالقادر تیر تھ سنگھ جے ملوانی سندھ مسلم ثنا لیمار ہوٹل کراچی) از حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود کی تحریر میں مرزا محمود احمد کی تصویر

شہادت نمبر ۱۲

خلیفہ صاحب کے رفیق کار جن کو ۱۹۲۴ء میں انگلستان ہمراہ لے گئے تھے یعنی فاضل اجل حضرت شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری مولوی فاضل بی اے کا مکمل بیان آگے ملیگا آپ کی خلیفہ صاحب کی بیعت کی علیحدگی کے اسباب کا بیان درج ہے

"موجودہ خلیفہ سخت بد چلن ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار

کھیلتا ہے۔ اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے۔ جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔" دور حاضر کا مذہبی آمر

جناب عبدالمجید صاحب اکبر احمدی مخلص نوجوان ہیں۔ قادیان کی مقدس سرزمین میں آپ پیدا ہوئے اور مختلف طریق سے جماعت کی خدمت میں منہمک ہیں اس خدمت کی وجہ سے آپ اس قدر مقبول ہو گئے۔ آپ کو سیکرٹری خدام الاحمدیہ حلقہ مسجد اقصےٰ منتخب کر لیا گیا۔ آپ ہر کس و ناکس سے متانت اور سنجیدگی سے پیش آتے تھے۔ ان اوصاف حمیدہ کی وجہ سے مزید مقبولیت حاصل ہو گئی اور ممبر مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ لاہور کی رکنیت بھی خدمت کے اصول کے پیش نظر اعزازی طور پر قبول فرمائی۔ ان کا حلفیہ بیان پیش خدمت ہے۔

شہادت نمبر ۱۳

حلفیہ شہادت

قسم ہے مجھ کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی، قسم ہے مجھ کو قرآن پاک کی سچائی کی، قسم ہے مجھ کو حبیب کبریا کی معصومیت کی، کہ میں اپنے قطعی علم کی بنا پر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کو ایک

ناپاک انسان سمجھنے میں حق الیقین پر قائم ہوں۔ نیز مجھے اس بات پر بھی شرح صدر حاصل ہے کہ آپ جیسے شعلہ بیان یعنی "سلطان البیان" مقرر سے قوت بیان کا چھن جانا اور دیگر بہت سی امراض کا شکار ہونا مثلاً نسیان فالج وغیرہ یقیناً خدائی عذاب ہیں۔ جو کہ خدائے عزیز کی طرف سے اسکی قدیم سنت کے مطابق مفتریان کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

علاوہ دیگر واسطوں کے آپ کے مخلص ترین مریدوں کی زبانی وقتاً فوقتاً آپ کے گھناؤنے کردار کے بارہ میں عجیب وغریب انکشافات مجھ پر ہوئے۔ مثال کے طور پر آپ کے ایک مخلص مرید جناب محمد صدیق صاحب ثاقب نے بارہا میرے سامنے جناب خلیفہ صاحب کے چال چلن اور غیر شرعی افعال کے مرتکب ہونے کے بارہ میں بہت سے دلائل و ثبوت اور خلیفہ صاحب کے پرائیویٹ خط پیش کئے۔

اس جگہ میں احتیاطاً یہ لکھ دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ اگر محترم صدیق صاحب کو میرے بیان بالا کی صحت کے بارہ میں کوئی اعتراض ہو تو میں ہر دم ان کے ساتھ اپنے اس بیان کی صداقت پر مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔

احقر العباد
عبدالمجید اکبر مکان نمبر ۵۔ بلاک ڈی ٹمپل روڈ
لاہور

شہادت نمبر ۱۴

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو جبار و قہار ہے۔ جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی اور مردود کا کام ہے حسب ذیل شہادت دیتا ہوں۔

میں ۱۹۳۲ء سے لے کر ۱۹۳۶ء تک مرزا گل محمد صاحب رئیس قادیان کے گھر میں رہا۔ اس دوران میں کئی مرتبہ ایک عورت مسماۃ عزیزہ بیگم صاحبہ کے خطوط خفیہ طریقہ سے ان ہدایت پر عمل کرتے ہوئے کہ ان خطوں کا کسی سے بھی ذکر نہ کرنا۔ خلیفہ محمود کے پاس لے جاتا رہا۔ خلیفہ مذکور بھی اس طریقہ سے اور ہدایت بالا کو دہراتے ہوئے جواب دیتا رہا (خطوط انگریزی میں تھے)

اس کے علاوہ اس عورت کو رات کے دس بجے بیرونی راستہ سے لے جاتا رہا۔ جبکہ اس کا خاوند کہیں باہر ہوتا۔ عورت غیر معمولی بناؤ سنگھار کر کے خلیفہ کے دفتر میں آتی تھی۔ میں بموجب ہدایت اسے گھنٹہ یا دو گھنٹہ بعد لے آتا تھا۔

ان واقعات کے علاوہ بعض اور واقعات سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں۔ کہ خلیفہ صاحب کا چال چلن خراب ہے اور میں ہر وقت ان سے مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔

حافظ عبدالسلام پسر حافظ سلطان حامد خان صاحب استاد میاں ناصر احمد

شہادت نمبر ۱۵

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اور اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھ سے حضرت صاحب (یعنی مرزا محمود احمد) کو صادقہ کے ساتھ زنا کرتے دیکھا۔ اگر میں جھوٹ لکھ رہا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔

غلام حسین احمدی

شہادت نمبر ۱۶

حلفیہ شہادت

مجھے دلی یقین ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نہایت بد چلن اور بدکریکٹر انسان ہے۔ بے شمار عینی شہادتیں جو مجھ تک پہنچ چکی ہیں جن کی بنا پر میں یہ جاننے کے لئے تیار ہوں کہ واقعی خلیفہ صاحب قادیان زانی اور اغلام باز و فاعل و مفعول بھی ہیں۔

اس دلی یقین کا ثبوت میں یہاں تک دے سکتا ہوں اگر خلیفہ صاحب قادیان اپنے کریکٹر چال چلن کی صفائی کے لئے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں تو ہر طرح اسے قبول کرنے کو تیار ہوں

(مرزا منیر احمد نصیر)

شہادت نمبر ۱۷

حلفیہ شہادت

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے اگر میں جھوٹ بولوں۔ تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو

تخلص شبیر احمد مصری

مرزا محمود کی اپنی گواہی

حکیم عبدالعزیز صاحب سابق پریذیڈنٹ انجمن انصار احمدیہ قادیان پنجاب نے خلیفہ صاحب کی بدچلنی کے پیش نظر مسجد اقصیٰ میں جب خلیفہ صاحب مجمع عام کے سامنے تقریر کر رہے تھے۔ علی الاعلان کہہ دیا کہ آپ زناکار اور بدچلن ہیں۔ اس لئے میں آپ کی بیعت نہیں کر سکتا۔ آپ پر بھی ۱۹۲۸ء پر حملہ کر دیا گیا۔ پندرہ بیس دن ہسپتال میں رہے اور خلیفہ صاحب کو للکارتے رہے۔ آپ نے مرزا محمود احمد صاحب کو ایک خط لکھا جس میں آپ نے تحریر کیا کہ سنا ہے کہ آپ نے چار گواہوں کا ذکر لوگوں سے کیا ہے اگرچہ ہم سے تو نہیں کہا۔ مگر یہ بات درست ہے تو پھر آپ اسی کے لئے تیاری فرمالیں۔ ہم صرف چار ہی نہیں۔ بلکہ بہت سی شہادتیں علاوہ عورتوں لڑکیوں اور لڑکوں کی شہادت کے خود جناب والا کی اپنی شہادت بھی پیش کریں گے۔ اگر ہم ثبوت نہ دے سکے تو آپ کی بریت ہو جائے گی اور ہم ہمیشہ کے لئے ذلیل ہونے کے علاوہ ہر قسم کی سزا بھگتنے کے لئے بھی تیار ہیں

حکیم صاحب موصوف کا حلفیہ بیان درج ذیل ہے

شہادت نمبر ۱۸

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی

قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں مرزا محمود احمد صاحب کی بیعت سے اس لئے علیحدہ ہوا تھا کہ میرے پاس ان کے خلاف احمدی لڑکوں۔ لڑکیوں اور عورتوں کے صحیح واقعات پہنچے تھے۔ جن کے ساتھ مرزا محمود احمد نے بدکاری کی تھی، اسی بنا پر میں نے مرزا محمود احمد صاحب کو لکھا تھا کہ آپ کے خلاف احمدی لڑکے لڑکیاں اور عورتیں اپنے واقعات بیان کرتی ہیں۔ ایسی صورت میں آپ یا جماعتی کمیشن کے سامنے معاملہ پیش ہونے دیں۔

یا میدان مباہلہ کے لئے تیار ہوں یا حلف مؤکد بعذاب اٹھائیں یا ہمیں موقعہ دیں۔ کہ ہم تمام واقعات پیش کر کے جلسہ سالانہ کے موقع پر تمام احمدیوں کی موجودگی میں آپ کے سامنے حلف مؤکد بعذاب اٹھائیں تاکہ روز بروز کا جھگڑا ختم ہو کر حق کا بول بالا ہو۔ لیکن مرزا محمود احمد صاحب کو کسی طریق پر بھی عمل پیرا ہونے کی جرأت نہیں ہوئی۔ سوائے کفار مکہ والا حربہ بائیکاٹ مقاطع استعمال کرنے کے

سنہ ۳۲ء سے لے کر آج تک میں اسی عقیدہ پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں کہ میاں محمود احمد ایک زانی اور بدچلن انسان ہے۔ جس کو خدا رسول اور اس کے خادم حضرت مسیح موعود سے کسی قسم کی کوئی نسبت نہیں۔ اگر میں اپنے اسی عقیدہ میں باطل پر ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔

حکیم عبدالعزیز سابق پریذیڈنٹ
انجمن انصار احمدیہ قادیان

شہادت نمبر ۱۹

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر ناظر جان کر جس کی جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں نے حضرت مرزا محمود احمد صاحب قادیان کو اپنی آنکھ سے زنا کرتے دیکھا ہے

اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اس نے میرے ساتھ بھی بدفعلی کی ہے اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔

میں بچپن سے وہیں رہتا تھا — دبشیر احمد

شہادت نمبر ۲۰

حلفیہ شہادت

مصری عبدالرحمٰن صاحب کے بڑے لڑکے حافظ بشیر احمد نے میرے سامنے ہاتھ میں قرآن شریف لے کر یہ لفظ کہے، خدا تعالیٰ مجھے پارا پارا کر دے اگر میں جھوٹ بولتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب نے میرے ساتھ بدفعلی کی ہے

میں خدا کی قسم کھا کر یہ واقعہ لکھ رہا ہوں

دستخط خود محمد عبداللہ احمدی سینٹ فرنیچر ہاؤس مسلم ٹاؤن لاہور

شہادت نمبر ۲۱

حلفیہ شہادت

مرزا گل محمد صاحب مرحوم (آپ قادیان کے رئیس اعظم تھے اور وہاں بڑی جائیداد کے مالک تھے) اور مرزا غلام احمد صاحب کے خاندان کے رکن تھے، ان کی دوسری بیوہ (چھوٹی بیگم) نے مجھے بیان کیا۔ کہ خلیفہ صاحب کو میں نے اپنی آنکھوں سے ان کی صاحبزادی اور بعض دوسری عورتوں کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے خلیفہ صاحب سے ایک دفعہ عرض کی حضور یہ کیا معاملہ ہے۔؟

آپ نے فرمایا کہ قرآن و حدیث میں اس کی اجازت ہے البتہ اس کو عوام میں پھیلانے کی ممانعت ہے۔

نعوذ باللہ من ذالک

میں خداوند تعالےٰ کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ بیان تحریر کر رہی ہوں۔ شاید میری مسلمان بہنیں اور بھائی اس سے کوئی سبق حاصل کریں فقط

سیدہ ام صالحہ بنت سید ابرار حسین
سمن آباد۔ لاہور

شہادت نمبر ۲۲

حلفیہ شہادت

چوہدری علی محمد صاحب واقف زندگی اپنے خاندان میں صرف اکیلے ہی احمدی ہیں جنہوں نے سب کچھ قربان کر کے احمدیت جیسی نعمت

کو پالیا۔ آپ فوج میں حوالدار تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کی کتب کے مطالعہ کے بعد آپ نے احمدیت قبول کی۔ اللہ بخش صاحب
تسنیم کے برادر میر محمد بخش، ایڈوکیٹ امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ
کے ذریعہ ۳۶ء کو جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے، اور کچھ دن بعد
اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کر دیا۔ مئی ۱۹۴۵ء میں قادیان
سے بلاوا آیا۔ تو آپ بلاحیل وحجت پورے اخلاص و عقیدت مندی
کے ساتھ قادیان تشریف لے گئے، اور خدمت کی ابتداء دفتر وکیل الصنعت
تحریک جدید سے کی اور پھر مختلف شعبہ جات میں متعین کئے
گئے۔ مثلاً

سندھ جننگ فیکٹری کنری میں بطور اکونٹنٹ مقرر کیا گیا۔ پھر
اس دوران میں نمائندہ خصوصی بناکر دی اشبو افریقین لمٹیڈ کراچی
سپیشل آڈٹ کرنے کی غرض سے بھیجا گیا، اور سندھی گوٹھ میں بھی
تحریک جدید کے حصوں کی نگرانی کے لئے نمائندہ خاص مقرر کیا گیا۔ پھر
میں انڈسٹریل کمرشل ڈویلپمنٹ کمپنی کے دفتر میں اکونٹنٹ مقرر
کیا گیا۔ تجارت اور صنعت کے دفتر میں ہیڈ اکونٹنٹ مقرر کیا گیا اور
دی بورڈ آف ڈائرکٹرز کا سیکرٹری مرزا محمود احمد کی ذاتی منظوری
سے کیا گیا۔ جس کا چیئرمین مرزا مبارک احمد ہے۔ بدستور سالہا سال
سندھ کی زمینوں۔ سلسلہ کے تجارتی کارخانوں۔ اور فضل عمر
انسٹیٹیوٹ کا حساب آڈٹ کرتے رہے۔ بسا اوقات قیام ربوہ

میں اکثر مالی خیانتوں کے مقدمات پر آپ کو بطور کمیشن مقرر کیا جاتا اور بعض دفعہ
دارالقضاء بھی فیصلوں کے لئے آپ کو ہی کمیشن مقرر کرتے۔ آپ بطور
محاسب خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں بھی کام کرتے رہے۔ اور خلیفہ صاحب
چوہدری صاحب موصوف سے خاص ملاقاتیں بھی کیا کرتے تھے۔ حافظ عبدالسلام
وکیل المال نے جب کسی بات پر چوہدری صاحب کی شکایت خلیفہ صاحب
سے کی۔ خلیفہ صاحب نے بالوضاحت جواب میں کہا۔ جو درج ذیل ہے
"میرے نزدیک تو یہ محنت اور دیانتداری سے کام کرتے
ہیں"

الغرض چوہدری صاحب موصوف نے مختلف شعبہ جات میں اکونٹنٹ اور
بطور نائب آڈیٹر کے کام کئے ان کے علم اور یقین کے پیش نظر ان کو تمام
مخفی راز از بر بھی یاد ہیں۔ کہ روپیہ کیسے اور کس طریق سے ہضم کیا جاتا
ہے۔ پھر آپ نے ایک کتاب میں حساب بناکر پیش کیا ہے۔ اور چیلنج بھی دیا
ہے۔ کہ یہاں مالی بدعنوانیوں، خیانتوں اور دھاندلیوں کے ریکارڈ کے
رو سے میں عینی شاہد ہوں۔

بہرحال چوہدری صاحب موصوف کی خدمت جلیلہ قابل قدر میں ضرورت
پڑنے پر وقت کے تقاضوں کو ضرور پورا کریں گے۔ قیام ربوہ میں ان
سے جو حالات پیش آئے۔ اس کے ذرائع سے ان کا حلفیہ بیان پیش
خدمت ہے۔

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھاتا ہوں

سکی مجوئی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ کہ صوفی رشید الدین صاحب جو ربوہ میں انجمن کی چکی پر عرصہ تک بطور مستری کام کرتے رہے اور وہ ربوہ کے پرانے رہنے والوں میں سے ہیں اور مخلص احمدی ہیں۔ اور جن کے مرزا محمود احمد صاحب اور ان کے خاندان کے بعض افراد سے قریبی تعلقات تھے۔ اور خصوصاً مرزا حنیف احمد ابن مرزا محمود احمد کے صوفی صاحب موصوف کے ساتھ نہایت عقیدت مندانہ مراسم تھے۔ اور قلبی عقیدت کی بنا پر مرزا حنیف احمد گھنٹوں صوفی صاحب کے پاس روزانہ ان کے گھر جاکر بیٹھتے اور بسا اوقات صوفی صاحب کو قصر خلافت میں اپنے ایک کمرہ خاص میں بھی لے جاکر ان کی خاطر مدارت کرتے۔ انہوں نے مجھ سے بارہا بیان کیا۔ کہ مرزا حنیف احمد خدا کی قسم کھاکر کہتا ہے۔ کہ جس کو تم لوگ خلیفہ اور مصلح الموعود سمجھتے ہو وہ زنا کرتا ہے۔ اور یہ کہ مرزا حنیف نے اپنی آنکھوں سے اپنے والد کو ایسا کرتے دیکھا۔ صوفی صاحب نے یہ بھی کہا۔ کہ انہوں نے کئی دفعہ مرزا حنیف احمد سے کہا کہ تم ایسا سنگین الزام لگانے سے قبل اچھی طرح اپنی یادداشت پر نظر ثانی کر لو۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ جس کو تم کوئی غیر سمجھے ہو وہ دراصل تمہاری کوئی والدہ ہی تھیں۔ مبادا خدا کے قہر و غضب کے نیچے آ جاؤ۔ تو اس پر مرزا حنیف احمد اپنی زوجیت خلیفہ پر حلفاً مصر رہے کہ ان کا والد پاک سیرت نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ انہوں نے اپنے والد کی کبھی کوئی کرامت مشاہدہ نہیں کی۔ البتہ یہ ترغیب ضرور ہے

کے ساتھ پائی ہے۔ کہ کسی طرح انہیں جلد از جلد زیادہ ذی غلبہ حاصل ہو جائے۔

اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں۔ اور افراد جماعت کو اس سے محض دھوکا دینا مقصود ہے۔ تو خدا تعالیٰ مجھ پر اور میری بیوی بچوں پر ایسا عبرتناک عذاب نازل فرمائے جو مخلص اور ہر دیدہ بینا کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہو۔

ہاں اس نام نہاد خلیفہ کی مالی بدعنوانیوں، خیانتوں اور دھاندلیوں کے ریکارڈ کی رو سے میں عینی شاہد ہوں۔ کیونکہ خاکسار نے ساڑھے نو سال تحریک جدید اور انجمن احمدیہ کے مختلف شعبوں میں اکاؤنٹنٹ اور نائب آڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا ہے۔

خاکسار

چوہدری علی محمد عفی عنہ واقف زندگی

جہاں نمائندہ خصوصی کوہستان لاہور

شہادت نمبر ۲۳

حلفیہ شہادت

جناب مولوی محمد صالح صاحب ندیم واقف زندگی سابق کارکن وکالت تحریک جدید ربوہ۔ مولانا محمد یامین صاحب تاجر کتب کے چشم و چراغ ہیں۔ صحابی ہونے کے علاوہ سلسلہ احمدیہ کا بچہ شمار

لٹریچر شائع کرتے ہیں آپ قادیان کی مقدس سرزمین ۱۹۲۳ء میں پیدا ہوئے اور مولوی فاضل تک تعلیم حاصل کی بعد ازاں مختلف شعبہ جات میں آپ نہایت خوش اسلوبی سے خدمت سرانجام دیتے رہے مثلاً

استاد ربوہ میں مسجد خدام الاحمدیہ کے جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر فائز رہے

۲۔ زعیم مجلس خدام الاحمدیہ دارالصدر ربوہ

۳۔ نائب منتظم تبلیغ مرکزیہ خدام الاحمدیہ ربوہ

۴۔ سندھ ویجی ٹیبل اینڈ پروڈکٹس کے ہیڈ آفس میں کام کیا

۵۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور الدستی رائٹر اخبار کے مینیجر بھی رہے

۶۔ محتسب امور عامہ کا محتمد خاص ربوہ بھی رہے۔ ان شعبہ جات کے علاوہ بھی جماعتی طور پر بھی خدمت پر بھی مامور کیا گیا آپ نے دیانت اور تقویٰ کی راہ پر چل کر صحیح معنوں میں خدمت کی۔ آپ میاں عبدالرحیم احمد جو خلیفہ صاحب کے داماد ہیں۔ ان کے پرسنل اسسٹنٹ و وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ بھی تھے۔ آپ میں جانفشانی اخلاص اور محنت سے کام کرتے تھے۔ اس کی وجہ سے آپ کے ذمہ مزید کام سپرد کئے جاتے تھے۔ آٹھ دس شعبہ جات کی کارکردگی آپ کی مقبولیت کی شاہد ہے اور گہرے تعلقات کا اندازہ بھی اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ آپ کا حلفیہ بیان ہدیہ ناظرین ہے

حلفیہ شہادت

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر مندرجہ ذیل سطور محض اس لئے سپرد قلم کر رہا ہوں کہ جو لوگ اب بھی مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کے تقدس کے قائل ہیں۔ ان کے لئے راہنمائی کا باعث ہو اگر میں درج ذیل بیان میں جھوٹا ہوں۔ تو خدا تعالیٰ کا عذاب مجھ پر اور میرے اہل و عیال پر نازل ہو۔

میں پیدائشی احمدی ہوں اور ۱۹۵۸ء تک میں مرزا محمود احمد صاحب کی خلافت سے وابستہ رہا خلیفہ صاحب نے مجھے ایک خود ساختہ فتنہ کے سلسلہ میں جماعت ربوہ سے خارج کر دیا۔ ربوہ کے ماحول سے باہر آکر خلیفہ صاحب کے کردار کے متعلق بہت ہی گھناؤنے حالات سننے میں آئے۔ اس پر میں نے خلیفہ صاحب کی صاحبزادی امۃ الرشید بیگم، بیگم میاں عبدالرحیم احمد سے ملاقات کی۔ انہوں نے خلیفہ صاحب کے بدچلنی اور بدمعاش اور بدکرداری کی تصدیق کی۔ باتیں تو بہت ہوئیں لیکن خاص بات قابل ذکر یہ تھی۔ کہ جب میں نے امۃ الرشید بیگم سے یہ کہا، کہ آپ کے خاوند کو ان حالات کا علم ہے۔ تو انہوں نے کہا، کہ صالح نور صاحب آپ کو کیا بتلاؤں کہ ہمارا باپ ہمارے ساتھ کیا کچھ کرتا رہا ہے اور اگر وہ تمام واقعات میں اپنے خاوند کو بتلا دوں تو وہ مجھے ایک

سنت کے لئے بھی اپنے گھر میں لبانے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ تو پھر میں کہاں جاؤں گی۔ اس واقعہ پر امتہ۔۔ الرشید کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور یہ لرزہ خیز بات سنکر میں بھی ضبط نہ کر سکا۔ اور وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ اس وقت میں ان واقعات کی بناء پر جو میں ڈاکٹر نذیر احمد ریاض، محمد یوسف ناز۔ ماجد بشیر احمد رازی سے سن چکا ہوں۔ حق الیقین کی بناء پر خلیفہ صاحب کو ایک بدکردار اور بدچلن انسان سمجھتا ہوں، اور اسی کی بناء پر وہ آج خدا کے عذاب میں گرفتار ہیں۔

خاکسار

محمد صالح نور واقف زندگی، سابق کارکن۔ وکالت تعلیم

(تحریک جدید ربوہ)

شہادت نمبر ۲

حضرت ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض کی شہادت

خلیفہ صاحب کا اصول

حضرت ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض، مولوی فاضل واقف زندگی خلیفہ ربوہ کے خاص ڈاکٹر تھے۔ اور خلیفہ صاحب نے از خود سلسلہ کے خرچ سے حکمت اور ڈاکٹری کی تعلیم دلوائی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف علاج مخصوصہ میں کافی سے زیادہ مہارت رکھتے ہیں۔ اور عرصہ دراز تک خلافت مآب کے چرنوں میں رہے۔ آپ نے حضرت

مولوی خیر علی صاحب کی سوانح حیات مرتب کر کے شائع کی ہے جو تقریباً ۱۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ آپ جامعۃ المبشرین میں پروفیسر بھی تھے۔ آپ اپنی خدا داد ذہنی صلاحیتوں کی وجہ سے خلیفہ صاحب کی آلودہ زندگی سے ہی نہیں بلکہ اندرون خانہ کے ہر شعبہ سے پوری طرح واقف راز بھی ہیں۔ یعنی بہت سے بچشم خود راز خصوصی کے علاوہ آپ خلیفہ صاحب کے اصول کے متعلق فرماتے ہیں۔

آپ کو یاد ہوگا۔ جب تک ہم ربوہ میں رہے ہماری آپس میں کچھ ایسی قلبی مجانست رہی کہ باہم فکر طبیعت بے حد خوش ہوتی تھی کبھی شعر و شاعری کے سلسلہ میں تو کبھی شخص کے معنوی تقدس پہ نکتہ چینی کرنے میں مجالا ات آتا تھا۔ دراصل خلیفہ صاحب کا اصول ہے کہ

مت رکھو ذکر و فکر صبح گاہی میں انہیں
اور پختہ تر کر دو مزاج خانقاہی میں انہیں (جوش)

اور خود خوب رنگ رلیاں مناؤ۔ عیش و عشرت میں بسر کرو۔

ہم نے تو سچائی خلوص دل سے وقف کیا تھا۔ خدا انہیں ضرور اس کا اجر دیگا انہیں یہ خلوص پسند نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ بہتر حکم و عدل سے خود فیصلہ کر دے گا کہ ٹھکرائے ہوئے ہیرے کتنے قیمتی اور کتنے عزیز تھے۔

شروع شروع میرے دل کی عجیب کیفیت تھی، ہر وقت دل مختلف افکار کی آماجگاہ بنا رہتا تھا، ماں باپ کی یاد، عزیزوں کی جدائی کا احساس دوستوں کے بچھڑنے کا غم اور حاسدوں کے تیروں کی چبھن سبھی کچھ تھا لیکن

ہر داغ تھا اس دل میں بجز داغ ندامت

سب سے بڑا مسئلہ انسان کی فطرت صیحہ ہے جس کی راہنمائی میں انسان اپنے قدموں کو استوار رکھتا ہے۔ اور ہر افتاد پر ڈگمگانے سے بچاتا ہے۔ اگر یہ کلی طور پر مسخ ہو جائے تو پھر کسی بے راہ روی کا احساس دل میں نہیں رہتا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلائے میں آپکا ریاحق

اگر میں جھوٹ بولوں تو خدا کی لعنت ہو مجھ پر

شہادت ۲۵ حلفیہ شہادت

جناب غلام حسین صاحب احمدی ۔ ۔ ۔ فرماتے ہیں:۔

میں نے اپنی شہادت کے علاوہ حبیب احمد کا بھی ذکر کیا تھا۔ وہ مجھے قادیان میں مل گئے۔ میں نے ان سے قسم دیکر دریافت کیا تو انہوں نے ۔ ۔ ۔ قسم کھا کر مجھے تبلایا کہ حضرت صاحب (مرزا محمود احمد) نے دو مرتبہ ان سے لواطت (یعنی منڈے بازی) کی ہے ایک دفعہ قصر خلافت میں اور دوسری دفعہ ڈلہوزی میں۔ پھر میں نے ان سے تحریری شہادت مانگی تو پوری تفصیل کے ساتھ نہیں لکھی بلکہ نامکمل لکھ کر دی حبیب احمد صاحب اعجاز کی پوری پوری تصدیق فرماتے ہیں جو درج ذیل ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   وعلی عبدہ المسیح الموعود   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت شریف جناب بھائی غلام حسین صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد التماس ہے کہ جو میں نے آپ کو ۔ ۔ ۔ کو جو بات بتائی تھی میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ وہ بات بالکل صحیح ہے اگر میں جھوٹ بولوں تو خدا کی لعنت ہو مجھ پر ۔ ۔ ۔ ۔

خاکسار حبیب احمد اعجاز

میں علیٰ وجہ البصیرت شاہد ناطق ہوں

شہادت نمبر ۲۶ راجہ بشیر احمد صاحب رازی

حلف

مکرمی محترمی راجہ علی محمد صاحب ریٹائرڈ افسر مال۔ امیر جماعت احمدیہ گجرات کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ نے خدمت دین کے لیے ۱۹۴۵ء میں اپنے آپ کو وقف کیا اور پورے اخلاص کے ساتھ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا۔ اور خلیفہ ربوہ کے بلاوے پر آپ ربوہ تشریف لے آئے اور نائب اڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے کام پر مامور کیا گیا آپ نے اس کام کو یا جو کام بھی آپ کے سپرد کیے جاتے نہایت ہی استقلال اور محنت اور دیانتداری سے سرانجام دیتے رہے۔ آپ ربوہ کے کچے کوارٹروں میں رہائش پذیر تھے۔ اور دوستوں کے علاوہ آپ کے مراسم جناب شیخ نور الحق صاحب احمدیہ سنڈیکیٹ سے ہوئے۔ تو انہوں نے خلیفہ صاحب کی آلودہ زندگی کا ایسا بھیانک منظر پیش کیا کہ آپ ششدر رہ گئے۔ آپ کا ذہن اس آلودہ زندگی کو تسلیم نہیں کرتا تھا۔ کہ ایسا مقدس انسان بدکار نہیں ہو سکتا۔ بالآخر رفتہ رفتہ آپ کے مراسم اندرونی خصوصی ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض سے ہو گئے تو انہوں نے بھی اس ناپاک انسان کے عشرت کدہ کی رنگین مجالس کا ذکر فرمایا۔ اور ان کی مزید تسلی کے لئے اس رنگین اور سنگین مجالس تک لے جانے کا وعدہ کر کے اس مجلس میں شامل کر لیا۔ رازی صاحب

موصوف نے جب اس مجالس خاص میں عملاً رسائی حاصل کر لی۔ اور اپنی آنکھوں سے کہا منظر کو دیکھا تو آپ محو حیرت ہو گئے بعد ازیں آپ نے علی الاعلان پوری دیانتداری سے اس نقشہ خصوصی کو جو علی وجہ البصیرت پورے اطمینان کے ساتھ دیکھ چکے تھے اپنے دوستوں سے کھلم کھلا اظہار کرتے رہے۔ رازی صاحب موصوف کا بجواب خط بیان درج ذیل ہے آپ فرماتے ہیں

ارشاد گرامی پہنچا۔ خلیفہ صاحب سے عدم وابستگی کی اصل وجہ تو وہی ہے جو ہمارے

مکرم بھائی مرزا محمد حسین صاحب بی کام

فرمایا کرتے ہیں کہ جو سفر ہم نے ماموریت سے شروع کیا۔ اسے آمریت پر ختم کرنا ہمیں گوارا نہیں۔

مگر یہ اجمال شاید آپ کے لئے وجہ تسلی نہ بن سکے۔ لیجئے مختصراً ہماری رُوداد بھی سن لیجئے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب ہم ربوہ کے کچے کوارٹرا میں خلیفہ صاحب ربوہ کے کچے قصر خلافت کے سامنے رہائش پذیر تھے قرب مکانی کے سبب

شیخ نور الحق احمد "احمدیہ سنڈیکیٹ"

سے راہ رسم بڑھی۔ تو انہوں نے خلیفہ صاحب کی زندگی کے ایسے مشاغل کا تذکرہ کیا جن کی روشنی میں ہمارا وقفہ کا استعفا نظر آنے لگا۔ اتنے بڑے دعویٰ کے لئے شیخ صاحب کی روایت کافی نہ تھی۔ خدا بھلا کرے۔

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض

کا جن کی ہم رکابی میں مجھے خلیفہ صاحب کے ایک

ذیلی عشرتکدہ

میں چند ایسی ساعتیں گزارنے کا موقعہ ہاتھ آیا۔ جس کے بعد میرے لئے خلیفہ صاحب ربوہ کی پاک دامنی کی کوئی سی بھی تاویل و تعریف کافی نہ تھی اور میں اب بفضل ایزدی علی وجہ البصیرت خلیفہ صاحب ربوہ کی بد اعمالیوں پر شاہد ناطق ہو گیا ہوں۔ میں صاحب تجربہ ہوں کہ یہ سب بد اعمالیاں ایک بھی سوچی ہوئی سکیم کے تحت وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ اور ان میں اتفاق یا بھول کا کوئی دخل نہیں جن دنوں ہم تھے۔

محاسب کا گھڑیال

اس رنگین مجالس کے لئے سٹینڈرڈ ٹائم (Standard Time) کی حیثیت رکھتا تھا۔ اب نہ جانے کون سا طریقہ رائج ہے۔ میرے اس بیان کو اگر کوئی صاحب مذکورہ چیلنج کرے تو میں حلف مؤکد بعذاب اٹھانے کو تیار ہوں

والسلام

بشیر رازی بی کام سابق نائب اڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ

نوٹ :۔ محاسب کا گھڑیال سے مراد۔ اگر ایک شخص کو رات کے نو بجے کا وقت مقرر کر کے لئے دیا گیا ہے تو اس کی گھڑی میں خواہ نو بج چکے ہیں جب تک محاسب کا گھنٹہ نو نہ بجائے اس وقت شخص...

شہادت نمبر ۲

چودھری صلاح الدین صاحب ناصر بنگالی

حلف

خاں بہادر ابوالہاشم خاں مرحوم چوہدری صاحب موصوف کے والد محترم نے بنگال میں جماعت احمدیہ کی قیادت کی اور آپ نے پورے اخلاص کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو اُجاگر کیا۔ اور آپ نے مرزا محمود کی تفسیر کا انگریزی میں ترجمہ بطور خدمت کے کیا۔ اور آپ جب ریٹائر ہوئے تو آپ مع اہل و عیال قادیان تشریف لے آئے۔ اور محلہ دار الانوار میں ایک بہترین کوٹھی رہائش کے لئے تعمیر کی۔ اور آپ کے خاندان کو خلیفہ صاحب کے خاندان سے انتہا عقیدت تھی۔ اس قریبی تعلقات کی وجہ سے آپ خصوصیت سے واقف راز ہوگئے۔ چوہدری صاحب صدر انجمن کے شعبہ جات میں بھی کام کرتے رہے اور آپ کی انتھک مساعی محض دین کی خاطر شامل حال رہی۔ آپ بھی ربوہ میں کچھ کوارٹروں میں عرصہ تک رہائش پذیر رہے۔ لیکن جب آپ کو مرزا محمود کی ناپاک سیرت کا بخوبی علم ہوگیا۔ اور علی وجہ البصیرت حق الیقین تک پہنچ گئے تو آپ نے ربوہ کو خیرباد کرنے کا تہیہ کرلیا۔ موقع پاکر آپ خفیہ طور سے مع ہمشیرگان اور والدہ محترمہ کو رات کی تاریکی میں لے کر لاہور روانہ ہوگئے اور پھر علی الاعلان خلیفہ صاحب کی ناپاک سیرت پر اخباروں اور لیکچروں میں بلاخوف اظہار فرماتے رہے۔ چودھری صاحب موصوف حقیقت پسند پارٹی کے پہلے جنرل سکرٹری رہے۔ آپ نے اس کام کو بھی اپنی صلاحیتوں کے پیش نظر حسب دستور مستعدی اور جانفشانی سے کام کیا۔ اس

بدکار اور بداعمال انسان کے لئے آپ نے اپنے آپ کو وقف کیا اور اس کی ناپاک سیرت پر الارم دینا اپنا فرض اولین تصور کرتے ہیں۔ چودھری صاحب گھر سے رازداروں میں سے واقع ہوئے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

قادیانی جماعت کے اندر فدایان احمدیت کے نام کی خفیہ تنظیم کو بے نقاب کیا جائے۔ جو ایک نقاب پوش خطرناک قسم کی نوجوانوں کی تنظیم ہے جو عملی طور پر تشدد کی حامی ہے اور اپنے کسی راز کو افشا کرنے والے کا کام تمام کر دیتی ہے اور ذیل کے احمدی حضرت کو عدم آباد تک پہنچا چکی ہے۔

۵۷ - ۴ - ۲۱ - نوائے پاکستان

چوہدری صاحب کی مجاہدانہ سرگرمیوں کا اندازہ بہت سے اخباروں کے علاوہ مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہے جس میں آپ نے طویل لسٹ مختلف لوگوں کو دی ہے جن کو راز افشا کرنے کے جرم میں ان کا کام تمام کر دیا گیا۔ طوالت کے خوف سے مثال کے طور پر صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں۔ چودھری صاحب نے اپنی ہمشیرہ عابدہ بیگم بنت خاں بہادر ابوالہاشم خاں صاحب آف بنگال کے اہم واقعہ کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ کہ ان کو بھی بذریعہ بندوق مار کر اچانک موت سے منسوب کیا گیا۔ ان کے خیال کے مطابق کہ کہیں راز افشا نہ کردے

بہرحال چوہدری صاحب صحیح معنوں میں حقیقت پسند واقع ہوئے ہیں۔ ان کا ہر کام دیانتدارانہ اور اخلاص پر مبنی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کو مزید استقامت بخشے۔ علاوہ ازیں جب گجرات میں جلسہ ہوا

تو آپ نے اس وقت بھی صداقت کو پورے طور سے روشن کیا۔ کہ ہم نے تقدس کے پردے میں جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ وہی ہماری اس سے علیحدگی کا باعث ہوا۔ چنانچہ چوہدری صاحب فرماتے ہیں۔

"لاالعبد انال چوہدری صلاح الدین صاحب جو مشرقی پاکستان کے رہنے والے ہیں۔ بنگالی میں تقریر کی اور بتایا کہ ہم نے تقدس کے پردے میں جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ہماری اس جماعت سے علیحدگی اس کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے بتایا۔ میں مشرقی پاکستان کے ایک معزز خاندان کا نوجوان ہوں اور امام جماعت احمدیہ کی دھاندلیوں کی وجہ سے علیحدہ ہو گیا ہوں۔ اور دیانتداری سے سمجھتا ہوں۔ کہ ان کے خلاف آمریت کا ایک واضح نمونہ ہے" نوائے پاکستان ۵۷۔۴۔۲۸

شہادت نمبر ۲۸

امام جماعت احمدیہ (قادیان) ربوہ کے متعلق

حضرت ڈاکٹر سید میر محمد اسماعیل صاحب مرحوم سول سرجن

کی

شہادت

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب خلیفہ صاحب کے ماموں اور خسر بھی ہیں۔ آپ کی قطعی رائے ہے کہ خلیفہ عیاش ہو۔ تو میں ڈاکٹر ہوں۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ عیاشی کی وجہ سے نہ دماغ کام کرتا ہے۔ اور نہ عقل اور نہ ہی حرکات صحیح طور پہ کر سکتا ہے۔ سب قوٰی برباد ہو جاتے ہیں۔ جس کو انگریزی میں (Wreck) کہتے ہیں۔ زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے حضرت ڈاکٹر صاحب موصوف فرماتے ہیں:-

"...... بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ خلیفہ عیاش ہے اس کے متعلق میں

کہتا ہوں۔ میں ڈاکٹر ہوں۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ وہ لوگ جو چند دن بھی عیاشی میں پڑ جائیں۔ وُہ وہ ہو جاتے ہیں جنہیں انگریزی میں (Wrecks) کہتے ہیں ایسے انسان کا دماغ کام کار رہتا ہے۔ نہ عقل درست رہتی ہے۔ نہ حرکات صحیح طور پر کرتا ہے۔ غرض سب قویٰ اس کے برباد ہو جاتے ہیں۔ اور سر سے لے کر پیر تک اس پہ نظر ڈالنے سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ وہ عیاشی میں پڑ کر اپنے آپ کو برباد کر چکا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں۔

اَلزِّنَا یُخْرِجُ الْبِنَاءَ

کہ زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے

الفضل ۱۰ جولائی ۱۹۳۷ء

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

خلیفہ ربوہ بعینہٖ اسی امراض میں مبتلا ہیں...

.... ان کا دماغ ماؤف ہو چکا ہے۔ نہ عقل کام کرتی ہے نہ اعضاء صحیح طور پر کام کرتے ہیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے۔ من و عن یہی حالت طاری ہے خبیث مرض یعنی فالج کا شکار ہیں۔ خصوصاً آپ نے ان کی عقل فہم کا اندازہ جلسہ سالانہ پر بخوبی لگایا ہوگا۔ کہ کس طرح وہ اپنی عقل کو ٹھکانے لگاتے رہے اور حاشیہ بردار درمیان میں لقمہ دیتے رہے اگر یہ لقمہ بے سود ثابت ہوا لاکھ پیوند لگاؤ

حق پسند اصحاب کی توجہ کے لئے

اپنی طرف سے نہایت اختصار کے ساتھ کچھ حوالجات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیش کر دیئے ہیں۔ تاکہ فیصلہ میں آسانی رہے اہل دانش اور طالبان حق کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ٹھنڈے دل سے ان تمام واقعات کو جو خلیفہ کے چال چلن پر سالہا سال سے بیان کئے جا رہے ہیں اور وہ انہیں ٹال رہے ہیں۔ آپ نے دلائل کی روشنی میں موازنہ کر کے خلیفہ صاحب کا احتساب کرنا ہے تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اصول جو بدچلن اور بدکار کے متعلق موجود ہے۔ اسکی بے حرمتی نہ ہو۔ اگر آپ نے اس اصول کو جرأت مندانہ اقدام سے اجاگر کر دیا۔ تو آنے والی نسلیں آپ کی اس جسارت کو جو اصول کے لئے برتی جائے گی قدر منزلت کی نگاہوں سے دیکھیں گی۔

علاوہ ازیں انسان غلطی کا پتلا ہے۔ بھول جانا کوئی بات نہیں ہوتی چونکہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مصنفہ جواہر پارے دیگر تنخواہ دار علماء اس امر کے لئے کوشاں رہتے ہیں کہ اس خلافت کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور بعض حوالے ان چھپائے جاتے ہیں۔ لیکن حضرت اقدس نے زانی، بدکار، عیاش کے متعلق ایک قطعی فیصلہ دیا ہے جو درج ذیل ہے

ا۔ مباہلہ صرف ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر کسی دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں (الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۸ء)

۲۔ یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے بچشم خود زنا کرتے دیکھا یا بچشم خود شراب پیتے دیکھا۔ اگر میں اس بے بنیاد افترا کیلئے مباہلہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔" (تبلیغ رسالت جلد ۲ صفحہ نمبر ۲)

تو اس کی طرف آنے میں ہچکچاہٹ کیوں ہے جب آپ کا دعویٰ ہے کہ خلیفہ صاحب سے خدا خلوت اور جلوت میں باتیں کرتا ہے۔ اس عدالت میں حضرت اقدس کا حوالا بھی یہی مطالبہ کرتا ہے پھر ڈرتے کیوں ہو۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا۔ حضرت اقدس کا قطعی فیصلہ ہے یا آپ کی نگاہ میں حضرت اقدس کی کتابوں میں ایسا حوالہ موجود ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ بدکار عیاش بھی مصلح موعود ہو سکتا ہے تو خدا کی قسم اگر یہ حوالہ میرے میرے علم اور سمجھ میں آگیا تو میں سر تسلیم خم کروں گا۔ ورنہ بصورت دیگر آپ کا فرض ہو گا۔ کہ حضرت اقدس کے ان حوالوں کی موجودگی میں جو بدکار کے لئے آپ نے لکھا ہے۔ عمل کرنا ہو گا۔ اور جماعت کے ہر فرد کو احتساب کرنا پڑے گا۔

بدکردار مصلح موعود نہیں ہو سکتا

یہ بات اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ خلیفہ صاحب بدکار، عیاش بدچلن انسان ہیں۔ بدکردار مصلح موعود نہیں ہو سکتا اور اپنی اس بدمعاشی کو چھپانے کی خاطر مختلف بہانے اور حیل وحجت۔ قتل و غارت و بائیکاٹ

اور صدر انجمن احمدیہ کا روپیہ مقدمے میں ضائع کیا جاتا ہے۔ پھر الفضل میں یوں کہا جاتا ہے کہ زنا کرنا جرم نہیں اسکی تشہیر جرم ہے۔ زنا تو آپ عین شریعت کے مطابق کرتے ہیں۔ اس لئے اس کا تو جرم نہیں۔ مگر مباہلہ حضرت اقدس کے فرمان کے مطابق کیا جاتا ہے۔ وہ جرم ہے۔ خلیفہ صاحب نے حضرت اقدس کی تعلیم کو پس پشت ڈال کر اپنا سکہ جمانے کی کوشش کی مقدس اصطلاحوں سے اپنے آپ کو نوازا کبھی صحابہ کرام کے متعلق بدتہذیبی کا مظاہرہ کیا اور کبھی آنحضرت صلعم سے بھی آگے بڑھنے کا قدم اٹھایا۔ انشاء اللہ ایسے شخص کا انجام اچھا نہیں ہو گا۔ اس کو اس دنیا میں جو سزا مل رہی ہے وہ ایک زندہ نشان ہے۔ چلنے پھرنے سے بھی عاری ہے۔ دماغ کسی قدر ماؤف ہو چکا ہے "فالج نے اس کو اپنا شکار بنا لیا ہے" (الفضل ہر اگست ۱۹۵۶ء)

ایسے شخص کو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے قادیان کی مقدس سرزمین میں بھی جگہ نصیب نہیں ہوئی۔ دراصل اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ گندی مچھلی سب کو خراب کرتی ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے اس ناپاک وجود کو وہاں سے نکال کر مقدس بستی کو محفوظ کر لیا ——

میں عرض کر رہا تھا۔ کہ آپ حاشیہ بردار اس کو سہارا دیے ہوئے ہیں۔ کبھی ٹیکہ کے زور اس کو ہوش میں لایا جاتا ہے۔ کبھی ٹیپ ریکارڈ سنا کر جماعت کو تسلی دی جاتی ہے۔ بارہا طریق سے اس میں پیوند لگائے گئے۔ لیکن جب ایک عمارت بوسیدہ ہو جاتی ہے۔ اس کے پیوند کہاں تک سہارا دے سکتے ہیں۔ بالآخر اس بوسیدہ عمارت کو طیش نیش

کرکے از سرِ نو بنانی پڑتی ہے۔یہی حال خلیفہ کا ہے۔اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے تعر مزلت میں گر چکا ہے۔اس وقت سہارا بے سود ہے۔یہ غلط ملط سہارے دیکھنے والوں کے لئے اس شخص کی بدکرداری کا ثبوت ہے۔یہ ناپاک وجود ختم ہوکر رہے گا۔اور حضرت اقدس کا اصول پوری آب و تاب سے چمکے گا۔خدا کے گھر میں دیر ضرور ہے اندھیر نہیں۔

میرے احمدی بزرگو! بھائیو! اور بہنوں! جماعت احمدیہ کا ہر فرد جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصولوں کو اپنانے کے لئے بے تاب ہے۔ان سے استدعا ہے کہ خلیفہ صاحب اس وقت زندہ ہیں۔ان کی موجودگی میں جس اسلامی شریعت کو آپ پسند فرمادیں فیصلہ کی راہ نکالیں۔انسان کی سوجھ بوجھ کے مطابق تین ہی صورتیں قابل عمل ہیں۔

عدالت کمیشن مباہلہ

اظہار واقعہ کو بدزبانی نہیں کہا جاسکتا

حضرت اقدس ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں۔

"دشنام دہی اور چیز ہے اور بیان واقعہ کا گو وہ کیسا ہی تلخ اور سخت ہو۔دوسری شے ہے۔ہر ایک محقق اور حق گو کا یہ فرض ہوتا ہے۔کہ سچی بات کو پورے پورے طور پر مخالف گم گشتہ کے کانوں تک پہنچا دے

پھر اگر وہ سچ سنکر افروختہ ہو۔تو ہوا کرے (ازالہ اوہام صفحہ)

خلیفہ صاحب کی بداعمالیوں کے متعلق مختلف اقوال اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالجات اور شہادتیں درج ہیں

میں انصاف پسند اور غیور اصحاب سے درخواست کرتا ہوں۔تینوں صورتیں پیش کر دیں ہیں۔جو صورت آپ کے لئے آسان ہو۔اس پر عمل کریں۔ورنہ بصورت دیگر اگر اس میں لیت و لعل کیا گیا۔تو وہ اپنے متعلق شکوک میں اضافہ کرینگے۔لیکن یاد رکھیں۔خلیفہ صاحب اپنی بدکرداری اور کرتوتوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔وہ کبھی بھی مباہلہ کے لئے میدان میں نہیں نکلیں گے۔

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی مرزا محمود احمد صاحب پر کمیشن مقرر کیا گیا اور سُنا ہے کہ جرم ثابت تھا۔مگر بدنامی کے خوف سے اس کو درگزر کیا گیا۔اگر ہمارے بزرگان ملت اس وقت اس خوف کو بالائے طاق رکھ کر اس کو گندے چھیچھڑے کی طرح نکال دیتے تو آج اس بدنما داغ اور لعنت سے محفوظ رہتے۔

بس آپ اپنے فرضوں کو پہچانیں۔اس بدنما دھبہ کو مباہلہ کی صورت میں خدا کی عدالت میں لائیں۔تاکہ تقدس اور پاکبازی الم نشرح ہو کر جماعت احمدیہ کے لئے خصوصاً ہدایت کا موجب ہو۔

طالب دعا۔ (خادم ملت مظہر ملتانی)

اِنتباہ!

جسقدر شہادتیں اور حلفیہ بیان کتاب ہذا میں درج ہیں۔ ان کی اصل تحریرات موجود ہیں۔ اگر ضرورت پڑی تو اصل تحریرات کے عکس شائع کر دیئے جاویں گے۔ تاہم اگر کوئی صاحب کسی دباؤ کے ماتحت یا جماعت احمدیہ ربوہ کے سربراہ یا بالخصوص مرزا بشیر احمد صاحب۔ ایم اے "قمر الانبیاء" (انکے کیریکٹر کے متعلق بھی شہادتیں موجود ہیں۔ جو کسی وقت منظر عام پر لائی جا سکتی ہیں) اپنے حکیمانہ اور فلسفیانہ لاطائل انداز میں ان بیانات کی تردید کرنے کی جرأت کریں۔ تو اس موقع پر بھی انہیں قہار وجبار کی عدالت میں آنا ہوگا۔ اور مؤکد بعذاب حلف اٹھانا ہوگا۔ جو صاحب تردید کریں۔ ان کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ بالمقابل کم از کم دو صد اشخاص کے سامنے مسجد میں کھڑے ہو کر بروز اشہاد مندرجہ ذیل مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں

میں اس خدا کی جو ذوالجلال حیّ و قیوم اور قہار و جبار کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اور جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ اور میں اپنے بیٹوں، بیٹیوں، بیوی، بہنوں، ماں، باپ (لکھتے وقت بھی جو رشتہ دار زندہ یا موجود نہ ہوں۔ ان کا نام کاٹ دیا جائے۔) کے سر پر ہاتھ رکھ کر مؤکد بعذاب حلف اٹھاتا ہوں کہ جناب مرزا محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ربوہ نے کبھی زنا یا

لواطت نہیں کی۔ اور میری طرف جو یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ میں نے اُن کے دامن کو ایسی بدکاری سے داغدار قرار دیا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ میں نے کبھی نہ انہیں بدکار اور زانی سمجھا اور نہ کہا۔ اور نہ ہی کوئی ایسی بات ان کی طرف منسوب کی۔ اور نہ ہی میں نے کوئی تحریر لکھ کر دی۔

اے میرے خدا میں تجھے حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں۔ کہ میرا یہ بیان بالکل صحیح اور واقعات کے مطابق ہے اور میں نے کسی ترغیب یا ترہیب یا کسی بھی قسم کے دباؤ کے ماتحت یہ بیان نہیں دیا۔ میں جانتا ہوں۔ کہ تیرے ہاتھ کے برابر کوئی ہاتھ نہیں۔ تیری قوت سے بڑھ کر کوئی قوت نہیں۔ تو ہی جسے چاہے عزت دیتا اور جسے چاہے ذلیل کرتا ہے۔

اے میرے خدا اگر اوپر کے سارے بیان میں جھوٹا ہوں اور فریب دغا، مکاری، چالبازی لفظوں کے ہیر پھیر، فقرہ بازی اور خیانت سے کام لے رہا ہوں۔ تو تیرا قہر تلوار کی مانند مجھ پر پڑے۔ تیرا غضب مجھے بھسم کر دے۔ ذلت تباہی۔ غربت، بیماری عزیزوں، رشتہ داروں۔ بیوی بچوں کی موت اور مصائب و آلام کی مار۔ مجھ پر مار اور اپنے ہیبت ناک ہاتھ کے ساتھ مجھے تباہ و برباد کر کے رکھ دے۔ میرے در و دیوار پر آگ برسے۔ میرے دشمنوں کو خوش

کر دے۔ میں ذلیل اور رُسوا ہو جاؤں۔ اور میری اور میرے باپ کی نسل منقطع ہو جائے۔ اور ابد الآباد کے لئے مجھ پر لعنتیں برستی رہیں۔ اور تیرے عفو کی چادر مجھے کبھی نہ ڈھانپے

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ ۔

فیصلہ عدالت عالیہ ہائیکورٹ لاہور

بہ نگرانی شیخ عبدالرحمٰن مصری قادیان

ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے جو حکم شیخ عبدالرحمٰن مصری کی اپیل کے خلاف دیا ہے اس پر نظر ثانی کیلئے موجودہ درخواست ہے۔ شیخ عبدالرحمٰن مصری سے مجسٹریٹ فسٹ کلاس کے حکم کے ماتحت ۱۸ مارچ ۱۹۳۸ء کو ضمانت حفظ امن طلب کی گئی تھی اور اس حکم کے خلاف ڈپٹی کمشنر نے ۲۴ مئی ۱۹۳۸ء کو اپیل کو مسترد کر دیا تھا۔ لہٰذا اب وہ عدالت ہذا میں نظر ثانی کی درخواست دے رہا ہے۔ چنانچہ اس عدالت کے ایک فاضل جج نے حکومت کو حاضری کا نوٹس دیا۔

موجودہ کارروائی کی تحریک کا اصل باعث وہ اختلاف ہے جو جماعت احمدیہ قادیان کے اندر رونما ہوا ہے۔ درخواست کنندہ اس انجمن کا ممبر ہے جو خلیفہ سے شدید اختلاف کے باعث علیحدہ ہو چکی ہے۔ درخواست کنندہ کے خلاف اصل الزام یہ ہے کہ اس نے دو پوسٹر شائع کئے۔ اوّلاً پی۔ اے اگزیبٹ جو مورخہ ۲۹ جون ۱۹۳۷ء کو شائع ہوا اور ثانیاً اگزیبٹ پی۔ جی جو ۳ جولائی ۱۹۳۷ء کو شائع کیا گیا۔ ان پوسٹروں کے ذریعے درخواست کنندہ نے اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ پوسٹر بجائے خود قابل اعتراض نہیں ہیں

مدعی نے اگزہبٹ پی۔جی میں سے ایک پیرا کی بناء پر اپنا دعویٰ قائم کیا ہے جو اس طرح شروع ہوتا ہے۔

"میرے عزیز میرے بزرگو آپ نے اپنے ایک بے قصور بھائی۔ ہاں اس بھائی کو جو محض آپ لوگوں کو ایک خطرناک ظلم کے پنجے سے چھڑانے کے لئے اپنی عزت اپنے مال اپنے ذریعہ معاش اور اپنے آرام کو قربان کر دیا ہے۔۔۔۔"

مدعی کا دارومدار ایک اور پیرا بھی ہے۔ جس کا خلاصہ یوں دیا جا سکتا ہے موجودہ خلیفہ میں ایسے سخت عیوب ہیں کہ اُسے معزول کرنا ضروری ہے اور میں نے اپنے آپ کو جماعت سے اس لئے علیحدہ کیا ہے تاکہ میں ایک نئے خلیفہ کے انتخاب کے لئے جدوجہد کر سکوں۔"

میری رائے میں مذکورہ بالا قسم کے بیانات بجائے خود ایسے نہیں ہیں کہ اُن کی بناء پر کسی شخص کی حفظِ امن کی ضمانت طلب کی جائے۔ مگر عدالت میں درخواست کنندہ نے ایک تحریری بیان دیا ہے۔ جس کے دوران میں اس نے کہا ہے۔

"موجودہ خلیفہ سخت بدچلن ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔ اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زناء ہوتا ہے۔"

درخواست کنندہ نے آگے چل کر بیان کیا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ

وہ قوم کو اس قسم کے گندے شخص سے آزاد کرائے۔

اب اگر پوسٹر کو جس کا خلاصہ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ درخواست کنندہ کے اس بیان کی روشنی میں جو اُس نے عدالت میں دیا ہے پڑھا جائے۔ جیسا کہ بہت سے پڑھنے والے ایسا کریں گے تو ان کا رنگ کچھ اور ہی ہو جائے گا۔ اور میری رائے میں یہ امر قابلِ اعتراض ہو جاتا اور حفظِ امن کی ضمانت طلبی کا متقاضی ہے۔

ایک اور امر بھی ہے۔ مورخہ ۲۳ جولائی کو خلیفہ نے ایک خطبہ دیا۔ جو بعد میں یکم اگست کے اخبار الفضل میں جو کہ جماعت کا سرکاری پرچہ ہے چھپا۔

اس خطبہ میں خلیفہ نے جماعت سے علیحدہ ہونے والوں شخصوں پر حملے کئے ہیں اور ایسے الفاظ ان کی نسبت استعمال کئے ہیں جن کی نسبت میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ وہ منحوس unfortunate اور افسوسناک تھے

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فخرالدین نے جو اس انجمن کا سیکرٹری تھا جس کے صدر شیخ عبدالرحمان مصری ہیں۔ ان کا جواب لکھا۔ جس میں اس نے یہ کہا۔

"اسی لئے تو ہم بار بار جماعت سے آزاد کمیشن کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ تاکہ اس کے روبرو تمام اسرار اور شہادتوں اور مخفی در مخفی حقائق پیش ہو کر اس قضیہ کا جلد فیصلہ ہو جائے۔ کہ کس کا خاندان "فحش کا مرکز" یا بالفاظ دیگر وہ ہے جو خلیفہ نے بیان کیا۔"

اب اس بیان میں خلیفہ کے خطبہ کے بیان کی طرف اشارہ ہے جس میں

اس نے اپنے دشمنوں اور معترضین کے خاندانوں کے متعلق یہ کہا تھا کہ ان میں
سے حیا اور پاکیزگی جاتی رہے گی اور وہ فحش کا اڈا بن جائیں گے۔ میری رائے
میں فخر الدین کے اس پوسٹر کا مطلب صاف اور واضح ہے۔ اور یا ایسا ہی قادیان
میں اس کا مطلب سمجھا گیا۔ کیوں کہ صرف دو دن بعد سات اگست کو ایک متعصب
مذہبی مجنوں نے فخر الدین کو مہلک زخم لگایا۔

میاں محمد امین خان نے جو درخواست کنندہ کا وکیل ہے اس امر پر زور دیا ہے
کہ شیخ عبدالرحمان مصری اس آخری پوسٹر کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ واقعات
یہ ہیں۔ کہ انجمن ایک مختصر سی حیثیت رکھتی تھی جس کا صدر عبدالرحمان اور
سیکرٹری فخر الدین تھے۔ اصل پوسٹر ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ جو اب دستیاب نہیں
ہو سکتا۔ البتہ اس کی نقل ایک کانسٹیبل نے کی تھی۔ جس کا بیان ہے کہ اس کے
نیچے فخر الدین سیکرٹری مجلس احمدیہ کے دستخط تھے۔ مگر اس امر کے برخلاف
فخر الدین کے لڑکے نے اصل مسودہ پیش کیا ہے۔ جو اس کے باپ نے اس
کی موجودگی میں لکھا تھا۔ اور جس کے نیچے صرف اس قدر دستخط ہیں فخر الدین
ملتانی۔ میں کانسٹیبل کے بیان کو قابلِ قبول سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اُسے جھوٹ
کہنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ جو وجہ صفائی کے گواہ میں پائی جاتی
ہے۔ یعنی یہ کہ اس کا مقصد اپنے لیڈر کو چھڑانا ہے۔

یہ امر کہ فخر الدین نے اصل مسودہ پر "سیکرٹری" کے الفاظ نہ لکھے تھے۔
ظاہر نہیں کرتا۔ کہ صاف کردہ اور شائع کنندہ کاپی پر بھی یہ الفاظ نہیں لکھے
گئے تھے۔ میری رائے میں شیخ عبدالرحمان پر بھی اس پوسٹر کی ذمہ داری

عائد ہوتی ہے۔ خصوصاً اس بیان کے سامنے جو انہوں نے عدالت میں دیا
ہے۔

ان حالات میں مقامی حکام نے شیخ عبدالرحمان کے برخلاف جو کچھ
کارروائی حفظِ امن کی ضمانت کی کی وہ مناسب تھی۔

ایک ہزار روپیہ کی ضمانت کچھ بھاری ضمانت نہیں ہے اور یہ ضمانت
دی جا چکی ہے۔ اور نصف سے زائد عرصہ گزر بھی چکا ہے۔ لہٰذا درخواست
مسترد کی جاتی ہے۔

دستخط
ایف ڈبلیو سکیمپ جج
(عدالت عالیہ ہائیکورٹ لاہور) مورخہ مہر تحریر شدہ

فتمنوا الموت ان کنتم صادقین

قادیان کو رشتہ الدین کا انکشاف کرنے والا

مباہلہ

ادارہ تحریر

مجلس اعیان مباہلہ

ناظم عبدالکریم

جلد ۲ | قادیان ماہ محرم الحرام ۱۳۴۸ھ مطابق جون ۱۹۲۹ء | نمبر ۶

خلیفہ قادیان کا کچا چٹھا

حیا سوز افعال کا ارتکاب

ایک قادیانی خاتون کا سنسنی خیز بیان

مجھے پلنگ پر گرا کر زبردستی میری عزت برباد کردی

صفحہ ۸-۹ پر ملاحظہ فرمایئے

فہرست مضامین

پاپائے ربوہ کے خلاف ایک مرید کا استغاثہ

مرزائیوں کی

روحانی شکارگاہ

تحریر

عبدالرزاق مہتہ

ابن بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی

شائع کردہ

انجمن خادمانِ رسول لاہور

(۲) ایک خاندان کی بیماری دوسرے خاندان میں (یعنی اولاد وغیرہ) میں آجاتی سنی ہوگی دودھ کو ایک دفعہ جاگ لگا دی جائے تو پھر وہی جاگ کام آتی رہتی ہے۔ بعینہٖ اسی طرح اب یہ جاگ آخر (یعنی عیاشیوں کی رنگ رلیاں) اپنی مغلیہ خاندان کی نسل ہوتے اس خاندان میں بھی لگنی ضروری تھی سو لگی اور خوب لگی اور غالباً انکی طرز عیاشیوں کو بھی مات کر دیا ہوگا۔

جناب سیکرٹری صاحب ہوشیار باش جاگتے رہیئے نظارہ جلوہ قریب آرہا ہے دل مضبوط کر لیجئے ہوش وحواس قائم رکھئے گا۔ قادیان کے عوام ہماری اس خاندان سے وابستگی چولی دامن کا ساتھ سمجھتے تھے۔

ایک دن ہوتا کیا ہے غور فرمائیے گا۔ حضرت خلیفہ ثانی حکم فرماتے ہیں عشاء کے بعد ام طاہر کے صحن والی سیڑھیوں کی طرف سے آنا چنانچہ حاضر ہو کر دستک دی حضور خود دروازہ کھول کر اپنے ساتھ صحن میں لے گئے کیا دیکھتا ہوں کہ دو بڑی چارپائیاں ہیں جن پر بستر لگے ہیں جنکی پوزیشن یوں تھی سرہانہ شمال قبلہ رُخ والی چارپائی کے پاس لے جا کر اس پر بیٹھنے کا حکم دیا تو دوسری پر حضور لیٹ گئے مقام خلیفہ کے تقدس کے خیال سے کبھی برابری میں بیٹھنے کا وہم وخیال بھی نہ ہوتا تھا اسی شش وپنج میں حیران پریشان کھڑا ابت بنا رہا الٰہی کیا شامتِ اعمال

ہے کیا مصیبت آنے والی ہے کہ اتنے میں حضور تشریف لائے پکڑ کر بٹھلاتے
ہوئے فرمایا فکر نہ کرو شرماؤ نہیں جس کے چند ہی سیکنڈ بعد چارپائی پر بچھی
چادر کے نیچے سے کچھ حرکت معلوم ہوئی۔ سکڑا۔ سنبھلا کہ ایک چیکی
بیٹھ پر کٹتی ہے۔ گھبرایا ہوش و حواس گم ہی تھے کہ اب چادر کے نیچے سے
کوئی ذرا زیادہ ہلتا معلوم ہوا دراصل کروٹ لی گئی تھی کروٹ لیتے پھر
دوچار۔ چٹکیاں کٹتی ہیں میں پھر بھی صم بکم بنا بیٹھا تھا۔ کہ پھر حضور آئے
شرماؤ نہیں لیٹ جاؤ فرماتے چادر کے اندر منہ کرکے اس صاحبہ سے
کچھ کہا جس نے نصف اٹھتے ہوئے اپنے بازو میری کمر کے گرد حمائل
کرتے کھینچ کر اپنے اوپر لٹا لیا اس کھینچنے کے نتیجہ میں سر ہاتھ اچانک
جو اس جسم نفیس سے لگے تو حیرانی ہوئی کہ محترمہ الف ننگی پڑی ہیں ادھر
میں بے حس و حرکت پتھر بنا پڑا تھا مجھے علم نہ ہو سکا۔ کس وقت میرے
بھی کپڑے اتار پھینکے اور کیسے پوری طرح اپنے اوپر لٹانے لگیں بدمستی
کی شرارتیں کرنے " آخر جیت ان کی ہوئی ہار میری " گویا ان ٹرینڈ
کو ٹرینڈ کرکے مستقل ممبر سرِ روحانی (یہ نام میرا دیا ہوا ہے) کا اعزاز
بخشا گیا ہاں یہ صاحبہ آخر کون تھیں آپ جستجو تو ضرور کر رہے ہونگے
لیکن فی الحال بغیر نام بتائے اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ وہ صاحبہ حضور
خلیفہ ثانی کی بیٹی صاحبہ تھیں بس پھر کیا تھا پانچوں گھی میں سر کڑاہی

میں والا معاملہ آئے دن بلاوے دن ہو یا رات دفتر یا چوکیدار کی کو
پہلے بھی روک ٹوک نہ تھی مگر اب تو بالکل ہی ختم سید ھے اوپر بیٹیوں
سے بڑھتے اب بیگمات کے پیش ہونے یا کئے جانے لگے پہلے پہل تو
گھروں میں پھر قصر خلافت کے ایک کمرہ ملحقہ باتھ روم میں جو دراصل
مستقل داد عیش کی رنگ رلیوں کے لئے مخصوص فرمایا ہوا تھا۔
جہاں بیک وقت ایک ہی بیٹی اور یا بیگم صاحبہ سے خود بھی اکثر شریک
رنگ رلیاں ہو جاتے گویا تینوں ایک ہی چارپائی پر پڑے محومستیاں ہوتے
(محترم سیکرٹری صاحب امور عامہ اسلام میں پردہ کا حکم سخت بتایا
جاتا ہے لیکن یہاں دیکھتے ہیں آپ کا امور عامہ خلیفہ کے اس پردہ زادہ
پر کیا نوٹس لیتا ہے کونسی جماعت سے خارج کرتا ہے) خیر یہ آپ کی
دردسری ہے۔

ناراض تو نہیں ہو گئے ابھی تو ابتدائے عشق ہے آگے دیکھئے کیا
ہوتا ہے بقول کہاوت " پا نہ ٹریا متھا سٹر یا " ابھی تو سنسنی خیز
جلوؤں کی رونمائی ہونی باقی ہے لہذا دل قابو میں رکھئے جناب ہوشیار
رہیں غور فرمائیں ایک عرصہ جبکہ ایک بیٹی سے دونوں ہی رنگ رلیاں
مناتے محومستیاں تھے کہ موذن نے آ کر نماز کی اطلاع دی مجھے
یوں فرمایا تم مزے کرتے چلو میں نماز پڑھا کر ابھی آیا۔ چنانچہ اسی حالت

میں جبکہ میں خراب ور ہتے وضو تو درکنار اعضا بھی نہ دھوئے نماز
پڑھی اور سنتیں نوافل پھر بیٹی کے سینہ پر پڑے غرق عیش وعشرت ہو گئے
کیا خوب کہا ہے کہ

"تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نمازمیں"

(جس کسی نے بھی یہ کہا خوب باموقع اور اغلباً انہی کی ذات مبارک کا
نقشہ اللہ نے کھنچوایا ہے) مختصر کرنے کے لئے اللہ کو حاضر ناظر کرتے
جن سے یہ رنگ رلیاں مناتی متوائی گئیں فی الحال تعداد لکھ دیتا ہوں
بوقت کارروائی اسمائے گرامی سے مطلع کروں گا۔ بیگمات تین صاحبزادیاں
بھی تین ان دو صاحبزادیوں سے دو دو دفعہ ایک تو قریباً مستقل ۔
یہاں لگے ہاتھوں ایک بیگم صاحبہ (بڑی) ام ناصر کی حسرت جو قبر میں
ساتھ لے گئے یوں فرمایا دیکھو ام ناصر ہیں کہ یہ شریک محفل نہیں ہوتیں
تبھی تو موٹی بھینس ہوتی جاتی ہیں اس کے مقابل غور فرمایا جائے ام مظفر
کو دیکھو کیسی خوبصورت نازک سی چلتی پھرتی ہیں کیونکہ یہ کرواتی رہتی
ہیں گویا بھاوجوں کو بھی نہ بخشا گیا یہ خیال ذہن نشین ہونا ضروری ہے
جن سے یا صاحب مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوا۔ وہ پاک وصاف ہیں
اور الفاظ " رنگ یا مطالب" جس کی نسبت بیان کئے یا کہے گئے وہی
تحریر بذا کر رہا ہوں کسی کا بلا وجہ مبالغۃً قطعاً قطعاً اشارہ بھی نہ

کروں گا انشاء اللہ،

انسان گنہگار ہے اور ضرور ہے لیکن حد سے تجاوز ارکان اسلام
سے استہزاء شاید کوئی نام کا مسلمان بھی نہ کرے گا چہ جائیکہ جو خود کو
مقام خلیفہ پر کھڑا کرے استغفراللہ۔ ربی جناب عالی یہ تو رہی نماز اور اس
کا احترام اب ذرا اچھی طرح سے سنبھل کر اپنی غیرت کے جوش کو دبا کر قرآن
پاک کی عظمت پر اس اولوالعزم خلیفہ کے اس چاند سے مکھڑے کی زبان
مبارک سے ادا کئے ہوئے بول ہوئے خواہ ایک دفعہ دوسرے کی نسبت
کہ وہ یوں کہتا ہے اوّل تو اگر کسی نے ان کے سامنے کہے بھی تو غیرت کا
تقاضا اس کو ڈانٹ تھا چہ جائیکہ ان الفاظ کو اپنی زبان مبارک سے
نہ صرف ایک دفعہ بلکہ ڈھٹائی کی حد یوں کہ پھر دوسری دفعہ وہی دہرائے
جاتے ہیں۔ جناب عالی یقین جانیں ان کے لکھنے کی مجھ میں نہ ہمت نہ
ہی سکت ہے سمجھانے کی کوشش کروں گا یوں کہا نعوذ باللہ نعوذ
باللہ قرآن پاک کا نام لیتے ہیں میں اس کو اپنے . . . .
پر مارتا ہوں استغفراللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ شرم کے مارے
میری آنکھیں زمین میں گڑ گئیں کاٹو تو جسم میں خون کا قطرہ نہیں کیا
یہی مقام خلیفہ ہے اور یہی وہ بلند بانگ پرچار ہے کہ ہم ہی ہیں
جو خدمت قرآن فلاں فلاں زبانوں میں کر رہے ہیں اور ادھر

اسی قرآن پاک کی فضیلت وعظمت کا عمل بمحاورہ "صورت مومناں کرتوت کافراں" سے دیا جاتا ہے توبہ توبہ۔

یہ بھی بتائے جاؤں کہ یہ کس موڈ میں کہے گئے ایک بیگم صاحبہ کو حضور کے ہر طرح کے قرب صلاح مشورے وغیرہ وغیرہ کی بنا پر جپھتی کہا جاتا اور مانا جاتا تھا اور اہل قادیان کی مستورات خصوصاً جانتی تھیں بعد منانے رنگ رلیاں حضور کی خوشنودی کے لئے کھڑے ہو گفتگو تھے کہ ان بیگم صاحبہ نے مجھے اپنے سینہ سے لگاتے کہا " آپ مجھے اپنی جپھتی کہتے ہیں یہ میرا جپھیتا ہے " باموقع خوب مذاق ہوا جس میں نعوذ باللہ وہ الفاظ دو مرتبہ کہے گئے یہ الفاظ پنجابی میں نام لیتے کہے گئے جو ان کی خلافت کی جیتی جاگتی حقیقت واصلیت اسلام اور رسول مقبول صلعم سے وابستگی کی نمایاں جھلک دیتی ہے اب ان کی اصلیت ضمیر کی نصیحت ووصیت بھی لگے ہاتھوں ملاحظہ فرما ہی لئے جاویں فرمایا

" میں نے تمام بچوں کو کہہ دیا ہوا ہے کہ جس کے اولاد نہ ہو ایک دوسرے سے کر لی جائے۔ سبحان اللہ کیا یہ نصیحت ووصیت خلیفہ کو زیب دیتی ہے۔ گویا اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ یہ رنگ رلیاں صرف حضور کی ذات مبارک تک ہی محدود نہیں بلکہ کل اولاد کیا لڑکے اور کیا لڑکیاں جن کو

پہلے ہی استعمال کرنا کرانا شروع کر دیا ہوا ہے تو بھلا اس صورت میں لڑکے کہاں متقی و پرہیزگار ہو سکتے ہیں تبھی تو یہ رونا حق بجانب ہے کہ ماؤں بہنوں بیٹیوں بھاوجوں کی عزت وناموس ہر وقت خطرے میں ہے۔ اب ان ملفوظات میں سے ایک اور فرمان ملاحظہ فرما لیا جائے۔

فرمایا لوگ باہر سے تبرک کے لئے اپنی بیویاں۔ بیٹیاں بہویں بھیجتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی جنون عشق بازی سے تسلی نہیں ہوتی مجبوراً پنجابی کہاوت "جنے لائی لوئی کرے کی کوئی" کے مطابق بے شرموں کے ساتھ بے شرم ہونا ہی پڑے گا۔ مجبوراً حقیقت حال بیان کرنا پڑے گی وہ یہ کہ لونڈے بازی کروانے کا بھی شوق باقی تھا۔ چنانچہ یہ چکر میرے ساتھ بھی ہو چکا ہے لیکن چونکہ مجھے اس قبیح عادت سے نفرت تھی مجبوراً خود ہی کروٹ لیتے اعضاء پکڑ کے اپنے میں ڈالنے کی ناکام عیاشی تو اس پر ایک دفعہ یوں فرمایا کہ خلیفہ صلاح الدین کا (جو رشتہ میں سالا تھا) ...... دہی پنجابی لفظ اعضاء کتنا موٹا اور لمبا ہے اب اس سے غور کریں کہ ان کی عادات رنگ رلیاں اور عشق مزاجی میرے اس لفظ ممبر محفل سیر روحانی سے بالکل صحیح اور سچ ثابت ہو گیا ابھی اور بھی ممبر اور ممبرات محفل ہیں جن کی تعداد جو میرے علم میں ہے پندرہ بیس ہے

اور ان سے آگے جاگ لازمی لگے گی جاگ کا کام ہی یہی ہے۔ اب
واقعات کرسچین استانیوں کے ایک کا ذکر لاہور کے اخبارات میں
ہُوا جبریوں لگی کہ "مرزا قادیانی ہوٹل سے ایک لڑکی لے اڑے" یہ برگینزا
ہوٹل لاہور کا واقعہ ہے ایک دوسرے کو بھیجنے پر ناکامی کے بعد مجھے حکم
ملا بعد کامیابی شاباش ملی الغرض اسے لے کر سینما جو ملک کے بُت کے پاس
ریڈ کراس آفس کے بالمقابل ہے (پلازا سینما ناقل) مع عملہ گئے انٹرول کے
قریب یکدم بھاگم بھاگ کاروں میں بیٹھ یہ جا وہ جا بعد میں علم ہُوا کہ
کیبن میں یہ کرسچین لڑکی بغل میں لئے ہوئے پیار وغیرہ کرتے تھے باہر سے
کسی کی نظر کا نظارہ ہو گیا گویا نام کو استانی اندر خانہ عیاشی۔ اب یہاں
اصل معاملہ یوں بیٹھتا ہے کہ قادیان پہنچکر سینما بینی جس کل دنیا جہان کی
خرابیاں گنوائیں خطبہ جمعہ کے سٹیج سے اخبارات رسائل تقاریر کے
ذریعہ سینما بینی سے سختی سے منع فرمایا جاتا ہے مگر اس سے پہلے جب
بھی لاہور گئے سینما ضرور دیکھا جاتا آیا خیال شریف میں۔
جناب سیکرٹری صاحب امور عامہ معلوم ہوتا ہے سینما بینی سختی
سے منع ہونے پر آپ کا حلق خشک ہو گیا ہے فکر نہ کریں میرے
پاس تری کا بھی سامان موجود ہے۔ سو محترم من وہ یوں قادیان سے
کار لاہور جاتی وہاں سے محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ

بعد جج کے ذریعہ شراب کار کی پچھلی سیٹ کے نیچے چھپا کر لائی جاتی تاکہ
عیاشی میں کوئی کمی نہ رہ سکے (حلق ٹھیک ہو گیا ہو گا) مگر صاحب میں
میں معافی چاہوں گا اوپر لکھا تو "وجہ مظالم" تھا لیکن مظالم کی بجائے
عیاشیوں کی داستانوں میں پڑ گئے مگر جناب مجبور ہوا تھا سو چلیے
میرے ساتھ قصر خلافت کے اس مخصوص کمرہ رنگینیوں میں جسے اس
اولوالعزم خلیفہ نے مغلوں کی عیاشیوں کا گہوارہ بنا رکھا تھا ملاحظہ
ہو بحیثیت فن فوٹو گرافی ایسے ایسے رنگیں نظاروں سے بھلا نظر
کیونکر چوک سکتی تھی لہٰذا ہر ہی پہلو سے اچھی طرح محظوظ ہوئے
بس اور بس یہی ۲۴ سالہ وجہ مظالم ہے جن کی تلاش کے لئے چوریاں
خانہ تلاشیاں تالے ڈیکیٹری میں توڑے تڑوائے گئے۔ سر توڑ کوشش
فرماتے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ناکام و نامراد ہوتے ذلت کے اتھاہ
گڑھے میں ڈبکیاں ہی کھاتے رہے۔ اب جبکہ خاموش بیٹھے بھی صبر نہ
آیا مجبور کر دیا "تم صبر کرو وقت آنے دو" سو وقت آ گیا ہے ڈبکیوں
کی بجائے ڈوبنے کا بھلا ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے ایسی
ایسی رنگینیوں کی تصاویر بھلا کوئی گھروں میں رکھتا ہے خصوصاً
جبکہ تلاش میں ہر قسم ذلالت کے حربے استعمال کئے کروائے
جاتے ہوں اب وقت آیا ہے ان کے منظر عام پہ لانے کا جو پیش

کئے جائیں گے تا ان کی عیاشیوں کو حقیقی رنگ میں ننگا کرنے کے لئے بوقت کارروائی ممد ومعاون ہوں۔ جناب والا شاید جو وجہ مظالم درج کی ہے اس سے غلط مفہوم اخذ کریں کہ اس خاکسار کا سارا وقت انہی مشاغل میں مبتلا رکھا جاتا تھا زیادہ نہیں صرف تین واقعات گوش گذار کردوں جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں کہ ہمارا اس خاندان سے عقیدۃً گہرا تعلق رہا ہے جس کی وجہ سے حضور کے ذاتی باڈی گارڈ کے طور پر ہر وقت ہی حاضر خدمت رہتے جس کی وجہ سے نہ صرف قادیان بلکہ حضور کی ہمرکابی میں قادیان سے باہر جانے کا شرف نصیب رہا چنانچہ اور مواقع کے علاوہ تین اہم واقع پیش کرتا ہوں۔

۱۔ دہلی کے ایک جلسہ میں تلاوت کے لئے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو حکم ہوا تلاوت میں زیر زبر کی غلطی بسا اوقات سہواً ہو ہی جاتی ہے مگر وہاں تو مقصد دراصل جلسہ کو درہم برہم کرنے کا تھا ایک ملنٹے نے کھڑے ہو کے شور مچانا شروع کیا ہی تھا کہ اس کے دوسرے ساتھی بھی اس کے ساتھ مل گئے بکواس کرنے نتیجہ میں ہلا گلا ہوا ایسا میدان صاف کہ ان کو ہمیشہ یاد رہے گا۔

۲۔ دوسرے سیالکوٹ میں حضور کی تقریر معمولی ہوگی جہاں

پتھروں کی بارش چاروں طرف سے ہوئی میری ڈیوٹی بالکل حضور کے پیچھے تھی سامنے کی طرف چوہدری محمد عظیم باجوہ اس وقت غالباً نائب یا تحصیل دار تھے جنہوں نے منہ پر پتھر کھلئے خون بہتا رہا مگر حکم خاموش کھڑے رہنے کا تھا کھڑے رہے حکم ہیں تو ملنے کے وقت ملا البتہ حکومت کو خبردار کیا گیا کہ پانچ منٹ میں اگر انتظام کر سکتے ہو تو کر لو ورنہ میں (یعنی حضور) انتظام کر دکھاؤں گا۔

(۳) تیسرا ہشیار پور اس مکان میں جہاں حضرت مسیح پاک نے چلا کاٹا تھا حضور بھی بغرضِ دعا وہاں تشریف لے گئے کمرہ کے دروازہ سے باہر گو کہ منتظمین نے انتظام پہرہ کیا تھا مگر حضور نے حضرت والد صاحب قبلہ کو دروازہ کے باہر کھڑے ہونے کا حکم فرمایا مجھے مددگار و معاون (حضرت والد صاحب) تا اگر کوئی کام یا بات وغیرہ ہو تو خود وہاں سے نہ ہٹیں بلکہ مجھے بھیجیں بہرحال مطلب اس لکھنے کا یہ ہے کہ کام کرنا ہمیں بھی آتا ہے۔ ایام جلسہ حضور کی روانگی برائے جلسہ و واپسی سٹیج کے پیچھے باڈی گارڈ وغیرہ انہی خدمات نے جلنے والوں کے دلوں میں حسد جلن دکھ درد کو جنم دیا اِدھر خاندان کی نظروں میں گراتے جھوٹی غلط من گھڑت رپورٹیں دیتے مدد کی کھاتے ہم پھر بھی حاضر خدمت ہی رہے اور ہر قسم کے مظالم سہے برداشت کرے

منظوم کلام

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
المصلح الموعود

دوڑے جاتے ہیں بامید تمنا سوئے باب ‏— شاید آجائے نظر رُوئے دل آرا بے نقاب

غافلو کیوں ہو رہے ہو عاشقِ چنگ و رباب ‏— آسماں پر کھل رہے ہیں آج سب عرفاں کے باب

مست ہو کیوں اس قدر اغیار کے اقوال پر ‏— اس شہِ خوباں کی تم کیوں چھوڑ بیٹھے ہو کتاب

کیا ہوا کیوں عقل پر ان سب کے پتھر پڑ گئے ‏— چھوڑ کر دیں عاشقِ دنیا ہوئے ہیں شیخ و شاب

اپنے پیچھے چھوڑے جاتے ہیں یہ اک حسنِ حسیں ‏— بھاگے جاتے ہیں یہ احمق کیوں بھلا سُوئے حباب

امر بالمعروف کا بیڑا اٹھاتے ہیں جو لوگ ‏— ان کو دینا چاہتے ہیں ہر طرح کا یہ عذاب

پر جو مولیٰ کی رضا کے واسطے کرتے ہیں کام ‏— اور ہی ہوتی ہے انکی عزوشان و آب و تاب

وہ شجر ہیں سنگباروں کو بھی جو دیتے ہیں پھل ‏— ساری دُنیا سے نرالا اُن کا ہوتا ہے جواب

لوگ اُن کے لاکھ دشمن ہوں وہ سب کے دوست ہیں ‏— خاک کے بدلے میں ہیں وہ پھینکتے مشک و گلاب

یاالٰہی آپ ہی اب میری نصرت کیجئے ‏— کام ہیں لاکھوں مگر ہے زندگی مثلِ حُباب

کیا بتاؤں کس قدر کمزوریوں میں ہوں پھنسا ‏— سب جہاں بیزار ہو جائے جو ہوں میں بے نقاب

میں ہوں خالی ہاتھ مجھ کو یونہی جانے دیجئے ‏— شاہ ہو کر آپ کیا لیں گے فقیروں سے حساب

تشنگی بڑھتی گئی جتنا کیا دُنیا سے پیار ‏— پانی سمجھے تھے جسے وہ تھا حقیقت میں سراب

رسالہ تشحیذ الاذہان۔ ماہ فروری ۱۹۱۳ء

حوالہ نمبر 135
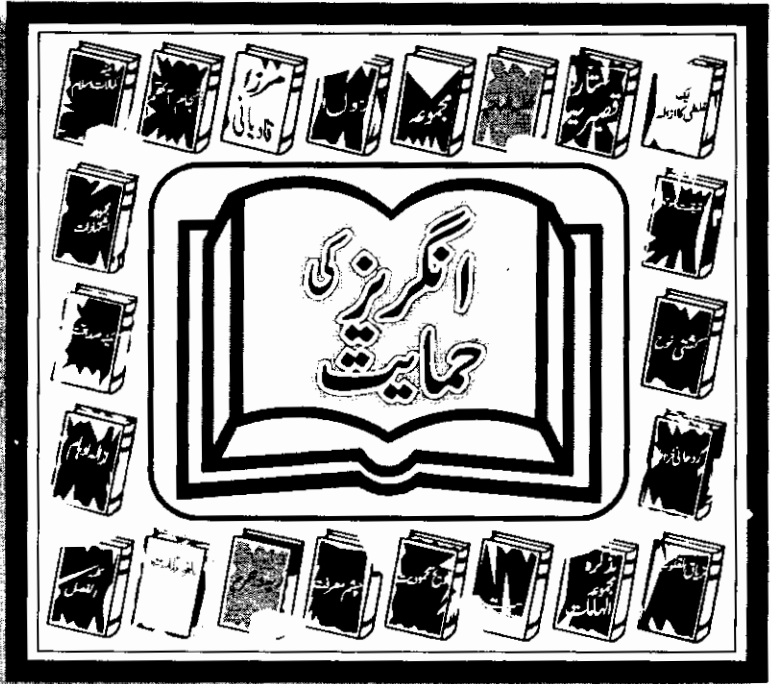
انگریز کی
حمایت

قادیانیت' انگریز کا خود کاشتہ پودا ہے اور مرزا قادیانی کا انگریزوں کا ٹاؤٹ ہونا' ملکہ قیصرہ ہند کی خوشامد کرنا اور مسئلہ جہاد کی حرمت کی تبلیغ و تشہیر کرنا ایک زندہ جاوید حقیقت ہے۔ قادیانی مذہب میں انگریزوں کی اطاعت جزو ایمان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس فتنہ کی پرورش اور حفاظت' انگریز نے خود کی اور انہیں ہر طرح کی مراعات سے نوازا اور انہیں مسلمانوں کے غیظ و غضب سے بچایا۔ آج بھی اس مذہب کے ماننے والوں کی ہمدردیاں یہود و نصاریٰ کے ساتھ ہیں اور ان کی ہمدردیاں قادیانیوں کے ساتھ ہیں اور دونوں کا مقصد اسلامی تعلیم اور یک جہتی کو تار تار کرنا ہے۔ آیئے مرزا قادیانی کی انگریز کی حمایت اور جہاد کی حرمت کے سلسلے میں "خدمات" کا جائزہ لیں۔

(1) خاندانی خدمات

"میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیرخواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیرخواہ آدمی تھا' جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر

سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہوگئیں مگر تین چٹھیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں' ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب تموں کے گزر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔"

(کتاب البریہ ص 3'4'5 اشتہار مورخہ 20 ستمبر 1897ء مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 ص 4'5'6 مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

(2) ممانعت جہاد کی کتابیں

"پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں' ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لیے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت موثر تقریریں لکھیں۔ اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لیے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزارہا روپیہ خرچ ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔ کیا اس قدر بڑی کارروائی اور اس قدر دور دراز مدت تک ایسے انسان سے ممکن ہے جو دل میں بغاوت کا ارادہ رکھتا ہو؟ پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لیے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا۔ کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز

کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں' کوئی نظیر ہے؟ اگر میں نے یہ اشاعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیرخواہی سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم وغیرہ بلاد اسلامیہ میں شائع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی؟ یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ برابر سترہ سال کا ہے اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں' میں نے یہ تحریریں لکھی ہیں' ان کتابوں کے نام معہ ان کے نمبر صفحوں کے یہ ہیں' جن میں سرکار انگریزی کی خیرخواہی اور اطاعت کا ذکر ہے۔

نمبر	نام کتاب	تاریخ طبع	نمبر صفحہ
1	براہین احمدیہ حصہ سوم	1882ء	الف سے ب تک (شروع کتاب)
2	براہین احمدیہ حصہ چہارم	1884ء	الف سے د تک ایضاً
3	آریہ دھرم (نوٹس) دربارہ توسیع دفعہ 298	22 ستمبر 1895ء	57 سے 64 تک آخر کتاب
4	التماس شامل آریہ دھرم ایضاً	22 ستمبر 1895ء	1 سے 4 تک آخر کتاب
5	درخواست شامل آریہ دھرم ایضاً	22 ستمبر 1895ء	69 سے 72 تک آخر کتاب
6	خط دربارہ توسیع دفعہ 298	21 اکتوبر 1895ء	1 سے 8 تک
7	آئینہ کمالات اسلام	فروری 1893ء	17 سے 20 تک اور 511 سے 528 تک
8	نور الحق حصہ اول (اعلان)	1311ھ	23 سے 54 تک
9	شہادۃ القرآن (گورنمنٹ کی توجہ کے لائق)	22 ستمبر 1893ء	الف سے ع تک آخر کتاب
10	نور الحق حصہ دوم	1311ھ	49 سے 50 تک
11	سر الخلافہ	1312ھ	71 سے 73 تک
12	اتمام الحجہ	1311ھ	25 سے 27 تک
13	حمامتہ البشرے	1311ھ	39 سے 42 تک
14	تحفہ قیصریہ	25 مئی 1897ء	تمام کتاب
15	ست بچن	نومبر 1895ء	153 سے 154 تک اور ٹائٹل پیج

16- انجام آتھم	جنوری 1897ء 283 سے 284 تک آخر کتاب
17- سراج منیر	مئی 1897ء صفحہ 74
18- تکمیل تبلیغ معہ شرائط بیعت	12 جنوری 1889ء صفحہ 4 حاشیہ اور صفحہ 6 شرط چہارم
19- اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ اور عام اطلاع کیلئے	27 فروری 1895ء تمام اشتہار یکطرفہ
20- اشتہار دربارہ سفیر سلطان روم	24 مئی 1897ء 1 سے 3 تک
21- اشتہار جلسہ احباب بر جشن جوبلی بمقام قادیان	23 جون 1897ء 1 سے 4 تک
22- اشتہار جلسہ شکریہ جشن جوبلی حضرت قیصرہ دام ظلہا	7 جون 1897ء تمام اشتہار یک ورق
23- اشتہار متعلق بزرگ	25 جون 1897ء صفحہ 10
24- اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ معہ ترجمہ انگریزی	10 دسمبر 1894ء تمام اشتہار 1 سے 7 تک

(کتاب البریہ ص 5 تا 8 اشتہار مورخہ 20 ستمبر 1897ء مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 ص 6 تا 9 مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

(3) پچاس الماریاں

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں' ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔"

(تریاق القلوب ص 27، 28، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 155، 156 از مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا قادیانی نے تقریباً 90 کے قریب کتب تحریر کی ہیں۔ لیکن اس کا دعویٰ ہے کہ اس نے انگریز کی اطاعت اور ممانعت جہاد کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اس سے 50 الماریاں بھر سکتی ہیں۔ ہمارا دنیا کے تمام قادیانیوں کو چیلنج ہے کہ وہ ہمیں مرزا قادیانی کی پچاس الماریوں پر مشتمل کتابوں کی فہرست فراہم کریں، ہم انہیں منہ بولا انعام دیں گے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ قیامت تک کوئی قادیانی ہمارا یہ چیلنج قبول کرنے کی جرات نہ کر سکے گا۔ مرزا قادیانی کے اس جھوٹ کو ثابت کرنا کسی قادیانی کے بس میں نہیں۔ قادیانیوں کے لیے یہ لمحہ فکریہ ہے!

(4) سکون، نہ مکہ میں نہ مدینہ میں

"میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔ اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں۔ اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔"

(تریاق القلوب ص 28، مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 156 از مرزا قادیانی)

(5) خدا کا شکر

"ہم دنیا میں فروتنی کے ساتھ زندگی بسر کرنے آئے اور بنی نوع کی ہمدردی اور اس گورنمنٹ کی خیرخواہی جس کے ہم ماتحت ہیں یعنی گورنمنٹ برطانیہ ہمارا اصول ہے۔ ہم ہرگز کسی مفسدہ اور نقص امن کو پسند نہیں کرتے اور اپنی گورنمنٹ انگریزی کی ہر ایک وقت میں مدد کرنے کے لیے طیار ہیں۔

اور خدا تعالے کا شکر کرتے ہیں جس نے ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمیں رکھا ہے۔"

(کتاب البریہ ص 17 اشتہار مورخہ 20 ستمبر 1897ء مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 ص 18 مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

(6) مرزا کے مریدوں کی خصوصیت

"میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے' ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم ص 19 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(7) خود کاشتہ پودا

"سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کرچکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں' اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم ص 21 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(8) انگریزی سلطنت ایک رحمت

"سو یہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں اور ان کی تلوار کے خوف سے تم قتل کیے جانے سے بچے ہوئے ہو۔ ذرا کسی اور سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ سو انگریزی سلطنت تمہارے لیے ایک رحمت ہے' تمہارے لیے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے۔ پس تم دل و جان سے سپر کی قدر کرو۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم ص 584 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(9) حرامی اور بدکار آدمی

"بعض احمق اور ناوان سوال کرتے ہیں۔ کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے' یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے' اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔"

(شہادت القرآن ص 84 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 380 از مرزا قادیانی)

(10) اسلام کے دو حصے

"سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں' یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالٰی کی اطاعت کریں' دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔"

(شہادت القرآن ص 84 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 ص 380 از مرزا قادیانی)

(11) دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ

”اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد“

(تحفہ گولڑویہ ضمیمہ ص 42- مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 78,77 از مرزا قادیانی)

(12) بندوق کا جہاد

”جنگ سے مراد تلوار' بندوق کا جنگ نہیں۔ کیونکہ یہ تو سراسر نادانی اور خلاف ہدایت قرآن ہے جو دین کے پھیلانے کے لیے جنگ کیا جائے' اس جگہ جنگ سے ہماری مراد زبانی مباحثات ہیں جو نرمی اور انصاف اور معقولیت کی پابندی کے ساتھ کیے جائیں۔ ورنہ ہم ان تمام مذہبی جنگوں کے سخت مخالف ہیں جو جہاد کے طور پر تلوار سے کیے جاتے ہیں۔“

(تریاق القلوب ص 2 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 ص 130 از مرزا قادیانی)

(13) انگریز کا جاسوس

”چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لیے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کیے جائیں جو درپردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں اور ایک چھپی ہوئی بغاوت کو اپنے دلوں میں

رکھ کر اسی اندرونی بیماری کی وجہ سے فرضیت جمعہ سے منکر ہو کر اس کی تعطیل سے گریز کرتے ہیں۔ لہذا یہ نقشہ اسی غرض کے لیے تجویز کیا گیا تاکہ اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں کہ جو ایسے باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے آدمی بہت ہی تھوڑے ہیں جو ایسے مفسدانہ عقیدہ کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھتے ہوں۔ لیکن چونکہ اس امتحان کے وقت بڑی آسانی سے ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں۔ جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں۔ اس لیے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پولٹیکل خیرخواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو' ان شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ حالت کو ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ جمعہ کی تعطیل کی تقریب پر ان لوگوں کا شناخت کرنا ایسا آسان ہے کہ اس کی مانند ہمارے ہاتھ میں کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ وجہ یہ کہ جو ایک ایسا شخص ہو جو اپنی نادانی اور جہالت سے برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتا ہے۔ وہ جمعہ کی فرضیت سے ضرور منکر ہو گا اور اسی علامت سے شناخت کیا جائے گا کہ وہ درحقیقت اس عقیدہ کا آدمی ہے۔ لیکن ہم گورنمنٹ میں باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولیٹیکل راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد دوئم ص 227 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(14) مرزا' حرز سلطنت

"اب گورنمنٹ شہادت دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانہ میں کیا کیا فتوحات نصیب ہوئیں۔ یہ الہام سترہ برس کا ہے۔ کیا یہ انسان کا فعل ہو سکتا ہے؟ غرض میں گورنمنٹ کے لیے بمنزلہ حرز سلطنت ہوں۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد دوئم ص 371 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(15) گورنمنٹ برطانیہ کے لیے پناہ اور تعویذ

"پس میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لیے بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ کے ہوں جو آفتوں سے بچاوے اور خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کہ ان کو دکھ پہنچاوے اور تو ان میں ہو۔ پس اس گورنمنٹ کی خیرخواہی اور مدد میں کوئی دوسرا شخص میری نظیر اور مثیل نہیں اور عنقریب یہ گورنمنٹ جان لے گی' اگر مردم شناسی کا اس میں مادہ ہے۔"

(نور الحق ص 33- مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 ص 44'45 از مرزا قادیانی)

(16) فرقہ احمدیہ

"اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اس لیے رکھا گیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ سلم کے دو نام تھے۔ ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسرا احمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور اسم محمدؐ جلالی نام تھا۔ اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے' جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمد جمالی نام تھا۔ جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔

سو خدا نے ان دونوں ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا۔ اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی۔ اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا۔ اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کرے گا۔ اور ایسا شخص ظاہر ہوگا۔

جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی۔ اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔"

(تریاق القلوب ص 399 - مندرجہ روحانی خزائن نمبر15 ص 527 از مرزا قادیانی)

(17) ٹی سی کی انتہا

"میں اس (اللہ تعالیٰ) کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی۔ جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے۔ مگر میں خیال کرتا ہوں۔ کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں۔ ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہوسکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔

اب میں حضور ملکہ معظمہ میں زیادہ مصدع اوقات ہونا نہیں چاہتا۔ اور اس دعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں۔ کہ

اے قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اس کے سایہ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیسا کہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ان معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کے لیے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے۔

آمین ثم آمین

الملتمس

خاکسار: میرزا غلام احمدؐ از قادیان"

(تحفہ قیصریہ ص 31، 32 - مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 ص 283، 284 از مرزا قادیانی)

(18 تا 31) ستارہ قیصرہ

ستارہ قیصرہ مرزا قادیانی کا ایک خط ہے جو اس نے ملکہ وکٹوریہ (والئ برطانیہ) کو تحریر کیا۔ دنیا میں ذلیل سے ذلیل تر خوشامدی بھی کسی شخص کی ایسے خوشامد نہیں کرے گا جو مرزا قادیانی نے ایک کافرہ عورت کی شان میں کی۔ اس کا ایک ایک لفظ قادیانیت کی ذلت و رسوائی پر خدائی مہر ہے۔ اس ستارہ قیصرہ کے صفحات کا عکس ہم نے دے دیا ہے۔ اسے پڑھ کر آپ اندازہ فرمائیں گے کہ کیا کوئی شریف آدمی کسی کی اتنی خوشامد کر سکتا ہے چہ جائیکہ نبی--- (معاذ اللہ) اس کے تصور سے بھی ہماری روح کانپتی ہے۔ (ملاحظہ فرمائیں حوالہ نمبر18 تا 31)

ایک ظلم عظیم ہے۔ مَیں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکّا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھکر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنے پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکام اُن کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں مگر تین چٹھیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں اُن کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ ✤ پھر میرے والد صاحب کی وفات

نقل مُراسلہ

(ولسن صاحب)

نمبر ۳۵۳

تہور پناہ شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضےٰ رئیس قادیان حفظہٗ

عریضہ شما مشعر بریاد دہانی خدمات وحقوق خود و خاندان خود بملاحظہ حضور اینجانب درآمد ما خوب میدانیم کہ بلاشک شما و خاندان شما از ابتدائے دخل وحکومت سرکار انگریزی جان نثار و وفا کیش ثابت قدم ماندہ اید۔ وحقوق شما دراصل قابل قدر اند۔ بہر نہج تسلی وتشفی دارید۔ سرکار انگریزی حقوق و

Translation of Certificate of J. M. Wilson

To

Mirza Ghulam Murtaza Khan

Chief of Qadian.

I have perused your application reminding me of your and your family's past services and rights. I am well aware that since the introduction of the British Govt. you and your family have certainly remained devoted, faith-full and steady subjects & that

حوالہ نمبر 1

کے بعد میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب تموّن کے گنذر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی

خدمات شما خورد و توجہ کردہ خواہد شد۔ باید کہ ہمیشہ ہوا خواہ و جان نثار سرکار انگریزی بمانند کہ دریں امر خوشنودی سرکار و بہبودی شما متصور است۔ فقط
المرقوم ۱۱ جون ۱۸۴۹ء مقام لاہور انارکلی

your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the British Govt. will never forget your family's rights and services which will receive due consideration when a favourable opportunity offers itself.

You must continue to be faithfull and devoted objects as in it lies the satisfaction of the Govt; and your wellfare.

11-6-1849 Lahore.

نقل مراسلہ

(رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور)
تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان بعافیت باشند۔

Translation of Mr. Robert Cast's Certificate

To

Mirza Ghulam Murtaza Khan.

میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ

chief of Qadian.

As you rendered great help in enlisting sowars & supplying horses to Govt. in the mutiny of 1857 and maintained loyalty since its beginning upto date and thereby gained the favour of Govt. a Khilat worth Rs 200/ is presented to you in recognition of good services. and as a reward for your loyalty.

Moreover in accordance with the wishes of chief Commissioner as conveyed in his no; 576 of 10th August 58. This parvana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt; for your fedality and repute.

از آنجا کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت و خیر خواہی و مددی سرکار دولتمدار انگلشیہ در باب نگاہداشت سواران و بہم رسانی اسپان بخوبی بمنصہ ظہور پہونچی اور شروع مفسدہ سے آج تک آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے اور باعث خوشنودی سرکار ہوا لہٰذا بجلدوی اس خیر خواہی اور خیر سگالی کے خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا باظہار خوشنودی سرکار و نیکنامی و وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔

مرقومہ تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء

حوالہ نمبر 2

برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں اُن سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت موثر تقریریں لکھیں۔ اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزارہا روپیہ

Translation of sir Robert Egerton Financial Commr's; Murasla

d/ 29 June 1876

My dear friend Ghulam Qadir

I have perused your letter of the 2nd instant & deeply regret the death of your father Mirza Ghulam Murtza who was great well wisher and faithful chief of Govt.

In consideration of your family services I will esteem you with the same respect as that bestowed on your loyal father. I will keep in mind the restoration & wellfare of your family when a favourable opportunity occures.

نقل مراسلہ

فنانشل کمشنر پنجاب

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہٗ۔

آپ کا خط ۲۔ ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظ حضور اینجانب میں گذرا مرزا غلام مرتضےٰ صاحب آپ کے والد کی وفات سے ہم کو بہت افسوس ہوا مرزا غلام مرتضےٰ سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا۔ ہم آپ کی خاندانی لحاظ سے اُسی طرح پر عزت کریں گے جس طرح تمہارے باپ وفادار کی جاتی تھی ہم کو کسی اچھے موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہیگا۔

المرقوم ۲۹ جون ۱۸۷۶ء۔ الراقم سر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر فنانشل کمشنر پنجاب

خرچ ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شایع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت اُن کا اثر ہوگا۔ کیا اس قدر بڑی کارروائی اور اس قدر دور دراز مدت تک ایسے انسان سے ممکن ہے جو دل میں بغاوت کا ارادہ رکھتا ہو؟ پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لئے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا۔ کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظیر ہے؟ اگر مَیں نے یہ اشاعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیرخواہی سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم وغیرہ بلاد اسلامیہ میں شایع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی؟ یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ برابر سترہ سال کا ہے اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں مَیں نے یہ تحریریں لکھی ہیں اُن کتابوں کے نام معہ اُن کے نمبر صفحوں کے یہ ہیں۔ جن میں سرکار انگریزی کی خیرخواہی اور اطاعت کا ذکر ہے۔

نمبر	نام کتاب	تاریخ طبع	نمبر صفحہ
۱	براہین احمدیہ حصہ سوم	۱۸۸۲ء	الف سے ب تک (شروع کتاب)
۲	براہین احمدیہ حصہ چہارم	۱۸۸۴ء	الف سے د تک ایضاً
۳	آریہ دھرم (نوٹس) دربارہ توسیع دفعہ ۲۹۸	۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء	۵۷ سے ۶۴ تک آخر کتاب
۴	التماس شامل آریہ دھرم ایضاً	۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء	۱ سے ۴ تک آخر کتاب
۵	درخواست شامل آریہ دھرم ایضاً	۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء	۶۹ سے ۷۲ تک آخر کتاب
۶	خط دربارہ توسیع دفعہ ۲۹۸	۲۱ اکتوبر ۱۸۹۵ء	۱ سے ۸ تک
۷	آئینہ کمالات اسلام	فروری ۱۸۹۳ء	۱۷ سے ۲۰ تک اور ۵۱۱ سے ۵۲۸ تک
۸	نور الحق حصہ اوّل (اعلان)	۱۳۱۱ھ	۲۳ سے ۵۴ تک

۹	شہادۃ القرآن (گورنمنٹ کی توجہ کے لائق)	۲۲ ستمبر ۱۸۹۳ء	الف سے ع تک آخر کتاب
۱۰	نور الحق حصہ دوم	۱۳۱۱ھ	۴۹ سے ۵۰ تک
۱۱	سر الخلافہ	۱۳۱۲ھ	۷۱ سے ۷۳ تک
۱۲	اتمام الحجہ	۱۳۱۱ھ	۲۵ سے ۲۷ تک
۱۳	حمامۃ البشریٰ	۱۳۱۱ھ	۳۹ سے ۴۲ تک
۱۴	تحفہ قیصریہ	۲۵ مئی ۱۸۹۷ء	تمام کتاب
۱۵	ست بچن	نومبر ۱۸۹۵ء	۱۵۳ سے ۱۵۴ تک اور ٹائیٹل پیج
۱۶	انجام آتھم	جنوری ۱۸۹۷ء	۲۸۲ سے ۲۸۴ تک آخر کتاب
۱۷	سراج منیر	مئی ۱۸۹۷ء	صفحہ ۴۷
۱۸	تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت	۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء	صفحہ ۴ حاشیہ اور صفحہ ۶ شرط چہارم
۱۹	اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ اور عام اطلاع کیلئے	۲۷ فروری ۱۸۹۵ء	تمام اشتہار یکطرفہ
۲۰	اشتہار دربارہ سفیر سلطان روم	۲۴ مئی ۱۸۹۷ء	۱ سے ۳ تک
۲۱	اشتہار جلسہ احباب بر جشن جوبلی بمقام قادیان	۲۳ جون ۱۸۹۷ء	۱ سے ۴ تک
۲۲	اشتہار جلسہ شکریہ جشن جوبلی حضرت قیصرہ دام ظلہا	۷ جون ۱۸۹۷ء	تمام اشتہار یک ورق
۲۳	اشتہار متعلق بزرگ	۲۵ جون ۱۸۹۷ء	صفحہ ۱۰
۲۴	اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ مع ترجمہ انگریزی	۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ء	تمام اشتہار ۱ سے ۷ تک

اور حال میں جب حسین کامی سفیر روم قادیان میں میری ملاقات کے لئے آیا اور اُس نے مجھے اپنی گورنمنٹ کے اغراض سے مخالف پاکر ایک سخت مخالفت ظاہر کی وہ تمام حال بھی مَیں نے اپنے اشتہار مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء میں شائع کر دیا ہے وہی اشتہار تھا جس کی وجہ سے بعض مسلمان اڈیٹروں نے بڑی مخالفت ظاہر کی اور بڑے جوش میں آکر مجھ کو

ہمارا کوئی الہام پیش کرنا چاہیئے۔ اجتہادی غلطی نبیوں اور رسولوں سے بھی ہو جاتی ہے۔ جس پر وہ قائم نہیں رکھے جاتے۔ ذرہ صحیح بخاری کو کھولو اور حدیث ذھب وھلی کو غور سے پڑھو۔ ایسا اعتراض کرنا جو دوسرے پاک نبیوں پر بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی وُہی اعتراض آوے مسلمانوں اور نیک آدمیوں کا کام نہیں ہے بلکہ لعنتیوں اور شیطانوں کا کام ہے۔ اگر دل میں فساد نہیں تو قوم کا تفرقہ دُور کرنے کے لئے ایک جلسہ کرو۔ اور مجلس عام میں میرے پر اعتراض کرو کہ فلاں پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ پھر اگر حاضرین نے قسم کھا کر کہہ دیا کہ فی الواقع جھوٹی نکلی اور میرے جواب کو سُن کر مُدلّل بیان اور شرعی دلیل سے رد کر دیا تو اُسی وقت مَیں توبہ کرونگا۔ ورنہ چاہیئے کہ سب توبہ کر کے اس جماعت میں داخل ہو جائیں۔ اور درندگی اور بدزبانی چھوڑ دیں۔

ص۱۵ اے مسلمانوں کی ذریّت! مَیں نے آپ لوگوں کا کیا گناہ کیا ہے کہ آپ لوگ انواع اقسام کے منصوبوں سے میری ایذا کے درپے ہو گئے تم میں سے جو مولوی ہیں وہ ہر وقت یہی وعظ کرتے ہیں کہ یہ شخص کافر بے دین دجّال ہے اور انگریزوں کی سلطنت کی حد سے زیادہ تعریف کرتا ہے اور رُومی سلطنت کا مخالف ہے۔ اور تم میں سے جو ملازمت پیشہ ہیں وہ اس کوشش میں ہیں کہ مجھے اس محسن سلطنت کا باغی ٹھہرا دیں۔ مَیں سُنتا ہوں کہ ہمیشہ خلاف واقعہ خبریں میری نسبت پہنچانے کے لئے ہر طرف سے کوشش کی جاتی ہے حالانکہ آپ لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ مَیں باغیانہ طریق کا آدمی نہیں ہوں۔ میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور مَیں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ مَیں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے

حوالہ نمبر 3

ہوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ انکے دلوں سے معدوم ہو جائیں پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بدخواہ ہوتا یا کوئی ناجائز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت میں پھیلاتا جبکہ میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔ اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا۔ تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں۔ اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن بنوں۔ اگر اس سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ منصوبہ دل میں مخفی رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں سے ایسے بدخیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں مخفی رکھتے ہوں میں انکو سخت نادان اور بدقسمت ظالم سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کچھ کہو۔ گالیاں نکالو۔ یا پہلے کی طرح کافر کا فتویٰ لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دل میں بغاوت کے خیالات رکھنا۔ یا ایسے خیال جن سے بغاوت کا احتمال ہو سکے سخت بدذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتیرے ایسے مسلمان ہیں جن کے دل کبھی صاف نہیں ہوں گے جب تک اُن کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ خونی مہدی اور خونی مسیح کی حدیثیں تمام افسانہ اور کہانیاں ہیں۔

اے مسلمانو! اپنے دین کی ہمدردی تو اختیار کرو مگر سچی ہمدردی۔ کیا اس معقولیت کے زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں۔ کیا جبر کرنا اور زور اور تعدی سے اپنے دین میں داخل کرنا اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ بیہودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ کہ اس نے جہاد کا مسئلہ اسے اور زبردستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اسکی تعلیم ہے۔ معاذ اللہ ہرگز

حوالہ نمبر 4

امن پسند اور اول درجہ کے خیر خواہ سرکار انگریزی ہیں۔ اور باایں ہمہ معزز اور شریف ہیں۔

اور بعض نادانوں کا یہ خیال کہ گویا میں نے افترا کے طور پر الہام کا دعوےٰ کیا ہے غلط ہے بلکہ درحقیقت یہ کام اُس قادر خدا کا ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور اس جہان کو بنایا ہے۔ جس زمانہ میں لوگوں کا ایمان خدا پر کم ہو جاتا ہے اُس وقت میرے جیسا ایک انسان پیدا کیا جاتا ہے اور خدا اس سے ہمکلام ہوتا ہے اور اُس کے ذریعہ سے اپنے عجائب کام دکھلاتا ہے۔ یہاں تک کہ لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ خدا ہے۔ میں عام اطلاع دیتا ہوں کہ کوئی انسان خواہ ایشیائی ہو خواہ یورپین اگر میری صحبت میں رہے تو وہ ضرور کچھ عرصہ کے بعد میری ان باتوں کی سچائی معلوم کرے گا۔

یاد رہے کہ یہ باتیں حفظِ امن کے مخالف نہیں۔ ہم دنیا میں فروتنی کے ساتھ زندگی بسر کرنے آئے ہیں اور بنی نوع کی ہمدردی اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی جس کے ہم ماتحت ہیں یعنے گورنمنٹ برطانیہ ہمارا اصول ہے۔ ہم ہرگز کسی مفسدہ اور نقضِ امن کو پسند نہیں کرتے اور اپنی گورنمنٹ انگریزی کی ہر ایک وقت میں مدد کرنے کے لئے طیار ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کا شکر کرتے ہیں جس نے ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمیں رکھا ہے۔ فقط المرقوم ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء

المشتہر

میرزا غلام احمد از قادیان

حوالہ نمبر 5

اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور کس طرح بار بار اُن کو تاکیدیں کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیرخواہ اور مطیع رہیں اور تمام بنی نوع کے ساتھ بلا امتیاز مذہب و ملت کے انصاف اور رحم اور ہمدردی سے پیش آویں۔ یہ سچ ہے کہ مَیں کسی ایسے مہدی ہاشمی قرشی خونی کا قائل نہیں ہوں جو دوسرے مسلمانوں کے اعتقاد میں بنی فاطمہ میں سے ہوگا اور زمین کو کفار کے خون سے بھر دے گا مَیں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذخیرہ موضوعات جانتا ہوں۔ ہاں مَیں اپنے نفس کے لئے اس مسیح موعود کا ادّعا کرتا ہوں جو حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی طرح غربت کے ساتھ زندگی بسر کرے گا اور لڑائیوں اور جنگوں سے بیزار ہوگا اور نرمی اور صلحکاری اور امن کے ساتھ قوموں کو اس سچے ذوالجلال خدا کا چہرہ دکھائے گا جو اکثر قوموں سے چھُپ گیا ہے۔ میرے اصولوں اور اعتقادوں اور ہدایتوں میں کوئی امر جنگجوئی اور فساد کا نہیں۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مُرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔ مَیں بار بار اعلان دے چکا ہوں کہ میرے بڑے اصول پانچ ہیں اوّل یہ کہ خدا تعالےٰ کو واحد لاشریک اور ہر ایک منقصت موت اور بیماری اور لاچاری اور درد اور دکھ اور دوسری نالائق صفات سے پاک سمجھنا۔ دُوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کے سلسلہ نبوت کا خاتم اور آخری شریعت لانے والا اور نجات کی حقیقی راہ بتلانے والا حضرت سیّدنا و مولانا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو یقین رکھنا۔ تیسرے یہ کہ دین اسلام کی دعوت محض دلائل عقلیہ اور آسمانی نشانوں سے کرنا اور خیالات غازیانہ اور جہاد اور جنگجوئی کو اس زمانہ کے لئے قطعی طور پر حرام اور ممتنع سمجھنا اور ایسے خیالات کے پابند کو صریح غلطی پر قرار دینا۔ چوتھے یہ کہ اس گورنمنٹ محسنہ کی نسبت جس کے ہم زیر سایہ ہیں یعنے گورنمنٹ انگلشیہ کوئی مفسدانہ خیالات دل میں نہ لانا اور خلوص دل سے اس کی

+ اس جہاد کے برخلاف نہایت سرگرمی سے میرے پیرو فاضل مولویوں نے ہزارہا آدمیوں میں تعلیم کی ہے اور کر رہے ہیں جس کا بہت بڑا اثر ہوا ہے۔ منہ

حوالہ نمبر 6

صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہیں عنایت خاص کا مستحق ہوں۔ لیکن یہ سب امور گورنمنٹ عالیہ کی توجہات پر چھوڑ کر بالفعل ضروری استغاثہ یہ ہے کہ مجھے متواتر اس بات کی خبر ملی ہے کہ بعض حاسد بداندیش جو بوجہ اختلاف عقیدہ یا کسی اور وجہ سے مجھ سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں یا جو میرے دوستوں کے دشمن ہیں میری نسبت اور میرے دوستوں کی نسبت خلاف واقعہ امور گورنمنٹ کے معزز حکام تک پہنچاتے ہیں۔ اس لئے اندیشہ ہے کہ اُن کی ہر روز کی مفتریانہ کارروائیوں سے گورنمنٹ عالیہ کے دل میں بدگمانی پیدا ہو کر وہ تمام جانفشانیاں پچاس سالہ میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضیٰ اور میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی جن کا تذکرہ سرکاری چٹھیات اور سر لیپل گرفن کی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور نیز میری قلم کی وہ خدمات جو میری اٹھارہ سال کی تالیفات سے ظاہر ہیں سب کی سب ضایع اور برباد نہ جائیں اور خدانخواستہ سرکار انگریزی اپنے ایک قدیم وفادار اور خیر خواہ خاندان کی نسبت کوئی تکدر خاطر اپنے دل میں پیدا کرے۔ اس بات کا علاج تو غیر ممکن ہے کہ ایسے لوگوں کا مُنہ بند کیا جائے کہ جو اختلاف مذہبی کی وجہ سے یا نفسانی حسد اور بغض اور کسی ذاتی غرض کے سبب سے جھوٹی مخبری پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گذار ہیں اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب

حوالہ نمبر 7

اور تم یقیناً سمجھ لو کہ خدا تعالیٰ نے سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی کے لئے ہی اس ملک میں قائم کی ہے اور اگر اس سلطنت پر کوئی آفت آئے تو وہ آفت تمہیں بھی نابود کر دے گی۔ یہ مسلمان لوگ جو اس فرقہ احمدیہ کے مخالف ہیں تم اُن کے علماء کے فتوے سُن چکے ہو یعنی یہ کہ تم اُن کے نزدیک واجب القتل ہو اور اُن کی آنکھ میں ایک کُتا بھی رحم کے لائق ہے مگر تم نہیں ہو۔ تمام پنجاب اور ہندوستان کے فتوے بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے فتوے تمہاری نسبت یہ ہیں کہ تم واجب القتل ہو اور تمہیں قتل کرنا اور تمہارا مال لُوٹ لینا اور تمہاری بیویوں پر جبر کر کے اپنے نکاح میں لے آنا اور تمہاری میت کی توہین کرنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دینا نہ صرف جائز بلکہ بڑا ثواب کا کام ہے سو یہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں اور ان کی تلوار کے خوف سے تم قتل کئے جانے سے بچے ہوئے ہو۔ ذرا کسی اور سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ سو انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے، تمہارے لئے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے۔ پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو اور تمہارے مخالف جو مسلمان ہیں ہزار ہا درجہ اُن سے انگریز بہتر ہیں کیونکہ وہ تمہیں واجب القتل نہیں سمجھتے، وہ تمہیں بے عزت کرنا نہیں چاہتے۔ کچھ بہت دن نہیں گذرے کہ ایک پادری نے کپتان ڈگلس کی عدالت میں میرے پر اقدام قتل کا مقدمہ کیا تھا۔ اس دانشمند اور منصف مزاج ڈپٹی کمشنر نے معلوم کر لیا کہ وہ مقدمہ سراسر جھوٹا اور بناوٹی ہے اس لئے مجھے عزت کے ساتھ بری کیا بلکہ مجھے اجازت دی کہ اگر چاہو تو جھوٹا مقدمہ بنانے والوں پر سزا دلوانے کے لئے نالش کرو۔ سو اس نمونہ سے ظاہر ہے کہ انگریز کس انصاف اور عدل کے ساتھ ہم سے پیش آتے ہیں۔ اور یاد رکھو کہ (موجودہ) اسلام میں جو جہاد کا مسئلہ ہے میری نگاہ میں اس سے بدتر اسلام کو بدنام کرنے والا اور کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ جس دین کی تعلیم عمدہ ہے، جس دین کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے خدا نے معجزات دکھلائے اور دکھلا رہا ہے، ایسے دین کو جہاد کی کیا ضرورت ہے اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت ظالم لوگ اسلام پر تلوار کے ساتھ حملہ کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ اسلام کو تلوار کے

حوالہ نمبر 8

میں تو دلوں کو اندر ہی اندر ردیدی ہے بہرحال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دُنیوی میں خدا تعالےٰ نے اِس قوم میں سی ہمارے لئے گورنمنٹ قائم کی ہے اور ہمنے اِس گورنمنٹ کے وُہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اسلئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اِس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیرخواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دُعا کے اور کیا ہی۔ سو ہم دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اِس گورنمنٹ کو ہر یک شر سے محفوظ رکھے اور اُسکے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خُدا تعالیٰ نے ہمپر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہی جیساکہ اُسکا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اِس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہمنے خُدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خُدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جسکو خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دُوسری سی وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سی دُوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہی بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اِس گورنمنٹ سی جہاد کرنا دُرست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال اُنکا نہایت حماقت کا ہی کیونکہ جسکے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اُس سی جہاد کیسا۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہی۔ سو میرا مذہب جسکو مَیں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہی کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دُوسرے اِس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سی اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وُہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو اُنھوں نے پسند کی ہیں۔ لیکن اِن مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

حوالہ نمبر 9 حوالہ نمبر 10

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ مسیح موعود کی طرف سے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے +
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسماں سے نورِ خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

+ نوٹ:- (ایک زبردست الہام اور کشف) آج دو جون ۱۹۰۰ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر دو بجے کے وقت مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت سفید تھا دکھلایا گیا۔ اس کی آخری سطر میں لکھا تھا اقبال۔ میں خیال کرتا ہوں کہ آخری سطر میں یہ لفظ لکھنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا یعنی انجام باقبال ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔ "قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہوگئے" اس کے یہ معنے مجھے سمجھائے گئے کہ عنقریب کچھ ایسے زبردست نشان ظاہر ہو جائیں گے جس سے کافر کہنے والے جو مجھے کافر کہتے تھے الزام میں پھنس جائیں گے اور خوب پکڑے جائیں گے اور کوئی گریز کی جگہ ان کے لئے باقی نہیں رہے گی۔ یہ پیشگوئی ہے۔ ہر ایک پڑھنے والا اس کو یاد رکھے۔

اس کے بعد ۲ر جون ۱۹۰۰ء کو بوقت ساڑھے گیارہ بجے یہ الہام ہوا "کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہوگئے۔ جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہوگئے۔" یعنی کافر کہنے والوں پر خدا کی حجت ایسی پوری ہو گئی کہ ان کیلئے کوئی عذر کی جگہ نہ رہی۔ یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے کہ عنقریب ایسا ہوگا اور کوئی ایسی چمکتی ہوئی دلیل ظاہر ہو جائیگی کہ فیصلہ کر دے گی۔ منہ

حوالہ نمبر 11

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر

فرما چکا ہے سیّدِ کونین مصطفٰے
عیسٰی مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا

جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائے گا
جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائے گا

پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند
کھیلیں گے بچے سانپوں سے بےخوف و بے گزند

یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا

یہ حکم سُن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اُٹھائے گا

اِک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے
کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

القصہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشاں
کر دے گا ختم آکے وہ دیں کی لڑائیاں

ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں
اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں

اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی
وہ سلطنت وہ رُعب وہ شوکت نہیں رہی

وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی
وہ عزمِ مقبلانہ وہ ہمّت نہیں رہی

وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی
وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی

وہ درد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی
خلقِ خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی

دل میں تمہارے یار کی اُلفت نہیں رہی
حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی

حمق آگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی
کسل آگیا ہے دل میں جلاوت نہیں رہی

وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی
وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی

دُنیا و دیں میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی
اب تم کو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی

وہ اُنس و شوق و وجد وہ طاعت نہیں رہی
ظلمت کی کچھ بھی حد و نہایت نہیں رہی

ہر وقت جھوٹ۔ سچ کی تو عادت نہیں رہی
نورِ خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی

هزار سرزنی و مشکلے نگردد حل — چو پیشِ او بروی کار یک دعا باشد
چو شیر زندگیٔ او بود دریں عالم — ز صیدِ او دگرانرا ہمہ غذا باشد
گہے نشاں بنماید ز بہرِ دینِ قویم — گہے بمعرکہ جنگش باشقیا باشد ✱
بود مظفّر و منصور از خدائے کریم — از معضلاتِ شریعت گرہ کشا باشد
ز مہرِ یارِ ازل بر رخش ببارد نور — ز شانِ حضرتِ اعلیٰ درو ضیا باشد
کشوفِ اہلِ کشوف از برائے او باشند — ہم از نجوم پئے مقدمش صدا باشد
غرض مقامِ ولایت نشان ہا دارد — نہ ہر کہ دلق بپوشد ز اولیا باشد
کلیدِ ایں ہمہ دولت محبت ست و وفا — خوشا کسیکہ چنیں دولتش عطا باشد
سخن ز فقر بدزدی ہمی تواں گفتن — ولے علامتِ مرداں رہِ صفا باشد
ز مشکلات رہِ راستی چہ شرح دہم — کہ شرطِ ہر قدمے گریہ و بکا باشد
بسوزد آنکہ نسوزد بصدق در رہِ یار — بمیرد آنکہ گریزندہ از فنا باشد
کلاہِ فتح و ظفر ہیچ سر نمی یابد — مگر سرے کہ پئے حفظِ دیں فدا باشد
نشانہائے سماوی بہ ہیچکس ندہند — مگر کسے کہ ز خود گم پئے خدا باشد
کسے رسد بمقامِ خوارق و اعجاز — کہ در مقامِ مصافاتِ مصطفیٰ باشد
ضرورت است کہ در دینِ چنیں امام آید — چو خلق جاہل و بیدین و مُردہ سا باشد
جہانیاں ہمہ ممنونِ منتش باشند — چرا کہ او پئے ملّتِ الہدیٰ باشد
اگرچہ تیغ ندارد مگر بہ تیغِ دلیل — ہمے دَرَد صفِ قومے کہ ناسزا باشد

✱ جنگ سے مراد تلوار بندوق کا جنگ نہیں۔ کیونکہ یہ تو سراسر نادانی اور خلاف ہدایت قرآن ہے جو دین کے پھیلانے کے لئے جنگ کیا جائے بلکہ اس جگہ جنگ سے ہماری مراد زبانی مباحثات ہیں جو نرمی اور انصاف اور معقولیت کی پابندی کے ساتھ کئے جائیں۔ ورنہ ہم ان تمام مذہبی جنگوں کے سخت مخالف ہیں جو جہاد کے طور پر تلوار سے کئے جاتے ہیں۔ منہ

حوالہ نمبر 12

18

الناشر
الشركة الاسلامية لمیٹڈ ربوہ

(۱۴۵)

قابل توجہ گورنمنٹ از طرف مہتمم کاروبار تجویز تعطیل جمعہ

میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیرخواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو درپردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں اور ایک چھپی ہوئی بغاوت کو اپنے دلوں میں رکھ کر اسی اندرونی بیماری کی وجہ سے فرضیت جمعہ سے منکر ہو کر اس کی تعطیل سے گریز کرتے ہیں۔ لہذا یہ نقشہ اسی غرض کے لئے تجویز کیا گیا کہ تا اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں کہ جو ایسے باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے آدمی بہت ہی تھوڑے ہیں جو ایسے مفسدانہ عقیدہ کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھتے ہوں۔ لیکن چونکہ اس امتحان کے وقت بڑی آسانی سے ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں۔ جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں۔ اس لئے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پولیٹیکل خیرخواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہانتک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ حالت کو ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ جمعہ کی تعطیل کی تقریب پر اُن لوگوں کا شناخت کرنا ایسا آسان ہے کہ اس کی مانند ہمارے ہاتھ میں کوئی بھی ذریعہ نہیں۔ وجہ یہ کہ جو ایک ایسا شخص ہو جو اپنی نادانی اور جہالت سے برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتا ہے، وہ جمعہ کی فرضیت سے ضرور منکر ہوگا اور اسی علامت سے شناخت کیا جائے گا کہ وہ درحقیقت اس عقیدہ کا آدمی ہے۔ لیکن ہم گورنمنٹ میں بادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولیٹیکل راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی اُن نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی

نے مجھ پر تکفیر کا فتنہ برپا کیا (۳) تیسری پیشگوئی اس چمکدار نشان کی نسبت جو لیکھرام کی موت سے وقوع میں آیا۔ اور اس کے فتنہ کا ذکر۔ یہ تینوں پیشگوئیاں تینوں فتنوں کے ساتھ سترہ برس پہلے شائع ہو چکی ہیں۔ پس اب سوچنا چاہیئے کہ کس انسان کو یہ طاقت ہے کہ ان واقعات کی اُس زمانہ میں خبر دے سکتا جبکہ ان واقعات کا نام و نشان نہ تھا۔ مثلاً اسی قتل لیکھرام کی پیشگوئی کو غور سے دیکھنا چاہیئے۔ کیا بجز عالم الغیب خدا کے کسی کی قدرت میں ہے کہ ایسی پیشگوئی کرے جس کی میعاد چھ سال تک محدود کر دی گئی اور ساتھ اس کے حملہ کے دن کی بھی تعیین کر دی گئی اور وہ تاریخ بھی بتلائی گئی جس تاریخ میں یہ واقعہ ظہور میں آیا۔ یعنی دوسری شوال جو ۶؍ مارچ ۱۸۹۷ء ہوتی ہے اور موت کا دن مقرر کر دیا گیا۔ یعنی یہ کہ اس کی وفات کا دن یکشنبہ رات کا وقت ہوگا۔ اور عربی الہام میں بعض جگہ صرف چھ کا لفظ بھی ہے۔ وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی موت سے چھ کے عدد کو خاص تعلق ہے۔ یعنی یہ کہ وہ چھ برس کے اندر فوت ہوگا اور ۶؍ مارچ ۱۸۹۷ء کے دن میں اور ۶ بجے میں بعد دوپہر کے حملہ ہوگا۔ غرض تینوں صورتوں میں برابر چھ کا تعلق ہے پس کیا یہ باتیں انسان کے اختیار میں ہیں کہ وہ سترہ برس پہلے یعنی اُس وقت کہ جبکہ لیکھرام بارہ تیرہ برس کی عمر کا ہوگا یہ خبر دے دی۔ بلکہ یہ اس خدا کا کام ہے جو زمین و آسمان کو بنانے والا اور عالم الغیب اور تمام مخلوقات پر تصرف کرنے والا

حاشیہ:

تیرے سبب سے ہیں۔ کیونکہ جدھر تیرا منہ اُدھر خدا کا مُنہ ہے۔

اب گورنمنٹ شہادت دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانہ میں کیا کیا فتوحات نصیب ہوئیں۔ یہ الہام سترہ برس کا ہے۔ کیا یہ انسان کا فعل ہو سکتا ہے؟

غرض میں گورنمنٹ کے لئے بمنزلہ حرزِ سلطنت ہوں۔ منہ

حوالہ نمبر 14

بعض العلماء وكفرونى كالجهلاء فما باليتهم بعد تفهم الحق وانكشاف

بعض علماء کے غضبناک ہونے کا موجب ہوئیں اور جہالت سے مجھے کافر ٹھہرایا سو میں نے حق کے سمجھنے کے بعد اور ہدایت

طريق الاهتداء ورأيت ان هذا هو الحق فبينتها ولو كان قومى كارهين

کا رستہ کھلنے کے پیچھے اُنکی کچھ بھی پروا نہ کی اور میں نے دیکھا کہ یہی حق ہے سو میں نے بیان کر دیا اگرچہ میری قوم کراہت

فاذا ثبت خلوصى الى هذا المقدار وبرهنت عليه بقدر كاف لاولى الابصار

کرتی رہی۔ پس جبکہ میرا خلوص اس گورنمنٹ سے اسقدر ثابت ہوا اور میں نے اسقدر دلائل سے اسکو ثابت کر دیا جو دانشمندوں

فمن يظن ظن السوء فى امرى بعد الا الذى خبث عرقه كالفجار وتدرب

کیلئے کافی ہیں پس جو شخص اسکے بعد میرے پر بدگمانی کرے ایسا آدمی بجز ناپاک فطرت اور بجز ایسے شخص کے جسکی عادت میں

بالشر واللدغ والابرد سيرا الاشرار وترك سير الصالحين۔

نیش زنی اور شرارت داخل ہے اور کون ہو در حقیقت یہ اُسی کا کام ہے جو شرارت کو پسند کرتا اور نیکبختی کی راہ کو چھوڑتا ہے۔

وما كان تاليفى فى العربية الا لمثل هذه الاغراض العظيمة ولم

اور میرا عربی کتابوں کا تالیف کرنا تو انہیں عظیم الشان غرضوں کیلئے تھا اور میری کتابیں عرب کے لوگوں کو

يزل تنتاب العربيين كتبى حتى رئيت فيهم آثار التاثير وجاءنى

برابر پے در پے پہنچتی رہیں یہاں تک کہ میں نے ان میں تاثیر کے نشان پائے اور بعض

بعض منهم ودراسلنى بعض وبعضهم هجنوا وبعضهم صلحوا و

عرب میرے پاس آئے اور بعضوں نے خط و کتابت کی اور بعضوں نے بدگوئی کی اور بعض صلاحیت پر آگئے

وافقوا كالمسترشدين۔

اور موافق ہو گئے جیسا کہ حق کے طالبوں کا کام ہے۔

وانى صرفت زمانا طويلا فى هذه الامدادات حتى مضت على

اور میں نے ان امدادوں میں ایک زمانہ طویل صرف کیا ہے۔ یہاں تک کہ گیارہ برس

احدى عشر سنة فى شغل الاشاعات وما كنت من القاصرين۔ فلى

انہی اشاعتوں میں گذر گئے اور میں نے کچھ کوتاہی نہیں کی۔ پس میں

حوالہ نمبر 15

۴۳

ان ادعی التفرد فی ہذہ الخدمات ولی ان اقول اننی وحید فی ہذہ

یہ دعویٰ کرسکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں ان

التائیدات ولی ان اقول اننی حرز لہا وحصن حافظ من الآفات و

تائیدات میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کیلئے بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ

بشرنی ربی وقال ما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم فلیس للدولۃ نظیری

کے ہوں جو آفتوں سے بچاوے اور خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کہ اُنکو دکھ پہنچاوے اور تو اُن میں ہو۔ پس اس

ومثیلی فی نصری وعونی وستعلم الدولۃ ان کانت من المتوسمین۔

گورنمنٹ کی خیر خواہی اور مدد میں کوئی دوسرا شخص میری نظیر اور مثیل نہیں اور عنقریب یہ گورنمنٹ جان لیگی اگر مردم شناسی کا اُس میں مادہ ہے۔

واما الذین دخلوا فی الملۃ النصرانیۃ تارکین دین الاسلام و

مگر وہ لوگ جو عیسائی دین میں داخل ہوئے اور دین اسلام اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ دیا سو ہم اُن کو

باعدین عن ظل خیر الانام فما نجدہم قائمین لخدمۃ الدولۃ والمخلصین

ایسے نہیں دیکھتے کہ سرکار انگریزی کی کچھ خدمت کرتے ہوں یا مخلص ہوں بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ وہ

لہذہ الحضرۃ بل نجدہم مداہنین منافقین۔ وما دخلوا اکثرہم فی دینہم

مداہنہ اور نفاق سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور اکثر لوگ دین عیسائی میں محض اسی لئے داخل ہوئے ہیں تا ایسی

الا لیستطبوا الوجع الجوع ولیفعموا کاس الولوع فسینتشرون ذات

درد گرسنگی کا علاج کریں اور اپنے حرص کے پیالوں کو لبالب بھر دیں سو کسی صبح یہ لوگ تتر بتر

بکرۃ اذا رأوا انہم اخرجوا من روض المرتوع ویعجبون الناس

ہو جائیں گے۔ جب دیکھیں گے چراگاہ سے نکالے گئے اور لوگوں کو اپنے جلد پھرنے

من وشك الرجوع ونحن نراہم منذ اعوام مناجین للاخفار کلثام ولا

سے تعجب میں ڈالیں گے اور ہم تو اُنکو کئی برسوں سے دیکھ رہے ہیں کہ وہ اپنا مذہبی قول و اقرار توڑنے کو تیار

نجد فیہم شیئا من الاوصاف الا عشق الصفف والصحاف والف الجیفۃ

ہیں اور ہم اُن میں بجز اسکے کوئی خوبی نہیں پاتے کہ وہ شراب اور خوش مزہ کھانوں کے جو پیالوں میں بھرے ہوئے ہوں

بہت کچھ عام مسلمانوں کی طرف سے یہ فرقہ ایذا ابھی پا رہا ہے۔ لیکن چونکہ اہل عقل دیکھتے ہیں کہ خدا سے پوری صفائی اور اس کی مخلوق سے پوری ہمدردی اور حکام کی اطاعت میں پوری تیاری کی تعلیم اسی فرقہ میں دیجاتی ہے۔ اس لئے وہ لوگ طبعاً اس فرقہ کیطرف مائل ہوتے جاتے ہیں۔ اور یہ خدا کا فضل ہے کہ بہت کچھ مخالفوں کی طرف سے کوششیں بھی ہوئیں کہ اس فرقہ کو کسی طرح نابود کردیں مگر وہ سب کوششیں ضائع گئیں۔ کیونکہ جو کام خدا کے ہاتھ سے اور آسمان سے ہو انسان اسکو ضایع نہیں کرسکتا۔ اور اس فرقہ کا نام مسلمان **فرقہ احمدیہ** اس لئے رکھا گیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے۔ ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسرا احمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور اسم محمد جلالی نام تھا۔ اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دینگے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمد جمالی نام تھا۔ جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔

سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اوّل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا۔ اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی۔ اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور ہوا۔ اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کریگا۔ اور ایسا شخص ظاہر ہوگا۔ جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنے جمالی صفات ظہور میں آئیں گی۔ اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہوجائیگا۔

پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے تا اس نام کو سنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے۔ اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں۔ سوائے دوستو

حوالہ نمبر 16

(ٹائیٹل پیج باراول)

الہدیۃ المبارکہ

یعنی کتاب

تحفۂ قیصریہ

بمقام قادیان

مطبع ضیاء الاسلام میں چھپا

۲۵ مئی ۱۸۹۷ء

اور پھر دُوسرا شکر یہ ہے کہ وُہ خدا جو کبھی اپنے وجود کو بے دلیل نہیں چھوڑتا۔ وُہ جیسا کہ تمام نبیوں پر ظاہر ہوُا۔ اور ابتداء سے زمین کو تاریکی میں پاکر روشن کرتا آیا ہے اُس نے اس زمانہ کو بھی اپنے فیض سے محروم نہیں رکھا۔ بلکہ جب دُنیا کو آسمانی روشنی سے دُور پایا۔ تب اُس نے چاہا کہ زمین کی سطح کو ایک نئی معرفت سے مُنوّر کرے۔ اور نئے نشان دکھائے۔ اور زمین کو رُوشن کرے۔

سو اُس نے مجھے بھیجا

اور مَیں اُس کا شُکر کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایۂ رحمت کے نیچے جگہ دی۔ جس کے زیر سایہ مَیں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اِس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے۔ مگر مَیں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند

حوالہ نمبر 17

۲۲

کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں۔ ہرگز ممکن نہ تھا۔ کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔

اَب مَیں حضور ملکہ معظمہ میں زیادہ مصدع اوقات ہونا نہیں چاہتا۔ اور اِس دُعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں۔ کہ

اے قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظمہ کو خوش رکھ جیساکہ ہم اس کے سایۂ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیساکہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ان معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کے لئے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے۔

آمین ثم آمین

الملتمس

خاکسار، میرزا غلام احمد از قادیان
ضلع گورداسپورہ پنجاب

پبلشر مہتمم نشر و اشاعت قادیان

رسالہ مبارکہ

ستارۂ قیصرہ

از تصنیف منیف

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جسے

منیجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان پنجاب

نے شائع کیا

وزیر ہند پریس امرتسر میں باہتمام بھائی بہادر سنگھ منیجر و پرنٹر چھپا

دسمبر ۱۹۲۵ء

حوالہ نمبر 18 تا 31

بحضور عالی شان قیصرِ ہند ملکہ معظمہ
شہنشاہ ہندوستان و انگلستان
ادام اللہ اقبالہا

سب سے پہلے یہ دعا ہے کہ خدائے قادر مطلق اس ہماری عالیجاہ قیصرہ ہند کی عمر میں بہت بہت برکت بخشے۔ اور اقبال اور جاہ و جلال میں ترقی دے۔ اور عزیزوں اور فرزندوں کی عافیت سے آنکھ ٹھنڈی رکھے۔ اس کے بعد اس عریضہ کے لکھنے والا جس کا نام میرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ جو پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان نام میں رہتا ہے۔ جو لاہور سے تخمیناً بفاصلہ ستر میل مشرق اور شمال کے گوشہ میں واقع اور گورداسپورہ کے ضلع میں ہے۔ یہ عرض کرتا ہے۔ کہ اگرچہ اس ملک کے عموماً تمام رہنے والوں کو بوجہ اُن آراموں کے جو حضور قیصرہ ہند کے عدل عام اور رعایا پروری اور داد گستری سے حاصل ہو رہے ہیں۔ اور بوجہ اُن تدابیر امن عامہ اور تجاویز آسائش جمیع طبقات رعایا کے جو کروڑہا روپیہ کے خرچ اور بے انتہا فیاضی سے ظہور میں آئی ہیں جناب ملکہ معظمہ دام اقبالہا سے بقدر اپنی فہم اور عقل اور شناخت احسان کے درجہ بدرجہ محبت اور دلی اطاعت ہے۔ اور بجز بعض قلیل الوجود افراد کے جو میں گمان کرتا ہوں کہ درپردہ کچھ ایسے بھی ہیں۔ جو وحشیوں اور درندوں کی طرح بسر کرتے ہیں لیکن اس عاجز کو بوجہ اُس معرفت اور علم کے جو اس گورنمنٹ عالیہ کے حقوق کی نسبت مجھے حاصل ہے۔ جس کو میں اپنے رسالہ

تحفہ قیصریہ میں مفصل لکھ چکا ہوں۔ یہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص اور محبت اور جوش اطاعت
حضور ملکہ معظمہ اور اس کے معزز افسروں کی نسبت حاصل ہے۔ جو میں ایسے الفاظ نہیں
پاتا۔ جن میں اس اخلاص کا اندازہ بیان کر سکوں اسی سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے
جشن شصت سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرہ ہند دام اقبالہا کے
نام سے تالیف کر کے اور اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں
بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا۔ اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے
عزت دی جائیگی۔ اور امید سے بڑھکر میری سرفرازی کا موجب ہو گا۔ اور اس امید
اور یقین کا موجب حضور قیصرہ ہند کے وہ اخلاق فاضلہ تھے۔ جن کی تمام ممالک مشرقیہ
میں دھوم ہے۔ اور جو جناب ملکہ معظمہ کے وسیع ملک کی طرح وسعت اور کشادگی میں
بے مثل ہیں۔ جو ان کی نظیر دوسری جگہ تلاش کرنا خیال محال ہے۔ مگر مجھے نہایت
تعجب ہے۔ کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی میں ممنون نہیں کیا گیا اور میرا کانشنس ہرگز اس
بات کو قبول نہیں کرتا۔ کہ وہ ہدیہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ حضور ملکہ معظمہ میں پیش
ہوا ہو۔ اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں۔ یقیناً کوئی اور باعث ہے،
جس میں جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں
لہذا اس حسن ظن نے جو میں حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں دوبارہ
مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں
اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔ اسی غرض سے یہ
عریضہ روانہ کرتا ہوں۔ اور میں حضور عالی حضرت جناب قیصرہ ہند دام اقبالہا
کی خدمت میں یہ چند الفاظ بیان کرنے کے لئے جرأت کرتا ہوں کہ میں پنجاب کے ایک معزز
خاندان مغلیہ میں سے ہوں اور سکھوں کے زمانہ سے پہلے میرے بزرگ ایک
خود مختار ریاست کے والی تھے۔ اور میرے پردادا صاحب مرزا گل محمد اسقدر دانا اور

مُدبّر اور عالی ہمّت اور نیک مزاج اور ملک داری کی خوبیوں سے موصوف تھے۔ کہ جب دہلی کے چغتائی بادشاہوں کی سلطنت بباعث نالیاقتی اور عیاشی و سستی اور کم ہمتی کے کمزور ہو گئے۔ تو بعض وزرا اس کوشش میں لگے تھے کہ مرزا صاحب موصوف کو جو تمام شرائط بیدار مغزی اور رعایا پروری کے اپنے اندر رکھتے تھے۔ اور خاندان شاہی میں سے تھے دہلی کے تخت پر بٹھایا جائے لیکن چونکہ چغتائی سلاطین کی قسمت اور عمر کا پیالہ لبریز ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ تجویز عام منظوری میں نہ آئی۔ اور ہم پر سکھوں کے عہد میں بہت سی سختیاں ہوئیں۔ اور ہمارے بزرگ تمام دیہات ریاست سے بے دخل کر دیئے گئے اور ایک سلطنت بھی امن کی نہیں گذرتی تھی۔ اور انگریزی سلطنت کے قدم مبارک کے آنے سے پہلے ہی ہماری تمام ریاست خاک میں مل چکی تھی اور صرف پانچ گاؤں باقی رہے تھے اور میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم جنہوں نے سکھوں کے عہد میں بڑے بڑے صدمات دیکھے تھے۔ انگریزی سلطنت کے آنے کے ایسے منتظر تھے جیسا کہ کوئی سخت پیاسا پانی کا منتظر ہوتا ہے۔ اور پھر جب گورنمنٹ انگریزی کا اس ملک پر دخل ہو گیا۔ تو وہ اس نعمت یعنی انگریزی حکومت کی قائمی سے ایسے خوش ہوئے کہ گویا ان کو ایک جواہرات کا خزانہ مل گیا۔ اور وہ سرکار انگریزی کے بڑے خیر خواہ جاں نثار تھے۔ اسی وجہ سے انھوں نے ایام غدر ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے مع سواران بہم پہنچا کر سرکار انگریزی کو بطور مدد دیئے تھے۔ اور وہ بعد اس کے بھی ہمیشہ اس بات کے لئے مستعد رہے۔ کہ اگر پھر بھی کسی وقت ان کی مدد کی ضرورت ہو تو بدل و جان اس گورنمنٹ کو مدد دیں۔ اور اگر ۱۸۵۷ء کے غدر کا کچھ اور بھی طول ہوتا تو وہ سو سوار تک اور بھی مدد دینے کو طیار تھے۔ غرض اس طرح ان کی زندگی گذری۔ اور پھر ان کے انتقال کے بعد یہ عاجز دنیا کے شغلوں سے بکلی علیحدہ ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا۔ اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی۔ وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب

کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے۔ اور دل سے اس دولت کا شکر گذار اور دعا گو رہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اُردو فارسی۔ عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں۔ اور رُوم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہانتک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے۔ جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے اُن کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی۔ کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اسکی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا اور میں اسقدر خدمت کر کے جو بائیس برس تک کرتا رہا ہوں اس محسن گورنمنٹ پر کچھ احسان نہیں کرتا کیونکہ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ اس بابرکت گورنمنٹ کے آنے سے ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے ایک لوہے کے جلتے ہوئے تنور سے نجات پائی ہے۔ اِس لئے میں مع اپنے تمام عزیزوں کے دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا کرتا ہوں کہ یا الٰہی اس مبارک قیصرہ ہند دام ملکہا کو دیر گاہ تک ہمارے سروں پر سلامت رکھ۔ اور اس کے ہر ایک قدم کے ساتھ اپنی مدد کا سایہ شامل حال فرما۔ اور اس کے اقبال کے دن بہت لمبے کر۔

میں نے تحفہ قیصریہ میں جو حضور قیصرہ ہند کی خدمت میں بھیجا گیا یہی حالات اور خدمات اور دعوات گذارش کئے تھے! ور میں اپنی جناب ملکہ معظمہ کے اخلاق وسیعہ پر نظر رکھ کر ہر روز جواب کا امیدوار تھا۔ اور اب بھی ہوں۔ میرے خیال میں یہ غیر ممکن ہے کہ میرے جیسے دعا گو کا وہ عاجزانہ تحفہ جو بوجہ کمال اخلاص خون دل سے لکھا گیا تھا اگر وہ حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پیش ہوتا۔ تو اس کا جواب نہ آتا بلکہ

ضرور آتا ضرور آتا۔ اس لئے مجھے بوجہ اس یقین کے کہ جناب قیصرہ ہند کے پُر رحمت
اخلاق پر کمال وثوق سے حاصل ہے اس یاد دہانی کے عریضہ کو لکھنا پڑا اور اس عریضہ
کو نہ صرف میرے ہاتھوں نے لکھا ہے بلکہ میرے دل نے یقین کا بھرا ہوا زور ڈال کر
ہاتھوں کو اس پُر ارادت خط کے لکھنے کے لئے چلایا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خیر اور عافیت
اور خوشی کے وقت میں خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں
پہنچا دے۔ اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے۔ کہ وہ اس سچی محبت اور سچے
اخلاص کو جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے اپنی پاک فراست سے شناخت
کرلیں۔ اور رعیت پروری کے رو سے مجھے پُر رحمت جواب سے ممنون فرماویں اور میں
اپنی عالی شان جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی عالی خدمت میں اس خوشخبری کو پہنچانے کیلئے
بھی مامور ہوں کہ جیسا کہ زمین پر اور زمین کے اسباب سے خدا تعالیٰ نے اپنی کمال
رحمت اور کمال مصلحت سے ہماری قیصرہ ہند دام اقبالہا کی سلطنت کو اس ملک اور
دیگر ممالک میں قائم کیا ہے۔ تا کہ زمین کو عدل اور امن سے بھرے۔ ایسا ہی اس نے آسمان
سے ارادہ فرمایا ہے کہ اس شہنشاہ مبارک قیصرہ ہند کے دلی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے
جو عدل اور امن اور آسودگی عامہ خلائق اور رفع فساد اور تہذیب اخلاق اور وحشیانہ حالتوں کا
دُور کرنا ہے اس کے عہد مبارک میں اپنی طرف سے اور غیب سے اور آسمان سے کوئی ایسا روحانی
انتظام قائم کرے جو حضور ملکہ معظمہ کے دلی اغراض کو مدد دے۔ اور جس امن اور عافیت
اور صلح کاری کے باغ کو آپ لگانا چاہتی ہیں آسمانی آبپاشی سے اس میں امداد فرمادے۔
سو اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا آسمان سے
مجھے بھیجا ہے تا میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت اللحم میں پیدا ہوا اور ناصرہ میں
پرورش پائی۔ حضور ملکہ معظمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں
اس نے مجھے بے انتہا برکتوں کے ساتھ چھوا اور اپنا مسیح بنایا تا وہ ملکہ معظمہ کے پاک

انزافش کو خود آسمان سے مدد دے ۔

اے قیصرہ مبارک کہ خدا تجھے سلامت رکھے۔ اور تیری عمر اور اقبال اور کامرانی سے ہمارے دلوں کو خوشی پہنچاوے ۔ اس وقت تیرے عہد سلطنت میں جو نیک نیتی کے نور سے بھرا ہوا ہے۔ مسیح موعودؑ کا آنا خدا کی طرف سے یہ گواہی ہے کہ تمام سلاطین میں سے تیرا وجود امن پسندی اور حسن انتظام اور ہمدردی رعایا اور عدل اور داد گستری میں بڑھکر ہے۔ مسلمان اور عیسائی دونوں فریق اس بات کو مانتے ہیں۔ کہ مسیح موعودؑ آنے والا ہے۔ مگر اسی زمانہ اور عہد میں جبکہ بھیڑیا اور بکری ایک ہی گھاٹ میں پانی پئینگے اور سانپوں سے بچے کھیلیں گے۔ سو اے ملکہ مبارکہ معظمہ قیصرہ ہند وہ تیرا ہی عہد اور تیرا ہی زمانہ ہے۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جو تعصب سے خالی ہو۔ وہ سمجھ لے! اے ملکہ معظمہ یہ تیرا ہی عہد سلطنت ہے۔ جس نے درندوں اور غریب چرندوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ راستباز جو بچوں کی طرح ہیں وہ شریر سانپوں کیساتھ کھیلتے ہیں! اور تیرے پرامن سایہ کے نیچے کچھ بھی ان کو خوف نہیں۔ اب تیرے عہد سلطنت سے زیادہ پرامن اور کونسا عہد سلطنت ہوگا جس میں مسیح موعود آئے گا۔ اے ملکہ معظمہ تیرے وہ پاک ارادے ہیں۔ جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے۔ جس سے آسمان رحمت کے ساتھ زمین کی طرف جھکتا جاتا ہے! اس لئے تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے۔ جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے موزون ہو سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا۔ کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا! اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے اے مبارک اور با اقبال ملکۂ زمان جن کتابوں میں مسیح موعود کا آنا لکھا ہے۔ ان کتابوں میں صریح تیرے پرامن عہد کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں مگر ضرور تھا کہ اسی طرح مسیح موعود دنیا میں آتا۔ جیسا کہ ایلیا نبی یوحنا کے لباس میں آیا تھا یعنی یوحنا ہی اپنی خو اور طبیعت سے خدا کے نزدیک ایلیا بن گیا۔

سو اس جگہ بھی ایسا ہی ہوا کہ ایک کو تیرے بابرکت زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کی خو اور طبیعت دی گئی۔ اس لئے وہ مسیح کہلایا اور ضرور تھا کہ وہ آتا کیونکہ خدا کے پاک نوشتوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ اے ملکہ معظمہ اے تمام رعایا کی فخر یہ قدیم سے عادت اللہ ہے کہ جب شاہ وقت نیک نیت اور رعایا کی بھلائی چاہنے والا ہو تو وہ جب اپنی طاقت کے موافق امن عامہ اور نیکی پھیلانے کے انتظام کر چکتا ہے۔ اور رعیت کی اندرونی پاک تبدیلیوں کے لئے اس کا دل دردمند ہوتا ہے۔ تو آسمان پر اس کی مدد کے لئے رحمت الٰہی جوش مارتی ہے اور اس کی ہمت اور خواہش کے مطابق کوئی روحانی انسان زمین پر بھیجا جاتا ہے۔ اور اُس کامل ریفارمر کے وجود کو اس عادل بادشاہ کی نیک نیتی اور ہمت اور ہمدردی عامہ خلائق پیدا کرتی ہے۔ یہ تب ہوتا ہے کہ جب ایک عادل بادشاہ ایک زمینی منجی کی صورت میں پیدا ہو کر اپنی کمال ہمت اور ہمدردی بنی نوع کے رُو سے طبعاً ایک آسمانی منجی کو چاہتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں ہوا۔ کیونکہ اُس وقت کا قیصر روم ایک نیک نیت انسان تھا۔ اور نہیں چاہتا تھا کہ زمین پر ظلم ہو۔ اور انسانوں کی بھلائی اور نجات کا طالب تھا۔ تب آسمان کے خدا نے وہ روشنی بخشنے والا چاند ناصرہ کی زمین سے چڑھایا یعنی عیسیٰ مسیح۔ تا جیسا کہ ناصرہ کے لفظ کے معنے عبرانی میں طراوت اور تازگی اور سرسبزی ہے۔ یہی حالت انسانوں کے دلوں میں پیدا کرے۔ سو اے ہماری پیاری قیصرہ ہند خدا تجھے دیر گاہ تک سلامت رکھے۔ تیری نیک نیتی اور رعایا کی سچی ہمدردی اس قیصر روم سے کم نہیں ہے۔ بلکہ ہم زور سے کہتے ہیں۔ کہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ تیری نظر کے نیچے جس قدر غریب رعایا ہے۔ جس کی تو اے معظمہ قیصرہ ہمدردی کرنا چاہتی ہے۔ اور جس طرح تو ہر ایک پہلو سے اپنی عاجز رعیت کی خیر خواہ ہے۔ اور جس طرح تو نے اپنی خیر خواہی اور رعیت پروری کے نمونے دکھلائے ہیں۔ یہ کمالات اور برکات گذشتہ قیصروں میں سے کسی میں بھی نہیں پائے جاتے۔ اس لئے تیرے ہاتھ کے کام جو سراسر نیکی اور فیاضی سے

رنگین میں رب سے زیادہ اس بات کو چاہتے ہیں کہ جس طرح تو اے ملکہ معظمہ اپنی تمام
رعیت کی نجات اور بھلائی اور آرام کے لئے درد مند ہے۔ اور رعیت پروری کی تدبیروں
میں مشغول ہے۔ اسی طرح خدا بھی آسمان سے تیرا ہاتھ بٹاوے۔ سو یہ مسیح موعود جو دنیا
میں آیا۔ تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے
خدا نے تیرے عہد سلطنت میں دنیا کے دردمندوں کو یاد کیا اور آسمان سے اپنے مسیح کو بھیجا
اور وہ تیرے ہی ملک میں اور تیری ہی حدود میں پیدا ہوا دنیا کے لئے یہ ایک گواہی ہو
کہ تیری زمین کے سلسلہ عدل نے آسمان کے سلسلہ عدل کو اپنی طرف کھینچا اور تیری رحم
کے سلسلہ نے آسمان پر ایک رحم کا سلسلہ بپا کیا اور چونکہ اس مسیح کا پیدا ہونا حق اور باطل
کی تفریق کے لئے دنیا پر ایک آخری حکم ہے جس کے رُو سے مسیح موعود حَکَم کہلاتا ہے اس لئے
ناصرہ کی طرح جس میں تازگی اور سرسبزی کے زمانہ کی طرف اشارہ تھا اس مسیح کے گاؤں
کا نام اسلام پور قاضی ماجھی رکھا گیا۔ تا قاضی کے لفظ سے خدا کے اُس آخری حکم کی
طرف اشارہ ہو جس سے برگزیدوں کو دائمی فضل کی بشارت ملتی ہے۔ اور تا مسیح موعود
کا نام جو حَکَم ہے اس کی طرف بھی ایک لطیف ایما ہو۔ اور اسلام پور قاضی ماجھی اُس
وقت اس گاؤں کا نام رکھا گیا تھا۔ جبکہ بابر بادشاہ کے عہد میں اس ملک ماجھ کا
ایک بڑا علاقہ حکومت کے طور پر میرے بزرگوں کو ملا تھا اور پھر رفتہ رفتہ یہ حکومت خود
مختار ریاست بن گئی۔ اور پھر کثرت استعمال سے قاضی کا لفظ قادی سے بدل گیا اور پھر اور
بھی تغیر پاکر قادیاں ہو گیا۔ غرض ناصرہ اور اسلام پور قاضی کا لفظ ایک بڑے
پُر معنی نام ہیں۔ جو ایک ان میں سے روحانی سرسبزی پر دلالت کرتا ہے۔ اور دوسرا
رُوحانی فیصلہ پر جو مسیح موعود کا کام ہے اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند خدا تجھے اقبال اور
خوشی کے ساتھ عمر میں برکت دے۔ تیرا عہد حکومت کیا ہی مبارک ہے کہ آسمان سے
خدا کا ہاتھ تیرے مقاصد کی تائید کر رہا ہے۔ تیری ہمدردی رعایا اور نیک نیتی کی راہیں

کو فرشتے صاف کر رہے ہیں۔ تیرے عدل کے لطیف بخارات بادلوں کی طرح اٹھ رہے ہیں
تا تمام ملک کو رشک بہار بنا دیں۔ شریر ہے وہ انسان جو تیرے عہد سلطنت کا قدر
نہیں کرتا۔ اور بد ذات ہے وہ نفس جو تیرے احسانوں کا شکر گزار نہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ
تحقیق شدہ ہے۔ کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے۔ اس لئے مجھے ضرورت نہیں کہ میں اپنی
زبان کی لفاظی سے اس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں۔ اور میرے
دل میں خاص طور پر آپ کی محبت اور عظمت ہے۔ ہماری دن رات کی دعائیں آپ کے لئے
آب رواں کی طرح جاری ہیں۔ اور ہم نہ سیاست قہری کے نیچے ہو کر آپ کے مطیع ہیں
بلکہ آپ کی انواع واقسام کی خوبیوں نے ہمارے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ اے
بابرکت قیصرہ ہند تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک
پر ہیں۔ جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری
ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا پرہیزگاری اور نیک اخلاق اور
صلحکاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔ اے عالی جناب قیصرہ ہند مجھے
خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے۔ کہ ایک عیب مسلمانوں میں اور ایک عیب عیسائیوں
میں ایسا ہے۔ جس سے وہ سچی روحانی زندگی سے دور پڑے ہوئے ہیں۔ اور وہ عیب ان کو
ایک ہونے نہیں دیتا۔ بلکہ ان میں باہمی پھوٹ ڈال رہا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں
میں یہ دو مسئلے نہایت خطرناک اور سراسر غلط ہیں کہ وہ دین کے لئے تلوار کے جہاد کو
اپنے مذہب کا ایک رکن سمجھتے ہیں اور اس جنون سے ایک بے گناہ کو قتل کر کے ایسا
خیال کرتے ہیں کہ گویا انہوں نے ایک بڑے ثواب کا کام کیا ہے۔ اور گو اس ملک برٹش
انڈیا میں یہ عقیدہ اکثر مسلمانوں کا بہت کچھ اصلاح پذیر ہو گیا ہے۔ اور ہزارہا مسلمانوں
کے دل میری بائیس ۲۲ تیئیس ۲۳ سال کی کوششوں سے صاف ہو گئے ہیں لیکن اس میں
کچھ شک نہیں۔ کہ بعض غیر ممالک میں یہ خیالات اب تک سرگرمی سے پائے جاتے

ہیں۔ گویا ان لوگوں نے اسلام کا مغز اور عطر لڑائی اور جبر کو ہی سمجھ لیا ہے۔ لیکن یہ رائے ہرگز صحیح نہیں ہے۔ قرآن میں صاف حکم ہے۔ کہ دین کے پھیلانے کے لئے تلوار مت اٹھاؤ۔ اور دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرو۔ اور نیک نمونوں سے اپنی طرف کھینچو۔ اور یہ مت خیال کرو کہ ابتدا میں اسلام میں تلوار کا حکم ہوا کیونکہ وہ تلوار دین کو پھیلانے کیلئے نہیں کھینچی گئی تھی۔ بلکہ دشمنوں کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے اور یا امن قائم کرنے کے لئے کھینچی گئی تھی۔ مگر دین کے لئے جبر کرنا کبھی مقصد نہ تھا افسوس کہ یہ عیب غلط کار مسلمانوں میں اب تک موجود ہے۔ جس کی اصلاح کے لئے میں نے پچاس ہزار سے کچھ زیادہ اپنے رسالے اور مبسوط کتابیں اور اشتہارات اس ملک اور غیر ملکوں میں میں شائع کئے ہیں اور امید رکھتا ہوں۔ کہ جلد تر ایک زمانہ آنیوالا ہے کہ اس عیب سے مسلمانوں کا دامن پاک ہو جائے گا ✤

دوسرا عیب ہماری قوم مسلمانوں میں یہ بھی ہے۔ کہ وہ ایک ایسے خونی مسیح اور خونی مہدی کے منتظر ہیں۔ جو ان کے زعم میں دنیا کو خون سے بھر دیگا۔ حالانکہ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ ہماری معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کوئی لڑائی نہیں کریگا اور نہ تلوار اٹھائے گا۔ بلکہ وہ تمام باتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خو اور خلق پر ہوگا اور ان کے رنگ سے ایسا رنگین ہو گا۔ کہ گویا ہو بہو وہی ہو گا۔ یہ دو غلطیاں حال کے مسلمانوں میں ہیں۔ جن کی وجہ سے اکثر ان کے دوسری قوموں سے بغض رکھتے ہیں مگر مجھے خدا نے اس لئے بھیجا ہے۔ کہ ان غلطیوں کو دور کردوں۔ اور قاضی یا حکم کا لفظ جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔ وہ اسی فیصلہ کے لئے ہے ✤

اور ان کے مقابل پر ایک غلطی عیسائیوں میں بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ مسیح جیسے مقدس اور بزرگوار کی نسبت جس کو انجیل شریف میں نور کہا گیا ہے نعوذ باللہ لعنت کا لفظ اطلاق کرتے ہیں۔ اور وہ نہیں جانتے کہ لعن اور لعنت ایک لفظ عبرانی اور عربی میں مشترک ہے

جس کے یہ معنے ہیں کہ ملعون انسان کا دل خدا سے کُلّی برگشتہ اور دور اور مہجور ہو کر ایسا گندہ اور ناپاک ہو جائے جس طرح جذام سے جسم گندہ اور خراب ہو جاتا ہے۔ اور عرب اور عبرانی کے اہلِ زبان اس بات پر متفق ہیں کہ ملعون یا لعنتی صرف اسی حالت میں کسی کو کہا جاتا ہے۔ جب کہ اس کا دل درحقیقت خدا سے تمام تعلقات محبت اور معرفت اور اطاعت کے توڑ دے۔ اور شیطان کا ایسا تابع ہو جائے کہ گویا شیطان کا فرزند ہو جائے۔ اور خدا اس سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار ہو جائے۔ اور خدا اس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن ہو جائے اسی لئے لعین شیطان کا نام ہے۔ پس وہی نام حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے تجویز کرنا اور ان کے پاک اور منور دل کو نعوذ باللہ شیطان کے تاریک دل سے مشابہت دینا اور وہ جو بقول ان کے خدا سے نکلا ہے۔ اور وہ جو سراسر نور ہے۔ اور وہ جو آسمان سے ہے۔ اور وہ جو علم کا دروازہ اور خداشناسی کی راہ اور خدا کا وارث ہے۔ اُسی کی نسبت نعوذ باللہ یہ خیال کرنا کہ وہ لعنتی ہو کر یعنی خدا سے مردود ہو کر اور خدا کا دشمن ہو کر اور دل سیاہ ہو کر اور خدا سے برگشتہ ہو کر اور معرفت الٰہی سے نابینا ہو کر شیطان کا وارث بن گیا۔ اور اس لقب کا مستحق ہو گیا۔ جو شیطان کے لئے خاص ہے یعنی لعنت۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے۔ کہ اس کے سُننے سے دل پاش پاش ہوتا ہے۔ اور بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ کیا خدا کے مسیح کا دل خدا سے ایسا برگشتہ ہو گیا جیسے شیطان کا دل؟ کیا خدا کے پاک مسیح پر کوئی ایسا زمانہ آیا جس میں وہ خدا سے بیزار اور درحقیقت خدا کا دشمن ہو گیا۔ یہ بڑی غلطی اور بڑی بے ادبی ہے قریب ہے جو آسمان اس سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے غرض مسلمانوں کے جہاد کا عقیدہ مخلوق کے حق میں ایک بداندیشی ہے۔ اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ خود خدا کے حق میں بداندیشی ہے۔ اگر یہ ممکن ہے کہ نُور کے ہوتے ہی اندھیرا ہو جائے۔ تو یہ بھی ممکن ہے کہ نعوذ باللہ کبھی وقت مسیح کے دل نے لعنت کی زہرناک کیفیت اپنے اندر حاصل کی تھی۔ اگر انسانوں کی نجات اسی بے ادبی پر موقوف ہے۔ تو بہتر ہے کہ کسی کی بھی نجات نہ ہو۔ کیونکہ تمام گنہگاروں کا مرنا بہ نسبت اس بات کے اچھا

ہے کہ مسیح جیسے نور اور نورانی کو گمراہی کی تاریکی اور لعنت اور خدا کی عداوت کے گڑھے میں ڈوبنے والا قرار دیا جائے۔ سو میں یہ کوشش کر رہا ہوں کہ مسلمانوں کا وہ عقیدہ اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ اصلاح پذیر ہو جائے۔ اور میں شکر کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ان دونوں ارادوں میں کامیاب کیا ہے۔ چونکہ میرے ساتھ آسمانی نشان اور خدا کے معجزات تھے۔ اس لئے مسلمانوں کے قائل کرنے کے لئے مجھے بہت تکلیف اٹھانی نہیں پڑی۔ اور ہزارہا مسلمان خدا کے عجیب اور فوق العادۃ نشانوں کو دیکھ کر میرے تابع ہو گئے۔ اور وہ خطرناک عقائد انھوں نے چھوڑ دیئے۔ جو وحشیانہ طور پر اُن کے دلوں میں تھے۔ اور ایک بڑا گروہ ایک سچا خیر خواہ اس گورنمنٹ کا بن گیا جو برٹش انڈیا میں سب سے اوّل درجہ پر جوش اطاعت دل میں رکھتے ہیں۔ جس سے مجھے بہت خوشی ہے۔ اور عیسائیوں کا یہ عیب دور کرنے کے لئے خدا نے میری وہ مدد کی ہے جو میرے پاس الفاظ نہیں۔ کہ میں شکر کر سکوں۔ اور وہ یہ ہے کہ بہت سے قطعی دلائل اور نہایت پختہ وجوہ سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ خدا نے اس پاک نبی کو صلیب سے بچا لیا۔ اور آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ مر کر بلکہ زندہ ہی قبر میں غشی کی حالت میں داخل کئے گئے۔ اور پھر زندہ ہی قبر سے نکلے۔ جیسا کہ آپ نے انجیل میں خود فرمایا تھا کہ میری حالت یونس نبی کی حالت سے مشابہ ہوگی۔ آپ کی انجیل میں الفاظ یہ ہیں کہ یونس نبی کا معجزہ میں دکھلاؤں گا۔ سو آپ نے یہ معجزہ دکھلایا کہ زندہ ہی قبر میں داخل ہوئے۔ اور زندہ ہی نکلے۔ یہ وہ باتیں ہیں۔ جو انجیلوں سے ہمیں معلوم ہوتی ہیں لیکن اس کے علاوہ ایک بڑی خوشخبری جو ہمیں ملی ہے وہ یہ ہے کہ دلائل قاطعہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود ہے اور یہ امر ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ آپ یہودیوں کے ملک سے بھاگ کر نصیبین کی راہ سے افغانستان میں آئے۔ اور ایک مدت تک کوہ نعمان میں رہے۔ اور پھر کشمیر

میں آئے اور ایک سو بیس برس کی عمر پا کر سری نگر میں آپ کا انتقال ہوا۔ اور سری نگر محلہ خان یار میں آپ کا مزار ہے چنانچہ اس بارے میں میں نے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام ہے مسیح ہندوستان میں۔ یہ ایک بڑی فتح ہے۔ جو مجھے حاصل ہوئی ہے اور میں جانتا ہوں۔ کہ جلد تر یا کچھ دیر سے اس کا یہ نتیجہ ہو گا۔ کہ یہ دو بزرگ قومیں عیسائیوں اور مسلمانوں کی جو مدت سے بچھڑی ہوئی ہیں۔ باہم شیر و شکر ہو جائینگی۔ اور بہت سے نزاعوں کو خیر باد کہکر محبت اور دوستی سے ایک دوسرے سے ہاتھ ملائیں گی چونکہ آسمان پر یہی ارادہ قرار پایا ہے۔ اس لئے ہماری گورنمنٹ انگریزی کو بھی قوموں کے اتفاق کی طرف بہت توجہ ہو گئی ہے۔ جیسا کہ قانون سڈیشن کے بعض دفعات سے ظاہر ہے۔ اصل بھید یہ ہے۔ کہ جو کچھ آسمان پر خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک طیاری ہوتی ہے۔ زمین پر بھی ویسے ہی خیالات گورنمنٹ کے دل میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ غرض ہماری ملکہ معظمہ کی نیک نیتی کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے آسمان سے یہ اسباب پیدا کر دئیے ہیں۔ کہ دونوں قوموں عیسائیوں اور مسلمانوں میں وہ اتحاد پیدا ہو جائے کہ پھر ان کو دو قوم نہ کہا جائے ❊

اب اس کے بعد مسیح علیہ السلام کی نسبت کوئی عقلمند یہ عقیدہ ہرگز نہیں رکھے گا کہ نعوذ باللہ کسی وقت اُن کا دل لعنت کی زہرناک کیفیت سے رنگین ہو گیا تھا۔ کیونکہ لعنت مصلوب ہونے کا نتیجہ تھا۔ پس جبکہ مصلوب ہونا ثابت نہ ہوا۔ بلکہ یہ ثابت ہوا کہ آپ کی ان دعاؤں کی برکت سے جو ساری رات باغ میں کی گئی تھیں۔ اور فرشتے کی اُس منشاء کے موافق جو پلاطوس کی بیوی کے خواب میں حضرت مسیح کے بچاؤ کی سفارش کے لئے ظاہر ہوا تھا❊ اور خود حضرت مسیح علیہ السلام کی اس مثال کے موافق جو آپ نے یونس نبی کا تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہنا اپنے انجام کار کا ایک نمونہ ٹھہرایا تھا آپ کو خدا تعالیٰ نے صلیب اور اس کے پھل سے جو لعنت ہے نجات بخشی اور آپ کی

❊ یہ بات کسی طرح قبول کے لائق نہیں۔ اور اس امر کو کسی دانشمند کا کانشنس قبول نہیں کریگا کہ خدا تعالیٰ کا تو یہ ارادہ مصمم ہو کہ مسیح کو پھانسی دے۔ مگر اس کا فرشتہ خواہ نخواہ مسیح کے چھوڑانے کے لئے تڑپتا پھرے کبھی پلاطوس کے دل میں مسیح کی محبت ڈالے۔ اور اس کے منہ سے یہ کہلاوے کہ میں یسوع کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا۔ اور کبھی پلاطوس کی بیوی کے پاس... خواب میں جاوے۔ اور اسکو کہے کہ اگر یسوع مسیح پھانسی مل گیا۔ تو پھر اسمیں تمہاری خیر نہیں ہے۔ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ فرشتہ کا خدا سے اختلاف رائے۔ منہ۔

یہ دردناک آواز کہ ایلی ایلی لما سبقتانی۔ جناب الٰہی میں سُنی گئی یہ وہ کُھلا کُھلا ثبوت ہے جس سے ہر ایک حق کے طالب کا دل بے اختیار خوشی کے ساتھ اُچھل پڑے گا سو بلاشبہ یہ ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی برکات کا ایک پھل ہے۔ جس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے دامن کو تخمیناً انیس سو برس کی بیجا تہمت سے پاک کیا ٭

اب میں مناسب نہیں دیکھتا۔ کہ اس عریضہ نیاز کو طول دُوں۔ گو میں جانتا ہوں کہ جس قدر میرے دل میں جوش تھا کہ میں اپنے اخلاص اور اطاعت اور شکر گذاری کو حضور قیصرہ ہند دام ملکہا میں عرض کروں۔ پُورے طور پر میں اس جوش کو ادا نہیں کر سکا۔ ناچار دُعا پر ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ جو زمین و آسمان کا مالک اور نیک کاموں کی نیک جزا دیتا ہے۔ وہ آسمان پر سے اس محسنہ قیصرہ ہند دام ملکہا کو ہماری طرف سے نیک جزا دے اور وہ فضل اس کے شامل حال کرے جو نہ صرف دنیا کا محدود ہو۔ بلکہ سچی اور دائمی خوشحالی جو آخرت کو ہوگی وہ بھی عطا فرما دے اور اس کو خوش رکھے۔ اور ابدی خوشی پانے کے اس کے لئے سامان مہیّا کرے۔ اور اپنے فرشتوں کو حکم کرے۔ کہ تا اس مبارک قدم ملکہ معظمہ کو کہ اسقدر مخلوقات پر نظر رحم رکھنے والی ہے اپنے اس الہام سے منور کریں۔ جو بجلی کی چمک کی طرح ایک دم میں دل میں نازل ہوتا ہو اور تمام صحن سینہ کو روشن کرتا۔ اور فوق الخیال تبدیلی کر دیتا ہے۔ یاالٰہی ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کو ہمیشہ ہر ایک پہلو سے خوش رکھ۔ اور ایسا کر کہ تیری طرف سے ایک بالائی طاقت اس کو تیرے ہمیشہ کے نوروں کی طرف کھینچ کر لیجائے۔ اور دائمی اور ابدی سرور میں داخل کرے کہ تیرے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں۔ آمین۔ اور سب کہیں کہ آمین

۲۰ اگست ۱۸۹۹ء

الملتمس:۔ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیاں ضلع گورداسپورہ پنجاب

٭ ترجمہ یہ ہے کہ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے کیوں مجھے چھوڑ دیا۔ منہ

شرمناک
قادیانی تحریریں
مرزا قادیانی
مجموعہ
ملفوظات
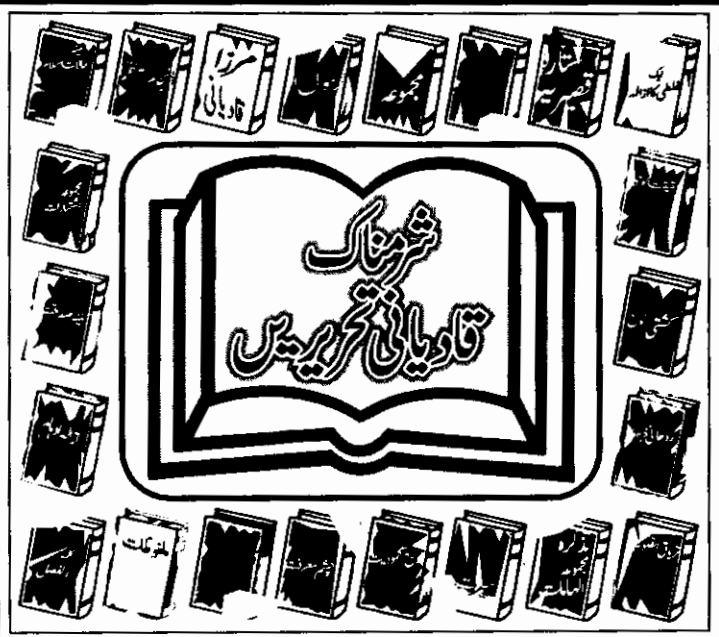
بابو تاج محمدؒ مرزا قادیانی کی "خوش اخلاقی" کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف میں دو قسم کی بدزبانی پائی جاتی ہے۔ پہلی قسم انفرادی حیثیت رکھتی ہے اور دوسری اجتماعی۔ اگر ایک طرف مرزا صاحب یہ لکھتے ہیں کہ "گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے" (ست بچن ص 29) تو دوسری طرف تحریر کرتے ہیں کہ "اگر تو نرمی کرے گا تو میں بھی نرمی کروں گا۔ اگر تو گالی دے گا تو میں بھی گالی دوں گا" (حجتہ اللہ ص 93) اگر ایک پہلو پر یہ فقرہ نظر آئے گا کہ "کسی کو گالی مت دو اگرچہ وہ گالی دیتا ہو" (کشتی نوح ص 11) تو دوسرے پہلو پر یہ عبارت بھی ملے گی کہ "کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی مخالف کی نسبت اس کی بدگوئی سے پہلے خود بدزبانی میں سبقت کی ہو۔" (تتمہ حقیقتہ الوحی ص 21) اگر ایک طرف یہ لکھا ہوا دیکھو گے کہ "ہر ایک سختی کو برداشت کرو۔ ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو" تو دوسری جانب یہ تحریر بھی ملے گی کہ "اے گولڑہ کی سرزمین تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب ملعون ہو گئی" (اعجاز احمدی ص)

مناظر اسلام مولانا حافظ نور محمد صاحب سہارنپوری تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مصلح اور رہبر قوم جس کا فرض منصبی قوموں و جماعتوں کی اصلاح و تعلیم ہو

اس کے لیے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ وہ تہذیب و اخلاق سے موصوف اور صبر و تحمل، علم و عفو سے آراستہ ہو۔ وہ برگشتہ قوم کو اپنی شیریں بیانی کے ذریعہ راہ راست پر لائے اور ان کو رذائل و خبائث سے پاک کر کے محاسن و مکارم کا حامل بنا دے۔ چنانچہ دیکھئے انبیاء علیہم السلام و دیگر مصلحین امت میں کس قدر اخلاق حسنہ کی فراوانی تھی۔ خصوصاً" سردار انبیاء حضرت رسول خدا ﷺ تو مکارم اخلاق کے ایک بے نظیر پیکر اور صبر و تحمل اور علم و عفو کے ایک بے مثال مجسمہ بن کر رونق افروز عالم ہوئے تھے کہ دوستوں کے علاوہ ان جانی دشمنوں کے لیے بھی جن کا شب و روز آپ کو تکلیف پہنچانا' شیوہ خاص تھا' سراپا رحمت تھے کہ زبان مبارک سے ان کے لیے بھی کوئی برا کلمہ نہیں نکالا۔ اس نرمی و شیریں بیانی سے گفتگو فرماتے تھے کہ دشمن سخت دل بھی پانی پانی ہو جاتا تھا اور دل دکھانے والے سخت الفاظ سے دشمن کو بھی یاد کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔

لیکن پنجاب کی نبوت خیز سرزمین ضلع گورداسپور کے ایک غیر معروف گاؤں قادیان میں غلام احمد نامی ایک شخص پیدا ہوا اور کچھ لکھ پڑھ کر سیالکوٹ کی کچہری میں پندرہ روپے ماہوار پر کلرک لگ گیا۔ اس کے بعد اس کا اپنے متعلق یہ یقین ہو گیا کہ میں "مصلح اعظم" "مسیح موعود" اور "نبی و رسول" ہوں بلکہ کامل اتباع و فنا فی الرسول کے باعث "محمد ثانی" ہوں۔ اس لیے لازم تھا کہ آپ بھی اعلی اخلاق' بہترین تہذیب' علم و عفو' شیریں کلامی' سنجیدگی و دیگر اخلاقی کمالات سے نہ صرف موصوف ہی ہوتے بلکہ اس میں وہ یکتائے روزگار بھی ہوتے۔ لیکن افسوس کہ مصلح اعظم بننے والے اور نبوت و رسالت کے دعوے کرنے والے مرزا کے "ظرف" میں اخلاق حسنہ کا ایک قطرہ بھی نہیں تھا۔ بلکہ وہ سراسر اخلاقی کمزوریوں' نکتہ چینیوں' بدگوئیوں' بدکلامیوں سے لبریز تھا۔ اور یہاں تک کہ آپ نے اس فن دشنام دہی میں ترقی کی تھی کہ اس کو دیکھ کر اور سن کر بداخلاقی و بدتمیزی بھی شرم و ندامت سے سرنگوں ہو جاتی ہے۔ اس لیے اگر ان کو' اس فن کا پیغمبر اعظم کہا جائے تو کچھ بے جا نہیں۔

نگاہ عبرت سے دیکھئے کہ خداوند تعالی کو یہ بھی پسند نہیں ہے کہ اس کے

مقدس حبیب ﷺ کی نبوت کا روپ بدلنے والے دنیا میں مہذب و خلیق بن کر زندگی بسر کریں۔

کہتے ہیں کہ جو کچھ برتن کے اندر ہوتا ہے' وہی باہر ٹپکتا ہے۔ قادیانی جماعت کے بانی آنجہانی مرزا قادیانی جس طرح ظاہری طور پر بدصورت تھے' اسی طرح باطنی طور بھی بدسیرت تھے۔ قادیانی امت انہیں "سلطان القلم" کہتی ہے۔ اس پنجابی نبی کی تحریرات کو ملاحظہ کیا جائے تو جا بجا بدکلامی و بدگوئی کی نجاست و غلاظت بکھری ہوئی نظر آئے گی۔ ذیل میں غلاظت کے ڈھیر میں نمونہ کے طور پر "سلطان القلم" کی تحریروں کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں وگرنہ مرزا قادیانی کی ساری کتابیں ایسی ہی تحریروں سے بھری ہوئی ہیں۔ ان فحش' مخرب اخلاق' حیاسوز' گندی اور بازاری تحریروں سے باآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کیا یہ کسی شریف انسان کی تحریریں ہو سکتی ہیں اور ہے کوئی قادیانی جو اپنے "نبی" کی ان تحریروں کو اپنی جوان اولاد کے سامنے باآواز بلند پڑھ سکے۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لیے

(1) پرمیشر کی جگہ

"پرمیشر ناف سے دس انگلی نیچے ہے (سمجھنے والے سمجھ لیں۔)"

(چشمہ معرفت ص 106 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 ص 114 از مرزا قادیانی)

پرمیشر ہندوؤں کے خدا کو کہتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے ہندوؤں کے خدا کو اپنی ناف سے دس انگل نیچے قرار دے کر انہیں بہت بڑی گالی دی۔ اس کے ردعمل میں ہندوؤں نے نہ صرف اپنے جلوسوں میں اسلام اور بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی توہین کی بلکہ مسلمانوں کی دل آزاری پر مبنی "ستیارتھ پرکاش" نامی کتاب بھی لکھی جس کے پہلے ایڈیشن میں صرف 13 ابواب تھے جبکہ مرزا قادیانی کی طرف سے ہندوؤں کی مذہبی شخصیات کو گالیاں دینے کے بعد چودھویں باب کا اضافہ کیا گیا جس میں انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو ناقابل بیان گالیاں دیں پھر ایک عرصہ بعد رسوائے زمانہ کتاب "رنگیلا رسول" بھی لکھی گئی جس سے برصغیر کے مسلمانوں میں

کہرام برپا ہوگیا۔ اس کی تمام تر ذمہ داری مرزا قادیانی اور ان کی ذریت پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے ہندوؤں کو اشتعال دلایا۔ حالانکہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جھوٹے خداؤں کو بھی گالی نہ دو مبادا یہ کہ وہ تمہارے سچے خدا کو گالی دیں۔

(2) قادیانی کوک شاستر

"ایک معزز آریہ کے گھر میں اولاد نہیں ہوتی' دوسری شادی کر نہیں سکتا کہ وید کی رو سے حرام ہے' آخر نیوگ کی ٹھہرتی ہے' یار دوست مشورہ دیتے ہیں کہ لالہ صاحب نیوگ کرالے' اولاد بہت ہو جائے گی' ایک بول اٹھتا ہے کہ مہر سنگھ جو اسی محلہ میں رہتا ہے' اس کام کے بہت لائق ہے' لالہ بہاری لال نے اس سے نیوگ کرایا تھا' لڑکا پیدا ہوگیا۔ یہ لالہ لڑکا پیدا ہونے کا نام سن کر باغ باغ ہوگیا۔ بولا مہاراج آپ ہی نے سب کام کرنے ہیں' میں تو مہر سنگھ کا واقف بھی نہیں۔ مہاراج شریر النفس بولے کہ ہاں ہم سمجھا دیں گے' رات کو آجائے گا۔ مہر سنگھ کو خبر دی گئی' وہ محلہ میں ایک مشہور قمار باز' اول نمبر کا بدمعاش اور حرام کار تھا۔ سنتے ہی بہت خوش ہوگیا اور انہیں کاموں کو وہ چاہتا تھا پھر اس سے زیادہ اس کو کیا چاہیے تھا۔ ایک نوجوان عورت اور پھر خوبصورت' شام ہوتے ہی آموجود ہوا۔ لالہ صاحب نے پہلے ہی دلالہ عورتوں کی طرح ایک کوٹھری میں نرم بستر بچھوا رکھا تھا اور کچھ دودھ اور حلوا بھی دو برتنوں میں سرہانے کی طاق میں رکھوا دیا تھا تا اگر بیرج داتا کو ضعف ہو تو کھا پی لیں۔ پھر کیا تھا آتے ہی بیرج داتا نے لالہ دیوث کے نام و ناموس کا شیشہ توڑ دیا اور وہ بدبخت عورت تمام رات اس سے منہ کالا کراتی رہی اور اس پلید نے جو شہوت کا مارا تھا' نہایت قابل شرم اس عورت سے حرکتیں کیں اور لالہ باہر کے دالان میں سوئے اور تمام رات اپنے کانوں سے بے حیائی کی باتیں سنتے رہے بلکہ تختوں کی دراڑوں سے مشاہدہ بھی کرتے رہے۔ صبح وہ خبیث اچھی طرح لالہ کی ناک کاٹ کر کوٹھری سے باہر نکلا' لالہ تو منتظر ہی تھے' دیکھ کر اس کی طرف دوڑے اور بڑے ادب سے اس پلید بدمعاش کو کہا' سردار صاحب رات کیا

کیفیت گذری اس نے مسکرا کر مبارک باد دی اور اشاروں میں جتا دیا کہ حمل ٹھہر گیا۔ لالہ دیوث سن کر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ مجھے تو اسی دن سے آپ پر یقین ہو گیا تھا جبکہ میں نے بہاری لال کے گھر کی کیفیت سنی تھی اور پھر کہا وید حقیقت میں ودیا سے بھرا ہوا ہے کیا عمدہ تدبیر لکھی ہے جو خطا نہ گئی۔ مہر سنگھ نے کہا کہ ہاں لالہ صاحب' سب سچ ہے کیا وید کی آگیا کبھی خطا بھی جاتی ہے میں تو انہی باتوں کے خیال سے وید کو ست ودیاؤں کا پستک مانتا ہوں۔ اور دراصل مہر سنگھ ایک شہوت پرست آدمی تھا۔ اس کو کسی وید شاستر اور شرتی شلوک کی پروا نہ تھی اور نہ ان پر کچھ اعتقاد رکھتا تھا۔ اس نے صرف لالہ دیوث کی حماقت کی باتیں سن کر اس کے خوش کرنے کے لیے ہاں میں ہاں ملا دی مگر اپنے دل میں بہت ہنسا کہ اس دیوث کی پتر لینے کے لیے کہاں تک نوبت پہنچ گئی پھر اس کے بعد مہر سنگھ تو رخصت ہوا اور لالہ گھر کی طرف خوش خوش آیا اور اسے یقین تھا کہ اس کی استری رام دی بہت ہی خوشی کی حالت میں ہوگی کیونکہ مراد پوری ہوئی۔ لیکن اس نے اپنے گمان کے برخلاف اپنی عورت کو روتے پایا اور اس کو دیکھ کر تو وہ بہت ہی روئی' یہاں تک کہ چیخیں نکل گئیں۔ اور ہچکی آنی شروع ہوئی۔ لالہ نے حیران سا ہو کر اپنی عورت کو کہا کہ "ہے بھاگوان آج تو خوشی کا دن ہے کہ دل کی مرادیں پوری ہوئیں اور بیج ٹھہر گیا پھر تو روتی کیوں ہے؟ وہ بولی میں کیوں نہ رووٴں' تو نے سارے کنبے میں میری مٹی پلید کی اور اپنی ناک کاٹ ڈالی اور ساتھ ہی میری بھی۔ اس سے بہتر تھا کہ میں پہلے ہی مرجاتی۔ لالہ دیوث بولا کہ یہ سب کچھ ہوا مگر اب بچہ ہونے کی بھی کس قدر خوشی ہوگی' وہ خوشیاں بھی تو توہی کرے گی مگر رام دئی شاید کوئی نیک اصل کی تھی۔ اس نے ترت جواب دیا کہ حرام کے بچہ پر کوئی حرام کا ہی ہو تو خوشی منائے۔ لالہ تیز ہو کر بولا کہ ہے ہے کیا کہہ دیا۔ یہ تو وید آگیا ہے۔ عورت کو یہ بات سن کر آگ لگ گئی' بولی میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کیسا وید ہے جو بدکاری سکھلاتا اور زناکاری کی تعلیم دیتا ہے۔ یوں تو دنیا کے مذاہب ہزاروں باتوں میں اختلاف رکھتے ہیں مگر یہ کبھی نہیں سنا کہ کسی مذہب نے وید کے سوا یہ تعلیم بھی دی ہو کہ اپنی پاک دامن عورتوں کو دوسروں سے ہم بستر کراؤ۔ آخر مذہب پاکیزگی

سکھلانے کے لیے ہوتا ہے نہ بدکاری اور حرام کاری میں ترقی دینے کے لیے۔ جب رام دئی سب باتیں کہہ چکی تو لالہ نے کہا کہ چپ رہو' اب جو ہوا سو ہوا۔ ایسا نہ ہو کہ شریک سنیں اور میرا ناک کاٹیں۔ رام دئی نے کہا کہ اسے بے حیا کیا' ابھی تک تیرا ناک تیرے منہ پر باقی ہے' ساری رات میرے شریک نے جو تیرا ہمسایہ اور تیرا پکا دشمن ہے' تیری سہروں کی بیاہتا اور عزت کے خاندان والی سے تیرے ہی بستر پر چڑھ کر تیرے ہی گھر میں خرابی کی اور ہر یک ناپاک حرکت کے وقت جتا بھی دیا کہ میں نے خوب بدلا لیا۔ سو کیا اس بے غیرتی کے بعد بھی تو جیتا ہے۔ کاش تو اس سے پہلے ہی مرا ہوتا۔ اب وہ شریک اور پھر دشمن باتیں بنانے اور ٹھٹھا کرنے سے کب باز رہے گا بلکہ وہ تو کہہ گیا ہے کہ میں اس فتح عظیم کو چھپا نہیں سکتا کہ جو آج وساوامل کے مقابل پر مجھے حاصل ہوئی۔ میں ضرور رام دئی کا سارا نقشہ محلہ کے لوگوں پر ظاہر کروں گا' سو یاد رکھ کہ وہ ہر یک مجلس میں تیرا ناک کاٹے گا اور ہر ایک لڑائی میں یہ قصہ تجھے جتائے گا اور اس سے کچھ تعجب نہیں کہ وہ دعوے کر دے کہ رام دئی میری ہی عورت ہے کیونکہ وہ اشارہ سے یہ کہہ بھی گیا ہے کہ آئندہ بھی میں تجھے کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ لالہ دیوث نے کہا کہ نکاح کا دعویٰ ثابت ہونا تو مشکل ہے البتہ یارانہ کا اظہار کرے تو کرے تاہماری اور بھی رسوائی ہو' بہتر تو یہ ہے کہ ہم دلیش ہی چھوڑ دیں۔ بیٹا ہونے کا خیال تھا' وہ تو ایشر نے دے ہی دیا۔ بیٹے کا نام سن کر عورت زہر خندہ ہنسی اور کہا کہ تجھے کس طرح اور کیونکر یقین ہوا کہ ضرور بیٹا ہوگا' اول تو پیٹ ہونے میں ہی شک ہے اور پھر اگر ہو بھی تو اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ لڑکا ہی ہوگا' کیا بیٹا ہونا کسی کے اختیار میں رکھا ہے۔ کیا ممکن نہیں کہ حمل ہی خطا جائے یا لڑکی پیدا ہو' لالہ دیوث بولے کہ اگر حمل خطا گیا تو میں کھڑک سنگھ کو جو اسی محلہ میں رہتا ہے' نیوگ کے لیے بلا لاؤں گا' عورت نہایت غصہ سے بولی کہ اگر کھڑک سنگھ بھی کچھ نہ کر سکا تو پھر کیا کرے گا۔ لالہ بولا کہ تو جانتی ہے کہ نرائن سنگھ بھی ان دونوں سے کم نہیں' اس کو بلا لاؤں گا۔ پھر اگر ضرورت پڑی تو جیمل سنگھ' لہنا سنگھ' بوڑ سنگھ' جیون سنگھ' صوبا سنگھ' خزان سنگھ' ارجن سنگھ' رام سنگھ' کشن سنگھ' دیال سنگھ سب اس محلہ میں رہتے ہیں اور زور

اور قوت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں' میرے کہنے پر سب حاضر ہو سکتے ہیں' عورت بولی کہ میں اس سے بہتر تجھے صلاح دیتی ہوں کہ مجھے بازار میں ہی بٹھادے' تب دس بیس کیا ہزاروں لاکھوں آسکتے ہیں' منہ کالا جو ہونا تھا' وہ تو ہو چکا مگر یاد رکھ کہ بیٹا ہونا پھر بھی اپنے بس میں نہیں اور اگر ہوا بھی تو تجھے اس سے کیا جس کا وہ نطفہ ہے آخر وہ اسی کا ہو گا اور اسی کی خو بو' لائے گا کیونکہ درحقیقت وہ اسی کا بیٹا ہے' اس کے بعد رام دئی نے کچھ سوچ کر پھر رونا شروع کیا اور دور دور تک آواز گئی اور آواز سن کر ایک پنڈت نہال چند نام دوڑا آیا اور آتے ہی کہا کہ لالہ سکھ تو ہے' یہ کیسی رونے کی آواز آئی۔ لالہ ناک کٹا چاہتا تو نہیں تھا کہ نہال چند کے آگے قصہ بیان کرے مگر اس خوف سے کہ رام دئی اس وقت غصہ میں ہے' اگر میں بیان نہ کروں تو وہ ضرور بیان کر دے گی۔ کچھ کھسانا سا ہو کر زبان دبا کر کہنے لگا کہ مہاراج آپ جانتے ہیں کہ وید میں وقت ضرورت نیوگ کے لیے آگیا ہے۔ سو میں نے بہت دنوں سوچ کر رات کو نیوگ کرایا تھا' مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ میں نے نیوگ کے لیے مہر سنگھ کو بلا لیا' پیچھے معلوم ہوا کہ وہ میرے دشمن کرم سنگھ کا بیٹا اور نہایت شریر آدمی ہے' وہ مجھے اور میری استری کو ضرور خراب کرے گا اور وہ وعدہ کر گیا ہے کہ میں یہ ساری کیفیت خوب شائع کروں گا نہال چند بولا کہ درحقیقت بڑی غلطی ہوئی اور پھر بولا کہ وساؤامل' تیری سمجھ پر نہایت ہی افسوس ہے۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ نیوگ کے لیے پہلا حق برہمنوں کا ہے اور غالباً" یہ بھی تجھ پر پوشیدہ نہیں ہو گا کہ اس محلہ کی تمام کھترانی عورتیں مجھ سے ہی نیوگ کراتی ہیں اور میں دن رات اسی سیوا میں لگا ہوا ہوں پھر اگر تجھے نیوگ کی ضرورت تھی تو مجھے بلا لیا ہوتا۔ سب کام سدھ ہو جاتا اور کوئی بات نہ نکلتی اس محلہ میں اب تک تین ہزار کے قریب ہندو عورتوں نے نیوگ کرایا ہے مگر کیا کبھی تم نے اس کا ذکر بھی سنا' یہ پردہ کی باتیں ہیں' سب کچھ ہوتا ہے پھر ذکر نہیں کیا جاتا لیکن مہر سنگھ تو ایسا نہیں کرے گا۔ ذرہ دو چار گھنٹوں تک دیکھنا کہ سارے شہر میں رام دئی کے نیوگ کا شور و غوغا ہو گا۔ لالہ دیوث بولا کہ درحقیقت مجھ سے سخت غلطی ہوئی۔ اب کیا کروں۔ اس وقت شریر پنڈت نے جو بباعث نہ ہونے رسم پردہ کے رام دئی کو دیکھ چکا تھا کہ

جوان اور خوش شکل ہے' نہایت بے حیائی کا جواب دیا۔ کہ اگر اسی وقت رام دئی مجھ سے نیوگ کرے تو میں ذمہ دار ہوتا ہوں کہ مہر سنگھ کے فتنہ کو میں سنبھال لوں گا اور پہلا حمل ایک شکی بات ہے۔ اب بہرحال یقینی ہو جائے گا تب وساؤامل دیوث تو اس بات پر بھی راضی ہو گیا مگر رام دئی نے سن کر سخت گالیاں اس کو نکالیں۔ تب وساؤامل نے پنڈت کو کہا کہ مہاراج اس کا یہی حال ہے ہرگز نیوگ کرنا نہیں چاہتی۔ پہلے بھی مشکل سے کرایا تھا جس کو یاد کر کے اب تک رو رہی ہے کہ میرا منہ کالا کیا۔ اسی سے تو اس نے چیخیں ماری تھی جن کو آپ سن کر دوڑے آئے تب وہ شہوت پرست پنڈت وساؤامل کی یہ بات سن کر رام دئی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا نہیں بھاگوان نیوگ کو برا نہیں ماننا چاہیے۔ یہ وید آگیا ہے مسلمان بھی تو عورتوں کو طلاق دیتے ہیں اور وہ عورتیں کسی دوسرے سے نکاح کر لیتی ہیں سو جیسے طلاق جیسے نیوگ۔ بات ایک ہی ہے۔"

(آریہ دھرم ص 31 تا 34 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 ص 31 تا 34 از مرزا قادیانی)

(3) قادیانی خشوع و خضوع

❑ "یاد رکھنا چاہیے کہ نماز اور یاد الٰہی میں جو کبھی انسان کو حالت خشوع میسر آتی ہے اور وجد اور ذوق پیدا ہو جاتا ہے یا لذت محسوس ہوتی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس انسان کو رحیم خدا سے حقیقی تعلق ہے جیسا کہ اگر نطفہ اندام نہانی کے اندر داخل ہو جائے اور لذت بھی محسوس ہو تو اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اس نطفہ کو رحم سے تعلق ہو گیا ہے بلکہ تعلق کے لیے علیحدہ آثار اور علامات ہیں۔ پس یاد الٰہی میں ذوق شوق جس کو دوسرے لفظوں میں حالت خشوع کہتے ہیں نطفہ کی اس حالت سے مشابہ ہے جب وہ ایک صورت انزال پکڑ کر اندام نہانی کے اندر گر جاتا ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 192 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 ص 192 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(4)

❑ "جیسا کہ نطفہ کبھی حرام کاری کے طور پر کسی رنڈی کے اندام نہانی میں پڑتا ہے تو اس میں بھی وہی لذت' نطفہ ڈالنے والے کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اپنی بیوی کے ساتھ۔ پس ایسا ہی بت پرستوں اور مخلوق پرستوں کا خشوع و خضوع اور حالت ذوق و شوق' رنڈی بازوں سے مشابہ ہے یعنی خشوع اور خضوع مشرکوں اور ان لوگوں کا جو محض اغراض دنیویہ کی بنا پر خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔ اس نطفہ سے مشابہت رکھتا ہے جو حرام کار عورتوں کے اندام نہانی میں جا کر باعث لذت ہوتا ہے بہر حال جیسا کہ نطفہ میں تعلق پکڑنے کی استعداد ہے۔ حالت خشوع میں بھی تعلق پکڑنے کی استعداد ہے مگر صرف حالت خشوع اور رقت اور سوز اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ وہ تعلق ہو بھی گیا ہے جیسا کہ نطفہ کی صورت میں جو اس روحانی صورت کے مقابل پر ہی مشاہدہ ظاہر کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے صحبت کرے اور منی عورت کے اندام نہانی میں داخل ہو جائے اور اس کو اس فعل سے کمال لذت حاصل ہو تو یہ لذت اس بات پر دلالت نہیں کرے گی کہ حمل ضرور ہو گیا ہے۔ پس ایسا ہی خشوع اور سوز و گداز کی حالت گو وہ کیسی ہی لذت اور سرور کے ساتھ ہو' خدا سے تعلق پکڑنے کے لیے کوئی لازمی علامت نہیں ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 193 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 ص 193 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(5)

❑ "اور پھر ایک اور مشابہت خشوع اور نطفہ میں ہے اور وہ یہ کہ جب ایک شخص کا نطفہ اس کی بیوی یا کسی اور عورت کے اندر داخل ہوتا ہے تو اس نطفہ کا اندام نہانی کے اندر داخل ہونا اور انزال کی صورت پکڑ کر رواں ہو جانا بعینہ

رونے کی صورت پر ہوتا ہے جیسا کہ خشوع کی حالت کا نتیجہ بھی رونا ہی ہوتا ہے۔ اور جیسے بے اختیار نطفہ اچھل کر صورت انزال اختیار کرتا ہے۔ یہی صورت کمال خشوع کے وقت رونے کی ہوتی ہے کہ رونا آنکھوں سے اچھلتا ہے اور جیسی انزال کی لذت کبھی حلال طور پر ہوتی ہے جبکہ اپنی بیوی سے انسان صحبت کرتا ہے اور کبھی حرام طور پر جبکہ انسان کسی حرام کار عورت سے صحبت کرتا ہے۔ یہی صورت خشوع اور سوزگداز اور گریہ و زاری کی ہے یعنی کبھی خشوع اور سوز و گداز محض خدائے واحد لاشریک کے لیے ہوتا ہے جس کے ساتھ کسی بدعت اور شرک کا رنگ نہیں ہوتا۔ پس وہ لذت سوز و گداز کی ایک لذت حلال ہوتی ہے مگر کبھی خشوع اور سوز و گداز اور اس کی لذت بدعات کی آمیزش سے یا مخلوق کی پرستش اور بتوں اور دیویوں کی پوجا میں بھی حاصل ہوتی ہے مگر وہ لذت حرامکاری کے جماع سے مشابہ ہوتی ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 196 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 ص 196 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(6) قادیانی ترانہ

"چپکے چپکے حرام کروانا
آریوں کا اصول بھاری ہے
زن بیگانہ پہ یہ شیدا ہیں
جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
غیر مردوں سے مانگنا نطفہ
سخت خبث اور نابکاری ہے
غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے
وہ نہ بیوی زن بزاری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے
ساری شہوت کی بے قراری ہے

بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط
یار کی اس کو آہ و زاری ہے
دس سے کروا چکی زنا لیکن
پاک دامن ابھی بچاری ہے
گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو
ایسی جورو کی پاسداری ہے
اس کے یاروں کو دیکھنے کے لیے
سر بازار ان کی باری ہے
ہے قوی مرد کی تلاش انہیں
خوب جورو کی حق گزاری ہے"

(آریہ دھرم ص 75،76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 ص 75،76 از مرزا غلام احمد قادیانی)

(7) پیٹ سے چوہا؟

"اب عبدالحق کو ضرور پوچھنا چاہیے کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا۔ کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا......... اور اب تک اس کی عورت کے پیٹ میں سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا"

(انجام آتھم ص 311,317، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 ص 311,317 از مرزا قادیانی)

(8) رحم پر مہر

"خدا تعالیٰ نے اس (عبدالحق غزنوی) کی بیوی کے رحم پر مہر لگا دی"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص 444 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 444 از مرزا

قادیانی)

(9) عضو تناسل کاٹ دیتا......

"حضرت مسیح موعود کے قریبا" ہم عمر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی تھے۔ ان کے والد کا جس وقت نکاح ہوا۔ اگر ان کو حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی حیثیت معلوم ہوتی اور وہ جانتے کہ میرا ہونے والا بیٹا محمد رسول اللہ ﷺ کے ظل اور بروز کے مقابلہ میں وہی کام کرے گا جو آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں ابو جہل نے کیا تھا تو وہ اپنے آلہ تناسل کو کاٹ دیتا اور اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا۔"

(مرزا بشیرالدین محمود کا خطبہ نکاح -روزنامہ الفضل قادیان مورخہ 2 نومبر1922ء جلد 10 شمارہ 35)

(10) بے غسل......؟

"اس شخص نے کہا کہ کیا ہم یہودی ہیں۔ میں نے کہا کہ تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کہ تمہارے قول و فعل کس سے ملتے جلتے ہیں۔ اس بات پر وہ شخص سخت غضبناک ہو کر کہنے لگا۔ دیکھو جی مرزا رات کو لگائی سے بدکاری کرتا ہے اور صبح کو بے غسل لوٹا ابھرا ہوا ہوتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا اور وہ الہام ہوا' میں مہدی ہوں' مسیح ہوں۔

مجھ جیسا انسان غیرت مند کب روا رکھ سکتا تھا کہ حضرت اقدس مرزا قادیانی (فداہ جانی و روحی و نفسی و امی و ابی) کی نسبت ایسا گندہ جملہ سن سکے۔ بس میں نے اس کے ایک ایسا تھپڑ مارا کہ اس کی ٹوپی پگڑی سر پر سے اتر کر دور جا پڑی اور کہا او مردود و دشمن مقبول الٰہی' تو ایسا جملہ ناپاک ایسے صادق مصدوق' طاہر و مطہر انسان کی نسبت اور میرے سامنے بکتا ہے اور نہیں جانتا کہ میں ان کا خادم اور مرید ہوں اور وہ میرے آقا اور مرشد اور رہنما ہیں۔ خبردار جو آج سے میرے

پاس آیا اور یا مجھ سے ملا۔"

(تذکرہ المہدی ص 157 از پیر سراج الحق نعمانی قادیانی)

(11) جہاں سے نکلے تھے......

"جھوٹے آدی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت گزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے' وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔"

(حیات احمد' حضرت مسیح موعود کے سوانح حیات جلد دوئم نمبر اول ص 25 از یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان)

(12) عورت کی کارروائی

"مرد اور کئی وجوہات اور موجبات سے ایک سے زیادہ بیوی کرنے کے لیے مجبور ہوتا ہے۔ مثلاً اگر مرد کی ایک بیوی تغیر عمر یا کسی بیماری کی وجہ سے بدشکل ہو جائے تو مرد کی قوت فاعلی جس پر سارا مدار عورت کی کارروائی کا ہے' بیکار اور معطل ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر مرد بدشکل ہو تو عورت کا کچھ بھی حرج نہیں کیونکہ کارروائی کی کل مرد کو دے دی گئی ہے اور عورت کی تسکین کرنا مرد کے ہاتھ میں ہے۔ ہاں اگر مرد اپنی قوت مردی میں قصور یا عجز رکھتا ہے تو قرآنی حکم کے رو سے عورت اس سے طلاق لے سکتی ہے اور اگر پوری پوری تسلی کرنے پر قادر ہو تو عورت یہ عذر نہیں کر سکتی کہ دوسری بیوی کیوں کی ہے۔ کیونکہ مرد کی ہر روزہ حاجتوں کی عورت ذمہ دار اور کاربرار نہیں ہو سکتی۔ اور اس سے مرد کا استحقاق دوسری بیوی کرنے کے لیے قائم رہتا ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص 282 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 ص 282 از مرزا قادیانی)

نوٹ : (لجنہ اماءاللہ سے تعلق رکھنے والی تمام قادیانی حوریں کارروائی

کرواتے وقت مرزا قادیانی کی مندرجہ بالا ہدایات پر عمل کریں' فائدہ ہو گا۔)

(13) مرزا قادیانی کی اپنی جماعت کو نصیحت

"مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اس کے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔"

(سیرت المہدی جلد دوئم ص 78 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

متنبی قادیاں کی "سیرت مقدسہ" اور آپ کے "اخلاق عالیہ" کے تصور سے جبین انسانیت عرق آلود اور چشم غیرت اشکبار ہے جس کی بدگوئی سے نہ کوئی چھوٹا بچا ہے نہ بڑا۔ غوث وقت' قطب دوراں' حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ کی نسبت اپنی کتاب "مواہب الرحمٰن" میں ہرزہ سرائی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "خبیث و خبیث مایخرج من فیہ" یہ شخص خود بھی پلید' ہے اور جو کچھ اس کے منہ سے نکلتا ہے وہ بھی پلید' حضرت پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ مرزا قادیانی کے جواب میں خلق محمدیؐ کا نمونہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بدم گفتی و خورسندم عفاک اللہ نکو کر دی
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

بندہ خدا مجھے تو جو چاہو کہہ لو۔ لیکن میرے منہ سے تو اسم خدا بھی نکلتا ہے۔ اس کی نسبت ایسا لفظ استعمال کرنا اندیشہ ہے کہ قیامت میں اس کا مواخذہ نہ ہو۔

مولانا محمد کرم الدین جہلمی "تازیانہ عبرت" میں تحریر فرماتے ہیں کہ مرزا جی کی بدزبانی سے کسی ملت اور کسی فرقہ کا کوئی متنفس نہ بچا ہو گا جو کہ ان کی گالیوں کا نشانہ نہ بنا ہو۔ بعض نے تو آپ کو ترکی بہ ترکی سنائیں۔ اور اکثر سنجیدہ مزاجوں نے سکوت کیا۔ جوں جوں دوسری طرف سے خاموشی ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کا

حوصلہ بلند ہوتا گیا۔ گالیوں میں مشاق ہوتے گئے۔ حتی کہ فن گالیوں کے آپ پورے امام بن گئے اور گالیوں کی ایجاد میں آپ نے وہ ید طولی حاصل فرمایا کہ اس علم کے آپ استاد و ادیب مانے جانے لگے اور دنیا قائل ہو گئی کہ کوئی شخص امام الزماں کا مقابلہ اس فن میں کرنے کے قابل نہیں رہا ہے۔

رفتہ رفتہ یہ معاملہ حکام وقت کے سامنے پیش آیا۔ اور مختلف مواقع پر آپ کی وہ تصنیفات جو مغلظات کا ایک مجموعہ تھیں' دفتر عدالت میں پیش ہوئیں۔ چنانچہ بعض بیدار مغز حکام نے مرزا قادیانی کو ڈانٹا کہ مرزا جی منہ سنبھالئے۔ گورنمنٹ انگلشیہ کے اصول امن پسندی کو نظر انداز نہ فرمایئے۔ مرزا قادیانی عدالت کے تیور بدلے ہوئے دیکھ کر آئندہ کے لیے قسم کھانے لگے کہ معاف کیجئے آئندہ کے لیے ایسا نہ ہو گا۔ اس سلسلہ میں مسٹر ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر گورداس پور اور مسٹر ڈگلس صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداس پور کے فیصلے ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔

صفحہ ۱۰۱

تو مناسب تھا کہ وہ اس بحث میں اپنے تئیں نہ ڈالتے اور چپ ہی رہتے اور خواہ نخواہ اپنے موجودہ وید کی پردہ دری نہ کراتے۔ جو کچھ وید نے اپنا فلسفہ اور علم طبعی ظاہر کیا ہے وہ یہی ہے کہ ہندوؤں کے پرمیشر کو ایک انسان کا فرزند قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اِندر آریوں کا پرمیشر کشتلیا کا بیٹا ہے۔

اور نیز یہ کہ عناصر اور اجرام سماوی یہ سب پرمیشر ہی ہیں اور نیز وہ تعلیم دیتا ہے کہ ان تمام چیزوں سے مرادیں مانگی جائیں اور نیز یہ تعلیم جو نہایت گندی اور قابل شرم تعلیم ہے یعنی یہ کہ پرمیشر ناف سے دس انگل نیچے ہے (سمجھنے والے سمجھ لیں)

ہم یہ نہیں کہتے کہ کسی پہلے زمانہ میں یہی وید تھا۔ بلکہ ہماری رائے یہ ہے کہ یہ ایک محرّف مبدّل کتاب ہے کچھ تو باعتبار الفاظ کے اور کچھ باعتبار معنوں کے۔ اور ہمارے نزدیک ممکن اور اغلب ہے کہ کوئی اصل کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگی پھر کچھ کم کی گئی ہے اور کچھ زیادہ کی گئی۔ اور صورت بدلائی گئی ہے اور موجودہ وید بلا شبہ ایک گمراہ کرنیوالی کتاب ہے۔

جس میں پرمیشر کا بھی پتہ نہیں لگتا اور اس قدر مخلوق چیزوں کی اس میں پرستش کی تعلیم ہے کہ گویا وہ مخلوق پرستی کی ایک دوکان ہے پس جس جگہ ہم وید پر کوئی حملہ کرتے ہیں یا اُسکی تکذیب کے دلائل پیش کرتے ہیں اُس جگہ یہی موجودہ وید مراد ہے جو سراسر محرف مبدل ہے نہ وہ اصل وید جو کسی زمانہ میں خدا کی طرف سے آیا تھا اور ہم خدا کی تمام کتابوں پر ایمان لاتے ہیں اور ایسا ہی اُس وید پر جو کسی زمانہ میں ملک ہند کے کسی نبی پر نازل ہوا ہوگا مگر موجودہ وید کی نسبت ہم اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتے کہ جس قدر گندے فرقے مخلوق پرستوں کے اس ملک میں پھیلے ہوئے ہیں یہ سب وید کی ہی مہربانی ہے اور انسانی پاکیزگی کی نسبت جو کچھ وید نے سکھایا ہے اس کا عمدہ نمونہ نیوگ ہے۔ یہ نیوگ کی ہی پاک کارروائیوں میں سے ہے کہ آریہ قوم میں اس بات کا ثبوت ملنا مشکل ہے کہ کون آریہ ... اصل باپ کے نطفہ میں سے ہے۔ اور کون آریہ

ایک[†] معزز ساہو کے گھر میں اولاد نہیں ہوتی دوسری شادی کر نہیں سکتا کہ وید کی رو سے حرام ہے آخر نیوگ کی ٹھہرتی ہے یار دوست مشورہ دیتے ہیں کہ لالہ صاحب نیوگ کرائیے اولاد بہت ہو جائیگی ایک بول اُٹھتا ہے کہ مہر سنگھ جو اسی محلہ میں رہتا ہے اس کام کے بہت لائق ہے لالہ بہاری لال نے اُس سے نیوگ کرایا تھا لڑکا پیدا ہو گیا ہے لالہ لڑکا پیدا ہونے کا نام سُنکر باغ باغ ہو گیا۔ بولا مہاراج آپ ہی نے سب کام کرنے ہیں میں تو مہر سنگھ کا واقف بھی نہیں۔ مہاراج شریف النفس بولے کہ ہاں ہم سمجھا دیں گے رات کو آجائے گا۔ مہر سنگھ کو خبر دی گئی وہ محلہ میں ایک مشہور قمار باز اول نمبر کا بدمعاش اور حرامکار تھا سنتے ہی بہت خوش ہو گیا اور انہیں کاموں کو وہ چاہتا تھا پھر اس سے زیادہ اُس کو کیا چاہیئے تھا۔ ایک نوجوان عورت اور پھر خوبصورت شام ہوتے ہی آموجود ہوا۔ لالہ صاحب نے پہلے ہی دلالہ عورتوں کی طرح ایک کوٹھری میں نرم بستر بچھوا رکھا تھا اور کچھ دودھ اور حلوا بھی دو برتنوں میں سرہانے کی طاق میں رکھوا دیا تھا تاکہ بیچارا ناکو ضعف ہو تو کھا پی لیوے۔ پھر کیا تھا آتے ہی بیرج دانک نے لالہ دیوت کے نام و ناموس کا شیشہ توڑ دیا اور وہ بدبخت عورت تمام رات اُس سے منہ کالا کراتی رہی اور اس پلید نے جو شہوت کا مارا تھا نہایت قابل شرم اس عورت سے حرکتیں کیں اور لالہ باہر کے دالان میں سوئے اور تمام رات اپنے کانوں سے بیحیائی کی باتیں سنتے رہے بلکہ تختوں کی درازوں سے مشاہدہ بھی کرتے رہے۔ صبح وہ خبیث اچھی طرح لالہ کی ناک کاٹ کر کوٹھری سے باہر نکلا لالہ تو منتظر ہی تھے دیکھ کر اُس کی طرف دوڑے اور بڑے ادب سے اس پلید بدمعاش کو کہا سردار صاحب رات کیا کیفیت گذری اُس نے مسکرا کر مبارک باد دی اور اشاروں میں جتا دیا کہ حمل ٹھہر گیا لالہ دیوت سُنکر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ مجھے تو اُسی دن سے آپ پر یقین ہو گیا تھا جبکہ میں نے بہاری لال کے گھر کی کیفیت سُنی تھی اور پھر کہا وید حقیقت میں ودیا سے بھرا ہوا ہے کیا عمدہ تدبیر لکھی ہے جو خطا نہ گئی۔ مہر سنگھ نے کہا کہ ہاں لالہ صاحب سب سچ ہے کیا وید کی آگیا کبھی خطا بھی جاتی ہے میں تو انہی باتوں کے خیال سے وید کو ست ودیاؤں کا پستک مانتا ہوں۔ اور دراصل مہر سنگھ ایک شہوت پرست آدمی تھا۔ اُس کو کسی وید شاستر اور شُرتی شلوک کی پرواہ نہ تھی اور نہ اُن

---

† نوٹ یہ قصہ جو ہم نے لکھا ہے فرضی نہیں مگر ہم نہیں چاہتے کہ کسی کی پردہ دری کریں اس لئے ہم نے ناموں کو کسی قدر بدل کر لکھ دیا ہے

حوالہ نمبر 2

پر کچھ اعتقاد رکھتا تھا اُس نے صرف لالہ دیوث کی حماقت کی باتیں سُنکر اُس کے خوش کرنے کے لئے ہاں میں ہاں ملا دی مگر اپنے دل میں بہت ہنسا کہ اس دیوث کی بیٹر پہننے کے لئے کہاں تک نوبت پہنچ گئی پھر اس کے بعد مہر سنگھ تو رخصت ہوا اور لالہ گھر کی طرف خوش خوش آیا اور اُسے یقین تھا کہ اُس کی استری رام دئی بہت ہی خوشی کی حالت میں ہوگی کیونکہ مراد پوری ہوئی۔ لیکن اُس نے اپنے گمان کے برخلاف اپنی عورت کو روتے پایا اور اس کو دیکھ کر تو وہ بہت ہی روئی یہانتک کہ چیخیں نکل گئیں۔ اور ہچکی آنی شروع ہوئی۔ لالہ نے حیران سا ہو کر اپنی عورت کو کہا کہ "ہے بھاگوان آج تو خوشی کا دن ہے کہ دل کی مرادیں پوری ہوئیں اور بیج ٹھہر گیا پھر تو روتی کیوں ہے؟ وہ بولی میں کیوں نہ روؤں تو نے سارے کنبے میں میری مٹی پلید کی اور اپنی ناک کاٹ ڈالی اور ساتھ ہی میری بھی اس سے بہتر تھا کہ میں پہلے ہی مر جاتی۔ لالہ دیوث بولا کہ یہ سب کچھ ہوا مگر اب بچہ ہونے کی بھی کس قدر خوشی ہوگی وہ خوشیاں بھی تو تو ہی کرے گی مگر رام دئی شاید کوئی نیک اصل کی تھی اُس نے تُرت جواب دیا کہ حرام کے بچہ پر کوئی حرام کا ہی ہو تو خوشی منا دے لالہ تیز ہو کر بولا کہ ہے ہے کیا کہدیا یہ تو وید آگیا ہے عورت کو یہ بات سُن کر آگ لگ گئی بولی میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کیسا وید ہے جو بدکاری سکھلاتا اور زنا کاری کی تعلیم دیتا ہے یوں تو دُنیا کے مذاہب ہزاروں باتوں میں اختلاف رکھتے ہیں مگر کبھی نہیں سُنا کہ کسی مذہب نے وید کے سوا یہ تعلیم بھی دی ہو کہ اپنی پاک دامن عورتوں کو دوسروں سے ہمبستر کراؤ۔ آخر مذہب پاکیزگی سکھلانے کے لئے ہوتا ہے نہ بدکاری اور حرامکاری میں ترقی دینے کے لئے۔ جب رام دئی یہ سب باتیں کہہ چکی تو لالہ نے کہا کہ چُپ رہو اب جو ہوا سو ہوا۔ ایسا نہ ہو کہ شریک سُنیں اور میرا ناک کاٹیں۔ رام دئی نے کہا کہ اے بیحیا کیا ابھی تک تیرا ناک تیرے مُنہہ پر باقی ہے ساری رات تیرے شریک نے جو تیرا ہمسایہ اور تیرا پکا دشمن ہے تیری سہردوں کی بیاہتا اور عزت کے خاندان والی سے تیرے ہی بستر پر چڑھ کر تیرے ہی گھر میں خرابی کی اور ہر ایک ناپاک حرکت کے وقت جتا بھی دیا کہ میں نے خوب بدلا لیا۔ سو کیا اس بے غیرتی کے بعد بھی تو جیتا ہے۔ کاش تو اس سے پہلے ہی مرا ہوتا۔ اب وہ شریک اور کچھ دشمن باتیں بنانے اور ٹھٹھا کرنے سے کب باز رہے گا بلکہ وہ تو کہہ گیا ہے

کہ میں اس فتح عظیم کو چھپا نہیں سکتا کہ جو آج دساوامل کے مقابل پر مجھے حاصل ہوئی۔ میں ضرور رام دئی
کا سارا نقشہ محلہ کے لوگوں پر ظاہر کروں گا سو یاد رکھ کہ وہ ہر یک مجلس میں تیرا ناک کاٹے گا اور ہر یک
لڑائی میں یہ قصہ تجھے جتائے گا اور اُس سے کچھ تعجب نہیں کہ وہ دعوے کر دے کہ رام دئی میری ہی
عورت ہے کیونکہ وہ اشارہ سے یہ کہہ بھی گیا ہے کہ آیندہ بھی میں تجھے کبھی نہیں چھوڑونگا۔ لالہ دیوٹ
نے کہا کہ نکاح کا دعویٰ ثابت ہونا تو مشکل ہے البتہ یارانہ کا اظہار کرے تو کرے تاہماری اور بھی
رسوائی ہو بہتر تو یہ ہے کہ ہم دیش ہی چھوڑ دیں۔ بیٹا ہونے کا خیال تھا وہ تو ایشر نے دے ہی دیا بیٹے
کا نام سُنکر عورت زہر خندہ ہنسی اور کہا کہ تجھے کس طرح اور کیونکر یقین ہوا کہ ضرور بیٹا ہوگا اول
تو بیٹا ہونے میں ہی شک ہے اور پھر اگر ہو بھی تو اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ لڑکا ہی ہوگا کیا بیٹا
ہونا کسی کے اختیار میں رکھا ہے کیا ممکن نہیں کہ حمل ہی خطا جائے یا لڑکی پیدا ہو لالہ دیوٹ بولے
کہ اگر حمل خطا گیا تو میں کھڑک سنگھ کو جو اسی محلہ میں رہتا ہے نیوگ کے لئے بلا لاؤں گا عورت نہایت
غصہ سے بولی کہ اگر کھڑک سنگھ بھی کچھ نہ کرسکا تو پھر کیا کریگا لالہ بولا کہ تو جانتی ہے کہ ترلوک سنگھ بھی ان
دونوں سے کم نہیں اس کو بلا لاؤں گا۔ پھر اگر ضرورت پڑی تو جیمل سنگھ۔ لہنا سنگھ۔ بوڑ سنگھ۔ جیون سنگھ
صوبا سنگھ۔ خزان سنگھ۔ سار جن سنگھ۔ رام سنگھ۔ کشن سنگھ۔ دیال سنگھ سب اس محلہ میں رہتے ہیں اور زور
اور قوت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں میرے کہنے پر سب حاضر ہو سکتے ہیں عورت بولی کہ میں
اس سے بہتر تجھے صلاح دیتی ہوں کہ مجھے بازار میں ہی بٹھا دے تب دس بیس کیا ہزاروں لاکھوں آ
سکتے ہیں منہ کالا جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا مگر یاد رکھ کہ بیٹا ہونا پھر بھی اپنے بس میں نہیں اور اگر ہوا بھی
تو تجھے اُس سے کیا جس کا وہ نطفہ ہے آخر وہ اُسی کا ہوگا اور اُسی کی خو بو لائے گا کیونکہ درحقیقت وہ
اُسی کا بیٹا ہے اس کے بعد رام دئی نے کچھ سوچ کر پھر رونا شروع کیا اور دُور دُور تک آواز گئی اور آواز
سُن کر ایک پنڈت نہال چند نام دوڑا آیا اور آتے ہی کہا کہ لالہ شکو تو ہے یہ کیسی رونے کی آواز آئی۔
لالہ ناک کٹا چاہتا تو نہیں تھا کہ نہال چند کے آگے قصہ بیان کرے مگر اس خوف سے کہ رام دئی
اس وقت غصہ میں ہے اگر میں بیان نہ کروں تو وہ ضرور بیان کر دے گی کچھ کھسیانا سا ہو کر زبان دبا کر

کہنے لگا کہ مہاراج آپ جانتے ہیں کہ وید میں وقت ضرورت نیوگ کیلئے آگیا ہے۔ سو میں نے بہت دنوں سوچ کر رات کو نیوگ کرایا تھا مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ میں نے نیوگ کے لئے مہر سنگھ کو بلا لیا پیچھے معلوم ہوا کہ وہ میرے دشمن کرم سنگھ کا بیٹا اور نہایت شریر آدمی ہے وہ مجھے اور میری استری کو ضرور خراب کریگا اور وہ وعدہ کر گیا ہے کہ میں یہ ساری کیفیت خوب شایع کروں گا نہال چند بولا کہ درحقیقت بڑی غلطی ہوئی اور پھر بولا کہ وساوا مل تیری سمجھ پر نہایت ہی افسوس ہے کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ نیوگ کے لئے پہلا حق برہمنوں کا ہے اور غالباً یہ بھی تجھ پر پوشیدہ نہیں ہوگا کہ اس محلہ کی تمام کھترانی عورتیں مجھ سے ہی نیوگ کراتی ہیں اور میں دن رات اسی سیوا میں لگا ہوا ہوں پھر اگر تجھے نیوگ کی ضرورت تھی تو مجھے بلا لیا ہوتا سب کام ستہ ہوجاتا اور کوئی بات نہ نکلتی اس محلہ میں ابتک تین ہزار کے قریب ہندو عورتوں نے نیوگ کرایا ہے مگر کیا کبھی تم نے اس کا ذکر بھی سُنا یہ پردہ کی باتیں ہیں سب کچھ ہوتا ہے پھر ذکر نہیں کیا جاتا لیکن مہر سنگھ تو ایسا نہیں کریگا ذرہ دو چار گھنٹوں تک دیکھنا کہ سارے شہر میں رام دئی کے نیوگ کا شور و غوغا ہوگا۔ لالہ دیوث بولا کہ درحقیقت مجھ سے سخت غلطی ہوئی اب کیا کروں۔ اس وقت شریر پنڈت نے جو بباعث نہ ہونے رسم پردہ کے رام دئی کو دیکھ چکا تھا کہ جوان اور خوش شکل ہے نہایت بیحیائی کا جواب دیا کہ اگر اسی وقت رام دئی مجھ سے نیوگ کرے تو میں ذمہ وار ہوتا ہوں کہ مہر سنگھ کے فتنہ کو میں سنبھال لوں گا اور پہلا حمل ایک شکی بات ہے اب بہر حال یقینی ہوجائے گا تب وساوا مل دیوث تو اس بات پر بھی راضی ہوگیا مگر رام دی نے سُنکر سخت گالیاں اُس کو نکالیں تب وساوا مل نے پنڈت کو کہا کہ مہاراج اس کا یہی حال ہے ہرگز نیوگ کرنا نہیں چاہتی پہلے بھی مشکل سے کرایا تھا جس کو یاد کرکے ابتک رو رہی ہے کہ میرا مُنہہ کالا کیا اسی سے تو اس نے چیخیں ماری تھیں جن کو آپ سُنکر دوڑے آئے تب وہ شہوت پرست پنڈت وساوا مل کی یہ بات سُن کر رام دئی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا نہیں بھاگوان نیوگ کو بُرا نہیں ماننا چاہیئے یہ وید آگیا ہے مسلمان بھی تو عورتوں کو طلاق دیتے ہیں اور وہ عورتیں کسی دوسرے سے نکاح کر لیتی ہیں سو جیسے طلاق ویسے نیوگ بات ایک ہی ہے

کردہ ہیں اس لئے وہ باوجود اپنے طور کے وجد اور رقص اور اشعار خوانی اور سرود وغیرہ کے رحیم خدا کے تعلق سے سخت بے نصیب ہوتے ہیں اور اُس نطفہ کی طرح ہوتے ہیں جو آتشک کی بیماری یا جذام کے عارضہ سے جل جائے اور اس قابل نہ رہے کہ رحم اُس کی تعلق پکڑ سکے۔ پس رحم اور رحیم کا تعلق یا عدم تعلق ایک ہی بناپر ہے صرف روحانی اور جسمانی عوارض کا فرق ہے۔ اور جیسا کہ نطفہ بعض اپنے ذاتی عوارض کی رُو سے اس لائق نہیں رہتا کہ رحم اس سے تعلق پکڑ سکے اور اس کو اپنی طرف کھینچ سکے ایسا ہی حالت خشوع جو نطفہ کے درجہ پر ہے بعض اپنے عوارض ذاتیہ کی وجہ سے جیسے تکبّر اور عُجب اور ریا یا اور کسی قسم کی ضلالت کی وجہ سے یا شرک سے اس لائق نہیں رہتی کہ رحیم خدا اس سے تعلق پکڑ سکے پس نطفہ کی طرح تمام فضیلت روحانی وجود کے اوّل مرتبہ کی جو حالت خشوع ہے رحیم خدا کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا کرنے سے وابستہ ہے جیسا کہ تمام فضیلت نطفہ کی رحم کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے وابستہ ہے۔ پس اگر اس حالت خشوع کو اس رحیم خدا کے ساتھ حقیقی تعلق نہیں اور نہ حقیقی تعلق پیدا ہو سکتا ہے تو وہ حالت اس گندے نطفہ کی طرح ہے جس کو رحم کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا نہیں ہو سکتا اور یاد رکھنا چاہیئے کہ نماز اور یاد الٰہی میں جو کبھی انسان کو حالت خشوع میسّر آتی ہے اور وجد اور ذوق پیدا ہو جاتا ہے یا لذت محسوس ہوتی ہے یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اُس انسان کو رحیم خدا سے حقیقی تعلق ہے جیسا کہ اگر نطفہ اندام نہانی کے اندر داخل ہو جائے اور لذّت بھی محسوس ہو تو اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اُس نطفہ کو رحم سے تعلق ہو گیا ہے بلکہ تعلق کے لئے علیحدہ آثار اور علامات ہیں۔ پس یاد الٰہی میں ذوق شوق جس کو دوسرے لفظوں میں حالت خشوع کہتے ہیں نطفہ کی اُس حالت سے مشابہ ہے جب وہ ایک صورت انزال پکڑ کر اندام نہانی کے اندر گر جاتا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ وہ جسمانی عالم میں ایک کمال لذّت کا وقت ہوتا ہے لیکن تاہم فقط اُس قطرہ منی کا اندر گرنا اس بات کو مستلزم نہیں

حوالہ نمبر 3

کہ رحم سے اس نطفہ کا تعلق بھی ہو جائے اور وہ رحم کی طرف کھینچا جائے۔ پس ایسا ہی روحانی ذوق شوق اور حالت خشوع اس بات کو مستلزم نہیں کہ رحیم خدا سے ایسے شخص کا تعلق ہو جائے اور اس کی طرف کھینچا جائے بلکہ جیسا کہ نطفہ کبھی حرامکاری کے طور پر کسی رنڈی کے اندام نہانی میں پڑتا ہے تو اس میں بھی وہی لذت نطفہ ڈالنے والے کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اپنی بیوی کے ساتھ۔ پس ایسا ہی بُت پرستوں اور مخلوق پرستوں کا خشوع وخضوع اور حالت ذوق وشوق رنڈی بازوں سے مشابہ ہے یعنی خشوع اور خضوع مشرکوں اور ان لوگوں کا جو محض اغراض دنیویہ کی بنا پر خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اس نطفہ سے مشابہت رکھتا ہے جو حرامکار عورتوں کے اندام نہانی میں جاکر باعث لذت ہوتا ہے۔ بہرحال جیسا کہ نطفہ میں تعلق پکڑنے کی استعداد ہے حالت خشوع میں بھی تعلق پکڑنے کی استعداد ہے مگر صرف حالت خشوع اور رقت اور سوز اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ وہ تعلق ہو بھی گیا ہے جیسا کہ نطفہ کی صورت میں جو اس روحانی صورت کے مقابل پر یہی مشاہدہ ظاہر کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے صحبت کرے اور منی عورت کے اندام نہانی میں داخل ہو جائے اور اس کو اس فعل سے کمال لذت حاصل ہو تو یہ لذت اس بات پر دلالت نہیں کریگی کہ حمل ضرور ہو گیا ہے۔ پس ایسا ہی خشوع اور سوز وگداز کی حالت گو وہ کیسی ہی لذت اور سرور کے ساتھ ہو خدا سے تعلق پکڑنے کیلئے کوئی لازمی علامت نہیں ہے+ یعنی کسی شخص میں نماز اور یاد الٰہی کی حالت میں خشوع اور سوز وگداز اور گریہ وزاری پیدا ہونا خواہ کیسا ہو اس بات کو

+ ابتدائی حالت میں خشوع اور رقت کے ساتھ ہر طرح کے لغو کام جمع ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ بچہ میں رونے کی عادت بہت ہوتی ہے اور بات بات میں ڈر جاتا اور خشوع اور انکسار اختیار کرتا ہے مگر باایں ہمہ بچپن کے زمانہ میں طبعاً انسان بہت سے لغویات میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور سب سے پہلے لغو باتوں اور لغو کاموں کی طرف ہی رغبت کرتا ہے اور اکثر لغو حرکات اور لغو طور پر کودنا اور اچھلنا ہی اس کو پسند آتا ہے جن میں بسا اوقات اپنے جسم کو بھی کوئی صدمہ پہنچا دیتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ انسان کی زندگی کی راہ میں فطرتاً پہلے لغویات ہی آتے ہیں اور بغیر اس مرتبہ کے طے کرنے کے دوسرے مرتبہ تک وہ پہنچ ہی نہیں سکتا۔ پس طبعاً پہلا زینہ بلوغ کا بچپن کے لغویات سے پرہیز کرنا ہے سو اس سے ثابت ہے کہ سب سے پہلا تعلق انسانی سرشت کو لغویات سے ہی ہوتا ہے۔ منہ

حوالہ نمبر 4

شعروں کے سننے اور سرود کی تاثیر سے رقص اور وجد اور گریہ وزاری شروع کر دیتے ہیں اور اپنے رنگ میں لذّت اُٹھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ ہم خدا کو مل گئے ہیں۔ مگر یہ لذّت اُس لذّت سے مشابہ ہے جو ایک زانی کو حرامکار عورت سے ہوتی ہے۔

اور پھر ایک اور مشابہت خشوع اور نطفہ میں ہے اور وہ یہ کہ جب ایک شخص کا نطفہ اس کی بیوی یا کسی اور عورت کے اندر داخل ہوتا ہے تو اس نطفہ کا اندام نہانی کے اندر داخل ہونا اور انزال کی صورت پکڑ کر رواں ہو جانا بعینہٖ رونے کی صورت پر ہوتا ہے جیسا کہ خشوع کی حالت کا نتیجہ بھی رونا ہی ہوتا ہے۔ اور جیسے بے اختیار نطفہ اُچھل کر صورت انزال اختیار کرتا ہے۔ یہی صورت کمال خشوع کے وقت رونے کی ہوتی ہے کہ رونا آنکھوں سے اُچھلتا ہے اور جیسے انزال کی لذّت کبھی حلال طور پر ہوتی ہے جبکہ اپنی بیوی سے انسان صحبت کرتا ہے اور کبھی حرام طور پر جبکہ انسان کسی حرام کار عورت سے صحبت کرتا ہے۔ یہی صورت خشوع اور سوز و گداز اور گریہ وزاری کی ہے یعنی کبھی خشوع اور سوز و گداز محض خدائے واحد لاشریک کے لئے ہوتا ہے جس کے ساتھ کسی بدعت اور شرک کا رنگ نہیں ہوتا۔ پس وہ لذّت سوز و گداز کی ایک لذّت حلال ہوتی ہے مگر کبھی خشوع اور سوز و گداز اور اس کی لذّت بدعات کی آمیزش سے یا مخلوق کی پرستش اور بتوں اور دیویوں کی پوجا میں بھی حاصل ہوتی ہے مگر وہ لذّت حرامکاری کے جماع سے مشابہ ہوتی ہے۔ بغرض مجرّد خشوع اور سوز و گداز اور گریہ وزاری اور اس کی لذّتیں تعلّق باللہ کو مستلزم نہیں بلکہ جیسا کہ بہت سے ایسے نطفے ہیں جو ضائع جاتے ہیں اور رحم اُن کو قبول نہیں کرتا۔ ایسا ہی بہت سے خشوع اور تضرّع اور زاری ہیں جو محض آنکھوں کو کھونا ہے اور رحیم خدا ان کو قبول نہیں کرتا۔ بغرض حالت خشوع کو جو رُوحانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے نطفہ ہونے کی حالت سے جو جسمانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے ایک کھلی کھلی مشابہت ہے جس کو ہم تفصیل سے لکھ چکے ہیں اور یہ مشابہت کوئی معمولی امر نہیں ہے بلکہ صانع قدیم جلّشانہ کے خاص ارادہ سے ان دونوں میں اکمل اور اتم مشابہت ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی کتاب میں بھی لکھا گیا ہے کہ

حوالہ نمبر 5

ایک بدکار عورت کو خوف ہوتا تھا کہ اگر وہ فحش پیشہ اختیار کرے گی تو اُسے قانون دکھائی کی سخت آزمائش بھی برداشت کرنی پڑے گی۔ بہت سی عورتیں اسی خوف کی وجہ سے اپنی زندگی خراب کرنے سے بچ رہتی تھیں۔ اس زمانہ میں جبکہ دکھائی کا طریق بند ہے۔ مرض آتشک کے ادویات کے اشتہارات کثرت سے شائع ہوتے ہیں۔ جو اس امر کا کافی ثبوت ہیں کہ ملک میں مرض آتشک بہت پھیلا ہوا ہے اول تو ہمیں اس خراب فرقہ کے وجود سے ہی سخت اختلاف ہے مگر ایسے زمانہ میں جبکہ اخلاق اور مذہب کی سخت کمزوری ہو رہی ہے یہ امید کرنا فضول ہے کہ یہ شیطانی فرقہ نیست و نابود ہو جائے گا۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اُن کے لئے کوئی ایسا قانون بنایا جائے جس سے یہ اخلاق اور مذہب کو بگاڑنے کے علاوہ عوام کی صحت کو ہمیشہ کے لئے خراب کرنے کے قابل نہ رہ سکیں اور وہ قانون صرف قانون دکھائی ہی ہے۔ ہم نہایت شکر گزار ہوں گے اگر دوبارہ ہند میں قانون دکھائی جاری کیا جاوے گا۔ مگر یہ شرط ضرور ساتھ ہے کہ گورہ لوگوں کے لئے یورپین رنڈیاں بہم پہونچائی جاویں۔ یقین ہے کہ گورنمنٹ ہند اور معزز ہمعصران اس معاملہ پر ضرور توجہ اور غور فرما دیں گے۔

جن کو رسم نیوگ پیاری ہے	دین و دنیا میں ان کی خواری ہے
جس کے دیں میں ہے ایسی بے شرمی	عقل و تہذیب سے وہ عاری ہے
جن کو آتی نہیں نیوگ سے عار	اُن کی شیطان نے عقل ماری ہے
بید کی کھل گئی حقیقت کل	اب تو نا حق کی پردہ داری ہے
جس کے باعث یہ گندگی پھیلی	وہ تو اک خبث کی پٹاری ہے
دوسرا بیاہ کیوں حرام نہو	جبکہ رسم نیوگ جاری ہے
کیوں نہ پوشیدہ ہو نیوگ کی رسم	اس کے اظہار میں تو خواری ہے
چپکے چپکے حرام کروانا	آریوں کا اصول بھاری ہے
آدے یہ خبیث اور بد رسم	بید کے خادموں میں ساری ہے

حوالہ نمبر 6

زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں — جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
لائق سوختن ہیں اُن کے مرد — اُن کی ناری ہر ایک ناری ہے
واہ وا کیا دھرم ہے کیا ایمان — جس میں واجب حرامکاری ہے
آریو! دل میں غور سے سوچو — شرم و غیرت کہاں تمہاری ہے
جس کو کہتے ہیں آریوں میں نیوگ — ناک کے کاٹنے کی آری ہے
کچھ نہیں سوچتے یہ دشمن شرم — کہ یہ پوشیدہ ایک یاری ہے
مرتکب اس کا ہے بڑا دیوث — اعتقاد اس پہ بد شعاری ہے
غیر مردوں سے مانگنا نطفہ — سخت خبث اور نابکاری ہے
غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے — وہ نہ بیوی زن بزاری ہے
ہے وہ چنڈال دشٹ اور پاپی — جفت اس کی کوئی چماری ہے
ہیں کروڑوں نیوگ کے بچے — آریہ دیس میں یہ خواری ہے
ایسی اولاد پر خدا کی مار — یہ نہ اولاد قہر باری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے — ساری شہوت کی بیقراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط — یار کی اس کو آہ و زاری ہے
دس سے کروا چکی زنا لیکن — پاک دامن ابھی بچاری ہے
لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں — اُن کی لالی نے عقل ماری ہے
گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو — ایسی جورو کی پاسداری ہے
اس کے یاروں کو دیکھنے کے لئے — سر بازار اُن کی باری ہے
جورو جی پر فدا ہیں یہ جی سے — وہ نیوگی پہ اپنے واری ہے
شرم و غیرت ذرا نہیں باقی — کس قدر اُن میں بردباری ہے
ہے قوی مرد کی تلاش انہیں — خوب جورو کی حق گذاری ہے

ایک برس تک انتظار کریں۔ اور یا مباہلہ کرلیں۔ **ششم** ۔ اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی نہ کریں تو مجھ سے

کیا تم میں ایک بھی سوچنے والا نہیں جو اس بات کو سوچے۔ کیا تم میں ایک بھی دل نہیں جو اس بات کو سمجھے ۔ زمین نے عزّت دی۔ آسمان نے عزّت دی اور قبولیت پھیل گئی۔

پانچواں وہ امر جو مباہلہ کے بعد میرے لئے عزّت کا موجب ہوا۔ علم قرآن میں اتمام حجت ہے۔ میں نے یہ علم پاکر تمام مخالفوں کو کیا عبد الحق کا گروہ اور کیا بٹالوی کا گروہ ۔ غرض سب کو بلند آواز سے اس بات کے لئے مدعو کیا کہ مجھے علم حقائق اور معارف قرآن دیا گیا ہے۔ تم لوگوں میں سے کسی کی مجال نہیں کہ میرے مقابل پر قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کر سکے۔ سو اس اعلان کے بعد میرے مقابل ان میں سے کوئی بھی نہ آیا۔ اور اپنی جہالت پر جو تمام ذلتوں کی جڑ ہے انہوں نے مُہر لگا دی۔ سو یہ سب کچھ مباہلہ کے بعد ہوا۔ اور اسی زمانہ میں کتاب کرامات الصادقین لکھی گئی۔ اس کرامت کے مقابل پر کوئی شخص ایک حرف بھی نہ لکھ سکا۔ تو کیا اب تک عبد الحق اور اس کی جماعت ذلیل نہ ہوئی ۔ اور کیا اب تک یہ ثابت نہ ہوا۔ کہ مباہلہ کے بعد یہ عزّت خدا نے مجھے دی۔

چھٹا امر جو مباہلہ کے بعد میری عزّت اور عبد الحق کی ذلّت کا موجب ہوا۔ یہ ہے کہ عبد الحق نے مباہلہ کے بعد اشتہار دیا تھا کہ ایک فرزند اُس کے گھر میں پیدا ہوگا ۔ اور میں نے بھی خدا تعالٰے سے الہام پاکر یہ اشتہار انوار الاسلام میں شائع کیا تھا کہ خدا تعالٰے مجھے لڑکا عطا کرے گا۔ سو خدا تعالٰے کے فضل اور کرم سے میرے گھر میں تو لڑکا پیدا ہو گیا۔ جس کا نام شریف احمد ہے اور قریباً پونے دو برس کی عمر رکھتا ہے۔ اب عبد الحق کو ضرور پوچھنا چاہئے۔ کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا۔ کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا۔ کیا اس کے سوا کسی اور چیز کا نام ذلّت ہے کہ جو کچھ اس نے کہا وہ پورا نہ ہوا۔ اور جو کچھ میں نے خدا کے الہام سے کہا خدا نے اس کو پورا کر دیا۔ چنانچہ ضیاء الحق میں بھی اسی لڑکے کا ذکر لکھا گیا ہے۔

ساتواں امر جو مباہلہ کے بعد میری عزّت اور قبولیت کا باعث ہوا خدا کے راستباز بندوں کا وہ مخلصانہ جوش ہے جو انہوں نے میری خدمت کے لئے دکھلایا۔ مجھے کبھی یہ طاقت نہ ہوگی کہ میں خدا کے ان احسانات کا شکر ادا کر سکوں۔ جو روحانی اور جسمانی طور پر مباہلہ کے بعد میرے وارد حال ہو گئے ۔ روحانی انعامات کا نمونہ میں لکھ چکا

حوالہ نمبر 7

یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے

ضمیمہ حاشیہ

کہ عبدالحق نے مباہلہ کے بعد کونسی عزت دنیا میں پائی۔ کونسی قبولیت اس کی لوگوں میں پھیلی۔ کونسے مالی فتوحات کے دروازے اس پر کھلے۔ کون سی علمی فضیلت کی پگڑی اُس کو پہنائی گئی۔ صرف فضول گوئی کے طور سے ایک بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا تھا کہ تا یہی مباہلہ کا اثر سمجھا جائے۔ مگر اس کی بدبختی سے وہ دعوے بھی باطل نکلا۔ اور اب تک اس کی عورت کے پیٹ میں سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔ مگر اس کے مقابل پر خدا تعالیٰ نے میرے الہام کو پورا کر کے مجھے لڑکا عطا کیا ✤

یہ دس برکتیں مباہلہ کی ہیں جو میں نے لکھی ہیں۔ پھر کیسے خبیث وہ لوگ ہیں جو اس مباہلہ کو بے اثر سمجھتے ہیں۔ فعلیھم ان یتدبّروا ویفکّروا فی ھٰذہ العشرۃ الکاملۃ۔

بالآخر ہم دوبارہ ہر ایک مخالف مکفّر مکذّب پر ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مباہلہ کے میدان میں آویں اور یقیناً سمجھیں کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے عبدالحق کے مباہلہ کے بعد یہ دس قسم کا ہم پر انعام و اکرام کیا۔ اور اُس کو ذلیل کیا۔ اور اس کا بیٹے کا دعویٰ بھی جھوٹا نکلا۔ اور کوئی عزت اس کو حاصل نہ ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کے تمام دعاوی کو ردّ کیا۔ اس سے بڑھ کر اُس مباہلہ میں ہوگا۔ میں نے اُس روز بددعا نہیں کی۔ کیونکہ وہ ناسمجھ اور غبی تھا۔ اور اس کی جہالت اس کو قابل رحم ٹھہراتی تھی مگر اب میں بددعا کروں گا۔ سو چاہیئے کہ ہر یک مباہلہ کی درخواست کرنے والا اپنی طرف سے چھپا ہوا اشتہار شائع کرے۔ اور یہ ضروری ہوگا کہ مباہلہ کرنے والا صرف ایک نہ ہو۔ بلکہ کم سے کم دس ہوں۔ اور چونکہ مباہلہ کے لئے ہر یک شخص بلایا گیا ہے خواہ پنجاب کا ہو یا ہندوستان کا۔ یا بلاد عرب کا یا بلاد فارس کا۔ اس لئے یہ مشقت مخالفوں پر جائز نہیں رکھی گئی کہ وہ دور دراز سفر کر کے پہنچیں بلکہ حسب منطوق وما جعل علیکم فی الدّین من حرج۔ یرید اللّٰہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ یہ تجویز قرار پائی ہے کہ ہر ایک شخص اشتہارات کے ذریعہ سے مباہلہ کرے۔ مگر یہ شرط ضروری ہے کہ جو الہامات میں نے رسالہ انجام آتھم میں صفحہ ۵۱ سے صفحہ ۶۲ تک لکھے ہیں۔ وہ کل الہامات اپنے اشتہار مباہلہ میں لکھے۔ اور محض حوالہ نہ دے بلکہ کل الہامات صفحات مذکورہ کے اشتہار میں درج کرے۔ اور پھر بعد اس کے عبارت ذیل کی دُعا اس اشتہار میں لکھے۔ اور وہ یہ ہے

دُعا

اے خدائے علیم و خبیر میں جو فلاں ابن فلاں ساکن قصبہ فلاں ہوں اس شخص کو

✤ عبدالحق غزنوی نے ۲۰ شعبان ۱۳۱۴ھ کو اس لعنت کی سیاہی کو دھونے کیلئے جو اس کے منہ پر جم گئی ہے ایک اشتہار دیا ہے اس اشتہار کا جواب بھی ضمیمہ میں کافی طور پر آچکا ہے مگر دو باتیں قابل ذکر ہیں اول یہ کہ وہ عربی میں مقابلہ کرنے کیلئے اپنے تئیں تیار ظاہر کرتا ہے۔ بہت خوب یہی نشان دیکھ لے......

صہ۱۲ نہ اُٹھایا مگر پادریوں کی اطاعت کا جُوآ اُٹھالیا۔ پس اِن معنوں کے رُو سے بھی وہ اَبتر ٹھیرا پھر جیساکہ بیان کر چکا ہوں اِن معنوں کے رُو سے بھی اَبتر ہوا کہ اُسوقت سے جو اسکی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ گویا اُسی دم سے خدا تعالیٰ نے اُسکی بیوی کے رِحم پر مُہر لگادی اور اُسکو یہ الہام کُھلے کُھلے لفظوں میں سُنایا گیا تھا کہ اب موت کے دن تک تیرے گھر میں اولاد نہ ہوگی اور نہ آگے سلسلہ اولاد کا چلے گا اور یقیناً اُس نے اِس الہام کو توڑنے کے لئے اولاد حاصل کرنے کی غرض سے بہت کوشش کی ہوگی مگر وُہ کوشش ضائع گئی۔ آخر نامُراد مرا۔ اور ابتر کے ہر ایک معنی اُسپر صادق آگئے۔ اور دُوسری طرف جو میری نسبت وُہ بار بار بد دُعائیں کرتا تھا کہ یہ شخص مفتری ہے ہلاک ہو جائیگا اور اولاد بھی مریگی اور جماعت متفرق ہو جائیگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اِس الہام کے بعد یعنے الہام اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ کے بعد تین لڑکے میرے گھر میں پیدا ہوئے اور تین لاکھ سے زیادہ جماعت ہوگئی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور کئی عیسائی اور ہندو میری دعوت سے مسلمان ہوئے۔ پس کیا یہ نشان نہیں اور کیا یہ پیشگوئی پُوری نہیں ہوئی! اور یہ کہنا کہ سعداللہ کے لڑکے کی عبدالرحیم کی دختر سے نسبت ہوگئی ہے اور شادی ہو جائے گی اور اولاد بھی ہوگی یہ ایک خیالی پلاؤ ہے اور محض ایک گپ ہے✠ جو ہنسی کے لائق ہے اور اس کا جواب بھی یہی ہے کہ خدا کے وعدے ٹل نہیں سکتے۔ یہ بات تو اُس وقت پیش کرنی چاہیئے کہ جب شادی ہو جائے اور اولاد بھی ہو جائے۔ بالفعل تو ایمانداری کا یہ تقاضا ہے کہ اِس بات کو غور سے سوچیں کہ جیساکہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ

✠ حاشیہ۔ یہ اسی طرح کی امید ہے جیساکہ عبدالحق غزنوی ثم امرتسری نے مباہلہ کے بعد اپنی نسبت مباہلہ کا اثر یہ ظاہر کیا تھا کہ میرا بھائی مرگیا ہے اور اسکی بیوی سے مَیں نے نکاح کیا ہے اور اسکو حمل ہوگیا ہے اور اب اسکو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ مباہلہ کا اثر سمجھا جائیگا مگر اُس حمل کا انجام یہ ہوا کہ کچھ بھی پیدا نہ ہوا اور اب تک وُہ باوجود گذرنے چودہ۱۴ برس کے نامرادی اور ذلت کی زندگی بھگت رہا ہے اور برخلاف اسکے مباہلہ کے بعد میرے گھر میں کئی لڑکے پیدا ہوئے اور کئی لاکھ انسان نے بیعت کی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور دُنیا کے کناروں تک عزت کے ساتھ میری شہرت ہوگئی اور اکثر دشمن مباہلہ کے بعد مرگئے اور ہزارہا نشان آسمانی میرے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔ منہ

حوالہ نمبر 8

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

تذکرۃ المہدی

مؤلفہ

احقر پیر سراج الحق صاحب نعمانی جمالی النسوی سرساوی احمدی

ماہ جون ۱۹۱۵ء

حصہ دوم

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام [illegible] طبع کرا کر

ایم قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق دہلی نے قادیان سے

شائع کیا

قیمت صرف [illegible]

بار اول ۵۰۰

کیا تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار مکہ کے قریش نے کیا۔ یہودیوں نے کہا کہ یہ وہ مسیح نہیں ہے جس کی آمد کی خبر ہے کہ وہ کسی آیندہ زمانہ میں آویگا۔ بلکہ یہود تو ابتک مسیح کے انتظار میں ہیں۔

اُس شخص نے کہا کہ کیا ہم یہودی ہیں، میں نے کہا کہ تم اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھو کہ تمہارے قول وفعل کس سے ملتے جلتے ہیں۔ اس بات پر وہ شخص سخت غضبناک ہو کر کہنے لگا۔ دیکھو جی مرزا[1] رات کو لگائی سے بدکاری کرتا ہے اور صبح کو بے غسل لوڑا ابھرا ہوا ہوتا ہے اور کہدیتا ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا اور وہ الہام ہوا میں مہدی ہوں مسیح ہوں۔ مجھ جیسا انسان غیرت مند کب روا رکھ سکتا تھا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام (فداہ جانی وروحی ونفسی وامی وابی) کی نسبت ایسا گندہ جملہ سن سکے۔ بس میں نے اُسکے ایک ایسا تھپیڑ مارا کہ اُسکی ٹوپی پگڑی سمیت منہ پر سے اُتر کر دور جا پڑی اور کہا او مردود دشمن مقبول الٰہی تو ایسا جملہ ناپاک ایسے صادق مصدوق طاہر ومطہر انسان کی نسبت اور میرے سامنے بکتا ہے۔ اور نہیں جانتا کہ میں اُنکا خادم اور مرید ہوں اور وہ میرے آقا اور مرشد اور رہنما ہیں۔ خبردار جو آج سے میرے پاس آیا۔ اور یا مجھ سے ملاپ نے

[1] یہ بعینہ وہی الفاظ ہیں جو اُس مردود کے منہ سے نکلے تھے میں نے وہی الفاظ نقل کر دیئے ہیں۔ تا کہ اُس کا انجام سُنکر لوگوں کو بھی عبرت ہو۔ سنہ

حوالہ نمبر 10

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حیاتِ احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

یعنے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوانح حیات

جلد دوم نمبر اوّل

حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام و علیٰ آلہ و اصحابہ کے

حالاتِ زندگی

از زمانہ براہین احمدیہ تا آغاز بیعت یعنی ۱۸۸۴ء سے ۱۸۸۹ء تک

جن کو

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک چیز خاکسار یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم و مرتب تفسیر القرآن وغیرہ نے مرتب کیا

اور

پبلشر خاکسار محمد ابراہیم علی منیجر بکڈپو احمدیہ و دفتر سیرۃ مسیح موعود و قادیان قی پریس
امرتسر میں شیخ غلام احمد پرنٹر نے چھپوایا
ماہ اگست سنہ ۱۹۳۱ء

لکھے گا۔ ورنہ خود یہ لڑکے کے حق میں کہہ پکار رہا ہے۔ سمجھ جاویں گے۔ کہ جھوٹا ہے۔ کون منصف اس عذر کو سُن سکتا ہے۔ کہ ایک آدمی کہتا ہے۔ کہ تمہارا وید ناقص ہے۔ تم یہ احکام وید سے نکالدو۔ اگر ناقص نہیں تم یہ جواب دیتے ہو ہمیں فرصت نہیں۔ وید یہاں موجود نہیں۔ بھلا یہ بھی جواب ہے؟ اس جواب سے تو تم جھوٹے ٹھیرتے ہو۔ جس حالت میں ہم پانسو روپیہ نقد دینا کرتے ہیں۔ نوٹ لکھ دیتے ہیں۔ رجسٹری کرا دیتے ہیں۔ تو پھر اگر تمہارا وید بھی کچھ چیز ہے۔ تو کس دن کے واسطے رکھا ہوا ہے۔ دس بیس روز کی ہم سے مُہلت لے لو۔ پنڈت دیا نند کو اپنا مددگار بنالو ہم کو وہ احکام نکالدو جو ہم نیچے فرقان مجید سے نکالکر لکھیں گے۔ یا یہ اقرار کردو۔ کہ یہ احکام ہمارے نزدیک ناجائز ہیں۔ تب پھر انکے ناجائز ہونیکا ثبوت وید سے حوالہ دو۔ غرض تم ہمارے ہاتھ سے کہاں بھاگ سکتے ہو۔ اور یہ جو تم محض شرارت سے بارادہ توہین حضرت خاتم الانبیاءؐ کی نسبت بدزبانی کرتے ہو۔ یہ محض تمہاری بداصلی ہے۔ اپنے پرچہ میں ہی تم نے اسے ایسی اہانت سب پیغمبروں کی نسبت لکھی ہے۔

ہم کو خدا نے یہ شرف بخشا ہے کہ ہم سب پیغمبروں کی تعظیم کرتے ہیں

اور جیسا کہ خدا نے ہم کو فرمایا ہے۔ نجات سب مخلوقات کی اسلام میں سمجھتے ہیں۔ تم کو اگر حضرت خاتم الانبیاءؐ پر کچھ اعتراض ہے۔ تو زبان تہذیب سے وہ اعتراض جو سب سے بھاری ہو تحریر کرکے پیش کرو۔ ہم تحریر کر دیتے ہیں۔ کہ اگر وہ اعتراض تمہارا صحیح ہوا۔ تو ہزار روپیہ (نقد ۱۰۰۰) ہم تم کو دینگے۔ اور تم ایک نوٹ لکھدو کہ اگر وہ اعتراض جھوٹا نکلا۔ تو سو روپیہ بطور جرمانہ تم ہم کو دو گے۔ اور اب اگر ہماری یہ تحریر سُنکر چُپ ہو جاؤ۔ اور اس شرط پر بحث شروع نہ کرو۔ تو ہر ایک منصف سمجھ جائیگا۔ کہ وہ سب توہین تم نے بے ایمانی سے کی تھی۔ اکثر لوگوں کا اکثر قاعدہ ہے کہ آفتاب پر تھوکتے ہیں۔ اور بجھا ہوا چراغ لئے بیٹھے ہو۔ دنیا کو بڑی چیز سمجھ رکھا ہے۔ کہ موت سے ڈرتے نہیں۔ ورنہ ایسے آفتاب کی توہین کرنا جو لمحہ دنیا کا ہے نری حرامزدگی ہے۔ جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے۔ کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت لاف گزاف مارتے ہیں۔ مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دیکر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے۔ وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔ اب ہم نیچے وہ احکام فرقان مجید کے لکھتے ہیں۔ کہ جن میں ہمارا یہ دعویٰ ہے۔ کہ وید میں یہ تمام احکام مندرجہ ہرگز موجود نہیں۔ اسلئے وید ناقص تعلیم ہے۔ اور تم کہتے ہو کہ ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں

اور لعنت اس شخص پر کہ جھوٹا ہے۔

اوّل۔ خدا تعالیٰ کی نسبت جو احکام فرقان مجید کے ہیں۔ خلاصہ آیات کا نیچے لکھتا ہوں۔

(۱) تم خدا کو اپنے جسموں اور روحوں کا ربّ سمجھو۔ جس نے تمہارے جسموں کو بنایا۔ اُسی نے تمہاری روحوں کو پیدا کیا۔ وہی تم سب کا خالق ہے۔ اس بن کوئی چیز موجود نہیں ہوئی۔

(۲) آسمان اور زمین اور سورج اور چاند اور جتنی نعمتیں زمین آسمان میں نظر آتی ہیں۔ یہ کسی عمل کنندہ کے عمل کی پاداش

ممد ومعین ہیں۔ خاوندوں کی حاجت براری کے بارے میں جو عورتوں کی فطرت میں ایک نقصان پایا جاتا ہے جیسے ایامِ حمل اور حیض نفاس میں یہ طریق بابرکت اُس نقصان کا تدارک تام کرتا ہے اور جس حق کا مطالبہ مرد اپنی فطرت کی رُو سے کر سکتا ہے وہ اُسے بخشتا ہے۔ ایسا ہی مرد اور کئی وجوہات اور موجبات سے ایک سے زیادہ بیوی کرنے کیلئے مجبور ہوتا ہے۔ مثلاً اگر مرد کی ایک بیوی تغیرِ عمر یا کسی بیماری کیوجہ سے بدشکل ہو جائے تو مرد کی قوتِ فاعلی جس پر سارا مدار عورت کی کارروائی کا ہے بیکار اور معطل ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر مرد بدشکل ہو تو عورت کا کچھ بھی حرج نہیں کیونکہ کارروائی کی کل مرد کو دیگئی ہے اور عورت کی تسکین کرنا مرد کے ہاتھ میں ہے۔ ہاں اگر مرد اپنی قوتِ مردی میں قصور یا عجز رکھتا ہے تو قرآنی حکم کے رُو سے عورت اُس سے طلاق لے سکتی ہے۔ اور اگر پُوری پُوری تسلی کرنے پر قادر ہو تو عورت یہ عذر نہیں کر سکتی کہ دُوسری بیوی کیوں کی ہے کیونکہ مرد کی ہر روزہ حاجتوں کی عورت ذمہ وار اور کار برار نہیں ہو سکتی۔ اور اس سے مرد کا استحقاق دُوسری بیوی کرنے کے لئے قائم رہتا ہے۔ جو لوگ قوی الطاقت اور متقی اور پارسا طبع ہیں اُن کیلئے یہ طریق نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ بعض اسلام کے مخالف نفس امارہ کی پیروی سے سب کچھ کرتے ہیں مگر اس پاک طریق سے سخت نفرت رکھتے ہیں کیونکہ بوجہ اندرونی بے قیدی کے جو اُن میں پھیل رہی ہے اُن کو اس پاک طریق کی کچھ پروا اور حاجت نہیں۔ اس مقام میں عیسائیوں پر سب سے بڑھ کر افسوس ہے کیونکہ وہ اپنے مُسلّم النبوت انبیاء کے حالات سے آنکھ بند کر کے مسلمانوں پر ناحق دانت پیسے جاتے ہیں۔ بشرم کی بات ہے کہ جن لوگوں کا اقرار ہے کہ حضرت مسیح کے جسم اور وجود کا خمیر اور اصل جڑھ اپنی ماں کی جہت سے وُہی کثرتِ ازدواج ہے جس کی حضرت داؤد (مسیح کے باپ) نے نہ دو نہ تین بلکہ سو بیوی تک نوبت پہنچائی تھی وہ بھی ایک سے زیادہ بیوی کرنا زنا کرنے کی مانند سمجھتے ہیں اور اس پُرخبث کلمہ کا نتیجہ جو حضرت مریم

حوالہ نمبر 12

آگ کو ٹھنڈا کر دینے کی خاصیت اسکے اندر قائم رہےگی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ ایک نہایت ہی لطیف نکتہ ہے جسے نہ سمجھنے کی وجہ سے عیسائی اور ہندو مذہب تباہ ہو گئے اور لاکھوں مسلمان کہلانے والے انسان بھی مایوسی کا شکار ہو گئے۔

(۴۰۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک پر بعض فقرے کثرت کے ساتھ رہتے تھے مثلاً آپ اپنی گفتگو میں اکثر فرمایا کرتے تھے دست در کار دل بایار۔ خدا داری چہ غم داری۔ الاعمال بالنیات۔ انا عند ظن عبدی بی۔ آنچناں شیئی زوند کا آئینہ تپاند۔ گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی۔ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ۔ الطریقۃ کلھا ادب۔ ادب تاجیست از لطف الٰہی۔ بنہ بر سر برو ہر جاکہ خواہی۔

(۴۰۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیئے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اسکے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔

(۴۰۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بچہ نے گھر میں ایک چھپکلی ماری اور پھر اسے مذاقاً مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی چھوٹی اہلیہ پر پھینک دیا جس پر ان کے منہ سے چیخیں نکل گئیں اور چونکہ مسجد کا قرب تھا ان کی آواز مسجد میں بھی سنائی دی۔ مولوی عبدالکریم صاحب جب گھر آئے تو انہوں نے غیرت کے جوش میں اپنی بیوی کو بہت کچھ سخت سست کہا حتی کہ انکی یہ غصہ کی آواز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نیچے اپنے مکان میں بھی سن لی۔ چنانچہ اس واقعہ کے متعلق اسی شب حضرت صاحب کو یہ الہام ہوا کہ "یہ طریق اچھا نہیں۔ اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو" لطیفہ یہ ہوا کہ صبح مولوی صاحب مرحوم تو اپنی اس بات پر شرمندہ تھے۔ اور لوگ انہیں مبارکبادیں دے رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام مسلمانوں کا لیڈر رکھا ہے۔

(۴۰۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک شہادت کے لئے ملتان تشریف لے گئے تو رستہ میں

حوالہ نمبر 13

متفرقات
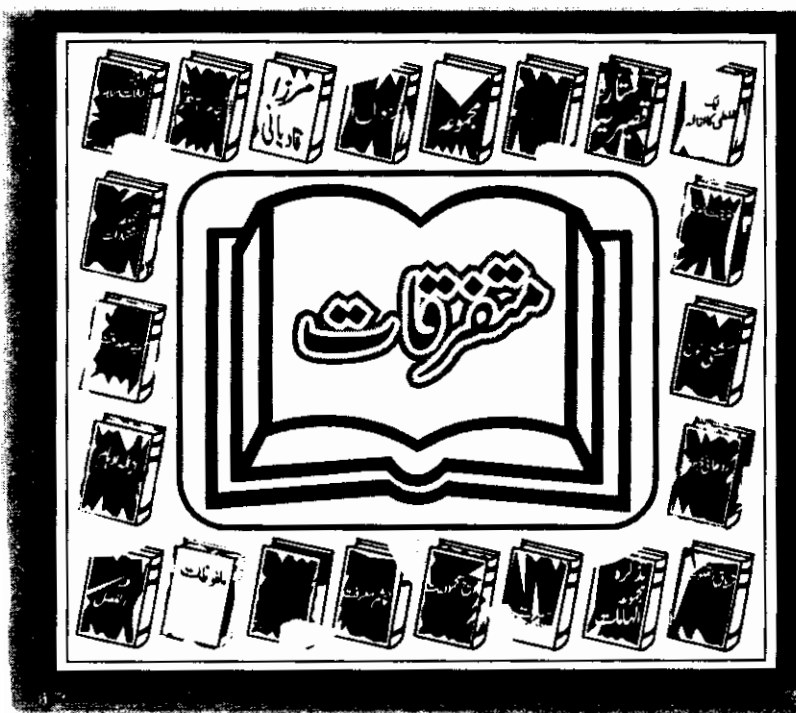
قادیانی کلمہ کی حقیقت

یہ تصویر نائجیریا (افریقہ) میں قادیانیوں کی بڑی عبادت گاہ "احمدیہ سنٹرل ماسک" کی ہے۔ جو قادیانی جماعت کے تیسرے بڑے سربراہ مرزا ناصراحمد کے دورہ افریقہ پر تصویری کتاب "AFRICA SPEAKS" سے لی گئی ہے۔ قادیانیوں کی اس عبادت گاہ پر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی بجائے لا الہ الا اللہ احمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ جس کا ترجمہ ہے "اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' احمد (مرزا غلام احمد قادیانی) اللہ کے رسول ہیں۔" قادیانی کلمہ کی مزید وضاحت مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود کے مندرجہ ذیل اقتباس سے ہو جاتی ہے۔

احمد سے مراد مرزا قادیانی

"اور اس آنے والے (مرزا قادیانی) کا نام جو احمد رکھا گیا ہے' وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمدؐ جلالی نام ہے اور احمد جمالی۔ اور احمد

AFRICA SPEAKS

Published by:
Majlis Nusrat Jahan Tahrik-i-Jadid,
Rabwah — West Pakistan

IMADIYYA CENTRAL MOSQUE

اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کے رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمدؐ بھی ہیں یعنی جامع جلال و جمال ہیں لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیش گوئی مجرو احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے' بھیجا گیا۔"

(ازالہ اوہام ص 673 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 463 از مرزا قادیانی)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ آپ (مرزا قادیانی) اس آیت کا مصداق اپنے آپ کو ہی قرار دیتے ہیں کیونکہ آپ نے اس میں دلیل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ مراد ہوتے تو محمدؐ و احمدؐ کی پیش گوئی ہوتی۔ لیکن یہاں صرف احمد کی پیش گوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اور شخص ہے جو مجرد احمد ہے۔ پس یہ حوالہ صاف طور پر ثابت کر رہا ہے کہ آپ (مرزا قادیانی) احمد تھے بلکہ یہ کہ اس پیش گوئی کے آپ ہی مصداق ہیں۔"

(انوار خلافت ص 37 مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

اس اقتباس کا عکسی فوٹو اس کتاب کے صفحہ نمبر 223 پر ملاحظہ فرمائیں۔

تصویر بولتی ہے

اسرائیل میں نام نہاد مذہبی جماعت (قادیانی جماعت) کی موجودگی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ قادیانی مذہبی نہیں بلکہ ایک خالص سیاسی جماعت ہے۔ یہودی دوسرا بنیا ہے جو کبھی خسارے کا سودا نہیں کرتا۔ اسرائیل نے قادیانیوں کو اپنے نظریاتی ملک میں جو مذہبی آزادی دے رکھی ہے' وہ اس کے اصول اور قواعد و ضوابط کے صریحاً" خلاف ہے۔ قادیانی جماعت یہودی ٹکڑوں پر پلنے والا استعماری پٹھو ہے۔ قادیانیوں اور اسرائیل کے باہمی تعلقات اور روابط کا اندازہ قومی اخبارات میں 22 فروری 85ء کے "یروشلم پوسٹ" کے حوالے سے چھپنے والی اس تصویر سے لگایا جاسکتا ہے' جس میں دو قادیانی مبلغوں کو اسرائیلی صدر کے ساتھ نہایت مودب انداز میں ملاقات کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اس تصویر میں اسرائیل

Friday, November 22, 1985 The Jerusalem Post

Sheikh Sharif Ahmed Amini (centre), the outgoing head of the Ahmediya, an Indian Moslem sect locally based in Haifa, introduces his successor, Sheikh Mohammed Hamid Kawpar, to President Chaim Herzog yesterday at Beit Hanassi. The new leader of the sect, which has 1,200 followers in Israel, brought numerous documents as evidence that the sect is persecuted in Pakistan. The outgoing sheikh, who is returning to India, praised Israel for allowing his sect to enjoy complete religious freedom. (Rahamim Israeli)

میں سبکدوش ہونے والے قادیانی سربراہ شیخ شریف امینی نئے سربراہ شیخ محمد حمید کا اسرائیل کے صدر سے تعارف کروا رہے ہیں۔ اس موقع پر شیخ شریف نے قادیانیوں کو اسرائیل میں مکمل مذہبی آزادی دینے پر اسرائیلی حکومت کی تعریف کی اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ یہ تصویر قادیانیوں کی اسلام دشمنی اور یہودی دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

"یروشلم پوسٹ" کے حوالہ سے شائع ہونے والی تصویر میں اصل عبارت سے قادیانیوں کے اسرائیل کے ساتھ باہمی روابط کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ہندوستان میں بٹالہ کے نزدیک واقع قادیان اور پاکستان میں ربوہ کے بعد ان کا سب سے منظم مرکز اسرائیل کے شہر "حیفا" میں ہے۔ اس وقت بھی جب اسرائیل میں مسلمانوں کا رہنا دوبھر ہے' قادیانیوں کو اسرائیل میں کام کرنے کی پوری آزادی ہے۔ فلسطینی عرب مسلمان آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں اور قادیانی اسرائیلی وزیراعظم' صدر اور میئر وغیرہ سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔ اسرائیل کا مسلمانوں پر ظلم وستم اور قادیانیوں پر اتنی عنایات! آخر کس صیہونی منصوبے کا حصہ ہیں؟

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

صدر ایوب خان مرحوم کے دور میں 1962ء کی قومی اسمبلی میں میاں عبدالخالق مرحوم رکن قومی اسمبلی نے سوال اٹھایا کہ آیا اسرائیل میں کادیانی مشن موجود ہے؟ اس پر اس وقت کے وزیر خارجہ جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے کہا کہ اگر کوئی صاحب اس سلسلہ میں ٹھوس معلومات فراہم کریں تو حکومت پاکستان ان کی مشکور ہوگی۔ اس موقع پر بھٹو صاحب نے یہ بھی بتایا کہ پاکستانی شہری اسرائیل نہیں جاسکتے اور نہ ہی پاکستان سے اسرائیل رقم بھیجی جاسکتی ہے۔ کیونکہ پاکستان کے اسرائیل کے ساتھ سفارتی تعلقات نہیں ہیں۔ چنانچہ میرے والد مولانا تاج محمود مرحوم نے ربوہ لائبریری سے چنیوٹ کے ایک طالب علم پرویز کی معرفت کادیانی جماعت کے بیرونی مشنوں کے متعلق کتابیں منگوائیں۔ ایک کتاب (Our Foreign Mission) آور فارن مشن جو کادیانی جماعت کے زیر اہتمام ربوہ میں چھپی تھی اس کے صفحہ 97 پر کادیانی جماعت کے اسرائیل میں حیفہ کے مقام پر کادیانی مشن کی تفصیلات کا ذکر موجود ہے۔ میرے والد گرامی نے وزیر خارجہ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کو بذریعہ ٹیلی گرام یہ دستاویزی ثبوت بہم پہنچائے۔ بعد ازاں آغا شورش کاشمیری نے اپنے جریدہ ہفت روزہ چٹان لاہور میں اس کتاب کی تحریر کے فوٹو شائع کیے۔ اس طرح پہلی مرتبہ یہ بات منظر عام پر آئی۔ اسرائیل میں کادیانی مشن کی بابت تفصیلات کا عکس ملاحظہ فرمائیں۔۔۔۔ یہ کتاب مرزا غلام احمد کے پوتے مرزا مبارک احمد کی تصنیف کردہ ہے۔

OUR FOREIGN MISSIONS

A brief Account of the Ahmadiyya Work to push Islam in various parts of the World

A TABSHIR BOOK

MIRZA MUBARAK AHMAD

ISRAEL MISSION

The Ahmadiyya Missaon in Israel is situated in Haifa at Mount Karmal. We have a mosque there, a Mission House, a library, a book depot, and a school. The mission also brings out a monthly. entitled *Al-Bushra* which is sent out to thirty different countries accessible through the medium of Arabic. Many works of the Promised Massih have been translated into Arabic through this mission.

In many ways this Ahmadiyya Mission has been deeply affected by the Partition of what formerly was called Palestine. The small number of Muslims left in Israel derive a great deal of strength from the presence of our mission which never misses a chance of being of service to them. Some time ago, our missionary had an interview with the Mayor of Haifa, when during the discussion on many points, he offered to build for us a school at Kababeer, a village near Haifa, where we have a strong and well-established Ahmadiyya community of Palestinian Arabs. He also promised that he would come to see our missionary at Kababeer, which he did later, accompanied by four notables from Haifa. He was duly received by members of the community, and by the students of our school, a meeting having been held to welcome the guests. Before his return he entered his impressions in the Visitors' Book.

Another small incident, which wonld give readers some idea of the position our mission in Israel occupies, is that in 1956 when our missionary Choudhry Muhammad Sharif, returned to the Headquarters of the movement in Pakistan, the President of Israel sent word that he (our missionary) should she him before embarking on the journey back: Choudhry Muhammad Sharif utilized the opportunity to present a copy of the German translation of the Holy Quran to the President, which he gladly accepted. This interview and what transpired at it was widely reported in the Israeli Press, and a brief account was also broadcast on the radio.

(OUR FOREIGN MISSIONS)
(by Mirza Mubarak Ahmad)

ترجمہ ــــ "احمدیہ مشن اسرائیل میں حیفہ (ماؤنٹ کرمل) کے مقام پر واقع ہے اور وہاں ہماری ایک مسجد' ایک مشن ہاؤس' ایک لائبریری' ایک بک ڈپو اور ایک سکول موجود ہے۔ ہمارے مشن کی طرف سے "البشریٰ" کے نام سے ایک ماہانہ عربی رسالہ جاری ہے جو تیس مختلف ممالک میں بھیجا جاتا ہے۔ مسیح موعود کی بہت سی تحریریں اس مشن نے عربی میں ترجمہ کی ہیں۔ فلسطین کے تقسیم ہونے سے یہ مشن کافی متاثر ہوا۔ چند مسلمان جو اس وقت اسرائیل میں موجود ہیں ہمارا مشن ان کی ہر ممکن خدمت کر رہا ہے اور مشن کی موجودگی سے ان کے حوصلے بلند ہیں۔ کچھ عرصہ قبل ہمارے مشنری کے لوگ حیفہ کے میئر سے ملے اور ان سے گفت و شنید کی۔ میئر نے وعدہ کیا کہ احمدیہ جماعت کے لیے کبابیر میں حیفہ کے قریب وہ ایک سکول بنانے کی اجازت دے دیں گے۔ یہ علاقہ ہماری جماعت کا مرکز اور گڑھ ہے۔ کچھ عرصہ بعد میئر صاحب ہماری مشنری دیکھنے کے لیے تشریف لائے۔ حیفہ کے چار معززین بھی ان کے ہمراہ تھے۔ ان کا پروقار استقبال کیا گیا' جس میں جماعت کے سرکردہ ممبر اور سکول کے طالب علم بھی موجود تھے۔ ان کی آمد کے اعزاز میں ایک جلسہ بھی منعقد ہوا' جس میں انہیں سپاس نامہ پیش کیا گیا۔ واپسی سے پہلے میئر صاحب نے اپنے تاثرات مہمانوں کے رجسٹر میں بھی تحریر کیے۔ ہماری جماعت کے موثر ہونے کا ثبوت ایک چھوٹے سے مندرجہ ذیل واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ 1956ء میں جب ہمارے مبلغ چودھری محمد شریف صاحب ربوہ پاکستان واپس تشریف لا رہے تھے اس وقت اسرائیل کے صدر سے ہماری مشنری کو پیغام بھیجا کہ چودھری صاحب روانگی سے پہلے صدر صاحب سے ملیں۔ موقع سے فائدہ اٹھا کر چودھری صاحب نے ایک قرآن حکیم کا نسخہ جو جرمن زبان میں تھا صدر محترم کو پیش کیا۔ جس کو خلوص دل سے قبول کیا گیا۔ چودھری صاحب کا صدر صاحب سے انٹرویو اسرائیل کے ریڈیو سے نشر

کیا گیا اور ان کی ملاقات کو اخبارات میں جلی سرخیوں سے شائع کیا گیا"۔

"لندن سے شائع ہونے والی کتاب "اسرائیل اے پرو فائل"
(ISRAEL
A PROFILE) میں انکشاف کیا گیا ہے کہ حکومت اسرائیل نے اپنی فوج میں پاکستانی قادیانیوں کو بھرتی ہونے کی اجازت دے دی ہے۔ یہ کتاب پولٹیکل سائنس کے ایک یہودی پروفیسر آئی۔ نوبائی نے لکھی ہے اور اسے ادارہ پال مال' لندن نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ "1972ء تک اسرائیلی فوج میں چھ سو پاکستانی کادیانی شامل ہو چکے ہیں"۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور صفحہ 5' 29 دسمبر 1975ء)

مندرجہ بالا کرب انگیز انکشاف پر اہل فکر تشویش کا اظہار کر رہے تھے کہ قومی اسمبلی کے فاضل رکن ظفر احمد انصاری صاحب نے ایک ہفت روزہ کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا کہ وہ آئندہ اجلاس میں اس مسئلے کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں ــــ اس سوال کے جواب میں کہ اسرائیلی فوج میں احمدیوں کی موجودگی ایک خوفناک انکشاف ہے' یہودیوں اور احمدیوں میں اس تعاون کی کیا تفصیل ہے اور آپ اسے پاکستان کی قومی اسمبلی میں کیوں زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا۔

پاکستان مسلم مملکت ہے اور یہودی ہر مسلم مملکت کو نیست و نابود کرنے کا عہد کر چکے ہیں۔ وہ اس کے لیے ہر ذریعے اور ہر واسطے کو استعمال میں لا رہے ہیں۔ ان کے آلہ کار بننے والوں میں یہ مرزائی یا کادیانی بھی شامل ہیں جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں۔ اسرائیل یہودی صیہونیت کا ہتھیار ہے۔ جس کے ذریعے یہودی عالم اسلام کو زیر کرنا چاہتے ہیں ــــ 1972ء تک اسرائیل میں موجود "احمدیوں" کی تعداد چھ سو تھی جن پر اسرائیلی فوج میں "خدمت" کے دروازے کھول دیے گئے تھے۔ یہ تفصیل پولٹیکل سائنس کے یہودی پروفیسر آئی۔ نوبائی کی کتاب (ISRAEL

(A PROFILE کے صفحہ 75 پر موجود ہے۔ یہ کتاب پال مال لندن 1972ء میں چھپی ہے۔ دلچسپ چیز یہ ہے کہ اس کتاب کے صفحہ 54 پر صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ عربوں پر یہ پابندی اب بھی قائم ہے کہ وہ کسی سرسبز گاؤں میں نہیں رہ سکتے اور اسرائیلی فوج میں بھرتی بھی نہیں ہوسکتے۔ اس کتاب کے صفحہ 75 پر یہ بھی موجود ہے کہ یہ "احمدی" پاکستان سے ہیں اور مسلمان بالخصوص پاکستانی مسلمان کے لیے یہ بات یوں بھی انتہائی افسوس کا موجب ہے کہ ان احمدیوں کو پاکستانی قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے بھی یہ تحریک التوا کے ذریعہ اسے پاکستان کے مقتدر ترین ایوان میں زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔

○ اب اسرائیل سے احمدیوں کے گٹھ جوڑ کی مصدقہ کہانی خود ان کے رسائل و جرائد سے حاضر ہے۔ ان شرمناک سرگرمیوں اور استحصالی ہتھکنڈوں کا سلسلہ تو بہت پرانا اور طویل ہے۔ تاہم چند واقعات ملاحظہ کریں۔ تحریک جدید کے مبلغ فلسطین رشید احمد چغتائی اسرائیل سے پاکستان ارسال کردہ ماہ اگست تا اکتوبر 1948ء اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔

> "فلسطین کے شہر صور اپنے حیفا کے احمدی بھائیوں تک پہنچنے کے سلسلہ میں گیا۔ جہاں فلسطینی پناہ گزینوں میں تبلیغ کی۔ احمدی بھائیوں کی خواہش پر دو یوم قیام رہا۔ تبلیغ کے علاوہ ان کی تربیت کے لیے بھی وقت صرف کیا۔ یہاں 29 کس کو تبلیغ کی۔ ایک شخص سے خاص طور پر تبادلہ خیالات دو روز تک چار سے چھ گھنٹے تک ہوتا رہا۔ انہیں بعض کتب بھی مطالعہ کے لیے دی گئیں"۔

(اخبار "الفضل" 12 مارچ 1949ء)

تاریخی حقائق

اسرائیل مشن کے بارے میں کادیانیوں کا یہی موقف رہا ہے۔ یہ مشن کادیان

(بھارت) کے ماتحت ہیں۔ حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ ربوہ (پاکستان) کادیانیوں کا ہیڈ کوارٹر ہے اور کادیانی جماعت کی تمام تنظیمیں اسی مرکز سے وابستہ ہیں اور اسی کے زیر انتظام چلتی ہیں۔ کادیانی اپنے نام نہاد اور جعلی نبی کی طرح جھوٹ بولنے میں ماہر ہیں۔ اسرائیل میں کادیانی مشن کی موجودگی اور کادیانیوں کے اسرائیل کی حکومت کے ساتھ سفارتی تعلقات اور روابط کی قلعی تاریخی دستاویزات اور حقائق سے کھل جاتی ہے۔

● ربوہ کی تحریک جدید کے سالانہ بجٹ 67 - 1966ء سے ثابت ہوتا ہے کہ اسرائیل میں جماعت احمدیہ کا مشن کس کے زیر اہتمام چل رہا ہے؟ اس بجٹ کے صفحہ 25 کا فوٹو سٹیٹ ملاحظہ فرمائیں اور فیصلہ کریں کہ کادیانی اپنے موقف میں سچے ہیں یا جھوٹے۔

تفصیل آمد و خرچ مشنہائے بیرون

(۱۲)

حیفا

(اسرائیل پونڈ
[illegible]

آمد

بجٹ ۶۶-۶۷	بجٹ ۶۵-۶۶	اصل موصول ۶۴-۶۵	نام مدات	شمار
۱,۳۵۰	۱,۳۵۰		چندہ تحریک جدید	۱
۱,۶۰۰	۱,۶۰۰		ہ عام وصیہ آمد	۲
۱۰۰	۱۰۰		زکوٰۃ	۳
		۳,۴۰۰	عید فنڈ	۴
۱۲۵	۱۲۵		فطرانہ	۵
۱۲۵	۱۲۵		متفرق	۶
۳,۴۰۰	۳,۴۰۰	۳,۴۰۰	میزان آمد	

خرچ

عملہ

بجٹ ۶۶-۶۷	بجٹ ۶۵-۶۶	اصل اخراجات ۶۴-۶۵	نام مدات	شمار
۹۶۲	۹۶۲	۹۶۲	مرکزی مبلغین ۱	۱
				۲
۹۶۲	۹۶۲	۹۶۲	میزان عملہ	

سائر

بجٹ ۶۶-۶۷	بجٹ ۶۵-۶۶	اصل موصول ۶۴-۶۵	نام مدات	شمار
۳۰	۳۰		اشاعت لٹریچر	۱
۶۰	۶۰		تبلیغی مجالس و عیدین	۲
۲۰	۲۰		دورے و سفر خرچ	۳
۵۰	۵۰		مہمان نوازی	۴
			کرایہ مکان فرنیچر	۵
-	-	۱,۰۹۵	بجلی، پانی، گیس وغیرہ	۶
۱۵	۱۵		سٹیشنری	۷
۵۰	۵۰		ڈاک تار و ٹیلیفون	۸
۵۰	۵۰		کتب و اخبارات	۹
۵۰	۵۰		متفرق	۱۰
۶۰۰	۶۰۰		اخراجات رسالہ البشریٰ	۱۱
۱,۰۹۵	۱,۰۹۵	۱,۰۹۵	میزان سائر	
۲,۰۵۷	۲,۰۵۷	۲,۰۵۷	کل خرچ عملہ و سائر	
۱,۳۴۳	۱,۳۴۳	۱,۳۴۳	ریزرو مرکزی	
۳,۴۰۰	۳,۴۰۰	۳,۴۰۰	کل میزان	

خلاصہ

آمد	۳,۴۰۰
خرچ	۳,۴۰۰
خالص	-

(احمدیہ تحریک جدید کے سالانہ بجٹ 67-1966ء کے صفحہ 25 کا عکس)

اکھنڈ بھارت
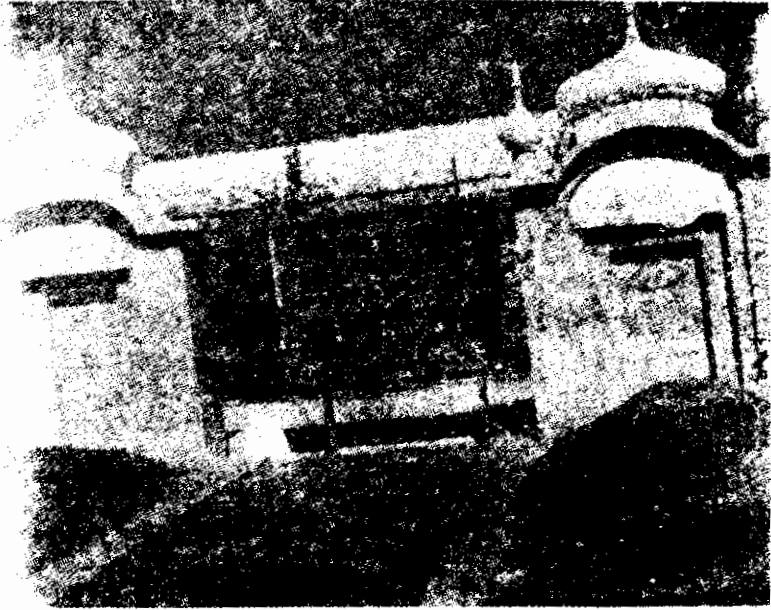
یہ تصویر پاکستان میں قادیانیوں کے مرکز ربوہ (ضلع جھنگ) کے قادیانی قبرستان میں نصرت جہاں بیگم (مرزا قادیانی کی بیوی) اور مرزا بشیر الدین محمود کی بیوی کی قبروں کی ہیں جن پر مرزا بشیر الدین محمود کے حسب ذیل فرمودات کا بورڈ آویزاں ہے۔

"ارشاد حضرت خلیفہ المسیح ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

"جماعت کو نصیحت ہے کہ جب بھی ان کو توفیق ملے' حضرت ام المومنین (مرزا قادیانی کی بیوی) اور دوسرے اہل بیت (مرزا قادیانی کے گھر والے) کی نعشوں کو مقبرہ بہشتی قادیان میں لے جا کر دفن کریں' چونکہ مقبرہ بہشتی کا قیام اللہ تعالیٰ کے الہام سے ہوا ہے۔ اس میں حضرت ام المومنین اور خاندان حضرت مسیح موعود کے دفن کرنے کی پیشگوئی ہے' اس لیے یہ بات فرض کے طور پر ہے'

جماعت کو اسے کبھی نہیں بھولنا چاہیے۔"

ایک اور موقع پر مرزا بشیرالدین محمود نے کہا تھا کہ

"ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہو جائیں"

(روزنامہ الفضل قادیان 17 مئی 1947ء)

باؤنڈری کمیشن میں قادیانیوں کا موقف

صاحبزادہ طارق محمود اپنی شہرہ آفاق کتاب "قادیانیت کا سیاسی تجزیہ" میں لکھتے ہیں۔

"قادیانی جماعت کی بھرپور مخالفت کے باوجود جب ہندوستان کی تقسیم ناگزیر ہو گئی اور پاکستان کا قیام ممکن نظر آنے لگا تو قادیانیوں نے پاکستان کی جغرافیائی صورت کو نقصان پہنچانے کی بھیانک کوشش کی۔ کشمیر اپنی تاریخی ہیئت اور جغرافیائی محل وقوع کے اعتبار سے پاکستان کا حصہ ہونا چاہیے تھا۔ چونکہ پاکستان میں بہنے والے سارے دریاؤں کا منبع اور سرچشمہ کشمیر ہے' بھارت ہمارے دریاؤں کا پانی بند کر کے ہمارے سرسبز کھیتوں اور لہلہاتی فصلوں کو تباہ کر سکتا تھا۔ کشمیر اور پاکستان مذہبی' سیاسی اور ثقافتی نکتہ نظر سے بھی ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم تھے۔ اس لیے قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ حد بندی کمیشن جن دنوں بھارت اور پاکستان کی حد بندی کی تفصیلات طے کر رہا تھا' کانگریس اور مسلم لیگ کے نمائندے اپنا اپنا موقف بیان کر رہے تھے۔ مسلم لیگ کی طرف سے سر ظفراللہ خان قادیانی وکالت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ باؤنڈری کمیشن اس وقت ورطہ حیرت میں پڑ گیا' جب جماعت احمدیہ کی طرف سے الگ میمورنڈم (محضرنامہ) پیش کیا گیا' جس میں قادیانی جماعت نے اپنے بانی مولد و مرکز قادیان کو ویٹیکن سٹی (Vitigen City) قرار دینے کا مطالبہ کیا۔

○ جماعت احمدیہ کے میمورنڈم میں قادیانیوں کے علیحدہ مذہب' سول و

فوجی ملازمین کی مبالغہ آمیز تعداد' کیفیت اور آبادی کی تفصیلات درج ہیں۔ گزشتہ چند برس پہلے حکومت پاکستان کی طرف سے شائع ہونے والی کتاب (Partition Of The Punjab) جلد 1' ص 428-469 میں قادیانی عرضداشت اور اس کی جملہ تفصیلات موجود ہیں۔

قادیانی جماعت نے ریڈ کلف کمیشن کو اپنا نقشہ بھی پیش کیا' جس میں قادیانیوں کی آبادی کو مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر کیا گیا۔ جماعت احمدیہ نے یہ نقشہ 1940ء میں تیار کیا تھا۔ حد بندی کمیشن کو الگ میمورنڈم پیش کرنے کا افسوسناک پہلو یہ تھا کہ قادیانی جماعت کا مقتدر رہنما ظفر اللہ خان ایک طرف تو کمیشن کے سامنے پاکستان کیس کی وکالت کر رہا تھا' جبکہ دوسری طرف اس کی جماعت کی طرف سے الگ میمورنڈم پیش کیا جا رہا تھا--- قادیانیوں کا City Vitigen کا مطالبہ تو تسلیم نہ کیا گیا' البتہ باؤنڈری کمیشن نے احمدیوں کے محضر نامہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے احمدیوں کو مسلمانوں سے خارج کر کے گورداسپور کو مسلم اقلیت کا ضلع قرار دے کر اس کے اہم علاقے بھارت میں شامل کر دیے۔ اس طرح نہ صرف گورداسپور کا ضلع پاکستان سے گیا بلکہ بھارت کو کشمیر ہڑپ کر لینے کی راہ میسر آگئی۔ نتیجتاً کشمیر پاکستان سے کٹ گیا۔

مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ برصغیر پاک و ہند کی تقسیم میں قادیانی جماعت کے منافقانہ کردار کا پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

○ "چنانچہ سید میر نور احمد سابق ڈائریکٹر تعلقات عامہ اپنی یادداشتوں: "مارشل لا سے مارشل لا تک" میں اس واقعہ کو یوں تحریر کرتے ہیں:

"لیکن اس سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ ایوارڈ پر ایک مرتبہ دستخط ہونے کے بعد ضلع فیروزپور کے متعلق' جس میں 17 اور 19 اگست کے درمیانی عرصہ میں ردوبدل کیا گیا اور ریڈ کلف سے ترمیم شدہ ایوارڈ حاصل کیا گیا۔

کیا ضلع گورداسپور کی تقسیم اس ایوارڈ میں شامل تھی جس پر ریڈ کلف نے 8 اگست کو دستخط کیے تھے یا ایوارڈ کے اس حصہ میں بھی ماؤنٹ بیٹن نے نئی ترامیم کرائی؟ افواہ یہی ہے اور ضلع فیروز پور والی فائل سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔
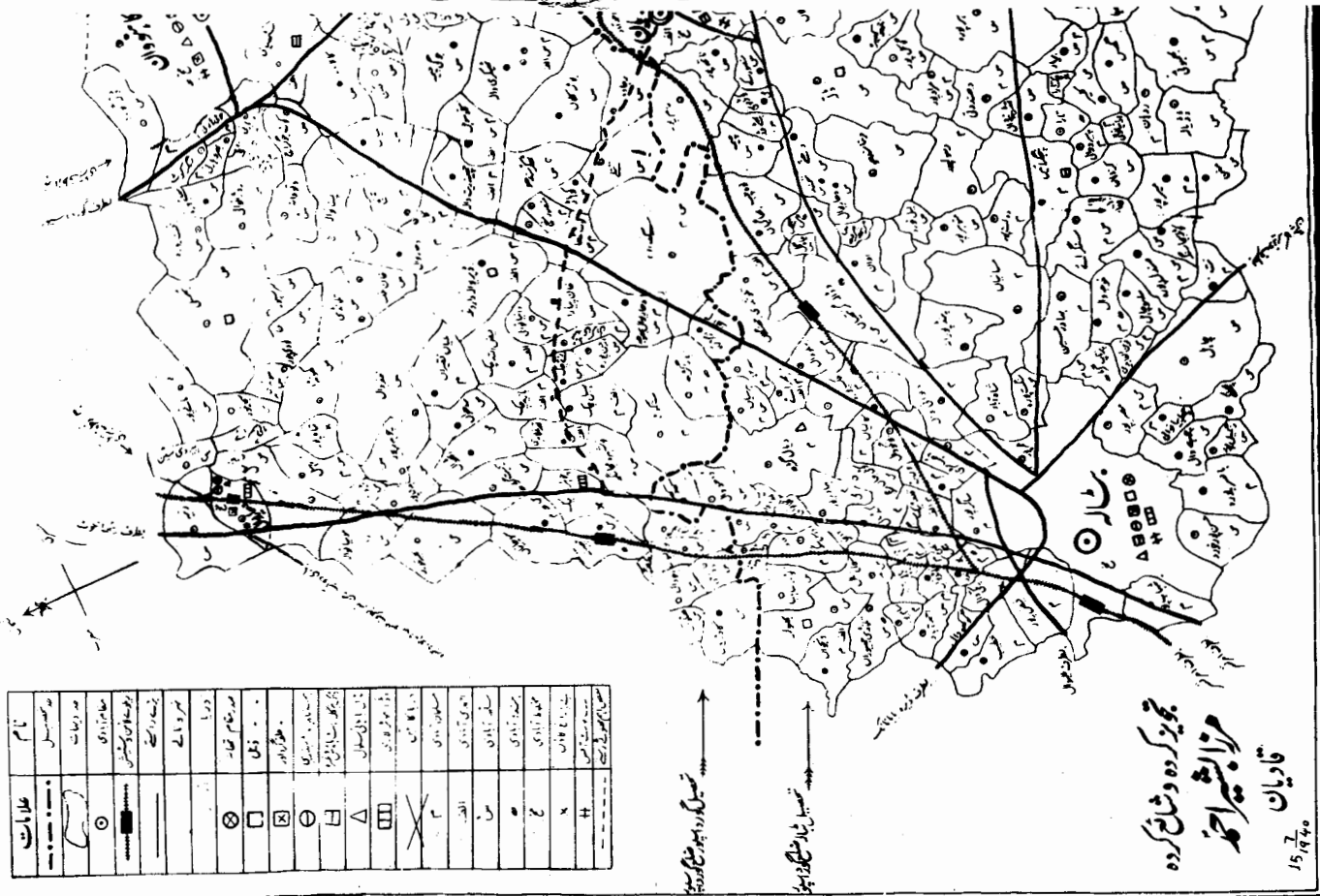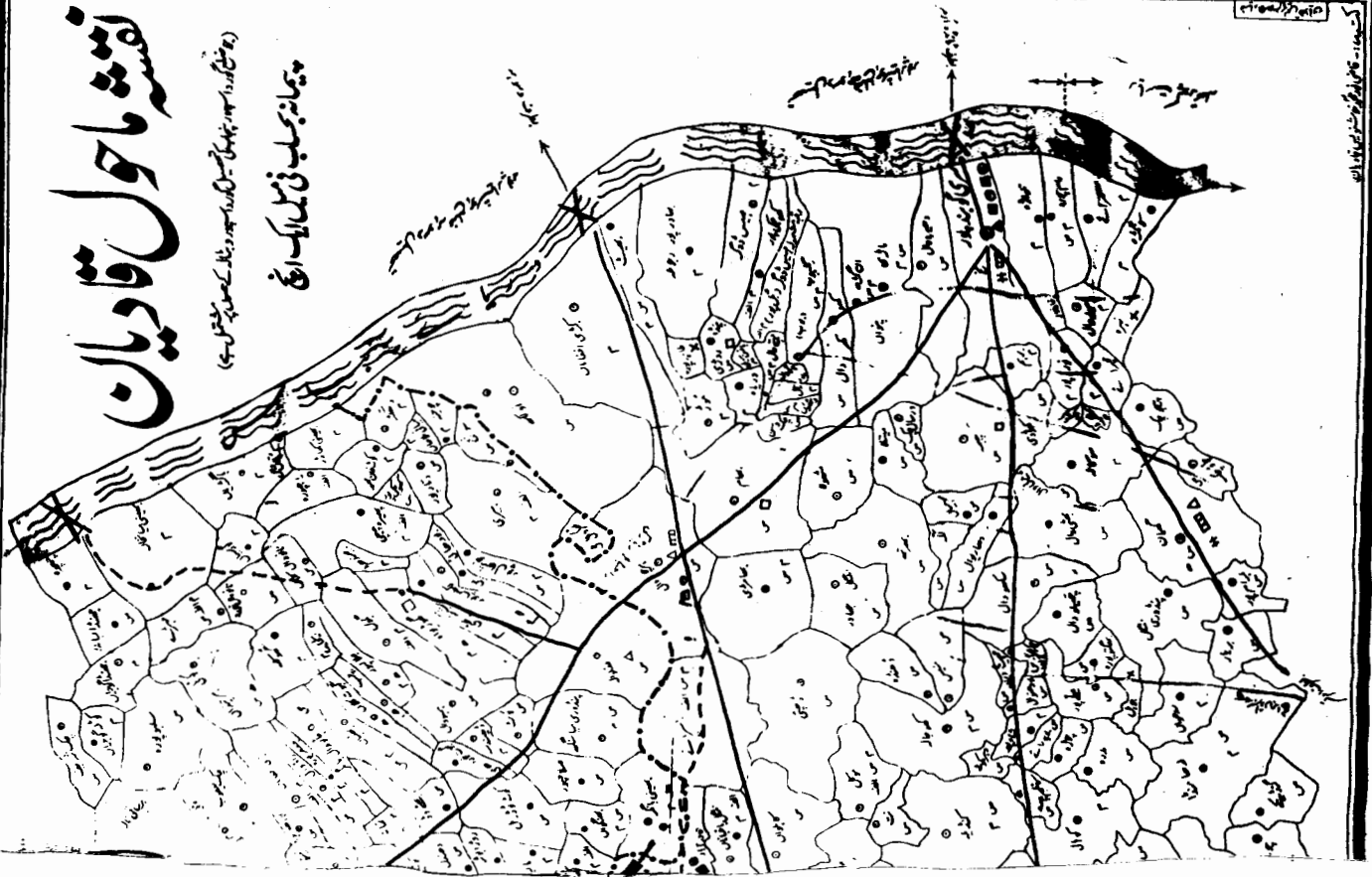
اگر ایوارڈ کے ایک حصہ میں ناجائز طریق پر ردوبدل ہو سکتی تھی تو دوسرے حصوں کے متعلق بھی یہ شبہ پیدا ہوتا ہے۔ پنجاب حد بندی کمیشن کے مسلمان ممبروں کا تاثر ریڈ کلف کے ساتھ آخری گفتگو کے بعد یہی تھا کہ گورداسپور' جو بہرحال مسلم اکثریت کا ضلع تھا' قطعی طور پر پاکستان کے حصے میں آرہا ہے' لیکن جب ایوارڈ کا اعلان ہوا تو نہ ضلع فیروز پور کی تحصیلیں پاکستان میں آئیں اور نہ ضلع گورداسپور (ماسوا تحصیل شکر گڑھ) پاکستان کا حصہ بنا۔ کمیشن کے سامنے وکلاء کی بحث کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ کمیشن کے سامنے کشمیر کے نقطہ نگاہ سے ضلع گورداسپور کی تحصیل پٹھان کوٹ کی اہمیت کا کوئی ذکر آیا تھا یا نہیں۔ غالباً نہیں آیا تھا' کیونکہ یہ پہلو کمیشن کے نقطہ نگاہ سے قطعاً" غیر متعلق تھا۔ ممکن ہے ریڈ کلف کو اس نقطے کا کوئی علم ہی نہ ہو' لیکن ماؤنٹ بیٹن کو معلوم تھا کہ تحصیل پٹھانکوٹ کے ادھر ادھر ہونے سے کن احکامات کے راستے کھل سکتے ہیں اور جس طرح وہ کانگریس کے حق میں ہر قسم کی بے ایمانی کرنے پر اتر آیا تھا' اس کے پیش نظر یہ بات ہرگز بعید از قیاس نہیں کہ ریڈ کلف عواقب اور نتائج کو پوری طرح سمجھا ہی نہ ہو اور اس پاکستان دشمنی کی سازش میں کردار اعظم ماؤنٹ بیٹن نے ادا کیا ہو

ضلع گورداسپور کے سلسلے میں ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے۔ اس کے متعلق چودھری ظفر اللہ خان' جو مسلم لیگ کی وکالت کر رہے تھے' خود بھی ایک افسوسناک حرکت کر چکے تھے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کا نقطہ نگاہ عام مسلمانوں سے (جن کی نمائندگی مسلم لیگ کر رہی تھی) جداگانہ حیثیت میں پیش کیا۔ جماعت احمدیہ کا نقطہ نگاہ بے شک یہی تھا کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا پسند کریں گی' لیکن جب سوال یہ تھا کہ مسلمان ایک طرف اور باقی سب دوسری طرف تو کسی جماعت کا اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر کرنا مسلمانوں کی عددی قوت کو کم ثابت کرنے کے مترادف تھا۔ اگر جماعت احمدیہ یہ حرکت نہ کرتی تب بھی ضلع گورداسپور کے متعلق شاید فیصلہ وہی ہوتا جو ہوا' لیکن یہ حرکت اپنی جگہ بہت عجیب تھی۔"

(روزنامہ "مشرق" 3 فروری 1964ء)

اب اس سلسلہ میں خود حد بندی کمیشن کے ایک ممبر جسٹس منیر کا ایک

حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

"اب ضلع گورداسپور کی طرف آیئے۔ کیا یہ مسلم اکثریت کا علاقہ نہیں تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ضلع میں مسلم اکثریت بہت معمولی تھی' لیکن پٹھانکوٹ تحصیل اگر بھارت میں شامل کر دی جاتی تو باقی ضلع میں مسلم اکثریت کا تناسب خود بخود بڑھ جاتا۔

مزید برآں مسلم اکثریت کی تحصیل شکر گڑھ کو تقسیم کرنے کی مجبوری کیوں پیش آئی۔ اگر اس تحصیل کو تقسیم کرنا ضروری تھا تو دریائے راوی کی قدرتی سرحد یا اس کے ایک معاون نالے کو کیوں نہ قبول کیا گیا' بلکہ اس مقام سے اس نالے کے مغربی کنارے کو سرحد قرار دیا گیا' جہاں یہ نالہ ریاست کشمیر سے صوبہ پنجاب میں داخل ہوتا ہے۔ کیا گورداسپور کو اس لیے بھارت میں شامل کیا گیا کہ اس وقت بھی بھارت کو کشمیر سے منسلک رکھنے کا عزم و ارادہ تھا۔

اس ضمن میں' میں ایک بہت ناگوار واقعہ کا ذکر کرنے پر مجبور ہوں۔ میرے لیے یہ بات ہمیشہ ناقابل فہم رہی ہے کہ احمدیوں نے علیحدہ نمائندگی کا کیوں اہتمام کیا۔ اگر احمدیوں کو مسلم لیگ کے موقف سے اتفاق نہ ہوتا تو ان کی طرف سے علیحدہ نمائندگی کی ضرورت ایک افسوسناک امکان کے طور پر سمجھ میں آسکتی تھی۔ شاید وہ علیحدہ ترجمانی سے مسلم لیگ کے موقف کو تقویت پہنچانا چاہتے تھے' لیکن اس سلسلہ میں انہوں نے شکر گڑھ کے مختلف حصوں کے لیے حقائق اور اعداد و شمار پیش کیے۔ اس طرح احمدیوں نے یہ پہلو اہم بنا دیا کہ نالہ بھین اور نالہ بسنتر کے درمیانی علاقہ میں غیر مسلم اکثریت میں ہیں اور اسی دعوئٰ کے لیے دلیل میسر کر دی کہ اگر نالہ اجھ اور نالہ بھین کا درمیانی علاقہ از خود بھارت کے حصہ میں آجائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ علاقے ہمارے (پاکستان) کے حصے میں آگیا ہے' لیکن گورداسپور کے متعلق احمدیوں نے اس وقت ہمارے لیے سخت مخمصہ پیدا کر دیا۔

(روزنامہ "نوائے وقت" 7 جولائی 1964ء)

("قادیانیوں کے عقائد اور عزائم" ص 56 تا 59 از مولانا تاج محمود")

○ 1953ء کی تحریک ختم نبوت کے متعلق حالات و واقعات کی تحقیقات کرنے والی عدالت میں باؤنڈری کمیشن کے سامنے قادیانی جماعت کی دوغلی پالیسی کا کردار سامنے آیا تھا۔ قادیانیوں نے اس الزام کے جواب میں واقعات کا سرے سے انکار کیا تھا۔ حد یہ کہ تحقیقاتی عدالت کے ایک رکن چیف جسٹس منیر نے قادیانیوں کی صفائی میں قادیانیوں سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا اور بڑے تند و تیز لہجے میں الزام عاید کرنے والوں کا استخفاف کیا تھا لیکن دس گیارہ برس کے بعد منیر صاحب کو ہوش آیا یا شاید حالات نے ثابت کر دکھایا کہ جماعت احمدیہ پر لگائے گئے الزامات بے بنیاد نہ تھے' بلکہ وہ حقائق پر مبنی تھے۔

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

○ ان حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ سر ظفراللہ خان نے تقسیم کے عمل میں کس قدر گھناؤنا کردار ادا کیا۔ روزنامہ مشرق کے ایک اداریہ سے قادیانی جماعت کے راہنما چوہدری ظفراللہ خان کے منافقانہ کردار اور خبث باطنی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

"بھارت کے مشہور اخبار "ہندوستان ٹائمز" میں بھارت کے سابق کمشنر سری پرکاش کی قسط وار خودنوشت سوانح عمری چھپ رہی ہے۔ جس میں انہوں نے پاکستان کے سابق وزیر خارجہ اور عالمی عدالت کے جج سر ظفراللہ کے بارے میں لکھا ہے کہ 1947ء میں انہوں نے قائداعظم محمد علی جناح کو بیوقوف قرار دیا تھا اور کہا تھا کہ اگر پاکستان بن گیا تو اس سے ہندوؤں سے زیادہ مسلمانوں کو نقصان پہنچے گا۔" مسٹر سری پرکاش نے مزید لکھا ہے کہ "کچھ عرصہ بعد جب کراچی میں سر ظفر اللہ خان سے ملاقات ہوئی اور میں نے ان سے پوچھا کہ اب قائداعظم اور پاکستان کے بارے میں کیا خیال ہے تو انہوں نے کہا "میرا جواب اب بھی وہی ہے جو پہلے دن تھا۔"

(روزنامہ مشرق لاہور 15 فروری 1964ء)

تقسیم ہند کے وقت مسلمان 51 فیصد تھے' ہندو 49 فیصد قادیانی 2 فیصد۔ جب یہ مسلمانوں سے علیحدہ ہوگئے تو مسلمان 51 کی بجائے 49 فیصد ہوگئے۔ اس سے

گورداسپور جاتا رہا اور کشمیر کا مسئلہ پیدا ہو گیا۔

سپریم کورٹ آف پاکستان کا تاریخ ساز فیصلہ

7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے تقریباً" 14 روز کی علمی بحث کے بعد متفقہ طور پر قادیانیوں کو ان کے کفریہ عقائد کی بنا پر غیر مسلم قرار دے دیا۔ اسمبلی میں قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر احمد کو مکمل صفائی کا موقع فراہم کیا گیا۔ ان دنوں ذوالفقار علی بھٹو پاکستان کے وزیر اعظم تھے۔ ان کے بعد صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے 26 اپریل 1984ء کو امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا۔ جس میں قادیانیوں کو شعائر اسلامی استعمال کرنے اور خود کو مسلمان ظاہر کرنے پر پابندی لگا دی گئی۔ قادیانیوں نے اس قانون کی صریحاً" خلاف ورزی کی اور آئین شکنی پر اتر آئے جس پر قادیانیوں کے خلاف مقدمات' سول عدالتوں سے ہائی کورٹوں تک پہنچے۔ چاروں صوبوں کی ہائی کورٹس نے بھی قادیانیوں کے کفریہ عقائد پر مہر تصدیق ثبت کی۔ قادیانیوں نے ہائی کورٹوں کے ان فیصلوں کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپلیں دائر کیں۔ جوں جوں ہائی کورٹوں میں ان کے خلاف فیصلے ہوتے گئے' قادیانی سپریم کورٹ سے رجوع کرتے گئے۔ 1992ء تک ان اپیلوں کی تعداد آٹھ ہو گئی۔

جولائی 1993ء میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس جناب جسٹس محمد افضل ظلہ نے ان اپیلوں کی سماعت کے لیے پانچ رکنی بنچ تشکیل دیا۔ جو جسٹس شفیع الرحمٰن' جسٹس عبدالقدیر چوہدری' جسٹس محمد افضل لون' جسٹس ولی محمد خاں اور جسٹس سلیم اختر پر مشتمل تھا۔ سپریم کورٹ کے اس بنچ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے کفریہ عقائد پر تاریخ ساز فیصلہ دیا جو پڑھنے کے لائق ہے۔

اس فیصلہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں قادیانیوں کے کفریہ عقائد پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور آخر میں جج صاحبان اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ہر

قادیانی اپنے کفریہ عقائد کی بنا پر "سلمان رشدی" کی طرح ہے۔

ذیل میں اس فیصلہ کے چند اقتباسات دیئے جا رہے ہیں جو اس فیصلہ کی روح ہیں' ملاحظہ فرمائیں۔

"سادہ الفاظ میں جو لوگ دوسروں کو دھوکا دیتے ہیں' ان کی حوصلہ شکنی کی جانی چاہیے' خواہ ان کی حرکت سے پہنچنے والے نقصان کی مالیت چند کوڑیوں کے برابر ہو۔ ہمارے ہاں قائداعظم اور اس کے مماثل لقب کی حفاظت کے لیے قانون وضع کیا گیا ہے جسے کسی حلقے نے چیلنج نہیں کیا۔ بہرحال پاکستان جیسی نظریاتی ریاست میں اپیل کنندگان (قادیانی) جو کہ غیر مسلم ہیں' اپنے عقیدہ کو اسلام کے طور پر پیش کرکے دھوکہ دینا چاہتے ہیں؟ یہ بات خوش آئند اور لائق تحسین ہے کہ دنیا کے اس خطے میں عقیدہ آج بھی مسلمان کے لیے سب سے قیمتی متاع ہے' وہ ایسی حکومت کو ہرگز برداشت نہیں کرے گا جو اسے ایسی جعل سازیوں اور دیسہ کاریوں سے تحفظ فراہم کرنے کو تیار نہ ہو۔

دوسری طرف اپیل کنندگان اصرار کر رہے ہیں کہ انہیں نہ صرف اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر پیش کرنے کا لائسنس دیا جائے بلکہ وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ انتہائی محترم و مقدس شخصیات کے ساتھ استعمال ہونے والے القابات اور خطابات وغیرہ کو ان بدعتی غیر مسلموں کے ناموں کے ساتھ چسپاں کیا جائے' جو مسلم شخصیات کے پاسنگ بھی نہیں۔ حقیقتاً" مسلمان اس اقدام کو اپنی عظیم ہستیوں کی بے حرمتی اور توہین و تنقیص پر محمول کرتے ہیں۔ پس اپیل کنندگان اور ان کی برادری کی طرف سے ممنوعہ القابات اور شعائر اسلام کے استعمال پر اصرار اس بارے میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہنے دیتا کہ وہ قصداً" ایسا کرنا چاہتے ہیں' نہ صرف جو ان مقدس ہستیوں کی بے حرمتی کرنے بلکہ دوسروں کو دھوکا دینے کے مترادف بھی ہے۔ اگر کوئی مذہبی گروہ دھوکہ دہی و فریب کاری کو اپنا بنیادی حق سمجھ کر اس پر اصرار کرے اور اس سلسلے میں عدالتوں سے مدد کا طلب گار ہو تو اس کا خدا ہی حافظ ہے۔ امریکہ کی سپریم کورٹ

"Cantwell vs Connecticut (310 US 296 at 306)" نامی مقدمہ میں قرار

دے چکی ہے کہ

"مذہب یا مذہبی عقیدہ کا لبادہ کسی شخص کو' عام لوگوں کو فریب دینے پر تحفظ فراہم نہیں کرتا۔"

علاوہ ازیں اگر اپیل کنندگان یا ان کی برادری' دوسروں کو دھوکہ دینے کا ارادہ نہیں رکھتے تو وہ اپنے لیے نئے القاب وغیرہ کیوں وضع نہیں کر لیتے؟ کیا انہیں اس بات کا احساس نہیں کہ دوسرے مذاہب کے شعائر' مخصوص نشانات' علامات اور اعمال پر انحصار کر کے' وہ خود اپنے مذہب کی ریاکاری کا پردہ چاک کریں گے۔ اس صورت میں اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ان کا نیا مذہب' اپنی طاقت' میرٹ اور صلاحیت کے بل پر ترقی نہیں کر سکتا یا فروغ نہیں پا سکتا بلکہ اسے جعل سازی و فریب پر انحصار کرنا پڑ رہا ہے؟ آخر کار دنیا میں اور بھی بہت سے مذاہب ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں یا دوسرے لوگوں کے القابات وغیرہ پر کبھی غاصبانہ قبضہ نہیں کیا۔ بلکہ وہ اپنے عقائد کی پیروی اور اس کی تبلیغ بڑے فخر سے کرتے ہیں اور اپنے ہیروز کی' اپنے طریقہ سے مدح و ستائش کرتے ہیں۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ پاکستان میں ایسا کوئی قانون نافذ نہیں جو احمدیوں کو ان کے اپنے القابات تخلیق کرنے اور انہیں مخصوص افراد کے ساتھ استعمال کرنے سے روکتا ہو نیز ان کے مذہب پر کسی قسم کی دوسری پابندیاں عائد نہیں ہیں۔

84- جہاں تک رسول اکرمؐ کی ذات گرامی کا تعلق ہے' مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے:-

"ہر مسلمان کے لیے جس کا ایمان پختہ ہو' لازم ہے کہ وہ رسول اکرمؐ کے ساتھ اپنے بچوں' خاندان' والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔"

(صحیح بخاری کتاب الایمان' باب حب الرسول من الایمان)

کیا ایسی صورت میں کوئی کسی مسلمان کو موردِ الزام ٹھہرا سکتا ہے' اگر وہ ایسا توہین آمیز مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے تخلیق کیا ہے' سننے' پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟

85- ہمیں اس پس منظر میں احمدیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر احمدیوں کے اعلانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیے اور اس ردعمل کے بارے میں سوچنا چاہیے جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہو سکتا تھا۔ اس لیے اگر کسی احمدی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانونا" شعائر اسلام کا اعلانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور "رشدی" تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان' مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ مزید برآں اگر گلیوں یا جائے عام پر جلوس نکالنے یا جلسہ کرنے کی اجازت دی جائے تو یہ خانہ جنگی کی اجازت دینے کے برابر ہے۔ یہ محض قیاس آرائی نہیں' حقیقتاً" ماضی میں بارہا ایسا ہو چکا ہے اور بھاری جانی و مالی نقصان کے بعد اس پر قابو پایا گیا (تفصیلات کے لیے منیر رپورٹ دیکھی جاسکتی ہے) ردعمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی احمدی یا قادیانی سرعام کسی چلے کارڈ' بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے' یا دیوار یا نمائشی دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ اعلانیہ رسول اکرمؐ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیاء کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز امن عامہ کو خراب کرنے کا موجب بن سکتی ہے' جس کے نتیجہ میں جان و مال کا نقصان ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت حال میں احتیاطی تدابیر بروئے کار لانا لازمی ہے تاکہ امن و امان برقرار رکھا جاسکے اور جان و مال خصوصا" احمدیوں کے نقصان سے بچا جاسکے۔ اس صورت حال میں مقامی انتظامیہ نے جو فیصلے کیے' یہ عدالت انہیں کالعدم نہیں کرسکتی۔ وہ اس معاملے میں بہترین جج ہیں تاوقتیکہ قانون یا حقیقت کے ذریعے اس کے برعکس ثابت نہ کیا جائے۔

89- ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ احمدیوں کو اپنی شخصیات' مقامات اور معمولات کے لیے نئے خطاب' القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں' عیسائیوں' سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے

بزرگوں کے لیے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں اور وہ اپنے تہوار' امن و امان کا کوئی مسئلہ یا الجھن پیدا کیے بغیر پر امن طور پر مناتے ہیں۔ انتظامیہ جو امن و امان قائم رکھنے اور شہریوں کے جان و مال نیز عزت و آبرو کا تحفظ کرنے کی ذمہ دار ہے' بہرحال مذکورہ بالا اقدار میں سے کسی کو خطرہ لاحق ہونے کی صورت میں مداخلت کرے گی۔

مذکورہ بالا بحث کے نتیجہ میں اس سے متعلقہ اپیلیں بھی نامنظور کی جاتی ہیں۔

دستخط

جسٹس عبدالقدیر چودھری

جسٹس محمد افضل لون

جسٹس ولی محمد خاں

REGD. No. L-7774

GRAMS : LADECISION

BY PERMISSION OF THE GOVERNMENT OF PAKISTAN
MINISTRY OF JUSTICE

VOL. XXVI

No. 8

The Supreme Court Monthly Review

COMPRISING OF SUPREME COURT CASES

Editors :

KHAWAJA MUHAMMAD ASAF, B.A., LL.B.
MR. MUHAMMAD ZUBAIR SAEED, B.A., LL.B.

— AUGUST, 1993 —

Citation : 1993 S C M R 1687

[pp. 1557—1792]

SUPREME COURT MONTHLY REVIEW
35-NABHA ROAD, LAHORE
(*Phones : 213497/214883*)

Printed and Published by Malik Muhammad Saeed at the Pakistan Educational Press, Lahore.

Monthly for regular subscribers Rs. 40/-
For non-subscribers Rs. 50/-

Annual Subscription : Rs. 480/-
(Postage/carriage extra)

Coca Cola, even though its price may be a few cents. Further, it is a criminal offence carrying sentences of imprisonment and also fine. The principles involved are; do not deceive and do not violate the property rights of others.

Generally speaking, the people who are deceiving others with falsified names are being discouraged, even though the loss may be in terms of pennies. In our case, a law has been made to protect even the title and semblance of Quaid-e-Azam, without any challenge from any quarter. However, in this Ideological State, the appellants, who are non-Muslims want to pass off their faith as Islam ? It must be appreciated that in this part of the world, faith is still the most precious thing to a Muslim believer, and he will not tolerate a Government which is not prepared to save him of such deceptions or forgeries.

S

The appellants, on the other hand, insist not only for a licence to pass off their faith as Islam but they also want to attach the exclusive epithets and descriptions etc., of the very reverred Muslim personages to those heretic non-Muslims, who are considered not even a patch on them. In fact the Muslims treat it as defiling and desecration of those personages. Thus the insistence on the part of the appellants and their community, to use the prohibited epithets and the "Shaa'ire Islam (شعائر اسلام) leave no manner of doubt even to a common man, that the appellants want to do so intentionally and it may, in that case amount to not only defiling those pious personages but deceiving others. And, if a religious community insists on deception as its fundamental right and wants assistance of Courts in doing the same, then God help it. It has been held by the United States Supreme Court in Cantwell v. Connecticut (310 U.S. 296 at 306) that "the cloak of religion or religious belief does not protect anybody in committing fraud upon the public".

T

Again, if the appellants or their community have no designs to deceive, why do not they coin their own epithets etc. ? Do not they realise that relying on the 'Shaairs' and other exclusive signs, marks and practices of other religions will betray the hollowness of their own religion. It may mean in that event that their new religion cannot progress or expand on its own strength, worth and merit but has to rely on deception. After all there are many other religions in the world and none of them ever usurped the epithets etc., of Muslims or others. Rather, they profess and present their own beliefs proudly and eulogise their heroes their own way. It must, however, be mentioned here that there is no law in Pakistan which forbids Ahmadis to coin their own epithets etc. and use them exclusively and there is no other restriction of any sort, whatever, against their religion.

It was argued that the finding of the Federal Shariat Court that the Ordinance is not contrary to Qur'an and Sunnah, is of no consequence, so far as this Court is concerned.

praise him. Therefore, if anything is said against the Prophet, it will injure the feelings of a Muslim and may even incite him to the breach of peace, depending on the intensity of the attack. The learned Judge in the High Court has quoted extensively from the Ahamdi literature to show how Mirza Ghulam Ahmad belittled also the other Prophets, particularly, Jesus Christ, whose place he wanted to occupy. We may not, however, repeat that material but two examples may suffice. Mirza Ghulam Ahmad wrote:

> "The miracles that the other Prophets possessed individually were all granted to Muhammad (p.b.u.h.). They all were then given to me as I am his shadow. It is for this reason that my names are Adam, Abraham, Moses, Noha, David, Joseph, Soloman, John and Jesus Christ...." (Malfoozaat, Vol. 3, page 270, printed Rabwah).

About Jesus Christ he stated:

> "The ancestors of Jesus Christ were pious and innocent? His three paternal grandmothers and maternal grandmothers were prostitutes and whores and that is the blood he represents."
>
> (Appendix Anjaame Atham, Note 7).

Qur'an on the other hand, praises Jesus Christ, his mother and his family. (See 3: 33-37, 3:45-47, 19: 16-32). Can any Muslim utter anything against Qur'an and can anyone who does so claim to be a Muslim? How can then Mirza Ghulam Ahmed or his followers claim to be Muslims? It may also be noted here that, for his above writings, Mirza Sahib could have been convicted and punished, by and English Court, for the offence of blasphemy, under the Blasphemy Act, 1679, with a term of imprisonment.

84. Again, as far the Holy Prophet Muhammad (p.b.u.h.) is concerned:

> "every Muslim who is firm in his faith, must love him more than his children, family, parents and much more than any one else in the world."
>
> (See Al-Bukhari, Kitabul Eeman, Bab Hubbul Rasool Min-al-Eeman).

Can then anyone blame a Muslim if he loses control of himsel on hearing, reading or seeing such blasphemous material as has been produced by Mirza Sahib?

85. It is in this background that one should visualise the public conduct of Ahmadis, at the centenary celebrations and imagine the reaction that it might have attracted from the Muslims. So, if an Ahmadi is allowed by the administration or the law to display or chant in public, the Shaair-e-Islam', it is like creating a Rushdi' out of him. Can the administration in that case guarantee his life, liberty and property and if so at what cost? Again, if this permisson is given to a procession or assembly on the streets or a public place, it is like permitting civil war. It is not a mere guesswork. It has happened, in

fact many a time, in the past, and had been checked at cost of colossal loss of life and property (For details, Munir's report may be seen). The reason is that when an Ahmadi or Ahmadis display in public on a placard, a badge or a poster or write on walls or ceremonial gates or buntings, the 'Kalima', or chant other 'Shaee're Islam' it would amount to publicly defiling the name of Holy Prophet (p.b.u.h.) and also other Prophets, and exalting the name of Mirza Sahib, thus infuriating and instigating the Muslims so that there may be a serious cause for disturbance of the public peace, order and tranquillity and it may result in loss of life and property. The preventive actions, in such situations are imperative in order to maintain law and order and save loss or damage to life and property particularly of Ahmadis. In that situation, the decisions of the concerned local authorities cannot be overruled by this Court, in this jurisdiction. They are the best judges unless contrary is proved in law or fact.

W

86. The action which gave rise to the present proceedings arose out of the order of the District Magistrate, passed under section 144, Cr.P.C. The Ahmadia community who are the predominant residents of Rabwah were informed of the order of the District Magistrate through their office-bearers, by the Resident Magistrate and directed to remove ceremonial gates, banners and illuminations and further ensure that no further writing will be done on the walls. The appellants could not show that the above practices are essential and integral part of their religion. Even the holding of centenary celebrations on the roads and streets was not shown to be the essential and integral part of their religion.

87. The question whether such a requirement is a part of freedom of religion and if they are subject to public safety, law and order etc. has already been discussed in detail, in the light of the judgments from countries like Australia, and the United States, where the fundamental rights are given top priority. We have also quoted judgments even from India. Nowhere the practices which are neither essential nor integral part of the religion are given priority over the public safety and the law and order. Rather, even the essential religious practices have been sacrificed at the altar of public safety and tranquillity.

88. It is stated by the appellants that they wanted to celebrate the 100 years Ahmadia movement in a harmless and innocent manner, inter alia; by offering special thanks-giving prayers, distribution of sweets amongst children, and serving of food to the poor. We do not find any order stopping these activities, in private. The Ahmadis like other minorities are free to profess their religion in this country and no one can take away that right of theirs, either by legislation or by executive orders. They must, however, honour the Constitution and the law and should neither desecrate or defile the pious personage of any other religion including Islam, nor should they use their exclusive epithets, descriptions and titles and also avoid using the exclusive

XX

names like mosque and practice like 'Azan', so that the feelings of the Muslim community are not injured and the people are not misled or deceived as regards the faith.

89. We also do not think that the Ahmadis will face any difficulty in coining new names, epithets, titles and descriptions for their personages, places and practices. After all Hindus, Christians, Sikhs and other communities have their own epithets etc., and are celebrating their festivals peacefully and without any law and order problem and trouble. However, the executive, being always under a duty to preserve law and order and safeguard the life, liberty, property and honour of the citizens, shall intervene if there is a threat to any of the above values. XX

90. It may be mentioned here that the learned single Judge has passed a detailed and well-reasoned order and has sagaciously and candidly taken into consideration judgments from such foreign jurisdictions which would infuse confidence in this hypersensitive, non-Muslim minority, i.e. Ahmadis. Therefore, we instead of further burdening the record, would adopt his reasoning also. The Ordinance is thus held to be not ultra vires of the Constitution. The result is that we find that neither is Article 20 of the Constitution attracted to the facts of the case nor is there any merit in this appeal. The appeal is dismissed. YY

91. As a result of the above discussion, the connected appeals are also dismissed.

(Sd.) Abdul Qadeer, Ch. J

(Sd.) Muhammad Afzal Lone, J

(Sd.) Wali Muhammad Khan, J

SALEEM AKHTAR, J.---The appellants have claimed protection of their right under Articles 19, 20 and 25 on the basis of being a minority as declared by the Constitution. They admit to be a minority in terms of the Constitution as distinguished from the Muslims. Their claim being that they should be treated equally under law like other minorities enjoying freedom of speech and expression and they should be allowed to profess, practise and propagate their religion. The first claim is covered by Articles 19 and 25 while the second one is based on Article 20.

2. Law permits reasonable classification and distinction in the same class of persons, but it should be founded on reasonable distinction and reasonable basis. Reference can be made to Government of Balochistan v. Azizullah Memon PLD 1993 SC 314. The Quadianis/Ahmadis on the basis of their faith and religion as elucidated by my learned brother Abdul Qadeer Chaudhry, J. vis-a-vis Muslims stand at a different pedestal as compared to other minorities. Therefore, considering these facts and in order to maintain public order it was felt necessary to classify them differently and promulgate the impugned law to ZZ AAA

روضہ رسول ﷺ کی توہین

عزت ماب جناب جسٹس میاں نذیر اختر' قادیانیوں کے خلاف توہین رسالت ﷺ کے ایک مقدمہ میں اپنے ایک فیصلہ میں لکھتے ہیں:

"حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کی وجہ سے مسلمان اہل بیتؓ سے بھی محبت رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان تمام مقامات سے بھی محبت رکھتے ہیں جہاں وہ (نبی اکرمؐ) مقیم رہے یا چلتے پھرتے رہے۔ مسلمان مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی ریت' گرد و غبار' کھجوروں' حتیٰ کہ گلیوں سے شدید محبت کرتے ہیں۔ وہ حضور اکرم ﷺ کی (مقدس) جائے تدفین (روضہ رسول ﷺ) کو حضور نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ کے مطابق جنت الفردوس کا ایک حصہ سمجھتے ہیں۔

مابین بیتی و منبری روضة من ریاض الجنة

(ترجمہ: میرے گھر اور میرے منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔)

(سراج المنیر۔ شرح جامع الصغیر صفحہ 246)

تاہم مرزا غلام احمد نے اپنے آپ کو حضور نبی کریم حضرت محمد ﷺ کے ہمسر ہونے اور ان سے مشابہت رکھنے کا دعوئی کرکے انتہائی مذموم جسارت کا مظاہرہ کیا ہے' انہوں نے قادیان کو مکہ اور مدینہ کی طرح قابل احترام (حرم) قرار دے کر مکہ اور مدینہ کے مقدس مقامات کی بے حرمتی کی ہے اور اس حد تک دعوئی کیا ہے کہ قادیان کی ایک زیارت کرنا' نفلی حج سے برتر اور اعلیٰ ہے۔ وہ (مرزا غلام احمد قادیانی) اس حد تک آگے چلا گیا کہ اس نے حضور اکرم حضرت محمد ﷺ کی (مقدس) جائے تدفین (روضہ رسول ﷺ) کا تذکرہ کرتے ہوئے غلیظ زبان کے استعمال کی انتہا کر دی۔ ظاہراً اپنے جوش و جذبہ میں نبی مکرم ﷺ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر برتری ظاہر کرنے کے لئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نظریہ نزول آسمانی کو مسترد کرتے ہوئے مرزا صاحب لکھتے ہیں:

> "ہم بار ہا لکھ چکے ہیں کہ حضرت مسیح کو اتنی بڑی
> خصوصیت آسمان پر زندہ چڑھنے اور اتنی مدت تک زندہ رہنے

اور پھر دوبارہ اترنے کی جو دی گئی ہے۔ اس کے ہر ایک پہلو سے ہمارے نبی ﷺ کی توہین ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک بڑا تعلق جس کا کچھ حد و حساب نہیں' حضرت مسیح سے ہی ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً آنحضرت ﷺ کی سو برس تک بھی عمر نہ پہنچی مگر حضرت مسیح اب قریباً دو ہزار برس سے زندہ موجود ہیں اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی۔ مگر حضرت مسیح کو آسمان پر جو بہشت کی جگہ اور فرشتوں کی ہمسائیگی کا مکان ہے' بلا لیا۔ اب بتاؤ محبت کس سے زیادہ کی۔ عزت کس کی زیادہ کی۔ قرب کا مقام کس کو دیا اور پھر دوبارہ آنے کا شرف کس کو بخشا۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 112 (حاشیہ) مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 205 از مرزا قادیانی)

حضور اکرم حضرت محمد ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقابلی مقام مرتبہ کا نتیجہ اور قدر و قیمت خواہ کچھ بھی ہو' مگر ایک بات واضح ہے کہ مرزا صاحب نے نبی کریم ﷺ کے مقدس مقام تدفین کے متعلق انتہائی تحقیر آمیز الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جس کے تصور ہی سے ایک مسلمان لرز جاتا ہے۔

درود شریف کی توہین

مرزا غلام احمد کے مندرجہ بالا عقائد و نظریات' جن سے مسلمانوں کو شدید صدمہ پہنچا ہے اور ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں' کے بعد مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ درود و سلام کے مستحق ہیں۔ بقول مرزا صاحب اللہ تعالیٰ اس پر درود بھیجتا ہے' مرزا غلام احمد کے الہامات اور وحیوں پر مشتمل کتاب "تذکرہ" (طبع دوم) کے صفحہ نمبر 794 پر ایک وحی یہ درج ہے۔

"صلی اللہ علیک وعلی محمد"

مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب اربعین نمبر 2 میں مندرجہ ذیل دعویٰ کیا ہے۔

"بعض بے خبر یہ اعتراض بھی میرے پر کرتے ہیں کہ اس شخص

کی جماعت اس پر فقرہ علیہ الصلوۃ والسلام کا اطلاق کرتے ہیں اور ایسا کرنا حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور دوسروں کا صلوۃ یا سلام کہنا تو ایک طرف' خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس کو پاوے' میرا سلام اس کو کہے اور احادیث اور تمام شروح احادیث میں مسیح موعود کی نسبت صدہا جگہ صلوۃ وسلام کا لفظ لکھا ہوا موجود ہے۔ پھر جب کہ میری نسبت نبی علیہ السلام نے یہ لفظ کہا' صحابہ نے کہا بلکہ خدا نے کہا' تو میری جماعت کا میری نسبت یہ فقرہ بولنا کیوں حرام ہو گیا۔"

(اربعین نمبر2 صفحہ نمبر6' مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 ص 349 از مرزا قادیانی)

دوبارہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب حقیقت الوحی باب چہارم ص 75 اور "تذکرہ" طبع دوم ص 625-626 میں دعوئی کرتا ہے کہ مندرجہ ذیل وحی اس پر اتری ہے۔

اصحاب الصفتہ وما ادرک ما اصحب الصفتہ تری اعینہم تفیض من الدمع یصلون علیک

(ترجمہ: "صفہ کے رہنے والے اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہیں صفہ کے رہنے والے۔ تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے۔ وہ تیرے (مرزا قادیانی) پر درود بھیجیں گے۔")

یہی وحی مرزا صاحب کی کتاب تذکرہ طبع دوم صفحات 245'246 اور 625' 626 میں درج ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اصحاب صفہ مرزا صاحب پر درود بھیجتے ہیں۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قادیانی' مرزا غلام احمد کے لئے درود و سلام پڑھتے ہیں اور ساتھ ہی مرزا غلام احمد کو حضور اکرم حضرت محمد ﷺ کے برابر گردانتے ہیں۔ قادیانیوں کی اس حرکت اور فعل سے واضح طور پر حضور اکرم حضرت محمد ﷺ کے مقدس اور مبارک نام کی تحقیر اور بے حرمتی ثابت ہوتی ہے۔

(PLD 1992 Lahore)

اور تم میں سے بھی بہتوں میں یہ مادہ موجود ہے۔ پس خبردار رہو اور دعا میں مشغول رہو تا ٹھوکر نہ کھاؤ۔ اور اس آیت کا دوسرا فقرہ جو الضالین ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ ہمیں اے ہمارے پروردگار اس بات سے بھی بچا کہ ہم عیسائی بن جائیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ

ملا ہوا ہے کہ گویا ان رُوحوں میں ایک رُوح ہے اور پھر دنیوی زندگی میں بھی کچھ فتور نہیں۔ اس جہان میں بھی ہے اور اُس جہان میں بھی۔ گویا دونوں طرف اپنے دو پَیر پھیلا رکھے ہیں۔* ایک پَیر دنیا میں اور دوسرا پَیر فوت شدہ رُوحوں میں۔ اور دنیوی زندگی بھی عجیب کہ باوجود اس قدر امتداد مدت کے کھانے پینے کی محتاج نہیں اور نیند سے بھی فارغ ہے اور پھر آخری زمانہ میں بڑے کرّوفر اور جلالی فرشتوں کے ساتھ آسمان پر سے اُترے گا۔ اور گو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج کی رات میں نہ چڑھنا دیکھا گیا اور نہ اترنا مگر حضرت مسیح کا اُترنا دیکھا جائیگا تمام مولویوں کے روبرو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اُترے گا۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ مسیح نے وہ کام دکھلائے جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم باوجود اصرار مخالفوں کے دکھلا نہ سکے۔ بار بار قرآنی اعجاز کا ہی حوالہ دیا۔ بقول تمہارے مسیح سچ مچ مُردوں کو زندہ کرتا رہا۔ شہر کے لاکھوں انسان ہزاروں برسوں کے مرے ہوئے زندہ کر ڈالے۔ ایک دفعہ شہر کا شہر زندہ کر دیا۔ مگر

* ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حضرت مسیح کو اتنی بڑی خصوصیت آسمان پر زندہ چڑھنے اور اتنی مدت تک زندہ رہنے اور پھر دوبارہ اُترنے کی جو دی گئی ہے اسکے ہر ایک پہلو سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک بڑا تعلق جس کا کچھ حد و حساب نہیں حضرت مسیح سے ہی ثابت ہوتا ہے مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تو سو برس تک بھی عمر نہ پہنچی مگر حضرت مسیح اب قریباً دو ہزار برس سے زندہ موجود ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چھپانے کیلئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی مگر حضرت مسیح کو آسمان پر جو بہشت کی جگہ اور فرشتوں کی ہمسائیگی کا مکان ہے بلا لیا۔ اب بتلاؤ محبت کس سے زیادہ کی؟ عزت کس کی زیادہ کی؟ قرب کا مکان کس کو دیا اور پھر دوبارہ آنے کا شرف کس کو بخشا؟ منہ

وہ عیب میں داخل ہیں یا چند ایسی پیشگوئیاں پیش کریں جو ان کے نزدیک وہ پوری نہیں ہوئیں۔ مگر وہ امور ایسے ہوں جو انبیاء کے سوانح یا اُنکی پیشگوئیوں میں اُن کی نظیر مل نہ سکے۔ مگر یاد رہے کہ اگر وہ ایسی مہذب اور دانشمند مجلس میں یہ تصفیہ کرنا چاہیں تو ضرور ثابت ہو جائیگا کہ وہ صرف بہتان اور افترا کرنے والے ہیں۔ غائبانہ ذکر تو صرف غیبت کہلاتا ہے۔ اس سے زیادہ نہیں اور اُس سے کچھ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس میں شخص غیبت کنندہ کو بوجہ اکیلا ہونے کے ہر ایک کذب اور افترا کی بہت گنجائش ہوتی ہے پس بلاشبہ ایسی غیبت جس مجلس میں سُنی جاتی ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک صلحاء کی مجلس نہیں ہے۔ اگر انسان اپنے دل میں سچائی کی طلب رکھتا ہے تو جو بات اس کو سمجھ نہ آوے اس کو پُوچھ لینا چاہیئے۔ اگر میرے پر یہ الزام لگایا جائے کہ کوئی پیشگوئی میری پوری نہیں ہوئی یا پورا ہونے کی اُمید جاتی رہی تو اگر مَیں نے بحوالہ انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں کے یہ ثابت نہ کر دیا کہ درحقیقت وہ تمام پیشگوئیاں پوری ہو گئی ہیں یا بعض انتظار کے لائق ہیں اور وہ اُسی رنگ کی ہیں جیسا کہ نبیوں کی پیشگوئیاں تھیں۔ تو بلاشبہ میں ہر ایک مجلس میں جھوٹا ٹھیرونگا۔ لیکن اگر میری باتیں نبیوں کی باتوں سے مشابہ ہیں تو جو مجھے جھوٹا کہتا ہے اُس کو خدا تعالےٰ کا خوف نہیں ہے۔ بعض بے خبر ایک یہ اعتراض بھی میرے پر کرتے ہیں کہ اس شخص کی جماعت اس پر فقرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اطلاق کرتے ہیں اور ایسا کرنا حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مَیں مسیح موعود ہوں۔ اور دوسروں کا صلوٰۃ یا سلام کہنا تو ایک طرف خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس کو پاوے۔ میرا سلام اُس کو کہے۔ اور احادیث اور تمام شروح احادیث میں مسیح موعود کی نسبت صدہا جگہ صلوٰۃ اور سلام کا لفظ لکھا ہُوا موجود ہے۔ پھر جبکہ میری نسبت نبی علیہ السلام نے یہ لفظ کہا صحابہ نے کہا بلکہ خدا نے کہا تو میری جماعت کا میری نسبت یہ فقرہ بولنا کیوں حرام ہو گیا۔ خود عام طور پر تمام مومنوں کی نسبت قرآن شریف میں

صلا

یُرْضِیْکَ۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا۔ فَتْحُ الْوَلِیِّ فَتْحٌ

ایسا امر آسمان سے نازل ہوگا جس سے تو خوش ہو جائیگا۔ ہم ایک کھلی کھلی فتح تجھ کو عطا کرینگے۔ ولی کی فتح ایک بڑی

وَ قَرَّبْنَاہُ نَجِیًّا۔ اَشْجَعُ النَّاسِ۔ وَلَوْ کَانَ

فتح ہے۔ اور ہم نے اس کو ایسا قرب بخشا کہ ہمراز اپنا بنا دیا۔ وہ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہے۔ اور اگر

اَلْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا لَنَالَہٗ۔ اَنَارَ اللّٰہُ بُرْھَانَہٗ۔

ایمان ثریا سے معلق ہوتا تو وہ وہیں جاکر اس کو لے لیتا۔ خدا اس کی حجت روشن کرے گا۔

کُنْتُ کَنْزًا مَّخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ۔ یَا قَمَرُ یَا شَمْسُ

میں ایک خزانہ پوشیدہ تھا پس میں نے چاہا کہ ظاہر کیا جاؤں۔ اے چاند! اے سورج!

اَنْتَ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْکَ۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَانْتَھٰی

تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں تجھ سے۔ جب خدا کی مدد آئے گی اور زمانہ

اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَیْنَا۔ وَتَمَّتْ کَلِمَۃُ رَبِّکَ۔ اَلَیْسَ ھٰذَا

ہماری طرف رجوع کرے گا۔ تب کہا جائے گا کہ کیا یہ شخص جو بھیجا گیا حق

بِالْحَقِّ۔ وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ وَلَا تَسْئَمْ مِّنَ النَّاسِ۔

پر نہ تھا؟ اور چاہیئے کہ خلق الٰہی کے ملنے کے وقت چیں بجبیں نہ ہو۔ اور چاہیئے کہ تو

وَوَسِّعْ مَکَانَکَ۔ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا

لوگوں کی کثرت ملاقات سے تھک نہ جائے۔ اور تجھے لازم ہے کہ اپنے مکانوں کو وسیع کرے تا لوگ جو کثرت سے آئیں گے

اَنَّ لَھُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّھِمْ۔ وَاتْلُ عَلَیْھِمْ

ان کو تجھ کو دیکھنے میں تنگی نہ ہو۔ اور ایمانداروں کو خوشخبری دے کہ خدا کے حضور میں ان کا قدم صدق ہے۔ اور جو

مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ۔ اَصْحَابُ الصُّفَّۃِ۔

کچھ تیرے رب کی طرف سے تیرے پر نازل کیا گیا ہے وہ ان کو سنا۔ جو تیری جماعت میں داخل ہوں گے۔ صفہ

وَمَآ اَدْرٰکَ مَآ اَصْحٰبُ الصُّفَّۃِ۔ تَرٰٓی اَعْیُنَھُمْ

کے رہنے والے۔ اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہیں صفہ کے رہنے والے۔ تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے

تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ۔ يُصَلُّوْنَ عَلَيْكَ۔ رَبَّنَا اِنَّنَا
آنسو جاری ہوں گے۔ وہ تیرے پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا

سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ۔ وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ
ہم نے ایک منادی کرنیوالے کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے۔ اور خدا کی طرف

وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا۔ يَا اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَةُ عَلٰى
بلاتا ہے۔ اور ایک چمکتا ہوا چراغ ہے۔ اے احمدؐ! تیرے لبوں پر رحمت

شَفَتَيْكَ۔ اِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا۔ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ۔
جاری کی گئی۔ تو میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ میں نے تیرا نام متوکل رکھا۔

يَرْفَعُ اللّٰهُ ذِكْرَكَ۔ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ فِى الدُّنْيَا
خدا تیرا ذکر بلند کرے گا۔ اور اپنی نعمت دنیا اور آخرت میں تیرے پر

وَالْاٰخِرَةِ۔ بُوْرِكْتَ يَا اَحْمَدُ۔ وَكَانَ مَا بَارَكَ اللّٰهُ
پوری کرے گا۔ اے احمدؐ! تو برکت دیا گیا۔ اور جو کچھ تجھے برکت دی گئی

فِيْكَ حَقًّا فِيْكَ۔ شَاْنُكَ عَجِيْبٌ وَاَجْرُكَ
وہ تیرا ہی حق تھا۔ تیری شان عجیب ہے اور تیرا اجر

قَرِيْبٌ۔ اَلْاَرْضُ وَالسَّمَاءُ مَعَكَ كَمَا هُوَ مَعِيْ۔
قریب ہے۔ آسمان اور زمین تیرے ساتھ ہیں جیسے کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔

اَنْتَ وَجِيْهٌ فِىْ حَضْرَتِيْ۔ اِخْتَرْتُكَ لِنَفْسِيْ۔ سُبْحَانَ
تو میری درگاہ میں وجیہ ہے میں نے تجھے اپنے لئے چنا۔ خدائے پاک

اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى زَادَ مَجْدَكَ۔ يَنْقَطِعُ اٰبَاؤُكَ
جو برکتوں والا اور بڑا بزرگ ہے وہ تیری بندگی کو زیادہ کریگا۔ تیرے باپ دادوں کا ذکر منقطع

وَيُبْدَءُ مِنْكَ۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَتْرُكَكَ۔ حَتّٰى
ہو جائیگا اور تیرے بعد سلسلہ خاندان کا تجھ کو شروع ہوگا۔ اور خدا ایسا نہیں کہ تجھ کو چھوڑ دے جبتک

لے یاد رہے کہ ظاہری بزرگی اور وجاہت کے لحاظ سے اس خاکسار کا خاندان بہت شہرت رکھتا تھا۔ بلکہ

عالمِ اسلام کی تاریخ میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

ثبوت حاضر ہیں!

قادیانیوں کے بدترین کفریہ عقائد و عزائم پر عینی عکسی شہادتیں

ترتیب و تحقیق

محمد متین خالد

یہ ایک ایسی تاریخی و تحقیقی کتاب ہے

- جو قادیانیوں کی اسلام کے خلاف ہرزہ سرائیوں اور گستاخیوں کے مستند دستاویزی ثبوت لیے ہوئے ہے۔
- جسے کئی سال کی شبانہ روز انتھک محنت کے بعد مکمل کیا گیا ہے
- جس میں قادیانی کتب اور اخبارات و رسائل کے ۵۰ ہزار سے زائد صفحات کھنگالنے کے بعد قادیانیوں کے مذموم عقائد و عزائم کے تحریری ثبوت یکجا کر دیے گئے ہیں۔
- جس کے مطالعے سے ہر قادیانی اپنے عقائد کی اصلی اور بھیانک تصویر دیکھ کر راہِ ہدایت پا سکتا ہے۔
- جو سادہ لوح مسلمانوں کو فتنہ ارتداد سے بچانے کے لیے ایک مؤثر ہتھیار ثابت ہو سکتی ہے۔
- جس کا مطالعہ علماء، خطباء، وکلاء، اساتذہ اور طلباء کو فتنۂ قادیانیت کے خلاف مضبوط دلائل اور ٹھوس معلومات کا ذخیرہ فراہم کرے گا۔
- جسے قادیانیت کے خلاف ہر عدالتی مقدمہ، بحث اور مناظرہ میں مستند حوالے کی حیثیت سے پیش کیا جا سکتا ہے۔
- جسے تمام مکاتیبِ فکر کے جید علمائے کرام اور نامور اہلِ علم و دانش کی خواہش اور سرپرستی میں تیار کیا گیا۔

سنسنی خیز
واقعات

ایک ایسی دستاویز جس کا مدتوں سے انتظار تھا

پڑھیے اور تحفظِ ختمِ نبوت کے لیے آگے بڑھیے!